صحابہ کرام رضؓ کے جنگی معرکے

المعروف بہ

فتوح الشام

عروجِ اسلام کی داستان مورّخِ اسلام علاّمہ واقدی کی زبانی

مُترجم

مولانا حکیم شبّیر احمد انصاری

مکتبہ خلیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی معرکے

المعروف بہ

فتوح الشام

عروجِ اسلام کی داستان

مؤرخِ اسلام علامہ واقدی کی زبانی

مترجم

مولانا حکیم شبیر احمد انصاری

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118

نام کتاب .... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنگی معرکے
المعروف بہ فتوح الشام

تالیف .... علامہ محمد بن عمر واقدی

ترجمہ .... مولانا حکیم شبیر احمد انصاری

اشاعت .... نومبر 2010ء

طباعت .... گنج شکر پرنٹرز لاہور

باہتمام .... معاذ حسن بٹ

ضروری وضاحت: ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح واصلاح کے لئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکیں نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

ملنے کے پتے

اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید۔ راولپنڈی
اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک۔ راولپنڈی
مکتبہ رشیدیہ۔ کمیٹی چوک راولپنڈی
مدنی کتب خانہ۔ تبلیغی مرکز مانسہرہ
عثمان دینی کتب خانہ۔ تبلیغی مرکز مانسہرہ
اسلامی کتب خانہ، تبلیغی مرکز مانسہرہ
مکتبہ امینیہ، احسن ابدال
بیت الکتب، گلشن اقبال، کراچی

فہرست مضامین

☆☆☆

پیش لفظ

از: مترجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد!

خداوند تعالیٰ کا یہ اٹل قانون ہے کہ جب صحن عالم کے سرسبز وشاداب درخت موسم خزاں کے جور وستم اور بادسموم کے استبدادی تھپیڑوں سے مرجھا کر پائمال ہو جاتے ہیں تو صانع مطلق کی عجیب عجیب گلکاریاں اور موسم بہار کی حیرت انگیز گل پاشیاں اپنا کام کر کے انھیں دبستان عالم بنا کر رشک جنان کر دیتی ہیں اور جب ارض الٰہی کے مادی اجزاء کو آفتاب عالمتاب اپنی تیز تیز کرنوں اور سخت سخت نگاہوں سے دیکھ کر اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ اس سے اکتساب حرارت کر کے کرہ نار بن جائے تو ابر کرم گستر سمندر کی سطح سے اٹھ کر آفتاب کے چہرہ پر اپنی چادر کا نقاب ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح جب رات کی تاریکی تمام دنیا پر محیط ہو جاتی ہے اور اس کی ظلمت کی چادر میں کہیں سفیدی کا نام ونشان باقی نہیں رہتا تو آفتاب عالمتاب اپنی ضیا پاشیاں کرتا ہوا اس چادر کے ایک کونے کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے اور دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک اسے منور کر دیتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے: لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اور وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ''کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔'' اور اے رسولؐ! آپ سنۃ اللہ میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔ ان آیات بینات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ ازل سے ابد تک خدائی قانون ایک ہی رہتا ہے اور جب یہ زمین جس پر تم بستے ہو طغیان وفساد کے گرم جھونکوں سے تپ اٹھتی ہے یا تمرد وسرکشی کی ظلمت سے سیاہ خانہ بن جاتی ہے اور امن وامان کی پاک اور سفید چادریں جور وظلم کی خونی تلواروں کی روانی سے سرخ ہو جاتی ہیں تو ایک ابر رحمت برس کر زمین کے دہن ہائے ہمہ تن تشنگی کو سیراب کر دیتا ہے اور آفتاب حق وعدالت طلوع ہو کر سیاہ خانہ عالم میں چاروں طرف ظلمت کو کافور کرتا ہوا اسے صداقت کے نور سے بھر دیتا ہے اور آسمان سے طاہر ومطہر انصاف کے چھینٹے پڑتے ہیں اور اس چادر کو پھر پہلے جیسا ہی صاف وستھرا بنا دیتے ہیں۔

ٹھیک اسی قانون کے موافق جب دنیا پر گمراہی کے بادل چھا گئے، توحید کی روشنی شرک کے تھپیڑوں سے بجھ گئی۔ وحدانیت کے پرچم کے بجائے تثلیث کا علم لہرانے لگا۔ ایک تین اور تین ایک ہو گئے۔ خدا بزرگ وبرتر کے گھر میں تین سو ساٹھ بتوں نے جگہ بنالی۔ توحید کی جھلک جاتی رہی وحدانیت کا رنگ اتر گیا۔ وحدت کی روشنی پر شرک کی ظلمت غالب ہو گئی۔ امن وامان کی جگہ فتنہ وفساد نے لے لی، خرمن امن پر بجلیاں گرنے لگیں۔ بات بات پر فساد ہونے لگا۔ بے گناہ لڑکیاں زندہ دفن ہونے لگیں۔ حریت وآزادی کے بجائے غلامی کی زنجیر گلوں میں پڑنے لگی، جو سجدہ کرنے کے لیے مخلوق ہوئے تھے۔ انھیں سجدہ ہونے لگا۔ دنیا حرص ومطامع کی آماجگاہ بن گئی عدل وانصاف مفقود ہو گیا۔ یوم الست کا معاہدہ پرزے پرزے کر دیا گیا۔ خدا سے بے وفائی کرنے کا ایک کہرام مچ گیا۔ زمین جو صالح اور نیک بندوں کی وراثت میں بھی تھی تثلیث وکفر کے پرستاروں میں چلی گئی۔ تلواروں اور برچھیوں کی کثرت نے آفتاب کی شعاعیں روک دیں۔ غیر عدلی قوتوں کی خون آشام تلواریں بے نیام ہونے لگیں جہالت نے علم کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا تو فاران کی بلندچوٹی سے اللہ اکبر کی صدا فضائے عالم میں گونجی۔ ریگستان حجاز سے ابر رحمت دنیا پر چھایا۔ غار حرا سے ایک قدسی صفت انسان مشعل

ہدایت لے کر نکلا اور زمین تہامہ سے دنیا کی رہنمائی کرنے کے لیے خدائے ذوالجلال والاکرام نے ایک ہاشمی مطلبی اور امی نبی پیدا کیا جس نے دنیا کے فلسفیوں کی زبان گنگ اور عالم کی منطقیوں کا نطق پامال کر دیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ارض مکہ سے مجسم اجابت بن کر اور سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت بیت اللہ الحرام سے رحمۃ للعالمین ہو کر اقصائے عالم کے لیے نکلی اور چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ ایک کامل شخص، ایک حکیم، ایک مقنن، ایک مؤید من اللہ، ایک دانشمند فلسفی، اور ایک اولوالعزم پیغمبر دنیا کے سامنے آیا، قوم کو آواز دی، جمع کیا اور ہدایت کی طرف بلا کر اس میں روحانی زندگی بھر دی۔ عرب کے بت پرستوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعوت کا سبق یاد دلایا۔ کور باطن یہودیوں کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی وہ روشنی جو آپ نے کوہ طور پر دیکھی تھی دکھلائی۔ مردہ دل نصرانیوں کو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی طرح زندہ دل کر دیا اور ان کے قلوب میں جو دراصل مردہ ہو گئے تھے از سر نو جان ڈال دی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعلیم کو زندہ کیا۔ لات و منات کے پوجنے والوں اور جبل وعزیٰ کے آگے سر جھکانے والوں کو خدا کی راہ دکھائی اور کفر و شرک کی تاریکی سے نکال کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیا، وحشیوں میں تہذیب پھیل گئی۔ کافر، مومن بت پرست بت شکن، جاہل عالم اور بے وقوف حکیم بن گئے۔ سرکشی اور خودسری کے خیالات دماغ سے نکل گئے۔ سینے عداوت اور دماغ غرور و نخوت سے خالی ہو گئے۔ دشمن دوست اور حریف ماں جائے بھائی نظر آنے لگے۔ اختلاف، پھوٹ اور عداوت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور وہ کینہ ور عرب جو ایک ضدی قوم تھی، اسلام کے ایک رشتہ میں منسلک ہو گئی۔ عبداللہ کے یتیم فرزند کی آواز اسرافیل کے صور کی طرح اور عبدالمطلب کے لاوارث بچے کی صدا روح القدس کی آواز کے مانند جہاں جہاں پہنچی مُردوں کو زندہ کر دیا۔ اور عرب و عجم میں اس نے ایک کایا پلٹ کے رکھ دی۔ خدا کے ایک ایسے بندے کی تقریر جس نے نہ باپ کی شفقت کا مزہ چکھا تھا نہ ماں کی محبت دیکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امی رسول کی گفتگو جس نے نہ کسی قسم کی تعلیم و تربیت پائی تھی، نہ درس و تدریس، جس کسی نے سنی وہ ایسا مجسمہ ہدایت بن گیا کہ گویا اس کی قلب ماہیت ہو گئی اور عرب کے وحشی بدو اور جنگلی لوگ اس کے ایسے تابع فرمان ہو گئے کہ گویا وہ اخلاق و تمدن کے پیکر حقیقی ہیں جنہیں سوائے مدنیت کے انتظام کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔

وہ مصلح اعظم و مجسمہ رشد و ہدایت اور وہ دنیا کا حقیقی رہبر ایک عرصہ تک قوم کو ضلالت کے گڑھے سے نکال کر نجات کے کنارے پر لاتا رہا اور گمراہی کی خندق سے ہدایت کی بلندی پر چڑھاتا رہا۔ آخر ہجرت کے گیارہویں سال جب وہ اپنا پیغام ساری دنیا کو پہنچا چکا اور اس کی قوم کے افراد خود ایک مستقل حکیم، فلسفی، دانا خداشناس اور خداترس ہو گئے۔ حقیقت و معرفت کی باتیں کرنے لگے اور اس قابل بن گئے کہ دنیا کے ریفارمروں کو سبق دینے لگیں تو اس نے اپنی وہ شعاع اپنے مخلص جانشینوں، خلفاء اور نائبوں کے ہاتھ میں دی اور ایک سیاست مدنی۔ اقتصاد کا فلسفہ اور مذہب کی کتاب جو بنظر مضامین اور بلحاظ عبارت اپنی نظیر آپ تھی ان کے سپرد کی اور خود اپنے معبود، کعبہ کے رب اور عالم کے پروردگار کے پاس چلا گیا اور انھیں ہدایت کر دی کہ میرے طریقہ سنت اور راستہ پر چلتے رہیں اور میرا پیغام جو میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اپنے ساتھ لایا تھا کہ دنیا کے ہر چھوٹے بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ اور صغیر و کبیر کے پاس پہنچا دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور مخلص ساتھیوں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کیا۔ رشد و ہدایت کا علم لے کر اٹھے اور ساری دنیا پر چھا گئے۔ توحید کی حکومت کا پرچم قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوانوں پر اڑنے لگا۔ کار تھج کے کھنڈروں، ایشیا کے میدانوں۔ یورپ کے پہاڑوں، سندھ کے ساحلوں، افریقہ کے ریگستانوں اور ہمالیہ کے دشت و جبل میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ بحر ظلمات کی لہریں مست ہو گئیں، آوازۂ فتح سے دیوار چین ہلنے لگی۔ بحر اوقیانوس کی روانی منجمد ہو گئی اور ان کی حیرت انگیز

کوششوں، جہاد فی سبیل اللہ اور تعجب خیز کامرانیوں سے خدا کے نام کی منادی جنگل، دریا، پہاڑ، ویرانہ، آبادی، غار اور بلند چوٹیوں میں پہنچ گئی۔ بت خانوں سے صدائے توحید آنے لگی۔ گرجاؤں سے ہوحق کی آواز بلند ہوئی۔ آتش کدوں میں خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہوگئی۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا۔ بت خانے ویران ہوگئے اور ایک بے چوں و بے چگوں بے شبہ بے نموں خدا کی پرستش ہر جگہ ہونے لگی۔ خدا کے وعدہ کی تلوار اور محمد رسول ﷺ کے بشارت کے نیزے کو لے کر عرب کے چند بادیہ نشین اور مٹھی بھر انسان اٹھے اور روم و فارس کے دفتر الٹ کر رکھ دیئے۔ اسلام کے خادم اور حضرت محمد رسول ﷺ کے نام لیوا آگے بڑھے اور جو قوی سے قوی اور زوردار سے زوردار سلطنت ان سے ٹکرائی پاش پاش ہوگئی۔

''فتوح الشام'' مسلمانوں کے ان ہی کارناموں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے سید ملا محمد واقدیؒ نے جمع کیا تھا۔ اب چونکہ مسلمانوں کے خون سرد پڑ چکے ہیں، حرارت ہاشمی ان کے اندر باقی نہیں رہی، عجمی شان وشوکت ان کی عربی سادگی سے مبدل ہوکر ان کے جوش وولولہ کو ٹھنڈا کر چکی ہے، خدا کے وہ بندے جو توحید کا علم ہاتھ میں لے کر بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیتے تھے، اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے ہیں، وہ جماعت جس نے ہندوستان کے مندروں، افریقہ کے صحراؤں میں خدائے قہار کے گیت گائے تھے، اب گنگ ہوکر رہ گئی ہے، وہ علمبرداران توحید جو قیصر و کسریٰ کی سلطنت کے فاتح تھے، آج عیش وعشرت کی گرم جوشیوں میں مبتلا ہیں، وہ جمہوریت کے شیدائی جو فلسفہ تبلیغ کے لیے مامور ہوئے تھے، آج غلامی کے طوق پہن کر رہ گئے ہیں، وہ تہور منش اور پر جلال ہستیاں جن کے نام سے یورپ لرزہ براندام ہوجاتا تھا، آج اس کی محکوم ہیں، وہ شجاعت اور بہادری کے مجسمے جن کے سامنے ہندوستان کے بڑے بڑے دھنی پانی بھرتے تھے آج بزدل ہوکر رہ گئے ہیں۔ وہ پہلا سا جاہ وجلال' وہ بہادری وشجاعت وہمت وعزم واستقلال یاد دلانے کے لیے اور اس واسطے کہ بھولا ہوا سبق انھیں یاد آجائے اور داستان اسلاف کی ورق گردانی سے ایک دفعہ پھر وہی ہوا لگ جائے، اس کا ترجمہ کردیا ہے۔

اسے سرسری نظر سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واقعات کو فلسفہ تاریخ کی نگاہ سے پڑھو اور اس بات پر غور کرو کہ ایک ایک مسلمان کئی کئی سو کا مقابلہ کر کے کس طرح اور کیونکر فتح یاب ہوجاتا تھا۔ یرموک کے میدان میں ساٹھ مسلمانوں کا ساٹھ ہزار سے مقابلہ کرنا اور فتح پانا کیا معنی رکھتا ہے اور دس لاکھ رومیوں کا چند ہزار سے شکست کھالینا اپنے اندر کیا راز مخفی رکھتا ہے، خود، زرہ، چلتہ، جوشن بکتر، چار آئینہ، آہنی دستانے، جھلم اور موزے، گرز اور کمند دشمن کے پاس سب کچھ تھا اور عربوں کے پاس صرف زرہ اور وہ بھی چمڑے کی، مگر آخر فتح انہی کے ساتھ تھی آخر یہ کیا بات تھی؟ اس پر نظر دوڑاؤ اور حقیقت کی تہہ تک پہنچو، پھر اپنے اندر وہی چیز پیدا کرو۔ دس سال کے اندر خلافت فاروقی کے عہد میں مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکیاون ہزار تیس مربع میل ہوگیا تھا آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ اس پر توجہ کرو۔ دراصل یہ اسلام کی تعلیم اور حضور اقدس ﷺ کی صحبت پاک کا اثر تھا کہ ان میں بے نظیر ہمت، شجاعت، استقلال، ایثار اور عالی حوصلگی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ آپ کے فیض سے اخلاق فاضلہ میں انسانیت کی انتہائی بلندی پر پہنچ گئے تھے اور صفات ملکوتی سے موصوف اور مزین ہوگئے تھے۔ حضور سردار دوجہان ﷺ نے مذہب کی اسپرٹ اور روح ان کے اندر اس قدر بھر دی تھی کہ کوئی دنیاوی طاقت ان کی ٹکر نہ سنبھال سکی بلکہ ان کی فتوحات کے سیلاب میں جو آ گئی وہ خس وخاشاک کی طرح بہہ گئی۔

بادی النظر میں اگر یہ کہہ بھی دیا جائے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تو اس کا یہ بھی ایک زندہ معجزہ ہے کہ عرب سے ایک یتیم، بے زر وبے یار و مددگار بچے نے اٹھ کر تمام دنیا کو فتح کر کے رکھ دیا۔ عمرؓ جیسا زور آور، خالد رضی اللہ عنہ جیسا سپہ سالار، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جیسا امیر، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسا فاتح اس کی تلوار کے سامنے [illegible]

وہ کیا بات تھی جوان فاتحین نے اس کی تلوار میں دیکھی۔ان سپہ سالاران اسلام کی تلواریں جیسی خون آشام تھیں یہ تمہیں اس کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوگا۔جوزور بازو تھا وہ تمہیں ان اوراق میں ملے گا۔ان کی بہادری، ان کی شجاعت اور ہمت واستقلال کے کارنامے تمہیں اس قصہ پارینہ میں ملیں گے۔پھر وہ کیا سبب تھا جس نے ان شیروں کے پتوں کو پانی پانی کر دیا تھا اور انھیں اس کا اس قدر رام بنایا تھا کہ وہ اسی کے ہوکر رہ گئے تھے۔

میں نے اس ترجمہ کا نام مناسبت سے عروج الاسلام رکھا تھا۔یہی اس کے بعض صفحات پر طبع کے وقت مندرج ہوا مگر جب اس کی اشاعت کے لیے طباعت کے اندر ہی اندر اس کا اشتہار دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی نام کی چند سوانح عمریاں لاہور سے شائع ہو رہی ہیں اس لیے بادل نخواستہ اس کا نام بدلنا پڑا اور ''فیوض الاسلام'' رکھ دیا گیا۔حتی المقدور میں نے ترجمہ کو بامحاورہ رکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن اگر کہیں کچھ غلطی رہ گئی ہو تو اسے میری کم علمی پر محمول کر کے معاف کر دیا جائے۔والسلام علی من اتبع الھدیٰ

شبیر احمد انصاری بھوکر ہیروی
ضلع مظفر نگر۔راجو پور ضلع سہارنپور
۲۰ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ......۲۰ نومبر ۱۹۲۷ء

فتوح الشام

بسم الله الرحمن الرحیم و بہ نستعین

الحمد لله وحده و الصلوٰة علی من لا نبی بعده

حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن عمر واقدیؒ جناب ابوبکر بن احمدؒ سے روایت کرتے ہیں اور یہ صاحب عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن نوفل بن محمد و محمد بن عبداللہ بن محمد و ربیعہ بن عثمان اور یونس بن محمد اور مائن بن یحییٰ بن عبداللہ اور محمد بن عمر رافعی اور معاذ بن محمد انصاری اور عبدالرحمان بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن مجید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روای ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ کی وفات شریف ہو چکی اور آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہو گئے۔ نیز آپ ﷺ کے زمانہ خلافت میں جب کہ مسیلمہ بن قیس کذاب مدعی نبوت اور شجاع والود بھی قتل ہو چکے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ فتح یمامہ بھی ہو چکی۔ بنوحنیفہ مار ڈالے گئے، اہل عرب نے آپ کی اطاعت قبول کر لی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ اور اہل شام سے قتال کا عزم کیا۔ چنانچہ ایک روز آپ سے تمام صحابہ رضوان اللہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ تقریر فرمائی:

''حضرات خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ لوگوں پر رحم فرما دیں، آپ اس بات کو یاد رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اسلام جیسی چیز مرحمت فرمائی۔ امت محمد ﷺ بنایا۔ آپ کے ایمان اور یقین کو زیادہ کیا، کامل فتح بخشی۔ چنانچہ خود باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. ﴾ (المائدة: ۳)

''میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کیا تم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کیں اور اسلام کو تمہارے لیے میں نے دین پسند کیا''۔

نیز آپ سمجھئے (باری تعالیٰ آپ پر رحم کریں) کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں جہاد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور چاہا تھا کہ وہاں کوشش اور ہمت سے کام لیا جائے مگر باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا اور آپؐ کے واسطے اپنے پاس جگہ تجویز کر دی۔ اب آپ لوگوں پر واضح رہنا چاہئے کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ میں مسلمانوں کا ایک لشکر مع ان کے اہل و عیال کے شام کی طرف بھیج دوں۔ رسول اللہ ﷺ قبل از وفات شریف مجھے اس کی خبر دے چکے ہیں۔ آپؐ نے مجھ سے بایں الفاظ فرمایا تھا:

رویت لی الارض فرأیت مشارقها و مغاربها و سیبلغ ملك امتی مازوی لی منها

''یعنی مجھے زمین دکھلائی گئی میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا سو عنقریب جو زمین مجھے دکھلائی گئی وہ میری امت کی ملک میں آ جاوے گی''۔

اب تم سب متفق ہو کر مجھے اس کا مشورہ دو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟'' (خداوند تعالیٰ تم پر رحم کریں۔)

تقریر ختم ہونے کے بعد سب نے متفق ہو کر جواب دیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ جیسا ارشاد فرمائیں جہاں اور جس جگہ آپ جانے کا حکم دیں ہم ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض کر دی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ (النساء: ۵۹)

''تم اللہ اور اس کے رسول اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کرو''۔

یہ جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور آپ نے ملوک یمن اور امراء عرب و اہل مکہ معظمہ کے نام ایک ہی مضمون کے چند خطوط لکھے۔ آپ نے تحریر فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ بجانب تمام مسلمانان

السلام علیکم! حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ میں نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ کر دیا ہے تاکہ اس کو کفاروں اور ناہنجاروں کے قبضہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تم میں سے جو شخص جہاد کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ وہ بہت جلد خداوند تعالیٰ کی اطاعت کے لیے تیار ہو جائے۔
اس کے بعد آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی:

﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۴۱)

"تم ہلکے بھاری یعنی تھوڑا سامان ہو یا زیادہ کیسے ہی ہو (جہاد میں) برابر جایا کرو اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔"

یہ خطوط آپ نے انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ روانہ فرمائے اور خود جواب اور ان کے آنے کے منتظر ہوئے۔
جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑے ہی دن گزرے ہوں گے کہ انس بن مالکؓ نے آ کر اہل یمن کے آنے کی خوشخبری سنائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا کہ میں نے جس شخص کو آپ کا حکم سنایا اس نے فوراً خدا کی اطاعت اور آپ کے فرمان کو منظور کر لیا۔ وہ لوگ مع ساز و سامان جنگ و زرہ پوشی آمادہ حضوری خدمت ہو چکے ہیں۔ یا خلیفہ رسول! میں ان سے پہلے آپ کی خدمت میں خوش خبری لے کر حاضر ہوا ہوں۔ جنہوں نے آپ کی فرمانبرداری ژولیدہ موئی اور غبار آلودگی (یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر) کے لیے منظور کی۔ وہ لوگ نہایت دلیر اور اچھے شہسوار اور بڑے بہادر روسائے یمن ہیں مع اہل و عیال کے روانہ ہو چکے ہیں اور عنقریب پہنچا چاہتے ہیں، آپ ان کی ملاقات کے لیے تیار رہیے۔ آپ کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ دن تو اسی طرح گزر گیا۔ دوسرے روز صبح ہی مجاہدین کی آمد کے آثار شروع ہو گئے۔ اہل مدینہ یہ دیکھ کر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے لوگوں کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ان کے ہمراہ مجاہدین کے استقبال کے واسطے باہر نکلے۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکر پر لشکر اور گروہ در گروہ مجاہدین آنے شروع ہوئے ہر ایک قوم اور قبیلہ علم بلند کیے اور جھنڈا ہاتھ میں لیے ایک دوسرے کے آگے اور پیچھے خوش خوش چلا آ رہا تھا جس وقت لشکر قریب ہوا تو قبائل یمن کے قبیلوں میں سے سب سے آگے بہترین زرہ پہنے اور قیمتیں تلواریں حمائل کیے یا خود پہنے ہوئے عربی کمانیں لٹکائے ہوئے تھا وہ قبیلہ حمیر تھا اس قبیلہ کا سردار ذوالکلاع الحمیری تھا جو ایک عمامہ باندھے ہوئے تھے جس وقت وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچا تو آپ کو سلام کر کے اپنی سکونت اور قومیت کا تعارف کرایا اور حسب ذیل اشعار پڑھے۔

(ترجمہ اشعار) میں قوم حمیر سے ہوں اور جن لوگوں کو آپ میرے ساتھ دیکھتے ہیں وہ جنگ میں سبقت کرنے والے اور حسب نسب کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ شجاعت کے پیشہ کے شیر اور دلیروں کے سردار ہیں۔ بڑے بڑے مسلح بہادروں کو لڑائی کے وقت تلوار کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ ہماری عادت اور خو ہی لڑائی کی اور ہمت ہی مرنے مارنے کی ہے اور ان سب عہدہ داروں پر ذوالکلاع ان

کا سردار ہے۔ ہمارا لشکر آ چکا اور ملک روم ہماری جولانگاہ اور شام ہمارا مسکن صلیبیت کی خواہش کے خلاف ہوگا۔ دمشق ہمارا ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو ہم ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیں گے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور حضرت علیؓ سے کہا اے ابوالحسن، کیا تم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا تھا کہ **اذا اقبلت حمير و معها نسائها تحمل اولادها فابشروا بنصر الله المسلمين على اهل الشرك اجمعين۔** (یعنی جس وقت قبیلہ حمیر مع اپنے اہل وعیال کے آوے تو مسلمانوں کو ان کی فتح کی خوشخبری سنا دینا کہ مسلمان تمام مشرکین پر فتح پائیں گے۔)

حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا تھا۔"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ حمیر مع اہل وعیال اور ساز وسامان گزر گیا تو ان کے پیچھے قبیلہ مذحج جو نہایت عمدہ قیمتی گھوڑوں پر سوار باریک نیزہ ہاتھ میں لیے سرکردگی قیس بن ہبیرہ المردی پہنچا، یہ سردار بھی جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو آپ کو سلام کر کے اپنا اور اپنے قبیلے کا تعارف کرایا اور یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: "ہمارا لشکر آپ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہو گیا۔ ہم قلعہ مراد کے تاج کے مالک ہیں۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔ ہمیں حکم دیجئے تاکہ رومیوں کو اس تلوار سے جو ہم حمائل کئے ہوئے ہیں قتل کر ڈالیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا خیر دی، یہ آگے بڑھے ان کے پیچھے قبیلہ طرہ کی فوج تھی جس کے سردار حابس بن سعید الطائی تھے جس وقت حابس خلیفہ اولؓ کے قریب آئے تو از راہ تعظیم آپ گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا چلنے کا ارادہ کرنے لگے۔ مگر سردار اعظم نے قسم دے کر روک دیا۔ جب حابس قریب آئے تو سلام کے بعد مصافحہ کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا اور ان کی قوم کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد قوم ازد ایک جمعیت کثیر کے ساتھ تھی اس کے سپہ سالار جندب بن عمرو الدوسی تھے۔ اس جمعیت اور قوم کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ بھی کمان لٹکائے اور ترکش لیے ہوئے موجود تھے۔ انھیں اس حالت میں دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہنسے اور فرمایا تم کیوں چلے، تم لڑائی کے فن سے کم واقف ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا، صدیق! اول تو اس لیے کہ جہاد کے ثواب میں شامل ہو جاؤں۔ دوسرے شام کے میوہ جات انشاء اللہ العزیز کھانے میں آئیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت ہنسے۔

اس کے بعد میسرہ بن مسروق العبسی کے زیر کمان بنو عبس اور اس کے پیچھے قبیلہ کنانہ جس کے سردار قثم بن اشیم الکنانی تھے آئے تمام قبائل یمن کے ساتھ جو یہاں آئے تھے ان کی اولاد اموال اور عورتیں، گھوڑے اونٹ وغیرہ موجود تھے، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ یہ جاہ و حشم دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ مدینہ طیبہ کے اردگرد ہر ایک قبیلہ نے علیحدہ علیحدہ پڑاؤ کیا۔ چونکہ ایک جم غفیر اور فوج کثیر جمع ہوگئی تھی اس لیے کھانے پینے میں کفایت اور جگہ کی قلت ہوئی۔ سامان رسد میں کمی آئی۔ گھوڑوں کے دانے اور چارے میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ دیکھ کر سرداران قبائل نے مجتمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض معروض کی جائے کہ چونکہ یہاں کثرت اژدحام کے باعث تکلیف ہو رہی ہے اس لیے آپ ہمیں شام کی طرف روانہ کر دیجئے۔ اس صلاح ومشورہ کے بعد یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ سلسلہ کلام کون شروع کرے۔ آخر سب سے اول قیس بن ہبیرۃ المرادی نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول! آپ نے ہمیں جس کام کے لیے حکم فرمایا ہم نے اس کو خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور جہاد کے شوق میں فوراً قبول کر لیا۔ اب خدا کے فضل سے ہمارا لشکر پوری طرح تیار ہو چکا، ساز وسامان سب کر لیا گیا۔ نیز آپ کا شہر گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کے لیے تنگ اور فوج کی ضروریات کے لیے ناکافی ہونے کے باعث تکلیف دہ ہے جس کی وجہ سے لشکر کو

تکلیف ہوتی ہے اس لیے جنگ کی اجازت دی جائے اور اگر جناب والا کی رائے کسی اور امر کی طرف راغب ہوگئی ہے اور پہلا ارادہ منسوخ فرما چکے ہوں تو ہمیں اجازت دے دی جائے کہ ہم اپنے وطن مالوف کی طرف لوٹ جائیں۔ اسی طرح باری باری ہر ایک سردار قبیلہ نے عرض کیا۔

جس وقت آپ سب کی گفتگو سن چکے تو آپ نے فرمایا کہ اے ساکنین مکہ معظمہ وغیرہ واللہ! میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ میرا منشاء محض تمہاری تکمیل کرنا تھا تاکہ تمہاری جمعیت پوری ہو جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی قبیلہ آنے سے باقی نہیں رہا، سب آ چکے، آپ خداوند تعالیٰ پر بھروسہ اور امید کر کے ہمیں روانہ کیجیے۔

لشکر اسلامی کی روانگی

حضرت واقدی فرماتے ہیں کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پاپیادہ مع دیگر حضرات مثلاً حضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی وحضرت علی مرتضیٰ وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور قبیلہ اوس وخزرج کے ہمراہ مجاہدین کے لشکر کے پاس مدینہ طیبہ سے باہر پہنچے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ تکبیر کی گونج اپنی کثرت اور زور کی وجہ سے پہاڑوں سے ٹکرائی۔ تکبیر کا جواب پہاڑوں نے تکبیر سے دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ایسے بلند مقام پر کھڑے تھے کہ آپ سب کو نظر آ سکیں۔ آپ نے فوج ظفر موج پر ایک نظر ڈالی۔ لشکر کی کثرت کی وجہ سے زمین کا چپہ چپہ بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک یہ دیکھ کر مارے خوشی کے دمکنے لگا۔ زبان مبارک پر یہ دعا جاری ہوئی۔ بارالہا آپ ان لوگوں کو صبر کا مادہ عنایت کیجیے ان کی مدد فرمایئے۔ انھیں کفار کے پنجہ میں اسیر نہ کیجیے۔

دعا کے بعد سب سے پہلے آپ نے یزید بن ابی سفیان کو بلا کر ایک فوجی نشان عطا کر کے ایک ہزار سواروں پر سردار مقرر کیا اور ان کے بعد ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ جو قبیلہ بنی عامر میں سے حجاز میں ایک مشہور شہسوار تھے ملا اور ان کے ماتحت بھی ایک ہزار سوار دے کر ایک نشان مرحمت کیا۔ اس کے بعد آپ نے یزید بن ابی سفیان سے فرمایا کہ یہ ربیعہ بن عامر بڑے قدر و منزلت و بزرگی و شرافت کے آدمی ہیں تم ان کی شجاعت، حملہ آوری، مردانگی اور رائے سے خوب واقف ہو، میں نے ان کو تمہارے ساتھ کر کے تمہیں ان پر حاکم کر دیا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ انھیں بطور ہراول اور مقدمۃ الجیش کے رکھو۔ ان سے مشورہ کر کے اس پر عمل کرو اور ان کی رائے کے خلاف کام نہ کرو۔ یزید نے کہا کہ مجھے یہ تمام باتیں بسر و چشم قبول و منظور ہیں۔ اب یہ دونوں لشکر مسلح اور تیار ہو کر اکٹھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر گھوڑوں پر سوار فوج کے آگے آگے تھے۔ جس وقت یہ دونوں لشکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رخصت کے وقت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاپیادہ لوگوں کے ساتھ ہو لئے۔ یزید بن ابی سفیان نے عرض کیا یا خلیفہ رسول! خداوند تعالیٰ کے غضب سے شرم و حیا آتی ہے کہ ہم سوار ہوں اور آپ پاپیادہ چلیں۔ یا تو جناب والا سوار ہو جائیں یا ہمیں حکم دیں کہ ہم بھی پاپیادہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوتا ہوں اور نہ تمہیں اترنے کو کہتا ہوں۔ میں اپنی اس پیادہ پائی کے اجر کی امید اپنے مولیٰ کریم سے رکھتا ہوں۔

چنانچہ اسی طرح پاپیادہ آپ ثنیۃ[1] الوداع تک تشریف لائے۔ وہاں آ کر آپ ٹھہر گئے۔ یزید بن ابی سفیان نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ! ہمیں آپ کچھ نصائح اور وصیتیں کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا جب تم کسی مقام سے کوچ کرو تو چلنے میں

[1] ثنیۃ الوداع، ثنیہ ٹیلا، وداع رخصت کا ٹیلہ اور جگہ۔

ساتھیوں پر سختی نہ کرو۔ اپنی قوم اور اپنے آدمیوں کو سخت سزائیں مت دو۔ ہر کام میں مشورہ کرو۔ عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دو، ظلم و جور سے بچو اور دور رہو۔ کیونکہ کسی ظالم قوم نے فلاح و بہبود نہیں پائی اور نہ کسی قوم پر فتح حاصل کی۔ قرآن شریف میں موجود ہے اس پر عمل کرنا کہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ﴾ (الانفال:۱۵،۱۶) یعنی جس وقت تم کافروں کے گروہ سے مقابلہ کرو تو پیٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ کیونکہ جو شخص اس وقت بھاگ جاتا ہے تو جنگ کو اکھاڑ دیتا ہے اور جس وقت اپنے دشمن پر فتح پالو تو صغیرسن بچوں اور عمر رسیدہ بوڑھوں، عورتوں اور نابالغوں کو قتل نہ کرنا، خرموں کے درختوں کے قریب نہ جانا، کھیتوں کو نہ جلانا اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، حلال جانوروں کے علاوہ کسی جانور کو نہ ذبح کرنا، جس وقت تم دشمن سے کوئی عہد کرلو تو اس سے ہرگز نہ پھرنا۔ صلح جس وقت کر چکو تو صلح نامہ کی دھجیاں نہ بکھیر دینا۔

نیز یاد رکھو تم ایسے لوگوں سے بھی ملو گے جو اپنے عبادت خانوں میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس گوشہ نشینی کو اپنے زعم میں خدا کے لیے سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور ایسی قوم سے کوئی تعرض نہ کرنا جب کہ وہ اس خلوت و علیحدگی کو اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں۔ نیز تم ان کے عبادت خانوں کو بھی ویران نہ کرنا اور نہ ان کو قتل کرنا تمہیں ایک قوم اور بھی ملے گی جس کے افراد شیطان کا گروہ اور صلبان کے بندے ہیں۔ درمیان میں سے اپنا سر منڈاتے ہیں اور ان کا منڈا ہوا سر قطا یعنی سنگ خارہ جانور کے گھر جیسا ہوتا ہے، ان لوگوں کے سر پر تلوار تیز کرنا اور تاوقتیکہ وہ اسلام نہ قبول کریں یا ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں اس وقت تک ان کو نہ چھوڑنا۔ اب میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا حافظ۔"

یہ کہہ کر آپ نے ان سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ اور ان کے بعد ربیعہ بن عامر سے مصافحہ کر کے فرمایا:

"ربیعہ بن عامر تم بنی اصفر[1] کے مقابلہ میں اپنی شجاعت دکھلانا اور اپنی عقلمندی ظاہر کرنا، خداوند تعالیٰ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کریں اور ہمیں اور تمہیں سب کو بخش دیں۔"

کہتے ہیں کہ لشکر اسلام منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مع ہمراہیوں کے مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ یزید بن ابی سفیان مدینہ شریف سے ابھی تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ چلنے میں آپ نے بہت تیزی کی۔ ربیعہ بن عامر نے اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو آہستہ آہستہ چلنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ چلنے میں زیادہ سختی نہ کرنا۔ اس کے جواب میں یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہی حکم دیا تھا مگر جیسا کہ حضور والا نے ہمیں جنگ کی طرف روانہ فرمایا ہے اسی طرح آگے پیچھے اور فوج بھی بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں شام میں پہنچ کر سب سے پہلے سبقت کروں۔ ممکن ہے کہ دوسرے لشکر کے سامنے اور ملنے تک ہم کچھ فتح ہی حاصل کرلیں جس سے ہمیں تین طرح کے منافع حاصل ہو سکتے ہیں۔ اول اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی دوسرے اپنے خلیفہ کی خوشنودی، تیسرے غنیمت کا مال۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ سن کر ربیعہ نے کہا جس طرح آپ کی خوشی ہو چلیے تمام زور و قوت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ وادی قریٰ مضافات افترع کے راستے سے چلے، تاکہ تبوک اور جابیہ کو ہوتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ یہ خبر بعض نصرانی عربوں کے ذریعہ جو مدینہ طیبہ میں رہتے تھے، ہرقل بادشاہ روم کو پہنچی تو اس نے ارکان

---

[1] رومی۔

دولت کو جمع کر کے کہا کہ اے بنی اصفر! تم سمجھ لو کہ تمہاری دولت وحشمت برباد اور خود تم ہلاکت کے قریب آ گئے ہو۔ جب تک تم اپنے دین کے احکام کے پابند اور حدود اللہ پر جو انجیل مقدس میں بتائے گئے تھے قائم رہے، اس وقت تک دنیا کے جس بادشاہ نے بھی تم پر اور تمہارے ملک شام پر لڑائی کا قصد کیا وہ خود مغلوب اور تم اس پر غالب ہوتے رہے۔ تمہیں یاد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز[1] نے فارس کے لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کی تھی مگر الٹے پاؤں بھاگا تھا۔ ترکوں نے تم پر فوج کشی کی تھی مگر ہزیمت اٹھائی تھی۔ قوم جرامقہ[2] چڑھ کر آئی تھی اسے تم نے بھگا دیا تھا۔ اب تم نے احکام دین میں تغیر وتبدل کر دیا ظلم اختیار کر لیا جس کی وجہ سے خدا کے مجرم بن گئے اس پاداش میں خداوند تعالیٰ نے تم پر آج ایک ایسی قوم کو مسلط کر دیا جو کبھی کسی شمار وقطار میں بھی نہ تھی اور اس سے زیادہ کوئی قوم ضعیف نہ تھی جس کی طرف سے ہمارے دلوں میں کبھی خیال تک بھی نہیں گزرتا تھا کہ یہ ہمارے ساتھ ہمارے ہی ملک کے اوپر ہم سے کبھی لڑیں گے۔ یہ دراصل ان کو قحط اور بھوک نے یہاں تک پہنچایا اور ان کے پیغمبر کے خلیفہ نے انھیں یہاں تک بھیجا ہے کہ وہ ہمارا ملک ہم سے چھین کر ہمیں یہاں سے نکال دیں۔ اس کے بعد ہرقل نے جو کچھ جاسوسوں کے ذریعہ سنا اور معلوم کیا تھا سب ان کے سامنے بیان کیا جس کے جواب میں ارکان دولت نے یک زبان ہو کر کہا آپ ہمیں ان کے مقابلہ کے لیے روزانہ کر دیجئے وہ اپنی مراد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے انھیں ان کے نبی کے شہر میں پہنچا کر ان کے کعبہ کی جڑیں تک اکھاڑ پھینکیں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔''

واقدی کہتے ہیں کہ ہرقل نے جب ان کے چہروں کو بشاش اور ان کی تدابیر کو احتیاط وحزم کے ساتھ ملاحظہ کیا اور مستعد پایا تو آٹھ ہزار سوار جو نہایت جانباز اور شجیع تھے منتخب کر کے ان پر چار سردار بہت بڑے ماہرین فن میں سے سمجھے جاتے تھے مقرر کئے۔ اول باطلیق، دوسرے اس کا بھائی جرجیس تھا۔ تیسرا اوالی شرطہ[3] لوقا بن شمعان، چوتھے حاکم غزہ[4] وعسقلان صلیبا تھا۔

یہ چاروں بہادر شجاعت ودرایت میں ضرب المثل تھے، انہوں نے زرہیں پہنیں سامان درست کیا، زینت دکھلائی۔ لاٹ پادری نے ان کے حق میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! جو ہم میں سے حق پر ہو اس کی مدد کرنا۔ گرجاؤں میں جو خوش بودار چیز جلائی جاتی ہے اس کی انھیں دھونی دی گئی۔ معمودیہ[5] کا پانی تبرکاً ان پر چھڑکا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خود انھیں رخصت کیا۔ راستہ بتلانے کی غرض سے نصرانی عرب آگے آگے ہوئے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ یاسر بن حصین کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رومی لشکر سے تین روز قبل مع اپنی فوج کے مقام تبوک پہنچ چکے تھے۔ چوتھے روز اصحاب رسول ﷺ کا ارادہ تھا کہ آگے بڑھیں کہ دور سے انھیں گرد اڑتی دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے ایک ہزار لشکر ربیعہ بن عامر کی سرکردگی میں دے کر ایک کمین گاہ میں چھپا دیا اور ایک ہزار کو لے کر سامنے ہو گئے۔ لڑائی کے لیے صفیں مرتب کیں۔ چند نصائح بیان کیں، خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور فرمایا یاد رکھو خداوند تعالیٰ جل جلالہ، نے تم سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اکثر جگہ فرشتوں کی فوج بھیج کر تمہاری مدد کی۔ قرآن شریف میں فرمایا:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرة: ۲۴۹)

''اکثر مرتبہ بہتر تھوڑی اور چھوٹی جماعت بہت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔''

---

[1] خسرو پسر ہرمز بن نوشیرواں اسجگہ مراد ہے اور کسریٰ بادشاہان فارس کا لقب ہے۔ [2] جرامقہ عجمی گروہ جو موصل کے رہنے والے تھے۔
[3] نام موضع [4] ایضاً [5] معمودیہ اس پانی کو کہتے ہیں جو بطور تبرک مریدوں کے سر پر چھڑکتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا جناب رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں کہ **الجنۃ تحت ظلال السیوف** کہ تلواروں کے سایہ تلے جنت ہے۔ بہادران اسلام سب سے پہلا لشکر جو شام میں جہاد کے لیے بنی اصفر کے مقابلہ پر آمادہ تمہارا ہی ہے۔ اب جو مسلمانوں کے لشکر تم سے آ کر ملیں گے اس کے اصل تم ہی شمار ہو گئے۔ دوسرے لشکر محض ملنے والے یا مدد و معاون ہوں گے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ تم وہی کر کے دکھلاؤ جو تمہاری طرف سے مسلمانوں کا گمان ہے۔ دشمن تمہارے مقابلہ پر ہے اس لیے احتیاط رکھو کہ وہ تمہارے قتل کی امید کریں۔ تم خداوند تعالیٰ کی مدد کرو۔ باری تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔''

حضرت یزید بن ابی سفیان ابھی یہ نصائح کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے رومیوں کی فوج کے پیش رو اور اس کے پیچھے خود فوج پہنچ گئی۔ عربوں کو کم دیکھ کر سمجھے کہ بس اتنی ہی فوج ہے۔ اپنی زبان میں نہایت کرخت آواز کے ساتھ آپس میں کہنے لگے جو تمہارے ملک پر قبضہ کرے حرمت کی پردہ دری اور تمہارے بادشاہوں کے قتل کا ارادہ سے آئے ہیں، گھیر لو، صلیب سے مدد چاہو تا کہ وہ تمہیں مدد دے اور ایک دم حملہ کر دیا۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ حملہ کا جواب دیا، لڑائی شروع ہو گئی۔ دیر تک لڑائی رہی، رومی اپنی کثرت کی وجہ سے غالب آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم نے مسلمانوں پر قبضہ کر لیا۔ اچانک ربیعہ بن عامر مع اپنی فوج کے تکبیر کے نعرے لگاتے اور اپنے آقا و مولا سید البشر جناب رسول اللہ ﷺ پر زور زور سے درود پڑھتے عربی گھوڑوں پر سوار ابر کی طرح گرجتے ہوئے نمودار ہوئے۔ آپ نے اس زور سے حملہ کیا کہ توحید کا علم لہرانے لگا۔ رومیوں نے جس وقت اس کمین گاہ سے آنے والے لشکر کو دیکھا ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اور ان کے دلوں میں خداوند تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ ان کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ پڑے۔ ربیعہ بن عامرؓ کی نظر باطلیق پر پڑی جو اپنے لشکر کو لڑائی کی ترغیب و تحریص دلا کر انھیں جنگ پر آمادہ کر رہا تھا۔ آپ نے قیافہ سے معلوم کیا کہ سالار لشکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے نہایت بہادری اور دلیری کے ساتھ ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کے تمام پہلو کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ باطلیق بے ہوش ہو کر گرا۔ رومیوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی بے تحاشا بھاگے اور میدان غلامان رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رہا۔

علامہ واقدیؒ عبداللہ بن حلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں ہمارے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ نے دو ہزار دو سو رومیوں کو تہہ تیغ کرایا اور ایک سو بیس مسلمان جو اکثر یت قبیلہ سکاسک[1] کے تھے، شہید ہوئے۔

ہزیمت خوردہ رومیوں سے مخاطب ہو کر جرجیس بولا میں کس منہ سے بادشاہ ہرقل کے پاس حاضر ہوگا؟ سخت افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی فوج نے کس دلیری اور بہادری کے ساتھ ہمارے بڑے بڑے سورماؤں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، ہمارے خون سے زمین رنگ دی، لاشوں کے تودے (ڈھیر) لگا دیئے، میں اس وقت تک نہیں لوٹ سکتا جب تک کہ بھائی کا بدلہ نہ لے لوں یا میں بھی اسی سے جا ملوں۔ رومی یہ سن کر ایک دوسرے کو سرزنش اور ملامت کرنے لگے۔ شرمندگی کو دور کرنے کے لیے پھر لوٹے۔ ایک جگہ خیمے نصب کر کے سامان درست کیا۔ لڑائی کا نہایت زور کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب سب سامان درست ہو گیا اور پڑاؤ کو نہایت مستحکم و مضبوط کر چکے تو ایک نصرانی عرب کو جس کا نام قدح بن واثلہ تھا بلا کر کہا کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں ان سے جا کر کہہ کہ وہ اپنے لشکر میں سے ایک زیرک عقلمند اور تجربہ کار کو ہمارے پاس بھیج دیں تا کہ ہم اس سے دریافت کریں کہ وہ یہاں آنے سے کیا مقصد رکھتے ہیں۔

---

[1] سکاسک یمن میں ایک شخص تھا اس کی اولاد قبیلہ سکاسک کہلاتی ہے۔

قدرح بن واثلہ ایک تیز سبک رو گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ قبیلہ اوس کے چند شخصوں نے اپنے لشکر کی طرف ایک اجنبی کو آتے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہاں آنے سے کیا غرض ہے۔ قدرح نے جواب دیا کہ ملکی معاملات اور آپ کے یہاں آنے کا مقصد دریافت کرنے سے غرض سے ہمارے سردار لشکر آپ کے ایک عقلمند اور تجربہ کار شخص کو بلاتے ہیں۔ حضرت ربیعہ بن عامرؓ نے کہا کہ میں جاؤں گا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے فرمایا کہ ربیعہ تمہارا جانا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے کل کی لڑائی میں ان کے ایک بڑے عہدیدار کو قتل کیا تھا۔ آپ نے کہا باری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا﴾ (۹:۵۱) یعنی اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے اور وہ خداوند تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ نیز میں آپ اور تمام مسلمانوں کو اس کی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی تمام توجہ میری طرف رہے۔ اگر رومی میرے ساتھ کوئی بے وفائی یا فریب کاری کریں اور اس وجہ سے میں ان پر حملہ آور ہوں تو تم بھی ان پر معاً حملہ کر دو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تمام مسلمانوں کو سلام کر کے دشمن کی طرف چل دیئے۔ جس وقت آپ حریف کے خیموں کے قریب پہنچے تو قدرح بن واثلہ نے کہا کہ بادشاہ کے لشکر کی تعظیم کیجئے اور گھوڑے سے اتر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ عزت چھوڑ کر ذلت اختیار کروں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اپنا گھوڑا دوسرے کے سپرد کر دوں۔ میں سوائے خیمہ کے دروازہ کے اور کسی جگہ نہیں اتروں گا۔ اگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں، کیونکہ آپ لوگوں نے ہی ہمیں بلایا ہے ہم نے آپ کے پاس کسی طرح پیغام نہیں بھیجا۔

قدرح بن واثلہ نے یہ تمام قصہ رومیوں سے جا کر بیان کیا۔ انہوں نے آپس میں مشاورت کی اور کہا کہ یہ عربی لوگ قول کے بہت پکے اور بات کے سچے ہوتے ہیں، جس طرح وہ آنا چاہے آنے دو۔ چنانچہ آپ اسی طرح گھوڑے پر سوار خیمہ تک تشریف لے گئے اور خیمہ کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کی باگ ہاتھ میں تھامے ہوئے زمین پر دوزانو بیٹھ گئے۔

جرجیس نے کہا برادر عربی! تم ہمارے نزدیک بہت ہی کمزور تھے، ہمارے دل میں کبھی اس کا شبہ بھی نہیں گزرتا تھا کہ تم ہم سے کسی وقت لڑو گے اور ہم پر کبھی چڑھ بھی آؤ گے۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہماری یہ خواہش ہے کہ تم ہمارا دین قبول کر لو اور جو کلمہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی وہی پڑھو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو ہمیں جزیہ دیا کرو اور اگر اس میں بھی کسی طرح کا پس و پیش ہے تو یاد رکھو تلوار سب سے اچھا فیصلہ کرتی ہے۔'' جرجیس نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے اور اس میں کونسا امر مانع ہے کہ تم ملک فارس پر چڑھائی کرو اور ہم سے صلح اور دوستی رکھو۔ آپ نے فرمایا ملک فارس کی نسبت چونکہ تمہارا ملک ہم سے قریب ہے اور خداوند تعالیٰ احکم الحاکمین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً﴾ (التوبة: ۱۲۳)

''یعنی جو کفار تم سے قریب ہیں ان سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تمہیں زیادہ قوی پائیں۔''

جرجیس نے کہا کہ کیا تم پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جیسے تمہارے نبی پر انجیل مقدس نازل ہوئی تھی، اس نے کہا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم ہم سے اس شرط پر صلح کر لو کہ ہم تمہارے ہر ایک آدمی کو ایک دینار اور ایک اونٹ غلہ اور تمہارے سردار کو سو دینار اور دس اونٹ غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو اونٹ غلہ دے دیں اور ہمارے آپ کے درمیان ایک صلح نامہ بدیں مضمون مرتب ہو جائے کہ نہ تم ہم سے کبھی لڑو اور نہ ہم تم سے کبھی جنگ جو ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہوسکتا، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اول تو اسلام، دوسرے جزیہ اور تیسرے تلوار ہے۔ اور بس اس نے کہا کہ ہم سے یہ تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ مذہب تبدیل کر

کے مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ ہم اپنے دین سے بہتر کسی مذہب کو نہیں دیکھتے اور جزیہ سے بہتر مر رہنا ہے۔ بس بہتر یہی ہے کہ ہم مر رہیں، تم ہم سے زیادہ جنگ جو نہیں ہو کیونکہ ہماری فوج میں اولاد بطارقہ اور عمالقہ مرد میدان تلوار اور نیزہ کے ماہرین موجود ہیں۔ اس کے بعد جرجیس نے دربان کو حکم دیا کہ صقیلہ نامی پادری کو بلا کر لائے تا کہ اس بدوی کے ساتھ مناظرہ کیا جائے۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ سے ایک پادری کا مناظرہ

واقدی کہتے ہیں کہ ہرقل بادشاہ روم نے اس فوج کے ساتھ ایک پادری روانہ کیا تھا جو اپنے دین کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مناظرہ میں بھی بہت مشاق تھا۔ چنانچہ وہ آیا اور برجیس نے اس سے کہا کہ اے ہولی فادر (بزرگ باپ) آپ اس شخص سے ان کے دین کے متعلق کچھ دریافت کر کے ہمیں بتایئے۔ صیقلہ نے حضرت ربیع بن عامر سے دریافت کیا کہ اے عربی بھائی! ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی عربی ہاشمی قریشی پیدا کرے گا جس کی علامت اور شناخت یہ ہوگی کہ اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بلاوے گا کیا تمہارے نبی کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے حضور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ جل شانہ نے آسمانوں پر بلایا اور خود اپنی کتاب مجید میں اس کے متعلق فرمایا کہ:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ﴾

''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں تا کہ ہم اپنی نشانیوں میں سے دکھلا دیں۔'' (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت: ۱)

پادری نے کہا ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس نبی اور اس کی امت پر ایک ماہ کے روزے فرض ہوں گے اور اس مہینہ کا نام رمضان ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے، ہم پر ایک مہینہ کے روزے بھی فرض کئے گئے ہیں اور اس کو قرآن شریف میں اس طرح بیان کیا ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۸۳) یعنی تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تمہارے سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے۔''

اس کے بعد پادری نے پوچھا کہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ بھی پڑھا ہے کہ اگر ان کی امت میں سے کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر ایک بدی کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔ آپ نے فرمایا ہماری کتاب میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) جس کا ترجمہ بعینہٖ وہی ہے۔

پادری نے پھر سوال کیا کہ ہمارے یہاں لکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی امت کو ان پر درود بھیجنے کا حکم دے گا۔ آپ نے فرمایا اس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (۳۳: ۵۶)

''اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود وسلام بھیجو۔''

پادری جس وقت یہ جوابات سن چکا تو بہت متعجب ہوا اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ حق اسی قوم کے ساتھ ہے۔ اس گفتگو کے بعد ایک دربان نے برجیس سے کہا کہ یہ وہی بدوی ہے جس نے کل تیرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ جرجیس یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور

مارے غصہ کے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ چاہا کہ آپ پر حملہ کرے، مگر آپ فوراً سمجھ گئے، جلدی سے بجلی کی طرح اٹھے، شمشیر قبضہ میں لے کر برجیس کے اس زور سے ایک ہاتھ مارا کہ وہ زمین پر گرا۔ رومی آپ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر ہل من مبارز کا نعرہ لگائے مرد مقابل بن گئے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان نے جب اس طرح رن پڑتا ہوا دیکھا تو آپ نے پکار کر کہا مسلمانو! تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ اعداء دین نے غداری کی تم بھی فوراً حملہ کر دو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ ایک فوج دوسری فوج کے ساتھ بالکل مل گئی تھی۔ رومی بڑے استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اچانک مسلمانوں کی ایک دوسری فوج جو بہ سرکردگی شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہی تھی دکھلائی دی۔ مسلمانوں نے جس وقت عین لڑائی میں اپنے بھائیوں کو آتے دیکھا تو حوصلہ بڑھ گیا اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں میں گھس کر تمام کے سروں کو تلوار کی بھینٹ چڑھا دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں آٹھ ہزار رومیوں میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا تھا تبوک چونکہ شام سے زیادہ فاصلہ پر تھا اس لیے عربوں نے تعاقب کر کے سب کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا مال، تاتاری گھوڑے، خیمے، ڈیرے اور تمام خزانہ قبضہ میں کیا۔ شرحبیل بن حسنہؓ سے مع ان کے ہمراہیان کے ملاقات کی، سلام و نیاز کے بعد ایک جگہ پڑاؤ کیا۔

حضرت شرحبیل نے غنیمت کے مال کے متعلق حضرت یزیدؓ اور حضرت ربیعہؓ سے مشورہ کیا۔ دونوں حضرات نے متفق اللفظ ہو کر فرمایا کہ غنیمت کا تمام مال جو ہم نے رومیوں سے حاصل کیا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ اس مال کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہو اور مسلمان جوق در جوق اس طرف آئیں چنانچہ یہی رائے بہتر سمجھی گئی اور سوائے اسلحہ اور سامان جنگ کے شداد بن اوس کو پانچ سو سواروں کے ساتھ تمام مال و اسباب دے کر خلیفہ رسولؐ کی خدمت میں بھیج دیا گیا تاکہ اس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو اور باقی لشکر ارض تبوک میں ٹھہر گیا تاکہ مسلمانوں کا آنے والا لشکر ان سے یہاں مل جائے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شداد بن اوس یہ اسباب لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو جس وقت مسلمانوں نے انھیں دیکھا تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں۔ اللہ اکبر کی گونجنے والی آواز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! شداد بن اوس مال غنیمت لے کر آئے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شداد بن اوس مع ہمراہیوں کے آ پہنچے اور سواریوں سے اتر کر اول مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد کی نوافل ادا کیں۔ پھر سردار دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سلام پڑھا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد فتح کی خوشخبری سنائی۔ رومیوں کے متعلق تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس کو فال نیک تصور فرما کر اس مال غنیمت سے مسلمانوں کا ایک دوسرا لشکر مرتب فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک خط اہل مکہ معظمہ کے نام ارسال فرمایا جس میں جہاد کی ترغیب دی گئی تھی جو حسب ذیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ معظمہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابوبکر عبداللہ عتیق بن قحافہ کی طرف سے تمام اہل مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات والوں کے نام ہے۔

''السلام علیکم۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد! میں نے مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں پر جہاد کرنے اور ملک شام فتح کرنے کا تہیہ کرلیا ہے، اس لیے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے فرمان واجب الاذعان کے پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کیجئے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں'' تم (جہاد میں) جایا کرو (خواہ) تھوڑے سامان سے ہو) خواہ زیادہ سامان سے (ہو) اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم واقف ہو۔'' یہ آیت تمہارے یہاں ہی نازل ہوئی تھی، اس لیے تم ہی پر زیادہ حق ہے، جو شخص اس کو سچ کر دکھائے اور اس کے حکم کو نافذ کردے وہی سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور جو شخص اس کام سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں، تم جنت عالیہ کی طرف جس کے خوشۂ انگور عنقریب ملنے والے ہیں اور جس کو خداوند تعالیٰ نے مجاہدین ومہاجرین اور انصار وغیرہ کے لیے تیار کی ہے دوڑو۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ''

آپ نے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگائی اور عبداللہ بن حذافہ کو دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر ایک کرخت آواز سے پکارا۔ لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے وہ خط نکال کر سب کے سامنے پڑھا۔ اس کو سن کر سہیل بن عمر، حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابی جہل کھڑے ہوئے اور ایک زبان ہو کر کہنے لگے ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کرلیا اور رسول اللہ ﷺ کے قول کو سچ مان لیا۔ حارث بن ہشام اور عکرمہ بن ابوجہل نے کہا ''قسم ہے خداوند تعالیٰ کی ہم دین خدا کی مدد واعانت سے کبھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ آخر کب تک ہم ان لوگوں سے جو ہم سے پہلے سبقت کر چکے پیچھے پڑے رہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جو اشخاص ہم سے قبل پہل کر چکے وہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے اور ہم ان سے اس نعمت عظمیٰ میں موخر رہے مگر کم از کم ہمارا نام ان سے ملنے والوں کی فہرست میں تو لکھا جانا چاہئے۔

آخر عکرمہ بن ابی جہل اپنی قوم بنی مخزوم سے چودہ آدمی لے کر نکلے اور سہیل بن عمر بنی عامر کے چالیس جوانوں کے ساتھ جن میں حارث بن ہشام بھی شامل تھے تیار ہو کر آئے۔ ان کے علاوہ مکہ معظمہ کے بہت سے آدمی ان کے ہمراہ ہوئے اور یہ پانچ سو نفر کی ایک جماعت تیار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک خط قوم ہوازن اور ثقیف کے نام بھی تحریر فرمایا تھا، اس قوم کے بھی چار سو آدمی مدینہ شریف کی طرف چلے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ عبداللہ بن سعید سے روایت کرتے ہیں، ابو عامر کا بیان ہے کہ ہم طائف میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا والا نامہ پہنچا کہ اس کے پڑھتے ہی ہوازن وثقیف کے چار سو آدمیوں نے لبیک کہا۔ راستہ میں اہل مکہ معظمہ بھی ہم سے مل گئے اور ہم کل نو سو سوار جن میں سے ہر ایک شخص کا قول یہی تھا کہ میں تن تنہا نو سو سواران رومی کا مقابلہ کرسکتا ہوں، مدینہ طیبہ کی طرف چلے جس وقت مدینہ طیبہ میں پہنچے، بقیع [1] میں پڑاؤ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچی۔ آپ نے حکم بھیجا کہ جس جگہ آپ لوگوں نے پڑاؤ کیا ہے وہاں سے جس جگہ تمہارے دوسرے بھائی یعنی شرجبیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر ٹھہرے ہوئے ہیں چلے جاؤ۔ اس وقت یہ تمام حضرات جرف میں قیام پذیر تھے، ہم نے وہاں پہنچ کر بیس روز قیام کیا۔ دوسرے

---

[1] بقیع ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں ہر قسم کے درخت موجود ہوں، یہ جگہ مدینہ شریف کے گورستان کی ہے، اس جگہ اہل بیت اور اصحاب کبار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے مزارات ہیں۔

وفود ہم سے آ آ کر ملتے جاتے تھے۔

شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول مع چند مہاجرین وانصار کے ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہوکر آپ نے ایک برجستہ تقریر فرمائی خداوند تعالیٰ کی حمد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے بعد آپ نے فرمایا:

''لوگو! خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں پر جہاں اور فرائض مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد بھی ایک فرض ہے، جس کا ثواب بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اپنی نیتوں کو پاک وصاف اور اپنے رب العزت کے فریضہ کی ادائیگی اور اپنے ہادی برحق کی سنت کے اتباع میں جلدی کریں۔ آپ جس نیک کام کی طرف جارہے ہیں اس میں دو ہی باتیں ہیں، فتح یا شہادت! اگر آپ کو شہادت نصیب ہوگئی تو جو حضرات آپ سے پہلے انتقال کر چکے ہیں آپ ان سے جا ملیں گی اور جو شخص آپ میں سے مرجائے گا تو اس کا اجر باری تعالیٰ جل جلالہٗ پر ہے۔''

عبداللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابو عامر سے کہا کہ آپ کچھ تعریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی فرمادیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گندمی رنگ، چھریرے بدن دراز قد کے آدمی تھے اور آپ کی ریش مبارک زیادہ گھنی نہیں تھی۔''

ابو عامر کہتے ہیں چار سو آدمی حضرموت [1] سے بھی آئے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ نے ایک خط اسید بن سلمہ کلابی اور بنی کلاب کے نام بھی ارسال فرمایا تھا جس میں جہاد روم کے لیے دعوت دی گئی تھی۔ یہ لوگ جمع ہوئے اور ضحاک بن سفیان بن عوف نے کھڑے ہوکر ایک تقریر کی اور قوم کلاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے حضرات بنی کلاب! آپ تقویٰ کو اپنا شعار بنایئے اور خلیفہ رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لیے تیار ہوجایئے۔''

یہ سن کر ایک بوڑھا شخص جو چند مرتبہ ملک شام کی سیر کر آیا تھا کھڑا ہوا اور کہا ضحاک! تو ہمیں ایک ایسی قوم سے لڑنے کی ترغیب دیتا ہے جن کے پاس عزت، قوت نیز سامان حرب اور بے شمار گھوڑے موجود ہیں۔ اہل عرب میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ باوجود قلت تعداد اور گرسنگی اور ضعف کے ان کا مقابلہ کرسکیں۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات فوج کی زیادتی اور سامان حرب کی کثرت پر نہ تھی بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ پر تھی جس کے لیے آپ مبعوث فرمائے گئے تھے۔ غالباً آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ جنگ بدر [2] (کبریٰ) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی تھے جنہوں نے ان قریش [3] کے ساتھ کہ جن کے پاس بہت سا لشکر، سامان حرب، گھوڑے اور بہت زیادہ اسلحے تھے مقابلہ کیا اور اسی پر کیا منحصر ہے، جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما رہے فتح برابر آپؐ کے پیر چومتی رہی اور نصرت ہمیشہ پابہ رکاب رہی تھی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

نیز آپؐ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھیے۔ جس وقت آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ مرتدین کو کس طرح تلوار سے مغلوب کردیا۔ آپ یاد رکھئے جب تک قبیلہ حِیر اور قبیلہ طے کی طرح مسلمانوں کی امداد نہیں کرو گے اس وقت تک خلیفہ رسولؐ اور تمام مسلمانوں کی آنکھ میں عزیز نہیں ہوسکتے۔ میں تمہیں خداوند تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تم عرب میں اپنی قوم کو ذلیل مت کراؤ، تمہارے پاس بہ نسبت دوسرے عربوں کے زیادہ گھوڑے اور اونٹ موجود ہیں، نیز تعداد لشکر اور اسلحہ میں بھی تم ان

---

[1] بفتحتین وضم میم وفتح آن ایک شہر نیز ایک قبیلہ کا نام۔ [2] بدر نام موضع وچاہ جو قریش نے اس جگہ کھود لیا تھا، بدر کبریٰ مقابل صغریٰ ہے جو ۳ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ [3] قریش تصغیر قرش کے جس کے چند معنی ہیں ایک جانور دریائی کا نام ہے جو اپنے دیگر اجناس پر غالب رہتا ہے نیز شتر سوار ونام قبیلہ معروف کہ جس کا جد اعلیٰ نضر بن کنانہ تھا، چونکہ قوم قریش اپنی حشمت وشوکت کی وجہ سے تمام قبیلوں پر غالب رہتی تھی اس لیے قریش کے لقب سے ملقب تھی۔

سے بڑھے ہوئے ہو، تم خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ سے ڈرو اور خلیفہ رسولؐ کے حکم کے سامنے فوراً تسلیم خم کرلو۔"

واقدی فرماتے ہیں کہ جس وقت بنی کلاب نے حضرت ضحاک کی یہ گفتگو سنی تو آنکھیں کھل گئیں۔ چلنے میں عجلت کی، اونٹوں پر علاوہ بار برداری کے خود بھی سوار ہوئے۔ عربی گھوڑے ساتھ لیے اور مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر اسلحہ زیب تن کر کے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اسی وقت لشکر اسلام ملک شام کی طرف روانہ کرنے کے لیے باہر نکلے تھے، آپ سے ملاقات ہوئی جس وقت آپ نے بنو کلاب کو دیکھا آپ ان کی مدد سے بہت خوش ہوئے اور ان کو حکم دیا کہ یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ آپ نے ایک فوجی نشان ان کے لیے تیار کرا کر ضحاک بن ابی سفیان کے سپرد فرمایا۔ حضرت ضحاک کچھ گھوڑے اور اونٹ لائے تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حضور میں اس غرض سے پیش کئے کہ وہ غزوۂ روم میں کام آ سکیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب ان گھوڑوں کو دیکھا تو چونکہ تمام گھوڑے گرمے تھے۔ [1] آپ بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے "خیل الیمن مجملته طلقه" یعنی یمن کے گھوڑے پچکلیان تیز ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لشکر کے جمع ہونے سے ایک ہنگامہ اور شور برپا ہو گیا اولاد مہاجرین وانصار آ کر شامل ہو گئے اور جرف میں ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس تمام لشکر پر حضرت امین الامتہ ابوعبیدہ بن جراح کو کمانڈر انچیف (تمام فوج کا افسر) اور ان کے طلیعہ [2] یعنی ہراول پر سعید بن خالد بن سعید بن عاص کو جو ایک شریف اور جوان شخص تھے سردار مقرر کریں۔ کیونکہ سعید بن خالد نے حضرت صدیق اکبرؓ کے حضور میں عرض کیا تھا کہ جس وقت آپ کا ارادہ ہوا تھا کہ میرے والد خالد کو جو جناب کی فوج کے افسر تھے انھیں ہراول کا سردار مقرر کریں تو مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور آپ نے ان کو معزول کر دیا تھا حالانکہ انہوں نے اپنے آپ کو راہ خدا میں وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح میں نے اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ آپ کی دعوت اور بیعت کو قبول کیا ہے، کبھی سر مو تفاوت نہیں کیا اگر اس وقت آنحضور ﷺ اس ہراول کو میرے زیر کمان کر دیں تو مجھے امید ہے کہ واللہ باری تعالیٰ مجھے کبھی عاجز نہ دیکھیں گے۔"

چونکہ سعید اپنے باپ سے لڑائی میں زیادہ تجربہ کار اور اچھے شہسوار تھے اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انھیں ایک نشان مرحمت فرما کر دو ہزار سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جس وقت یہ سنا کہ سعید بن خالد نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایسی خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے ان کو دو ہزار سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔ تو آپ کو بہت برا معلوم ہوا۔ آپ حضرت صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا خلیفہ رسول اللہؐ آپ نے یہ نشان سعید بن خالد کے واسطے تیار کرایا ہے حالانکہ دوسرے اشخاص ان سے بہتر تھے جن پر سعید کو ترجیح دی گئی۔ نشان بناتے وقت جو گفتگو سعید بن خالد نے دشمنوں کے خلاف کی واللہ آپ اس بات کو سچ جانیے کہ میرے سوا وہ کسی کے متعلق نہیں تھے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں نے کبھی اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی اور نہ کبھی کسی طرح اس سے دشمنی کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ سے یہ سن کر بہت شش و پنج میں پڑ گئے۔ کیونکہ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوا کہ سعید کو معزول کریں اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف کریں۔ اول تو حضرت عمر فاروقؓ کی محبت آپ کے دل میں، نیز ان کا خیر

---

[1] یہ اشقر کا ترجمہ ہے، اصطلاح میں اشقر اس گھوڑے کو لکھا ہے جس میں سفیدی اور سرخی ملی ہوئی ہو، اردو میں ایسا گھوڑا گرہ کہلاتا ہے اور اگر سرخی و سفیدی کے علیحدہ علیحدہ داغ ہوں تو اردو میں سرخی ابلق کہتے ہیں۔

[2] طلیعہ عربی میں اس لشکر کو کہتے ہیں جو دشمن کی خبر گیری اور اس کی نقل و حرکت کو معلوم کر کے اطلاع دیتا رہے، اردو میں اس کو ہراول کہتے ہیں۔

خواہانہ مشورہ، تیسرے رسول اللہؐ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ گھبرا کر اٹھے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے جا کر تمام قصہ بیان فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا، حضرت ابا جان! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ دین کی فلاح و بہبود پر نظر رکھتے ہیں اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ نصائح فرماتے ہیں۔ ان کے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کسی قسم کا بغض نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے ابی اروی الدوسی کو بلا کر حکم دیا کہ سعید بن خالد کے پاس جا کر کہو کہ جو نشان تمہیں دیا گیا تھا اس کو میرے پاس واپس بھیج دو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اس لشکر میں تھا۔ سعید بن خالد جرف میں ہمیں نماز پڑھا رہے تھے جب ابی اروی الدوسی پہنچے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حکم سنایا، سعید نے نشان مذکور فوراً واپس کر دیا اور کہنے لگے کہ واللہ میں خدمت دین میں اپنے آپ کو وقف اور خداوند تعالیٰ کے راستہ میں اپنے نفس کو پابند کر چکا ہوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علم کے نیچے جہاں کہیں اور جس کسی کے ہاتھ میں بھی ہوگا خوب دل کھول کر لڑوں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق کا حضرت ابو عاص کو افسر مقرر کرنا

واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس فکر میں تھے کہ ابوعبیدہ کے ہراول کا سپہ سالار کس شخص کو کیا جائے؟ اتنے میں سہیل بن عمر، عکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام آ پہنچے یہ حضرات اسلحہ سے مسلح اور اس بات کے خواہش مند تھے کہ خلیفہ اعظم فوج کا علم ان کے سپرد کر دیں۔ آپ نے جب ان کی خواہشات کا اندازہ فرمایا تو حضرت عمر فاروقؓ سے مشورہ کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کام میں یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ حارث بن ہشام حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ ابو حفص قبل از اسلام آپ ہمارے لیے تیغ بران تھے، اب جب کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت کر دی تب بھی آپ خویش واقرب کا لحاظ نہیں کرتے۔ حالانکہ باری تعالیٰ نے صلہ رحمی اور قرابت کے حقوق کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں اس بارے میں ان لوگوں کو مقدم سمجھتا ہوں جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت کی تھی۔

سہیل بن عمر کہنے لگے کہ اگر آپ سابقوں کو ہی مقدم سمجھتے ہیں تو واللہ اعلم ہم اس سے سر مو تجاوز نہیں کرتے اور آپ کی نافرمانی کسی حالت میں نہیں کر سکتے۔ ہم نے ایام جاہلیت میں رسولؐ کے مقابلہ پر لڑائی کے اندر جتنا خرچ کیا ہے اس وقت ہم اس سے دوگنا خرچ کریں گے اور جتنی مرتبہ رسول اللہؐ کے مقابلہ پر (العیاذ باللہ منہ۔ مترجم) نکل کے آئے اور ٹھہرے، اب دشمنان خدا کے مقابلہ میں اس سے دوچند ٹھہر کر لڑیں گے۔"

عکرمہ بن ابوجہل نے کہا لوگو! میں تمہیں خدا کے سامنے گواہ کرتا ہوں، میں خداوند تعالیٰ کے راستہ میں اپنے نفس کو قید اور اپنی جان کو اس کے سپرد کر چکا ہوں۔ میں، میرے ساتھی، اولاد اور میرا مال ہم سب اس کے راستہ میں وقف ہیں، ہم کبھی جہاد سے نہیں پھریں گے۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا ولولہ اور قوت ایمان دیکھ کر یہ دعا فرمائی:

اللهم بلغهم افضل ما يؤملون و اجزهم اجرهم باحسن ما كانوا يعلمون۔

"الٰہا العالمین! آپ ان کی امیدوں سے انہیں زیادہ مرتبہ پر پہنچا دیجئے اور ان کے اعمال سے بہتر ان کو جزا دیجئے۔"

اس کے بعد آپ نے عمرو بن عاص بن وائل السہمی کو بلا کر علم ان کے سپرد فرمایا اور کہا میں مکہ معظمہ، ثقیف، طائف ہوازن، بنی

کلاب اور حضر موت کی فوجوں پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں، تم فلسطین پہنچ کر ابوعبیدہ کو لکھو کہ اگر تمہیں کمک کی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں، تم کوئی کام ابوعبیدہ کے مشورہ کے بغیر مت کرنا۔ اب تم رخصت ہو جاؤ خداوند تعالیٰ جل مجدہٗ تمہارے اور ان کے ارادوں میں برکت عطا فرمادیں۔

عمرو بن عاص حضرت فاروق ؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ دشمنوں پر میری سختی اور جہاد میں میرے صبر سے خوب واقف ہیں، اگر آپ خلیفہ رسول اللہ ؐ سے میری سفارش کر دیں کہ وہ مجھے ابوعبیدہ ؓ پر امیر مقرر کر دیں تو بہت بہتر ہے۔ رسول اللہ ؐ کے نزدیک جو کچھ میرا مرتبہ تھا اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں اور مجھے خداوند تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ وہ میرے ہاتھ پر فتح دیں گے اور دشمنان دین کو ہلاک کر دیں گے۔"

حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ صحیح ہے، میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا، مگر میری یہ خوشی نہیں ہے کہ تم ابوعبیدہ ؓ پر حاکم ہو کر جاؤ۔ میرے نزدیک ابوعبیدہ ؓ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے۔ نیز سبقت اسلام بھی انہوں نے تم سے پہل کی تھی۔ نبی ؐ ان کے متعلق فرماتے تھے ابو عبیدة امین هذه الامة یعنی ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ عمرو بن عاص کہنے لگے اگر میں ان کا افسر بنایا جاؤں تو اس سے ان کی تحقیر یا تذلیل نہیں ہوتی نہ ان کے مرتبہ میں کوئی فرق آتا ہے۔ آپ نے کہا افسوس ہے عمرو! تو دنیا کا شرف اور مرتبہ چاہتا ہے، خدا سے ڈر، تقویٰ اختیار کر اور آخرت کا شرف چاہ۔ خداوند تعالیٰ کی طرف لو لگا۔ عمرو بن عاص کہنے لگا، واقعی بات تو یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔

غرض عمرو بن عاص نے فوج کو کوچ کا حکم دیا، فوج آپ کے زیر کمان تھی، مکہ معظمہ کے باشندوں کا دستہ آگے آگے تھا اور اس کے پیچھے بنو کلاب، اصناحی، ہوازن اور ثقیف کے علی الترتیب رسالے تھے۔ مہاجرین و انصار کا لشکر اس لیے ٹھہر گیا تھا کہ وہ ابوعبیدہ بن جراح کی سرکردگی میں جانے والے تھے۔ عمرو بن عاص نے اپنے لشکر ہراول کا سردار سعید بن خالد کو مقرر کیا تھا۔

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ عمرو بن عاص کے لشکر میں میں بھی موجود تھا روانگی کے وقت جو نصیحتیں اور فرامین حضرت ابوبکر ؓ نے بیان فرمائے تھے میں نے بھی ان کو خوب سنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا:

"خداوند تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا، خلوت میں اللہ سے شرم کرنا کیونکہ وہ تیرے اعمال ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ تم یہ خود جانتے ہو کہ میں نے تمہیں تم سے بہتر اور بزرگ و باعزت لوگوں پر حاکم مقرر کیا ہے۔ آخرت کے لیے کام کرو، اپنے اعمال سے اپنے مولا یعنی باری تعالیٰ کو خوش رکھو۔ اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرو، چلنے میں جلدی اور بھاگ دوڑ مت کرو، ساتھیوں کے خبر گیراں رہو۔ ان میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں ضعیف و ناتواں بھی ہیں، اور تم کو دور کا سفر درپیش ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دین کے ناصر ہیں اس کو تمام ادیان پر قوت دیں گے اگرچہ مشرکین کو یہ ناگوار معلوم ہو۔ جس وقت تم اپنے اس لشکر کو لے چلو تو جس راستہ سے یزید بن ابی سفیان ربیعہ بن عامر اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئے ہیں اس راستہ کو مت جاؤ بلکہ ایلہ کے راستہ سے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ فلسطین پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پہنچ کر مخبر اور جاسوس مقرر کر کے ابوعبیدہ کے تمام حالات معلوم کرتے رہنا۔ اگر وہ اپنے دشمنوں پر ظفریاب اور فتح مند ہوں تو تم فلسطین میں ہی دشمنوں سے لڑنا اور اگر انھیں تمہاری امداد اور کمک کی ضرورت ہو تو ان کی کمک کے واسطے یکے بعد دیگرے سہیل بن عمر، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام اور سعید بن خالد کے زیر کمان لشکر روانہ کرتے رہنا اور جس کام پر میں تمہیں مقرر کرتا ہوں اس میں کسی طرح کی سستی اور تغافل نہ کرنا، کاہلی سے جس قدر ممکن ہو بچنا۔ دشمن کی زیادہ فوج دیکھ کر یہ نہ کہنا کہ ہمیں ابوبکر بن قحافہ نے دشمن کے ایسے نرغے میں پھانس دیا اور اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں بھیج دیا کہ جس سے لڑنا

ہماری قوت سے باہر ہے۔ کیونکہ عمرو! تم بہت جگہ دیکھ چکے ہو کہ بسا اوقات ہم باوجود قلت تعداد کے مشرکین کی بے شمار فوجوں سے لڑ پڑے ہیں۔ واقعہ جنگ خیبر بھی تمہیں یاد ہوگا اور مسلمانوں کی فتح بھی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہوگی۔

اے عمرو! مہاجرین وانصار اہل بدر تمہاری معیت میں ہیں ان کی تعظیم وتکریم کرنا، ان کے حقوق کو پہچاننا، ان پر اپنی حکومت کے گھمنڈ سے کسی طرح کی تعدی نہ کرنا۔ نہ اپنے دل میں کسی طرح کا تکبر کرنا کہ مجھے ابوبکرؓ نے چونکہ ان پر حاکم مقرر کر دیا ہے لہٰذا میں ان سے بہتر ہوں۔ نفس کے فریبوں سے بچنا، اپنے آپ کو مثل ان کے ایک سپاہی سمجھنا۔ جس وقت کوئی کام درپیش ہو ان سے مشورہ کیا کرنا۔ نماز سب سے بڑی چیز ہے اس کا خاص انتظام رکھنا۔ جس وقت نماز کا وقت ہو فوراً اذان کہلانا، کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا۔ جس وقت تمام لشکر اذان کو سن چکے تب آ کر نماز پڑھنا۔ لشکر میں سے جو حضرات تمہارے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں گے تو بہت افضل ہوگا اور جو شخص اپنی قیام گاہ پر خیمے میں ہی پڑھ لے گا اس کو بھی نماز کا پورا ثواب ہوگا۔

ایلچیوں کی بات خود سننا، دوسرے پر نہ ٹالنا، دشمن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی تاکید کرتے رہنا، محافظ اور نگہبان باری باری سے مقرر کرنا، پھر تم ہمیشہ ان پر محافظ رہنا۔ رات کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنا۔ جب کسی کو کوئی سزا دو تو زیادہ سختی نہ کرنا۔ اتنی مہلت اور ڈھیل بھی نہ دینا کہ خود تجھ پر ہی دلیر اور شیر ہو جاویں۔ جب تک ممکن ہو کسی کے درپے نہ لگانا کیونکہ خوف ہے کہ وہ بھاگ کر دشمن سے جا ملے اور تمہارے مقابلے پر اس کو کمک پہنچا دے۔ کسی شخص کے راز کی پردہ داری نہ کرنا اور محض ظاہری باتوں پر اکتفا کرنا۔ اپنے کام میں کوشش کرنا۔ دشمن سے مقابلے کے وقت خداوند تعالیٰ کی تصدیق کرنا، بات میں ہمیشہ وصیت کو مقدم رکھنا۔

ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی کام میں غلو اور زیادتی نہ کریں اور اگر کریں تو انھیں اس کی سزا دینا، جس وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرو تو مختصر نصیحت کرنا۔ اپنے نفس کی اصلاح کرنا تاکہ تمہاری رعایا کی اصلاح رہے۔ رعیت کی بہ نسبت بادشاہ اپنے فعل وعمل میں باری تعالیٰ سے زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں تمہارے اہل عرب ساتھیوں پر حاکم مقرر کیا ہے لہٰذا ہر ایک قبیلہ اور ہر گروہ کی قدر ومنزلت پہچاننا مہربان باپ کی طرح ان سے سلوک کرنا۔ کوچ کے وقت تمام لشکر کی خبر رکھنا۔ کچھ لشکر ہراول کے طور پر مقرر کر کے آگے آگے رکھنا اور جن پر زیادہ اعتماد ہو ان کو اپنے پیچھے حفاظت کے لیے رکھنا۔ جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرنا، استقلال رکھنا، پیچھے نہ ہٹنا تاکہ تمہاری بزدلی اور ضعف وعاجزی نہ ظاہر ہو۔ قرآن شریف کے پڑھنے کی ساتھیوں کو تاکید رکھنا کہ بالالتزام پڑھیں۔ زمانۂ جاہلیت وغیرہ کے ذکر واذکار سے ساتھیوں کو روکنا کیونکہ اس سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کی زیب وزینت سے اعراض کرنا حتی کہ تم ان لوگوں سے جو تم پہلے حالت گرسنگی میں انتقال کر چکے ہیں، جا ملو۔ جن کی مدح وتعریف قرآن شریف میں موجود ہے۔ ایسے لوگوں میں اپنے آپ کو شریک کرنا۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۷۳)

''اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ وہ ہمارے حکم کی ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں میں نیک کام ڈال دیئے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے اور وہ ہمارے لیے عاجزی کرنے والے ہیں۔''

''بس اب خداوند تعالیٰ کی برکت اور مدد کے ساتھ رخصت ہو جاؤ، میں تمہیں خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، کافروں سے لڑو، جو شخص خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس کی باری تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔''

حضرت عمرو بن عاص کی سرکردگی میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ نو ہزار لشکر فلسطین کی طرف چل دیا۔ اگلے روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فوجی نشانات تیار کرائے اور ان کو تمام افواج اسلامیہ کا سپہ سالار مقرر کر کے حکم دیا کہ اپنے لشکر کو لے کر جابیہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور فرمایا یا امین الامت جو نصائح میں نے عمرو بن عاص کو کیے ہیں انھیں تم سن چکے ہو، میں اب تمہیں رخصت کرتا ہوں۔ ابوعبیدہؓ یہ سن کر رخصت ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ جس وقت انھیں رخصت کر کے واپس تشریف لائے تو آپ نے خالد بن ولید المخزومی کو بلا کر قبیلہ لخم و جذام پر حاکم مقرر فرمایا اور ایک لشکر زحف[1] (تیار) جو نو سو سواروں پر مشتمل تھا آپ کے ساتھ کیا اور سیاہ رنگ کا ایک نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا آپ کو دے دیا۔ یہ نو سو سوار وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر لڑائیوں میں اپنی جانبازی کا ثبوت دے کر خراج تحسین وصول کر چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن ولید کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اے ابوسلیمان! میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے تم ملک ایلہ اور فارس کی طرف یہ لشکر لے جاؤ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان ممالک کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز تمہاری نصرت واعانت کریں گے۔''

یہ کہہ کر آپ نے انھیں رخصت فرمایا اور حضرت خالد بن ولید نے عراق کی طرف رخ کیا۔

رویم بن عامر کہتے ہیں کہ واقص بن سیف مولیٰ ربیعہ بن قیس الشکری کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو لشکر ایلہ اور فلسطین بہ سرکردگی حضرت عمرو بن عاص روانہ فرمایا تھا اور جس کے علمبردار سعید بن خالد بن سعید تھے میں اس میں موجود تھا۔ حضرت سعید بن خالد کو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں نشان تھا۔ آپ اس کو جنبش دیتے جاتے تھے اور یہ اشعار رجزیہ پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ہم ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جو بہترین قوم سے ہے چلے ہیں۔ اہل شام کے باغیوں یعنی کافروں کی طرف، جو صلیب کے بندے اور برے لوگ ہیں، میں بہت جلد ان کو زمین پر تیغ بران سے گرا دوں گا۔ میں ان سے خوب اچھی طرح نیزہ بازی کروں گا اور میدان کارزار میں کسی چیز سے نہیں ڈروں گا۔ اس جنگ سے میرا مقصد سوائے اپنے رب کی جنتوں کے کچھ نہیں اور تا کہ قیامت کے روز میں بھی نیکوں کی صف میں کھڑا ہو جاؤں۔''

رویم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے مارک بن جندب سے سنا ہے وہ فتح شام کے ثقات راویوں کے حوالے سے فرماتے تھے کہ انھیں اشعار مذکور بالا کو شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز پڑھا تھا جس روز خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عنہ نے انھیں یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر کے پیچھے پیچھے روانہ کیا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب شام اور عراق کی طرف لشکران اسلام کو روانہ کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ خداوند تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے آپ کے دل میں بے حد قلق اور اضطراب تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے اس رنج والم کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے معلوم کر کے عرض کیا کہ جناب کو کس چیز کا رنج ہے؟

---

[1] عربی میں زحف ... لشکر ہے جو دشمن کی طرف چلنے کے لیے تیار ہو۔ اس کتاب میں جہاں لشکر زحف آوے گا اس جگہ یہی لشکر مراد ہوگا۔

آپ نے فرمایا مجھے مسلمانوں کی افواج کا غم ہے۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ ان کو دشمنوں پر فتح دیں گے اور خدا نہ کرے کہ مجھے ان کی وجہ سے کوئی غم اٹھانا پڑے۔

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ واللہ! مجھے کبھی کسی لشکر کے خروج سے آج تک اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی کہ اس لشکر کے جانے سے ہوئی جو ملک شام کی طرف گیا ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی حضرت محمدؐ سے اس کی فتح اور تسخیر کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عزوجل کا قول اور وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہ کا قول بالکل حق اور بجا ہے اس میں کسی طرح شک وشبہ نہیں ہم ضرور بالضرور روم اور فارس پر فتح یاب ہوں گے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ فتح اسی جنگ میں ہوگی یا کسی دوسرے موقع پر حاصل ہوگی اور کس لشکر کے ہاتھ سے ہوگی۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے کہا یہ صحیح ہے لیکن باری تعالیٰ جل مجدہ سے ہمیں اچھا ہی گمان اور نیک ہی توقع رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خواب

کہتے ہیں کہ اس رات حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خواب دیکھا کہ عمرو بن عاص مع اپنے ساتھیوں کے ایک تنگ وتاریک گھاٹی کے اندر سخت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے نکلوں، آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور آپ کی فوج نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ آپ یہاں سے نکلے اور اچانک ایک ایسے سرسبز وشاداب مقام پر پہنچ گئے کہ جو بہت زیادہ وسیع اور تروتازہ مقام تھا۔ آپ نے یہاں پڑاؤ کیا اور اس جگہ انھیں بہت آرام ملا۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے تعبیر دی کہ مسلمانوں کو انشاء اللہ فتح ہوگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں عمرو بن عاص اور ان کی فوج کو بہت دقت کا سامنا ہوگا اور بعد میں کامیابی ہوگی۔

واقدی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت نیز زمانہ اسلام میں ہمیشہ سے معمول تھا کہ تجارت پیشہ لوگ (تجار) ملک شام سے گیہوں، جو، روغن زیتون، منقی، سیب،[1] انجیر لا کر مدینہ طیبہ میں فروخت کیا کرتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ لشکر اسلام کی ترتیب اور فوج کی روانگی کا سامان فرما رہے تھے اس وقت بھی یہ تجار آئے ہوئے تھے۔ ایلہ اور فلسطین کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن عاص کو جو احکام فرمائے تھے انہوں نے بھی سنے تھے۔ ہرقل بادشاہ روم سے جا کر انہوں نے یہ خبر نیز حالات جنگ تبوک جس میں مشرکین کو ہزیمت ہوئی تھی سب بیان کر دیئے۔ ہرقل نے تمام ارکان دولت ماہرین فن حرب اور پادریوں کو جمع کر کے انھیں اس خبر سے مطلع کیا اور کہا:

''اے بنی اصفر! یہ وہی معاملہ اور قصہ ہے جس کی خبر میں مدت سے تم کو دیا کرتا تھا، اس نبی کے اصحاب یقیناً یہ میرا تاج وتخت چھین لیں گے اور وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ وہ اس ملک کے مالک ہو جائیں گے۔ تبوک میں جو تمہاری فوج تھی وہ کاٹ ڈالی گئی۔ محمد (ﷺ) کے خلیفہ نے تمہاری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے اسے عنقریب پہنچا ہی سمجھو۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ تم خوددار بن جاؤ، اپنے دین اور شریعت اہل وعیال اور جان ومال کی حفاظت کے واسطے دل کھول کر لڑو۔ اگر اس وقت تم سستی کر گئے تو یاد رکھو کہ عرب قوم تمہارے ملک کی مالک اور مال پر قابض ہو جائے گی۔''

یہ سن کر تمام کے تمام تبوک کے مقتول کو یاد کر کے رونے لگے۔ ہرقل ان کا رونا دیکھ کر بولا مرد ہو کر روتے ہو، اس کو چھوڑو، رونا

---

[1] یہ خروب کا ترجمہ ہے یہ ایک پھل مثل سیب کے ہوتا ہے اس لیے سیب ہی ترجمہ کر دیا گیا۔ ۱۲ منہ

عورتوں کا کام ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اجنادین کے مقام پر اپنی جمعیت قائم کرو۔ ہرقل کے وزیر نے کہا، ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے سامنے ان لوگوں کو بلا کر جنہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی ہے، دریافت کریں۔ ہرقل نے حکم دیا اور ایک سپاہی ایک نصرانی کو جو قوم لخم سے تھا لے کر حاضر ہوا۔ ہرقل نے دریافت کیا کہ تجھے مدینہ (طیبہ) چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے؟ اس نے کہا پچیس روز۔ ہرقل نے کہا مسلمانوں کا سردار کون شخص ہے؟ نصرانی نے جواب دیا کہ سردار عرب کا نام ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہے۔ انہوں نے ایک لشکر مرتب کر کے تمہارے ملک کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھا ہے بڑے چست و چالاک مستعد اور مضبوط آدمی ہیں۔ ہرقل نے کہا تو نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی دیکھا یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے انہوں نے تو خود مجھ سے ایک چادر چار درہم کو خرید کر اپنے شانوں پر ڈالی تھی، وہ ایک معمولی آدمی کی طرح بلا کسی امتیاز اور فرق کے صرف دو کپڑوں کے اندر بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے حقوق کی نگرانی کر کے کمزور شخصوں کا حق قوی لوگوں سے دلاتے رہتے ہیں۔ ہر معاملہ میں قوی اور ضعیف ان کی نگاہ میں یکساں ہیں۔

اس کے بعد ہرقل نے کہا اچھا ان کا حلیہ بیان کرو۔ کہا کہ ان کا قد لانبا گندم گوں رنگ رخسار ہلکے اور پتلے ہیں۔ انگلیوں کے جوڑ کشادہ اور آپ کے اگلے دانت نہایت خوبصورت ہیں۔ ہرقل یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ یہ تو وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے بعد امر خلافت ایسے ایسے شخص کے سپرد ہوگا۔ نیز ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس شخص کے بعد جو دوسرا شخص منصب خلافت پر قائم ہوگا وہ سیاہ چشم دراز قد، گندمی رنگ شیر ببر کے مانند ہوگا اور اس شخص کے ہاتھ میں فتح اور دشمنوں کی جلاوطنی ہوگی۔ نصرانی بولا کہ ایسے شخص کو بھی میں نے ان کے ہمراہ دیکھا ہے اور وہ کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتا ہے۔

ہرقل نے کہا کہ مجھے کامل یقین ہو گیا۔ میں نے پہلے ہی رومیوں کو سمجھایا تھا اور فلاح و بہبود کی دعوت دی تھی، مگر میری ایک نہ سنی اور اطاعت سے انکار کر دیا۔ اب رومی بہت جلد سوریہ سے نکال دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد ہرقل نے سونے کی ایک صلیب بنوا کر سردار لشکر روبیس نامی کو دے کر کہا کہ میں اپنے تمام لشکر پر تجھے حاکم مقرر کرتا ہوں تو بہت جلد افواج اسلام تک پہنچ کر فلسطین کو ان کے قبضہ اور تصرف سے روک دے کیونکہ یہ ایک بہت خوبصورت فراخ شہر ہے بلکہ ہماری عزت اور سلطنت اسی کی بدولت ہے۔ روبیس اسی روز لشکر کو مرتب کر کے اجنادین کی طرف روانہ ہو گیا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص ایلہ کو ہوتے ہوئے فلسطین پہنچے۔ آپ کے تمام جانور کمزور اور لاغر ہو گئے تھے۔ آپ نے ایک نہایت سرسبز مقام دیکھ کر پڑاؤ کیا اور اونٹ گھوڑوں کو چرنے چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ان کی تھکن اور لاغری جاتی رہی۔ ایک روز مہاجرین و انصار رحمہم اللہ تعالیٰ نے جمع ہو کر لڑائی کے متعلق مشورہ شروع کیا تھا کہ اچانک عامر بن عدی جو ایک برگزیدہ اور بزرگ مسلمان تھے پہنچے اور چونکہ اکثر ان کے عزیز و اقارب شام میں رہتے تھے جن کے پاس یہ اکثر آیا جایا کرتے تھے، اس لیے یہ شام کے شہروں اور راستوں سے خوب واقف تھے اور اس وقت بھی آپ وہیں سے تشریف لا رہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کو دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے ان کا چہرہ متغیر دیکھ کر فرمایا۔ عامر! کیا بات ہے؟ کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے پیچھے پیچھے رومیوں کا ایک لشکر جو نہایت عمدہ گھوڑوں پر سوار ہے کانٹے اور درختوں کو کھینچتا اور کاٹتا چلا آ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا تم نے تو مسلمانوں کے دلوں میں کفار کا رعب بھر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ان کے مقابلہ

میں مدد مانگتے ہیں۔ یہ بتلاؤ کہ تم نے ان کی کس قدر فوج کا اندازہ لگایا ہے؟ عامر نے جواب دیا کہ یا امیر! میں نے ایک بہت بلند پہاڑ پر چڑھ کر ان کے لشکر کا اندازہ کیا تھا۔ وادی الاحمر جو فلسطین میں ایک بہت بڑا مقام ہے ان کے نشانوں، نیزوں اور صلیبوں سے پٹا پڑا تھا۔ میری رائے میں ایک لاکھ آدمیوں سے وہ کسی طرح کم نہیں۔ مجھے اسی قدر معلوم ہو سکا ہے کہ اور بس۔ اس کے بعد انہوں نے اس کی معافی چاہی جس سے مسلمانوں کے گھبرا جانے کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرو بن عاص کا لشکر اسلام سے خطاب اور مشاورت

حضرت عمرو بن عاص نے یہ سن کر مسلمانوں سے کہا ''ہم خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ طاقت وقوت سب اسی بزرگ و برتر کے قبضہ میں ہے۔'' پھر آپ صحابہ رسول اللہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا:

''لوگو! میں اور آپ امر جہاد میں برابر ہیں، خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو اور اپنی شریعت اور دین کے واسطے دل کھول کر لڑو، جو شخص ہم میں سے قتل ہو گیا وہ شہید ہو گیا اور جو باقی رہا وہ سعید ہو گیا۔ جو کچھ تمہاری رائے ہو اس سے بھی مجھے اطلاع دو۔''

یہ سن کر ہر شخص نے اپنی عقل کے موافق جو رائے صائب تھی بیان کی۔ بادیہ عرب کے ایک گروہ نے کہا اے امیر! بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک جنگل میں لے کر چلیں اور وسط جنگل میں پڑاؤ کریں۔ ان لوگوں کو اس جگہ حملہ کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اپنے قلعے اور گاؤں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جس وقت ان کو ہمارے متعلق یہ خبر پہنچے گی کہ ان کا پڑاؤ عین جنگل کے بیچ میں ہے تو ان کی جمعیت متفرق ہو جائے گی۔ اس وقت ہم ان پر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیں گے اور اگر خدا نے چاہا تو کامیاب ہوں گے۔

سہیل بن عامر نے کہا کہ یہ مشورہ تو بزدلوں کا ہے۔ مہاجرین وانصار میں سے بعض حضرات نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ بہت تھوڑی جمعیت سے لڑے بڑے لشکروں کو ہزیمت دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے نصرت اور مدد کا وعدہ فرمایا اور صبر کا حکم دیا ہے اور خداوند تعالیٰ کا صابرین کے ساتھ اچھا ہی وعدہ ہوتا ہے۔ خود قرآن شریف میں فرمایا ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً﴾ (التوبة: ۱۲۳)

''جو کفار تمہارے نزدیک ہوں ان سے لڑو اور وہ تمہارے اندر شدت اور سختی پائیں۔''

اور یہ تم خود جانتے ہو کہ ہم دشمن کے پاس موجود ہیں اور دشمن ہمارے قتل کے درپے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ قسم ہے خدا کی! میں ان کے مقابلہ اور کفار کے قتل سے کبھی باز نہیں آ سکتا اور نہ میری تلوار میان میں جا سکتی ہے جس کا دل چاہے میدان جنگ میں ٹھہرے اور جس کا دل چاہے لوٹ جائے مگر یاد رہے کہ جو شخص نیک کام سے بھاگے گا خداوند تعالیٰ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔''

حضرت عمرو بن عاصؓ مسلمانان مکہ معظمہ کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ تقریر سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا اے ابن فاروق جو میری خواہش تھی وہ تم نے پوری کر دی اور جو میرے دل میں تھا وہ گویا تم نے اپنی زبان سے ادا کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری سرکردگی میں کچھ جوان دے کر بطور ہراول کے اپنے لشکر سے آگے روانہ کر دوں تا کہ تم حریف کے لشکر کی حرکت اور اس کے سکون کی اطلاع اور اس بات کی خبر دیتے رہو کہ ہم کس طرح اور کون سے طریقہ سے دشمن کے ساتھ لڑ سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آپ کا جو ارادہ ہے آپ پورا کریں میں اپنے نفس کے متعلق بخیل نہیں ہوں کہ اس کو خداوند تعالیٰ کی راہ میں صرف نہ کر سکوں۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے ایک نشان بنا کر انہیں مرحمت فرمایا اور ایک ہزار سوار بہادران قوم بنی کلاب، طائف اور ثقیف سے ان کی ماتحتی میں دے کر روانگی کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر باقی دن اور تمام رات چلتے رہے۔ صبح کے وقت اچانک آپ کو ایک غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا۔ آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ یہ غبار اور گرد لشکر جیسی معلوم ہوتی ہے۔ میرا گمان ہے کہ یہ رومیوں کا ہراول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے توقف کیا اور تمام لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا دیا۔ بادیہ اعراب کی ایک قوم نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم جا کر دیکھ آویں کہ یہ گرد و غبار کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو جائے کہ کیا معاملہ ہے اس وقت تک ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ غبار قریب پہنچ گیا اور اس کے چھٹنے پر معلوم ہوا کہ روبیس نے اپنے لشکر کے آگے دس ہزار سوار ہراول کے طور پر ایک بطریق اپنے ہمراہی کے سرکردگی میں روانہ کیے ہیں تاکہ لشکر اسلام کی خبریں اس تک پہنچتی رہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ دیکھ کر اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم انہیں مہلت نہ دو بلکہ ان پر ٹوٹ پڑو، آخر تمہارے ہی مقابلے کے لیے تو آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تمہاری امداد فرمائیں گے۔ یاد رکھو بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے۔''

یہ سنتے ہی بہادران اسلام نے اس زور سے تکبیر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھی کہ شجر و حجر اور چہار پایوں نے اس کا جواب دیا اور تکبیر کے بعد فوراً حملہ کر دیا سب سے پہلے حملہ کرنے والے عکرمہ بن ابی جہل تھے اور اس کے بعد سہیل بن عمرو پھر ضحاک بن ابوسفیان نے حملہ کیا اور آپ نے للکار کر پکارا۔ ان کے بعد مہاجرین وانصار حملہ آور ہوئے اور آخر دونوں لشکر مل گئے تلوار اور نیزوں نے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اثناء جنگ میں میں نے ایک رومی سوار کو جو بہت بڑے ڈیل ڈول کا تھا دیکھا کہ وہ لشکر کے یمین و یسار میں گھوڑا دوڑائے پھرتا تھا، میں نے دل میں خیال کیا کہ سپہ سالار افواج روم یہی شخص معلوم ہوتا ہے حالانکہ لڑائی کی وجہ سے اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور بزدلی چھا رہی تھی اور وہ اپنے بھاری بھرکم جسم ہونے کی وجہ سے مست اور غضب ناک اونٹ کی طرح پھر رہا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنے نیزے کو اس کی طرف بڑھایا۔ نیزے کی وجہ سے اس کا گھوڑا پیچھے ہٹا۔ میں نے فوراً نیزہ روک لیا۔ یہ دیکھ کر اس پر میرے متعلق یہ وہم سوار ہوا کہ یہ بھاگنا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں نے نیزہ علیحدہ کر کے تلوار سونت کر اس کے نیزے پر ماری جس کی وجہ سے اس کے نیزے کا پھل کٹ کر گر گیا اور اس کے ہاتھ میں محض ایک لاٹھی جیسی چیز رہ گئی۔ میں نے ایک دوسرا تلوار کا ہاتھ مارا۔ خدا کی قسم! مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں نے اپنی تلوار ایک پتھر پر ماردی ہے اور اس کے جھنکار کی آواز میرے کانوں میں پہنچی اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں تلوار نہ ٹوٹ گئی ہو مگر بدستور باقی تھی اور خدا کا دشمن شدت ضرب سے مذبوح تھا۔ میں نے ایک اور ہاتھ مارا اور اس کے شانہ کی رگ کو کاٹ کر دو کر دیا۔ آخر حریف گر پڑا اور میں نے اس کی زرہ اتار لی۔ مشرکین نے جس وقت اپنے سپہ سالار کو گرا اور مرا ہوا دیکھا گھبرا گئے اور مسلمان چستی اور چالاکی کے ساتھ ان کو قتل کرنے لگے۔

ضحاک بن ابوسفیان اور حارث بن ہشام کو شاباش ہے جو محض خوشنودی خدا کے لیے لڑ رہے تھے۔ اثناء جنگ میں ایک سخت مصیبت میں گرفتار ہو گئے مگر تھوڑی ہی دیر میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور اکثر گرفتار کر لیے گئے، بہادران اسلام جمع ہوئے اور مال غنیمت اکٹھا کر کے آپس میں کہنے لگے کہ عبداللہ بن عمر کا حال نہ معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا (یعنی آیا زندہ ہیں یا شہید کر دیئے گئے) بعض نے کہا کہ قتل ہو گئے۔ ایک نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ گرفتار

ہو گئے۔ بعض نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ بھی کیا ہوگا عبداللہ بن عمر کے ساتھ ان کے زہد اور عبادت کی وجہ سے اچھا ہی کیا ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر عبداللہ بن عمرؓ ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے تو یہ تمام فتح ان کے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کی یہ سب گفتگو ایک ٹیلے کے پیچھے کھڑا سن رہا تھا، جس وقت تمام گفتگو سن چکا تو میں نے زور سے لا الہ الا اللہ محمد رسو ل اللہ پڑھا اور اپنے علم کو ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا۔ جس وقت مسلمانوں نے میرا علم ہلتے ہوئے دیکھا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا اے امیر! آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سپہ سالار کفار کے مقابلے میں مشغول تھا۔ تمام لوگوں نے مجھے دعائیں دیں اور کہا کہ یہ فتح اور نصرت تمام آپ کی برکت کا نتیجہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے آپ کی ہی بدولت یہ فتح عنایت کی ہے میں نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ آپ حضرات کی ہی خوش قسمتی ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں نے تمام مال غنیمت جس میں گھوڑے اسلحہ اور مال تھا جمع کیا اور چھ سو قیدی گرفتار کیے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے کل حسب ذیل سات آدمی شہید ہوئے:

(۱) سراقہ بن عدیؓ (۲) نوفل بن عامرؓ (۳) سعید بن قیسؓ (۴) سالم مولیٰؓ عالم بن بدر الیبر لوعی (۵) عبداللہ بن خویلد المازنی (۶) جابر بن راشد الحضرمیؓ (۷) اوس بن سلمۃ الهوازنی۔

مسلمانوں نے ان کی نعشوں کو سپرد خاک کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مترجم)

یہ لشکر شاداں وفرحاں حضرت عمرو بن عاص کی فوج کی طرف لوٹا اور پہنچ کر آپ سے تمام سرگذشت بیان کی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ونصرت پر شکریہ ادا کیا۔ پھر آپ نے قیدیوں کو بلا کر دریافت کرایا کہ آیا تم میں سے کوئی شخص عربی جانتا ہے؟ شام کے تین آدمی عربی زبان جانتے تھے، انہوں نے اقرار کیا۔ آپ نے ان سے ان کے لشکر اور سپہ سالار کے متعلق چند باتیں دریافت کیں۔ انہوں نے کہا اے گروہ عرب! روبیس کو ہرقل نے ایک لاکھ فوج دے کر آپ کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ کسی شخص کو ایلہ میں داخل نہ ہونے دے۔ روبیس نے اس شخص کو جس سے آپ حضرات کا مقابلہ ہوا ہراول بنا کر آپ کی طرف بھیجا تھا۔ روبیس کی فوج بہت جلد راتوں رات پہنچا چاہتی ہے اور چونکہ روبیس مملکت روم میں اہل عرب کے مقابلہ کے لیے فرد واحد ہے اس سے بہتر فنون حرب میں اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہے لہٰذا وہ تمہیں سب کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے امید ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اس کے ہمراہی کی طرح اس کو بھی قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے ان پر اسلام پیش کیا مگر کوئی شخص اسلام نہ لایا۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا رومی لشکر بدلہ لینے کے لیے چل دیا ہے اور عنقریب شام تک پہنچا چاہتا ہے۔ ان قیدیوں کو چھوڑنا گویا اپنے سر پر بلا لینا ہے لہٰذا ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

آپ نے مسلمانوں کو آواز دے کر کہا تیار ہو جاؤ۔ میرا گمان غالب ہے کہ دشمن تمہاری طرف چل دیا ہے اور اگر وہ ہم تک پہنچے گا تو ہم جنگ میں (انشاء اللہ العزیز) بہت جلد ان پر وسعت میدان تنگ کر دیں گے اگر نہ آیا تو ان کی قوت گھٹ جائے گی اور اگر ہم خود پیش قدمی کر کے ان کی طرف چلے تو مجھے کامل امید ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمیں دشمن پر جیسا کہ ابھی کیا ہے فتح یاب فرمائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے بہتر اور اچھے ہی کام کی امید رکھنی چاہیے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے اسی جگہ پڑاؤ رکھا۔ صبح کو کوچ کیا تو تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ سامنے سے لشکر

آتا ہوا دکھائی دیا۔ نوصلیبیں تھیں۔ ہر صلیب کے ماتحت دس ہزار سوار تھے۔ جس وقت دونوں لشکر قریب ہوئے تو ہم نے روبیس کو دیکھا کہ ایک مست[1] ہاتھی کی طرح اپنی فوج کی ترتیب دے کر اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص بھی فوج کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس طرح ترتیب دی کہ میمنہ پر ضحاک بن ابوسفیان ؓ اور میسرہ پر سعید بن خالد ؓ کو مقرر کیا اور ساق پر حضرت ابوالدرداء ؓ کو کھڑا کیا اور آپ خود قلب پر مہاجرین وانصار کے ساتھ رہے اور آپ نے تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے لیے فرمایا اور کہا یاد رکھو خداوند جل مجدہ تمہیں ایک نیک کام میں آزماتے ہیں تمہیں چاہئے کہ تم بلاؤں پر صبر اور ثواب کی طرف رغبت اور جنت کی خواہش کرو۔ اس کے بعد آپ نے طریقہ حرب پر صف بندی کی۔ روبیس نے دور سے ہمارے لشکر پر ایک نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ ایسے طریقہ سے ترتیب اور صف بندی کی گئی ہے کہ باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملی ہوئی ہے اور گویا کہ تمام فوج ایک مضبوط قلعہ ہے ہر لشکری قرآن شریف پڑھتا ہے۔ ان کے گھوڑوں کی پیشانی سے نور چمکتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے مسلمانوں کی فتح اور اپنی ہزیمت اور عجز کا پتہ لگا لیا اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ گیا کہ میرے تمام لشکر کے دل میں میری طرح سے مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کیا کہ یہ کیا کرتا ہے اور خود کا تکبر جاتا رہا۔

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے سب سے اول جو شخص لڑائی کے لیے نکلا وہ سعید بن خالد بن سعید یعنی حضرت عمرو بن عاص کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے نکل کر ہل من مبارز کا نعرہ لگایا اور زور سے چلا کر کہا کوئی ہے جو مشرکین میں سے میرے مقابلے کے لیے آئے پھر خود ہی دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیا، پھر دوبارہ حملہ کیا، صفیں چیر ڈالیں تمام لشکر میں ہلچل مچا دی۔ آخر دشمنوں نے مجتمع ہو کر آپ پر ہلہ بول دیا اور آپ شہید کر دیئے گئے جس سے مسلمانوں کو سخت رنج پہنچا اور خصوصاً حضرت عمرو بن عاص کو بہت بڑا ملال ہوا۔ آپ نے کہا افسوس صد افسوس واللہ سعید تم نے راہ خدا میں خوب جان فروشی دکھلائی۔ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

''بہادرو! تم میں سے کون سا بہادر ہے جو میرے ساتھ اس حملہ میں جو میں اب کرنے والا ہوں شریک ہو، تا کہ میں اپنی قسمت آزمائی کر سکوں اور سعید بن خالد کا حال (جہاں وہ گئے ہیں جا کر) دیکھوں۔ ضحاک بن ابوسفیان ذوالکلاع حمیری، عکرمہ بن ابوجہل حارث بن ہشام، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبداللہ بن عمر، واصید بن وارم، نوفل، سیف بن عباد الحضرمی، سالم بن عبید اور مہاجرین اہل بدر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فوراً جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ ہم ستر جوان تھے، ہم نے اس زور سے حملہ کیا کہ ہم دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ مگر چونکہ وہ ایک لوہے کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے ہمارے اس حملہ کی کچھ پرواہ نہ کی۔ جس وقت ہم نے ان کے اس استقلال کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے چیخ کر کہا ان کی سواریوں کو کاٹ ڈالو کیونکہ اس کے سوا ان کی ہلاکت کی کوئی دوسری تدبیر نہیں معلوم ہوتی۔ چنانچہ ہم نے ان کے گھوڑوں کے پیٹ میں نیزے بھونک دیئے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے گرے اور انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہم نے بھی حملہ کا جواب دیا بلکہ تمام افواج اسلام پل پڑی۔ ہماری فوج ان کے لشکر میں ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے سیاہ اونٹ پر سفید نشان ہمارا شعار تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا رب انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اے رب! آپ امت

---

[1] یہ فحل کا ترجمہ ہے، عربی میں فحل اس جانور کو کہتے ہیں جو مادوں میں نر چھوڑ دیا جاتا ہے جیسے سانڈھ یا گرہ۔ مگر اردو میں ایسے وقت پر مست ہاتھی ہی بولتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائیے)

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ ہم لڑائی میں اس قدر منہمک ہوئے کہ اشعار رجزیہ بھی نہ پڑھ سکے۔اس قدر گھمسان کی لڑائی تھی کہ ہم حملہ کررہے تھے مگر ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ ہماری ضرب کسی مسلمان پر پڑتی ہے یا کسی کافر پر مسلمان برابر بڑھتے رہے اور حالانکہ ان کی فوج بہت تھوڑی تھی مگر بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔انہوں نے اپنا کام خدا کے بھروسہ اور اس کی قدرت کے سپرد کر دیا تھا۔مسلمانوں کا ہر ایک سپاہی ہاتھ سے تلوار مارتا تھا اور دل سے **اللھم انصر امة محمد صلی الله علیه واله وسلم علی من یتخذ معك شریکا** (اے اللہ امت محمدؐ کو ان لوگوں پر جو آپ کے ساتھ دوسروں کا شریک کرتے ہیں فتح دے) پڑھتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ زوال کے وقت تک برابر لڑائی ہوتی رہی ہوا چل رہی تھی اور فوجیں لڑ رہی تھیں۔ مجھے جو دعاء رسول اللہؐ نے سکھلائی تھی میں اسے پڑھ رہا تھا اچانک میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھا تو اس میں چند دروازے کھلے ہوئے اور ان میں سے بہت سے سوار سفید لباس سبز نشان لیے ہوئے کہ جن کی نوکیں چمک رہی تھیں نکلے ایک منادی فتح کی بشارت دے رہا تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس مدد پہنچ چکی ہے۔میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔قسم ہے رب کعبہ کی کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ رومی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔منادی نے فتح کی آواز دی مسلمانوں کے گھوڑے چونکہ دشمن کے گھوڑے سے زیادہ تیز رو اور پویہ کرنے والے تھے۔اس لیے فلسطین کی لڑائی میں ہم نے دس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ قتل کر دیئے۔رات تک ہم نے ان کا پیچھا کیا۔حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس فتح سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور چونکہ مسلمانوں نے دشمن کا تعاقب کیا تھا (اور اب تک مسلمان واپس نہیں ہوئے تھے) اس لیے آپ کا دل ہمارے ساتھ ساتھ تھا۔

حضرت عمرو بن عتاب کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضرت عمرو بن عاص کو دیکھا کہ علم آپ کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ شانے پر ڈال رکھا تھا۔آپ ہاتھ ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے جو شخص میرے پاس لوگوں کو لوٹا لائے گا اللہ جل شانہ اس کے گمشدہ کو اس کے پاس لوٹا لائیں گے۔آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اہل عرب واپس آئے۔آپ نے ان کا استقبال کیا،اس وقت آپ کہتے جاتے تھے جنہوں نے باری تعالیٰ کی رضا کی طلب میں محنت ومشقت اٹھائی ہے۔انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کرلیا۔کیا آپ لوگوں کو یہ فتح جو باری تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی کافی نہیں تھی جو آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔مسلمانوں نے جواب دیا ہمارا مقصود اس تعاقب سے غنیمت نہیں تھا بلکہ جہاد تھا۔

بہر حال جب مسلمان واپس آئے تو انھیں کوئی فکر اور کسی قسم کا غم نہیں تھا مگر جس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا تو ایک سو تین آدمی مفقود الخبر معلوم ہوئے جن میں سیف بن عباد الحضرمی،نوفل بن دارم سالم بن رویم' اصہب بن شداد اور بعض یمنی اور بادیہ مدینہ طیبہ کے کچھ لوگ شامل تھےؓ

حضرت عمرو بن عاص کو ان کے مفقود الخبر ہونے کا سخت رنج ہوا۔پھر آپ نے کچھ دل میں غور کر کے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں اور اے عمرو! تو اس کا انکار کرتا ہے۔اس کے بعد لڑائی کی وجہ سے جو نمازیں قضا ہوگئی تھیں۔اذان اور تکبیر کے ساتھ آپ نے ان کو ادا کرائیں جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کو حکم دیا تھا۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! آپ کے پیچھے جماعت سے بہت کم لوگوں نے نماز پڑھی بلکہ لوگ چونکہ تھک رہے تھے اس لیے اکثر نے اپنی اپنی قیام گاہ پر ادا کی۔مال غنیمت بھی بہت کم جمع ہوا۔آخر خیموں میں پڑ کر سو گئے۔صبح ہوئی تو حضرت عمر بن

عاصؓ نے اذان پڑھی۔ اس کے بعد نماز پڑھائی اور حکم دیا کہ مال غنیمت جمع کیا جائے اور شہیدوں کے لاشے میدان جنگ میں سے اکٹھے کیے جائیں۔ چنانچہ لوگوں نے لاشوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈ کر جمع کرنا شروع کیا۔ ایک سوتیس شہید جمع کیے گئے۔ حضرت سعید بن خالدؓ کی لاش بھی تلاش کی گئی مگر باجود تلاش کے نہ ملی۔ حضرت عمرو بن عاص نے خود تلاش کرنا شروع کیا۔ ایک جگہ سے دستیاب ہوئی جو گھوڑوں کے سموں سے اس قدر روندی گئی تھی کہ تمام ہڈیاں چور چور اور سارا چہرہ پاش پاش ہو رہا تھا۔ آپ یہ دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا:

''اے سعید! خداوند ارحم الرحمین تم پر رحم فرمائیں، میں نے اللہ جل جلالہ سے وعدہ کیا تھا اور تم نے اس وعدہ کو پورا کر دیا۔''

اس کے بعد آپ نے انھیں بھی شہداء کی لاشوں میں شریک کر دیا اور دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام مسلمانوں نے شہداء کی نماز جنازہ ادا کی۔ یہ تمام کچھ قبل از جمع کرنے مال غنیمت کے ہوا۔ پھر آپ نے غنیمت کے متعلق حکم دیا۔ تمام مال آپ کے پاس حاضر کیا گیا۔ آپ نے فتح جنگ کی خبر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس لکھی:

حضرت عمرو بن عاص کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب عمرو بن عاص، بخدمت شریف امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

میں فلسطین پہنچا، رومیوں کے ایک لاکھ لشکر سے جو روبیس نامی سردار کے ماتحت تھا مقابلہ ہوا۔ ہمیں خداوند تعالیٰ نے اس پر فتح بخشی۔ گیارہ ہزار رومی جنگ میں کھیت رہے۔ اللہ جل شانہ نے فلسطین کے ایک سوتیس آدمی شہید ہونے کے بعد جن کو اللہ جلالہ نے شہادت کے باعث اکرام بخشا۔ میرے ہاتھ پر فتح کرنے میں' میں یہیں فلسطین میں مقیم ہوں، اگر آپ کو ضرورت ہو تو میں حاضر خدمت ہوں تمام مسلمانوں سے سلام فرما دیجئے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابو عامر دوسی کے ہاتھ آپ نے اس خط کو روانہ کیا، وہ لے کر چلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس وقت تک حدود شام میں تشریف فرما تھے۔ مگر شام میں داخل نہیں ہو سکے تھے البتہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حکم کے بموجب اپنے لشکر کو متفرق کر دیا تھا۔ ابو عامر دوسی جس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے سمجھا کہ انھیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھیجا ہے۔ چنانچہ یہ سمجھ کر آپ نے ان سے دریافت کیا عامر! ملک کی کیا حالت چھوڑی؟ انہوں نے کہا خیریت ہے اور ساتھ ہی مبارک باد دی۔ یہ خط جناب کو حضرت عمرو بن عاص نے دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے جو فتح ان کے ہاتھ سے بخشی اس میں اس کی خبر مندرج ہے۔ آپ نے خط پڑھا اور فوراً سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد ابو عامر نے کہا واللہ! اس فتح میں اچھے اچھے نیک لوگ شہید کر دیئے گئے۔ ان میں سعید بن خالد بن سعید بھی ہیں۔ سعید مرحوم کے والد چونکہ یہاں موجود تھے جس وقت آپ نے اپنے لڑکے کے متعلق سنا گھبرا گئے اور اسی گھبراہٹ میں آپ کی چیخ نکل گئی اور بہت افسوس کیا۔ آپ کا رونا دیکھ کر تمام مسلمان رو اٹھے۔ حضرت خالد (والد سعید مرحوم) نے فوراً گھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر فلسطین جانے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے بیٹے سعید کی قبر کی زیارت کریں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا خالد کہاں چل دیئے حالانکہ تم مسلمانوں کے ایک رکن ہو۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سعید کی قبر کی زیارت کروں اور میری یہ امید ہے کہ میں بھی اس

سے جالملوں۔ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح خاموش ہو گئے اور آپ نے حضرت عمرو بن عاص کو جواب لکھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا جواب حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ تم محکوم ہو اگر تمہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تو یہاں آ جاؤ اور اگر وہیں رہنے کا حکم فرمایا تھا تو وہیں رہو۔ تمام مسلمانوں کو سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

آپ نے یہ خط لفافہ میں بند کر کے حضرت خالد بن سعید کو دیا۔ خالد ابو عامر دوسی کے ساتھ حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں آئے۔ حضرت خالد نے حضرت عمرو بن عاص کو سلام عرض کر کے روتے روتے وہ خط دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ ان کی طرف بڑھے اور ان سے مصافحہ کیا۔ عزت سے بٹھلایا، ان کے لڑکے کی تعزیت کی، صبر دلایا۔ اس کے بعد خالد بن سعید نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا تم نے دیکھا تھا کہ سعید نے اپنے نیزے اور تلوار کو کفار کے خون سے سرخ کیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں سعید بڑی بہادری سے لڑے اور خوب جہاد کیا۔ انہوں نے کسی طرح کی کمی نہیں اٹھا رکھی۔ پھر آپ نے ان کی قبر دریافت کی۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ بیٹا خداوند تعالیٰ تمہارے متعلق مجھے صبر عنایت کریں اور مجھے تم سے ملا دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! واللہ! اگر مجھے خداوند تعالیٰ نے طاقت و ہمت بخشی تو میں تمہارا بدلہ ضرور لوں گا۔ مجھے باری تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تمہیں اجر و ثواب عنایت کریں گے۔ پھر آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سریہ [1] (یکہ تاز) کے طور پر کافروں کی تلاش میں نکلوں۔ شاید کچھ غنیمت ہاتھ آئے یا دشمن کے کچھ سپاہی مل جائیں جن کو میں قتل کر کے بدلا لے لوں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا ماں جائے بھائی! لڑائی تو سر پر موجود ہے جس وقت ایسا اتفاق ہو کہ دشمن سامنے آ جائے تو خوب دل کھول کر لڑنا اور دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑنا خالد نے کہا میں قسمیہ عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو مگر میں ضرور جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر آپ نے سامان حرب درست کیا اور ارادہ کیا کہ تنہا چل دیں۔ مگر قوم حمیر کے تین سو جوان گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ حضرت خالد کے ہمراہ ہمیں جانے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ یہ تمام حضرات اسی روز چل کھڑے ہوئے ایک میدان میں پہنچ کر انہوں نے ارادہ کیا کہ یہاں پڑاؤ کر کے گھوڑوں کو چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جائے اور پھر راتوں رات چلیں تو بہتر ہوگا۔

اچانک حضرت خالد کی نگاہ ایک بلند پہاڑی کے اوپر چند سن رسیدہ لوگوں پر پڑی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں نے چند عمر رسیدہ لوگوں کو اس اونچی پہاڑی کے درہ میں دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ وہ دشمن کے جاسوس ہیں ایسا نہ ہو کہ حریف ہمارے اوپر آ گرے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ پہاڑی کی چوٹی پر ہیں اور ہم کھلے میدان میں، ہم ان کے پاس کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اچھا جب تک میں لوٹ کے نہ آؤں تم یہیں ٹھہرے رہو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے اترے، تہبند باندھا، تلوار حمائل کی کندھے پر ڈھال ڈالی اور فرمایا یہ سمجھ لو کہ ان لوگوں نے ابھی تک ہمیں نہیں دیکھا۔ اگر دیکھ لیتے تو یہاں نہ ٹھہرتے جو شخص اپنی جان خدا کے راستہ میں صرف کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ جس طرح

---

[1] سریہ عربی میں فوج کے اس دستہ کو کہتے ہیں جو رات کو چھپ کر دشمن کے قتل اور غارت کے لیے چلے اور رسد وغیرہ روک لے غالباً اردو میں اس کو یکہ تاز کہتے ہیں۔

میں کروں وہ بھی اسی طرح کرے۔ یہ سن کر دس آدمی آپ کے ساتھ ہوئے اور اسی طرح تیار ہو کر پہاڑی کی طرف چل دیئے۔ یہ لوگ (جاسوس) اپنی جگہ ابھی موجود تھے کہ یہ پہنچ گئے ان کے پاس پہنچ کر حضرت خالد نے بلند آواز سے فرمایا ان لوگوں کو پکڑ لو، خداوند تعالیٰ تمہاری ہمتوں میں برکت دیں۔ مسلمان جھپٹے اور دو شخصوں کو قتل اور چار کو گرفتار کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے ان کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم دیر البقیع اور جامعہ اور کفر العزیزہ کے رہنے والے ہیں۔ عرب جس وقت سے ہمارے ملک پر چڑھ آئے ہیں، ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اکثر آدمی بھاگ کر قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ہم امن لینے کے لیے یہاں آگئے تھے۔ کیونکہ یہ پہاڑی بھی بہت زیادہ مامون و موصون ہے۔ اس کی چوٹی پر اس غرض سے چڑھے تھے تاکہ کچھ حالات معلوم ہوں مگر آپ لوگوں نے ہمیں گرفتار کر لیا۔

حضرت خالدؓ نے دریافت کیا رومیوں کا لشکر کہاں تک پہنچ گیا ہے؟ انہوں نے کہا اجنادین کے مقام تک آچکا ہے اور بادشاہ فلسطین کی طرف چلا گیا ہے تاکہ بیت المقدس کی حفاظت کرے۔ اجنادین میں تمام لشکر مع مفرورین کے جمع ہوا ہے اور ایک سردار رسد لینے کے واسطے ہمارے یہاں آیا تھا اس نے چوپاؤں اور خچروں کو بار برداری کے لیے اکٹھا کیا ہے مگر اسے ڈر ہے کہ کہیں اہل عرب ان پر نہ آپڑیں۔ ہمیں محض اتنی ہی خبر ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے رسد کے لیے آج ہی کوچ کیا ہے۔ حضرت خالدؓ نے سن کر فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ تو مال غنیمت ہے۔ آپ نے دعا کی کہ الہ العالمین ان لوگوں پر ہماری مدد فرمائیے۔

پھر آپ نے ان سے سوال کیا کہ وہ کون سے راستہ سے جائیں گے؟ انہوں نے کہا اسی راستہ سے جس میں تم موجود ہو کیونکہ کشادہ راستہ یہی ہے اور رسد انہوں نے ایک ریت کے ٹیلے کے قریب جس کو تل بنی سیف (بنی سیف کا ٹیلہ) کہتے ہیں جمع کر رکھی ہے۔

حضرت خالدؓ نے ان سے یہ تمام باتیں سن کر فرمایا اچھا تم دین اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اور کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دین صلیب سے واقف ہیں اور بس۔ ہم زراعت پیشہ لوگ ہیں، ہمارے قتل کرنے میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت خالد نے چاہا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ مگر بعض حضرات کی رائے ہوئی کہ انھیں اس شرط پر رہائی دی جائے کہ رسد کے مقام تک یہ ہمیں پہنچا دیں۔ انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا اور آگے آگے چلے۔ جس وقت عین راستہ پر پہنچے تو حضرت خالدؓ نے کسی کو بھیج کر اپنے ان تمام آدمیوں کو جنہیں میدان میں چھوڑ آئے تھے بلا لیا۔ جس وقت تمام آدمی جمع ہو گئے تو سرعت کے ساتھ چلے اور وہ چاروں آدمی راستہ بتلاتے جاتے تھے۔ جس وقت رسد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ رومی رسد کو جانوروں پر لاد رہے ہیں اور ٹیلے کے گرد چھ سو سوار موجود ہیں۔ حضرت خالد نے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا۔ یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ نے دشمن پر تم سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور جہاد تم پر فرض کیا ہے۔ دشمن تمہارے سامنے موجود ہے، تم ثواب کی رغبت اور کوشش کرو اور جو کچھ باری تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اس کو گوش ہوش سے سنو۔ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ﴾ (الصف: ۴)

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کے راستہ میں صف باندھ کر مقابلہ کرتے ہیں گویا کہ وہ ایک عمارت ہیں جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔''

میں اب دشمن پر حملہ کرتا ہوں تم بھی کرو اپنے ساتھی سے تم میں کوئی آگے نہ بڑھنے پائے۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ قوم حمیر بھی حملہ آور ہو گئی۔

حذافہ بن سعید کہتے ہیں کہ جس وقت ہم نے رومیوں کو اپنے مقابلے کے واسطے آتے دیکھا جو کاشت کار اور غلام وغیرہ ان کے چوپاؤں کے ساتھ تھے بھاگ کھڑے ہوئے اور رومی ایک گھنٹہ تک مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ ذوالکلاع حمیری نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آل حمیر! آسمانوں کے دروازے کھل گئے جنت تمہارے واسطے آراستہ ہوگئی حوریں انتظار کرنے لگیں۔"

یہ یہیں تک کہنے پائے تھے کہ حضرت خالد بن سعید رومیوں کے سردار کے پاس پہنچ گئے۔ اس کو اس کی زرہ حشمت اور سواری سے معلوم کر لیا۔ وہ اس وقت اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا۔ آپ اس کی طرف بڑھے اور اس زور سے ڈانٹا کہ دشمن مرعوب ہو گیا۔ آپ نے کہا میں نے سعید کا بدلہ لے لیا۔ یہ کہہ کر ایک زور سے نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ ایک لوہے کی دیوار کی طرح گر پڑا۔ حضرت خالد کا کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا۔ جس نے ایک نہ ایک رومی سوار کو قتل نہ کیا ہو۔

حذافہ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے تین سو بیس سوار قتل کیے باقی شکست کھا کر بھاگے۔ مال واسباب خچر، تاتاری گھوڑے اور سامان رسد سب چھوڑ گئے، ہم نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے سب پر قبضہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے ان کاشت کاروں سے وعدہ پورا کر کے ان کو چھوڑ دیا۔ خالد اس مال غنیمت کو لے کر حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس لوٹ کر آئے۔ آپ کو ان کی سلامتی اور مسلمانوں کے صحیح و سالم لوٹنے اور مال غنیمت کے ملنے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ آپ نے ایک خط حضرت ابوعبیدہؓ کو اس لڑائی کے متعلق اور ایک خط حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں فتح ونصرت بلکہ رومیوں کے تمام حالات جنگ مندرج کر کے عامر دوسی کے ہاتھ روانہ کیے۔

جس وقت عامر دوسی حضرت صدیقؓ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضور خلیفۃ المسلمین نے وہ خط تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ فرط خوشی سے تہلیل وتکبیر کی آواز گونج اٹھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوعبیدہ کے متعلق دریافت کیا۔ عامر دوسی نے جواب دیا کہ وہ ابھی تک حدود شام میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔ اندر ملک میں اس وجہ سے داخل نہیں ہو سکے کہ انہوں نے سنا ہے کہ بادشاہ ہرقل نے اجنادین میں بے شمار لشکر جمع کیا ہے اور مسلمان اس سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں ہم پر دشمن نہ غالب ہو جائے۔ یہ سن کر آپ سمجھ گئے کہ ابوعبیدہ کمزور اور نازک طبیعت کے آدمی ہیں۔ رومیوں کے ساتھ مقابلہ کی صلاحیت وہمت نہیں رکھتے۔ لہٰذا ان کی جگہ حضرت خالد بن ولید المخزومیؓ کو مقرر کر دینا چاہیے۔ آپ نے اس کے متعلق مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب نے جواب دیا کہ واقعی آپ کی رائے زیادہ مناسب ہے۔ آپ نے حضرت خالد بن ولید کو حسب ذیل خط تحریر فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ عتیق بن ابوقحافہ، بجناب خالد بن ولید!

"السلام علیکم۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں مسلمانوں کے لشکر پر سپہ سالار مقرر کر کے رومیوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں۔ تم اللہ عزوجل کی مرضی ڈھونڈنے اور خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے میں جلدی کرو اور جن لوگوں نے خداوند تعالیٰ کے راستہ میں دل کھول کر جہاد کیا ہے تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ۔"

اس کے بعد یہ آیت لکھی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الصف: ۱۰)

''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتلاؤں جو تمہیں سخت عذاب سے نجات دے دے۔''

میں تمہیں ابوعبیدہ نیز اس کی فوج پر حاکم مقرر کرتا ہوں والسلام علیکم۔

یہ حکم نامہ نجم بن مفرح الکنانی کو دے کر روانہ کیا۔ وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے۔ قریب ہی تھا کہ حضرت خالد قادسیہ کو فتح کر لیں، جب انھیں یہ حکم نامہ ملا۔ آپ نے پڑھ کر کہا اطاعت و فرمانبرداری اللہ عزوجل اور خلیفہ رسول اللہؐ ہی کی ضروری ہے۔ آپ نے قادسیہ سے رات ہی کو عین التمر کے راستہ سے کوچ کر دیا۔ ابوعبیدہ کو ان کی معزولی اور اپنے شام آنے کی اطلاع دی اور لکھا:

''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے افواج اسلام پر سردار مقرر فرمایا ہے جب تک میں آپ کے پاس نہ پہنچ جاؤں اس وقت تک آپ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔'' (والسلام علیک!)

عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کو جو افواج اسلام میں ایک بہادر سپاہی تھے، یہ خط دے کر روانہ کیا۔ یہ خط لے کر شام کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جس وقت ارض سماوہ میں پہنچے تو فرمایا:

''لوگو! اس ملک کا سفر بغیر سیراب کنندہ چیزوں اور بدون زیادہ پانی کے نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس جگہ پانی کی قلت ہے اور ہمارے ساتھ لشکر ہے۔ آپ لوگ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہئے؟''

رافع بن عسیرۃ الطائی نے کہا اے امیر! اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کریں تو بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، جو تمہاری رائے میں آیا ہے کرو۔ انہوں نے تیس اونٹوں کو سات روز پیاسا رکھ کر پانی پلایا ان کے منہ باندھ دیئے، اونٹوں پر سوار ہوئے۔ گھوڑوں کو خالی ساتھ لیا اور چل دیئے۔ جس جگہ پڑاؤ کرتے تھے ان میں سے دس اونٹ ذبح کر لیتے تھے، ان کا پیٹ چاک کر کے جو پانی نکلتا مشکیزوں میں بھر لیتے تھے جس وقت ٹھنڈا ہو جاتا گھوڑوں کو پلا دیتے اور خود گوشت کھا لیتے تھے۔ ہر ایک پڑاؤ میں اسی طرح کیا آخر اونٹ ختم ہو گئے اور دو منزلیں بغیر پانی کے قطع کیں۔ حضرت خالد اور ان کا لشکر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت بے تاب ہوا۔ قریب تھا کہ ہلاکت تک نوبت پہنچ جائے، حضرت خالدؓ نے رافع بن عسیرہ سے فرمایا۔ رافع! تمام لشکر جاں بہ لب ہے، کیا تمہیں کوئی ایسی جگہ جہاں پانی دستیاب ہو سکے معلوم ہے؟

رافع آشوب چشم (آنکھ دکھنے) میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا اے امیر! جس وقت قراقر اور سوی کے مقام میں ہم پہنچ جاویں تو آپ مجھے اطلاع دیں۔ لوگوں نے چلنے میں سرعت سے کام لیا حتیٰ کہ اکثر سپاہی قراقر اور سوی کے مقام پر پہنچ گئے اور بعض پیچھے رہ گئے۔ رافع کو اس جگہ کی اطلاع دی گئی۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ آپ اپنے عمامہ کا پلہ آنکھ کے اوپر سے اٹھا کر اپنی سواری کو لیے دائیں بائیں پھرنے لگے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف حلقہ کیے آپ کے ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ ایک جال [1] (پیلو) کے درخت کے پاس پہنچے آپ نے زور سے تکبیر کہی۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر آپ نے کہا یہ جگہ کھودو۔ اہل عرب نے کھودنا شروع کیا۔ دفعتہً دریا کی طرح پانی کا ایک چشمہ بہنے لگا۔ لشکر نے اسی جگہ پڑاؤ کر دیا اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت رافع کے ممنون ہوئے پانی خود بھی پیا اونٹوں کو پلایا، مشکیزوں میں پانی بھر کر جو لشکری پیچھے رہ گئے تھے ان کے لیے اونٹوں پر

---

[1] یہ شجر الاراک کا ترجمہ ہے۔ اراک عربی میں اس درخت کو کہتے ہیں جس کا مزہ شور ہوتا ہے اور اس کی مسواک بناتے ہیں۔ پنجاب میں غالباً اس کو پیلو اور اردو میں جال کہتے ہیں۔

لاد کر لے چلے۔ پانی پی کر ان لوگوں کے دم میں دم آیا اور وہ بھی لشکر میں آ ملے۔ یہاں کچھ دیر آرام کر کے لشکر تیزی کے ساتھ چلا حتی کہ ارکہ کے مقام میں ایک روز کا راستہ باقی رہ گیا تھا کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سر راہ ایک سرائے [1] (یا بیٹھک) بنی ہوئی تھی وہاں چند بکریاں اور اونٹ بھی موجود تھے۔ مسلمان اس غرض سے کہ دشمن کا کچھ حال [2] یا اپنی قوم کی خیریت معلوم ہو چرواہے کی تلاش میں ہوئے، دیکھا تو وہ شراب پی رہا ہے اور ایک طرف ایک عربی شخص ہتھکڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت عامر بن طفیل ہیں۔

حضرت خالدؓ کو اس واقعہ کی جلدی سے خبر دی گئی۔ آپ فوراً گھوڑے لے کر پویہ کر کے پہنچے۔ حضرت عامر بن طفیل کو دیکھ کر آپ نے تبسم کیا اور فرمایا۔ ابن طفیل! تم یہاں کس طرح قید ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے امیر! میں ان سرائے والوں کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ مجھے پیاس اور گرمی بہت زیادہ معلوم ہو رہی تھی، میں نے چاہا تھا کہ اس شخص سے کچھ دودھ لے کر پیوں گا۔ مگر میں نے اسے شراب پیتے دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ خدا کے دشمن حالانکہ شراب حرام ہے مگر تو اس کو پی رہا ہے۔ ایہا الامیر! اس نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ شراب نہیں ہے بلکہ پانی ہے۔ تم جھک کے دیکھو تا کہ اس کی بو اور رنگت سے تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ پانی ہے۔ اگر شراب ہو تو جو چاہو تم مجھے سزا دے سکتے ہو۔

میں اونٹنی سے اتر کر زانوؤں کے بل بیٹھ گیا تا کہ گلاس کو سونگھ کر معلوم کروں کہ کیا چیز ہے؟ اس نے اچانک میرے ایک لاٹھی جو اپنی ایک بغل میں دبائے ہوئے تھا اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ میں ایک طرف کو پلٹا تو اس نے جھپٹ کر فوراً میرا بازو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ شاید تو محمد بن عبداللہ کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا آقا بادشاہ کے پاس سے نہ آ جائے۔ میں نے کہا اہل عرب میں سے تیرا آقا اور مالک کون ہے؟ اس نے کہا قداح بن واثلہ ہے۔ حضرت من میں تین روز سے اسی حالت میں ہوں، یہ جس وقت شراب پیتا ہے تو مجھے سامنے بٹھا لیتا ہے اور پھر پیالے کا تلچھٹ میرے اوپر پھینک دیتا ہے۔

حضرت خالدؓ نے جس وقت عامر بن طفیل سے یہ قصہ سنا تو آپ کو بہت زیادہ غصہ آیا اور اس کے سر پر زور سے تلوار کا ہاتھ مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گرا اور مر گیا۔ مسلمانوں نے اونٹ اور بکریوں کو تاراج کر دیا۔ سرائے کی بنیادیں کھود ڈالیں اور آپ کو قید سے چھڑا لیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے دریافت کیا کہ میرا وہ خط کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے عمامہ کے ایک پیچ میں ہے۔ اب تک اس کی کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا اسے لے کر حضرت ابو عبیدہؓ اور ان کے لشکر کے پاس فوراً چلے جاؤ۔ اور ہوشیاری سے رہو۔ یہ سن کر حضرت عامر سوار ہو کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم فرمایا۔ ارکہ ایسا مقام تھا کہ جو عراق کے آنے والے مسافروں کے واسطے خطرناک جگہ تھی۔ مملکت روم قافلوں سے ٹیکس وصول کرتی تھی۔ بادشاہ کی طرف سے یہاں ایک حاکم رہتا تھا جس وقت حضرت خالدؓ کی فوج یہاں آئی تو آپ نے لوٹ مار کا حکم دیا اور اطراف و مضافات میں جو ملا لوٹ لیا گیا۔ باشندگان ارکہ قلعے میں بند ہو گئے۔ یہاں حکماء روم میں سے ایک حکیم رہتا تھا جس نے علاوہ دیگر علوم کے فن ملحمہ بھی حاصل کیا تھا جس وقت اس نے مسلمانوں

---

[1] یہ لفظ حلہ کا ترجمہ ہے اور حلہ عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جو آدمیوں کے اترنے اور بیٹھنے نیز جمع ہونے کی جگہ ہو۔ لہٰذا ایسی سرائے یا بیٹھک ہی ہو سکتی ہے۔

[2] یہ ایک ایسی ہی عبارت کا ترجمہ ہے جس سے دونوں مضمون یعنی دشمن اور اپنی قوم سمجھا جاتا ہے، اس لیے دونوں ترجمے کر کے عبارت میں لکھ دیئے گئے۔

کے لشکر کو دیکھا رنگ فق ہو گیا اور کہا اپنے دین کی قسم! وقت آ گیا ہے۔ ارکہ والوں نے پوچھا کیسا وقت؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے علم ملحمہ میں اس قوم کا ذکر پڑھا ہے اس میں لکھا ہے کہ عراق کی طرف سے جو سب سے اول یہاں علم آئے گا وہ فتح اور نصرت کا علم ہوگا۔ رومیوں کی ہلاکت اور بربادی کا زمانہ قریب ہوگا۔ اس لشکر کو تم غور سے دیکھو۔ اگر اس کا نشان (علم) سیاہ، سپہ سالار چوڑا چکلا دراز قد لحیم وشحیم اور شانیں کشادہ، قوی ہیکل چہرہ پر کسی قدر چیچک کے داغ اور گندم گوں ہو تو شام کی جنگ کے لیے ان کا وہی سردار ہے اور اسی کے ہاتھ سے شام فتح ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھا تو جیسا کہ حکیم شمعان نے ان سے بیان کیا تھا حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں وہی نشان تھا۔

یہ لوگ اپنے اس حاکم کے پاس گئے اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ حکیم شمعان بغیر حکمت کے کوئی بات نہیں کہتے: ہم سے جو کچھ انہوں نے بیان کیا تھا ہم نے من وعن اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ ہماری رائے ہے کہ اہل عرب سے ہم صلح کر لیں اور اس طرح اپنے آپ مال، اولاد اور گھر بار کو مامون بنا لیں اس نے کہا کل صبح تک آپ حضرات مجھے مہلت دیں تا کہ میں کوئی صحیح رائے قائم کر سکوں۔ یہ اشخاص اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے اور حاکم وقت تمام رات اس پر غور وفکر کرتا رہا۔ چونکہ وہ ایک مدبر اور عقلمند شخص تھا اس نے اپنے دل میں نشیب وفراز اور موقع کی اہمیت پر نظر کر کے یہ سوچا کہ اگر میں رعایا کے خلاف کروں تو ممکن ہے کہ مجھے پکڑ کر اہل عرب کے حوالے کر دیں یہ مجھے حتمی طریقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنرل روبیس فلسطین میں عرب کی بہت تھوڑی فوج سے شکست کھا چکا ہے اور اس وجہ سے رومیوں کے دل میں اہل عرب کا رعب وداب چھا گیا ہے جو ان کے دلوں سے کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ تمام رات دل میں یہی باتیں کرتا رہا۔ صبح رعایا کو بلا کر کہنے لگا۔ اب کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم عربوں سے صلح ہی کرنا چاہتے ہیں اور بعد از مصالحت ہم اپنے اسی شہر میں رہیں گے۔

اس نے کہا میں بھی تم ہی جیسا ایک شخص ہوں، تمہاری رائے میں جو آئے میں اس کے کبھی خلاف نہیں کر سکتا ارکہ کے جہاندیدہ اور تجربہ کار، حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں آئے اور صلح کے متعلق عرضداشت پیش کی۔ آپ نے صلح منظور فرمائی اور ان کے ساتھ نہایت ملائم الفاظ میں گفتگو کی۔ خندہ پیشانی اور خاطر ومدارت سے پیش آئے تا کہ باشندگان سخنہ، حوران، تدمر اور قریتین بھی یہ سن کر اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں اس بات پر صلح کرتا ہوں کہ میں اپنی فوج یہاں سے ہٹا لوں گا جو لوگ ہمارے دین میں آنا چاہیں انھیں ہم قبول کر لیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہنا چاہیں ان پر ہم جزیہ مقرر کر دیں گے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل ارکہ سے دو ہزار چاندی کے درہم اور ایک ہزار سونے کے دیناروں پر صلح فرمائی تھی اور صلح نامہ لکھ کر دے دیا تھا۔ ابھی آپ نے یہاں سے کوچ نہیں کیا تھا کہ اہل سخنہ نے بھی صلح کر لی۔ جس وقت اس کی تدمر والوں کو خبر ہوئی تو وہاں کے حاکم کرکر نامی نے تمام رعایا کو جمع کر کے یہ کہا کہ مجھے اس بات کی اطلاع پہنچی ہے کہ اہل عرب نے ارکہ اور سخنہ کو صلح کے ذریعہ مسخر کر لیا ہے۔ نیز میں نے اپنے ہی آدمیوں سے سنا ہے کہ اہل عرب نہایت صلح جو، عادل اور نیک طبیعت کے آدمی ہیں۔ فتنہ وفساد کے خواہاں نہیں۔ ہمارا قلعہ اگرچہ بہت زیادہ محفوظ ہے۔ کسی شخص کی مجال نہیں کہ اندر گھس سکے۔ مگر ہمیں خوف ہے کہ ہمارے باغات اور زراعت کو نہ نقصان پہنچ جائے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ صلح کر لیں۔ اگر ہماری قوم نے ان کو فتح کر لیا تو ہم صلح فسخ کر دیں گے اور اگر اہل عرب فتح یاب ہو گئے تو ہم ان کی طرف سے مامون رہیں گے۔ رعایا کے آدمی یہ سن کر بے حد خوش ہوئے انہوں نے اس خوشی میں ایک ضیافت کا سامان کیا۔ حضرت خالدؓ بھی اتنے میں یہاں پہنچ گئے۔ اہل تدمران کی

خدمت ومدارات میں کھڑے ہوگئے آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تین اوقیہ [1] سونے اور چاندی پر صلح کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔ مصالحت اہل سخنہ وتدمر مع حضرت خالد اس کے بعد ان سے زادراہ چارہ خرید کر کے حوران کی طرف کوچ کر دیا۔

حضرت واقدی فرماتے ہیں کہ عامر بن طفیل حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط لے کر جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ خط پڑھکر ہنسے اور فرمایا الحمد للہ اللہ جل جلالہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو میں بہ سروچشم قبول کرتا ہوں۔ پھر تمام مسلمانوں کو آپ نے اپنی معزولی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے مقرر ہونے کی اطلاع دی۔ انہی ایام میں آپ شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں چار ہزار سوار دے کر ان کو بصرہ کی طرف روانہ کر چکے تھے جنہوں نے وہاں پہنچ کر خیمے بھی نصب کر لیے تھے۔

بصرہ کا حاکم اس وقت رُوماس نامی ایک شخص تھا جو خود بادشاہ اور رومیوں کے نزدیک ایک نہایت بلند مرتبہ آدمی سمجھا جاتا تھا۔ یہ حاکم کتب سابقہ اور حالات مافیہا کا عالم اور نہایت ڈیل ڈول کا شخص تھا۔ شام کے دور دراز شہروں سے رومی اس کے جثہ کو دیکھنے اور حکمت ونصائح کے کلام سننے کی غرض سے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ بصرہ کی آبادی اس وقت بارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی اور خوب آباد تھا۔ اہل عرب حجاز اور یمن سے یہاں تجارت کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک خاص وقت اور موسم میں روماس کے لیے لوہے کی ایک کرسی بچھائی جایا کرتی تھی جس پر یہ بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے جسم کو دیکھتے اور اس کے علم سے مستفید ہوا کرتے تھے۔

جس وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ نے بصرہ پر فوج کشی کی تو یہی موسم تھا اور لوگ کثرت سے اس کے پاس موجود تھے کہ دفعتہ حضرت شرحبیل بن حسنہ کی فوج کی آمد سے بصرہ میں ایک شور وغوغا اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا' قوم کو زور سے آواز دی۔ سب نے متفق ہو کر اس کی آواز کا جواب دیا۔ اس نے کہا باتیں کرنا چھوڑو تا کہ میں مسلمانوں کی فوج دیکھ آؤں، ان کی باتیں سنوں اور ان کا مطلب معلوم کروں۔

یہ کہہ کر حضرت شرحبیل بن حسنہ کے لشکر کے پاس آ کر آواز دی، اے قوم عرب! میں بصرہ کا حاکم روماس ہوں اور تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ جس وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ تشریف لائے تو ان سے کہا، آپ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم جناب محمدؐ جو نبی امی توریت وانجیل کی پیشینگوئی کے موافق مبعوث ہوئے ہیں ان کے صحابی ہیں۔ اس نے کہا کہ انہوں نے کیا کام کیا؟ آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کی روح قبض کر کے ان کے واسطے وہ جگہ تفویض کر دی۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ تھی۔ اس نے کہا ان کی جگہ پر کون شخص مقرر ہوا؟ آپ نے فرمایا حضور ﷺ کے بعد عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ حضرت ابوبکرؓ جانشین ہوئے ہیں۔

روماس نے کہا "مجھے اپنے دین کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور یقیناً تم شام اور تمام عراق پر قابض ہو جاؤ گے۔ ہم تم سے یہ مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کم آدمی ہو اور ہماری جمعیت بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ملک کی طرف لوٹ جاؤ۔ ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے۔ عربی بھائی! ابوبکر میرے دوست اور رفیق ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو مجھ سے کبھی نہ لڑتے۔"

آپ نے فرمایا: دین کے متعلق اگر خود ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی ہوں تو وہ ان کی بھی کبھی رعایت نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ وہ مسلمان

---

[1] حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ اوقیہ پر زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ دوسو درہم پر واجب ہے اور چالیس پنجے دوسو ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصوب۔

نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کو کسی طرح کا ذاتی اختیار نہیں ہے، وہ خود مکلف ہیں اور ہمیں باری تعالیٰ جل مجدہ نے تم سے جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ تین امور میں سے جب تک ایک بات فیصل نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کبھی نہیں جا سکتے۔ اول یہ کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ، ورنہ جزیہ دو۔ ان میں سے ایک بات بھی منظور نہ ہو تو پھر لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

روماس نے جواب میں کہا: "مجھے اپنے دین اور ایمان کی قسم! اگر میرے قبضہ میں ہوتا تو میں تم سے کبھی نہ لڑتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم حق پر ہو۔ مگر یہ رومی قوم مجتمع ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے پاس لوٹ کر انھیں سمجھاؤں اور ان کا عندیہ معلوم کروں۔"

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بہت اچھا ذرا جلدی کیجئے۔ کیونکہ ہم آپ سے جو ایک دفعہ کہہ چکے ہیں یعنی جنگ یا جزیہ یا اسلام، وہ ہم کر کے ہٹیں گے۔

روماس اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کو جمع کر کے کہا اے حاملین دین نصاریٰ اور اے بنی ماء المعمودیہ! تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تمہارے ممالک میں اہل عرب کا آنا تمہارے اموال کو لوٹنا تمہارے سرداروں اور بہادروں کو قتل کرنا جو خود تمہاری کتابوں میں تحریر ہے اس کا وقت یہی ہے اور وہ زمانہ اب قریب آ گیا ہے۔ تمہارے پاس نہ روبیس کے برابر لشکر اور نہ خود تم روبیس جیسے بہادر ہو۔ فلسطین کے میدان میں عرب کے ایک چھوٹے سے دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بہادروں کو مار ڈالا اور باقیوں کو ہزیمت دے کر بھگا دیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے ہم پر عراق کی طرف سے چڑھا چلا آ رہا ہے۔ ارکہ۔ سخنہ، تدمر، اور حوران اس نے فتح کر لیے ہیں اور وہ بہت جلد یہاں پہنچ جاوے گا۔ میرے نزدیک یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم اس عرب قوم کو جزیہ دے کر اپنے آپ کو ان کی حفاظت میں دے دیں اور اس طرح اس بلا کو اپنے سر سے ٹال دیں۔" جس وقت اس کی زبان سے اس کی قوم نے یہ الفاظ سنے آگ بگولا ہو گئے۔ اس کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے یہ حالت دیکھ کر فوراً کہنا شروع کیا کہ میں تو مذہب کے متعلق تمہاری حمیت اور غیرت دیکھنا چاہتا تھا ورنہ میں تمہارے ساتھ اور ان کے مقابلے میں سب سے پہلا جانے والا شخص ہوں۔

واقدی فرماتے ہیں کہ رومی یہ سن کر جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے۔ اپنے لشکر کا شمار کیا۔ سابری زرہیں پہنے اور حملہ کا ارادہ کیا۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر اپنے لشکر کو حسب ذیل تلقین کی۔ خداوند تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرماویں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے راستہ میں گرے اور وہ آنسو ہے جو خدا کے خوف سے جاری ہو۔ دشمن سے دل کھول کر لڑو۔ تیروں سے چھلنی کر دو اور تیروں کو مل کر ایک ساتھ چھوڑو تا کہ ضائع نہ جائیں پھر یہ آیت پڑھی:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

"اے ایمان والو! اللہ سے جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرو اور تم نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔"

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے ہلہ بول دیا۔

ماجد بن رویم العبسی کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت شرحبیل کے اس لشکر میں موجود تھا۔ دشمن نے بارہ ہزار جوانوں کے ساتھ یہ سمجھ کر اب بازی لے لیں گے، ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم ان کے مقابلے میں ایسے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو پر تل جتنی سفیدی (یا جیسے اژدر پر سفیدی) ہم نے اس جنگ میں اس شخص کی طرح جو موت اور سفر آخرت کے وقت صبر کر لیتا ہے صبر کر لیا تھا، دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ دشمن برابر سمجھتا رہا کہ وہ فتح حاصل کر لے گا۔ میں نے اس حالت میں حضرت شرحبیل کو دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف ہاتھ

اٹھائے یہ دعا پڑھ رہے تھے:

یاحی یا قیوم یا بدیع السموات و الارض یاذوالجلال و الاکرام اللھم انک قد و عدتنا علی لسان نبیک بفتح الشام و فارس اللھم انصر من یوحدک علی من یکفر بک اللھم انصرنا علی القوم الکافرین۔

''اے ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والے اور اے آسمان وزمین کے بنانے والے، اے بزرگی واکرام والے! اے الہ العالمین! آپ نے فتح شام اور فارس کا وعدہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! آپ اس کی مدد جو آپ کی وحدانیت کا قائل ہے کافر کے اوپر کیجئے اور اے خداوند قوم کافرین پر ہمیں نصرت بخشئے۔''

خدا کی قسم! حضرت شرحبیل نے اپنی دعا کو ابھی ختم نہیں کیا تھا کہ مدد پہنچ گئی۔ دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اپنے دل میں یہ طے کر چکا تھا کہ اب فتح ہوئی۔ اچانک حوران کی طرف سے ایک اندھیری رات کی طرح گرد و غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا۔ جس وقت ہمارے قریب آیا تو اس میں پیش رو گھوڑے دکھلائی دیئے۔ پھر نشان اور جھنڈے معلوم ہونے لگے۔ ہماری طرف دو سوار بڑھتے نظر آئے۔ ایک سوار زور سے آواز دے کر کہہ رہا تھا شرحبیل! اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت مبارک ہو۔ میں مشہور شہسوار خالد بن ولید ہوں۔ دوسرے کی زبان پر جاری تھا میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ ہوں پھر قوم لخم اور قبیلہ جذام پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے تمام لشکر آ گیا۔ نشان جس کا نام رایتہ العقاب تھا اور جس کو جناب رافع بن عمیرۃ الطائی لیے ہوئے تھے دکھلائی دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت رومیوں نے حضرت خالد بن ولید ؓ کی للکار سنی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ شرحبیل بن حسنہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا شرحبیل! کیا تمہیں خبر نہیں تھی کہ یہ ایک خاص موسم ہے۔ اس میں اہل شام، حجاز اور اہل عراق جمع ہوتے ہیں۔ رومیوں کے لشکر اور سردار آتے ہیں۔ پھر نہ معلوم کیوں تم نے اپنے آپ کو مع ساتھیوں کے اس جگہ پھنسا دیا۔ حضرت شرحبیل نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ ؓ کے حکم کے مطابق میں نے ایسا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوعبیدہ ایک سیدھے سادے خدا ترس مسلمان ہیں۔ لڑائی کے ہتھکنڈوں اور موقع کی نزاکت و چالاکیوں سے واقف نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا فوج نے پڑاؤ کیا اور ہر لشکری نے ایک دوسرے کی غمخواری اور ہمدردی کی۔

دوسرے روز بصرہ کے لشکر نے جنگ کی آمادگی ظاہر کی۔ آپ نے اپنی فوج ظفر موج سے فرمایا بصرہ کے لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے گھوڑے اور آدمی سفر کی منزل سے چکنا چور ہیں ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ تم بھی خداوند تعالیٰ کی برکت و نصرت پر بھروسہ کر کے تیار ہو جاؤ۔ مسلمان مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ آپ نے میمنہ پر رافع بن عمیرۃ الطائی کو اور میسرہ پر ضرار بن الازور بن طارق کو جو ایک کمسن اور بہادر شخص تھے اور جن کی ہوشیاری و شجاعت کے کارنامے جگہ جگہ مشہور تھے کھڑا کیا۔ پیدل پلٹن پر عبدالرحمٰن بن حمید الجمحی کو سردار بنایا۔ لشکر[1] زخف کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک پر مسیب بن عتبہ کو حاکم کر کے تمام لشکر کے ایک طرف کھڑا کیا اور دوسرے ٹکڑے پر مذعور بن غانم کو سردار بنا کر دوسری جانب مقرر کر دیا اور فرمایا جس وقت میں حملہ کا حکم دوں تو تم فوراً گھوڑوں کو کودا کر حملہ کر دینا۔

---

[1] غالباً لشکر زخف کے دو ٹکڑے کر کے فوج کے دو بازو یعنی ایک کو میمنہ کا بازو اور دوسرے کو میسرہ کا بازو بنایا ہوگا۔ عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

واقدی فرماتے ہیں کہ آپ اور جناب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو تلقین وصیتیں اور نصائح کرنے کے لیے باقی رہ گئے۔ چاہا کہ حملہ کریں، اچانک رومیوں کی فوج کی صفیں چریں ان میں سے ایک قوی ہیکل خوش پوش سوار جس کے بدن پر سونے چاندی اور حریر یاقوت چمک رہے تھے نکلا، دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر عربی زبان میں ایک بدوی کی طرح کہنے لگا:

اے گروہ عرب! میں بصرہ کا سردار ہوں اور میرے مقابلے میں تمہارے سردار کے سوا کوئی نہ نکلے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ اس نے کہا کیا آپ سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں مسلمان میرے متعلق ایسا ہی سمجھتے ہیں اور یہ میری سرداری اور امارات اسی وقت تک ہے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہوں۔ اگر میں باری تعالیٰ کی آج نافرمانی کر جاؤں تو پھر ان پر میری امارات بالکل نہیں رہ سکتی۔

روماس نے کہا میں شاہان روم میں ایک بادشاہ اور عقلاء روم میں ایک عقل مند شخص ہوں۔ حق کسی صاحب بصیرت اور اہل علم پر مخفی نہیں رہ سکتا۔ میں کتب سابقہ اور اخبار مافیہا میں پڑھا اور علم ملحمہ میں دیکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایک نبی قریش ہاشمی جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا مبعوث کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا ان پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا ہاں اس کتاب کا نام قرآن (شریف) ہے۔ اس نے پوچھا۔ کیا تمہارے اوپر شراب حرام کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں جو شخص شراب پیے گا ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں اور جو زنا کا مرتکب ہو اس کو درے مارتے ہیں اور اگر زانی شادی شدہ ہوا تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کیا تمہارے اوپر پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ آپ نے کہا۔ ہاں دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا کیا تم حج کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ پر جہاد فرض ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر جہاد فرض نہ ہوتا تو تمہارے سے آ کر کیوں لڑتے؟ اس نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ لوگ حق پر ہیں، میں آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں، میں نے اپنی قوم کو آپ سے ڈرایا تھا تا کہ آپ سے محفوظ رہیں مگر اس نے انکار کر دیا۔ میں قوم سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا **اشهدان لااله الا الله وحده لاشريك له واشهدان محمد عبده ورسوله** پڑھو تا کہ اس کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہم تم دونوں ایک دوسرے کے نفع اور نقصان میں شریک ہو جائیں۔

اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان ضرور ہو جاتا مگر مجھے خوف ہے کہ میری قوم کے لوگ مجھے قتل اور میرے حرم کو قید نہ کر دیں۔ البتہ میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ڈرا دھمکا کر ترغیب دیتا ہوں شاید خداوند تعالیٰ انھیں راہ راست پر لے آئے۔

آپ نے فرمایا۔ اگر تم مجھ سے بغیر قتال اور جنگ کئے چلے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا دیں۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ میں تم پر حملہ کرتا ہوں اور تم بھی میرے اوپر حملہ کرو تا کہ تمہارے اوپر تہمت نہ لگ سکے اور اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ پھر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور لشکریوں کو فن حرب کے خوب کرتب دکھلائے۔ حتیٰ کہ روماس نے آپ سے کہا کہ مجھ پر زور سے حملہ کیجئے تا کہ میں میدان سے بھاگ پڑوں۔ بادشاہ نے میری مدد اور کمک کے لیے ایک[1] سردار دریجان نامی بھیجا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ آپ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاوے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند جل واعلیٰ اس پر مجھے غلبہ اور فتح عنایت کریں گے۔ پھر آپ نے روماس پر شدت سے حملہ کیا۔ روماس مقابلے سے بھاگا اور اپنی قوم میں جا چھپا۔ آپ نے تعاقب چھوڑ

[1] یہاں اور اکثر جگہ سردار بطریق کا ترجمہ ہے۔ بطریق اصل میں اس سردار کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت دس ہزار سپاہی ہوں، یعنی وہ ہزاری جیسے وتر خان کہ ان کے تحت میں پانچ ہزار ہوتے ہیں جس کو پنج ہزاری کہتے ہیں۔

دیا۔ جس وقت روماس اپنی قوم کے پاس پہنچا تو لوگوں نے تمام حال دریافت کیا۔
اس نے کہا اے قوم! عرب بڑے چست وچالاک آدمی ہیں تم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ یقینی امر ہے کہ وہ شام بلکہ تمام قلمروئے روم کے مالک ہوجائیں گے۔ تم خدا سے ڈرو، عربوں کی اطاعت قبول کرلو۔ اہل ارکہ، تدمر اور حوران کی طرح ان کے امان میں آجاؤ۔ میں تمہاری بھلائی اور بہبودی کا خواہاں ہوں''۔
قوم نے جس وقت روماس کی زبان سے یہ الفاظ سنے اسے ڈانٹا، زجر وتوبیخ کی، چاہا کہ قتل کردیں بلکہ اگر بادشاہ کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو وہ فوراً اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ کہنے لگے جا گھر میں بیٹھ رہ، عربوں سے ہم خود نمٹ لیں گے۔ روماس کی چونکہ یہ عین خواہش تھی، وہ گھر چلا گیا اور دل میں کہنے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فتح دے دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اپنے اہل وعیال کو لے کر جہاں آپ تشریف لے جائیں گے چلا جاؤں گا۔
اہل بصرہ نے روماس کے چلے جانے کے بعد دریحان کو اپنا حاکم مقرر کیا اور کہا جس وقت ہم مسلمانوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں گے تو تمہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں چل کر روماس کی معزولی اور تمہاری تقرری کے متعلق عرض کریں گے، کیونکہ تم روماس کی نسبت زیادہ بہادر اور عقلمند ہو۔ دریحان نے کہا تمہارا اس سے مقصد اور ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے لشکر پر حملہ اور ان کے سردار سے مقابلہ کرو۔ اگر تم نے ان کے امیر کو مار لیا تو باقی تمام لشکر بھاگ جائے گا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ اور دریحان کا مقابلہ اور بصریوں کی شکست

کہتے ہیں کہ دریحان نے زرہ پہنی اور اسلحہ لے کر میدان میں آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مقابلہ کے لیے طلب کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا آپ سردار لشکر ہیں اور لشکر کا میدان میں جے رہنا سردار کے ساتھ ہوتا ہے، دشمن کے مقابلے کے لیے میں جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن میدان میں آ پہنچے۔ آپ نے دریحان پر حملہ کیا۔ نبرد آزمائی شروع ہوئی۔ طرفین کے لشکریوں کی گردنیں ابھریں اور فنون حرب کے تماشے دیکھنے لگیں۔ ابھی بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ دریحان نے محسوس کیا کہ وہ زیادہ مقابلے کی تاب نہیں لاسکتا، اس لیے بھاگا اس کا گھوڑا چونکہ حضرت عبدالرحمٰن کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا، آپ کے ہاتھ نہ آیا اور اپنے لشکر میں جا گھسا۔
اہل بصرہ نے حریف کے مقابلے سے بھاگ آنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ مجھ پر بڑی سختی کے ساتھ حملہ کیا گیا تھا۔ میرے قدم نہ جم سکے اس لیے پشت دے کر بھاگ آیا۔ البتہ تم سب مل کر حملہ کرو۔ یہ سن کر لشکر کے دل میں بزدلی چھا گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو فوراً تاڑ گئے۔ آپ نے اور آپ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، ضرار بن الازور، قیس بن ہبیرہ، شرحبیل بن حسنہ، رافع بن عمیرۃ الطائی، میسب بن بخۃ الفراری، عبدالرحمٰن بن حمید انجمی اور تمام مسلمانوں نے ایک دم حملہ کردیا۔ اہل بصریٰ نے جس کے لیے اب تاب مقاومت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ جس وقت مسلمانوں کے حملے کو دیکھا آگے بڑھے، لڑائی شروع ہوئی۔ رومیوں کے سر خاک وخون میں گرنے لگے۔ شہر پناہ پر ناقوس بجنے لگا۔ پادریوں نے شور وغوغا بپا کیا۔ لاٹ پادریوں نے آسمان سر پر اٹھایا۔ کفر کے کلمے کہنے لگے۔
شرحبیل بن حسنہؓ نے یہ دعا پڑھنی شروع کی:
اللهم ان هولاء الا رجاس يبتهلون اليك بكلمة كفر و يدعون معك الها اخر لا اله الا انت و نحن

نبتهل الیك بلا اله الا انت و بحق محمد صلی الله علیه وسلم ان نصرت هذا الذین علی اعدائك الکافرین۔

''الٰہی! یہ ناپاک قوم کلمہ کفر کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کرتی ہے اور آپ کے ساتھ ایک دوسرے معبود کو پکارتی ہے حالانکہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم آپ کی طرح محض کلمہ توحید کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل سے اس دین مبین کی قوم کافرین پر مدد فرمائیے''۔

حضرت شرحبیل یہ دعا پڑھ رہے تھے اور مسلمان آپ کی دعا پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ پھر ایکبارگی زور سے ہلہ کیا۔ دشمن نے خیال کیا کہ قلعہ گر پڑا جس سے دشمن کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ زمین نعشوں سے پٹ گئی۔ شہر پناہ کے دروازے پر پہنچ کر بے خودی میں ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔ قلعے میں گھس کر اس کے دروازے اور برجوں میں پناہ لی۔ نشان اور صلیبوں کو بلند کیا اور قلعے بند ہوگئے۔ بادشاہ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے اور کمک طلب کرنے کی ٹھان لی۔

عبداللہ بن رافع کہتے ہیں کہ بصری جس وقت شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کا تعاقب چھوڑ کر لشکر کا شمار کیا۔ بعض لشکریوں کو مفقود دیکھ کر میدان کارزار میں نعشوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے دوسو تیں آدمی جن میں اکثر قوم بجیلہ اور ہمدان سے تھے کام آئے ہیں۔ نیز رؤسا میں سے بدر بن حملہ جو بنی ثقیف کے حلیف تھے اور علی بن رفاعہ، مازن بن عوف، سہل بن ناشط، جابر بن مرارہ، ربیع بن حامد اور عباد بن بشر (خداوند تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائیں) بھی شہید ہوئے ہیں۔ لشکر نے مال غنیمت حاصل کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کا حکم فرمایا۔

ایک پہر رات کے گزرنے کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ معمر بن راشد، مالک اشعر نخعی اور لشکر زحف کے سونو جوانون نے اپنی فوج کے چاروں طرف گشت لگانا شروع کیا۔ یہ حضرات پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک گھوڑے بھڑ کے، کنسریاں کھڑی کیں اور ہنہنانے لگے جس کی وجہ سے مسلمان ہوشیار ہوگئے۔ ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ ایک کمبل پوش شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ پکڑ لیں۔ مگر اس نے کہا ذرا تحمل کیجئے، میں حاکم بصرہ ہوں۔ آپ نے اسے پکڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور ہنسے۔ اس نے کہا اے امیر! میری قوم نے مجھے دھتکار دیا اور کہا کہ گھر میں بیٹھ رہ ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ میرا مکان شہر پناہ کی دیوار سے چونکہ بالکل متصل ہے، رات کی تاریکی میں میں اپنی اولاد اور صغیر سن بچوں سے ایک میں ایک کو مہل کرا کر آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اپنے چیدہ چیدہ اور بھروسے کے چند جوان روانہ کر دیں تا کہ وہ شہر پر قابض ہو جائیں۔ آپ نے یہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنی سرکردگی میں سونو جوان منتخب کر کے روماس کے ہمراہ چلے جاؤ۔

ضرار بن ازور کہتے ہیں کہ جو سپاہی شہر میں داخل ہوئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ جس وقت ہم روماس کے مکان پر پہنچے اس نے ہمارے واسطے خزانہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلحہ تقسیم کئے اور کہا رومیوں کا لباس پہن لو۔ ہم نے ان کا لباس پہن لیا اور شہر کے ہر چار طرف پچیس پچیس سوار کھڑے کر دئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس وقت تم ہماری تکبیر کی آواز سنو فوراً تکبیر کہنا۔ ضرار کہتے ہیں کہ ہمیں جن جن مقامات پر متعین کیا گیا تھا وہاں پہنچ کر حملہ کے لیے تیار کھڑے ہوگئے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے معتبر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستہ کے

سواروں کو متعین کرنے کے بعد خود بھی زرہ پہنی اور روماس نے بھی ایک زرہ پہن کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک تلوار پیش کی جس کو آپ نے اپنے اسلحہ اور لباس میں شامل کر لیا۔ روماس حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ میں ہاتھ لے کر اس برج کی طرف جس میں دریحان اور اس کے ساتھی رہتے تھے لے چلا۔ جس وقت یہ حضرات برج کے قریب پہنچے تو دربان اور محافظوں نے مزاحمت کی۔ دریحان نے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ روماس نے جواب دیا، میں سردار روماس ہوں۔ دریحان بولا تیرے منحوس قدم یہاں کیوں آئے اور یہ تیرے ساتھ دوسرا شخص کون ہے؟ روماس نے کہا کہ یہ میرے ایک دوست ہیں۔ تمہاری ملاقات کا اشتیاق رکھتے تھے۔ اس نے کہا بدبخت! یہ آخر ہیں کون؟ روماس نے جواب دیا یہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ عبدالرحمن ہیں اور اس لیے تشریف لائے ہیں کہ تیری (ناپاک) روح کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیل دیں۔

دریحان نے جس وقت روماس کی زبان سے یہ الفاظ سنے چاہا کہ جھپٹ کر حملہ کر دے مگر گھبرا گیا اور اس کے دل نے یاوری نہ کی۔ حضرت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیق نے اس سے پہلے فوراً تلوار سونت کر اس کے شانے پر اس زور سے ماری کہ دریحان کٹ کر گر گیا۔ آپ نے تلوار کا وار کرتے ہوئے زور سے تکبیر کہی۔ روماس نے اس تکبیر کا جواب دیا۔ دستہ اور رسالہ کے مسلمانوں نے جس وقت تکبیر کی آواز سنی، بصرہ کے چاروں طرف تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ جس کی گونج نے پتھروں، پہاڑوں، درختوں طیور اور خدا رسیدہ لوگوں کو اپنا ہم آہنگ وہم نوا بنا لیا۔ صالحین کی زبانوں پر شکریہ کے الفاظ جاری ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے معبود اور اے ہمارے آقا کیا ہی اچھا اور طیب ہے آپ کا ذکر اور حقیقتاً نہیں ادا کر سکتے ہم آپ کا شکریہ۔ ہم نے سن لیا ہے کلمہ توحید کو اور پہچان لیا ہے اہل تحمید اور تمجید کو۔

کہتے ہیں کہ جس وقت مجاہدین کی تکبیروں سے اطراف بصرہ گونج اٹھا اور ان کی تلواروں نے رومیوں کا خون پینا شروع کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی فوج ظفر موج نے تکبیروں کی آواز پر لبیک کہی شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت اہل بصرہ نے اپنے شہر کو تلوار کے زور سے فتح ہوتا دیکھا۔ تمام باشندگان نے شور و واویلا کیا۔ عورتوں اور بچوں نے آہ و بکا جوانوں نے نالہ و فریاد شروع کی امان امان کی آوازیں (لفون لفون[1]) ہر چہار اطراف سے آنے لگیں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا یہ کیا کہتے ہیں؟ روماس نے عرض کیا امان طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فوراً تلواریں میان میں کر لی جائیں۔ یہ سنتے ہی تلواریں حمائل ہو گئیں۔ صبح تمام اہل بصرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کاش! اگر ہم آپ کے ساتھ صلح کر لیتے تو اس حالت اور نوبت کو نہ پہنچتے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ قسام ازل نے تقسیم کر دیا وہ بغیر ملے نہیں رہ سکتا اور جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا وہ بغیر ہوئے نہیں ٹل سکتا۔ اہل بصرہ نے پوچھا کہ آپ نے کس کی رہبری اور کون سے شخص کی مخبری سے ہمارے شہر کو فتح کیا۔ آپ کو روماس کا نام بتلاتے ہوئے شرم آئی۔ مگر روماس نے فوراً کھڑے ہو کر کہا اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! جس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے اور تم سے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے یہ کام کیا ہے وہ میں ہوں۔ انہوں نے روماس سے کہا کیا تو ہمارے مذہب میں نہیں رہا؟

روماس نے کہا۔ ''الٰہا! میں صلیب اور اس کی پرستش کرنے والوں کا منکر ہوں۔ مجھے ان میں شامل نہ کرنا۔ میں نے برضا و رغبت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کو رب مان لیا، دین اسلام کو قبول کر لیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول تسلیم کر لیا۔ کعبہ شریف کو قبلہ۔ قرآن

---

[1] لفون لفون یہ رومی کلمات ہیں جس کے معنی پناہ چاہنے کے ہیں۔

کریم کو امام اور مسلمانوں کو اخوان بنالیا''۔

قوم یہ سن کر آگ بگولہ ہوگئی، اپنے شر کے شراروں سے روماس کو جھٹلانا چاہا۔ روماس اس کو تاڑ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے، میرا ارادہ ہے کہ میں اس جگہ قیام نہ کروں بلکہ جہاں آپ تشریف لے جائیں وہاں آپ کے ہمراہ چلوں۔ جس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ہاتھ اسے فتح کر دیں اور تمام شام پر آپ کا تسلط قائم ہو جائے تو وطن چونکہ ایک مالوف چیز ہے اور ہر شخص مادر وطن کی آغوش میں رہنا فطرتاً پسند کرتا ہے اس لیے پھر لوٹ آؤں۔

واقدی کہتے ہیں کہ معمر بن سالم اپنے دادا لجیحہ بن مفرح سے روایت کرتے ہیں کہ روماس ہمارے ساتھ ہر ایک معرکہ میں شریک رہے۔ دشمنوں کے ساتھ شدید مقابلہ کیا اور جہاد فی سبیل اللہ میں دل کھول کر کام کیا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ نے شام پر فتح دی اور بموجب درخواست ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) اس کو بصرہ کا گورنر (عامل۔حاکم) مقرر فرمایا۔ یہ بہت تھوڑے دنوں وہاں کی حکومت کر کے اپنے ایک لڑکے کو جو اس کی یاد تازہ کراتے رہے چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔مترجم)

کہتے ہیں کہ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند شخصوں کو روماس کے مال واسباب کے لیے کہ وہ شہر میں سے اٹھا اٹھا کر یہاں لے آئیں اور اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائیں مقرر کیا۔

قصہ زوجہ روماس

جس وقت وہ اس مکان میں پہنچے تو دیکھا کہ روماس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ جھگڑ کر اس سے طلاق کی خواہاں ہے۔ انہوں نے اس کی طرف مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارا انصاف اور یہ فیصلہ تمہارے سردار لشکر کے پاس ہوگا۔ مسلمان اس کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ ان سے فریاد کرنا شروع کی۔ ایک رومی شخص نے جو عربی زبان جانتا تھا کہا کہ یہ اپنے خاوند روماس پر دعویٰ کرنا چاہتی ہے۔ آپ نے ترجمان کے ذریعہ دعویٰ اور نالش کا سبب دریافت فرمایا۔ ان سے بیان کیا کہ میں آج شب سو رہی تھی، میں نے خواب میں ایک نہایت خوب صورت شخص کو جس کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شہر نیز تمام شام اور عراق ان عربوں کے ہاتھ فتح ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم۔مترجم) ہوں۔ اس کے بعد مجھے دعوت اسلام دی اور میں مسلمان ہوگئی۔ آپؐ نے مجھے قرآن شریف کی دو سورتیں یاد کرائیں۔

راوی کہتا ہے کہ ترجمان سے یہ قصہ سن کر سب کو تعجب ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ ہمیں یہ وہ دونوں سورتیں سنائے۔ اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ کر سنا دیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تجدید اسلام کیا اور اپنے شوہر سے مطالبہ کیا کہ مسلمان ہو جائے یا مجھے طلاق دے دے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس قول سے ہنسے اور پھر فرمایا سبحان من وفقھا۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی۔ پھر آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ اس کا خاوند اس سے پہلے مشرف باسلام ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد اہل بصریٰ سے ایک مقدار معین پر جو اہل بصریٰ کو بھی ناگوار نہیں تھی مصالحت کر لی اور یہ چاہا کہ ایک شخص کو اپنا نائب اور وزیر مقرر کر دیں تاکہ اہل بصریٰ اپنے اغراض ومقاصد اس کی طرف لے جا سکیں۔ چنانچہ

آپ نے اس سے استصواب کیا اوران کی رائے کے موافق ایک شخص کو اپنی طرف سے حاکم مقرر کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ کے پاس روانہ کیا جس میں فتح کی خوشخبری کے بعد آپ نے ان کو لکھا تھا کہ میں دمشق جا رہا ہوں آپ بھی مجھ سے وہاں آملیں۔ایک دوسرا عریضہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں لکھا جس میں آپ نے قادسیہ کے عین فتح کے وقت عراق سے شام کی طرف اپنے کوچ کا حال لکھنے کے بعد تحریر کیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب

''جناب کے حکم کے مطابق میں شام کی طرف چلا۔خداوند تعالیٰ نے تدمر، ارکہ، حوران، سخنہ اور بصریٰ میرے ہاتھ سے فتح کرادیا۔میں آج جب کہ آپ کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں دمشق جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔خداوند تعالیٰ جل مجدہ سے مدد چاہتا ہوں۔تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام کہہ دینا۔والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''۔

دونوں خط آپ نے ساتھ ہی روانہ کیے اور دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔جس وقت آپ موضع ثنیہ میں پہنچے۔آپ نے پڑاؤ اور رایت[1] العقاب کو نصب فرمایا جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام ثنیۃ العقاب پڑ گیا۔وہاں سے آپ نے فوراً کوچ کر دیا اور غوطہ کے مقام پر پہنچ کر نصرانیوں کے معبد کے قریب جس کو[2] دیر کہتے تھے پڑاؤ کیا اور اس جگہ کا نام آج تک دیر خالد مشہور ہے۔

دمشق کی کیفیت اس وقت یہ تھی کہ تمام اطراف وجوانب سے لوگ یہاں جمع ہو گئے تھے اور اس قدر آدمی اکھٹے ہوئے تھے کہ جن کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔بارہ ہزار تو سوار ہی تھے۔شہر پناہ کو جھنڈوں، نیزوں اور صلیبوں سے آراستہ کر رکھا تھا۔حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر کے مقام پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے لشکر کا انتظار کر رہے تھے۔

جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خالد اراکہ، تدمر، حوران، سخنہ اور بصریٰ کو فتح کر کے دمشق کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اپنے تمام سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا۔اے بنی اصفر! میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا اور اول ہی اس اندیشہ کو ظاہر کیا تھا مگر تم نے ایک نہ سنی اور انکار کرتے رہے۔اب اہل عرب حوران، تدمر، ارکہ، سخنہ اور بصریٰ کو فتح کر کے زبوہ یعنی دمشق کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔اگر اس کو فتح کر لیا تو نہایت رنج وافسوس کا مقام ہے کیونکہ شام میں وہی ایک جگہ ہے جو جنت شام کہلانے کی مستحق ہے۔دمشق کی طرف فوج روانہ ہو چکی ہے جو مسلمانوں کے لشکر سے دوچند ہے۔مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں وہ کون شخص ہے جو مقابلے کے لیے نکلے اور مرد میدان بن کر ان کو ہزیمت دے دے۔میں ایسے شخص کو ان مقبوضات کا جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔محصول اور مالگذاری معاف کر دوں گا اور ان مقبوضات کو اسی شخص کے تصرف اور قبضہ میں دے دوں گا۔

کلوس بن حنا سردار نے جو شام کے پہلوانوں اور بہادروں میں ایک مشہور پہلوان تھا اور جس کی بہادری اور شجاعت عسکر فارس کے مقابلے میں جب کہ قیصر وکسریٰ نے شام پر لشکر کشی کی تھی ظاہر ہو چکی تھی کہا میں مسلمانوں کے مقابلہ میں تنہا ہی کافی ہوں انھیں مار کر بھگا دوں گا۔بادشاہ نے اسے سونے کی ایک صلیب دی اور پانچ ہزار لشکر اس کے ساتھ کیا اور کہا صلیب کو اپنے آگے رکھنا یہی تجھے مدد دے گی۔

کلوس اس صلیب کو لے کر اسی روز انطاکیہ سے چل پڑا جس وقت حمص میں پہنچا تو اس کو اسلحہ اور آدمیوں سے پٹا ہوا پایا۔اہل حمص کو اس وقت اس کے آنے کی خبر پہنچی اس کی ملاقات کے لیے نکلے۔آگے آگے پادریوں اور رہبانوں کو کیا ان کے سامنے عود وعنبر

---

[1] رایت العقاب، نشان اور علم کا نام تھا۔ [2] دیر کے معنی ہی معبد ترسایان کے ہیں۔

کی تکبیر کی، انجیل ان کے سینوں سے لگائی جس وقت یہ اس کے قریب پہنچے سب سے پہلے لشکر کے سامنے تقدیس بیان کی ہے۔ کلوس پر معمودیہ کا پانی چھڑکا فتح کی دعا مانگی۔ کلوس ایک رات دن یہاں قیام کر کے شہر جوسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اہل جوسیہ نے بھی باشندگان حمص کی طرح اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد بعلبک پہنچا۔ یہاں کے مرد و زن جن کا چہرہ غبار آلود اور بال پریشان تھے آئے۔ کلوس نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ عربوں نے ارکہ، تدمر اور حوران، بصرہ فتح کر لیا ہے اور سنتے ہیں کہ دمشق لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کلوس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ عرب اس وقت جابیہ کے مقام پر ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے شہر اور قلعوں کو کس طرح فتح کر لیا۔ انہوں نے کہا سردار! یہ صحیح ہے کہ اہل عرب جابیہ میں ہیں اور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی، مگر ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے اور جس نے یہ مقامات فتح کئے ہیں وہ عراق سے آیا ہے اس نے کہا اس کے ساتھ کتنا لشکر ہوگا انہوں نے کہا ڈیڑھ ہزار۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں اس کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر لٹکاؤں گا۔ اس کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر دمشق کی طرف چلا۔

جو صوبہ دار یا گورنر ہرقل کی طرف سے دمشق پر متعین تھا اس کا نام عزرائیل تھا۔ رومیوں کے نزدیک اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی۔ اس کے ماتحت تین ہزار سوار اور پیادے رہا کرتے تھے۔ جس وقت کلوس دمشق میں پہنچا تو حکام اور رؤسائے دمشق نے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ کا وہ فرمان جس میں اسے مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اس کے سامنے پڑھا۔ کلوس نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا میں تمہاری طرف سے ان کے ساتھ لڑوں گا تمہارے شہر سے دشمنوں کو بھگا دوں گا۔ مگر اس میں یہ ایک شرط ضروری ہے کہ تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دو تاکہ میں تن تنہا اس کام کے لیے رہ جاؤں اور اکیلا دشمنوں کو بھگا دوں۔ انہوں نے کہا جناب ایسے وقت میں جب کہ دشمن سر پر پڑا ہو ہم اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں؟ کہ ایک سردار کو نکال دیں، بلکہ ایسے وقت میں اگر دس سردار بھی میسر آ جائیں تو ہم ان کو بطیب خاطر منظور کر سکتے ہیں تاکہ عربوں کے ساتھ ان کی مدد سے مقابلہ کر سکیں۔

عزرائیل نے یہ کیفیت سن کر کہا جس وقت اہل عرب یہاں آ جائیں اور ان سے مقابلہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہم میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک روز ان کے مقابلہ کے لیے نکلے، جو شخص ان کو ہزیمت دے دے شہر اسی کے قبضہ اور تصرف میں رہے، جہاں دیدہ اور تجربہ کار لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی بات پر فیصلہ ہو گیا۔ عزرائیل، کلوس کی طرف سے اور کلوس عزرائیل کی جانب سے بغض و عدوات لے کر اپنی فرودگاہ کی طرف واپس چلے گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ رومی روزانہ باب جابیہ کی طرف نکل کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی اطلاع لینے کے لیے تین میل تکٗ جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب ثنیہ کی جانب سے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، تشریف لے آئے۔

رفاعہ بن مسلم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں موجود تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ نے غوطہ کے مقام میں دیر کے قریب پڑاؤ کیا تو دفعتہً رومیوں کی فوج جونڈیوں کی طرح منتشر تھی آئی ہوئی دکھلائی دی۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو ٢ مسلیمہ کذاب والی زرہ پہنی، اپنے عمامہ سے کمر کو باندھا اس کے پلوں کو لٹکایا۔ مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا۔

ا یہ فرسخ کا ترجمہ ہے، فرسخ عربی میں تین میل کو کہتے ہیں۔

٢ مسلیمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کی زرہ مال غنیمت میں مل کر آپ کے پاس تھی۔

''لوگو! خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرماویں یہ دن ایک ایسا دن ہے جو آج کے بعد کبھی بھی نہیں آنے کا، یہ دشمنوں کا لشکر جو سواروں اور بہادروں پر مشتمل ہے تمہارے پاس آ پہنچا ہے ان میں سے کوئی زندہ نہ جانے پائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام آؤ وہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ مدد اور نصرت صبر کے ساتھ ہیں، جن لوگوں کی جانیں باری تعالیٰ نے خرید کر لی ہیں تم بھی ان ہی لوگوں میں سے ہو جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۱۱۱)

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان مومنین کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لی ہیں جو اللہ کے راستہ میں مقاتلہ کرتے ہیں''۔

''یاد رکھو! تمہارے مسلمان بھائی، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چل پڑے ہیں اور عنقریب تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں''۔

لوگوں نے یہ سن کر فوراً گھوڑوں کو آراستہ کیا سوار ہوئے اور دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑے ہوئے رومی جو ایک دم حملہ کرنا چاہتے تھے رک کے دونوں لشکر مقابل میں کھڑے ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کو ترتیب دی۔ میمنہ پر رافع بن عمیرۃ الطائی میسرہ پر مسیب بن نخبۃ الفزاری داہنے بازو پر شرحبیل بن حسنہ اور بائیں بازو پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین کیا اور ساقہ پر سالم بن نوفل مقرر ہوئے اور قلب کی کمان خود ہاتھ میں لی۔ جس وقت قواعد جنگ پر لشکر کو آراستہ فرما چکے تو آپ نے ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ تم جہاد میں اپنے باپ اور قوم کی سنت پر چلو۔ اللہ کے دین کی اعانت کرو، باری تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے، سب سے پہلے تم ہی پیش قدمی کرو۔ اپنے حملہ سے دشمن کے دل میں رعب ڈال دو، اپنی شجاعت سے ان کے لشکر کو پراگندہ اور منتشر کر دو۔

ضرار جو اس وقت میلے کپڑے پہنے پرانا عمامہ باندھے ایک لاغر بچھیری پر جو ہوا سے باتیں کرتی تھی سوار تھے جھپٹے اور اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ دشمن کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی اور چاروں سواروں کو جو قوم میں بہترین مرد شمار ہوتے تھے تیغ کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد پیادوں پر پلٹے اور چھ سورماؤں کو موت کے چنگل میں پھنسا دیا۔ اگر رومی آپ پر تیر کی بارش اور پتھروں کا مینہ نہ برساتے تو کبھی آپ مقابلہ سے نہ پھرتے۔ جس وقت آپ اپنے لشکر میں واپس آئے تو حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن نے زرہ پہنی، طاقت آزمائی کے ارادے سے نکلنا چاہا۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا۔ ابن صدیق! اپنے حملہ سے دشمن کے دل میں رعب ڈال دینا۔ ان کی صفوں کو چیر کر رکھ دینا۔ خداوند تعالیٰ تمہاری طاقت میں برکت عطا فرماویں گے۔ آپ نے بھی حضرت ضرار بن ازور کی طرح حملہ کیا۔ دشمنوں کو قتل کیا اور خوب لڑے۔ آپ لوٹے تو (بہادر اسلام سیف اللہ) حضرت خالد بن ولید المخزومی نے خود ایک حملہ کیا اور نیزہ بازی کے وہ کرتب دکھلائے، بہادری اور شجاعت کے وہ بھرپور ہاتھ مارے کہ رومی ششدر و حیران رہ گئے۔

کلوس نے جس وقت آپ کو دیکھا، آپ کے رنگ وڈھنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ سپہ سالار افواج اسلامیہ یہی شخص ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیا کہ میرا ساز وسامان علامت سرداری اور وہ صلیب جو میرے سر میں لگی ہوئی ہے انھیں دیکھ کر یہ میرے اوپر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر پیچھے ہٹا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت دیکھا کہ ایک سپہ سالار مقابلہ سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہے چاہا کہ حملہ کر دیں، مگر چند رومی سردار آگے بڑھے۔ آپ کو ڈانٹا اور تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی برابر بڑھتے رہے۔ آپ کا گھوڑا ایک بجلی تھا جو صفوں میں چاروں طرف کوندر رہی تھی۔ آپ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک دس

رومیوں کو قتل نہ کر دیا۔ آپ دوبارہ پھر پلٹے اور لڑائی کے جوہر پہلے سے بھی زیادہ دکھلائے۔ ہل من مبارز کا نعرہ لگایا، آواز دی کہ کوئی مقابلے کو نکلے! مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میرے مقابلے میں دو دو آ جاؤ مگر پھر بھی کوئی نہ نکلا۔ آپ نے چار سے لڑنے کی خواہش کی۔ آخر میں دس تک کہہ دیا۔ مگر کسی نے جواب تک نہ دیا۔ آپ نے کہا تف ہے تم پر میں اکیلا اور تن تنہا کھڑا ہوں۔

کلوس اور عزرائیل کی لڑائی کے متعلق مخاصمت

واقدی کہتے ہیں کہ آپ کے اس کلام کو ان میں سے کوئی سمجھا تھا اور کوئی نہ سمجھا تھا کہ عزرائیل کلوس بن حنا کے پاس جا کے کہنے لگا۔ کیا بادشاہ نے تجھے سپہ سالار لشکر نہیں بنایا کہ عربوں سے لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ رعایا کی حفاظت اور شہر کی صیانت اس وقت تیرے ذمے ہے۔ کلوس نے کہا میرے سے اس بات کا تو زیادہ مستحق ہے کیونکہ شہر کا پہلا حاکم تو تو ہی ہے تجھے اس بات کا زعم ہے کہ میں بادشاہ ہرقل کے حکم کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ مگر اب عربوں کے مقابلے کیلئے کیوں تیار نہیں ہوتا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے درمیان یہ معاہدہ اور شرط ہو چکی ہے کہ ایک روز تو مقابلے کے لیے نکلے اور ایک روز میں جاؤں۔ آج تو لڑائی میں جا کر نبرد آزمائی کر میں کل کر لوں گا۔ کلوس نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس شہر میں مجھ سے پہلے تو آیا ہے اسی لیے پہلے لڑائی میں بھی تو ہی جا۔ میں کل کی لڑائی میں حصہ لے لوں گا۔ آخر اس بات میں مخاصمت بڑھ گئی تو تو میں میں ہونے لگی۔ گفتگو نے طول کھینچا۔ لوگوں نے اس بات پر فیصلہ کرنا چاہا کہ دونوں کے نام قرعہ ڈالا جائے جس کا نام قرعہ میں نکلے، آج مسلمانوں کے مقابلے کو وہی شخص نکلے گا مگر کلوس نے کہا نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ متفقہ طور پر حملہ کریں تا کہ ہماری ہیبت قائم رہے اور آپس میں تفریق نہ کریں۔ عزرائیل نے کہا مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں، جس طرح چاہو کرو۔

کہتے ہیں کہ کلوس کو اس بات کا اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر بادشاہ کو ان معاملات کی خبر پہنچ گئی تو اپنی مصاحبت سے علیحدہ کر کے قتل کا حکم دے دے گا۔ اس لیے قرعہ اندازی پر راضی ہو گیا۔ قرعہ میں کلوس کا نام نکلا۔ عزرائیل نے کہا میدان میں جیسا کہ سپہ سالار افواج اسلامیہ نے شجاعت دکھلائی ہے تو بھی اسی طرح دکھلا۔ جس وقت میں مقابلے کو نکلوں گا اس وقت دونوں فریق یہ دیکھ لیں گے کہ ہم دونوں میں سے کون سا زیادہ شہسوار اور بہادر ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ اس وقت کلوس نے زرہ پہنی، گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی تمام توجہ اور قوت میری طرف منعطف رکھنا۔ اگر مجھے مقابلے میں مغلوب دیکھو تو فوراً اعانت کے لیے پہنچ کر حملہ کر کے میری جان بچا لینا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تیری باتوں سے تو بزدلی ٹپکتی ہے شاید ہی تو بچ کر آئے۔ کلوس نے کہا جس کے مقابلے کے لیے میں جا رہا ہوں وہ ایک بدوی شخص ہے میری اور اس کی گفتگو اور بول چال میں بہت زیادہ مغائرت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے کچھ کلام کروں احتیاط کرنا بھی ایک مضبوط زرہ پہن لینا ہے اس لیے اگر ایک شخص ترجمان کی حیثیت سے میرے ساتھ جائے تو بہت مناسب ہے۔

خروج کلوس مع جرجیس

ایک نصرانی جرجیس نامی جو نہایت عقل مند بہادر اور فصیح شخص تھا اس نے وعدہ کیا کہ اس کام کو میں انجام دوں گا اس کے ساتھ ہوا۔ کلوس نے راستہ میں اس سے مخاطب کر کے کہا حریف عربوں میں نہایت ہی جری اور بہادر سپہ سالار ہے اگر جنگ میں تو مجھے عاجز اور مغلوب دیکھے تو میری مدد کرنا میں اس کے صلہ میں تجھے اپنا مصاحب اور وزیر بنا لوں گا۔ مگر میرا یہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو۔ میں

لڑائی میں کسی قدر دیر لگا کر مکرو فریب سے واپس چلا آؤں گا۔ کل جس وقت اس کے مقابلے کے لیے عزرائیل نکلے گا تو یقیناً قتل ہو گا اور اس کی طرف سے مجھے اسی وقت اطمینان کا سانس نصیب ہو گا۔ جرجیس نے کہا میں فن حرب سے بالکل ناواقف ہوں، البتہ بات چیت اور گفتگو سے مدد دے سکتا ہوں، سو میں حتی المقدور جہاں تک ممکن ہو گا فریب دہی میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اگر تجھے یہ بات منظور نہیں ہے تو اس پر خوب غور و فکر کر کے مجھے جواب دے۔ اس نے کہا افسوس! تیری خواہش ہے کہ مجھے دشمن کے حوالے کر دے۔ جرجیس نے کہا اور تیرا یہ منشا ہے کہ اپنی آئی میں مجھے بھینٹ چڑھا دے۔ بھلا تو ہی انصاف کر اگر میں مارا گیا تو تیرا انعام و کرام، عطا و بخشش میرے کس کام آئے گا؟ کلوس یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آگے بڑھا یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے جس وقت ان دونوں کو دیکھا رافع بن عمیرۃ الطائی نے چاہا کہ بڑھ کر کلوس پر حملہ کر دیں۔ مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں روکا اور فرمایا تم اپنی جگہ کھڑے رہو میں دین کا خادم موجود ہوں۔

واقدی کہتے ہیں کہ کلوس جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچا تو اپنے مصاحب جرجیس سے کہنے لگا کہ تو ان سے استفسار کر کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟ نیز انھیں ہمارے سطوت و جبروت سے ڈرا اور کثرت لشکر کی خبر دے کر دھمکا۔ ان کا عندیہ معلوم کر کہ آخر کیا منشا ہے؟ جرجیس آگے بڑھا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے اعرابی! میں تم سے ایک مثال بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ ہماری تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پاس بکریوں کا ایک گلہ تھا اس پر اس نے چرانے کے لیے ایک بزدل کم ہمت غیر شکاری کو مقرر کر دیا۔ شیر گلہ کی گھات میں لگا اور چرواہے کی کم ہمتی سے فائدہ اٹھا کر روزانہ ایک ایک بکری لے جانے لگا۔ بکریاں ختم کے قریب پہنچ گئیں اور شیر کے منہ کو خون لگ چکا تھا وہ روز کا عادی ہو گیا۔ مالک کو جس وقت چرواہے کی سستی اور بزدلی کا حال معلوم ہوا تو اس نے اسے موقوف کر کے اس کی جگہ ایک جوان اور بہادر شخص کو جو تمام تمام رات گلہ کے گرد گھومتا تھا مقرر کر دیا۔ عادت مستمرہ کے مطابق شیر پھر آیا، چرواہے نے جو اپنا بھالا و نیزہ لیے ہوئے تاک میں بیٹھا تھا اچانک شیر پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس کے بعد بکریوں کے پاس پھر کوئی درندہ آ کر نہیں پھٹکا''

یہی حال تم لوگوں کا ہے، ہم نے تمہارے معاملات میں محض اس لیے سستی سے کام لیا تھا کہ تمہاری قوم نہایت ضعیف اور ننگی بھوکی اور مزدور قوم تھی، کھانے کو چینا، جو، زیتون کا تیل، چچوڑنے کو چھواروں کی گٹھلی میسر آتی تھی۔ جس وقت ہمارے علاقہ میں آئے ہماری غذائیں کھائیں ہم پر ہی شیر ہو گئے۔

جرجیس اور حضرت خالدؓ کی باہمی گفتگو

بس جہاں تک پہنچنا تھا پہنچ چکے اور جو کچھ کرنا تھا کر گزرے۔ اب بادشاہ نے تمہارے مقابلہ کے لیے ایک ایسے شخص کو روانہ کیا ہے جو کسی طرح انسانوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ کبھی کسی معرکہ میں بڑے بڑے بہادروں کی پرواہ کر سکتا ہے جس کے متعلق میں تم سے تذکرہ کر رہا ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جو میرے برابر کھڑا ہوا ہے تمہیں چاہئے کہ اس سے احتراز کرو تا کہ تمہاری حالت اس شیر جیسی نہ ہو جائے جس کو اس نوجوان چرواہے نے مار ڈالا تھا۔ اس نے از روئے شفقت و مہربانی سے کچھ گفتگو کرنے کے متعلق مجھے حکم دیا ہے۔ لہٰذا میں دریافت کرتا ہوں کہ یہاں آنے سے تمہارا منشاء اور غرض کیا ہے اور کیا چاہتے ہو تم ایک ایسے دریا میں تیرنے کے لیے آئے ہو جس کی موجیں تھپیڑے مار مار کر غرق کر دیتی ہیں اور اگر اس کا پانی پی لیا جائے تو حلق میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ اگر سپہ سالار لشکر اسلامیہ تم ہی ہو تو اپنے دل نیز تمام لشکر سے قبل اس کے کہ یہ شیر تم پر حملہ آور ہو اور اپنے زبردست چنگل سے تمہیں پھاڑ ڈالے

صلاح ومشورہ کرلو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت اس کی یہ چرب بیانی اور فصاحت و بلاغت سن لی تو آپ نے فرمایا، خدا کے دشمن ہم پر مثالیں کستا ہے۔ یاد رکھ واللہ! لڑائی میں ہم تمہیں ایسا سمجھتے ہیں جیسا شکاری جال میں چڑیوں کو کہ وہ جال میں چاروں طرف پکڑتا پھرے جاتا ہے۔ نہ ان کی کثرت سے گھبراتا ہے نہ قبضہ سے کسی کو چھوڑتا ہے۔ ہمارے شہر اور قحط کے متعلق جو تو نے بیان کیا یہ واقعی سچ ہے مگر باری تعالیٰ جل مجدہ، نے اب اسے بہتر بدل سے بدل دیا ہے۔ چینا کے بجائے گیہوں، میوہ جات، گھی اور شہد عنایت فرمایا۔ یہ ملک ہمارا ہے، ہمارے رب نے ہمیں بخشا ہے اور اس کا وعدہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کیا ہے۔ باقی تیرا یہ کہنا کہ کیا چاہتے ہو، سو ہم تین باتوں کے خواہاں ہیں۔ اسلام۔ جزیہ یا جنگ۔ تاوقتیکہ احکم الحاکمین جو خیر الحاکمین ہے کوئی مختتم فیصلہ نہ کر دیں، ۔ رہا یہ امر کہ یہ بدکردار شخص ایسا ہے اور ویسا ہے تو یاد رکھ ہمارے نزدیک ذلیل سے ذلیل اور مردک سے بدتر مردک شخص ہے۔ اگر یہ سلطنت کا رکن اور پیش پیش ہے تو ہم اسلام کے خادم اور رکن۔ تدمر، راکہ، حوارن، بخنہ اور بصری کے مالک اور بادشاہ ہیں اور میرا نام خالد بن ولید ہے۔۔۔

جس وقت جرجیس نے آپ کا کلام (بلاغت نظام) سنا تو چہرہ متغیر ہو گیا اور لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ آیا۔ کلوس نے یہ دیکھ کر کہا سخت افسوس ہے کہ تو نے اول شیر کی طرح حملہ کیا اور پھر خوف زدہ ہو کر پیچھے لوٹ آیا۔ جرجیس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے دین کی قسم! میں اسے اوباش آدمیوں سے سمجھا تھا یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ایک حملہ آور مینڈھا اور برزن کر دینے والا شہسوار ہے۔ یہ ایک ایسی قوم کا سردار اور حاکم ہے جس نے دنیا کو شر سے بھر دیا۔ اس لیے تو ہی اس پر پہل اور استقدام کر کے اپنی بہادری کے جوہر دکھلا۔

کلوس نے جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا اپنی زین پر اس پتے کی طرح جو تیز ہوا میں ہلتا ہے تھر تھر کانپنے لگا اور جرجیس سے کہا کہ اس سے کہو لڑائی کل پر موقوف رکھی جائے۔ جرجیس نے کہا میں کہے دیتا ہوں مگر مجھے یقین نہیں کہ اسے منظور کر لیں گے۔ اس کے بعد جرجیس نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا اے اپنی قوم کے سردار! میرا ساتھی کہتا ہے کہ ان سے کہو کہ یہ اپنے لشکر میں لوٹ کر اپنے آدمیوں سے مشورہ کر لیں۔ آپ نے فرمایا بے وقوف مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے حالانکہ میں لڑائی کی جڑ اور فن حرب کی جان ہوں میرے سے جان بچا کر بھاگ جانا بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد آپ نے نیزہ سنبھالا اور اس کا رخ جرجیس کی طرف کیا تو جرجیس کی زبان بند ہو گئی اور بیساختہ بھاگا آپ نے جس وقت اسے بھاگتے دیکھا، کلوس کو جنگ کے لیے آواز دی اور حملہ کر دیا۔ کلوس پیچھے ہٹتا ہٹتا اپنے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ آخر آپ نے دبا لیا۔ کلوس نے بھی مجبوراً جوابی حملہ کیا اور اب حریفوں میں نیزہ بازی شروع ہوئی جس کی چنگاریاں آگ کے شعلوں سے بھی زیادہ بھڑک رہی تھیں۔ عین لڑائی میں کلوس نے چاہا کہ بھاگ پڑوں۔ آپ تاڑ گئے گھوڑے کو مہمیز کیا باگ سے باگ ملا دی اور اس کے قریب پہنچ کر اس کے نیزے کو بے کار کر دیا۔ پھر ایک چھوٹے نیزہ کو دائیں سے بائیں کی طرف گھما کر حلق کے اوپر نہایت شدت سے مارا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (تمام طاقت وقوت اللہ ہی کے لیے ہیں) اپنی طرف کھینچ کر زین سے اٹھا لیا۔ مسلمانوں نے جس وقت آپ کی یہ بہادری اور شجاعت دیکھی زور زور سے تکبیروں کی آواز بلند کی۔ مشرکین کے دل کانپ اٹھے۔ بہادران اسلام حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑے۔ آپ کے قریب پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلوس کو ان کے حوالہ کیا اور فرمایا اس کی مشکیں مضبوط کس دو۔

کلوس خود ہی خود کچھ بڑبڑا رہا تھا، مسلمانوں نے روماس والی بصرہ کو بلا کر دریافت کیا کہ یہ کیا بکتا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ مجھے کیوں باندھتے ہو، میں تو خود جو تمہارے سردار اور سپہ سالار نے کہا تھا ماننے کے لیے تیار ہوں۔ کیا تم جزیہ اور مال نہیں مانگتے تھے

میں تو تمہاری خواہش کا پورا کرنے والا اور جو کچھ طلب کرتے ہو اس کا ادا کرنے والا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس گفتگو کے متعلق اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرداران قوم میں سے ہے اس لیے اسے مضبوط باندھے رکھو۔ اس کے بعد آپ اپنے گھوڑے سے اتر کر شہری یعنی اس گھوڑے پر جو آپ کو حاکم تدمر نے ہدیہ میں دیا تھا سوار ہوئے اور ارادہ کیا کہ رومیوں پر حملہ کر دیں۔ مگر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اس رومی سردار کے ساتھ مقابلہ کرنے میں تھک چکے ہیں، آپ استراحت فرمائیں اور مجھے جنگ کی اجازت بخشیں۔ آپ نے فرمایا راحت و آرام عالم آخرت کے لیے ہے، آج جو شخص جتنی محنت کرے گا کل قیامت میں اتنا ہی آرام پائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا خدا حافظ اور پھر میدان جنگ کی طرف چل دیئے۔

کلوس نے چلا کر آپ کو آواز دی اور کہا کہ آپ کو اپنے نبی کی قسم! آپ ذرا یہاں تشریف لائیے۔ مجھے چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ مسلمانوں نے با آواز بلند آپ کو پکار کر کلوس کے چیخنے کے متعلق کہا۔ آپ پلٹ آئے۔ روماس سے دریافت کیا کہ یہ کیا چاہتا ہے؟ روماس نے کچھ دیر اس سے باتیں کیں۔ پھر آپ سے مخاطب ہو کر کہا یہ کہتا ہے کہ میں بادشاہ کا مصاحب ہوں، مجھے بادشاہ نے پانچ ہزار سوار دے کر تمہارے مقابلہ کو روانہ کیا تھا یہاں پہنچ کر عزرائیل والی دمشق سے میری مخاصمت ہوگئی اور ایسا ایسا قصہ پیش آیا۔ اب آپ نے مجھے گرفتار کر لیا۔ آپ کو اپنے دین کی قسم! اگر وہ آپ کے مقابلے کے لیے نکلے تو اسے زندہ نہ چھوڑنا اور اگر مقابلے پر نہ آئے تو خود اس سے جنگ کی خواہش کر کے اسے قتل کر دینا۔ وہ چونکہ اپنی قوم کا سردار ہے، اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو بس پھر آپ دمشق کے مالک ہیں اور کیا آپ ایسا کریں گے؟

آپ نے فرمایا کہ روماس اس سے کہہ دو کہ وہی کیا جو شخص بھی باری تعالیٰ کیساتھ شرک کرے گا اور اس کا بیٹا بتلا دے گا میں سب کو قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ پھر میدان کارزار کی طرف یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے چل دیئے۔

(ترجمہ اشعار رجزیہ) اے مولا! آپ کے لیے ہر نعمت پر تعریف ہے اور اے نعمتوں کے دینے والے آپ نے جو بخشا اس کا شکر ہے۔ کفر اور ظلمت کے بعد آپ نے ہم پر احسان فرمایا، شک اور ظلم کی تاریکی سے ہم کو نکال دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ نے ہمیں نجات دی اور جو تہمتیں ہم میں تھیں جدا کر دیں۔ عزت، نصرت اور ہدایت کے ساتھ ہماری تائید کی اور ہم کو خیر امم کے لقب کے ساتھ مشرف فرمایا۔ ہمارا جو کچھ ارادہ ہے بار الہا! اسے پورا کر دیجئے اور مشرکین کو جلدی عذاب کا مزہ چکھا دیجئے"۔

واقدی فرماتے ہیں کہ جس وقت جرجیس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خوف سے بھاگ کر رومیوں کے پاس پہنچا ہے تو تھر تھر کانپ رہا تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے کھایا اور تیرے پیچھے ایسی کیا چیز دوڑی آرہی ہے کہ جو تو اس قدر پریشان ہے؟ اس نے جواب دیا کہ موت اور ایسی موت جس سے مقابلہ نہیں ہوسکتا اور ایسا شیر جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ وہ مسلمانوں کا سپہ سالار اپنی قوم کا سردار جو میدان کارزار کی طرف اپنے پروردگار کی قسم کھا کر چلا ہے۔ ہم جہاں اور جس جگہ بھی جا کر چھپیں ہمارے قتل میں کوتاہی نہیں کرسکتا۔ میں بہت کوشش اور دوڑ دھوپ کر کے جان بچالایا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو ہم اس سے صلح کر لیں۔ رومیوں نے یہ کہہ کر کہ بدبخت کیا یہ بات کچھ کم بات تھی کہ تو شکست کھا کر بھاگا تھا؟ جواب تو نے ہمارے دلوں میں رعب ڈالنا شروع کر دیا ہے، چاہا کہ قتل کر دیں مگر جس وقت کلوس گرفتار ہوگیا تو عزرائیل کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اب بادشاہ کا مصاحب گرفتار ہو چکا ہے، اس نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تمہاری آپس میں یہ شرط طے ہو چکی تھی کہ ایک روز جنگ کے لیے وہ نکلے ایک روز تو، لہٰذا اس بدوی کے مقابلہ کے لیے اب تو جا اور اسے قتل کر دے۔

اس نے جواب دیا کہ تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ شخص خالد اگر قتل ہو گیا تو کوئی دوسرا عربی شخص اس کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر میں قتل ہو گیا تو تم سب بغیر چرواہے کی بکریوں کی طرح رہ جاؤ گے۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ سب مل کر ایک متفقہ حملہ کر دو ،انہوں نے کہا یہ تو ہم قیامت تک بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ اس طرح تو ہزاروں جانیں قربان اور ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔

ان میں ابھی باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ کلوس کے آدمی جو اس کے مصاحبین میں سے تھے چیختے چلاتے عزرائیل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تیرا مرتبہ بادشاہ کے نزدیک کلوس کے برابر نہیں تھا۔ تیرے اور اس کے مابین یہ شرط ہو چکی تھی اس نے اپنی شرط کو پورا کر دیا۔ وہ چونکہ اب گرفتار ہو چکا ہے اس لیے اب حملہ اور مقابلے کے لیے تجھے تیار ہو جانا چاہیے۔ ورنہ پھر ہمارا اور تیرا مقابلہ ہے۔ عزرائیل نے جواب دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس بدوی سے ڈر گیا ہوں اور اول مقابلے کے لیے نہ نکلا اب میں میدان جنگ میں جا رہا ہوں دونوں حریفوں کے آدمی دیکھ لیں گے کہ ہم میں کون سا زیادہ بہادر اور شہسوار اور مرد میدان شخص ہے

عزرائیل سامان حرب سے تیار ہوا، زرہ پہنی اور ایک تیز گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے واسطے نکلا جس وقت آپ کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ عربی بھائی! ذرا میرے نزدیک ہو جاؤ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں (یہ ملعون عربی زبان خوب جانتا تھا) جس وقت آپ نے اس کی زبان سے یہ کلمات سنے غصہ میں بھر گئے اور فرمایا خدا کے دشمن تو ہی آگے آ جا کہ تیرا سر توڑ دوں۔

عزرائیل نے جواب دیا کہ عربی بھائی لو! میں ہی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہو گیا آپ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں خوف بیٹھ چکا ہے اس لیے آپ نے حملہ کرنے میں توقف فرمایا۔ عزرائیل نے قریب ہو کر کہا کہ عربی بھائی اپنی قوم اور لشکر کے ہوتے ہوئے تم بنفس نفیس کیوں میدان جنگ میں آتے ہو۔ اگر تم یہاں کام آ گئے تو تمہارا لشکر بغیر چرواہے کی بکریوں جیسا رہ جائے گا۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن! تو نے ابھی میرے دو سپاہیوں کے ہاتھ نہیں دیکھے کہ تیرے لشکریوں پر کیسے بھرپور پڑے تھے۔ اگر میں انہیں منع نہ کرتا تو بعون اللہ تیرے تمام لشکر کا صفایا کر کے رکھ دیتے۔ میرا ہر لشکری فیصلہ موت کو غنیمت اور زندگی کو بیکار سمجھتا ہے اس کے بعد آپ نے دریافت کیا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کیا تم نے میرا نام نہیں سنا میں ہزاروں کا شہسوار ترکی جیش اور جرامقہ[1] فوج کو موت کے گھاٹ اتارنے والا شخص ہوں۔ آپ نے فرمایا اور تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ملک الموت کے ہمنام میرا نام عزرائیل ہے۔ یہ سن کر آپ ہنسے اور فرمایا خدا کے دشمن! تیرا ہمنام تیرا مشتاق ہے تا کہ وہ تجھے دوزخ تک پہنچاوے اس لیے یاد کر رہا ہے۔ اس نے دریافت کیا۔ تمہیں تمہارے دین کی قسم یہ فرمایئے کہ تم نے کلوس کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سامنے مشکیں کسا ہوا بیٹھا ہے اس نے کہا وہ اس قوم میں ایک آفت کا پرکالا تھا اس کو قتل کرنے سے کس نے منع کر دیا۔ آپ نے فرمایا میں اس وجہ سے رک گیا تھا کہ دونوں کو اکٹھا ہی قتل کر دوں گا۔ عزرائیل نے کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہزار مثقال سونا، دس ریشمیں جوڑا اور پانچ گھوڑے مجھ سے لے کر اسے قتل کر کے اس کا سر مجھے دے دو۔ آپ نے فرمایا یہ تو اس کے خون کا عوض ہے اپنی قتل کرائی کیا دے گا؟ یہ سن کر عزرائیل آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ بتلاؤ کیا لو گے؟ آپ نے فرمایا ذلت خواری کی حالت میں تیرا جزیہ خود تیرا سر ہو گا۔

---

[1] جرامقہ ایک ملک کا نام ہے۔

عزرائیل نے کہا۔ عربی بھائی! جتنی ہم تمہاری عزت وتکریم کرتے ہیں اتنی ہی تم ہماری توہین اور تذلیل کے درپے اور چرب زبانی زیادہ کرتے جاتے ہو اب سنبھلو میں حملہ کرتا ہوں۔ آپ یہ سن کر شعلہ جوالہ کی طرح بھڑکے اور حملہ کر دیا۔ عزرائیل بھی حملہ روکتا ہوا آگے بڑھا۔ دیر تک دونوں حریف لڑتے رہے، عزرائیل ایک ایسا جنرل تھا کہ جس کی بہادری اور شجاعت کے کارنامے شام کے بچہ بچہ کی زبان پر جاری تھے۔ اس نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے اپنے دین کی قسم! اگر میں تمہیں گرفتار کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں لیکن از روئے شفقت و ہمدردی میرا ارادہ ہے کہ میں تم سے نیز تمہارے لشکر سے صلح کر لوں۔ بہتر یہی ہے کہ تم خود میری قید میں آ جاؤ اور لوگ دیکھ لیں کہ میں نے تمہیں گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں اس شرط پر رہا کر دوں گا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور جتنے ممالک تم نے فتح کئے ہیں انھیں ہمارے حوالے کر دو۔

آپ نے فرمایا۔ دشمن خدا ہم سے ایسی توقع اور امید رکھتا ہے باوجودیکہ ہماری جماعت وہ جماعت ہے کہ جس نے تدمر، حوران، بخنہ اور بصریٰ کو فتح کر لیا اور ہمارا لشکر وہ لشکر ہے کہ جس نے جنت کے بدلے میں اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا، اور فوج وہ فوج ہے جس نے دار فنا پر دار بقا کو اختیار اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دے دی ہے۔ تجھے ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون سا اپنے مدمقابل پر فتح پاتا اور اس کے ممالک کو فتح کر کے اپنی حکمرانی کا سکہ جماتا ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے پہلے سے زیادہ شجاعت دکھلائی، شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ فنون حرب کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے اور ہمہ دانی گرفتاری واسیری کے دعویٰ کے بجائے ندامت وانفعال کا پسینہ آ گیا۔ اور خوشامد کے لہجے میں یہ کہتا ہے کہ نبی کے عربی بھائی! آپ مذاق کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا میری دل لگی اور مذاق تلوار کی ضرب ہے تاکہ اس کی وجہ سے میرا رب مجھ سے خوش ہو جائے۔ لے ہوشیار ہو میں پھر وار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار چمکی، بڑھی۔ مگر ہاتھ اوچھا پڑا اور دشمن اس وار سے بچ گیا۔ آپ کے دبدبہ اور صولت سے حریف کانپ اٹھا اور سمجھ گیا کہ مقابل پر فتح پانا لوہے کے چنے چابنا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بھاگا اور آپ نے تعاقب کیا۔

مقابلہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع عزرائیل

عامر کہتے ہیں کہ میں فوج کے قلب میں دونوں حریفوں کا تماشہ دیکھ رہا تھا، جس وقت عزرائیل بھاگا ہے، چونکہ اس کا گھوڑا آپ کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا اس لیے آپ اس کا پیچھا نہ دبا سکے۔ اس نے جس وقت مڑ کر آپ کو دیکھا تو آپ چونکہ پیچھے رہ گئے بے وقوف یہ سمجھا کہ بدوی مجھ سے خوف کھا گیا ہے۔ یہ سوچ کر اپنے دل میں خیال کیا کہ کیوں نہ انھیں گرفتار کر لوں اور کس لیے نہ اس جگہ کھڑا ہو کر اس کے آنے کا منتظر رہوں۔ ممکن ہے مسیح مجھے فتح دے اور اس کے مقابلے میں میری اعانت کرے۔ اس خیال نے اکھڑے ہوئے قدم پھر جما دیئے۔

اب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے قریب تھے۔ آپ کا گھوڑا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور اس میں تھکن کے آثار نمایاں تھے جس وقت آپ اس کے قریب پہنچے دشمن نے للکار کر کہا اعرابی یہ نہ سمجھنا کہ میں خوف کھا کر بھاگا بلکہ تمہارے لشکر سے دور لا کر تمہارے پکڑنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بات تو خداوند عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے اس نے کہا عربی بھائی اب بھی اپنے اوپر رحم کھا لڑائی مول لے کر اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈال اور خود کو میرے حوالے کر دے، اور اگر موت ہی کی تمنا ہے تو میں قابض ارواح ہوں، ملک الموت عزرائیل ہوں اسی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ خدا کے دشمن میرے گھوڑے کے پیچھے رہ جانے سے تیرے منہ میں پانی بھر آیا ہوگا۔ یاد رکھ! اگر میرا گھوڑا تھک گیا تو پا پیادہ ہو کر، اگر تو نہ بھاگا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے کود پڑے اور تلوار کو حرکت دی اور شیر ببر کی طرح جھپٹے۔ جس وقت عزرائیل نے آپ کو پا پیادہ دیکھا اور حوصلہ بڑھ گیا اور آپ کے گرداگرد گدھ اور چیل کی طرح منڈلانے لگا اور چاہا کہ بڑھ کر تلوار سے زیر کر لے مگر آپ سنبھلے طرح دی اور للکار کر سامنے ہوئے اور اس قوت کے ساتھ حضرت خالدؓ بن ولید نے گھوڑے کے ایک ہاتھ مارا کہ گھوڑا کٹ کر زمین پر آیا۔

عزرائیل کی گرفتاری اور حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد

دشمن اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے تعاقب کیا کہ خدا کے دشمن تیرا ہم نام تجھ پر غصہ ہو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری جان نکال لے، تو تیار ہو جا۔ یہ کہہ کر آپ اس کی طرف بڑھے اور جھک کر زمین سے اوپر اٹھا لیا۔ ارادہ تھا کہ تلوار کا ایک ہاتھ ماردیں۔ مگر جس وقت رومیوں نے اپنے سپہ سالار کو شیر اسلام کے پنجہ میں دیکھا چاہا کہ دفاعی حملہ کر کے چھوڑا لیں کہ اچانک مسلمانوں کا ایک لشکر موحدوں کی ایک فوج بہ سرکردگی امین الامتہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ آ پہنچی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاصد بصریٰ سے آپ کے پاس بھیجا تھا جو آپ کو راستہ میں ملا اور آپ اس کے ہمراہ اس وقت جب کہ عزرائیل کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروف پیکار تھے پہنچے، اہل دمشق نے جس وقت مسلمانوں کا لشکر آتا ہوا دیکھا مرعوب ہو گئے حملہ کرنا چھوڑ دیا اور آپ نے عزرائیل کو گرفتار کر لیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچے تو آپ نے ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اتر کر پا پیادہ ہو جائیں۔ مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قسم دے کر منع کر دیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے ایک نے دوسرے کو بڑھ کر سلام کیا جس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا بیٹا! خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم نامہ کے آنے سے کہ جس میں مجھ پر تمہاری سرداری کے متعلق حکم تھا، مجھے بے حد خوشی ہوئی اور تم یقین جانو کہ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی خیال نہیں گزرا کیونکہ میں خود جانتا ہوں کہ جنگ فارس اور عرب میں تم نے کیا کیا کارہائے نمایاں کر کے دکھائے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا اور آپ کے خلاف کبھی دم نہیں مار سکتا۔ واللہ اگر خلیفہ اور امام وقت کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی آپ کے تقدم فی الاسلام اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی ہونے کو دیکھتے ہوئے ہرگز اس عہدے کو قبول نہ کرتا۔ اس کے بعد دونوں نے مصافحہ کیا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان دونوں جنرلوں کی گرفتاری اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی فتح و نصرت کی باتیں کرتے ہوئے چلے، جس وقت دیر کے پڑاؤ کے قریب پہنچے تو دونوں حضرات گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے پر سلام مسنون بھیجا۔

جس وقت دوسرا روز ہوا مسلمانوں نے لشکر کو آراستہ کیا اہل دمشق بھی تیار ہو کر نکلے۔ آج رومیوں کی کمان بادشاہ کے داماد توما نامی سردار کے ہاتھ میں تھی جو ایک معتمد افسر تھا جس وقت رومی میدان جنگ میں آئے تو حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ اس قوم کے دل میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ چکا ہے۔ کل یہ اچھی طرح ذلیل وخوار ہو چکے تھے۔ نیز ان دو سرداروں کی گرفتاری

نے انھیں کمزور بھی کر دیا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم اور آپ ان پر ایک متفقہ حملہ کر دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ بہت بہتر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ مسلمانوں نے متفقہ طور پر زور سے تکبیر کی آواز بلند کی۔ ان کی تکبیروں سے غوطہ اور حوالی غوطہ گونج اٹھا۔ تکبیر کے ساتھ ساتھ حملہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس زور شور کے ساتھ ہلہ کیا کہ دشمن کے دانت کھٹے کر دئے۔ کفار ذلیل وخوار ہوئے اور دوست اپنے مولا سے سرخرو ہو کر نشہ جہاد میں مست راضی برضائے جبار ہوئے۔

عامر بن طفیل کہتے ہیں کہ اس حملہ میں ہمارے ایک ایک آدمی نے دس دس رومیوں کو تہ تیغ کیا۔ لڑائی کو ابھی ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ دشمن کے پیر اکھڑ گئے۔ ہم نے دیر سے باب شرقی تک تعاقب کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت اپنے لشکر اور سپاہیوں کی یہ بزدلی دیکھی، شہر کا دروازہ بند کر دیا کہ ایسے کم ہمت سپاہی اندر نہ گھسنے پائیں۔ قیس بن ہبیرہ کہتے ہیں کہ ہم نے دروازے پر پہنچ کر بعض کو قتل اور بعضوں کو گرفتار کیا اور اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ یہاں آ کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ میری رائے ہے کہ میں باب شرقی کا محاصرہ کرلوں اور آپ باب جابیہ کو محاصرہ میں لے لیں۔ آپ نے کہا واقعی تمہاری رائے بہت زیادہ صائب ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دمشق کا محاصرہ کرنا

واقدی کہتے ہیں کہ حجاز، یمن، حضر موت، ساحل عمان، طائف اور حوالی مکہ معظمہ سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جو فوج آئی تھی اس کی کل تعداد ۳۷ ہزار تھی اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر کمان فلسطین کے مقام پر نو ہزار سوار اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں پندرہ سو جوان عراق سے یہاں آئے تھے اس لیے تمام مسلمانوں کی فوج کی تعداد علاوہ اس فوج کے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھرتی کی تھی اور جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئے گا کل ساڑھے سنتالیس ہزار تھی، اس میں نصف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہ لے کر باب شرقی کا محاصرہ کیا اور نصف حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہی جس سے انہوں نے باب جابیہ پر پڑاؤ کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت یہ حالت دیکھی نہایت درجہ مرعوب ہو گئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلوس اور عزرائیل کو طلب فرما کر ان کے سامنے اسلام پیش کیا مگر کم بختوں نے چونکہ انکار کر دیا تھا اس لیے آپ نے حضرت ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ انھیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو موت کے حوالے کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے معتبر راویوں سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ضرار بن ازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیرۃ الطائی نے کلوس کو قتل کیا تھا۔

جس وقت اہل دمشق کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو بادشاہ ہرقل کے پاس ایک خط جو اپنی ہزیمت اور دونوں جنرلوں کے قتل پر مشتمل تھا لکھا۔ نیز اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ اہل عرب نے باب شرقی اور جابیہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ مع اپنی عورتوں اور بچوں کے یہاں آئے ہوئے ہیں، اکثر زرخیز علاقے اور شہر فتح کر لئے ہیں۔ ہماری یا تو خبر لیجئے ورنہ ہم اس شہر کو ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہو گئے۔ قاصد کو یہ خط دے کر رات کے وقت ایک رسی میں باندھ کر شہر پناہ کے دیوار سے اتار دیا۔ ہرقل اس وقت انطاکیہ میں مقیم تھا جس وقت یہ خط پڑھا رونے لگا ہاتھ سے خط پھینک دیا اور اعیان مملکت کو جمع کر کے اس طرح مخاطب ہوا:۔

"یا بنی اصفر! میں نے تمہیں پہلے ہی ان عربوں کی طرف سے متنبہ کیا تھا، ان کی بہادری سے شروع ہی میں ڈرایا تھا اور اول ہی

خبردار کیا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ لوگ ضرور میرے اس تاج وتخت کے مالک ہو کے رہیں گے، مگر افسوس تم نے میری بات کو مذاق اور میری اس گفتگو کو لامعنی خیال کیا اور الٹے میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ اب یہ چینا[1] جو اور چھوہارے کھانے والے عربی لوگ خشک اور قحط زمین سے نکل کر فواکہات، پھلدار، کثیر الاشجار اور سرسبز و شاداب ملک تک پہنچ گئے ہیں اور ان کو ہمارے ملکوں کی آب و ہوا بہت زیادہ پسند آ گئی ہے۔ ان کو اب سوائے عزم قوی اور سخت معرکہ آرائی کے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ اگر مجھے کسی قسم کی عار اور شرم نہ ہوتی تو میں ترک شام کر کے قسطنطنیہ چلا جاتا اور یا خود اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لیے ان کے مقابلے کے لیے نکل کھڑا ہوتا"۔

ارکان سلطنت اور اعیان مملکت متفق اللسان ہو کر کہنے لگے اہل عرب کی جارحانہ حالت ابھی اس حالت کو نہیں پہنچی کہ حضور بنفس نفیس خود میدان کارزار میں تشریف لے جائیں بلکہ والی حمص دروان نامی کو جو ہم میں سب سے زیادہ بہادر اور فنون حرب میں ہم سب سے زیادہ ماہر ہے، نیز عسکر فارس کے مقابلے میں جب کہ اہل فارس نے ہم پر چڑھائی کی تھی جناب خود اس کی شجاعت دیکھ چکے ہیں، مقابلے کے لیے روانہ کریں۔

بادشاہ نے والی حمص کو بلا کر مقابلے کے لیے کہا۔ دروان والی حمص نے جواب دیا کہ اگر مجھے آپ کی ناراضگی اور غصہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اہل عرب سے لڑنے کے لیے کبھی بھی تیار نہ ہوتا کیونکہ آپ نے مجھے تمام امرائے روم کے پس پشت ڈال دیا اور ہرا یک سردار سے آخر میں رکھا۔ بادشاہ نے کہا تمہارے مؤخر رکھنے اور سب کے بعد اس کام کے واسطے تجویز کرنے میں میری یہی مصلحت تھی کہ دراصل تمہیں میری تلوار اور پشت پناہ ہو۔ تمہیں چاہیے کہ فی الفور اس کام کے لیے تیار ہو جاؤ، میں بارہ ہزار رومیوں پر تمہیں سردار مقرر کرتا ہوں۔ جس وقت بعلبک کے مقام پر پہنچو تو جو لشکر اجنادین کے پڑاؤ پر موجود ہے اسے ارض بلقا اور جبال سوداء پر متفرق طور سے متعین کر کے یہ حکم دینا کہ وہ عمرو بن عاص کے کسی فرد کو خالد بن ولید کے لشکر میں شامل نہ ہونے دیں۔ دروان نے کہا مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ میں آپ کو تب تک منہ نہیں دکھلا سکتا جب تک خالد بن ولید اور اس کے ساتھیوں کا سر لے کر آپ کے پاس نہ آؤں۔ اس کے بعد یہاں سے حجاز پر لشکر کشی کروں گا اور تاوقتیکہ مکہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دوں (خاکت بدہن۔ مترجم) آپ کے پاس نہیں آ سکتا"۔

بادشاہ نے کہا قسم ہے انجیل مقدس کی! اگر تو نے اپنے اس وعدہ کو ایفا اور قول کو پورا کر کے دکھلایا تو میں ان تمام ممالک جو عربوں نے فتح کر لیے ہیں تجھے جاگیر میں بخش دوں گا اور ساتھ ہی ایک وصیت دستاویز کے طور پر لکھ دوں گا کہ میرے بعد تجھے ہی یہاں کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے"۔

ہرقل کا دروان کو دمشق کی طرف بھیجنا

اس کے بعد ہرقل نے جنرل دروان کو ایک خلعت پہنائی، میان بند[2] باندھا، سونے کی ایک صلیب جس کے چاروں کناروں میں چار بیش بہا یاقوت لگے ہوئے تھے عطا کی اور کہا جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو تو اس کو آگے رکھنا، یہ تجھے مدد دے گی"۔

واقدی کہتے ہیں کہ دروان صلیب لے کر گرجا (کنیسہ) میں آیا، معمودیہ تبرکا اپنے اوپر چھڑکا۔ قسیسین بشیب اور پادریوں نے

---

[1] چینا، لفظ ذرہ کا ترجمہ ہے، چینا ایک دانہ دار قسم غلہ ہوتا ہے جو سالوک اور منڈوہ کی طرح ہوتا ہے۔

[2] میان بند، منطقہ کا ترجمہ ہے، منطقہ عربی میں اس پٹی کو کہتے ہیں جس میں میان باندھتے ہیں، میں نے اردو میں اس کو میان بند لکھ دیا ہے۔ اگر کوئی اور لفظ اردو میں ہو تو ناظرین اس کو لکھ دیں۔

فتح کی دعائیں کی۔ کنیسوں میں جو خوشبوئیں جلائی جاتیں ہیں ان کی تبخیر کی گئی۔ اس کے بعد دروان نے اسی وقت شہر کے باہر باب فارس پر خیمے نصب کیے۔ روم کے چند نفوس اپنی ہمراہی کے لیے منتخب کیے۔

جس وقت تمام سامان درست ہوا اور تمام فوج مکمل ہو چکی تو بادشاہ خود مع ارکان دولت کے جسر حدید[1] تک رخصت کرنے کے لیے آیا، دروان، بادشاہ سے رخصت ہو کر معرات ہوتا ہوا حماۃ پہنچا، یہاں سے اس نے ایک قاصد کے ذریعہ اپنی اجنادین کی فوج کو حکم دیا کہ تمام راستوں اور گھاٹیوں پر پہرہ رکھیں اور عمرو بن عاص اور ان کی فوج کو خالد بن ولید تک نہ پہنچنے دیں اور اپنے تمام ماتحت افسروں اور رسالداروں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں ان عربوں پر ان کی غفلت میں چھاپہ ماروں اور سب کو قید کر لوں۔ اس ترکیب سے کوئی شخص ان میں سے نہیں بھاگ سکتا۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا اور یہ راتوں رات سلمیہ اور وادی الحیات کے راستہ سے چل پڑا۔

شداد بن اوس کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزرائیل اور کلوس کے قتل سے فراغت پا چکے تو آپ نے ہمیں دمشق پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ لشکریوں کے آگے آگے بعض عرب جن کے ہاتھوں میں چرمی ڈھالیں تھیں نکلے، اہل دمشق نے جس وقت ہمیں حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو ہم پر تیروں کا مینہ اور پتھروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ یمنی عرب بھی ان کے تیر مار رہے تھے۔ رومیوں نے شور و ہنگامہ آہ و فریاد شروع کی۔ ہم چونکہ اچھی طرح ان کا محاصرہ کر چکے تھے اس لیے انھیں اپنی ہلاکت یا اسیری کا کامل یقین ہو گیا۔

شداد بن اوس کہتے ہیں کہ ہمیں محاصرہ کیے ہوئے بیس روز گزر چکے تھے کہ نادی بن مرہ ہمارے پاس پہنچے اور ان سے معلوم ہوا کہ اجنادین میں رومیوں نے ایک بہت بڑی جمعیت جمع کی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کے پاس باب جابیہ تشریف لے گئے اور آپ سے مشورہ کیا کہ اے امین الامتہ! میری رائے ہے کہ ہم اجنادین کی طرف سے لشکر کشی کر دیں اور جس وقت خداوند تعالیٰ ہمیں فتح دے دیں تو پھر اسی جگہ لوٹ آئیں۔ آپ نے فرمایا میں ایسی رائے کبھی نہیں دے سکتا۔ حضرت خالد بن ولید رضی تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کیوں؟ آپ نے جواب دیا اس لیے کہ ہم نے اہل دمشق کو ناک چنے اچھی طرح چبور کھے ہیں اور محاصرہ میں پوری طرح سے لے رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھ چکا ہے۔ اگر اب ہم یہاں سے کوچ کر گئے تو یہ فرصت پا کر رسد جمع کر کے از سر نو قوت پکڑ لیں گے اور پھر مشکل ہو گا کہ ہم اس جگہ آ سکیں۔ لہٰذا میری رائے میں مناسب نہیں ہے کہ ہم یہاں سے بالشت بھر بھی سرکیں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں آپ کی رائے اور حکم سے سر مو تجاوز نہیں کر سکتا۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر باب شرقیہ پر تشریف لائے۔ دستوں کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ اہل دمشق پر اپنی اپنی طرف سے سختی کے ساتھ حملہ کریں اور آپ نے بذات خود باب شرقی کی طرف سے حملہ کیا۔ اہل دمشق نے آج کے حملے میں اتنی صعوبتیں اٹھائیں اور اس قدر کلفتیں سہیں جو آج تک کسی پہلی لڑائی میں نہیں دیکھی تھیں۔ سپہ سالار اعظم خالد بن ولید مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دیتے خود حملہ کرتے اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے۔

(ترجمہ اشعار رجزیہ) کون شخص حضرت صدیق اکبرؓ تک ہماری اس بات کو پہنچا سکتا ہے کہ ہم رومیوں کے لشکر کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ میں کافر کی جمعیت کو توڑ دوں اور اپنے نیزے کی پیاس رومیوں کے

[1] جسر حدید، لوہے کا پل جو وہاں بنا ہوا تھا۔

سرداروں کے خون سے بجھاؤں۔ بہت سے مقتول ابھی زمین پر ڈال دوں گا اور بہت سے دوست اپنے دوستوں کو روتے پھریں گے"۔

مسلمان رزم کو بزم سمجھ کر بڑھ بڑھ کر حملے کرتے مگر رومی چونکہ قلعہ میں بند تھے اسی طرح حملوں اور محاصرے میں اکیس روز گزر گئے۔ رومیوں کا حال بد سے بدتر ہو گیا۔ محاصرے نے طول کھینچا، بادشاہ کی طرف سے کمک کی جو امید تھی منقطع ہونے لگی۔ آخر صلح کا ارادہ کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ہزار اوقیے چاندی پانچ سو اوقیے سونا اور سو کپڑے دیباج کے عوض صلح کا قاصد بھیجا اور یہ کہا کہ اگر آپ تشریف لے جائیں تو ہم آپ کو یہ چیزیں دیں گے۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا ان چیزوں پر صلح نہیں ہوسکتی۔ بلکہ جزیہ اسلام یا جنگ تین چیزیں ہیں جسے چاہو پسند کرلو۔ قاصد نے اپنی قوم کو اس کی اطلاع دی جسے یہ شرائط گراں معلوم ہوئیں۔

رافع بن شداد کہتے ہیں کہ اہل دمشق حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بہ نسبت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ مائل تھے۔ کیونکہ آپ صاحب شمشیر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سن رسیدہ بزرگ اور متقی شخص تھے۔ نیز آپ نے ان سے صلح کا وعدہ فرمالیا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی دھمکی دے رکھی تھی۔ بطل اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کا حکم فرمادیا تھا کہ آپ نے اہل دمشق کو اچانک تالیاں بجاتے اور رقص کرتے اور فتح کے نعرے لگاتے ہوئے سنا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اور دیوار قلعہ پر نظر کی۔ وہ لوگ جو دیوار پر موجود تھے انھیں دیکھا کہ پہاڑ اور بیت لہیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نیز آپ نے دور سے ایک ایسا گردوغبار اڑتا ہوا دیکھا جس کی وجہ سے زمین وآسمان تاریک ہوتا چلا آرہا ہے۔ آپ نے سمجھ لیا کہ اہل دمشق کی کمک ہے جو بڑھتی چلی آرہی ہے۔

جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً مسلمانوں کو ہوشیار کیا، تیاری کا حکم فرمایا۔ پس پھر کیا تھا شجاعان اسلام نے ننگی تلواریں، برچھے سنبھالے، گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہوئے۔ ہر دستہ اپنے افسر کے پاس اور ہر رسالہ اپنے سردار کے زیر نگیں کھڑا تھا۔ گھسیاروں نے آکر سپہ سالار اعظم کو اطلاع دی کہ پہاڑی کے قریب ایک لشکر جرار نظر آرہا ہے اور اغلباً وہ رومیوں کا لشکر ہے۔ آپ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی تمام طاقت وقوت اللہ عزوجل کے ساتھ ہے۔

دروان کا بیت لہیا میں پہنچنا

غازی اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب شرقی پر اپنا لشکر مسلح کر کے گھوڑے کو مہمیز کیا اور پویہ کرتے ہوئے باب جابیہ پر تشریف لائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی اور کہا یا امین الامت! میرا ارادہ ہے کہ میں تمام لشکر کے ساتھ آگے بڑھ کر حریف کی فوج پر بلہ کردوں، آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میری رائے نہیں ہے کہ ہم آگے بڑھ کر حملہ کریں۔ کیونکہ اہل دمشق خالی جگہ دیکھ کر یہاں اپنا قبضہ کرلیں گے۔ آپ نے کہا پھر کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ ہم اپنے لشکر میں سے ایک جری، شجیع، بہادر اور فنون حرب کے ماہر شخص کو منتخب کر کے مقابلہ کے لیے روانہ کریں۔ اگر وہ ان سے مقابلے کی طاقت اور فتح کی کچھ امید دیکھے تو حملہ کردے ورنہ ہمارے پاس لوٹ آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا یا امین لامت! ہماری فوج میں ایک ایسا شخص ہے جو موت سے نڈر، فن حرب کا ماہر اور بہادروں سے بازی لے جانے والا ہے اور جس کے باپ اور چچا بھی جہاد میں شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ضرار بن ازور بن

سنان بن طارق۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واللہ! تم نے ایسے شخص کو منتخب کیا جو واقعی ہمہ صفت موصوف تجربہ کار اور مشہور سیرت سپاہی ہے۔

مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقی سے لوٹے اور آپ نے حضرت ضرار بن ازور کو طلب فرمایا۔ آپ حاضر ہوئے سلام علیک کی اور اور حکم سننے کے منتظر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ازور میرا ارادہ ہے کہ میں تم کو پانچ سو ایسے جانباز سوار دے کر جنہوں نے اپنی جانیں جنت کے عوض باری تعالیٰ مجدہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں اور جنہوں نے عالم جاودانی کو دار فانی پر اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دے دی ہے دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ کروں۔ اگر تم اپنے مقابلے کی طاقت اور لڑائی کی ہمت دیکھو تو مقابلہ کے لیے ڈٹ جانا ورنہ واپس چلے آنا۔ حضرت ضرار نے کہ ''یا ابن ولید!! وافرحاہ! آپ نے آج میرے دل کو اتنا خوش کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا تن تنہا اس کام کو انجام دے سکتا ہوں''۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم واقعی تم اتنے چست و چالاک و بہادر ہو، مگر باری تعالیٰ مجدہ، نے دیدہ دانستہ ہلاکت میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جن بہادروں کو میں نے تمہارے ساتھ جانے کے لیے منتخب کیا ہے ان کو اپنے ہمراہ لیے جاؤ۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا دروان کے مقابلے کو جانا

کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلح ہو کر چلنے میں عجلت سے کام لینا چاہا، مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ خدارا اپنی جان پر ترس کھاؤ اور رسالے کے مرتب ہونے تک صبر کرو۔ حضرت ضرار نے جواب دیا واللہ! میں اب نہیں ٹھہر سکتا۔ جو شخص جہاد کو افضل جانتا ہو وہ مجھ سے خود وہیں آ ملے گا۔ یہ کہہ کر آپ بہت تیزی سے چلے۔ جس وقت آپ بیت لہیا میں (یہ وہ مقام ہے جہاں [2] آزر بت تراشا کرتا تھا) پہنچے۔ آپ نے توقف فرمایا اور اتنے میں آپ کے ہمراہی بھی پہنچ گئے۔ جس وقت آپ کا رسالہ یہاں مکمل ہو چکا تو آپ نے رومیوں کے لشکر کی طرف دیکھا جو ٹڈی دل کی طرح منتشر زرہوں اور لباس سے ملبوس پہاڑی سے اتر رہا تھا اور ان کی زرہیں اور خود سورج سے چمک رہے تھے۔ جس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا، حضرت ضرار بن ازور سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! یہ لشکر بہت بڑا ہے، بہتر یہی ہے کہ ہم لوٹ چلیں۔

آپ نے فرمایا: واللہ! میں اللہ کے راستہ میں لڑوں گا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے ان کا اتباع کروں گا۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کبھی پشت دے کر بھاگتے ہوئے نہیں دیکھیں گے اور احکم الحاکمین کبھی اس بندہ کو پیٹھ پھیرنے میں منحرف نہ پائیں گے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ **فلاتولو اھم الادبار**۔ یعنی تم پیٹھ نہ پھیرو۔ پس وہ یہ فرماتے ہیں اور میں اگر لوٹ جاؤں تو ان کی نافرمانی کروں گا اور گناہ گار رہوں گا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا اے قوم! بے دینوں سے کیا ڈرنا۔ کیا خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے اکثر جگہ تمہیں فتح نہیں بخشی اور کیا ہمارے چھوٹے سے دستوں نے بڑی بڑی جمعیتوں کا منہ نہیں پھیر دیا نصر صبر کے ساتھ ہے تم متبع ہو جاؤ، سنن اولین کے اور تضرع وزاری کرو درگاہ میں رب العالمین کے اور جیسا کہ اصحاب طالوت نے جالوت کے مقابلے کے وقت دعا مانگی تھی تم بھی مانگو:

ربنا افرغ علینا صبرا۔ یعنی اے رب! ہمیں صبر عنایت کیجئے اور اس آیت کو تلاوت کرو:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

---

[1] خوشی اور فرحت کے وقت اس لفظ کو عرب میں بولتے ہیں، یعنی مجھ کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ [2] آزر، پدر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

ترجمہ: ''اکثر مرتبہ قلیل جماعت کثیر پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں''۔
رافع بن عمیرۃ کی یہ تقریر سن کر ان کے دلوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی زبانوں پر جاری ہوا کہ باری تعالیٰ ہمیں میدان سے بھاگتے ہوئے نہ دیکھیں۔ ہم کفار کی ساتھ ضرور لڑیں گے۔ حضرت ضرار نے جس وقت ان کا یہ کلام سنا تو یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے دی ہے تو ان کو لے کر ایک کمین گاہ میں بیت لہیا کے قریب ہی چھپ گئے۔ اس وقت ضرار برہنہ بدن ہاتھ میں ایک لانبا نیزہ لیے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار رومیوں کے لشکر کی تاک میں کھڑے تھے۔
واقدی سلامتہ بن خویلد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور کے دستہ میں اس وقت میں بھی موجود تھا۔ آپ ننگے بدن لانبا نیزہ لیے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار شوق شہادت میں کھڑے ہوئے تھے جس وقت رومیوں کا لشکر آپ کے قریب پہنچا ،سب سے پہلے آپ دشمن پر جھپٹے ،نعرہ تکبیر بلند کیا اور اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے آپ کی تکبیر کا زور سے استقبال کیا اور اس طرح سے تکبیریں کہیں کہ مشرکین کے قلوب کانپ اٹھے اور دلوں میں رعب چھا گیا۔ میں نے حضرت ضرار بن ازور کی طرف دیکھا کہ آپ اسی ہیئت سے (یعنی برہنہ تن) نیزہ لیے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار) رومیوں کے مقدمہ الجیش میں گھوڑا دوڑائے پھر رہے ہیں۔
دروان چونکہ اس مقدمہ الجیش میں تھا، صلیبیں اور علم ایک دوسرے میں [1] مربوط اس کے سر پر متعین جانباز بہادر جو اس کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے والے تھے اس کا حلقہ کئے ہوئے تھے۔ آپ نے سمجھ لیا کہ سپہ سالار لشکر یہی ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے مقدمتہ الجیش کے سپاہیوں کے ساتھ ہل من مبازر کہا اور نہایت بے جگری کے ساتھ قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ جو سوار علم لیے ہوئے تھا اس کے ایک ایسا جچا تلا نیزہ مارا کہ سینہ سے پار ہو گیا۔ علم اس کے ہاتھ سے گرا اور وہ گھوڑے سے نیچے۔ آپ دوسری طرف پلٹے اور رسالہ کے میمنہ پر حملہ کر کے ایک کا کام تمام کر گئے۔ قلب پر پڑنے ہی کو تھے کہ دروان نے جس کے سر پر ایک سبز [2] مجنس گھوڑے کا سوار ایک صلیب جواہر نگار اٹھائے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اس سوار کو ایک برچھا مارا کہ پہلو کو چیرتا ہوا انتڑیوں تک پہنچ گیا۔ اس کی صلیب زمین پر گری اور لڑکھڑا کر یہ جہنم میں پہنچ گیا۔ دروان نے جب صلیب کو زمین پر پڑے دیکھا اپنی ہلاکت کی دلیل سمجھ کر چاہا کہ گھوڑے سے اتر کے اٹھالے مگر چند مسلمانوں نے فوراً گھوڑوں سے اتر کر اس کے اٹھانے کے لیے حلقہ کر لیا جس کی وجہ سے دروان نہ اٹھا سکا۔
حضرت ضرار حالانکہ جنگ میں مشغول تھے مگر آپ نے اسی حالت میں فرمایا یا معاشر المسلمین نہ صلیب میرا حق ہے نہ تمہارا، لہٰذا اسکے اٹھانے کی طمع نہ کرو، میں جس وقت اس رومی کتے اور اس کی فوج سے نبٹ لوں گا خود اٹھا لوں گا، دروان عربی زبان سمجھتا تھا جس وقت اس نے یہ کلمات سنے قلب لشکر سے نکل کے چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر اس کی فوج کے افسروں نے بڑھ کر کہا سپہ سالار کہاں بھاگتے ہو؟ اس نے کہا میں اس [3] شیطان سے ڈر کے بھاگتا ہوں کتنا کریہ المنظر ہے کیا تم نے کبھی کوئی اس سے زیادہ بدصورت اور خوفناک شخص بھی دیکھا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت ضرار نے جس وقت اسے رخ پھیرتے دیکھا فوراً سمجھ گئے کہ بھاگنا چاہتا ہے

[1] یعنی صلیبیں اور علموں کو ایک جگہ ملا کر اس کے سر پر رکھی تھیں۔
[2] یہ برذون کا ترجمہ ہے، عربی میں برذون اس گھوڑے کو کہتے ہیں کہ اس کے ماں باپ دونوں عربی نہ ہوں یا ان میں ایک عربی نہ ہو جیسا کہ ہجین عربی میں اس گھوڑے کو جس کی ماں عربی نہ ہو اور معرف اس گھوڑے کو جس کا باپ عربی نہ ہو کہتے ہیں اور اس جگہ غالباً دوسرے معنی یعنی جس کا ایک، ماں یا باپ عربی نہ ہو برذون سے مراد ہے اور اس لیے میں نے اس کا ترجمہ مجنس کر دیا ہے یعنی دو جنسوں والا۔ اگر ناظرین کو اردو کا کوئی لغت دوسرا معلوم ہو تو اس کو تحریر کر دیں۔
[3] حضرت ضرار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

آپ نے زور سے مسلمانوں کو آواز دی نیزہ سیدھا کر کے گھوڑے کو مہمیز کیا اور قریب تھا کہ اسے دبالیں کہ رومیوں نے چلا چلا کر آپ کی طرف گھوڑوں کی باگیں پھیر دیں۔ آپ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

(ترجمہ اشعار) موت حق ہے میں اس سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ جنت الفردوس جہنم سے بہتر ہے، یہ میری شہادت ہے اے حاضرین! تم گواہ رہنا اور یہ میرے تمام کارنامے رب بشیر کی رضا جوئی کے لیے ہیں۔

آپ نے اشعار پڑھتے پڑھتے جو آپ کی طرف رومی پڑھ کر آتے تھے حملہ کر دیا۔ رومی حملہ سے منتشر ہوئے۔ آپ دردان کی تلاش میں آگے بڑھے۔ رومیوں نے پیچھے سے پھر بڑھنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ ہر چہار طرف سے حملہ روکتے تھے، جس موذی کے سینہ پر آپ کا بھالا پڑتا وہی دم توڑ دیتا اور جو سورما آپ کے قریب ہوتا وہی زمین پر آ رہتا۔ اسی طرح آپ نے رومیوں کے اکثر بہادروں کو خاک وخون میں لوٹا دیا اور بڑے بڑے جانبازوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ آخر آپ نے مسلمانوں کو آواز دی:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ (الصف: ۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جو اس کے راستے میں صف باندھ کے گویا وہ سیسہ پلائی ایک عمارت میں مقاتلہ کرتے ہیں۔

ابھی تک مسلمان آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں کا لشکر ان کی طرف شور وغل کرتا ہوا بڑھا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے اور زور سے معرکہ آرائی شروع ہوگئی۔ حمران بن وردان، حضرت ضرار تک پہنچ گیا اور آپ کو زور سے ایک تیر مارا جو آپ کے بائیں بازو میں لگا۔ آپ کا ہاتھ سست پڑ گیا اور درد کرنے لگا۔ بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے، نیزہ سنبھال کے سینے پر تان کے مارا جو دل کو چیرتا ہوا پار نکل گیا۔ جس وقت آپ نے نیزہ کھینچ کر باہر نکالنا چاہا تو چونکہ نیزہ کا پھل پیٹھ کی ہڈی توڑتا ہوا مہروں سے بھی تجاوز کر گیا تھا بغیر پھل کے نکلا۔ جس وقت رومیوں نے آپ کا نیزہ خالی دیکھا تو پل پڑے اور چاروں طرف سے گھیر کر شیر کو قابو میں کر لیا۔

حضرت ضرار کی گرفتاری

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آپ کو گرفتار دیکھا تو بے حد شاق گزرا۔ ایک دفاعی حملہ کیا تاکہ آپ کو چھوڑا لیں نہایت شدت کے ساتھ حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اب مسلمانوں کے پیر اکھڑ چکے تھے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے روکا اور کہا۔

''حافظو! اور اے قرآن کے حاملو! کہاں جاتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو خدا کے دشمنوں سے ڈر کے بھاگتا ہے وہ خدائے قہار کے قہر وغضب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جنت کے اکثر دروازے مجاہدین، صابرین کے واسطے کھلے ہوئے ہیں ،دین کے حاملو! صبر کرو اور ان صلیب کے بندوں پر حملہ کر دو یا درکھو! اگر تمہارا سپہ سالار اور سردار گرفتار ہو گیا ہے تو خدا وند تعالیٰ جل مجدہ، تو زندہ ہیں جو تمہیں دیکھ رہے ہیں اور سردار تم سے آگے چلنا والا میں موجود ہوں''۔

یہ سنتے ہی مسلمان سمٹتے، اکھڑے ہوئے جمے اور آپ کے زیر کمان ہو کر حملہ آور ہوئے، بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور اکثر سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت ضرار کی گرفتاری اور مسلمانوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ رومی کتنے ہیں؟ مخبر نے جواب دیا۔ بارہ ہزار سوار۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ خبر نہیں تھی کہ دشمن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے ورنہ میں کبھی اپنی قوم کو ہلاکت کی طرف روانہ نہ کرتا۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ رومیوں کی فوج کا جنرل کون ہے؟ کہا والی حمص ردوان ہے اور حضرت ضرار بن ازورؓ نے اس کے لڑکے ہمدان کو قتل بھی کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیج کر مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے مستشیر کو کہلا بھیجا کہ جس آدمی پر تمہیں زیادہ اعتماد ہو اس کی ماتحتی میں کچھ فوج باب شرقی میں چھوڑ کر تم دشمن کے مقابلے میں چلے جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انھیں چکی کی طرح دَل دو گے اور ہر شخص کو چٹکی میں رکھ کر مل دو گے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ واللہ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خدا کے راستہ میں اپنی جان دینے میں بخل کرتے ہیں۔ میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے ایک ہزار سو سوار دے کر فرمایا تم یہیں رہو۔ اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا، خدا سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا۔ حضرت میسرہ نے کہا مجھے بسر و چشم منظور ہے۔

اس کے بعد آپ نے فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بس اب گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو، بھالے سنبھال لو اور جس وقت دشمنوں کے قریب پہنچو تو ایک متفقہ حملہ کر دو، ممکن ہے کہ ہم ضرار کو چھڑا لیں گے اگر وہ زندہ ہیں کامیاب ہو جائیں اور اگر خدانخواستہ دشمنوں نے ان کو عجلت کر کے شہید ہی کر دیا ہے تو انشاء اللہ العزیز ہم ان کا بدلہ ضرور بالضرور لیں گے اور مجھے ذات باری تعالیٰ سے امید واثق ہے کہ ہمیں وہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدمہ نہیں دیں گے (یعنی وہ زندہ رہائی پائیں گے) آپ حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے لشکر کے آگے آگے چلے:

(ترجمہ اشعار) ''آج وہ دن ہے کہ سچا اپنے مقصد کو پہنچ گیا۔ جس وقت موت آتی ہے تو ایسا شخص موت سے نہیں ڈرتا ، میں اپنے نیزے کی پیاس آنکھ کے خون سے بجھاؤں گا خود اور سپر سب کو پھاڑ ڈالوں گا۔ جو آگے چلنے والوں نے پالیا میں بھی کل پالوں گا''۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے چل رہے تھے کہ اچانک آپ نے کمیت، بلند قامت، کوتاہ گردن گھوڑے پر ایک سوار جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار لانبا نیزہ اور جس کی وضع قطع، شکل و شباہت سے دانائی باگیں کاٹنے اور پھیرنے سے شجاعت ٹپکتی تھی، دیکھا جو باگیں ڈھیلی چھوڑے زین پر پوری طرح جمے ہوئے، زرہ کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے، سبز عمامہ کا پٹکا کمر سے باندھے ہوئے ہے جس کو اس نے اپنے سینے سے پشت تک ڈال رکھا تھا، فوج کے آگے آگے شعلہ جوالہ کی طرح جا رہا تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اس شان و شوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ کاش کہ میں اس سوار سے واقف ہوتا یہ کون ہے؟ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوار سب سے آگے آگے مشرکین کے گروہ کی طرف چونکہ جا رہا تھا آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقلال اور بہادری کیساتھ دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کمک کے لیے آتے دیکھا اور لشکر کے پہنچتے ہی اس سوار کو جس کی ہم ابھی تعریف و توصیف کر چکے ہیں، رومیوں پر اس طرح گرتے دیکھا جس طرح باز چڑیا پر۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے ان کے لشکر میں

تہلکہ ڈال دیا۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور بڑھتے بڑھتے وسط لشکر روم میں گھستا چلا گیا۔ وہ کوندتی ہوئی بجلی تھی کہ آنا فانا میں چند جوانوں کے سروں پر گرتی ہوئی چمکی، دو چار کو بھسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھر اسی جگہ نمودار ہوئی، اس سوار کا نیزہ جس وقت وسط لشکر میں سے نکلا، خون آلود دل میں قلق و اضطراب، چہرے سے افسوس و ناامیدی ظاہر ہو رہی تھی۔ یہ اپنی جان کو چونکہ معرض ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس لیے دوبارہ پلٹا اور بڑھ کے اس بے جگری کے ساتھ نڈر ہو کر حملہ کیا کہ لوگوں کو کاٹتے لشکر کو چیرتے ہوئے بہادروں کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی اور رومیوں میں بڑھ کے اپنے لشکریوں کی نظروں سے غائب ہو گیا مگر اس کا قلق و اضطراب ترقی ہی پر تھا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی اور ان کے عسکریوں کا خیال تھا کہ یہ خالد ہیں اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا ایسے کارہائے نمایاں کون کر سکتا ہے؟ یہ اسی خیال میں تھے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے زور سے چلا کر کہا اے دلیر! یہ سوار جو اپنی جان کو خدا کے راستہ میں بے خوف و خطر پیش کر رہا ہے اور خدا کے دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے خود ناواقف ہوں اور اس کی شجاعت، دلیری اور جرأت سے خود متحیر اور متعجب ہوں۔ حضرت ضرارؓ نے کہا: اے امیر! یہ عجیب شخص ہے کہ رومیوں کے لشکر میں گھس جاتا ہے اور دائیں بائیں نیزے مار کر لوگوں کو گرا دیتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مسلمانو! حمایت دین کے لیے متحد ہو جاؤ اور ایک متفقہ حملہ کر دو۔

یہ سنتے ہی بہادران اسلام نے باگوں کو درست کیا، نیزوں کو سنبھالا اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف کے آگے کھڑے ہوئے۔ ارادہ تھا کہ دشمن پر حملہ کریں کہ اچانک وہی سوار جو خون میں لت پت اور جس کا گھوڑا پسینے میں غرق تھا رومیوں کے قلب لشکر سے شعلہ جوالہ کی طرح نکلا۔ رومیوں کا اگر کوئی سپاہی اس کے قریب آ جاتا تو پشت دے کر بھاگ جاتا اور یہ تن تنہا رومیوں کے کئی کئی آدمیوں کے ساتھ لڑتا تھا یہ دیکھتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور جو رومی اس سوار پر حملہ کر رہے تھے ان کی تیزیٔ حملہ سے اس کو بچا لیا اور اسطرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آ ملا۔

مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ گویا وہ گلاب کے پھول کی ایک ارغوانی پنکھڑی تھی جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا اے شخص! تو نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ اور اپنے غصہ کو اس کے دشمنوں پر صرف کیا ہے۔ تمہیں باری تعالیٰ جل مجدہ، جزائے خیر عنایت کریں۔ بہتر ہو کہ تو اپنی دہان بند (نقاب) کو کھول دے تاکہ معلوم ہو سکے کہ تو کون ہے۔

کہتے ہیں کہ اس سوار نے ان کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کی اور قبل اس کے کہ آپ سے مخاطب ہو لوگوں میں جا گھسا اہل عرب نے چاروں طرف سے چیخنا اور کہنا شروع کیا کہ خدا کے بندے! امیر افواج اسلامیہ تجھے آواز دیتا اور مخاطب کرتا ہے مگر تو اس سے اعراض کرتا اور بھاگتا ہے تجھے چاہیئے کہ اس کے پاس جا کر اپنے نام، حسب اور نسب کا پتہ دے تاکہ تیرے عہدے میں ترقی اور مرتبہ میں سر بلندی حاصل ہو، مگر سوار نے ان کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سوار کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا تو آپ خود نفس بہ نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا سخت افسوس کی بات ہے کہ میرا نیز تمام مسلمانوں کے دل تیرے حالات معلوم کرنے کے لیے بے چین ہیں اور تو اس قدر بے پرواہ! تو کون ہے؟ آخر آپ کے بے حد اصرار پر دہان بند کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہنا شروع

کیا اے امیر! میں آپ سے کسی نافرمانی کے باعث اعراض نہیں کر رہی ہوں بلکہ مجھے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شرم مانع ہے کیونکہ میں دراصل ایک پردے کی بیٹھنے والیوں اور حجاب میں زندگی گزارنے والیوں میں سے ہوں، مجھ سے اصل میں یہ کام میرے دردِ دل نے کرایا ہے اور میرا رنج ہی مجھے یہاں تک کھینچ لایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا ضرار جو قیدی ہیں ان کی بہن خولہ بنت ازور ہوں، قبیلہ مذحج کی چند عرب عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً مجھے ضرار کی گرفتاری کی خبر ملی۔ میں فوراً سوار ہو کر یہاں پہنچی اور جو کچھ کام کیا وہ خود آپ کے سامنے ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل یہ سن کر بھر آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ہمیں سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہئے۔ مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات والا صفات سے امید ہے کہ ہم تمہارے بھائی تک پہنچ کر ان کو چھوڑانے میں ضرور کامیاب ہوں گے حضرت خولہ نے کہا میں اس حملہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ سب کے پیش پیش رہوں گی۔

عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں جانب تھا کہ خولہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے سے حملہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تمام مسلمان حملہ آور ہو گئے۔ خولہ بنت ازور کے حملہ نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر حملہ اتنا گراں گزرا کہ آپس میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ اگر تمام اہل عرب اسی سوار کی طرح بہادر اور جری ہیں تو ہم ان کے مقابلہ کی تاب کبھی نہیں لا سکتے۔ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کیا تو رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ قدموں میں لغزش آ گئی۔ قریب تھا کہ پاؤں اکھڑ جائیں مگر دروان نے یہ حالت دیکھ کر پکارنا شروع کیا اے قوم سنبھلو۔ ثابت قدم رہو اگر تم نے ثابت قدمی دکھلائی تو یاد رکھو مسلمان اب بھاگے اور تمام اہل دمشق تمہاری مدد کو اب آئے۔ یہ سنتے ہی رومی پھر ڈٹ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا رومیوں کے قدم اب کسی طرح نہ جم سکے اور لشکر تتر بتر ہو کر متفرق ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ دروان تک پہنچ جاؤں مگر چونکہ بڑے بڑے جانباز اور ماہرین حرب اس کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے تھے اس لیے آپ اس تک نہ پہنچ سکے۔ مسلمان بھی متفرق ہو گئے اور جو مسلمان جس رومی کے پاس تھا وہ وہیں لڑنے لگا۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی اس جنگ میں نہایت بہادری سے لڑے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ حال تھا کہ رومیوں کے دستے کے دستے چیرتی قلب میں گھس کر دائیں بائیں مارتی چلی جاتی تھیں، ان کی آنکھیں بھائی کو چاروں طرف تلاش کرتی جاتی تھیں۔ زور زور سے چلا چلا کر پکارتی اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں:۔

(ترجمہ اشعار) ضرار کہاں ہیں میں آج انھیں نہیں دیکھتی اور نہ انھیں میرے اقرباء اور میری قوم دیکھتی ہے۔ اے میرے اکلوتے بھائی اور ماں جائے بھائی، میرے عیش کو تم نے مکدر کر دیا اور میری نیند کو کھو دیا"۔

کہتے ہیں کہ ان کے یہ اشعار سن کر تمام مسلمان رونے لگے۔ لڑائی برابر ہوتی رہی اور باوجود تلاش کے حضرت ضرار کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اب آفتاب ڈھل چکا تھا۔ دونوں لشکر متفرق ہوئے مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور ان گنت رومی کھیت رہے۔ ہر ایک فوج اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچی۔ مسلمانوں کی فتح سے رومیوں کے دل ٹوٹ چکے تھے اور ارادہ تھا کہ بھاگ جائیں مگر دروان کے خوف نے انھیں یہیں روک رکھا تھا۔

جس وقت مسلمان اپنی فرودگاہ پر پہنچے ہیں تو حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہر ایک سپاہی سے اپنے بھائی کے متعلق دریافت کرنا شروع کیا مگر کسی فرد بشر نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے ضرار کو قیدی یا مقتول دیکھا ہے۔ جب انھیں بھائی کی طرف سے

بالکل ناامیدی ہوگئی تو یہ رونے لگیں اور نہایت یاس کی حالت میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بیان کرنے لگیں۔ ”ماں جائے بھائی! کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا جنگل میں تمہیں ڈال دیا یا کہیں ذبح کر ڈالا، تمہاری بہن تم پر قربان، افسوس! مجھے یہی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی پھر بھی ملوں گی یا نہیں بھائی! واللہ! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک ایسی سلگتی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے۔ تم اپنے والد جو کافروں کے قاتل تھے ان سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا ملے۔ میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے۔

یہ نوحہ وزاری سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان رونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دوبارہ حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اتفاق سے آپ نے چند سوار رومی لشکر کے میمنہ سے نکلتے ہوئے دیکھے کہ گھوڑوں کی باگیں چھوڑے ہوئے اس طرح سرپٹ چلے آرہے ہیں کہ گویا وہ تعاقب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ فوراً لڑائی کے لیے مستعد ہو گئے۔ بہادران اسلام تیار ہو کر آپ کے گرد جمع ہوئے جس وقت یہ سوار مجاہدین کے قریب پہنچے ہتھیار ڈال دیئے اور پیادہ پا ہو کر لفون لفون[1] (امان امان) پکارنے لگے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ ان کے امان مانگنے کو قبول کرو اور انھیں میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جس وقت وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے کہا ہم دروان کی فوج کے سپاہی اور حمص کے رہنے والے ہیں، ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ ہم آپ سے جنگ میں کسی طرح تاب مقابلہ نہیں لا سکتے اور ہم اپنے اندر اتنی طاقت وقوت نہیں رکھتے کہ آپ سے برسرپیکار ہو سکیں، اس لیے بہتر ہو کہ آپ ہمیں ہماری اہل واولاد کو امان بخشیں اور جن جن ممالک سے آپ کی مصالحت اور معاہدہ ہو چکا ہے ہمیں بھی انھیں میں شمار کریں۔ صلح کے معاوضہ میں جتنا مال آپ طلب کریں گے ہم دینے کو تیار ہیں اور جس قرارداد اور اصول پر ہماری اور آپ کی صلح ہوگی ہمارے ملک کے دوسرے باشندے بھی سرمو اس سے تجاوز نہیں کر سکتے“۔

آپ نے فرمایا جس وقت ہم تمہارے شہر میں پہنچ جائیں گے صلح وہاں ہوگی یہاں نہیں ہو سکتی۔ البتہ تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو، جب تک خداوند تعالیٰ جل مجدہ، ہمارے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ جو ان کو منظور ہو نہ کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے انھیں حراست میں لے لینے کا حکم نافذ فرمایا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا شاید آپ انہیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے اکثر آدمیوں کو قتل اور ہمارے سردار کو اس کے بیٹے کے قتل کا داغ مفارقت دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں انہی کو پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ گرفتار ہو کے دروان کے پاس پہنچے ہیں تو اس نے انھیں سو سواروں کی معیت میں خچر پر سوار کر کے حمص کی طرف روانہ کر دیا تھا تاکہ وہاں سے انھیں اپنی شجاعت دکھلانے کی غرض سے ہرقل کے پاس بھیج دیا جائے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو بلا کر آپ نے فرمایا۔ رافع! تم یہاں کے راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف ہو۔ تمہاری ہی تدبیر اور تجویز سے ہم نے ارض سماوہ وغیرہ جیسے چٹیل میدان آسانی کے ساتھ طے کئے تھے۔ جس وقت تم نے اونٹوں کو پیاسا رکھ کر پانی پلا کے ان کا منہ باندھ دیا تھا اور ہم روزانہ دس اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت خود کھاتے اور ان کے پیٹ کے اندر سے جو پانی نکلتا تھا وہ ہم گھوڑوں کو پلا دیتے تھے حتیٰ کہ ہم اور ہماری فوج ارکہ کے مقام تک پہنچ گئی۔ تم لوگوں

[1] لفون رومی لغت ہے جس کے معنی امان کے ہیں۔

میں چونکہ زیادہ تجربہ کار اور اہل تدابیر میں فرد واحد ہو اور ضرار سواروں کی حراست میں حمص کی طرف روانہ کر دیئے گئے ہیں اس لیے لشکر میں جن لوگوں کو تم پسند کرتے ہو اور اپنے ساتھ لے لو اور اس دستے کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انھیں قریب ہی کہیں پکڑ کے ضرار کو چھڑا لو گے۔ اگر تم سے یہ کارنمایاں ہو گیا تو واللہ! نہایت درجے خوشی کا مقام اور ایک بہت بڑے مہم کی کشود کاری سرانجام پا جاوے گی۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑانے کے لیے روانگی

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ خدمت بسر وچشم قبول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے چیدہ چیدہ سو سوار منتخب کئے اور قریب تھا کہ آپ چل پڑیں۔ مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس وقت اس مسرت خیز خبر کی اطلاع ملی کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی کی طلب اور رہائی کے لیے جا رہے ہیں تو سنتے ہی ان کے دل میں خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ ہتھیار لگائے اور سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ایہا الامیر! میں جناب کو طاہر مطہر حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر ایک سوال کرتی ہوں کہ جو دستہ جناب روانہ کر رہے ہیں مجھے بھی اس کے ہمراہ جانے کی اجازت بخشیں تا کہ میں بھی ان کی کوئی مدد کر سکوں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم ان کی شجاعت و بہادری سے خوب واقف ہو انھیں بھی ساتھ لے لو۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے انھیں بطیب خاطر اپنی ساتھ لے لیا اور چل دیے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور دستہ فوجی قواعد کے مطابق قدم بڑھاتا ہوا آگے آگے چلا جا رہا تھا جس وقت یہ سلیمہ کی سڑک پر پہنچے تو حضرت رافع نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی فوج یا دستہ کے گزرنے کی کوئی علامت یا گھوڑوں کے پوڑوں (سموں) کا کوئی نشان نہ دیکھ کر آپ نے اپنے جوانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دوستو! تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن ابھی یہاں تک نہیں پہنچا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے رسالہ کو وادی حیات میں چھپا دیا۔ یہ ابھی کمین گاہ میں چھپے ہی تھے کہ دور سے گرد وغبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے دستہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''جوانان اسلام! ہوشیار ہو جاؤ''۔ مسلمان تیار ہی تھے کہ وہ قریب پہنچ گئے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے درمیان لے رکھا تھا اور یہ مجاہد حسب ذیل اشعار پڑھتا جاتا تھا:

(ترجمہ اشعار) اے مخبر! میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ میں قیدی اور مشکیں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے بے دین اور کافر میرے گرد ہیں اور تمام کے تمام زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل تو غم وحزن اور حسرت کے مارے مردہ، اور اے میری جواں مردی کے آنسو میرے رخسار پر بہہ جا۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے اہل اور خولہ کو دیکھوں گا اور میں اس عہد کو یاد دلاؤں گا جو ہمارے اندر تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار سنتے ہی کمین گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ، نے تمہاری دعاؤں کو قبول کر لیا تمہاری گریہ وزاری کو سن لیا۔ میں ہوں تمہاری بہن خولہ۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے تکبیر کہی اور حملہ کر دیا۔ حضرت رافع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دوسرے مسلمان بھی تکبیر پڑھ کر حملہ آور ہو گئے۔

حمید بن سالم کہتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اس جماعت میں تھا جس وقت ہم نے تکبیر کے نعرے لگائے تو الہام الٰہی کی بدولت ہمارے گھوڑے بھی خوشی میں آ کر زور زور سے ہنہانے لگے ہمارے ایک ایک سوار نے رومیوں کے ایک ایک سوار کو آگے رکھ لیا اور ابھی ایک گھنٹہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ ہمارا ہر سپاہی اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ مجدہ نے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہائی دلوائی اور رومیوں کے گھوڑوں اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔

رافع بن قادم التنوخی کہتے ہیں کہ ہم ابھی ان سو سواروں سے لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی کو چھڑایا، مشکیں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی۔ مرحبا کہا اور ایک خالی گھوڑے پر جو دوڑتا ہوا پھر رہا تھا سوار ہو گئے۔ ہاتھ میں ایک پڑا ہوا نیزہ لیا اور حسب ذیل شکریہ کے اشعار پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) یارب! میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں، آپ نے میری دعا قبول فرمائی۔ میرا رنج دور کر دیا اور میری بے چینی کو ہٹا دیا۔ آپ نے میری تمناؤں کو آرزو کرنے سے پہلے پوری کر دیں اور مجھے میری، بہن سے باری تعالیٰ آپ نے ملا دیا۔ میں آج اپنے دل کو اپنے دشمنوں سے تسکین دوں گا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کا یہ دستہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھڑانے کے بعد مال غنیمت اور گھوڑے وغیرہ جمع کرنے میں مصروف ہی تھا کہ اچانک ہی رومی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزیمت کھا کر بھاگے اور گھبراہٹ میں کچھ اس طرح بھاگتے کہ اگلوں نے پچھلوں کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کو بھاگتے ہوئے آتا دیکھ کر فوراً سمجھ گئے اور آپ نے ایک ایک کو جو آتا رہا گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو روانہ کر دیا تھا اور دروان اور اسکی قوم پر آپ نے ایک ایسا سخت حملہ کیا تھا جیسا کہ کوئی شخص طلب شہادت اور حصول سعادت کے لیے ہتھیلی پر جان رکھ کر کیا کرتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی جان توڑ کر کوشش کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوراً دم دبا کر بھاگے۔ دروان بھاگنے والوں کے آگے آگے تھا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا، مال گھوڑے اور اسلحہ قبضہ میں کئے اور تعاقب کرتے کرتے وادی حیات میں جہاں حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے تھے پہنچ گئے۔ حضرت ضرار کو مبارک باد دی اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع کی تعریف اور شکریہ ادا کیا۔ یہاں سے شاداں و فرحاں دمشق کی طرف لوٹے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوشخبری سنائی اور دمشق کی فتح کا کامل یقین ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت دروان کی ہزیمت اور اس کے لڑکے کے قتل کی خبر شاہ ہرقل کو پہنچی ہے تو اسے اپنی زوال مملکت کا یقین ہو گیا اور اس نے دروان کو حسب ذیل خط لکھا:

شاہِ ہرقل کا دروان کے نام مکتوب

"مجھے خبر ملی ہے کہ ننگے بھوکے عربوں نے تجھے شکست دے دی اور تیرے بیٹے کو قتل کر ڈالا مسیح نے نہ اس پر رحم کیا نہ تجھ پر اگر میں یہ نہ جانتا کہ تو نہایت شہسوار، نیزہ باز اور شمشیر زن ہے تو میں تجھے فوراً قتل کر دیتا۔ خیر اب جو ہوا سو ہوا، میں نے اجنادین کی طرف نوے ہزار فوج روانہ کی ہے، تجھے اس کا سردار مقرر کرتا ہوں تو ان کے پاس چلا جا اور فوج کو ساتھ لے کر

اہل دمشق کی مدد کو پہنچ جا۔ کچھ فوج فلسطین بھیج دے تا کہ جو عرب وہاں موجود ہیں وہ ان سے لڑے۔ نیز جو اہل عرب فلسطین میں ہیں ان کے اور جو دمشق میں ہیں ان کے درمیان میں بھی اس طرح وہ فوج حائل ہو جائے گی۔ تجھے چاہئے کہ تو اپنے دین اور اپنے ساتھیوں کی مدد کرے''۔

دروان نے جس وقت یہ خط پڑھا اس کی ڈھارس بندھی غم غلط ہوا سامان سفر درست کر کے اجنادین پہنچا اور یہاں رومیوں کو نہایت طمطراق علم اور صلیبوں سے لیس پایا۔ وہ اس کے استقبال کو نکلے، بیٹے کے قتل کی تعزیت کی۔ دروان نے خیمہ میں پہنچ کر بادشاہ کا فرمان سنایا۔ جس کو رومیوں نے بخوشی منظور کر لیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروان کو ہزیمت دے کر باب شرقی پر تشریف لائے ہیں تو وہاں حضرت عباد بن سعید جنہیں حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کیا تھا آئے اور انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ نوے ہزار رومی اجنادین کی طرف روانہ کئے گئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر کہا یا امین الامت! یہ عباد بن سعید الحضرمی ہیں، انھیں شرحبیل بن حسنہ نے اس غرض سے روانہ کیا ہے کہ وہ مجھے اس بات سے مطلع کر دیں کہ اجنادین میں ہرقل نے نوے ہزار فوج بھیجی ہے اور اس پر دروان سپہ سالار مقرر کیا ہے لہٰذا میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلیمان![1] ہمارے خاص خاص بہادر اور سپہ سالار مختلف جگہوں اور مقاموں میں بٹے ہوئے ہیں۔ مثلاً شرحبیل بن حسنہ بصریٰ میں، معاذ بن جبل حوران میں، یزید بن ابی سفیان بلقاء میں، نعمان بن مغیرہ تدمر میں، عمرو بن عاص فلسطین میں۔ اس لیے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ہم انھیں سب کو لکھ دیں کہ وہ ہمارے پاس چلے آئیں۔ اس کے بعد دشمن پر متفقہ حملہ کریں۔ نصرت و اعانت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس مشورہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل خط لکھا:۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت عمرو بنؓ عاص کو خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''امابعد! تمہارے مسلمان بھائیوں نے اجنادین کی طرف جانے کا قصد کر لیا ہے۔ کیونکہ وہاں نوے ہزار دشمن کی فوج مجتمع ہوئی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ خدا کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پورا کرنے والے ہیں خواہ وہ کافر کو کیسا ہی برا معلوم ہو ہماری طرف بڑھے اس لیے جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اجنادین کی طرف فوراً چل پڑو، ہم انشاء اللہ تمہیں وہیں ملیں گے۔ تمام مسلمانوں کو سلام پہنچا دو۔ والسلام علیک''۔

لشکر اسلام کی اجنادین کی طرف روانگی

اس کے بعد آپ نے اسی مضمون کے چند خطوط ہر ایک سردار کے پاس جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں روانہ کئے اور کوچ کا حکم

---

[1] یہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے۔

دے دیا۔ خیموں کو اونٹوں پر لادا، مال غنیمت اور بکریوں کو چلتا کیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ساق لشکر میں بکریوں، عورتوں اور مال غنیمت کے ساتھ رہوں اور آپ اصحاب خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ فوج کے ہراول پر رہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ساق پر رہوں گا اور تم مقدمتہ الجیش (ہراول) میں رہو گے۔ اگر دروان لشکر لیے ہوئے کہیں تم سے مل جائے تو وہ تم سے ہیبت زدہ ہوگا۔ اس لیے تم اسے عورتوں، مال اور اسباب تک نہیں آنے دو گے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت بہتر ہے۔ میں آپ کی تجویز سے سرمو تجاوز نہیں کرسکتا۔

چلنے سے قبل مسلمانوں کو مخاطب کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تم ایک لشکر کثیر اور جم غفیر کی طرف جا رہے ہو۔ اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنی اجل اور موت سے محبت پیدا کرلو، جو باری تعالیٰ مجدہ نے تمہارے لیے مقدر کر دیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ، خداوند تعالیٰ نے تم سے فتح و نصر کا وعدہ فرمایا ہے اور قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے:

﴿كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

''اکثر جگہ چھوٹی سی جماعت باری تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ گئی اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں۔''

اس تقریر کے بعد آپ لشکر کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سوار کے ساتھ یہیں مقیم رہے۔

کہتے ہیں کہ اہل دمشق نے جب مجاہدین کو جاتے ہوئے دیکھا تو خوش ہو کر بغلیں بجانے لگے اور یہ سمجھے کہ شاید انھیں اجنادین میں ہماری جمعیت کی خبر ہو گئی ہے اس لیے یہ بھاگ رہے ہیں۔ بعض عقل مندوں کی یہ رائے ہوئی اگر یہ بعلبک کی سرحد کا رخ کریں تو بعلبک، نیز فتح حمص کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر مرج۔ شحوراء اور راہط کی شاہراہ کی طرف قدم بڑھائیں تو سمجھ لو کہ بھاگنے کا ارادہ ہے اور حجاز جا کر دم لیں گے۔ بلکہ جو بلاد انہوں نے فتح کر لئے ہیں، انھیں چھوڑ کر وہ بھاگ جائیں گے۔

واقدی کہتے ہیں کہ دمشق میں بولص بن بلقاء نامی ایک بہت بڑا جرنل تھا۔ نصرانیوں میں اس کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہوتی تھی حتیٰ کہ بادشاہ ہرقل کے پاس جب کسی سلطنت کے ایلچی یا سفیر آتے تھے اور ہرقل ان کے کسی پیام اور جواب میں عاجز ہوتا تو بادشاہ اسے بلا کر جواب دیا کرتا تھا۔ یہ شخص تیراندازی میں یگانہ روزگار سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے گھر میں ایک بہت بڑا تناور درخت تھا اس نے اس زور سے درخت میں کھینچ کر تیر مارا تھا کہ یہ تیر اس درخت میں گھس کر اس کے اندر رہ گیا تھا اور اس نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ اگر کسی کو شجاعت کا دعویٰ ہو تو وہ درخت کے دوسری طرف تیر مار کر گھسا دے۔ اور اس درخت اور تیر کے متعلق اس کی یہ بات زبان زد عوام ہو گئی تھی۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے شام پر چڑھائی کی تھی، بولص آج تک ان سے لڑنے کے لیے نہیں نکلا تھا۔ جس وقت اہل دمشق نے مسلمانوں کو جاتے ہوئے دیکھا تو بولص کے پاس آئے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اہل عرب جا رہے ہیں۔ اب اگر تو چاہے تو تیرے لیے موقع ہے کہ بادشاہ اور اہل شام کی نظروں میں اپنی وقعت اور مرتبہ ہمیشہ کے لیے قائم کرے۔ بہتر ہو کہ ہمارے ساتھ چلے اور جو شخص ان میں سے رکے یا پیچھے رہ جائے اسے گرفتار کرلے۔ بلکہ اگر اپنے اندر ان سے لڑنے کی خواہش اور طاقت دیکھے تو ہم سب تیرے ساتھ ہو کر ان سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ بولص نے کہا میری تمہیں مدد نہ دینے کا باعث محض عربوں کے مقابلے میں تمہاری بزدلی اور کم ہمتی ہے۔ میں نے تمہیں ان کے مقابلے میں اسی لیے مدد نہیں دی اور نہ اب مجھے ضرورت ہے کہ میں ان سے لڑوں۔ انہوں نے کہا ہمیں مسیح اور انجیل کی قسم! اگر تو ہمارے ساتھ چلے تو ہم آخر دم تک تیرے ساتھ

رہیں گے۔کوئی شخص نہیں بھاگ سکتا۔ بلکہ اگر تو کسی کو بھاگتا ہوا دیکھے تو تجھے اختیار ہے کہ بلا روک ٹوک اس کو قتل کر دے۔ تجھے کوئی شخص منع نہیں کر سکتا۔

جس وقت سب عہد و پیمان ہو چکے تو یہ اٹھ کر گھر میں گیا۔ زرہ پہنی اور چاہتا تھا کہ باہر آئے مگر اس کی بیوی نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا مجھے اہل دمشق نے اپنا حاکم مقرر کر لیا ہے میں ان کے ساتھ عربوں سے لڑنے جا رہا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا ایسا ہرگز نہ کرنا گھر میں بیٹھ رہ اور جس چیز کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس سے خواہ مخواہ ٹکراؤ۔ میں نے آج ہی رات خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کمان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کر رہے ہو۔ بعض چڑیاں زخمی ہو کر گریں۔ مگر اٹھ کر اڑنے لگیں۔ میں ان کے دوبارہ اڑنے پر متعجب ہی تھی کہ اچانک چند عقاب آ کر تم اور تمہارے ساتھیوں پر اس زور سے گرے کہ اپنے پنجوں اور خاروں سے تمہارا سب کا سر اور منہ نوچ ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر تم اور تمہارے ساتھی بھاگے۔ مگر میں نے دیکھا کہ جو عقاب جس شخص کے منہ پر پنجہ مار دیتا تھا وہی بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں چونک پڑی اور تمہاری وجہ سے گھبرا کے اٹھ بیٹھی۔ بولص نے کہا کیا تو نے مجھے بھی خواب میں بے ہوش دیکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں، خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ ایک عقاب نے زور سے ایک ٹھونگ (منقار) ماری اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے۔ یہ سن کر بولص نے اپنی بیوی کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ کھینچ کر مارا اور کہا کہ مجھے کوئی نیک فال نہ دی۔ افسوس کہ عربوں کا رعب تیرے دل میں اتنا گھر کر گیا کہ خواب میں بھی انھیں ہی دیکھنے لگی ہو۔ ان سے کچھ خوف نہ کر۔ میں ان کے امیر کو تیرا خادم اور اس کے ساتھیوں کو بکری اور خنزیروں کا چرواہا بنا دوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا تمہیں اختیار ہے میں نصیحت کر چکی۔

بولص نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور لڑائی کے لیے تیار ہو کر گھر سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر اہل دمشق کے ساتھ جو چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدال اور سب کے سب نہایت آزمودہ اور تجربہ کار تھے چل دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو لے کر آگے نکل گئے۔ عورتوں، بچوں اور اموال کے ساتھ چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس لیے بولص اور اہل دمشق نے انہی کا تعاقب کیا۔ آپ مع اپنے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دور سے غبار اڑتا ہوا دیکھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی اور کہا میرا گمان جہاں تک رسائی کرتا ہے کہ یہ گرد و غبار ہمارے دشمنوں کا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اہل دمشق معلوم ہوتے ہیں اور ہمیں قلیل دیکھ کر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ ٹھہر گئے۔ عورتوں کے ہودج اور بکریاں وغیرہ آ آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئیں، ساتھ ہی غبار بڑھنے لگا۔ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ نے فرمایا۔ یا معاشر المسلمین! ہوشیار ہو جاؤ، دشمن سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپ نے ابھی یہی فرمایا تھا کہ حریف کی فوج گھٹا ٹوپ اندھیرے کی طرح چھا گئی۔ بولص فوج کے آگے آگے تھا جس وقت اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو چھ ہزار سواروں کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوا۔ بولص کا بھائی بطرس پیدل فوج لے کر حرم کی طرف بڑھا اور کچھ عورتیں گرفتار کر کے دمشق کی طرف لوٹ گیا جس وقت یہ نہر استریاق پر پہنچا ہے تو وہاں اس غرض سے ٹھہر گیا کہ اپنے بھائی بولص کے متعلق معلوم کرے کیا ہوتا ہے۔

بولص اور اہل دمشق کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا چند خواتین اسلام کی گرفتاری اور رہائی

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آفت ناگہاں دیکھ کر فرمایا واللہ! خالد کی رائے ساق لشکر پر رہنے کے متعلق بہت زیادہ انسب تھی بولص جس کے سر پر علم اور صلیبیں معلق تھیں آپ کی طرف بڑھا۔ اس وقت مسلمانوں کی عورتیں بے قرار تھیں۔ لڑکے چیخ

اور چلا رہے تھے۔ ایک ہزار مسلمان جو اس وقت یہاں موجود تھے رومیوں کی طرف چلے۔ خدا کے دشمن بولص نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا۔ آپ بھی سینہ سپر ہو کر مقابل ہوئے دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ صحابہؓ اور رومیوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ غبار سروں پر بلند ہونے لگا۔ اس زور و شور سے تلوار چلی کہ ارض سحورا لالہ زار بن گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولص کے مقابلے میں اگرچہ سخت پریشان ہوئے مگر نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔

سہیل بن صباح کہتے ہیں کہ میں ایک یمنی [1] بچکلیان گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اس کی راسیں پھیر کر چھوڑ دیں۔ گھوڑا میری رانوں میں سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح تڑپ کر نکلا اور آنا فانا میں حضرت خالد بن ولید کے قریب تھا میں نے چلا کر آواز دی۔ آپ نے گھوڑا موڑ کر فرمایا ابن صباح کیا ہوا؟ میں نے کہا یا امیر! حضرت ابوعبیدہؓ اور عورتوں کی خبر لیجئے۔ دمشق کا ایک گروہ ان پر چڑھ آیا کچھ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت مصیبت کا سامنا ہے جس کی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون اور کہا واللہ! میں نے پہلے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا تھا کہ آپ ساق لشکر پر مجھے چھوڑ دیجئے مگر انہوں نے نہ مانا۔ خیر حکم خداوندی میں کسی کو چارہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار لے کر فورا پہنچے اور عورتوں کی حفاظت کریں۔

ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر فرمایا کہ دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ ان کے بعد حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی کے ہمراہ ایک ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ پھر خود بہ نفس نفیس تمام لشکر کو ساتھ لے کر چل پڑے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولص کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے کہ مسلمانوں کا لشکر پہنچا۔ خدا کے دشمنوں پر چاروں طرف سے چھا گیا۔ بہادران اسلام نے اس زور سے حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے جس وقت خدا کے دشمن نے آپ کی طرف دیکھا ہوش اڑ گئے کانپنے لگا اور چونکہ ان کی بہادری، شجاعت اور سپہ گیری کے جوہر کلوس اور عزرائیل کے لشکر کے مقابلے میں نیز بیت لہیا کے میدان میں شہر پناہ کی دیوار سے بچشم خود دیکھ چکا تھا اس لیے انھیں دیکھ کر فورا پہچان لیا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔ اے عربی! تمہیں اپنے دین کی قسم! اس شیطان کو مجھ سے علیحدہ رکھو، میرے پاس نہ آنے دو، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں شیطان اسی وقت تو ٹھہروں گا جس وقت تیری طلب پر تیرے پاس آنے میں کوئی قصور کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اچانک اس کے ایک نیزہ مارا۔ بولص نے جس وقت اپنی طرف نیزہ آتا ہوا دیکھا دانستہ گھوڑے سے گر پڑا اور پا پیادہ اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ آپ بھی گھوڑے سے کود کر اس کے تعاقب میں دوڑے اور فرمایا تو کہاں جاتا ہے حالانکہ شیطان تیرے پیچھے پیچھے تیری طلب میں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ بدوی مجھے زندہ رہنے دے۔ میری زندگی کے ساتھ ساتھ تمہاری عورتوں اور بال بچوں کی بھی زندگی وابستہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے قتل سے ہاتھ روکا اور زندہ گرفتار کر لیا۔ ادھر مسلمانوں نے دل کھول کر رومیوں پر ایک حملہ کر کے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ماجد بن رویم العبنی فرماتے ہیں کہ میں بھی جنگ شخورا کے روز حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

[1] یہ اغز محجل دو لفظوں کا ترجمہ ہے، غز وہ گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو اور محجل وہ کہ جس کے دست و پا سفید ہوں، اردو میں ایسے گھوڑے کو بچکلیان کہتے ہیں۔

کے لشکر میں موجود تھا، رومی چھ ہزار کے قریب تھے، ہم نے انھیں چاروں طرف سے گھیر کران پر خوب تیغ زنی کی۔ رفاعہ بن قیس کہتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے ان چھ ہزار میں سے سوآدمیوں سے زیادہ پھر کر واپس نہیں گئے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بہن کی گرفتاری کے متعلق علم ہوا تو آپ کو نہایت شاق گزرا۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور انھیں بھی اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ مت ہم نے ان کے سردار اور قوم کی قوم کو گرفتار کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی عورتوں کی رہائی کے لیے دمشق ضرور چلنا ہے۔ ان قیدیوں کے عوض میں ہم اپنی عورتوں کو چھڑا لیں گے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ عورتوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلیں، میں خواتین کی رہائی کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ نے دو ہزار سوار چیدہ چیدہ منتخب کر کے اپنے ساتھ لیے اور باقی تمام لشکر اس خوف سے کہ کہیں درواں اور اس کے لشکر سے راستہ میں مڈبھیڑ نہ ہو جائے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آپ قیدیوں کی رہائی کے لیے چلے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی میسرہ بن مسبوق العبسی۔ ضرار بن ازور اور چند روسائے قوم آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ راستہ تیزی کے ساتھ طے ہو رہا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:

(ترجمہ اشعار) یارب آپ ہماری جن مصیبتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کو دور کر دیجئے اور مجھے جلدی سے حسرت کی موت نہ دیجئے۔ تاوقتیکہ میں اپنی بہن کو نہ دیکھ لوں۔ میری یہی خواہش اور دلی تمنا ہے۔ میرے دوستو! میرے ساتھ دشمن کی طرف چلو، میں اپنی مراد اور مقصد کو تاکہ جلدی سے پہنچ جاؤں۔ پھر اگر میں نہ مروں تو میری ڈاڑھی منڈوا دینا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر ہنسے۔ یہ حضرات برابر راستہ طے کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جس وقت نہر استریاق کے قریب پہنچے تو دور سے ایک ایسا غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا جس کے اندر نشانات اڑتے اور تلواریں چمکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ عجیب تعجب کی بات ہے۔ حضرت قیس بن ہبیرۃ نے کہا میری رائے میں یہ شاید دمشق کے باقی ماندہ سوار ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نیزے تان کر تیار ہو جاؤ تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ کے فرمانے کے بموجب لوگوں نے نیزوں کو درست کیا اور آگے چل دیے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت بولص کا بھائی بطرس خواتین عرب کو گرفتار کر کے نہر استریاق پر پہنچا تو اپنے بھائی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے ٹھہر گیا۔ وہاں اس نے اپنے سامنے ان عورتوں کو بلا کر کھڑا کیا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ خوبصورت چونکہ اس کو کوئی عورت نظر نہ آئی اس لیے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میری ہے اور میں اس کا ہوں۔ اس کے بارے میں کوئی شخص مجھ سے معارضہ نہ کرے۔ لوگوں نے اس کی اس بات کو منظور کر لیا۔ اسی طرح ہر ایک دمشقی ایک ایک عورت کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہنے لگا کہ یہ عورت میرے لیے ہے اس کے بعد انہوں نے بکریوں اور اس مال کو جو لوٹ لے گئے تھے جمع کیا اور بولص کا انتظار کرنے لگے۔

ان گرفتار شدہ عورتوں میں اکثر قوم حمیر، قبیلہ عمالقہ اور تبابعہ کی بڑی بوڑھیاں بھی تھیں جو گھوڑے کی سواری راتوں رات سفر کرنے اور وقت پر قبائل عرب سے مقابلہ کرنے کی خوگر اور عادی تھیں۔ کہتے ہیں کہ خواتین آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں مخاطب کر کے کہا حمیر کی بیٹیو! اور اے قبیلہ تبع کی یادگارو! کیا تم اس بات پر رضامند ہو اور یہ چاہتی ہو

کہ رومی کافر اور بے دین تم پر غالب آ جائیں۔ تم ان کی لونڈی یا باندی بن کر رہو، کہاں گئی تمہاری وہ شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت، جس کا چرچا عرب کی لونڈیوں اور جس کا ذکر عرب کی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا۔ افسوس! میں تمہیں غیرت وحمیت سے خالی اور شجاعت وبراعت سے علیحدہ دیکھ رہی ہوں۔ میرے نزدیک اس آنے والی مصیبت سے تمہارا قتل ہو جانا بہتر اور رومیوں کی خدمت کرنے سے مر رہنا افضل ہے۔

یہ سن کر عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا اے بنت ازور! تم نے ہماری شجاعت وبراعت، عقل ودانائی بزرگی اور مرتبہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ واقعی سچ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیں گھوڑے کی سواری کی عادت اور دشمن کا رات کے وقت بھی قافیہ تنگ کر دینا آتا ہے۔ مگر یہ تو بتلایئے کہ جو شخص نہ گھوڑا رکھتا ہو نہ نیزہ اس کے پاس کوئی ہتھیار ہو نہ تلوار، ایسا شخص کیا کر سکتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں دشمن نے اچانک گرفتار کر لیا۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی سامان نہیں، ہم بکریوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا قبیلہ تبابعہ کی بیٹیو! تمہاری غفلتوں کا کچھ ٹھکانا ہے۔ خیموں کی چوبیں اور ستون موجود ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں اٹھا اٹھا کر بدبختوں پر حملہ آور ہوں۔ ممکن ہے کہ ارحم الرحمین ہمیں ان پر مدد دیں اور ہم غالب آ جائیں۔ ورنہ کم از کم شہید ہی ہو جائیں تاکہ یہ کلنک کا ٹیکہ تو ہماری پیشانیوں پر نہ لگنے پائے۔ عفیرہ بنت عفار نے کہا واللہ! میرے نزدیک بھی یہ آپ کی رائے بہت زیادہ انسب اور احب ہے۔

اس کے بعد ہر ایک عورت نے خیمہ کی ایک ایک چوب اٹھائی۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کمر باندھ کر ایک چوب کاندھے پر رکھ کر آگے ہوئیں۔ ان کے پیچھے عفیرہ بنت عفار، ام ابان بنت عتبہ، سلمہ بنت نعمان بن القمر اور دیگر عورتیں چلیں۔

خواتین اسلام کی بہادری

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرح تنظیم اور قواعد کا سبق دینے لگیں۔ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک دوسری سے ملی رہنا۔ متفرق ہرگز نہ ہونا۔ اگر خدانخواستہ تم منتشر اور متفرق ہو گئیں تو یاد رکھنا کہ تمہارے سینوں کو نیزے توڑ دیں گے تمہاری گردوں کو تلوار کاٹ دے گی۔ تمہاری کھوپڑیاں اڑ جائیں گی اور تم سب کا یہی ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔

هل من مبارز کا نعرہ مارا، جنگ کی منتظر ہوئیں اور اپنی نسوانی فوج کو مخاطب کر کے کہا

یہ کہہ کر آپ نے قدم بڑھایا اور ایک رومی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ وہ زمین پر آ رہا اور مر گیا۔ رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک نے دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا ہوا؟ اچانک چوبیں اٹھائے عورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ بطرس نے چیخ کر عورتوں سے کہا۔ بدبختو یہ کیا کر رہی ہو؟ حضرت عفیرہ بنت عفار الحمیریہ نے جواب دیا کہ آج ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان چوبوں کے ذریعے تمہارے دماغوں کو درست اور تمہاری عمروں کو منقطع کر کے اپنے اسلاف کے چہروں سے ننگ وعار کا دھبہ مٹا دیں۔ بطرس یہ سن کر ہنسا اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم پر تف ہے، تمہیں چاہیے کہ تم انہیں متفرق کر کے زندہ ہی پکڑ لو۔ تم میں سے جو شخص خولہ کو پکڑے اسے چاہیے کہ کسی امر مکروہ کا خیال تک نہ لائے۔

کہتے ہیں کہ رومیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر حلقہ باندھ لیا۔ چاہتے تھے کہ ان تک پہنچیں مگر چونکہ جو شخص ان کے قریب پہنچتا تھا، یہ پہلے چوب سے اس کے گھوڑے کے ہاتھ پیر توڑ دیتی تھیں اور جس وقت سوار الٹے منہ گرتا تھا مارے ضربوں کے اس کا سر توڑ دیتی تھیں اس لیے ان تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ عورتوں نے اسی طرح تیس سوار موت کے گھاٹ اتار دئے۔ بطرس یہ دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے ساتھ اس کے ہمراہی بھی پیدل ہوگئے۔ پیش قبض اور تلواریں لے کر ان کی طرف بڑھے۔ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی طرف لپکیں اور آپس میں کہنے لگیں۔ ذلت کی زندگی سے عزت کے ساتھ مرجانا بہت زیادہ افضل ہے۔

بطرس نے عورتوں کے مقابلے میں اگرچہ بہت ہاتھ پیر مارے مگر ان کی بہادری اور شجاعت کے سامنے کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ نہ کرسکا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس نے دیکھا جو ایک شیرنی کی طرح دڑوک کررہی تھیں اور جن کی زبان پر بہادری کے یہ اشعار جاری تھے۔

(ترجمہ اشعار) ''ہم قبیلہ تبع اور حمیر کی لڑکیاں ہیں، ہمارا تمہیں قتل کرنا کوئی کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لڑائی میں دہکتی ہوئی آگ ہیں۔ آج تم سخت عذاب میں مبتلا ہوگے''۔

بطرس نے جس وقت آپ کی زبان سے یہ اشعار سنے۔ آپ کا حسن و جمال دیکھا اور قد رعنا ملاحظہ کیا تو آپ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ عربیہ! تم اپنے ان کاموں سے باز رہو! میں تمہاری قدر کرتا ہوں اور تمہارے متعلق اپنے دل میں ایک ایسا راز رکھتا ہوں جس کو سن کر تم ضرور خوش ہوگی۔ کیا تمہیں یہ مرغوب نہیں ہے کہ میں تمہارا مالک ہوجاؤں۔ حالانکہ وہ شخص ہوں جس کی تمنا میں نصرانی عورتیں رہتی ہیں۔ نیز میں زراعتی زمین، باغات اور مال و اسباب اور اکثر مویشیوں کا مالک اور بادشاہ ہرقل کے نزدیک ذی مرتبت اور صاحب عزت شخص ہوں۔ اور یہ سب کچھ تمہارے لیے ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ خود معرض ہلاکت میں نہ پڑو اور اپنی جان کو خود اپنے ہاتھوں سے نہ گنواؤ۔ آپ نے فرمایا۔ کافر بدبخت فاجر کے بچے خدا کی قسم! اگر میرا بس چلے تو میں ابھی اس چوب سے تیرا سر توڑ کے بھیجا نکال ڈالوں۔ واللہ! میں اونٹ اور بکریاں بھی تجھ سے نہ چراؤں چہ جائیکہ تو میری برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرے''۔ بطرس یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا۔ تمام ملک شام اور گروہ عرب میں اس سے زیادہ اور کیا شرم کی بات ہوگی کہ عورتیں تم پر غالب آجائیں۔ یسوع مسیح اور بادشاہ ہرقل کے خوف سے ڈرو اور انھیں قتل کردو۔

واقدی کہتے ہیں کہ کفار یہ سن کر جوش میں آئے اور یک لخت حملہ کردیا۔ خواتین اس حملہ کو صبر و سکون سے برداشت کررہی تھیں کہ انہوں نے اسی حالت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا جو لشکر قریب آگیا تھا اس کا گرد و غبار اڑتا ہوا تلواریں چمکتی ہوئی دیکھیں۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فاصلے پر ٹھہر کر اپنے جان بازوں کو مخاطب کرکے فرمایا: تم میں کون سا شخص ہے جو مجھے اس معاملہ کی خبر لاکردے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی نے آگے بڑھ کر خود کو پیش کیا اور گھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ عورتوں کے قریب پہنچ کر لوٹے اور جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواتین اسلام کی مدافعانہ جنگ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا نہایت تعجب کی بات ہے وہ عورتیں خاندان عمالقہ اور قبیلہ تبابعہ کی ہیں بعض ان میں سے تبع بن اقرن کی اور بعض تبع بن ابی کرب کی، بعض ذی رعین، بعض عبدالکلال المعظم اور بعض تبع بن حسان بن تبع کی ہیں۔ تبع بن حسان بن تبع یہ وہی ہیں جنہوں نے قبل از ظہور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا تھا۔ قبل بعثت آپ کی نبوت کی شہادت دی تھی۔ نیز آپ کی شان میں حسب ذیل اشعار مرتب کیے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں حضرت احمدؐ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے رسول ہیں، آپ کی ایک امت ہوگی جس کا نام زبور میں امت احمدؐ خیرالامم ہے۔ اگر میری عمر نے آپؐ کے زمانے تک وفا کی تو میں ان کا خادم اور ان کے ابن عم کا وزیر ہوں گا''۔

رافع! ان عورتوں کی حرب وضرب اکثر جگہ مشہور ہے جیسا تم ذکر کرتے ہو اگر واقعی انہوں نے ایسی ہی بہادری اور شجاعت دکھلائی ہے تو یاد رکھو انہوں نے مردوں اور عربوں کی لڑکیوں پر قیامت تک اپنا سکہ بٹھا کر اپنے سر سہرا باندھ لیا اور عورتوں کی پیشانیوں سے ننگ و عار کا دھبہ دھو دیا۔

کہتے ہیں کہ عورتوں کی بہادری سن کر خوشی کے مارے مسلمانوں کے چہروں پر سرخی دوڑنے لگی۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی سے، یہ سن کر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک والہانہ جوش کے ساتھ ایک جست لگائی۔ آپ پر جو پرانی کملی تھی اتار پھینکی نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ ارادہ کر کے میں سب سے پہلے مدد کے لیے پہنچوں گا۔ گھوڑے کی راس پھیر دی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ضرار! ذرا ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ جو شخص کسی کام کو صبر و استقلال کے ساتھ کرتا ہے وہ ہمیشہ خوشی کے ساتھ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ لیکن جو لوگ جلد بازی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں انھیں دامن مراد بھرنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا الامیر! مجھے اپنی بہن کی نصرت اور مدد ہی میں صبر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ العزیز فرح اور فتح قریب ہے۔

اس کے بعد آپ نے لشکر کے قریب گھوڑوں کو برابر برابر سر سے ملا کر کھڑا کیا۔ نشانوں کو اونچا کرایا اور خود قلب لشکر میں پہنچ کر حسب ذیل تقریر کی:۔

''معاشر المسلمین! جس وقت تم حریف قوم کے قریب پہنچ جاؤ متفرق ہو کر فوراً چاروں طرف سے گھیر لینا۔ خداوند تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس طرح ہماری عورتوں کو مخلصی اور ہمارے بچوں پر رحم فرمادیں گے۔ مسلمانوں نے اس کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے اثبات میں دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد لشکر کے آگے آگے چلے۔ رومی عورتوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہی تھے کہ لشکر نشانات اور علم لیے ہوئے پہنچ گیا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چلا کر کہا تابعیہ کی لڑکیو! خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے تم پر رحمت نازل ہوئی اور انہوں نے محض اپنی مہربانی سے تمہارے دلوں کو خوش کیا۔

کہتے ہیں کہ بطرس نے جس وقت توحید پرستوں کی فوج کو اس آن بان سے دیکھا کہ ان کے نیزے نیستان کے تیروں کی طرح ایک دوسرے سے چسپاں اور ان کی تلواریں برق کی طرح چمکی ہوئی چلی آرہی ہیں تو اس کا دل دھڑ کنے لگا۔ ہاتھ پیروں میں رعشہ آ گیا، شانے کا گوشت پھڑ کنے لگا تمام آدمی بوکھلا سے گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے بطرس بیچ میں سے نکلا اور عورتوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ چونکہ ہمارے بھی بہو بیٹیاں ماں، بہن اور خالائیں ہیں۔ اس لیے میرے دل میں تمہاری محبت و شفقت آ گئی۔ میں تمہیں اس صلیب کے صدقے میں چھوڑتا ہوں جس وقت تمہارے مرد آ جائیں انھیں میرے اس امر کی اطلاع دے دینا۔ یہ کہہ کر بھاگ جانے کا ارادہ کر کے گھوڑے کی باگ موڑ دی۔ مگر قبل اس کے کہ گھوڑا پویہ شروع کرے اس نے قلب لشکر سے دو سواروں کو جن میں سے ایک نے زرہ پہنے دوسرا ننگے بدن عربی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار نیزہ ہاتھ میں لیے نکلے اور گھوڑے سرپٹ دوڑائے شیر کی طرح اپنی طرف آتے ہوئے دیکھے ان میں سے ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار افواج اسلامیہ اور دوسرے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جس وقت خولہ نے اپنے بھائی حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آواز دی اور کہا بھائی جان کہاں چلے؟ آپ کی مدد اور معاونت سے تو ہمیں باری تعالیٰ مجدہ نے پہلے ہی مستغنی کر دیا۔ بطرس حضرت خولہ کی طرف جا کر کہنے لگا تم اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ۔ اگرچہ مجھے تمہاری جدائی شاق ہوگی مگر میں تمہیں ان کے حوالے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر جا کہ بھاگ پڑے مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے فرمایا۔

''تم ہماری طرف ملاپ اور مہربانی کا ہاتھ بڑھاؤ مگر ہماری طرف سے بے رخی اور کج ادائی ہو یہ ہم عربوں کا شیوہ نہیں ہے تو ا

خواہش کا بندہ اور اپنی مرضی کا جو بندہ رہ۔ یہ کہہ کر آپ اس کے سامنے ہوگئیں۔ بطرس نے کہا میرے دل سے تمہاری محبت نکل چکی ہے اس لیے اب مجھے اپنی صورت نہ دکھلاؤ۔ آپ نے فرمایا مگر مجھے ہر حالت میں تیرا ساتھ دینا چاہیے۔ یہ کہہ کر آپ اس کی طرف لپکیں۔ ادھر حضرت ضرار اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی طرف جھپٹے۔ فوج نے بھی اس کی طرف رخ کیا جس وقت اس نے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور آپ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ چلا کر کہنے لگا۔ اے عربی! لو اپنی بہن کو لے لو تمہیں مبارک ہو۔ یہ میری طرف سے تمہیں ایک ہدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا۔ مگر میرے پاس اس وقت ہدیہ کا بدلا دینے کے لیے سوائے میرے اس نیزے کی سنان (پیکان) کے اور کچھ نہیں ہے لے اسے لے لے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَ اِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا﴾ (النساء: ۸۶)

''یعنی جب تمہیں کوئی دعا دے تو تم بھی اسے اس سے اچھی یا (کم از کم) وہی دعا لوٹا دیا کرو' اس پر حملہ کر دیا اور آپ کا نیزہ اس کے دل میں لگا ادھر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے پیروں پر ایک ضرب رسید کی۔ گھوڑا چکرا کر سر کے بل آیا اور یہ دشمن خدا قریب تھا کہ زمین پر آ رہے کہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً قبل اس کے کہ یہ گرے اس زور سے پہلو پر نیزہ مارا کہ پھل ادھر سے ادھر نکل گیا اور یہ مردہ زمین پر گر گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلائے اور فرمایا شاباش یہی وہ نیزہ ہے جس کا مارنے والا ناکامی کا کبھی منہ نہیں دیکھتا۔ ادھر مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کیا اور گھیر گھیر کر تین ہزار رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

حامد بن عون الربعی کہتے ہیں کہ میں نے شمار کیا تھا حضرت ضرارؓ نے اس جنگ میں تیس رومی قتل کئے تھے اور آپ کی بہن حضرت خولہؓ نے اپنی چوب سے ہی بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ میں نے حضرت عفیرہ بنت عفار الحمیر ہ کو دیکھا کہ آپ اس شدت کے ساتھ لڑیں کہ اس سے پہلے کبھی میں نے آپ کو اس جانبازی کے ساتھ لڑتے نہیں دیکھا تھا۔

رومی جو بقیہ سیف تھے وہ بھاگے۔ مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کیا۔ شہر میں سے ان کا کوئی لواحق ان کی مدد کو نہ نکلا بلکہ ان پر اور زیادہ رعب چھا گیا اور پہلے سے زیادہ خائف ہوگئے۔ مسلمان لوٹے، مال غنیمت، گھوڑے اور اسلحہ جمع کئے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس جلدی پہنچنے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دروان آپ تک پہنچ جائے۔ حضرت ضرارؓ نے بطرس کا سر نیزے پر لٹکایا اور مسلمانوں نے کوچ کر دیا۔ مرج راہط کے پڑاؤ پر جہاں حضرت ابوعبیدہؓ نے توقف فرمایا تھا پہنچے تو حضرت ابوعبیدہؓ کی فوج نے تکبیروں کی آواز بلند کی۔ حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی زور سے تکبیر کے نعروں کے ساتھ جواب دیا۔ قریب آئے تو ایک نے دوسرے پر سلام بھیجا۔ عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوئے، ان کے کارنامے سن کر بے حد مسرت کی۔ مدد اور نصرت الٰہی کو اپنے ساتھ سمجھا اور شام کے فتح ہونے کا دل میں یقین کر لیا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے بولص کو بلا کر اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام لے آؤ، ورنہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو تیرے بھائی کے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے کہا اس کے ساتھ کیا ہوا آپ نے فرمایا وہ قتل کر دیا گیا یہ اس کا سر موجود ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر منگا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ بھائی کا سر دیکھ کر بولص رونے لگا اور کہا بھائی کے مرنے کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا، مجھے بھی اسی کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ حضرت مسیّب بن نجبۃ الفرازی کھڑے ہوئے اور حکم پاتے ہی اس کی گردن اڑا دی۔ اور مسلمان یہاں سے چل کھڑے ہوئے۔

اسلامی لشکروں کی اجنادین کی طرف روانگی

واقدی کہتے ہیں کہ غازی اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو خطوط امراءِ اسلام یعنی حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابوسفیان اور حضرت عمرو بن عاص رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام ارسال فرمائے تھے۔ جس وقت ان حضرات کے پاس پہنچے ہیں تو انہوں نے فوراً اپنے بھائی مسلمانوں کی اعانت اور مدد کے لیے اپنی اپنی فوجوں اور جمعیت کو اجنادین کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور ہر سردار اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ اجنادین پہنچ گیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کہتے ہیں کہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہیوں میں تھا، ہم اجنادین میں کچھ ایسے وقت اور اس طریقے سے پہنچے کہ تمام جمعیتوں اور فوجوں کی آمد ایک ہی وقت یعنی جمادی الاول ۱۳ھ کی کسی شروع ماہ کی ایک ہی تاریخ میں ہوگئی۔ مسلمانوں نے مل کر آپس میں السلام علیکم کی۔ میں نے رومیوں کا بے شمار لشکر پڑا دیکھا۔ جس وقت ہم ان کے اتنے قریب ہوگئے کہ وہ ہمیں دیکھ سکیں تو انہوں نے ہمیں دیکھ کے اپنا ساز و سامان اور لشکر کا شمار کرنا شروع کیا۔ سوار اور پیادوں کی صف بندی کی اور ہمارے دکھلانے کے واسطے اجنادین کے میدان میں اپنی صفوں کو دور تک پھیلا دیا۔ حریف کی اس وقت یہاں نوے صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار جوان موجود تھے۔

حضرت ضحاک بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں عراق بھی گیا وہاں کسریٰ کا لشکر اور جرامقہ کی فوجیں بھی دیکھیں۔ مگر واللہ میں نے رومیوں کا سا لشکر عظیم اس کی تعداد اور اس قدر اسلحہ نہیں دیکھے تھے۔ ہم نے ان کے مقابلے کے لیے یہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ اگلے روز ابھی پوری طرح دن بھی نہیں نکلا تھا کہ رومیوں نے ہماری طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس وقت ہم نے انھیں سوار ہوتے دیکھا تو ہم بھی ہوشیار ہوگئے اور تیاری شروع کر دی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہماری صفوں میں تشریف لائے اور فرمایا مسلمانو! یاد رکھو جس قدر فوج تمہارے مقابلے کے لیے آج موجود ہے تم اس کے بعد کبھی نہیں دیکھنے کے۔ اگر باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے اسے تمہارے ہاتھ سے شکست دے دی تو پھر کبھی بھی کوئی قیامت تک ان کے عوض تمہارے مقابلے پر نہیں آ سکتا۔ تمہیں چاہیئے کہ جہاد میں جان توڑ کے کوشش کرو۔ خدا کے دین کی آبرو رکھو اور اس کی مدد کرو۔ جنگ سے پشت دے کر بھاگنا دوزخ میں گرنا ہے اس لیے اس سے احتیاط رکھو۔ شانہ (کاندھا) سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جاؤ۔ تیغوں کو حرکت دیتے رہو اور جب تک میں حکم نہ دوں حملہ مت کرو۔ ہمتوں کو قوی اور ارادوں کو مضبوط رکھو۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت جنرل دروان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے لیے مجتمع اور حملہ کے واسطے آمادہ اور تیار دیکھا تو اپنے ماتحت کرنل اور سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ یا بنی اصفر! یاد رکھو بادشاہ ہرقل کو تم پر بہت ناز اور بھروسہ ہے۔ اگر تم ہزیمت کھا گئے تو پھر کوئی شخص تمہاری جگہ عربوں کے مقابلے کے لیے نہیں نکل سکتا۔ عرب تمہارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے، مردوں کو قتل کر دیں گے۔ عورتوں کو قید کر دیں گے۔ تمہیں چاہیئے کہ پامردی کے ساتھ لڑو اور ایک متفقہ حملہ کر دو۔ یاد رکھو! تم ان سے تین گنے ہو۔ تمہارے ہر تین شخصوں کے مقابلے میں ان کا محض ایک آدمی ہے۔ صلیب سے مدد چاہو وہ تمہیں ضرور مدد دے گی۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بہادران اسلام! تم میں وہ کون شخص ہے جو رومیوں کے پاس جا کر معلوم کر کے ان کی تعداد، چال ڈھال اور ساز و سامان کی ہمیں اطلاع دے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ نے کہا اس کام

کے لیے اے امیر میں تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا واللہ اس کام کے لیے تم ہی موزوں ہو مگر ضرار! جس وقت تم دشمن کے پاس پہنچ جاؤ تو احتیاط رکھنا اور نفس پر مغرور ہو کر اپنی جان کو خواہ مخواہ نرغہ میں نہ پھنسانا کیونکہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ﴾ (کہ دانستہ اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت ضرارؓ نے گھوڑے کی باگ پھیری اور آپ نے وہاں پہنچ کر نہایت طمطراق ساز و سامان، خیمے خودوں اور نیزوں کی چمک ملاحظہ فرمائی اور پرندوں کے پروں کی طرح ان کے نشانوں کے پھریرے اڑتے دیکھے۔ دروان جو مسلمانوں کی فوج اور ان کے طور طریق کو گہری نظر سے دیکھ رہا تھا اس کی نظر اچانک حضرت ضرارؓ پر پڑی۔ اپنے چند سرداروں سے کہا کہ میں نے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے غالب یقین ہے کہ وہ اپنی قوم میں کوئی معزز سردار ہے۔ پس تم میں کوئی ہے جو اسے گرفتار کر لائے۔ یہ سن کر فوج میں سے تیس جوان نکلے اور حضرت ضرارؓ کی طرف چلے۔

جس وقت آپ نے انھیں اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے پشت دے کر چلنا شروع کیا۔ یہ آپ کے پیچھے بطور تعاقب کے چلے اور یہ سمجھے کہ یہ مقابلے سے بھاگ نکلا۔ مگر آپ کا یہ ارادہ تھا کہ انھیں ان کی جمعیت سے دور کر کے پھر مقابلہ کیا جائے۔ جب یہ اپنی فوج سے دور چلے آئے تو آپ نے گھوڑے کی راس ان کی طرف پھیری۔ برچھا سنبھالا اور اس زور سے ایک سوار پر گرے کہ وہ برچھا کھاتے ہی جان توڑتا نظر آیا۔ فوراً ہی دوسرے پر پلٹے اور شیر ببر کی طرح حملہ آور ہو کر بیچ میں گھسے چلے گئے اور ان کے اندر پہنچ کر اس زور سے ایک ڈانٹ پلائی کہ دلوں میں رعب ڈالتی چلی گئی۔ رومی بھاگے اور آپ یکے بعد دیگرے ایک ایک کو گراتے ان کے پیچھے بھاگے۔ حتیٰ کہ آپ نے انیس شخصوں کو گرا لیا۔ جس وقت تعاقب کرتے کرتے رومیوں کے لشکر قریب پہنچے تو آپ لوٹے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آ کر انھیں اس سب واقعہ کی اطلاع دی۔

آپ نے فرمایا کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ اپنی طاقت پر گھمنڈ نہ کرنا اور نہ ان پر کوئی حملہ کرنا۔ حضرت ضرارؓ نے کہا رومی مجھے پکڑنا چاہتے تھے۔ مجھے اپنے خدا سے خوف معلوم ہوا کہ وہ مجھے بھاگتا ہوا دیکھے۔ لہٰذا میں نے خالصۃً للہ پورے اخلاص کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اسی لیے باری تعالیٰ نے یقینی میری مدد فرمائی۔ واللہ اگر مجھے آپ کی ملامت کا خوف نہ ہوتا تو میں جب تک رومیوں کے تمام لشکر پر حملہ نہ کر لیتا کبھی واپس نہ آتا۔ ایہا الامیر! آپ یقین جانیں کہ یہ تمام لشکر ہمارے لیے مال غنیمت ہے۔

جنگ اجنادین

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے چار حصے کیے۔ میمنہ، میسرہ، قلب اور ہراول۔ ہراول کے پھر دو حصے فرمائے۔ ہراول ایمن۔ ہراول ایسر۔ میمنہ کی کمان حضرت معاذ بن جبلؓ کے سپرد کی۔ میسرہ پر سعید بن عامر کو مقرر کیا۔ ہراول ایمن پر نعمان بن مقرن کو اور ہراول ایسر پر شرحبیل بن حسنہ کو سردار بنایا۔ چار ہزار سوار حضرت یزید بن ابی سفیان کے ماتحت دے کر ان کو ساقہ[1] لشکر پر مامور کیا تا کہ وہ اس لشکر سے حرم اور بال بچوں کی نگہداشت کریں۔

اس کے بعد آپ خواتین اسلام کی طرف جن میں حضرت عفیرہ بنت عفار الحمیر یہ، ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ جن کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی اور اب تک ان کے ہاتھوں میں مہندی کی سرخی اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی۔ خولہ بنت ازور حضرت ضرار کی بہن۔ مذروعہ بنت عملوق، سلمیٰ بنت زارع بنت عروہ، لبنا بنت سوار، سلمیٰ بنت نعمان اور دیگر عورتیں جن کی شجاعت اور مردانگی زبان زد عوام تھی شامل تھیں مخاطب ہوئے اور فرمایا قبیلہ بتابعہ اور بقیہ العمالقہ وسرداران اکاسرہ کی بیٹیو! تم نے وہ وہ کارنامے کیے ہیں کہ ان کی بدولت

[1] ساقہ لشکر یعنی دنبالہ لشکر اس حصہ کو کہتے ہیں کہ جو تمام لشکر کے پیچھے حرم کی حفاظت کے لیے رکھا جائے۔

تمہارے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے۔ تمہارے دشمنوں کے واسطے آگ سلگا دی۔ یاد رکھو! مجھے تم پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اگر رومیوں کا کوئی طائفہ تمہارے اوپر حملہ آور ہو جائے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا اور اگر کسی مسلمان کو لڑائی سے بھاگتا ہوا دیکھو تو خیمہ کی چوب اس کے واسطے تیار رکھنا اور اس کے بال بچوں کو اسے دکھا کر پوچھنا کہ انھیں کہاں چھوڑے جاتے ہو؟ ان باتوں سے گویا تم مسلمانوں کو ترغیب دے کر اور زیادہ برانگیختہ اور مستعد کرو گی۔

حضرت عفیرہ بنت عفارؓ نے جواب دیا کہ ایہا الامیر! قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی۔ ہمیں اس وقت زیادہ خوشی ہو گی جب کہ آپ ہمیں لشکر کے آگے رکھیں تاکہ ہم رومیوں کے منہ چبا دیں اور ایسا گھمسان کا رن کریں کہ رومیوں کو قتل کرتے کرتے خود فنا ہو جائیں اور ہم میں کوئی باقی نہ رہے۔ حضرت خولہ بنت ازورؓ نے عرض کیا یا امیر! ہمیں کسی کے حملہ اور سختی کی کچھ پرواہ نہیں۔

آپ نے فرمایا تمہیں خداوند تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ یہ کہہ کر آپ مسلمانوں کی صفوں میں چلے آئے۔ یہاں آ کر آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ صفوف میں چکر لگایا، جہاد کی ترغیب دی اور بلند آواز سے فرمایا یا معاشر المسلمین! خداوند تعالیٰ کی مدد کرو، وہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ جنگ میں ثابت قدم رہو۔ حرم، اولاد اور اپنے دین کی حفاظت وصیانت کے لیے جانیں دے دو اور دل کھول کر لڑو۔ یاد رکھو! یہاں نہ تمہارے لیے کوئی ملجا یا قلعہ ہے کہ اس کی طرف بھاگ پڑو نہ کوئی کمین گاہ اور خندقیں ہیں کہ ان میں چھپ رہو گے۔ تم شانے سے شانہ ملا لو، شمشیروں کو میان سے کھینچ لو اور جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرو۔ تیروں کے چلانے میں اس قاعدے کو ملحوظ رکھو کہ جس وقت وہ تمہاری کمانوں سے نکلیں تو ایک کمان سے نکلتے ہوئے معلوم ہوں۔ اگر اس طرح اکٹھے اور ایک ساتھ ٹڈی دل کی طرح تیر چلائے جائیں گے تو ممکن ہے کہ کوئی تیر نشانے پر بیٹھ جائے (قرآن شریف میں ہے)

﴿اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

''ثابت قدم رہو، مقابلہ میں مضبوطی دکھلاؤ اور ٹھہرے رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، شاید تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔''

نیز یاد رکھو کہ تمہارا مقابلہ اس جیسی جماعت کے حمایتوں اور دلاوروں اور امراء سے پھر کبھی نہیں ہوگا۔

کہتے ہیں کہ مسلمان آپ کی یہ تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔ تلواریں ننگی کر لیں۔ کمانوں کا چلہ چڑھایا، تیروں کو سیدھا کیا اور حرب و ضرب کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت خالدؓ قلب لشکر میں پہنچے اور وہاں حضرت عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ، قیس بن ہبیرہ، رافع بن عمیرۃ الطائی، مسیب بن نجبۃ ذوالکلاع، ربیعہ بن عامر اور چند ایسے ہی حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ نے یہاں توقف فرمایا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فوج کو لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔

جس وقت دروان نے مسلمانوں کا لشکر اور ان کی آمد دیکھی تو خود بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا۔ اس کے سپاہیوں سے تمام طول و عرض میں زمین پٹی پڑی تھی، سب طرف سے آ آ کر جمع ہوئے اور صلیبوں، جھنڈوں اور کفر کی آوازوں سے اپنے لشکر کا اظہار کیا۔ جس وقت دونوں لشکر میدان جنگ میں پہنچ گئے تو رومیوں کی صفوں سے ایک بوڑھا سیاہ زرہ پہنے جس کے آگے چند ملحدی تھے نکلا اور مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر عربی زبان میں کہنے لگا تم میں سردار کون سا ہے جو میرے پاس آ کر مجھ سے چند باتیں کر لے۔

حضرت خالدؓ تشریف لے گئے۔ پادری نے دریافت کیا کیا امیر القوم آپ ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا جس وقت تک میں اطاعت خدا اور سنت رسول پر قائم ہوں اس وقت تک یہ لوگ مجھے ہی اپنا امیر سمجھے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر میں ایک گھڑی کے لیے بھی ان باتوں سے منحرف ہو جاؤں تو پھر نہ میری ان پر اطاعت ہے نہ حکومت و امارت۔''

پادری نے کہا اسی وجہ سے تم ہم پر فاتح اور غالب ہو۔ اگر تم اس طریقے سے ذرا بھی ہٹ جاؤ اور اس راستہ سے سرمو بھی تجاوز کرلو تو پھر فتح کبھی نہیں پا سکتے۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ تم نے ایسے ممالک کی طرف رخ کیا ہے جن کی طرف کبھی کسی بادشاہ کو آنے تک کی بھی جرات نہیں ہوئی تھی چہ جائیکہ کوئی انھیں فتح کرتا۔ اہل فارس آئے اور منہ کی کھا کر لوٹے۔ جرامقہ نے لشکر کشی کی اور فتح پانے کے لیے ہزار ہا قربانیاں کیں مگر ناکام گئے۔ اب تم آئے فتوحات بھی تم نے ضرور کیں مگر ہمیشہ فتح نہیں ہوا کرتی۔ ہمارے سردار دروان نے مجھے از راہ شفقت و ہمدردی تمہارے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تمہارے ہر عسکری (لشکری) کو ایک ایک کپڑا، ایک ایک عمامہ اور ایک ایک دینا اور آپ کو سو دینار، دس کپڑے اور آپ کے خلیفہ (حضرت) ابوبکر صدیقؓ کو ایک ہزار دینار اور سو کپڑے دینے کے لیے تیار ہوں۔ اگر تم اپنے لشکر کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر کی تعداد چیونٹیوں کے دل سے کچھ کم نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری یہ فوج بھی اسی فوج کی مانند ہے جس سے آپ کا مقابلہ ہو چکا ہے بلکہ بادشاہ ہرقل نے اس میں بڑے بڑے بہادر جنرل اور تجربہ کار پادری روانہ کیے ہیں۔

آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی جب تک ہماری تین باتوں میں سے کسی ایک کو قبول نہ کرلو گے ہم کبھی نہیں لوٹ سکتے اول یہ کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور جو ہم اعتقاد رکھتے اور کہتے ہیں تم بھی وہی اعتقاد رکھنے اور کہنے لگو۔ اگر یہ نہیں تو جزیہ دو، ورنہ لڑو۔ باقی تمہارا لشکر چیونٹوں کے دل کی تعداد میں ہونا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صادق سے نصرت واعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدے کے مضمون کو اپنی کتاب مقدس میں بیان فرمایا ہے، تمہارے کپڑے، عمامے اور دینار دینا، سو تم بہت جلدی دیکھ لوگے کہ تمہارے کپڑے، عمامے، ہمارے پاس اور تمہارا ملک ہمارے قبضہ میں ہوگا۔''

یہ سن کر وہ راہب کہنے لگا کہ اچھا میں تمہاری ان باتوں کی دروان کو اطلاع دوں گا۔ یہ کہہ کر چلا گیا اور جو کچھ جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا تھا دروان سے جا کر کہہ دیا۔ وہ سن کر کہنے لگا جیسے لوگوں سے ان کا اب تک مقابلہ ہوا ہے ہمیں بھی ویسا ہی تصور کرتے ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ جنگ میں جتنی کوتاہی برتی اسی قدر ملک کی ہوس گیری میں ان کا حوصلہ ترقی کرتا گیا۔ بادشاہ نے اب ان کے مقابلے کے لیے قبیلہ اراحیہ، اروحانیہ ہرقلیہ اور بطارقہ کے بہادر اور جان باز روانہ کیے ہیں۔ اب محض جنگ کی دیر ہے جنگ شروع ہوئی اور ہم نے انھیں خاک وخون میں تڑپتے ہوئے چھوڑا۔ اتنا کہنے کے بعد اس نے لشکر کو حرکت دی۔ پیدل فوج جس کے ہاتھ میں کمانیں اور برچھے تھے سوار فوج سے آگے رکھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فوج کی یہ حرکت اور پیش قدمی دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! جنت تیار ہے، دوزخ کے دروازے بند ہیں۔ رحمت کے فرشتے بالکل قریب ہیں۔ حوریں بناؤ سنگار کیے تمہارے انتظار میں ہیں، تمہیں دائمی زندگی مبارک ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ١١١)

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جان اور مال خرید لیا اس عوض پر کہ ان کے واسطے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کے راستے میں۔''

پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے حملہ میں برکت عنایت فرمائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا: معاذ! ذرا صبر کرو تاکہ میں لوگوں کو کچھ وصیتیں کردوں۔ یہ کہہ کر آپ نے صفیں مرتب کیں اور

فرمایا شانوں سے شانے ملالو اور یاد رکھو کہ یہ لشکر تم سے دو چند ہے۔ عصر کے وقت تک لڑائی کو طول دیتے رہو کیونکہ وہ وقت ایسا وقت ہے جس میں ہمارے نبی کریمؐ نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی ہے۔ لڑائی میں پشت دے کر بھاگنے سے بہت زیادہ احتیاط رکھو کیونکہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں ہمیشہ دیکھتے رہتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کی برکت اور اعانت پر حملہ کرو۔"

جنگ اجنادین میں حضرت ضرارؓ کی بہادری

کہتے ہیں کہ جب دونوں لشکر مقابلے میں ڈٹ گئے تو ارمن قوم کے لوگوں نے تیر پھینکنے شروع کیے جس کی وجہ سے چند آدمی قتل اور بعض سپاہی مجروح ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چونکہ اپنے لشکر کو حملہ سے منع کر رکھا تھا، مسلمان جب قتل اور زخمی ہونے لگے تو حضرت ضرارؓ نے عرض کیا۔ اب ہمیں کس بات کا توقف ہے۔ اللہ جل جلالہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، ان کے انوار کی تجلیات ہمیں منور فرماتی رہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کے دشمن یہ گمان کر لیں کہ ہم ان سے ڈر کر بزدل ہو گئے یا سستی چھا گئی آپ ہمیں جلدی حملہ کا حکم دیں۔ اگر وقت کا انتظار ہے تو اتنے ہم میں سے چند جوان نکل کر ان کے مقابلے کے لیے چلے جائیں اور حملے کے وقت تک لڑائی کو طول دیتے رہیں۔ پھر وقت آنے پر ہم سب حملہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ضرار! اس کام کے لیے بھی تم ہی موزوں ہو۔ آپ نے کہا واللہ! میرے دل میں اس سے زیادہ کسی چیز کی محبت نہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے بطرس کے بھائی بولص کی زرہ پہنی، [1] زرہ نما نقاب منہ پر ڈالا۔ ہاتھی کے کھال کا برگستوان [2] (پاکھر، یا تھرویا نمدہ یا گردن) جو بطرس کے گھوڑے کا تھا اپنے گھوڑے پر باندھا۔ رومیوں جیسا لباس اس قوم سے مخفی رہنے کے لیے زیب تن فرمایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی عنان کو دشمن کی طرف پھیر دیا۔ وہاں پہنچے تو برچھا سنبھال کے رومیوں کی صفوں میں گھس گئے اور حملہ کر دیا۔ دشمنوں نے تیر برسانے اور پتھر پھینکنے شروع کیے مگر خدا کے اس بندے تک ایک نہ پہنچا۔ یہ برابر صفیں پھاڑتے اور دلیروں کو کاٹتے چلے جا رہے تھے۔ اور یہ ایک ایسا جان توڑ حملہ تھا کہ بیس جوان پیدل اور سوار کاٹ کر پھینک دیئے۔

حسان بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ضرار کے مقتولین کو گن رہا تھا جس وقت آپ کسی پیدل یا سوار کو قتل کرتے تھے تو میں شمار کر لیا کرتا تھا۔ اس حملہ کے کل مقتولین کی تعداد تیس تھی۔ ظرف بن طارق یربوعیؒ کہتے ہیں کہ آپ کے اس حملہ نے فوج میں کھلبلی مچا دی۔ آپ کی شجاعت بہادری اور مردانگی نے انھیں حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے سر سے خود اتار کے پھینک دیا اور فرمایا یا بنی اصفر! میں ضرار بن ازور ہوں کل تمہارا رفیق تھا اور آج مخالف ہوں۔ میں ہی قاتل حمران بن دروان ہوں۔ یاد رکھو جس نے رحمٰن کے ساتھ کفر کیا ہے اس کے لیے ایک بلائے بے درماں ہوں اور تمہارا فنا کرنے والا ہر جگہ اور ہر آن ہوں۔ فوجیوں نے آپ کی یہ گفتگو سن کر آپ کو پہچان لیا اور الٹے پاؤں بھاگے۔ آپ کا جوش ترقی پر تھا، آپ ان کے پیچھے چلے۔ ادھر سے قوم بطارقہ، اراحیہ، ہر قلیہ اور مزبحہ نے یکے بعد دیگرے پے در پے آپ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر آپ پیچھے ہٹ گئے۔ دروان نے دریافت کیا وہ کون سا بدوی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ وہی ہے جو کبھی ننگے بدن نیزہ لے کر چلا آتا ہے کبھی نیزے بغیر آوارد ہوتا ہے۔ کبھی نیزہ لے کر آ موجود ہوتا ہے۔ دروان نے حضرت ضرارؓ کا ذکر سن کر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا میرے کنبہ کا کم کرنے والا اور میرے

---

[1] یہ زرر کا ترجمہ ہے، زرر ایک زرہ کی قسم ہے جو منہ پر ڈالتے ہیں۔

[2] تجفاف کا ترجمہ ہے جسے فارسی میں برگستوان کہتے ہیں۔ یہ لڑائی کے وقت حفاظت اور پسینہ کے لیے گھوڑے پر ڈالا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے پاکھر لکھا ہے اس کے چند ترجمے کر دیئے ہیں واللہ اعلم۔

لڑکے کا قاتل یہی شخص ہے۔ میری دلی خواہش ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جو شخص میرا بدلا اور میرا عوض اس سے لے گا جو کچھ وہ مانگے اسے دوں گا۔ ازاحیہ کے ایک بہادر نے یہ سن کر جلدی سے کہا اس خدمت کے لیے میں موجود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ والی طبریہ تھا ہلال بن مرہؓ کہتے ہیں کہ میں فوج کے میمنہ میں تھا۔ میرے بائیں طرف روماس والی بصرہ تھے۔ ان کی زبانی سنا وہ کہتے تھے کہ اگرچہ میں اس کے نام سے واقف نہیں مگر دراصل جوڑ یہی برابر کا ہے۔

بہرحال یہ شخص دروان سے کہنے لگا کہ آپ کا بدلہ میں لوں گا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ حضرت ضرار پر حملہ کیا تین گھنٹے سے زیادہ تک دونوں بہادر فن حرب کے جوہر دکھلاتے رہے۔ آخر حضرت ضرارؓ نے نیزے کا ایک ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ زرہ کو پھاڑتا ہوا اپنا کام کر گیا اور دشمن اوندھے منہ آ رہا۔ دروان یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ بھی اسے پکڑ کے نہ لایا اگر لے بھی آتا اور میں خود اپنی آنکھ سے دیکھ بھی لیتا اس وقت بھی اپنی نظر کی غلطی بتلاتا اور کبھی یقین نہ کرتا اور یقین بھی کس طرح کروں کہیں انسان بھی جن کے ساتھ لڑ سکتا ہے۔ اب میں اپنے سوا کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھتا کہ اس بدصورت سے لڑے۔

یہ کہہ کر تاتاری گھوڑے سے اترا، زرہ پہنی، ایک دوسری زرہ جس میں موتی لگے ہوئے تھے بدن پر ڈالی۔ حضرت ضرارؓ کے مرعوب کرنے کے لیے تاج سر پر رکھا۔ عربی گھوڑے پر سوار ہوا اور قریب تھا کہ چل پڑے فوراً والی عمان جنرل دریحان جو قوم اردحانیہ سے تھا اور جس کا نام اصطفان تھا آیا اور رکاب کو بوسہ دے کر کہنے لگا ایہا الصاحب! اس بدبخت سے آپ کا بدلہ لینے کے لیے میں تیار ہوں۔ اگر میں اسے قتل کر دوں یا گرفتار کرلاؤں تو کیا آپ اس کے عوض میں اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں گے؟ دروان نے کہا ضرور ایسی صورتمیں میں اسے تیری نظر کر دوں گا اور وہ تیری ہو کر رہے گی۔ میں اپنے اس قول پر امراءِ شام اور خاصان ملک ہرقل کو گواہ کرتا ہوں۔ ان سے زیادہ غالباً تجھے کسی اور معتبر گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اصطفان یہ سن کر آگ بگولے کی طرح نکلا اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہو کے کہنے لگا بدبخت! یہ لے (یعنی ضرب کی طرف اپنے اشارہ کر کے) جس کے اندفاع کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت ضرارؓ رومی زبان ہونے کی وجہ سے سوائے اس کے کچھ نہ سمجھ سکے کہ ہوشیار ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے بھی تیار ہو کے ایک جوابی حملہ کیا۔ اصطفان ایک سونے کی صلیب چاندی کی زنجیر میں گردن میں ڈال کر نکلا تھا اسے بوسے دینے لگا۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ صلیب سے استعانت چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو صلیب سے میرے مقابلے میں اعانت و مدد طلب کرتا ہے تو میں اس ذات والا صفات سے جو قریب مجیب ہے اور جو دعا کرنے والے کے خود قریب آ جاتی ہے، تیرے مقابلے میں مدد و اعانت چاہتا ہوں۔

جنگ ضرارؓ و اصطفان

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔ دونوں نے فن حرب کے دروازے کھول دیئے حتی کہ لوگ بے قرار ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے چلا کر فرمایا ابن ازور! یہ سستی کیسی؟ یہ لڑائی میں طول کیا معنی؟ حالانکہ دوزخ تمہارے حریف کے انتظار میں ہے اور اللہ عزوجل تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ بزدلی سے بچو اور مردانہ وار حملہ کرو۔ یہ سن کر آپ کے دل میں جوش پیدا ہوا، زین پر بیٹھے بیٹھے کانپنے لگے اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ رومی چلا چلا کر اصطفان کو بہادری کی امنگ دلا رہے تھے اور یہ دونوں حریف پوری حرب و ضرب کے ساتھ کارزار میں مشغول تھے حتی کہ سورج میں بھی گرمی آ گئی اور وہ بھی آگ برسانے لگا۔ دونوں حریف پسینے پسینے ہو گئے، گھوڑوں میں دم تک باقی نہ رہا۔ اصطفان نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ گھوڑوں کو چھوڑ دیں اور پیدل ہو کر لڑیں۔ آپ نے گھوڑے پر رحم کھا کر اترنے کا قصد

ہی گیا تھا کہ اچانک ایک سوار جو اصطفان کا غلام تھا خالی پیٹھ یعنی بغیر سوار کا ایک گھوڑا ساتھ لیے آتا دیکھا، اسے دیکھتے ہی آپ نے گھوڑے سے چلا کر فرمایا جس کو لوگوں نے بھی سنا کہ تو تھوڑی سی دیر میرے نیچے اور چست و چالاک رہ ورنہ سرور دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس جا کر تیری شکایت کروں گا۔

گھوڑا یہ سن کر ہنہنایا اور ٹاپیں بھرنے لگا۔ حضرت ضرارؓ اس غلام کی طرف جھپٹے اور اس کے پاس پہنچ کر نیزے سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس خالی زین گھوڑے پر خود سوار ہو گئے۔ اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف چھوڑ دیا جوان میں جا ملا۔ آپ اصطفان کی طرف لپکے۔ جس وقت اس نے دیکھا کہ انہوں نے غلام کو قتل کر دیا اور اس گھوڑے پر سوار ہو گئے تو اپنی ہلاکت کا یقین کر لیا اور یہ سمجھ گیا کہ اب لامحالہ میرے قتل کے درپے ہیں۔ حضرت ضرارؓ اس کے بشرہ اور بوکھلا پن کو دیکھ کر فوراً سمجھ گئے کہ دشمن مغلوب ہوا چاہتا ہے۔ ارادہ کیا کہ حملہ کریں مگر اچانک آپ نے رومی سواروں کا ایک دستہ اپنی طرف آتے دیکھا۔ کیونکہ وردان نے جب اصطفان کو مغلوب اور قریب بہ ہلاکت دیکھا تو وہ یہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اس کی مدد نہ کی گئی تو یہ کوئی دم کا مہمان ہے اس لیے اس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ یہ شیطان میرے کلیجہ کے ٹکڑے کو تو کھا چکا ہے اگر میں نے آج اسے قتل نہ کیا تو گویا میں نے خود اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا۔ اب یہ ضروری ہے کہ اس کے مقابلے کے لیے میں خود نکلوں۔ اگرچہ دیگر روساء اور امراء مجھے اس کمزور بدوی کے مقابلے میں جانے کی لیے ننگ و عار اور عیب کے ساتھ یاد کریں مگر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ بطارقہ، قیاصرہ اور ہر قبیلہ کے قبیلے اس وقت تک اس کے پاس سے علیحدہ نہ ہوئے جب تک اس نے ان سے حضرت ضرارؓ کے مقابلے کے لیے صلیب نہ اٹھوالی۔ اس عہدہ و پیمان کے بعد قبیلہ مذبحہ کے دس آدمی جو سب کے سب زرہ پوش تھے، پیروں میں لوہے کے موزے، بازوؤں پر لوہے کے بازو چڑھائے ہوئے ہاتھوں میں فولاد کے عمود اٹھائے ہوئے اس کے ساتھ ہوئے اور یہ زرہ میں ملبوس تاج سر پر رکھے آگ کے شعلہ کی طرح ان کے آگے آگے چلا۔ اصطفان نے جو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طوعاً و کرہاً مجبوری سے لڑ رہا تھا ان کی طرف دیکھا۔ یقینی ہلاکت کے بعد ذرا دم میں آیا۔ بزدلی کے بعد حرب و ضرب کا پھر شوق چرایا اور حضرت ضرارؓ سے چیخ کر کہنے لگا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ مگر آپ نے نہ کچھ اس کی طرف التفات کیا اور نہ آنے والے سواروں سے مرعوب ہوئے البتہ ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان سواروں کو آتے ہوئے اور ان کے افسر کے سر پر تاج چمکتے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تاج بادشاہوں کے سر پر ہوا کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فوج کا کمانڈر ہے اور ہمارے آدمی پر خروج کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے آدمی کی نصرت و اعانت کرنی چاہیے۔ آپ نے اپنی فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم میں سے بھی دس آدمی نکلنے چاہئیں تاکہ پلہ برابر رہے۔ اس کے بعد آپ چیدہ اور منتخب دس آدمیوں کو لے کر نکلے۔ گھوڑوں کی باگیں میدان کارزار کی طرف کیں اور چل دیے۔

ادھر رومی حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئے۔ آپ نہایت اولوالعزمی اور جواں مردی کے ساتھ مقابلہ میں ڈٹ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے تک برابر نہایت پامردی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچ کر زور سے پکار کر فرمایا ضرار! تمہیں بشارت ہو تمہیں جبار نے سعادت عطا کر دی ہے۔ کفار سے کسی طرح کا خوف و ہراس نہ کرنا۔ حضرت ضرار نے جواب دیا کیا باری تعالیٰ کی طرف سے نصرت و اعانت قریب نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے چاروں طرف سے ان کا احاطہ کر لیا اور انہیں بیچ میں لے کے ایک ایک سپاہی کی طرف ایک ایک مسلمان نے رخ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وردان کو ہل من مبارز کہا۔

حضرت ضرار اپنے حریف سے تیر آزمائی کر رہے تھے مگران کے حریف اصطفان کا برا حال تھا، بازو شل ہو چکے تھے، ہاتھوں میں لرزہ آ گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر اور بھی اوسان خطا ہو گئے۔ خوشی رنج سے بدل گئی اور بھونچکا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ گھوڑا بے حس وحرکت ہو گیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی گھبراہٹ اور بزدلی فوراً سمجھ گئے۔ آپ نے نیزہ سے حملہ کیا۔ اصطفان نے خود کو موت کے پنجہ میں دیکھ کر اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا اور اٹھ کے بے تحاشا بھاگا۔ آپ بھی فوراً گھوڑے سے اتر کر پیچھے بھاگے اور کچھ دور جا کر جب قریب ہوئے تو ہاتھ سے نیزہ پھینک دیا۔ دونوں میں کشتی ہونے لگی۔ ایک نے دوسرے کے مونڈھے پکڑ لیے اور معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ خدا کا دشمن اصطفان پتھر کی چٹان کی طرح نہایت بھاری بھرکم آدمی تھا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ نحیف الجسہ اور پتلے دبلے شخص تھے۔ مگر باری تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کے اندر قوت و دانائی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔

دیر تک قوت آزمائی ہوتی رہی، آخر نے آپ کمر بند پر ہاتھ مارا اور ناف کے قریب سے کمر بند پکڑ کے زمین سے اٹھا کر دے پٹکا۔ اصطفان نے وردان سے چیخ چیخ کر مدد چاہی اور رومی زبان میں کہنے لگا اے سردار! مجھے اس مصیبت میں جس میں میں پھنس گیا ہوں نجات دلاؤ ورنہ میں ہلاک ہوا۔

وردان نے وہیں چیخ کے جواب دیا بدبخت! اور مجھے ان درندوں سے کون نجات دلائے؟ ان دونوں کی یہ یاوہ گوئی اور بکواس کو جو یہ دونوں آپس میں کر رہے تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنا یہ سن کر آپ اور زیادہ حملہ کے لیے مضطرب ہوئے اور وردان پر حملہ کر دیا۔ ادھر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مغلوب حریف کا ارادہ کیا۔ ان دونوں کا تماشہ دونوں طرف کے لشکری اچھی طرح دیکھ رہے تھے۔ رومیوں نے یہ دیکھ کر شور و واویلا مچانا شروع کیا۔ ادھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حریف کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اصطفان آپ سے پوری طرح ڈر رہا تھا اور اونٹ کی طرح بڑبڑا رہا تھا۔ ہر ایک سپاہی دوسرے کی مدد واعانت کرنے سے بالکل مجبور تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار ہاتھ میں لی اور دشمن خدا کے سینے پر رکھ کر حلق کی طرف کھینچ لی۔ اس وقت اس نے اتنا شور مچایا کہ آسمان سر پر اٹھا لیا۔ دونوں طرف کا لشکر اس کی شور وفغان کو سن رہا تھا۔ آخر اس کی چیخ وپکار سے تمام رومی لشکر دوڑ پڑا۔

جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف لشکر آتے دیکھا اور خود کو خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے معلوم کیا تو آپ نے سوچا کہ اگر میں یہاں ٹھہرا تو سوائے اس کے کہ گھوڑوں کے سموں اور پوڑوں سے روند ڈالا جاؤں اور کیا فائدہ ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے تکبیر کہی اور دشمن کا سر کاٹ کر اس کے سینہ سے اتر آئے۔ آپ تمام کے تمام خون سے بھرے ہوئے تھے زور سے تکبیر کہی اور مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور حملہ کرنے کے لیے چل دئے۔

ادھر رومی جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے حملہ کی غرض سے آگے بڑھے اور ان کے میمنہ نے حضرت معاذ بن جبل پر اور میسرہ نے حضرت سعید بن عامر پر حملہ کر دیا۔ ارمنی قوم اور عربوں کے فریقین کی طرف سے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا اور اس قدر تیر برسائے کہ ان کی کثرت سے سورج کا منہ چھپا دیا۔ حضرت سعید بن زید بن عامر (عمرو) بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا' یا معاشر الناس! تم اپنی موت کو یاد کرو سامنے خدائے جبار کے اور جنگ سے پیٹھ دے کر نہ مستوجب بنو عذاب نار کے۔ دین کی حمایت وحفاظت کرنے والو! اور اے قرآن کی تلاوت کرنے والو! صبر سے کام لو صبر سے! آپ کے ان الفاظ نے لوگوں میں نئی طرح کی روح پھونک دی خوشی جرات اور پیش قدمی کے لیے پہلے سے زیادہ برانگیختہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ دونوں فریق خوب گھمسان کی لڑائی لڑے حتیٰ کہ عصر کا وقت آیا۔اب دونوں فریق جدا جدا ہو گئے۔دونوں طرف سے سپاہی کام آئے مگر مشرکین کے مقتولین کی تعداد بہت زیادہ رہی۔اجنادین کی پہلی جنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:۔

سلمہ بن ہشام مخزومی، نعمان عدوی، ہشام بن عاص تیمی، ہبان (ہبار) بن سفیان، عبداللہ بن عمرو دوسی ذر بن عوف نمری، راعب بن رہین خزرجی، قادم بن مقدام زہری، ذوالیسار بن خزرجہ تمیمی، حزام بن سالم غنوی، سعید بن عاص ابی لیلا الکلابی، حادم بن بشر لسکسی، امیہ بن حبیب بن یسار بن احد بن عبداللہ بن عبدالدر، مرہف بن واثق بر بوجی، محلی بن حنظلہ ثقفی، عدی بن یسار اسدی، مالک بن نعمان طائی، سالم بن طلحہ غفاری اور بارہ آدمی اور عوام الناس میں سے جن کا مجھے نام معلوم نہیں ہو سکا۔اس طرح گویا کل شہداء کی تعداد تیس نفوس پر مشتمل تھی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(انا للہ وانا الیہ راجعون۔مترجم)

واقدی کہتے ہیں کہ رومی اس معرکہ میں تین ہزار کے قریب کام آئے جن میں دس والیان ملک بھی شامل تھے جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مارس بن مناف والی ریاست عمان، (۲) مرقش بن لبنا حاکم ضمین ودیر الحرب ونوی، (۳) دمدر بن قالا رئیس جولان جس کی حدود ریاست کہف اور رقیم تک تھی۔(۴) لاون بن جنتہ صاحب جبل السواد و عاملہ، (۵) نذارعون بن رومس امیر غزہ وعسقلان، (۶) بخا، بن عبدالمسیح گورنر حلحول۔(۷) جرقیاس بن جرون ملک یانا ورملہ، (۸) مریونس عامل ارض بلقاء، (۹) کورک نائب سلطنت نابلس اور ایک شاہ ارض عواصم جس کا نام معلوم نہیں ہوا۔

فوجوں کے پلٹ جانے کے بعد جس وقت دروان اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو چونکہ اس کا قلب مسلمانوں کی شجاعت اور استقلال سے مرعوب ہو چکا تھا اس لیے اس نے اپنے بہادروں اور سپہ سالاروں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لینے کی غرض سے کہا اے حاملان دین مسیح! تم ان عربوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟ میرے نزدیک تو یہ غالب ہونے ،مغلوب نہ ہونے والے لوگ ہیں۔میں ان کی تلواروں کو تیز اور کاٹنے والی اور تمہاری شمشیروں کو کند، ان کے گھوڑوں کو دم دار اور صابر، تمہارے گھوڑوں کو ہانپنے کانپنے والے ان کے بازوؤں کو سخت اور تمہارے کو سست دیکھ رہا ہوں۔ساتھ ہی اس قوم کو تم سے زیادہ اپنے رب کا فرمانبردار اور دل سے تصدیق کرنے والا جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔تم ظلم وتعدی اور اپنی فریب کاری کی بدولت ذلیل وخوار ہو رہے ہو۔مجھے کامل یقین ہے کہ اگر تمہاری یہی حالت رہی تو تم اس دولت وثروت کو خیر باد کہہ کر رہو گے۔ہاں بہتر طریق یہ ہے کہ تم اپنے دلوں کا زنگ دھوڈالو اور صدق دل سے گناہوں کا اقرار کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کرو۔

اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ لو کہ فتح تمہارے قدم چومے گی اور اگر انکار کیا تو ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑو گے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ہم پر ایک ایسی قوم کو جسے ہم کبھی شمار وقطار میں بھی نہ لاتے تھے اور نہ کبھی ہم نے آج تک اس کا فکر کیا تھا اور نہ ہمارے دلوں میں کبھی ان کی طرف سے کوئی کسی طرح کا خیال پیدا ہوتا تھا۔اس لیے کہ یہ خود چرواہے، غلام، بھوکے ننگے تھے۔ایک عقوبت شدید اور بلائے عظیم کے لیے مسلط کر دیا ہے۔انھیں حجاز کے قحط، سختی اور بلاؤں نے ہماری طرف روانہ کیا۔یہاں آ کر انہوں نے تمہارے شہروں کی نعمتیں اور فواکہات (میوہ جات) کھائے۔جو اور چینا کی روٹی کے بجائے عمدہ گیہوں کی روٹیاں دیکھیں۔سرکہ اور شربت کی جگہ شہد، گھی، تازہ مسکہ، انجیر، انگور اور عمدہ عمدہ نادر اشیاء میسر آئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری عورتوں، ماؤں اور اہل وعیال کو قید کر لیا۔نہ معلوم تم نے اپنی عورتوں کی اس بے حرمتی اور بلائے عظیم پر کس طرح سے صبر کیا۔"

کہتے ہیں کہ اس کی اس تقریر کو سن کر رومیوں میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا تھا جو چیخ کر نہ رویا ہو اور جس نے کف افسوس نہ ملا ہو۔ ہر ایک شخص غصہ میں بھر گیا اور اس غیظ و غضب میں ان کی زبانوں سے نکلا، ہم آخر دم تک لڑیں گے اور جب تک ہم میں ایک متنفس بھی موجود ہے لڑائی کو برقرار رکھیں گے۔ عرب قوم سے یہ بہادری اور شجاعت کبھی نہیں ہوسکتی ہم انھیں تلواروں سے قتل کر دیں گے نیزوں سے بیندھ لیں گے۔ تیروں سے چھان دیں گے اور جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ دروان یہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ قوم اور روسائے بطارقہ (یعنی بڑے بڑے بہادروں) کو مشورے کے لیے زور سے آواز دی اور کہا بادشاہ ہرقل کی فوج نے میری تقریر کا جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ حضرات نے سنا۔ قوم میں سے ایک شخص نے جوب دیا اے دروان! تو ان عوام لوگوں کی بات پر بھروسہ نہ کر اور یہ سمجھ کہ تو ایسی قوم کے ساتھ الجھا ہے کہ جن سے کسی طرح عہدہ برا نہیں ہوسکتے۔ کیا تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ ان کا ایک شخص ہمارے لشکر پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور ہماری جمعیت اور کثرت سے کسی طرح نہیں گھبراتا اور جب تک ہم میں سے چند آدمیوں کو قتل نہیں کر دیتا واپس نہیں جاتا۔ ان کے نبی نے جو کچھ ان سے کہہ دیا ہے وہ ان کے دل میں ایک راسخ عقیدہ کی طرح اتر گیا ہے کہ اگر انہوں نے ہم میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ دوزخ میں چلا گیا اور ان میں سے کوئی قتل ہو گیا تو کھلا جنت میں پہنچ گیا۔ موت اور حیات ایسی قوم کے نزدیک برابر ہے۔ ہم میں سے اب تک ایک خلق کثیر قتل ہو چکی ہے اور ان کی معدودے چند آدمی کام آئے ہیں، سو میں تیرے لیے ایسی قوم سے کوئی امید کی صورت نہیں دیکھتا۔ البتہ اگر تو کسی ترکیب سے ان کی سردار تک پہنچ جائے اور اس کو قتل کر دے تو پھر یہ سب کے سب خود ہزیمت کھا کے بھاگ پڑیں گے مگر ان کے سردار تک پہنچنا بھی کسی حیلہ اور مکر کا محتاج ہے۔

مسلمانوں کے سردار کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش

دروان یہ سن کر کہنے لگا ان میں کون سا حیلہ چل سکتا ہے؟ حیلہ اور فریب تو خود ان کے ساتھ مخصوص ہے یہ سردار پھر بولا اور کہنے لگا کہ اس کی ایک ترکیب ہے کہ تو با ہم گفتگو اور سوال و جواب کے لیے اسے بلا جس وقت تم دونوں علیحدہ کسی جگہ میں تنہا ہو جاؤ تو جلدی کر کے اس کا گلا دبا لے اور اپنے آدمیوں کو جنہیں پہلے ہی سے اس کام کے لیے گھات میں بٹھا دیا گیا ہو آواز دے۔ دروان نے کہا میں کسی ترکیب اور طریقے سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے کہ وہ نہایت بہادر اور سخت آدمی ہیں ان تک پہنچنا نہایت مشکل امر ہے۔

دوسرے یہ کہ نہ میں ان سے بات کر سکتا ہوں نہ ان کا شکار مجھ سے ہوسکتا ہے بطریق (سردار) پھر بولا اور کہا اچھا میں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں کہ اگر تو نے وہ کر لی تو تو ان کے سردار تک پہنچ جائے گا اور تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا، وہ یہ کہ تو اپنے دس نہایت بہادر عسکری جانے کے قبل ایک کمین گاہ میں چھپا کے بٹھا دے پھر اسے بلا اور اسی جگہ کے قریب جہاں وہ دس سپاہی چھپے ہوں بات چیت اور گفتگو کے بہانے سے اسے لے کر بیٹھ جا اور باتوں میں منہمک کر لے۔ جب تیری طرف سے اسے پورا اطمینان ہو جائے تو ایک دم اس کے اوپر حملہ کر دے۔ اور ان آدمیوں کو چیخ کر آواز دے لے تا کہ وہ جلدی سے تیرے پاس آ کے اس کا تکا بوٹی کر کے بانٹ لیں اور تو ان کی تکلیف دہی سے فارغ البال ہو جائے اور باقی ساتھی پھر خود ہی متفرق ہو جائیں گے حتیٰ کہ دو تک بھی ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں گے۔

دروان یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوا اس کے چہرے پر فرحت وانبساط کی ایک لہر دوڑ گئی اور کہنے لگا یہ ترکیب واقعی بہت اچھی

ہے اور میری بھی یہی رائے ہے مگر یہ کام رات کو ہو سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صبح ہونے تک ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر بیٹھ رہیں۔ یہ کہہ کر دروان نے شامی نصاریٰ میں سے ایک حمص کے باشندے داؤد نامی کو بلایا اور کہا مجھے معلوم ہے کہ تم اعلیٰ درجے کے فصیح البیان خطیب، جری اور صاحب برہان شخص ہو تمہاری حجت اور دلیل فلاح کو پہنچانے والی اور حریف کے بیان کو غلط کر دینے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان عربوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ کل تک وہ جنگ موقوف رکھیں۔ نیز یہ بھی کہو کل صبح بہت سویرے ان کا سردار ہمارے پاس آئے تاکہ میں خود بنفس نفیس اس کے پاس جاؤں اور صلح کے متعلق کچھ گفتگو کروں۔ ممکن ہے کہ ہمارے ان کے مابین صلح ہو جائے اور جو کچھ وہ مال و متاع کا ارادہ رکھتے ہیں ہم انھیں دے دیں۔

داؤد نے کہا تف ہے تجھ پر بادشاہ نے لڑائی کا حکم دیا ہے اور تو اس کے خلاف کرتا ہے تو نے عربوں سے مصالحت کی تو دنیا تجھے ہی ڈرپوک اور بزدل کے لقب سے ملقب کرے گی۔ مجھ سے قیامت تک یہ نہیں ہو سکتا کہ میں عربوں سے صلح کے متعلق گفتگو کروں۔ اگر بادشاہ نے سن پایا کہ صلح کی گفتگو میں درمیانی شخص میں تھا تو فوراً قتل کر دے گا''۔ دروان نے کہا تجھ پر بڑا افسوس ہے۔ ہم نے دراصل ایک فریب گانٹھا ہے اور میں اس طریقے سے اصل میں ان کے سردار تک پہنچنا چاہتا ہوں تاکہ میں اسے قتل کر دوں تو یہ قوم منتشر ہو جائے۔ پھر انھیں تلوار کے گھاٹ اتار دوں۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو فریب گانٹھا تھا اس سے بیان کیا۔

داؤد اسے سن کر کہنے لگا دروان! باغی، مکار اور فریبی ہمیشہ اور ہر کام میں ذلیل اور خوار ہوا کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو مرد میدان ہو کر جمعیت کے ساتھ لڑے اور جو ارادہ کر لیا ہے اس کو ترک کر دے۔ دروان یہ سن کے غصہ میں بھر گیا اور کہا کہ میں تجھ سے اس کام میں مشورہ نہیں لیتا بلکہ حکم دیتا ہوں کہ میرا پیغام پہنچا دے اور جو میں کہتا ہوں وہ کر اور خواہ مخواہ کی لڑائی چھوڑ۔

داؤد نے کہا بہت بہتر اور یہ کہہ کر چل دیا۔ مگر دل نے اس کی اس بات کو قبول نہ کیا۔ وہ خود بخود کہنے لگا کہ دروان نے شاید اپنے بیٹے کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ یہ چل کے مسلمانوں کے لشکر کے قریب جا کھڑا ہوا اور زور زور سے آوازیں دے کر کہا یا معاشر العرب! کیا خون ریزی اور قتل پر بس نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تم سے اس کے متعلق سوال کریں گے ہم ایک امر پر متفق ہو گئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اس کی بدولت صلح ہو جائے گی۔ تمہارے سردار کو چاہیے کہ وہ میرے پاس آئے تاکہ میں جس غرض سے آیا ہوں اس کے سامنے بیان کر دوں یا اپنے بجائے کسی ایسے دوسرے شخص کو بھیجے کہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اس تک پہنچا دے۔ یہ ابھی اپنی بات پوری بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعلہ جوالہ کی طرح زرہ پہنے ہاتھ میں نیزہ لیے جس کو ایک نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا تھا نکلے۔ بوڑھے داؤد نصرانی نے جب آپ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا یا عربی! ذرا توقف کیجئے نرمی برتنے میں حرب کے لیے حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ میں فوجی شخص ہوں نہ میں شمشیر زن اور نیزہ بازی کا خواہاں ہوں بلکہ میں قاصد ہوں اور چاہتا ہوں کہ جو پیام لے کر آیا ہوں پہنچا دوں اور جو میں کہوں وہ آپ سن لیں۔ نیزے کو آپ ذرا دور رکھیں تاکہ میں آپ سے کچھ کہہ بھی سکوں۔

داؤد نصرانی اور حضرت خالدؓ کی گفتگو

آپ نے نیزہ ہٹایا اور زین کی [1] قربوس (کوبہ) میں رکھ کے اس کے قریب ہوئے اور فرمایا تو اپنا کام پورا کر اور جو پیام لا!

[1] قربوس عربی میں اس سوراخ کو کہتے ہیں جو زین میں نیزہ رکھنے کی غرض سے بنایا جاتا ہے۔

ہے اسے بیان کر۔ مگر راستی اور سچائی کو مدنظر رکھنا تاکہ تو اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ کیونکہ جو سچ کہتا ہے وہ بھلائی کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے اور جھوٹا ہمیشہ قعر ضلالت کے گڑھے میں پڑ کر خود کو ہلاک کر دیتا ہے۔

داؤد نے کہا اعرابی! آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا سردار اور سپہ سالار خون ریزی کو برا سمجھتا ہے اور آپ حضرات کے ساتھ لڑائی نہیں کرنا چاہتا۔ اب تک فریقین سے جتنے لوگ قتل ہو چکے ہیں اسے ان کا بہت زیادہ حزن وملال ہے۔ اس لیے اس کی رائے ہے کہ آپ حضرات کے کچھ مال نذر کر کے خونریزی کا سدباب کر دے اور ایک عہد نامہ جس پر آپ اور آپ کے معزز اصحاب کے دستخط ثبت ہوں اس کا مضمون مرتب کر لیں آپ اور آپ کے کسی ساتھی کو اس کے بعد ہم سے کسی قسم کا تعارض نہیں ہوگا۔ نہ آپ حضرات ہمارے شہروں اور بلدیات سے کوئی غرض رکھیں گے۔ نہ ہمارے قلعوں سے کچھ سروکار ہوگا۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو ہمیں آپ کے قول پر پورا پورا اعتماد اور جناب کے افعال پر پوری رضامندی ہوگی۔ اس کی یہ بھی خواہش ہے کہ اس بقیہ دن میں بھی لڑائی موقوف رکھی جائے اور جس وقت صبح نمودار ہو تو آپ اکیلے تن تنہا تشریف لے جا کر عہد و مواثیق پر جو آپ دونوں سرداروں کے مابین ہوں غور و فکر فرمائیں اور بحث و تمحیص کے بعد دفعات مرتب کر لیں۔ اس طریقے سے شاید اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی کی صورت نکال دیں اور یہ خونریزی بند ہو جائے۔

آپ یہ تمام گفتگو سن کے دیر تک غور و فکر کرتے رہے۔ پھر فرمایا دروان کے دل میں جو بات ہے اور جس کی غرض سے تجھے بھیجا ہے اگر اس کے اندر کسی قسم کا حیلہ اور مکر و فریب مضمر ہے تو تمہیں یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ مکر و حیلہ تو واللہ ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ شاید اس فن میں ہمارے برابر کوئی شخص پیدا کیا گیا ہو۔ وہ ایسی باتیں کر کے خود موت کے منہ میں جانا چاہتا ہے اور دغا مکر و فریب کی بدولت اپنی اور اپنی تمام جمعیت کے بیخ کنی کر کے اپنی آرزوؤں کا خون کرنا چاہتا ہے۔ ہاں اگر اس کا یہ قول حق و صداقت پر مبنی ہے تو میں تمہارے اسلام قبول کرنے کے بغیر یا جماعت روساء اور اولاد کی طرف سے جزیہ ادا کرنے کے کسی تیسری بات پر مصالحت نہیں کر سکتا۔ رہا مال سو مجھے اس کی خواہش نہیں ہے۔ ہاں البتہ مال اسی طریقے پر لے سکتا ہوں جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے کہ ہر سال کے شروع میں بطور جزیہ کے مال دیا جائے۔ داؤد جسے حضرت خالدؓ کی گفتگو ناگوار معلوم ہوتی تھی کہنے لگا تمہاری خواہش ہی کے مطابق ہوگا۔ مگر جس وقت تم دونوں حضرات ایک جگہ بیٹھ کر گفتگو کرو گے تو آپ کے مابین تصفیہ ضرور ہو جائے گا۔ اچھا میں اجازت چاہتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کے داؤد ڈر گیا اور اس کے قلب میں آپ کا رعب چھا گیا۔ خود ہی خود دل میں کہنے لگا ۔ عربی سچ کہتا ہے اور خدا کی قسم میں جانتا ہوں دروان قتل ہو کر رہیگا۔ اور اس کے بعد ہمارا بھی نمبر ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ میں عربی سے سچی سچی بات کہہ کے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے امان مانگ لوں۔ یہ سوچ کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا عربی بھائی! مجھے میرے سردار نے جو کچھ تلقین کیا تھا اس میں سے ایک بات کہنا بھول گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا آپ کو ہوشیار رہنا چاہیئے اور اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دروان نے دراصل آپ کے لیے ایک مکر گانٹھا ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام قصہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے آپ سے امان مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا اگر تو قوم سے مخبری نہ کرے اور کسی قسم کا عہد و پیمان کر کے غداری نہ کرے تو تیرے، تیری اہل اولاد اور مال کے لیے امان ہے۔ داؤد نے کہا اگر میں غداری کرتا تو تمام قصہ کیوں بیان کرتا۔ آپ نے فرمایا رومیوں کے ان دس آدمیوں کی کمین گاہ کے لیے کون سی جگہ تجویز ہوئی ہے۔ داؤد نے کہا لشکر کے دائیں طرف ریگ کے تودے (ٹیلے) کے قریب۔

پھر اس نے اجازت چاہی اور چلا گیا' دروان کے پاس پہنچ کے اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بیان کیا۔ دروان سن کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مجھے اب صلیب سے امید ہے کہ وہ مجھے مظفر ومنصور کرے گی۔ دس بہادر اور دلیر شخصوں کو بلا کر اس نے حکم دیا کہ وہ پیدل ہو کر جائیں اور کمین گاہ کے اندر چھپ رہیں۔ ادھر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ کر چلے تو آپ کی ملاقات حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو ہنستا ہوا دیکھ کر فرمایا یا اباسلیمان! (کنیت حضرت خالد) خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ ہمیشہ تمہیں ہنستا ہوا (ہنسی خوشی) رکھیں کیا بات ہے؟ آپ نے وہ تمام قصہ جسے نصرانی سے سنا تھا بیان کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے کہا میں (انشاء اللہ) تن تنہا جاؤں گا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اباسلیمان! مجھے اپنی جان کی قسم! تم ان سب کو کافی ہو مگر باری تعالیٰ نے یہ کہیں حکم نہیں دیا کہ جان بوجھ کر معرض ہلاکت میں پڑ جاؤ بلکہ باری تعالیٰ مجدہ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ٦٠)

''جتنی قوت اور گھوڑے ان کے مقابلے کے واسطے مہیا کر سکتے ہو کرو تا کہ اس سے اللہ کے اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بندھے۔''

دشمن نے تمہارے مقابلے کے لیے دس آدمی تیار کیے ہیں اس طریقہ سے وہ گیارواں شخص ہے۔ مجھے اس لعین سے تمہارے متعلق اس وقت تک اطمینان نہیں ہو سکتا جب تک تم بھی اس کی طرح دس آدمی متعین کر کے ان کی کمین گاہ کے قریب نہ چھپا دو۔ کیونکہ مخبر نے ان کی کمین گاہ کا پتہ تو تمہیں ضرور دیا ہوگا۔ آپ نے کہا دیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو بس اپنے دس سپاہیوں کو حکم دے دو کہ قریب ہی کہیں چھپ کر بیٹھ جائیں جس وقت وہ لعین اپنے آدمیوں کو آواز دے تو تم بھی آواز دے لینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ انھیں کافی ہوں گے۔ ادھر ہم اپنے گھوڑوں پر تیار رہیں گے۔ جس وقت تم خدا کے دشمن سے فارغ ہو جاؤ گے تو ہم اپنی جمعیت کے ساتھ اس کی فوج پر حملہ کر دیں گے۔ ہمیں باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات والا صفات سے کامل امید ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائیں گے۔ حضرت خالدؓ نے کہا بہت بہتر میں جناب کے خلاف کبھی نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد آپ نے (۱) حضرت رافع بن عمیرة الطائی (۲) مسیّب بن نخبة الفرازی (۳) معاذ بن جبل (۴) ضرار بن ازور (۵) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی (۶) سعید بن عامر بن جریج (۷) ابان بن عثمان بن سعید (۸) قیس بن ہبیرہ (۹) زفر بن سعید بیاضی (۱۰) اور عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا۔ جس وقت یہ حضرات حاضر ہوئے تو آپ نے رومیوں کے حیلہ اور مکر کے متعلق ان لوگوں کو اطلاع دی اور فرمایا کہ تم سب دائیں ٹیلے کی جانب نشیب میں جا کر چھپ جانا اور جس وقت میں تمہیں آواز دوں میری آواز کے ساتھ فوراً نکل کے ایک ایک شخص کو دبا لینا۔ اور دشمن خدا دروان کو میرے لیے چھوڑ دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے کافی ووافی ہوں گا۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر! یہ معاملہ زیادہ نازک اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ شر حد سے تجاوز کر چکا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ قوم دروان کو آپ کے مقابلے میں جانے سے منع کر دے اور پھر تمام کے تمام آپ پر ٹوٹ پڑیں اور خدانخواستہ آپ کو کسی طرح کا نقصان پہنچ جائے۔ اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اسی وقت دشمن کی کمین گاہ کی طرف چل پڑیں اور اگر ہم انھیں وہاں سوتا ہوا دیکھیں تو صبح سے پہلے ہی ان سے فارغ ہو لیں اور ان کی جگہ پھر ہم چھپ کر بیٹھ جائیں۔ صبح جس وقت دروان اور آپ تن تنہا ملاقات کریں تو ہم بغیر کسی لڑائی اور فتنہ وفساد کے نکل آئیں۔ آپ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا اگر یہ ممکن ہو تو ایسا ہی کرو۔ ان دس آدمیوں کو جو

اس وقت تمہارے ہم نشین ہیں ساتھ لو میں تمہیں ان پر سردار مقرر کرتا ہوں اور باری تعالیٰ مجدہ کی ذات والا صفات سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کریں گے اور اگر یہ کام ہو گیا تو نہایت خوشی کا مقام اور فال نیک ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان تک پہنچنے کی قوی امید رکھتا ہوں ۔لشکر سے جدا ہوئے ان سب حضرات نے ننگی تلواریں ہاتھ میں لیں ،حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو السلام علیکم کیا۔ دعاؤں کی التجا کی اور اس وقت ایک تہائی رات گزری تھی کہ چل دیئے ۔حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے ان کے آگے آگے چلے۔

(ترجمہ اشعار) اندھیرے میں مجھ سے جن بھی گھبراتا ہے اور میں اس کام میں کوئی نیا نہیں ہوں ۔افسوس ہے اس شخص پر جس نے ہمیں دھوکہ دینے کو کمین گاہ بنایا حالانکہ ہم مکر وخدع کی خود جڑ ہیں، میں ان کے جہاں میں اپنے مولا کو راضی کروں گا۔ دلیر آدمی خوف کے مقابلے میں ڈرا نہیں کرتا''۔

دھوکہ باز نصرانیوں کا انجام

یہ حضرات جس وقت اس ٹیلے کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں ٹھہرنے کو کہا اور فرمایا تاوقتیکہ میں رومیوں کی کوئی خبر تمہارے پاس نہ لاؤں یہیں کھڑے رہنا۔ آپ نے کپڑے اتارے تلوار ہاتھ میں لی اور آہستہ آہستہ پہاڑ اور ریت کے ٹیلوں کی آڑ میں ہوتے ہوئے چلے۔ جس وقت آپ موقع پر پہنچے تو چونکہ رومی دن کے تھکے ہارے تھے نیز کسی دشمن کے حملہ کرنے اور کسی مقابل سے مقابلہ کرنے سے بھی بالکل مطمئن تھے اس لیے مزے کی نیند لے رہے تھے۔ آپ کا ارادہ ہوا کہ انھیں موت کی نیند سلا دیں۔ مگر پھر آپ نے سوچا ممکن ہے کہ قتل کے وقت اضطراب کی حالت میں ایک، دوسرے کو جگا دیں۔ یہ سوچ کے آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہیں خوش خبری ہو کہ جس کام کے ارادے سے تم یہاں آئے تھے وہ موجود ہے اور جس کا تمہیں ڈر تھا وہ مفقود ہے۔ تلواریں برہنہ کر لو اور ان کے پاس پہنچ کر جس طرح چاہو قتل کر دو۔ ایک ایک شخص ایک ایک کو بانٹ لے اور اپنی تمام ضربات کو ایک کر کے سب ایک دم مارنا اور حتی المقدور اپنی آوازوں کو نہ ظاہر ہونے دینا۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔ یہ کہہ کے انہوں نے زرہوں کو اتار دیا، تلواریں میان سے باہر کیں۔ حضرت ضرار ان کے آگے ہوئے اور یہ سب آپ کے پیچھے پیچھے چل دیے۔

جس وقت یہ رومیوں کے قریب پہنچے تو ان کے ہر ایک کے اسلحہ ان کے سرہانے رکھے ہوئے تھے۔ مسلمان متفرق ہوئے اور ایک ایک آدمی ایک ایک کے پاس کھڑا ہو گیا۔ تلواروں کو بلند کر کے ان کی گردن، منہ اور پیٹوں پر اس زور سے ماریں کہ تلواروں کی ضربوں نے جگانے کی بجائے ان کا تکا بوٹی کر کے رکھ دیا۔ پھر ان کے ہتھیار اور سامان کو اپنے قبضہ میں کیا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو یہ پہلی فتح ہے اور باری تعالیٰ سے ہمیں امید ہے کہ وہ اپنا وعدہ تمام کا تمام پورا فرمائیں گے اور ہماری فتح ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

تمام حضرت نے اپنے رب کی مدد پر تعریف کی اور تمام رات اس کا شکریہ ادا کرتے رہے اور نصرت واعانت مانگتے رہے۔ حتیٰ کہ صبح کی سفیدی نے رات کی سیاہی سے منہ نکالنا شروع کیا۔ روشنی نمودار ہوئی۔ یہ حضرات مجتمع ہوئے اپنے کپڑے نکال دیئے اور رومیوں کا لباس زیب تن کر لیا۔ رومال کا دہان بند بنا کر باندھ لیا اور اس خوف سے کہ شاید کوئی شخص دروان کا بھیجا ہوا نہ آ جائے اور بنا بنایا کام خراب ہو جائے، چھپ کر بیٹھ گئے۔ مقتولین کو ایک پشتہ کے نشیب میں رکھ کر اوپر سے مٹی پھیر دی اور کامیابی کی امید میں اسلحہ

لے کر بیٹھ گئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت فجر کا وقت ہوا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی لشکر کو آئین حرب پر مرتب کیا۔ سرخ کپڑے زیب تن فرمائے اور زرد عمامہ باندھا۔ اسی طرح رومیوں نے صف بندی کی ہتھیار لگائے اور پھر اور صلیبیں بلند کیں۔ مسلمان تیاری میں ہی تھے کہ رومیوں کے لشکر قلب میں سے ایک سوار نکل کر کہنے لگا یا معاشر العرب! جو کل ہمارے تمہارے مابین معاہدہ ہو چکا تھا وہ کیا ہوا؟ کیا وہ توڑ دیا گیا؟ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر نکلے اور فرمایا ہمارا شیوہ غداری نہیں ہے۔ سوار نے کہا دروان چاہتا ہے کہ آپ اس کے پاس جا کے کچھ بات چیت کریں۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ آپ اور وہ کس امر پر متفق ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوٹ کے اسے اطلاع دو اور اس سے کہو کہ میں ابھی بغیر کسی سستی اور خوف کے آ رہا ہوں۔ اس نے پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب سنایا۔ خدائی دشمن اس وقت زرہ پہن کر نمائش ٹیپ ٹلوکتیلے جڑاؤ گلوبند گلے میں ڈال کے، ٹوپی سر پر رکھ اور تاج لگا کے چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس شان وشوکت کے ساتھ دیکھ کر فرمایا۔ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کے لیے مال غنیمت ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میرا غالب گمان ہے کہ ضرار مع اپنے ساتھیوں کے دشمنوں تک ضرور پہنچ گئے ہوں گے۔ جس وقت آپ مجھے حملہ کرتے دیکھیں تو آپ بھی مع لشکر حملہ کر دیں۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو سلام کیا اور حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔

(ترجمہ اشعار) ''بارالٰہا! میں اپنے تمام کام آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اگر میری موت قریب آ گئی ہو تو میری مغفرت فرمانا الٰہی مجھے نیک کام کی توفیق عنایت کیجئے۔ اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو جائے تو معاف فرما دینا۔ میری تلوار سے شرک کو کاٹ دیجئے حتیٰ کہ وہ نیست و نابود ہو جائے۔ الٰہا العالمین! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے کہ کام کے وقت امداد کے لیے اسے آواز دوں۔''

دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو

واقدی کہتے ہیں کہ ناقد بن علقمہ الرعینی کا قول ہے کہ میں حضرت عیاض بن غنم الاشغری کے قلب لشکر میں تھا میں نے جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے یہ اشعار سنے۔ جس وقت خدا کے دشمن دروان نے آپ اور آپ کے لباس کو دیکھا تو بہت متعجب ہوا اور سمجھا کہ وہ اب میرے ہی پاس آ رہے ہیں۔ یہ سمجھ کے وہ ٹیلے کے قریب ہو گیا۔ جس وقت آپ اس کے نزدیک پہنچے تو وہ خچر سے اتر پڑا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گھوڑے سے اتر آئے اور یہ دونوں ٹیلے کے قریب ہی بیٹھ گئے دروان نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حملہ کے خوف سے تلوار کو ہاتھ میں ہی رکھا۔ آپ اس کے عین مقابلے میں بیٹھے اور فرمایا جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ مگر سچ بولنا طریقہ حق کو اختیار کرنا اور یہ سمجھ لینا کہ تو ایسے شخص کے سامنے بیٹھا ہے کہ جو کسی کے مکر وحیلہ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا اور نہ کسی کے خدع وفریب کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ان کی اصل اور مکر وفریب کے قلعوں کا ستون ہے۔ بہر حال جو کہنا ہے کہہ۔ دروان نے کہا خالد! اس وقت معاملہ میرے تمہارے درمیان ہے۔ جو کچھ تمہارا ارادہ اور خواہش ہے اس وقت مجھ سے بیان کر دو۔ لوگوں کی خونریزی سے باز آؤ اور یہ یاد رکھو کہ جو کچھ تمہارے افعال واعمال اور لوگوں کا قتل وخون ہے خداوند تعالیٰ کے یہاں اس کی تم سے باز پرس ہو گی۔ اگر تمہیں دنیا کی خواہش اور ہمارے مال ومنال کی ضرورت ہے یا ہم سے کچھ لینا

چاہتے ہو تو چونکہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ کمزور، ضعیف، قحط زدہ ملکوں کی ذلیل ترین زندگی بسر کرنے والے اور لاغری کی وجہ سے مرجانے والے لوگ ہو اس لیے میں بطور صدقہ اور خیرات کے دے دینے میں تمہارے لیے بخل سے کام نہیں لوں گا۔ اب جو تمہیں منظور ہو کہو اور ہم سے تھوڑی ہی رقم پر قناعت کرلو۔

آپ نے یہ سن کر فرمایا نصرانیت کے کتے اللہ عزوجل نے ہمیں تمہارے صدقات سے مستغنی اور تمہارے اموال کو ہمارے لیے حلال کر دیا ہے۔ ہم اسے آپس میں تقسیم کرلیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو ہمارے واسطے جائز کر دیا ہے۔ ہاں اگر تم یہ پڑھ لو کہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو تم ہمارے بھائی ہو لیکن اگر اس کا انکار کرو تو ذلت و خواری کی حالت میں پھر ہر ایک کی طرف سے جزیہ دو۔ اگر اس کا ابھی انکار ہے تو پھر ہمارے پاس تمہارے درمیان سب سے بہتر فیصلہ کرنے والی تلوار ہے۔ باری تعالیٰ ہم تم میں سے جسے چاہیں فتح دیں۔ ہمارے پاس تمہارے واسطے جو تو سن رہا ہے یہی ہے اگر اس کا انکار کرے تو لڑائی موجود ہے اور واللہ ہمیں لڑائی کی خواہش بہت زیادہ ہے۔ باقی تیرا ہماری جماعت کو سب سے زیادہ ضعیف و کمزور کہنا سو خدا کی قسم! تم ہمارے نزدیک کتے کے برابر ہو۔ ہمارا ایک آدمی تمہارے ہزار آدمیوں کو کمزور سمجھتا ہے۔ تیری یہ باتیں اس قسم کی نہیں جیسی کہ ہمارے ساتھ اب تک ہم سے صلح کرنے والوں نے کی ہیں اور اگر مجھے میرے لشکر اور قوم سے دور اور علیحدہ دیکھ کر ایسی باتیں کرتا ہے یا مجھے اکیلا سمجھ کر دل میں کچھ گدگدی اور لہر اٹھتی ہے تو لے جو تیرے جی میں آئے کر میں موجود ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہوں گا۔

واقدی کہتے ہیں کہ دروان حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر کمین گاہ کے آدمیوں پر بھروسہ کرکے بغیر تلوار سونتے ایک جست لگا کے اٹھا اور بڑھ کر آپ کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ آپ بھی جوابی حملہ کے لیے اس کی طرف بڑھے اور اسے لپٹ کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ کی ضرب دی اور ایک نے دوسرے کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ دروان نے اپنے آدمیوں کو للکار کر آواز دی اور کہا کہ جلدی دوڑو۔ صلیب نے عرب کے سردار کو میرے قبضہ میں کر دیا ہے۔ یہ ابھی پورا کہنے نہیں پایا تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ٹیلے کے قریب بیٹھے تھے اس کی آواز کو سنا پرانے کپڑوں اور ان زرہوں کو جو یہ اس وقت پہن رہے تھے اتار پھینکا اور تلواریں سونت سونت کر عقابوں کی طرح اس کی طرف جھپٹے اور حتی المقدور جلدی پہنچنے کی کوشش کی۔ اسلام کا وہ بہادر جو سب سے پہلے سوائے ازار کے ننگے بدن ہاتھ میں تلوار قبضائے شیر کی طرح گونج اور دھڑکتا ہوا پہنچا وہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسرے حضرات آپ کے پیچھے پیچھے۔

یہ حضرات اس ہیبت سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ انھیں دیکھ کر سمجھ رہا تھا کہ یہ میرے ہی آدمی ہیں حتیٰ کہ جس وقت یہ اس کے پاس پہنچے اور ان کے آگے آگے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس کی طرف بھیڑئیے کی طرح جست کرتے تلوار کو نچاتے اور حرکت دیتے آ رہے تھے۔ دیکھا تو یہ کانپ اٹھا بازو سست پڑ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا میں تمہیں تمہارے معبود کا واسطہ دے کر ایک یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے تم خود ہی قتل کرنا۔ اس شیطان کی صورت سے چونکہ مجھے نفرت ہے اس لیے اس سے نہ قتل کروانا۔ آپ نے فرمایا تیرا قاتل یہی ہے دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ آپ تلوار کو جنبش دیتے۔ شیر کی طرح ڈکارتے اور ذیل کے رجزیہ اشعار پڑھتے اس کے پاس پہنچ گئے۔

(ترجمہ اشعار) ''میں ابھی ابھی دروان کو اس کے بیٹے حمران سے ملا دوں گا اور اصنام کے بندوں کو بہت جلدی موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ میں اپنے اس کام سے اپنے مولا کو راضی کر دوں گا اور اس کام کی بدولت میں اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش چاہوں گا۔''

اس کے قریب پہنچ کے آپؓ نے فرمایا خدا کے دشمن! جو مکر تو نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گانٹھا تھا وہ کیا ہوا؟ یہ کہہ کر آپ نے اس کی طرف تلوار چمکائی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کے آپ کو منع کیا اور فرمایا ضرار! ذرا ٹھہرو اور تاوقتیکہ میں تمہیں حکم نہ دوں جلدی نہ کرو۔ اس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ضرار کے پیچھے پیچھے تھے وہ بھی اپنی تلواروں کو ہلاتے اور جنبش دیتے ہوئے پہنچ گئے اور ہر ایک نے اس کے قتل میں بڑھ کے جلدی کرنی چاہی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں بھی روکا اور فرمایا اپنی اپنی جگہ اطمینان سے کھڑے رہو اور جب تک میں نہ حکم دوں اسے مہلت دو

قتل دروان از دست حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دروان نے جب یہ سختی اور نیا منظر دیکھا تو اس کے دل میں اس قدر دہشت ہوئی کہ کانپ کے زمین پر گر پڑا اور انگلی سے اشارہ کر کے امان امان پکارنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ امان کا وہی شخص مستحق ہوتا ہے اور اس شخص کو امان دی جاتی ہے جو اس کا اہل ہو اور تو ایک ایسا شخص ہے کہ تو نے ہم سے آشتی اور صلح کے متعلق ظاہر کیا اور دل میں مکر وفریب بھرے رکھا حالانکہ واللہ خیر الماکرین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر مصلحتیں جاننے والے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ سن کر کہ واللہ خیر الماکرین، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اب بالکل مہلت نہ دی اور اس کے شانے کی ہڈی پر زور سے تلوار ماری، اچک کے اس کے سر پر سے تاج اتارا اور کہا جو شخص کسی چیز کو جلدی بڑھ کے اٹھا لے اس کی ملکیت کا وہی شخص زیادہ مستحق ہے۔ یہ دیکھ کے مجاہدین کی تلواریں بڑھیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے سرخ رو ہو گئیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے کپڑوں کو مال غنیمت تصور کر کے قبضہ میں لے لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! رومیوں کا لشکر چونکہ اپنے سپہ سالار کا منتظر اور چشم براہ ہوگا اس لیے مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں تم پر نہ ٹوٹ پڑے لہٰذا بہتر ہے کہ دروان کا فوراً سر کاٹ ڈالو۔ ان رومیوں کا جو پرانا لباس تمہارے پاس موجود ہے اسے پہن لو اور ان کے مقابلے کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ جب تم ان کے قریب پہنچ جاؤ تو تکبیر کے نعرے لگا کر حملہ کر دو تمہاری تکبیروں کو سن کر تمام مسلمان حملہ کر دیں گے۔

کہتے ہیں یہ سن کر ہر شخص اپنے مقتول کا لباس پہن کر انہی کی زرہ پہنیں اسلحہ زیب تن کیے اور رومیوں کی طرف چل دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضرارؓ ان کے آگے آگے ہوئے۔ دروان کا سر حضرت خالدؓ کی تلوار کی نوک پر تھا۔ جس وقت یہ ٹیلے کی آڑ سے دونوں لشکروں کے سامنے آئے تو رومیوں کے لشکر کی طرف چلے۔ ان کے ادھر مڑنے اور چلنے سے رومیوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے دروان کے سر کو حضرت خالد کا سر اور مسلمانوں کو اپنے ساتھی سمجھ کر خوشی کے نعرے مارنے شروع کیے اور تاڑیاں پیٹیں (تالیاں بجائیں) صلیبوں کا ازراہ تفاخر اظہار کرنا شروع کیا اور شور وغل سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے۔ اور یہ خوف ہوا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید کسی مصیبت میں پھنس گئے۔ بعض نے دعا مانگنی شروع کی۔ بعض نے خوف کھایا، بعض رونے لگے اور بعضوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کی صفوں کے قریب پہنچے تو آپ نے دروان کا سر ہاتھ میں لے کر اونچا کیا اور دکھلا کے زور کی آواز کے ساتھ فرمایا خدا کے دشمنو! یہ تمہارے سپہ سالار دروان کا سر ہے اور میں خالد بن ولید اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یہ کہہ کے آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تکبیر کہہ کر رومیوں کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ آپ کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر پڑھ کر حملہ کیا اور مسلمان بھی تکبیروں کی

آوازیں بلند کر کے حملہ آور ہو گئے۔

ادھران کا حملہ دیکھ کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی حفاظت اور حمایت دین کے علمبردارو! حملہ کردو۔ یہ کہہ کے آپ نے حملہ کردیا اور آپ کے حملہ کے ساتھ ہی تمام لشکر نے ہلہ بول دیا۔ رومیوں نے جب اپنے سردار سپہ سالار کا سر دیکھا تو انھیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا تو وہ دم دبا کر بھاگے مگر تلوار نے انھیں چاروں طرف سے گھیر گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ پتھر، اینٹ اور ڈھیلے کے نیچے غرض جہاں بھی پایا جائے لوہا چاٹائے بغیر کہیں نہ چھوڑا۔ ظہر کے اول وقت سے عصر کے وقت تک تلوار برابر کام کرتی رہی۔ رومی پریشان اونٹوں کی طرح بالکل متفرق ہو گئے۔

حضرت عامر بن طفیل دوسی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا اس وقت میری سواری میں دمشق کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا تھا۔ ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا جس وقت ہم تعاقب میں دعرکی سڑک تک پہنچے تو ہمیں دور سے ایک غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا۔ ہم سمجھے کہ ہرقل بادشاہ نے شاید رومیوں کی مدد کے لیے کوئی لشکر روانہ کیا۔ یہ سمجھ کر ہم ہوشیار ہو گئے۔ جس وقت وہ غبار ہمارے قریب پہنچا تو دفعتہً ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مدد اور کمک کے لیے یہ لشکر روانہ کیا ہے۔ چونکہ رومیوں کے شیرازہ کے پریشان اجزا اسی طرف کو منتشر ہوئے تھے جدھر سے یہ لشکر آرہا تھا اس لیے رومیوں کا جو سپاہی ان سے ملتا رہا اسے یہ قتل اور اس کے مال کو مال غنیمت میں شمار کرتے رہے۔

فتح اجنادین

ثقفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت یونس بن عبدالاعلیٰ نے مسجد حرام میں بیان کیا تھا کہ یہ فوج جو مشرکین کی ہزیمت اور شکست کے روز اجنادین کے مقام میں مسلمانوں کے لیے آئی تھی حضرت عمرو بن عاص بن وائل السہمی کی سرکردگی میں تھی۔ یہ فوج یا اس کا کمان افسر وہاں پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ ہزیمت روم کے روز ہی یہ لشکر وہاں پہنچا تھا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اجنادین کے مقام میں رومیوں کی نوے ہزار فوج تھی اس روز کے معرکے میں پچاس ہزار سے زائد ہی قتل ہوئی تھی کم کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔ لڑائی کے گردوغبار میں بعض نے خود آپس میں ہی دوسروں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ مفرور ہو گئے جن میں سے بعض نے قیساریہ کا رخ کیا اور بعض دمشق کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں کو اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ آج تک اس سے پہلے کبھی کسی دوسری لڑائی میں ہاتھ نہیں آیا تھا سونے چاندی کی صلیبیں اور زنجیریں بے حد و بے حساب ہاتھ آئیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام مال کو مع اس تاج کے جو وردان کے سر سے ہاتھ آیا تھا جمع کر کے تقسیم کے وقت اٹھا رکھا تھا اور فرمایا میں ابھی اس میں سے حسب برابر بھی تمہیں تقسیم نہیں کرتا مگر فتح دمشق کے بعد انشاءاللہ تقسیم کر دوں گا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اجنادین کی فتح کا واقعہ سنیچر (ہفتہ) کے روز اٹھائیس جمادی الاول ۱۳ھ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے تیئس (۲۳) روز قبل ظہور میں آیا تھا۔

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح اجنادین کی خبر دربار خلافت میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل الفاظ میں تحریر کی:

حضرت خالدؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از خالد بن ولید بخدمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علیکم۔ میں اللہ عزوجل کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد کرتا ہوں ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد میں باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد وشکر بجالانے میں اس امر پر کہ مسلمان صحیح وسلامت رہے اور کفار ہلاک، نیز ان کی شرارتوں کے شعلے ٹھنڈے اور ان کے خود شکست ہوئے۔ اور زیادتی کرتا ہوں میں اجنادین کے میدان میں رومیوں کی جمعیت سے جن میں دروان والی حمص بھی شامل تھا ملاقی ہوا انہوں نے باوجود اس کے کہ اپنے لشکروں کو آراستہ و پیراستہ کر کے خوب ٹیپ ٹلو کے ساتھ ظاہر کر رکھا تھا، صلیبیں اٹھا رکھی تھیں اور اپنے دین کی قسمیں کھا کھا کر خوب عہد و پیمان کر رکھا تھا وہ لڑائی سے کسی طرح اور کسی حالت میں بھی پیٹھ پھیر کر نہ بھاگیں گے۔ مگر ہم نے محض خدائے پاک کی ذات پر بھروسہ کر کے ان کی طرف خروج کیا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کچھ ہمارے قلوب میں مضمر تھا اس کو معلوم کر کے ہمیں صبر بخشا اور فتح ونصر سے ہماری تائید فرمائی۔ قہر نے دشمنان خدا کو گھیر لیا اور ہم نے ان کو ہر جگہ ہر ایک گھاٹی اور ہر ایک میدان میں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جس وقت ہم نے ان کی مقتولین کی تعداد معلوم کی تو پچاس ہزار تھی، چار سو پچھتر مسلمان بھی اس جنگ میں کام آئے ہیں جن میں سے بیس پچیس انصار اور قبیلہ حمار کے اور تیس مکہ معظمہ کے تھے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ ان سب کو زمرہ شہداء میں داخل فرمائیں۔

میں یہ خط بروز جمعرات ۲ جمادی الاخریٰ کو لکھ رہا ہوں، ہم دمشق جا رہے ہیں آپ ہمارے لیے باری تعالیٰ مجدہ سے فتح ونصرت کی دعا کریں۔ تمام مسلمانوں سے میری طرف سے سلام عرض کر دیجیے'' والسلام علیک!

یہ خط آپ نے ملفوف کر کے حضرت عبدالرحمٰن بن حمید الجمعی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اسے مدینہ منورہ میں لے جائیں۔ اور خود دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ملک شام کے حالات معلوم کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جس وقت آپ مدینہ طیبہ سے باہر نکلے تو اچانک آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حمید کو آتے دیکھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جلدی سے لپک کر دریافت کیا کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا شام سے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے۔ یہ لفظ سنتے ہی خلیفہ اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ شکر کے لیے سربسجود ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن حمید آپ کی طرف بڑھے اور خدمت اقدس میں پہنچ کر عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ! ذرا سجدے سے سر اٹھایئے خداوند تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کو مسلمانوں کی فتح کے سبب ٹھنڈا کر دیا ہے۔ آپ نے سر اٹھایا اول آہستہ آہستہ خط پڑھا۔ جب آپ اس کا پوری طرح مطلب سمجھ گئے تو پھر سب کو آواز بلند سنایا۔ مدینہ طیبہ میں یہ خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ لوگ چاروں طرف سے خط کے سننے کے اشتیاق کے دوڑے اور آپ نے پھر دوبارہ سب کے سامنے اس خط کو پڑھا۔

کہتے ہیں کہ مکہ، حجاز اور اہل یمن نے جس وقت مسلمانوں کی فتوحات نیز رومیوں سے جو مال غنیمت آیا تھا اس کی خبر سنی تو انہوں نے بھی ثواب واجر کی رغبت میں شام کی طرف خروج کا ارادہ کر دیا۔ باشندگان مکہ معظمہ رؤسا اور اکابر گھوڑے اور اسلحہ لے کر ابوسفیان

صخر بن حرب اور غیداق بن ہشام کی سرکردگی میں مدینہ طیبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شام پر خروج کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کی طرف ان کا جانا ناگوار اور خلاف مصلحت معلوم ہوا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا چونکہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے دراصل کینہ اور بغض و عدوات موجود ہے اس لیے آپ انھیں ہرگز اجازت نہ دیں۔ اللہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ کا قول اعظم و برتر ہے اور ان کا اسفل و بدتر۔ یہ اب تک اپنے کفر پر موجود ہیں اور چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے نور کو پھونکیں مار مار کر بجھا دیں۔ حالانکہ باری تعالیٰ ان کی خواہش کے خلاف اس کو پورا اور تمام کر کے رہیں گے ہمارا قول اور دعویٰ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کا اس کے خلاف دراصل جس وقت خداوند تعالیٰ نے ہمارے دین کو عزت بخشی اور ہماری شریعت کی مدد و نصرت فرمائی یہ لوگ تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے اور اب جب کہ انہوں نے یہ سنا کہ خدائی لشکر نے رومیوں پر فتح پالی تو یہ ہمارے پاس آئے کہ ہم انھیں دشمنوں کی طرف بھیج دیں تاکہ وہ سابقین اولین یعنی انصار و مہاجرین کے برابر ہو جائیں۔ میری رائے میں بہتر یہ ہے کہ آپ انھیں ہرگز وہاں جانے کی اجازت نہ دیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے خلاف کسی طرح نہیں کر سکتا اور نہ تمہارے کسی قول کو رد کر سکتا ہوں

کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو اہل مکہ تک پہنچی اور انھیں معلوم ہوا کہ وہ ہمارے وہاں جانے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ تمام جمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بائیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آپ کے دائیں تشریف رکھتے تھے اور مسلمانوں کو جو فتوحات باری تعالیٰ جل مجدہ نے عنایت فرمائی تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ قریش کی یہ جماعت جس وقت یہاں پہنچی تو آپ کو سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گئی اور آپس میں مشورہ کرنے لگی کہ سب سے پہلے کون سلسلہ گفتگو شروع کرے۔

آخر ابوسفیان بن حرب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے یا عمر! یہ صحیح ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے اور آپ کے مابین بغض و عدوات کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ مگر جس وقت باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ہدایت بخشی تو چونکہ ایمان شرک کو مٹا دیتا ہے، اس لیے ہم نے آپ کی طرف سے اپنے دل کو بالکل صاف کر لیا۔ لیکن آپ اب تک وہی باتیں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ آخر اس پرانی عدوات رکھنے اور نئی دشمنی کرنے کا ایسا وہ کون سا سبب ہے جو مٹائے نہیں مٹتا۔ کیا ہم اب آپ سے یہ امید رکھیں کہ آپ کے دل ہماری طرف سے جو بغض اور تنفر موجود ہے اس کو آپ دھو ڈالیں گے۔ یہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہم سے افضل اور ایمان و جہاد میں اسبق (بہت پہل کرنے والے) ہیں۔ ہم آپ کے مراتب کو جانتے ہیں منکر نہیں ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام سن کر حیا کی وجہ سے اول خاموش رہے اور شرم کے باعث جناب کے جبیں مبارک پر پسینہ کے چند قطرے نمودار ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا واللہ! میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ حضرات سمجھ گئے ہیں بلکہ میرا مقصد خونریزی اور شرارت کو روکنا تھا اور بس۔ چونکہ آپ لوگوں میں زمانہ جاہلیت کی خو اور غیرت اب تک باقی ہے اور حسب و نسب تم اب تک لوگوں پر ظاہر کر کے اپنی بڑائی کرتے رہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا میں آپ کو نیز خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو خدا کے راستہ میں سونپ چکا ہوں۔

اس کے بعد اسی طرح تمام روسائے مکہ معظمہ نے بھی کہا۔ آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تقریر اور گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے حسب ذیل دعا مانگی۔ الٰہا! ان کی خواہشوں اور امیدوں سے

بہتر اور افضل ان کو عطا کیجئے۔ ان کے عملوں اور فعلوں کو اچھی اور احسن جزا دیجئے انھیں ان کے دشمن پر فتح بخشیے ان کے دشمنوں کو ان پر غلبہ نہ دیجئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چند ہی روز کے بعد حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت یمن سے بھی شام کے ارادے سے آ گئی اور ابھی انہوں نے پڑاؤ بھی نہیں کیا تھا کہ اسی ارادہ اور مقصد سے حضرت مالک بن اشتر نخعی جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت زیادہ انس و محبت کرتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ چند معرکوں میں شریک بھی ہو چکے تھے تشریف لے آئے اور مع اہل و عیال کے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں فروکش ہوئے۔

اس طرح مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی بھاری جمعیت جمع ہو گئی اور قوم جرہم کو ملا کر قریب نو ہزار کا لشکر فراہم ہو گیا۔ جس وقت لشکر کا تمام ساز و سامان درست ہو چکا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے لشکر کے نام حسب ذیل خط لکھا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالدؓ کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطرف خالد بن ولید و دیگر مسلمانان

اما بعد! میں اس ذات پاک کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ہر حالت میں خواہ وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر خداوند تعالیٰ سے ڈرنے مسلمانوں سے نرمی کرنے ان کی طاقتوں کے موافق کام لینے ان کی خطاؤں سے درگزر نے اور ہر ایک کام میں ان سے مشورہ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے جو تمہیں فتوحات بخشیں تمہاری مدد فرمائی اور کفار کو ہزیمت دی اسے سن کر میں بہت خوش ہوا۔ تم اپنے گھوڑوں کو برابر بڑھاتے چلے جاؤ حتیٰ کہ تم کفار کے ممالک فتح کرتے کرتے شام کے باغات تک پہنچ جاؤ اور خداوند تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرا دیں اس کے بعد حمص اور معرات کی طرف بڑھو اور پھر انطاکیہ کی جانب تم اور تمہارے ساتھیوں پر سلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میں تمہارے پاس بہادران یمن شیران نخع اور سرداران مکہ کو بھیج رہا ہوں۔ عمرو بن معدیکرب اور مالک اشتر تمہارے کاموں میں زیادہ مددگار اور معاون ثابت ہوں گے جس وقت تم بہت بڑے شہر، پہاڑوں والے یعنی انطاکیہ پہنچو تو بادشاہ ہرقل چونکہ وہیں مقیم ہے اگر وہ تم سے مصالحت چاہے تو تم صلح کر لینا اور اگر لڑائی کے لیے آمادہ ہو تو پھر تم بھی جنگ کرنا اور تاوقتیکہ مجھے نہ لکھو پہاڑوں کے دروں میں نہ جانا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل کی موت قریب ہے اس کے بعد آپ نے لکھا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ کہ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ والسلام۔

آپ نے اس کو ملفوف کر کے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت فرمائی اور حضرت عبدالرحمٰن بن حمید الجمعی کے سپرد کر کے فرمایا کہ تم ہی شام کے قاصد تھے۔ تم ہی اس جواب کو بھی شام تک پہنچاؤ۔ حضرت عبدالرحمٰن یہ خط لے کر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور منازل قطع کرتے کرتے شام تک پہنچ گئے۔

رافع بن عمیرہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت

میں اپنا عریضہ روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد ہی آپ نے فوراً دمشق کی طرف کوچ کر دیا تھا۔ اہل دمشق نے جس وقت اپنے دلیروں اور شجاعوں کے قتل اپنے لشکر جو ہرقل نے اجنادین سے روانہ کیا تھا اس کی ہزیمت کی خبر سنی تو خوف کے مارے قلعہ بند ہو گئے۔ گاؤں اور قریوں کے باشندے اپنے اپنے دیہات اور بستیوں کو چھوڑ کر دمشق میں پناہ گزین ہوئے۔ قلعہ کا سامان درست کیا۔ تلواریں، ڈھال اور نیزے اور[1] منجنیق شہر پناہ کی دیواروں پر نصب کیں۔ نشانات اور صلیبوں کو گاڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں اس وقت پہنچے جب یہ بالکل محفوظ ہو چکے تھے۔ آپ کے لشکر کے ساتھ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو ہزار[2] لشکر اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ ایک ایک ہزار فوج لے کر پہنچ گئے ان کے بعد حضرت معاذ بن جبلؓ بھی دو ہزار کی جمعیت لے کر آ وارد ہوئے۔ اہل دمشق نے جس وقت مسلمانوں کی فوج ظفر موج کو دریا کی طرح امنڈتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا تو انھیں اپنی ہلاکت کا اب کافی یقین ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دَیر کے مقام میں جو دمشق سے نصف میل کے فاصلے پر تھا پڑاؤ کیا جس وقت آپ یہاں فروکش ہوئے تو آپ نے امراء اور سرداران لشکر کو بلا کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس نصرانی رومی قوم نے ہمارے پھر جانے اور دوسری طرف چلے جانے کے بعد کیسی غداری اور کس طرح کا ہم پر خروج کیا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لے کر باب جابیہ پر پڑاؤ کریں اور اس قوم کو کسی طرح مہلت اور امان نہ دیں تاکہ وہ آپ کو کسی قسم کا مکر و فریب نہ دے سکے۔ آپ کسی حالت اور کسی وقت میں اپنے مقام کو نہ چھوڑیں۔ باب جابیہ سے ذرا فاصلہ پر رہیں اور لگا تار ایک دوسرے کے بعد ان کی طرف تھوڑا تھوڑا لشکر بھیجتے رہیں تاکہ وہ چھوٹی چھوٹی معرکہ آرائی کر کے ان کو مہلت نہ لینے دیں۔ اس کام میں فوج باری باری اور نوبت کے ساتھ روانہ کرتے رہیں۔ اس مقام پر زیادہ دنوں ٹھہرنے اور ان کے قلعہ بند ہونے سے دل تنگ ہونے اور جلدی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذرا صبر کریں، ہمیشہ صبر کے بعد ہی فتح ہوا کرتی ہے۔ البتہ اپنی جگہ اور مقام کو کسی حالت میں نہ چھوڑیں اور اس قوم کے مکر و فریب سے بچتے رہیں۔ آپ نے کہا بہت بہتر انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہ کہہ کر آپ نے چوتھائی لشکر ساتھ لیا اور باب جابیہ پر ڈیرے ڈال دیئے۔ آپ کے واسطے دروازے سے ذرا فاصلے پر طائفی چرم کا ایک خیمہ نصب کر دیا گیا۔

ابومحمد عبداللہ بن حجاز انصاری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حضرت رفاعہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو دمشق کی اس لڑائی میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل تھے پوچھا کہ اس وقت جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رومیوں کے مال غنیمت میں سے جو انھیں اجنادین' بصریٰ' تدمر' اور فتح حوران سے حاصل ہوا تھا ہزاروں خیمے موجود تھے پھر اس کی کیا وجہ کہ طائفی چرم کا خیمہ ان کے لیے نصب کیا گیا اور وہ خیمے یوں ہی جوں کے توں ان کے پاس رکھے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا! یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فروتنی، عاجزی اور کسر نفسی تھی تاکہ وہ زینت دنیا اور اس کی محبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ نیز یہ کہ رومی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مسلمان کسی دنیوی خواہش اور ملک گیری کی ہوس کے لیے نہیں لڑتے بلکہ وہ اپنے خدا کی خوشنودی، طلب آخرت اور دین کی نصرت کے لیے یہ کام کرتے ہیں۔ بیٹا مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ جس وقت وہ رومیوں کے کسی شہر میں ٹھہرا کرتے تھے اپنے قدیمی خیمے علیحدہ قائم کر کے ان سے فاصلے پر ان خیموں کو نصب کیا کرتے تھے ان خیموں کے پاس محض گھوڑے، اسلحہ، زرہیں، پیش قبض ڈھالیں رکھ دی جایا کرتی تھیں اور بس ان کے پاس کوئی شخص جا

---

[1] عروات کا یہ ترجمہ ہے عروہ بمعنی کوچک تر از منجنیق یعنی ایک ہتھیار منجنیق سے چھوٹا ہوتا ہے منجنیق اردو گو پھیا۔

[2] ایک نسخہ میں دو ہزار ہے۔

کر نہیں پھٹکتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقیہ ہم میں سے کوئی شخص بارش میں بھی بھیگ جاتا تھا تو چونکہ ان میں کبھی خالص خدا کا نام نہیں لیا گیا تھا اس لیے ان خیموں میں کبھی پناہ نہیں لیتا تھا۔ یہی حال ہتھیاروں کا تھا کہ نہتے دشمن کے سامنے چلے جاتے تھے مگر انھیں استعمال نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ بعض مسلمان خرمے کی گٹھلیوں کو دھاگہ میں پرو پرو کر بجائے زرہ کے کام لے لیتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا دمشق پر اپنے لشکر کو ترتیب دینا

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابیہ پر پہنچ گئے تو آپ نے اپنی فوج کو لڑائی کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو بلا کر ہدایت کی تم اپنے ساتھیوں کو لے کر باب الصغیر پر چلے جاؤ۔ اپنی قوم اور آدمیوں کی حفاظت رکھنا۔ اگر شہر میں سے کوئی تمہارے مقابلے کو نکلے اور تم اپنے اندر تاب مقابلہ نہ پاؤ تو فوراً مجھے اطلاع دے دینا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔ اس کے بعد حضرت شرحبیل بن حسنہ کو بلا کر فرمایا تم باب توما پر متعین ہو جاؤ اور احتیاط رکھو۔ اس دروازے کا حاکم توما ئی سنا ہے بہت ہوشیار اور دلاور آدمی ہے۔ اپنی قوم کا سردار اور بادشاہ ہرقل کے نزدیک اپنی شجاعت اور دلیری کی وجہ سے بہت محبوب ہے اور اسی وجہ سے ہرقل نے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اگر وہ تم پر حملہ آور ہو تو مجھے خبر کر دینا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میرے سپاہیوں کے اندر ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس پر اس کا حیلہ چل سکے۔ بعدہ آپ نے حضرت عمرو بن عاص کو بلا کر حکم دیا کہ تم باب فرادیس پر فروکش رہو وہاں سے کسی طرح حرکت نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہاں برادران قوم جمع ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ باب[1] الفرج پر چلے جاؤ آپ وہاں چلے گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دمشق کا باب مرقش بند رہتا تھا کیونکہ اس پر لڑائی نہیں ہوا کرتی تھی اسی وجہ سے اس کو عرب میں باب السلامتہ کہا جاتا تھا۔

اس انتظام کے بعد آپ خود نفس نفیس باقی ماندہ لشکر کو لے کر باب شرقی پر ٹھہرے اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر دو ہزار لشکر دیا اور فرمایا کہ تم بطور[2] طلیعہ (ہراول) کے کام کرو۔ اپنے لشکر کے ہمراہ شہر کے چاروں طرف گشت لگاتے رہو۔ اگر کوئی مشکل کام پیش آ جائے یا رومیوں کے کہیں جاسوس نظر پڑ جائیں تو مجھے فوراً مطلع کر دینا میں جو کچھ اس وقت مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ آپ نے جواب دیا یہ کام تو میرے ضمیر کے خلاف ہے کہ میں لڑائی اور جنگ کو چھوڑ کر انتظار اور خود آرائی میں مشغول ہوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا حتی المقدور وسعت کے موافق لڑ لینا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو بسم اللہ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے:

(ترجمہ اشعار) ''اے دمشق آج تیرے پاس ضرار ایسے شخص کے ساتھ آیا ہے جو تیرے پاس بڑی سختی کے ساتھ آئے گا میں ابھی ابھی گردن کو ایسی تلوار سے اڑاؤں گا جو نہایت تیز کاٹنے اور چمکنے والی ہے۔ میں بہت جلد تیرے پاس آگ روشن کروں گا اور قوم کو بہت جلد کلام بزرگ کے سبب بھگا دوں گا۔''

---

[1] بعض نسخوں میں باب کیسان آیا ہے۔

[2] طلیعہ لشکر کا وہ ٹکڑا جو حفاظت کرتا ہے اور دشمن کے حالات کی خبریں بھی دم دم میں دیتا ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے ایک بپھرے ہوئے شیر اور غضب ناک چیتے کی طرح منزل مقصود کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ باب شرقی پر رہے۔ آپ کی فوج نے رومیوں پر حملہ کیا۔ ادھر رومیوں نے عہد کر لیا کہ جب تک ہم میں ایک فرد بھی باقی ہے لڑائی کو بدستور باقی رکھیں گے۔ عورتوں اور اولاد کو ان کے ہاتھ نہ آنے دیں گے۔ یہ سوچ کر انہوں نے بھی تیر چلانے شروع کئے اور طرفین سے منجنیق تیر اور پتھروں کی اس قدر بارش ہوئی کہ طرفین کے اکثر آدمی زخمی ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبدالرحمٰن بن حمید بن حجمی مدینہ طیبہ سے لے کر اس وقت یہاں پہنچے جب کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رافع بن عمیرۃ الطائی کے ہمراہ باب شرقی پر جنگ وجدال میں مشغول تھے حضرت عبدالرحمٰن بن حمید حجمیؓ نے باب شرقی کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ کو وہ فرمان دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ مسلمانوں کو حضرت ابوسفیان اور حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی اور ان کے لشکر کے آنے کی خوش خبری سنائی۔

کہتے ہیں کہ یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی، دن بھر مسلمان لڑتے رہے۔ رات ہوئی دونوں فریق جدا ہوئے تو مسلمانوں کا ہر سردار اپنے اپنے دروازے اور مقام پر متعین رہا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ہر دروازے پر بھیجا اور ہر جگہ پڑھ کر سنا دیا گیا۔ مسلمان کمک کو سن کر بے حد خوش ہوئے۔ رات صبح کی لڑائی کے لیے نہایت مستعدی اور انتظار کے ساتھ گزاری۔ باری باری سے اپنی اپنی فوج کی نگہبانی کرتے رہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات پورے لشکر کے گرد چکر اور گشت لگاتے رہے کہ دشمن اچانک نہ آ پڑے اور شب خون کر دے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رات کو مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں بہت زیادہ بلند ہوتی رہیں۔ رومی بھی رات بھر مخصوص کلمات کے ساتھ چیختے اور چلاتے رہے۔ شہر پناہ کی دیواروں پر نشانات آویزاں رکھے۔ گھنٹے بجاتے رہے اور مشعلیں اس قدر روشن رکھیں کہ گویا دن نکل رہا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل دمشق اکھٹے ہو کر شہر کے روسا اور اکابر قوم کے پاس گئے اور مشورہ کیا کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا مصالحت بہتر ہے جتنی مقدار پر مسلمان صلح کر لیں اتنی رقم انھیں دے کر صلح کر لینی چاہیے۔ بعض نے اس کی تائید کی اور کہا واقعی اجنادین کی جنگ میں جن فوجوں نے جن میں ہرقیلہ' بطارقہ، اراجیہ اور قیاصرہ سب ہی قبیلے تھے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ جب باوجود ہم تعداد میں زیادہ ہونے کے ان کا مقابلہ نہ کر سکے، بلکہ مسلمانوں نے انھیں غلہ کی طرح پیس کے رکھ دیا تو ہم جب کہ ان سے تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں نہ شجاعت کے اعتبار سے کسی طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعض کی رائے ہوئی کہ بادشاہ کے داماد توما سے ہمیں اس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہئے۔ آیا اس میں اس کی کیا رائے ہے؟ ہمیں اس کے پاس جا کر اپنی کہنی اور اس کی سننی چاہئے۔ نیز اس سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ ہمارے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائے۔ اگر اس کی رائے صلح کی ہوگی تو صلح کر لیں گے یا اس کو ساتھ لے کر اس کی حمایت میں ہم مقابلہ کو نکلیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تمام جمع ہو کر توما کے دروازے پر پہنچے۔ وہاں چند مسلح سپاہی پہرے پر مقرر تھے انہوں نے دریافت کیا تم لوگ کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ہم بادشاہ کے داماد سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے ہم اندر سے اجازت لے آئیں۔ اجازت کے بعد یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور زمین بوس ہو کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا، بیٹھنے کی اجازت دی یہ بیٹھ گئے مگر ان کے چہروں سے خوف اور رنج معلوم ہو رہا تھا۔ توما ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ایسی اندھیری رات میں آپ لوگ یہاں

کیسے آئے؟ انہوں نے جواب دیا اے سردار! ہمارے شہروں پر جو آفت اور بربادی نازل ہو رہی ہے ذرا اس کی طرف توجہ کیجئے اور ہم پر آج کل جو افتاد اور بلا نازل ہو رہی ہے جس کے رفع کرنے کی ہمارے اندر طاقت نہیں ہے اس کا کچھ علاج کیجئے۔ ہمیں آپ پر بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ہم ان عربوں کے ساتھ مصالحت کر لیں اور جو کچھ مانگیں انھیں دے دیں یا آپ بادشاہ کو لکھ بھیجیں کہ وہ ہماری مدد اور کمک کرے یا آپ ہی ان مسلمانوں کو ہم سے کسی طرح دفع کریں ورنہ ہمارے ہلاک ہونے میں اب کچھ کسر نہیں ہے۔ توما یہ سن کر کھل کھلا کر ہنسا اور کہنے لگا۔ تف ہے تم پر دشمن کو خود تم نے ہی ہمت، جرات اور ترغیب دلائی ہے۔ اسے پھر ترغیب ہونے ہی تھی۔ مجھے اپنے بادشاہ کے سر کی قسم! میں تو مسلمانوں کو لڑائی کے قابل اور اس کا اہل بھی نہیں سمجھتا اور نہ اس بات کے قابل جانتا ہوں کہ وہ تیروں کی بوچھاڑ میں ٹھہر بھی سکتے ہوں گے۔ اگر کبھی وہ میرے قریب آ گئے تو میں ان کے اگلوں کو پچھلوں کے ساتھ ملا دوں گا اور اپنی قوم کا پورا پورا بدلہ لوں گا۔ تم اپنے شہر میں اطمینان سے رہو اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ کیونکہ اگر ان کے واسطے شہر کا دروازہ کھول بھی دیا جائے تو اتنی کس کی ہمت ہے کہ شہر میں گھس آئے۔"

اہل دمشق کا توما کو لڑائی کے لیے آمادہ کرنا

اہل دمشق یہ سن کر کہنے لگے اے سردار! مسلمان بڑے سخت ہیں اور جو آپ نے بیان کیا ہے وہ ان صفات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں، ان میں کا ایک چھوٹے سا چھوٹا اور بوڑھے سے بوڑھا آدمی دس سے لگا کر[1] سو تک کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ان کا سردار تو اتنا سخت آدمی ہے کہ اس کا مقابلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ اگر ہمیں شہروں اور اموال کو محفوظ دیکھنا اور رکھنا چاہتے ہیں، آپ ہماری پوری پوری حمایت کرنا گوارا کرتے ہیں تو آپ یا تو ان سے صلح کر لیں یا ہمارے ساتھ چل کر ان کا مقابلہ کریں۔

توما نے جواب دیا کہ یا قوم! اول تو تم ان سے زیادہ ہو۔ دوسرے تمہارا شہر مامون مصئون اور قلعہ بند ہے اور تیسرے اس شہر کے علاوہ تمہارے پاس ایسے ایسے شہر اور شہر ہیں۔ چوتھے تمہارے پاس کافی اسلحہ زرہ اور سامان موجود ہے۔ پھر یہ لوگ ننگے بدن ننگے پیر ان کے پاس اتنا ساز وسامان کہاں؟ انہوں نے کہا اے سردار! ان کے پاس ہمارا ہی ساز وسامان اور بے شمار اسلحے موجود ہیں جو انہوں نے جنگ فلسطین اور بصریٰ میں حاصل کیا۔ نیز بزورکلوس اور عزرائیل سے بیت لہیا میں مقابلہ ہوا تو خود ہم مقابلہ میں تھے وہ چھینا۔ مجورا کے مقام میں بولص اور اس کے بھائی بطرس سے لیا۔ اجنادین کی جنگ میں ان کے علاوہ ان کے ہاتھ آیا۔ ان کے پاس ساز وسامان اور مال جو انہوں نے ہم سے ہی حاصل کیا تھا بہت ہے مگر لاپرواہی کے سبب اس سے کام نہیں لیتے۔ علاوہ ازیں ان کے نبی نے خدا کی طرف سے انھیں ایک خبر دی ہے کہ جو مسلمان جہاد میں مارا جائے گا وہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو کافر قتل ہو گا وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی واسطے یہ لوگ ننگے بدن اور ننگے پیر بے دھڑک ہو کر ہم سے مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کے قول کے موافق جنت میں چلے جائیں"۔

توما یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا کہ تمہاری اسی سادہ لوحی نے انھیں زیادہ دلیر بنا دیا ہے۔ اس قسم کی باتیں تمہارے ذہن میں سما گئی ہیں اور اس کی وجہ سے ان فرومایہ اور غلام لوگوں نے تمہیں تاک لیا ہے۔ اگر تم صداقت کے ساتھ ان سے لڑتے تو چونکہ تم ان سے کئی گناہ زیادہ تھے ضرور ان کو قتل کر دیتے۔ انہوں نے کہا سردار! آپ جس طرح چاہیں یہ بلا ہم سے دور کر دیں اور آپ یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ ہماری مدد اور اعانت نہ کریں گے تو ہم جس چیز پر وہ مصالحت چاہیں گے ان سے کر کے ان کے واسطے دروازہ کھول دیں گے۔ توما ان

[1] بعض نسخوں میں دس سے بیس تک ہے۔

کی یہ گفتگو سن کر دیر تک غور کرتا رہا اور اس کے دل میں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ واقعی یہ لوگ ایسا ہی کر دیں گے۔

پھر خوب سوچ کے کہنے لگا تم لوگ بالکل فکر نہ کرو۔ میں کل تمہارے ساتھ ہو کر ان سے لڑائی کے لیے نکلوں گا۔ ان کے سرداروں کو چن چن کر قتل کر دوں گا اور انھیں مار کر بھگا دوں گا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو کر ایسی گھمسان کی لڑائی لڑو اور میرے قوت بازو ہو کر ایسی جان توڑ کوشش کرو کہ جسے میں پسند کروں اور تم کامیاب ہو جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے ساتھ بلکہ آپ سے آگے رہیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک فرد بھی زندہ ہے اس وقت تک برابر لڑتے رہیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے لڑائی صبح پر رکھو۔ اب لڑائی میں اہل عرب پر اچھی طرح مصیبت آئے گی۔ یہ لوگ اس کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے۔ تمام رات قلعہ کی حفاظت رکھی۔ برجوں اور دروازوں پر آگ روشن کی اور اس کے حکم کے منتظر رہے۔

ادھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فرودگاہوں میں توجہ الی اللہ کئے تکبیر تہلیل اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر کے مقام میں عورتوں، لڑکوں اور مال غنیمت کے پاس رہے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی باب شرقی پر لشکر زحف میں تھے تمام رات اسی طرح پہرہ اور حفاظت میں گزر گئی۔ صبح نمودار ہونے پر ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو نماز پڑھائی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی باب جابیہ پر اپنی فوج کو نماز پڑھا کر لڑائی پر جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں لڑائی سے دل نہ توڑنا چاہئے۔ جو شخص آج محنت و مشقت کرے گا۔ کل یقیناً وہ راحت اور آرام پائے گا۔ تیر چلانے میں زیادہ احتیاط سے کام لو۔ تیر خطا بھی کرتے ہیں اور نشانے پر بھی پہنچتے ہیں۔ گھوڑوں پر مطلق سوار نہ ہو کیونکہ خدا کے دشمن تم سے بلند جگہ پر ہیں جنہیں تیر چلانے کا اچھا موقع ہے۔ ایک دوسرے کو مدد دیتے رہنا اور دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھلانا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سب اپنے جسموں کو ڈھالوں سے محفوظ کر کے پاپیادہ ہی دشمن کی طرف بڑھے۔ ادھر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب صغیر سے قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب کیسان سے رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقی سے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب توما سے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب الفرادیس سے چلے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ روایت کے ساتھ حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو فتح دمشق میں موجود تھے دریافت کیا کہ دمشق کے محاصرہ کے روز آپ حضرات سوار ہو کر لڑ رہے تھے یا پیدل؟ آپ نے فرمایا سوائے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ہزار سواروں کو جو اس محاصرہ میں کہ ہنگامہ میں تمام لشکر اور شہر کے گرد چکر لگاتے پھر رہے تھے باقی تمام لشکر پیدل تھا حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے گرد اس لیے پھر رہے تھے کہ اچانک دشمن کسی جگہ سے مسلمانوں پر حملہ نہ کر دے۔ آپ جس وقت کسی دروازے کے پاس پہنچتے تو توقف فرما کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے اور کہتے کہ دشمنان خدا کے مقابلہ میں صبر کرو صبر۔ کل یعنی قیامت کے روز تم اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سایہ عاطفت میں اٹھائے جاؤ گے۔ اگر خدا کے دشمن شہر پناہ کی دیوار سے تم پر خروج کریں تو باری تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ ان پر ان کے اوپر ہی سے یا پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری فتح ہو گی۔

کہتے ہیں کہ اب ایک نے دوسرے کو لڑائی کے لیے پکارا۔ تیر اندازوں نے تیر چلائے۔ قلعہ والوں کی طرف سے تیر برسنے شروع ہو گئے، منجنیق سے ڈھیلے آنے لگے کہ مسلمان اس بلا پر جو قلعہ والوں کی طرف سے نمودار ہوئی، نہایت صبر و استقلال سے ڈٹے رہے۔ بادشاہ کا داماد توما اپنے ہمنام دروازے سے نکلا۔ یہ شخص تمام دمشق میں نہایت عابد، زاہد، شجاع اور دانش مند مشہور تھا کافروں

کے شہروں میں اس سے زیادہ عابد اور اپنے دین کا کوئی دوسرا زاہد اس کے برابر نہیں تھا نہ اس سے زیادہ کوئی دوسرا بزرگ قوم سمجھا جاتا تھا۔ آج یہ اپنے محل سے اس ہیبت اور شان کے ساتھ نکلا کہ سب سے بڑی صلیب اس کے ہاتھ میں تھی اس نے صلیب کو برج پر گاڑ دیا۔ بطارقہ اور اراجیہ نیز بڑے بڑے نصرانی اس کے گرد جمع ہوئے۔ انجیل ایک اور شخص کے ہاتھ میں تھی اس نے بھی اسے صلیب کے پاس رکھ دیا۔ نصرانیوں نے اس وقت چلانا شروع کیا۔ گفتگو وقال کی آوازیں آنے لگیں۔ توما نے اپنا ہاتھ انجیل کی ایک سطر پر رکھا اور اس طرح دعا پڑھنی شروع کی:

''اوخدا! ہم میں سے اس شخص کو مدد دے جو حق پر ہو ہمیں غالب کر دشمنوں کے ہاتھ میں نہ دے، ظالموں کو برباد کر تو ظالموں کو جانتا ہے۔ اے خدا! میرے ہم صلیب کے واسطے اور اس شخص کے وسیلہ سے جو سولی دیا گیا اور جس نے آیات ربانیہ کو ظاہر اور افعال لاہوتیہ کو آشکارا کیا، تجھ سے نزدیکی اور قرب چاہتے ہیں۔ وہ شخص ہمیشہ تیرے ساتھ ہے، دنیا میں آیا اور پھر لوٹ گیا تیرے پاس سے انجیل لایا۔ پس ہمیں ان ظالموں کے مقابلے میں مدد دے اور جو شخص راہ راست پر ہے اس کو غالب کر اس کی ان دعا پر سب نے مل کر آمین کہی۔

رفاعہ بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بیان کیا تھا اور ان سے روماس حاکم بصریٰ جو اس وقت ان کے پاس باب توما میں تھے۔ رومیوں سے یہ سن کر ترجمہ کر کے بتلاتے جاتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کلام ان کا وہی ہم کو ہماری زبان میں بتلایا کرتے تھے۔ حضرت رفاعہ کہتے ہیں کہ رومیوں کی یہ کفر کی باتیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر تہمت سن کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دیگر مسلمانوں نے خدا سے پناہ مانگی دروازہ کی طرف حملے کی نیت سے بڑھے اور چونکہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو توما کا یہ قول سخت ناگوار گزرا تھا اس لیے آپ نے فرمایا مردود! تم نے جھوٹ بکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ہے۔ ان کو باری تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ان کو جب تک چاہا زندہ رکھا اور جس وقت خوشی ہوئی اٹھالیا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر ایک سخت حملہ کیا۔

دمشق میں توما کی لڑائی اور حضرت ابان بن سعیدؓ کی شہادت

مسلمان اس قدر سختی اور جانکاہی کے ساتھ لڑے کہ اس سے پہلے کبھی کسی لڑائی میں اس زور کے ساتھ نہیں لڑے تھے۔ ملعون توما نے بھی نہایت بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس کے آدمیوں نے پتھراؤ اور تیروں کا لگاتار مینہ برسانا شروع کر دیا جس سے بہت سے مسلمان مجروح ہو گئے۔ مجروحین میں حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کہ ان کے ایک مسموم تیر (زہر میں بجھا ہوا) آ کر لگا۔ انہوں نے اگرچہ اسے نکال لیا اور زخم پر اپنا عمامہ ہی باندھ لیا تھا مگر انہوں نے اس کے زہر کا اثر اپنے بدن میں محسوس کیا اور یہ الٹے گر پڑے۔ ان کے بھائیوں نے انہیں سنبھالا لشکر میں اٹھا کر لائے اور ارادہ کیا کہ عمامہ کھول کر علاج کریں۔ مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھولنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر اس کو کھول دیا گیا تو میرا دم اسی وقت کھولنے کے ساتھ ہی ساتھ نکل جائے گا۔ خدا کی قسم! جو کچھ میں باری تعالیٰ سے مانگتا اور امید کرتا تھا وہ مجھے مل گیا (یعنی شہادت۔ مترجم) مسلمانوں نے ان کی خواہش کے خلاف اس زخم کو کھولنا شروع کر دیا۔ ابھی یہ کھولنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت ابانؓ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی انگلی سے اشارہ کیا اشهدان لا اله الا الله وان محمد رسول الله هذا ما وعدالرحمن وصدق المرسلون (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا) آپ کے منہ

سے ابھی یہ جملہ پورا بھی نہیں نکلا تھا کہ روح اس قفس عنصری کو چھوڑ کر عالم بالا میں چلی گئی۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم کریں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

آپ کی شادی ابھی اجنادین کے مقام میں جنابہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے ہوئی تھی جن کے ہاتھ اور سر سے شب عروسی کی مہندی اور عطر تک کا اثر ابھی تک زائل نہیں ہوا تھا یہ ایک شجیع اور دلیر خاندان کی خاتون اور پا پیادہ لڑنے والی عورتوں میں سے تھیں جس وقت انہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے متعلق سنا تو نہایت گھبراہٹ کے ساتھ لٹکے ہوئے دامنوں میں الجھتی ہوئی ٹھوکریں کھاتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آ کر کھڑی ہوگئیں۔ انھیں دیکھ کر ثواب کی امید میں صبر کر کے سوائے اس جملہ کے اور کچھ زبان سے نہیں نکلنے دیا کہ آپ کو جو عطا ہوا وہ مبارک ہو۔ آپ رب العالمین کے جوار رحمت اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے پاس چلے گئے۔ اس خداوند عالم کے پاس جس نے ہمیں ملایا تھا پھر جدا کر دیا۔ میں تمہاری چونکہ مشتاق ہوں خدا کی قسم! اس قدر جہاد کروں گی کہ تم سے مل جاؤں۔ کیونکہ نہ میں نے تمہیں اچھی طرح دیکھا اور آرام برتا اور نہ تم نے۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ میں نامراد ہوں۔ میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی مس کرے۔ میں نے اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے۔ میں تم سے بہت جلد ملوں گی اور مجھے امید ہے کہ یہ کام بہت ہی جلدی ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ان سے زیادہ صبر کرنے والی عورت کوئی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے بعد ان کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو سپرد خاک کر دیا گیا ان کی قبر مشہور ہے۔ حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے پاس بالکل نہیں ٹھہریں بلکہ سیدھی خیمہ میں آئیں اسلحہ سے مسلح ہوئیں۔ ڈھاٹا باندھا تلوار ہاتھ میں لی اور ہیئت بدل کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر خبر کیے مسلمانوں کے ساتھ لشکر میں شامل ہوگئیں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ میرے شوہر کون سے دروازے پر شہید ہوئے؟! انہوں نے کہا توما نامی دروازے پر جو ہرقل بادشاہ کے داماد کے نام سے مشہور ہے اور اسی نے تمہارے شوہر کو قتل کیا ہے۔ آپ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی طرف روانہ ہوئیں اور اس میں مل کر نہایت سختی سے لڑیں۔ آپ نہایت اچھی تیرانداز تھیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز باب توما کے سامنے ایک شخص کو صلیب اٹھائے اور اپنے لشکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اور وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے خدا! تو صلیب کو اور اس شخص کو جس نے صلیب کی طرف پناہ لی ہے مدد دے۔ اے اللہ! ان پر اس کا غلبہ ظاہر کر اور اس کو بلند مرتبہ کر۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ دفعتہً ام ابان نے ایک ایسا تیر چلایا کہ خطا کیے بغیر نشانہ پر جا لگا۔ اسی وقت وہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ میں نے خود اس کے چمکتے ہوئے جواہر دیکھے۔ مسلمانوں میں کا ہر شخص اس کے اٹھا لینے کے لیے اپنے بدن کو ڈھالوں سے چھپا کر دوڑا۔ پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ ہمارے آدمیوں نے صلیب کے اٹھانے کے لیے اس قدر سبقت کی کہ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا چلا جا رہا تھا کہ پہلے میں ہی اٹھاؤں۔ خدا کے دشمن توما نے جب صلیب کے اٹھا لینے کے لیے مسلمانوں کی اس قدر کثرت اور عجلت دیکھی تو اسے اپنی ذلت و خواری کا احساس ہوا اور سمجھ لیا کہ اب ہلاکت قریب ہے اس کا کفر اس وقت اور تیز ہوا اور اسے یہ سخت ناگوار گزرا کہ اس نے دل میں غور کیا کہ بادشاہ کو اس کی خبر ضرور ہوگی کہ صلیب اعظم مجھ سے چھین لی گئی اور کچھ دن کے لیے اس کے مالک مسلمان ہو گئے۔ یہ سوچ کر اس نے کمر کسی۔ تلوار اور سپر ہاتھ میں لی اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسے بیٹھنا ہے بیٹھ جائے۔ میں اب ضرور مقابلہ کو نکلوں گا اور دشمن کو دفع کر کے

اپنے دل کو آرام دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بہت پھرتی سے نیچے اترا۔ دروازہ کھول دینے کا حکم دیا اور دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے میدان میں نکلا۔ رومی چونکہ اس کی شجاعت، مردانگی، دانش مندی اور شدت حملہ سے خوب واقف تھے اس لیے بعض تیر کمان اور بعض ڈھال اور تلوار لیے ہوئے ٹڈی دل کی طرح اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑے پڑے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان صلیب کے لوٹنے میں مشغول تھے کہ رومی چیختے چلاتے دروازے سے باہر آئے۔ شور و غوغا بلند ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک نے دوسرے کو متنبہ کیا اور جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی سپرد کر دی اور خود ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ دشمن کی طرف بڑھے اور اگر چہ دروازہ کے اوپر سے تیر اور پتھر کافی مقدار میں برس رہے تھے مگر پھر بھی رومیوں پر پل پڑے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آواز سے کہا یا معاشر المسلمین! دروازہ کے سامنے سے پیچھے ہٹ کر لڑو تا کہ دشمن کے پتھر اور تیروں سے محفوظ ہو جاؤ۔ یہ سن کر مسلمان پیچھے ہٹے اور اس طرح دشمن کے شر سے محفوظ ہو گئے جس وقت یہ پیچھے ہٹے تو خدا کے دشمن توما نے دائیں بائیں لڑتے اور مارتے ان کا تعاقب کیا۔ بہادران رومی اس کا حلقہ کئے ہوئے تھے اور یہ ایک مست اونٹ کی طرح جھوم رہا تھا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ حالت اور مشرکوں کا غلبہ دیکھا تو اپنی قوم کو خطاب کر کے کہنے لگے۔ معاشر الناس! بہشت کے طلب کرنے کے لیے اپنی موت کو بھول جاؤ۔ اپنے خالق کو راضی کر لو اور یاد رکھو وہ بھاگنے یا پیٹھ دکھانے سے راضی نہیں ہوتا بڑھو حملہ کرو اور ان میں گھس جاؤ۔ خداوند تعالیٰ برکت دیں گے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا کہ ایک جماعت دوسری جماعت میں گھس گئی۔ تلواروں نے اپنا کام شروع کیا پتھر اور تیروں نے نشانہ باندھا۔ سپر منہ پر آ گئی۔ ادھر رومیوں کو شہر میں خبر پہنچی کہ توما مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلا ہے۔ صلیب اعظم اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ یہ سنتے ہی لوگ نکلنے شروع ہوئے۔ رومیوں کی جماعت بڑھ گئی۔ خدا کا دشمن توما دائیں بائیں دیکھتا اور اپنی قوم کو صلیب کی تلاش اور اس کے حصول کی ترغیب دیتا جاتا تھا کہ دفعتہً اس نے اسے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھی۔ دیکھتے ہی بے صبری کے عالم میں تلوار نکال کر آپ کی طرف بڑھا اور چلا کر کہنے لگا کہ بس اب صلیب ڈال دو اس کی وجہ سے ہی تم پر بلا نازل ہوئی ہے۔

توما کا حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا کے تیر سے زخمی ہو کر گرنا

کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت اچانک اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار ہاتھ میں لی۔ سپر سینہ کے برابر کی اور مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ توما نے آپ پر پوری طرح حملہ کیا مگر جس وقت صلیب کو زمین پر پڑے دیکھا تو اپنے آدمیوں کو آواز دی اور وہ اس کی کمک کے لیے آ موجود ہوئے۔ ادھر حضرت ام ابان رضی اللہ عنہا نے جس وقت حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ پر توما کو حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے والا کون شخص ہے۔ مسلمانوں نے کہا یہی ہے وہ بادشاہ کا داماد اور آپ کے شوہر کا قاتل۔ ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سنتے ہی اس کی طرف جھپٹیں اور جس وقت اس کے قریب پہنچیں تو تیر کو چلہ پر چڑھا کر چاہا ہی تھا کہ چھوڑ دیں رومی ان کے قریب پہنچ گئے۔ ارادہ کیا کہ انھیں گزند پہنچائیں مگر آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی اور بسم اللہ و علی برکۃ رسول اللہ کہہ کر نشانہ پر تیر چھوڑا۔ توما قریب تھا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ جائے کہ اوپر سے یہ تیر آیا جو اس کی دائیں آنکھ میں اترتا چلا گیا۔ تیر کھاتے ہی یہ چلاتا ہوا پیچھے

مڑا۔ ادھر ام ابانؓ نے دوسرے تیر کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کچھ رومی ان کی طرف لپکے اور بعض نے خدا کے دشمن توما کو ڈھالوں کی پناہ میں لے لیا۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر حضرت ام ابان کی حفاظت کے لیے اس طرف بڑھے اور جس وقت یہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گئیں تو پھر حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھ پڑھ کر تیر برسانے لگیں۔

(ترجمہ اشعار) ''اے ام ابان! تو اپنا بدلہ لے اور ایک پہنچنے والا حملہ کر۔ تیرے تیروں سے رومیوں میں شور ہو گیا ہے۔ میں نے قسم کھالی ہے کہ میں اب لڑائیوں سے ہی بات کروں گی۔ میں اب تمہیں چھوڑ کر عیش نہیں کروں گی''۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے پھر ایک تیر امارا جو ایک رومی کے سینے پر لگا۔ وہ چکرا کے زمیں پر گرا تو ایک پھر اس کی گردن پر پڑا۔ رومی اوندھا ہوا اور مر گیا۔ خدا کا دشمن توما پہلا تیر کھاتے ہی اونٹ کی طرح بلبلاتا اور چلاتا ہوا بھاگا۔ دروازے کے قریب آیا اور اس میں گھس گیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا تم پر سخت افسوس ہے کہ رومی کتا بھاگ نکلا۔ کتوں کی طرف بڑھو ممکن ہے کہ تم ان تک پہنچ جاؤ۔

یہ کہہ کر آپ نیز آپ کی جماعت ان کی طرف دوڑی اور ان کو مارتے مارتے دروازے تک ہٹاتی چلی گئی مسلمان جس وقت دروازے کے قریب ہوئے تو ان پر اوپر سے پتھر اور تیر برسنے لگے۔ مسلمان پیچھے لوٹے اور علاوہ کپڑا ہتھیار اور صلیبیں لوٹ لینے کے تین سو رومیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ خدا کا دشمن آنکھ میں اسی طرح تیر لیے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا اور جس وقت یہ اندر داخل ہوا تو فوراً دروازہ بند کر لیا گیا۔ معززین اور روسائے قوم اس کے گرد جمع ہوئے۔ حکماء نے تیر نکالنے کے تدابیر سوچیں اور چاہا کہ اسے پکڑ کر کھینچ لیں مگر وہ کسی تدبیر سے نہ نکل سکا۔ توما شدت درد سے چیخ رہا تھا اور کوئی تدبیر اس کے نکلنے کی سمجھ میں نہ آتی۔ آخر تیر کا گز جو لکڑی کا تھا۔ کاٹ دیا گیا اور پیکان آنکھ میں رہنے دیا گیا۔ پٹی باندھنے کے بعد گھر چلنے کے لیے کہا مگر یہ دروازے کے اندر اسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد درد میں سکون ہوا تو قوم نے پھر مکان پر جانے کا اصرار کیا اور کہا کہ اس بقیہ دن میں اگر آپ گھر میں آرام کریں تو بہت بہتر ہے۔ افسوس! آج ہم پر دو مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ پہلی مصیبت صلیب اعظم کا ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے مصیبت آپ کی آنکھ میں تیر لگنا اور یہ دونوں مصیبتیں اس قوم کے ہاتھ سے ہمیں پہنچیں۔ اب ہم اچھی طرح جان گئے ہیں کہ اس قوم کا نہ کوئی مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آدمی ان کی اس آتش حرب میں قدم رکھ سکتا ہے۔ ہم نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو کچھ یہ ہم سے مانگیں انھیں دے دلا کر ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ توما یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا اے بدبختو! اتنا سوچو کہ صلیب اعظم جاتی رہی۔ میری آنکھ کو صدمہ پہنچا عزیز و اقارب مارے گئے پھر بھی میں ان غلاموں کی طرف سے غفلت کروں اور دانستہ طور پر بے خبری برتوں۔ کیا میری اس غفلت کی اطلاع سستی اور عجز کی خبر بادشاہ تک نہیں پہنچے گی۔ مجھے ہر حال میں ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں یقیناً ان سے اپنی صلیب واپس لوں گا اور اپنی ایک آنکھ کے عوض ان کی ہزار آنکھیں پھوڑ کر رہوں گا تا کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ میں حال ہی میں ان کے ساتھ ایک ایسا مکر اور ایک ایسی چال چلوں گا کہ کسی طرح ان کے سردار تک پہنچ جاؤں اس کے بعد ان کی جماعت کو مار کر بھگا دوں گا۔ جو کچھ انہوں نے ہم سے لوٹا ہے سب لوٹا لوں گا اور اکٹھا کر کے بادشاہ کے پاس چلتا کر دوں گا۔ اس کے بعد پھر بھی میری آتش انتقام فرد نہیں ہو گی بلکہ میں ایک لشکر تیار کر کے بار برداری کا سامان اور زادراہ ساتھ لے کر حجاز اور بادشاہ ابوبکر (خاک بدہن۔ مترجم) پر چڑھائی کروں گا وہاں پہنچ کر ان کے آثار کو مسمار، ملکوں کو تباہ و برباد گھروں کو کھنڈر اور مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور ان کے شہروں کو اس قابل کر دوں گا کہ اس میں گوہ، گھونس اور دوسرے وحشی جانور رہنے لگیں۔

یہ کہہ کر یہ دروازے کے اوپر چڑھا آنکھ پر پٹی باندھے تاکہ اس کے لوگوں کے دلوں میں سے مسلمانوں کا رعب نکل جائے انہیں جنگ کی ترغیب دینے لگا اور کہا گھبراؤ مت! اہل عرب سے جو تمہیں تکلیف پہنچی ہے اس کی چنداں پرواہ مت کرو، صلیب ضرور انہیں بھگا کے رہے گی۔ اگر تمہیں اس کا یقین نہ ہو تو میں ذمہ دار اور ضامن ہوتا ہوں۔ لوگوں کو اس کے کہنے سے ڈھارس بندھی اور وہ پھر ایک دفعہ دل کھول کر لڑنے لگے۔

ادھر مسلمانوں نے بھی خوب ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیک آدمی بھیجا اور کہا کہ تم حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں کا تمام قصہ بیان کرو اور کہو کہ توما بادشاہ کے داماد کے ہاتھ سے ہمیں بے حد و حساب نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ نیز اس ہمارے مورچہ پر سب سے زیادہ ہنگامہ آرائی ہے۔ اس لیے ہماری کمک کے لیے کچھ آدمی روانہ کیجئے۔ قاصد نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ، مشرکین سے لڑائی حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے توما کا زخمی ہونا۔ صلیب کا گرنا، اس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آ جانا اور جس شخص کے ہاتھ میں صلیب تھی اس کا مارا جانا سب بیان کر دیا، آپ سن کر بے حد خوش ہوئے، سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ معلون توما ہی ہے جو بادشاہ کے نزدیک بہت زیادہ معزز ہے، لوگوں کو صلح سے منع کرتا ہے۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ سے قوی امید ہے کہ وہ ہمارے اس کام میں ہمیں کفایت کریں گے اور ان کی بدی برائی الٹی انہی پر ڈال دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم حضرت شرحبیل کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے کہو کہ تم اپنے مورچہ پر جہاں میں نے تمہیں متعین کر رکھا ہے بدستور کام کرتے رہو۔ مسلمانوں کا ہر گروہ، فرقہ اور جماعت اپنے اپنے کام میں ہر جگہ مشغول ہے۔ البتہ مجھے اپنے نزدیک سمجھو۔ نیز ضرار شہر کے چاروں طرف گشت لگا رہے ہیں۔ وہ بھی تم سے ہر وقت قریب ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ دل رنجیدہ مت کرو اور برابر لڑتے رہو۔

کہتے ہیں یہ سن کر قاصد نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا اور اس تمام دن اسی طرح لڑتے رہے۔ صلیب اعظم کے ہاتھ آنے اور توما کے زخمی ہونے کی خبر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام سرداران افواج اسلامیہ کو پہنچی تو وہ نہایت خوش ہوئے۔ مسلمانوں نے اور ثابت قدمی دکھلائی۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت گزرنے کے بعد عصر کا وقت آ گیا۔ دونوں لشکر جدا ہوئے۔ مسلمان اپنی اپنی فرودگاہوں میں آئے، شام ہوئی تو اذان کہی گئی۔ ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ آگ روشن کی گئی اور ان مسافر مسلمانوں کے خیموں میں خدا کا کلام پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب رات کی تاریکی نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا تو ملعون توما نے اکابر قوم اور دلیران دمشق کو جمع کر کے ان کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔ دین نصاریٰ کے حاملو! تمہیں اس قوم نے گھیرا ہے اور تمہارا مقابلہ ایک ایسے گروہ سے ہوا ہے جس میں نہ نیکی نہ دین، نہ وفاداری نہ ذمہ داری اور نہ کسی قسم کا پاس عہد ہے۔ اگر ایسی صورت میں تم نے ان سے صلح بھی کر لی تو وہ تم سے کسی طرح وفا نہیں کر سکتے۔ اپنی اولاد اور عورتوں کو وہ اسی واسطے ساتھ لائے ہیں کہ خواہ تم راضی ہو یا ناراض ہو وہ انہیں تمہارے شہروں میں آباد کر دیں۔ کیا تم اس کو برداشت کر سکتے ہو کہ تمہاری عورتیں بے خانماں ہو کر قید ہوں ان کی باندیاں بنیں۔ تمہاری اولاد ان کی غلام ہو، گھر بار ہاتھ سے نکل جائے اور تمہاری پوری پوری بے حرمتی ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس کو کس طرح برداشت کیا ہوگا؟ صلیب تمہارے ہاتھوں سے اسی واسطے جاتی رہی اور وہ اسی لیے تم سے ناراض اور خشمگیں ہو گئی کہ تم نے خود اپنے دلوں میں

اس دین نصاریٰ کے مٹ جانے اور مسلمانوں سے مصالحت کی ٹھان لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ صلیب نے تمہیں سزا دی اور تمہاری اھانت کی۔ میں جو آج ان کے مقابلے کو نکلا تھا۔ اگر میری آنکھ میں صدمہ نہ پہنچتا تو میں آج ان سے فارغ ہو کر ہی واپس لوٹتا۔ اب بھی ان سے بدلہ لوں گا اور جس طرح ہو گا اس اپنی عار کو دور کروں گا۔ میں رحیم بادشاہ کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بدلہ لینا ضروری ہے۔ میں آنکھ کے بدلے میں اہل عرب کی دو ہزار آنکھیں نکال کر چھین لوں گا اور انھیں بادشاہ کے پاس روانہ کروں گا۔ اس کے بعد اپنی صلیب لوں گا۔ اگر میں نے ان امور میں غفلت کی تو مجھے بادشاہ کے خوف سے بے خوف نہ رہنا چاہیے۔

توما کی یہ گفتگو سن کر تمام سرداروں نے متفقہ آواز سے کہا اے سردار! اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر بہت بڑا ہے اور آپ کا مطلب زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک طرف اور ایک دروازے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم پہلے سے یہ سوچ لیں کہ تمام مسلمان گھوڑوں کی باگیں پھیر کر اسی طرف سے گھس آویں گے اور سب طرف سے سمٹ سمٹ کر اسی دروازے کو اپنی جولانگاہ بنا لیں گے۔ سب سے بڑا سردار اگر شرقی دروازے سے آئے گا تو دوسرا باب جابیہ سے۔ پھر ان کا تھامنا مشکل ہو جائے گا اور ایسی مصیبت آ کر پڑے گی جس کا برداشت کرنا تیری سکت اور تیری طاقت سے کہیں باہر ہو گا باقی ہم ہر طرح سے حاضر ہیں۔ اگر تیری خوشی شہر پناہ سے باہر نکل کر لڑنے کی ہے تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اور اگر قلعہ بند ہو کر چہار دیواری سے لڑنے کا ارادہ ہے تو اس طرح بھی ہم موجود ہیں۔

توما یہ سن کر بولا فنون حرب میں جو شخص جتنا زیادہ غور کرتا ہے اس سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی۔ میری سمجھ میں اس وقت لڑائی کے لیے ایک خاص تدبیر آ رہی ہے مگر پہلے تمام امراء ہر خاص و عام کو جمع کر لیا جائے۔ چنانچہ کچھ لوگ مسلمانوں کے خوف اور دروازوں کی حفاظت کی غرض سے مورچوں پر رہ گئے اور باقی تمام آدمی جمع ہو گئے۔ توما نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں مسلمانوں پر شب خون ماروں اور ان کے فرودگاہوں اور خیموں پر اچانک جا پڑوں۔ رات زیادہ مہیب اور اندھیری ہے۔ دشمن راستوں اور گھاٹیوں سے بے خبر ہے اور تمہیں یہاں کے گلی کوچوں سے خوب واقفیت ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ ہر شخص تم میں سے مسلح ہو کر اپنے اپنے دروازے سے باہر نکلے۔ ادھر میں ساتھیوں سمیت اپنے دروازے سے باہر نکلوں گا اور اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم کامیاب اور خوشی خوشی اپنے گھروں میں واپس ہوں گے۔

میں مسلمانوں پر حملہ کرتا اور ان کی قوم کو تباہ و برباد کرتا ہوا ان کے سردار تک پہنچ جاؤں گا اور اسے قید کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ بادشاہ اس کے لیے جو چاہے حکم کرے۔ تم میں سے جو شخص اپنے دروازے سے نکلے تو اپنی جگہ اور مقام کو کسی طرح نہ چھوڑے۔ میں لڑتا لڑتا خود تم تک پہنچ جاؤں گا۔ یہ سن کر سب نے بخوشی اس تجویز کو منظور کر لیا۔

توما کا شب خون کرنے کی نیت سے اپنے لشکر کو ترغیب دینا

اس کے بعد توما نے کچھ آدمی باب جابیہ پر متعین کئے اور کچھ باب شرقی پر اور ان سے کہہ دیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں کا سردار خالد بن ولید تمہارے دروازوں سے بہت دور ہے۔ ان دروازوں پر محض چند ذلیل اور غلام شخص متعین ہیں۔ انھیں تم غذا کی طرح پیس دینا اور کھانے کی طرح ہضم کر لینا۔ ایک دوسرا گروہ اس نے باب فرادیس پر جہاں حضرت عمرو بن عاص متعین تھے روانہ کیا اور ایک جماعت باب کیسان پر جہاں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کھڑے تھے بھیجا اور خود تمام بہادروں، دلیروں اور شجاعان دمشق کے ساتھ اپنے دروازے پر رہا۔ جن جن آدمیوں کی شجاعت اور بہادری سے یہ واقف تھا سب کو اپنے

ساتھ لیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا میں اپنے دروازے پر ایک ایسے شخص کو متعین کرتا ہوں جو ناقوس بجادے گا۔ یہ ناقوس میرے او رتمہارے درمیان میں گویا ایک علامت ہوگی اور میں ناقوس کے بجتے ہی دروازے سے نکلوں گا، تم بھی اسی وقت فوراً نکل جانا اور دشمن پر ایک دم ٹوٹ پڑنا۔ اس وقت مسلمان سوتے ہوں گے یا بعض بیٹھے ہوں گے تم انھیں اتنی مہلت ہی نہ دینا کہ وہ اپنے ہتھیاروں تک پہنچ سکیں، بلکہ تلوار لے کر چاروں طرف سے سونت کے رکھ دینا اور جس کو جس حالت میں پاؤ، تہہ تیغ کر دینا۔ اگر تم نے یہ کام سچائی ،راست بازی اور صدق دل سے کرلیا تو مجھے امید اور کامل یقین ہے کہ وہ آج ہی رات تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ ایسا منتشر ہوگا کہ پھر قیامت تک نہیں بندھ سکتا۔ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور اپنے اپنے دروازے کی طرف چل دی۔ جہاں جو شخص متعین کیا گیا تھا پہنچا اور اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب ناقوس بجے اور میں مسلمانوں کی طرف دوڑوں۔

کہتے ہیں کہ توما ملعون نے ایک نصرانی شخص کو ناقوس پر متعین کیا اور کہا تو ایک ناقوس لے کر اس دروازے پر چڑھ جا جس وقت دیکھے کہ یہ دروازہ کھلا ہے اسی وقت آہستہ آہستہ اس طرح کہ ہماری ہی قوم سن سکے ناقوس بجانا شروع کر دے اس نے اسے منظور کیا اور ایک بڑا سا ناقوس لے کر دروازے پر چڑھ بیٹھا۔ توما نے ہندی تلوار (چوڑی گویا ہندی تلوار غالباً چوڑی ہوا کرتی ہوگی۔ مترجم) ہاتھ میں لی، جرمقیہ کی سپر کندھے پر رکھی۔ لوہے کے جوشن پہنے کسر یہ خود جو ہرقل نے اسے تحفہ میں بھیجا تھا اور جس پر سونے چاندی کا کام تھا اور تیغ بران تک جس پر اثر نہیں کرتی تھی، سر پر رکھا اپنے لشکر کے ایک ٹکڑے کو جوزر ہیں خود، عمود اور تلواروں سے مسلح تھا ساتھ لیا اور دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ جس وقت یہاں تمام فوج جمع ہوگئی تو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یا قوم! دروازہ کھلتے ہی پھرتی چالاکی اور سرعت کے ساتھ دشمن تک پہنچ جاؤ اور جس قدر جلد ممکن ہو حملہ کردو۔ اگر کوئی شخص تم سے امان طلب کرے تو سوائے ان کے سردار کے اور کسی آدمی کو امان مت دو۔ اگر کسی کے پاس صلیب اعظم دیکھو تو فوراً اس کے پاس پہنچ کر اس سے چھین لو۔ اور اگر کسی بھی ایسے شخص کے پاس نظر آئے جو کہ تم سے دور ہو تو مجھے آواز دے لو تا کہ میں اس تک پہنچ کر اسے لے سکوں۔ سب نے بخوشی اسے منظور کرلیا۔

اس کے بعد اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ اوپر جا کر ناقوس والے سے کہہ دے کہ وہ ناقوس کو بجادے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا ساتھ ہی ناقوس بجا اور اس زور سے بجا کہ اس کی آواز کے مقابلے میں کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ فوراً تمام دروازے کھلے اور چاروں طرف سے لوگ مسلمانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ ملعون توما بھی لپکا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قوم کے مکروفریب سے بے خبر تھے اس لیے سورہے تھے ان کا اقبال چونکہ نیند سے دور تھا۔ بعض مسلمانوں نے ناقوس کی آواز سنی۔ ایک نے دوسرے کو بیدار کیا آوازیں دیں اور یہ سوئے ہوئے شیر بپھرے ہوئے شیر کی طرح چھلانگیں مار کے کھڑے ہوگئے اور جب تک ان کے پاس دشمن پہنچے یہ حملہ کے لیے تیار تھے۔ آخر دشمن ان تک پہنچا۔ یہ آ کر حملہ آور ہوئے مگر بے ترتیب تھے اور اس پر طرہ یہ کہ رات اندھیری، تلواروں نے اپنا کام شروع کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شوروغوغا اور فریاد سن کر نہایت بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں اور چلا کر فرمایا ''اے مددگار خدا! اے اسلام اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے رب کعبہ کی میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا۔ الٰہی! آپ اپنی آنکھ سے جو کسی وقت نہیں سوتی مسلمانوں کی طرف دیکھئے ان کی مدد کیجئے اور انھیں ان کے دشمن کے سپرد نہ فرمائیے''۔

اس کے بعد آپ نے حضرت فتحان بن زید طائی، حضرت عدی بن حاتم طائی کے بھائی کو بلا کر فرمایا کہ تم یہیں میری جگہ حرم اور بال بچوں کے پاس رہو اور احتیاط رکھو کہ ادھر تمہارے سامنے کوئی نہ آ سکے۔ میں نے جو کچھ سنا ہے بغیر جائے مجھے صبر نہیں آتا۔ یہ

کہہ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو سوار اپنے ساتھ لیے اور عجلت کی وجہ سے بغیر زرہ اور خود کے ننگے سر ہی محض شام کے کتانی کپڑے پہنے ہوئے چل دیئے۔ گھوڑوں کی باگ چھوڑ دی۔ آپ سواروں کے آگے آگے مسلمانوں کی پریشانی پر روتے جا رہے تھے۔ آنسو آپ کے رخساروں پر بہ رہے تھے اور حسب ذیل مرثیہ زبان پر جاری تھا:

(ترجمہ اشعار) ''میرے آنسو جاری ہو گئے اور مجھے غم نے ننگا کر دیا۔ میرا سینہ تنگ ہو گیا اور وہ مجھے اندوہگین دیکھتا ہے۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے آزمائشوں کے آنے سے بچا لے اور اے احسان کرنے والے اسلام کو محفوظ رکھ۔''

آپ اشعار پڑھتے ہوئے نہایت عجلت کے ساتھ تلواروں کو حرکت دیتے شیر غران کی طرح راستہ طے کر رہے تھے حتیٰ کہ آپ باب شرقی پر پہنچے اسی وقت رومیوں کا وہ گروہ جو اس دروازے پر متعین تھا۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی اور آپ کے ساتھیوں پر آ کر حملہ آور ہوا تھا اور یہ بھی نہایت مردمی اور استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تلواریں چمک چمک اور بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھیں۔ ڈھالوں پر لگنے سے جھنکار کی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں اور دروازوں کی پشت سے چلانے کی صدائیں بلند تھیں۔ مسلمانوں کی آوازیں تکبیروں کے ساتھ گونج رہی تھیں اور جوں جوں مسلمان ان کے مقابلے کے لیے بیدار اور ہوشیار ہوتے جاتے تھے۔ توں توں یہ قوم شہر پناہ کے اوپر سے دھمکاتی چیختی اور چلاتی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچتے ہی ایک حملہ کیا اور زور سے بلند آواز کے ساتھ اپنی قوم کو مخاطب کر کے ندا دی۔ یا معاشر المسلمین! تمہیں خوشی اور مبارک ہو کہ رب العالمین کی طرف سے تمہارے پاس ایک فریادرس پہنچ گیا ہوں، میں ہوں خالد بن ولید اور میں ہوں ایک سوار قاتل قوم پلید یہ کہہ کر آپ نے پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اکثر دلیروں کو چکرا کے گرا دیا یہ سب کچھ تھا مگر آپ کا دل حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی فوج کے ہی پاس تھا آپ ان کی آوازیں اور فریاد و فغان سن رہے تھے۔ رومی نصاریٰ اور یہود کی آوازیں بلند تھی۔

حضرت سنان بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچازاد بھائی حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا تمہارے ساتھ یہودی بھی لڑ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ بھی چیخ چیخ کے ہم پر پتھر اور تیر برسا رہے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت شرحبیل کی طرف سے یہ ڈر ہوا کہ توما ملعون ان ہی کے دروازے پر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انھیں کسی طرح کا گزند پہنچ جائے۔ کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس معرکہ میں زیادہ دقت پیش آئی، جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ملعون توما چونکہ سب سے پہلے دروازے سے باہر آیا تھا اور اس کے دروازے پر آپ اور آپ کی جمعیت متعین تھی اس لیے سب سے پہلے اس کے ساتھ آپ ہی کو مقابلہ کرنا پڑا مسلمانوں نے بھی نہایت اولوالعزمانہ صبر کیا۔ نہایت سختی اور بے جگری سے مقابلہ میں ڈٹے۔ توما دائیں بائیں صفوں کو چیرتا پھاڑتا لڑتا پھر رہا تھا اور اس کی زبان پر یہ جاری تھا کہ کہاں ہے وہ تمہارا سردار جس نے مجھے تیر سے زخمی کیا ہے؟ میں سلطنت کا ایک رکن ہوں۔ میں صلیب کا ایک خیر خواہ اور اس کا ایک مددگار ہوں اسے لاؤ اور میرے سپرد کر دو تا کہ میں اسے لے کر تمہارے مقابلے سے لوٹ جاؤں''۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے یہ الفاظ سنے اور چونکہ وہ بہت سے مسلمانوں کو زخمی کر چکا تھا اس لیے آپ اس کی طرف چلے اور فرمایا میں ہوں تیرا مقابل اے بدخواہ اور لعین میں تیری قوم کو قتل کرنے والا ہوں اور میں ہوں اپنی قوم کا سردار، میں ہوں تیری صلیب کا لینے والا اور میں ہوں کاتب وحی رسول اللہ ﷺ۔ توما یہ سن کر شیر کی طرح جست بھرتا ہوا آپ کی طرف بڑھا اور کہنے لگا میں تمھی کو چاہتا تھا اور تمہاری خواہش رکھتا تھا۔ یہ کہہ کر محض آپ ہی کے مقابلے کے لیے سب سے الگ

ہو گیا اور آپ پر حملہ کرتے لگا۔ آپ بھی ڈٹے رہے۔ دیر تک دونوں طرف سے زد و کوب اور معرکہ آرائی ہوتی رہی اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ کسی نے ایسی مدت ہائے مدت سے نہیں دیکھی تھی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بہادری دیکھ کر گھبرا گئے۔ لڑائی نے طول کھینچا اور یہ دونوں حریف نصف رات تک برابر اسی زور آزمائی میں لگے رہے۔ ہر مسلمان اپنے مدمقابل سے مقابلہ کر رہا تھا۔ حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں دور نہیں ہوئی تھی۔ اس رات آپ نے مردوں سے زیادہ صبر و استقلال دکھلایا۔ آپ برابر تیر چلا رہی تھیں اور ہر تیر اپنے نشانے پر لگتا تھا حتیٰ کہ آپ نے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ چونکہ مردوں کی طرح تیر چلا رہی تھیں اس لیے رومی انھیں بھی مرد سمجھ رہے تھے۔ آپ نے اس قدر تیر چلائے کہ آپ کے پاس سوائے ایک تیر کے اور کوئی تیر باقی نہ رہا۔ آپ اس تیر کو لیے ہوئے دائیں بائیں رومیوں کو دیکھ رہی تھیں۔ رومی تیر کے خوف کے سبب آپ سے دور دور رہتے تھے۔ مگر دفعتہً ایک رومی آپ کے پاس آیا اور آپ نے چلہ پر چڑھا کر نشانہ کر کے جو تیر مارا تو تیر اس کے سینے میں تھا۔ موت اگرچہ اس کے سر پر منڈلا رہی تھی مگر اس نے اپنی قوم کو مدد کے لیے پکارا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ رومی اس کی اعانت کے لیے دوڑے۔ آپ چونکہ نہتی ہو چکی تھیں اس لیے آپ رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئیں اور وہ رومی جس کے سینے میں تیر لگا تھا ملک عدم کو روانہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر وقت پیش آئی کہ کسی دوسرے مسلمان کو اس قدر نہیں آئی تھی مگر آپ نے نہایت صبر اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اور موقع پا کے نہایت زور کے ساتھ تلوار کا ایک ہاتھ مارا مگر توما نے اسے ڈھال پر لیا۔ شدت ضرب کی وجہ سے آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ دشمن خدا کے اور حوصلے بڑھے اور یہ سمجھ کر کہ اب پکڑا پھر وار کرنے لگا۔ اچانک مسلمانوں کے دو سوار جن کے پیچھے مسلمان سواروں کا ایک دستہ چلا آرہا تھا اس طرف بڑھے۔ انہوں نے حضرت ام ابانؓ کو دیکھا کہ آپ فریاد کر رہی ہیں اور ایک رومی سوار آپ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے لیے چلا جا رہا ہے۔ یہ دونوں سوار جن میں ایک حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت ابان بن فتحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس سوار کی طرف چلے ،اسے قتل کر کے حضرت ام ابانؓ کو چھڑایا۔ پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کو دوڑے۔ توما انھیں دیکھ کر شہر کی طرف کو بھاگ گیا۔

رومیوں کے مقابلے میں امیران اسلام کی بہادری

واقدی رحمتہ اللہ علیہ حضرت تمیم بن عدی سے جو اس وقت فتوحات شام میں موجود تھے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں لڑا۔ میں اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں تھا، آپ خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور مسلمانوں سے یہ خیمہ فاصلے پر گڑھا ہوا تھا اچانک آپ نے چیخنے اور چلانے کی آواز سنی دروازہ کھلا اور مسلمانوں کی طرف رومیوں کو دوڑتے دیکھا۔ آپ نے نماز کو مختصر کیا اور فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد مسلح ہوئے فوج کو مرتب کیا۔ جس وقت تمام مسلمان زرہیں اور اسلحہ سے مسلح ہو گئے تو آپ میدان کی طرف چلے۔ مسلمانوں کو آپ نے للکارتے اور ہل من مبارز کا نعرہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ آپ ان کے دائیں بائیں کو ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ دروازہ کی طرف رخ کیا وہاں پہنچے

تو آپ نے نیز آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔

مشرکین کے یہ آواز سن کر چھکے چھوٹ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مسلمان کمک کے لیے ایک بڑی بھاری جماعت لے کر ہم پر آ گرے۔ یہ سوچتے ہی دروازے کی طرف بھاگے ان کا سردار جرجی بن قالا ان کے آگے آگے تھا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور تلواروں کے وہ جوہر دکھلائے کہ انھیں ہانکتے ہانکتے دروازے کے نزدیک کر دیا۔ دروازہ کے قریب پہنچتے ہی تیر اور پتھروں کی بارش ہونے لگی مگر مسلمانوں نے باوجود تیروں کی بوچھاڑ اور پتھروں کی بھرمار کے ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ آخر رومیوں کو احساس ہوا کہ ہمارے یہ پتھر اور تیر رومیوں ہی پر نہ پڑیں کہ وہ بھی دار کے قریب ہیں۔ اس لیے ان کی بارش موقوف ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ موقع اچھا دیکھا اور آپ کے ساتھیوں نے پھر بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں جس قدر رومی تھے خواہ وہ بچہ تھا یا بڑا تمام تلوار کے بھینٹ چڑھ گئے تھے اور آپ کے مقابلین میں سے کوئی متنفس زندہ بچ کر نہیں نکلا۔ حتیٰ کہ ان کا سردار جرجی بن قالا بھی کام آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بے جگری کے ساتھ لڑے تھے کہ اس سے پہلے ایسی معرکہ آرائی میں دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ آپ اسی طرح جنگ آزمائی کر رہے تھے کہ خون میں لت پت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو آتے ہوئے دکھلائی دیئے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے کس طرح گذری؟

انہوں نے جواب دیا ایہا الامیر! آپ کو بشارت ہو کہ میں جناب کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں جس وقت میں نے یہ شمار کر لیا کہ مجھ تن تنہا شخص نے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میرے آدمیوں اور سپاہیوں نے تو اس قدر تہہ تیغ کیے ہیں جن کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ میں نے اول ان لوگوں کی سختی کو برداشت کیا جو باب صغیر سے حضرت یزید بن سفیان کی طرف نکلے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا تمام سرداران کی اعانت کرتا رہا۔ میں نے اکثر رومیوں کو قتل کر ڈالا اور اپنی قوم کی حتی المقدور خوب خدمت کی''۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر تمام جمع ہو کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے کاموں کا شکریہ ادا کیا۔

توما کا ہرقل بادشاہ کو خط لکھنا

واقدی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رات ایک بڑی معرکہ کی رات تھی۔ لوگوں نے ایسی رات اس سے پہلے بہت کم دیکھی ہوگی۔ اس رات میں ہزار ہا رومی کٹ گئے۔ روسائے مشرکین اور کبائر قوم لوٹ کر ایک جگہ جمع ہوئے اور توما کے پاس جا کر کہنے لگے اے سردار! ہم نے آپ کو پہلے بھی نصیحت کی تھی مگر آپ نے ایک نہ سنی۔ جو بلا ہم پر نازل ہوئی وہ آپ پر بھی آئی، ہزاروں آدمی مار ڈالے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ سردار ہی اتنا طاقت ور ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ صلح کر لیں۔ ہماری رائے میں ہمارے اور آپ کے لیے صلح ہی سب سے بہتر ہوگی۔ اگر آپ کو صلح کرنے میں تامل ہے تو آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ہم آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ کر خود صلح کر لیتے ہیں۔ توما نے جواب دیا اے قوم! مجھے چند دن اور مہلت دو۔ میں بادشاہ کی خدمت میں ایک خط لکھتا ہوں اس میں سب حال لکھوں گا۔ اگر بادشاہ نے ہماری اعانت کے لیے کمک بھیجی تو فبہا ورنہ پھر صلح کر لیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

''رحیم بادشاہ کو اس کے داماد توما کی طرف سے!''

ہمیں اہل عرب نے اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی نے اس کی سیاہی کو۔ اول انہوں نے ہماری قوم کو اجنادین میں مارا۔ اس کے بعد وہ ہم پر چڑھ آئے۔ لوگوں کو قتل کیا اور ایک بڑا مقتل بنا دیا۔ میں ان کے مقابلے کو نکلا مگر زخمی ہوا۔ تیری قوم اور اہل شام نے تجھے اب چھوڑ دیا ہے۔ میری ایک آنکھ بالکل جاتی رہی۔ قوم نے عرب سے صلح کرنے اور جزیہ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ایسی صورت میں یا تو آپ خود بنفس نفیس تشریف لائیں یا ہماری کمک کے لیے لشکر روانہ کریں اور یا ہمیں صلح کرنے کی اجازت بخشیں، معاملہ حد سے گزر گیا ہے''۔

اس خط کو ملفوف کر کے اپنی مہر لگائی اور صبح ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔ ادھر صبح نے ظلمت کی چادر اتار کر پھینکی۔ ادھر مسلمان لڑنے کے لیے پھر مستعد ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام افسروں کے نام احکام جاری کیے کہ ہر سردار اپنی جگہ سے حرکت کر کے میدان میں پہنچ جائے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل دمشق میں تاب مقابلہ نہ تھی۔ آخر گھبرا اٹھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مہلت کی درخواست کی اور کہا کہ ہمیں سوچنے کا موقع دے دیا جائے مگر آپ نے انکار کر دیا۔ لڑائی بدستور جاری رہی حتیٰ کہ اہل دمشق محاصرہ سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ کے جواب کا انتظار تھا مگر اہل دمشق ایک جگہ جمع ہوئے، آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہم میں اس مصیبت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ اگر ہم اس قوم سے لڑتے ہیں تو یہ ہم پر غالب آ جاتی ہے اور اگر لڑائی کے ترک کر کے گھر میں بیٹھتے ہیں تو محاصرہ کی وجہ سے ناک میں دم آ جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ مانگیں وہی دے کر صلح کر لینی چاہئے اور اس خصومت اور جھگڑے کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔ یہ سن کر ایک بوڑھا شخص جو کتب سابقہ کا عالم تھا کہنے لگا خدا کی قسم مجھے معلوم ہے اگر خود بادشاہ بھی تمام لشکر لے کر تمہاری کمک کو چلا آئے تو وہ بھی انھیں تم سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ ان کا سردار محمد خاتم النبین اور سید المرسلین ہے (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم) اس کا دین تمام دنیا کے ادیان پر غالب آ کر رہے گا۔ لہٰذا تمہیں یہ حیلہ جوئی ترک کر کے محال کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اس قوم کی اطاعت کر لینی چاہئے اور جو کچھ ان کا مطالبہ ہے اس کو پورا کر کے ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ تمہارے حق میں بس یہی عمدہ ہوگا۔

قوم شیخ کا یہ کلام سن کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس کی بزرگی کتب سابقہ سے اس کی واقفیت کا انھیں پہلے ہی علم تھا اس لیے اس سے کہنے لگی ہماری رائے میں مسلمانوں کا جو امیر باب شرقی پر موجود ہے (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ نہایت خون ریز آدمی ہے نرم آدمی نہیں ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ شیخ نے کہا اگر تم نے صلح کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو جو امیر باب جابیہ پر متعین ہے (یعنی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے پاس چلے جاؤ۔ قوم اس کی رائے کو مناسب سمجھ کر باب جابیہ پر آئی اور ایک شخص جو عربی جانتا تھا اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا یا معاشر العرب! کیا تمہارے پاس امان ہے کہ ہم تمہارے سردار کے پاس آئیں اور صلح کے متعلق گفتگو کر سکیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب گزشتہ کے خیال کے خوف سے کچھ مسلمان دروازے کے قریب متعین کر رکھے تھے، جن مسلمانوں کا اس وقت رات کے دروازے کے قریب گشت تھا وہ بنی دوس کے آدمی تھے اور ان پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عامر بن طفیل دوسی کو سردار مقرر کر رکھا تھا، ہم اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھے تھے کہ رومیوں کو پکارتے سنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دوڑا گیا آپ کو خوش خبری دی اور کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مشقت سے راحت

دیں۔

آپ نے جواب دیا کہ تم اس قوم کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ ہماری طرف سے تمہیں جب تک تم شہر میں لوٹ کر جاؤ امان ہے۔ میں ان کے پاس گیا اوران سے امان کے متعلق کہا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کون شخص ہوتا کہ ہم تمہاری بات پر اعتماد کرسکیں۔ میں نے کہا میں ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ اگر ہم میں سے کوئی ادنی غلام بھی امان دیدے تو تمام مسلمانوں پر اس عہد کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ہمارا طریقہ غدر اور کسی کو مکر وفریب دینا نہیں۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

''یعنی تم اپنے عہد کو پورا کرو، عہد دریافت کیا جائے گا۔''

نیز ہمارا وفائے اقرار اور ذمہ داری زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور تھی اور اب جب کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہدایت بخش دی اور راہ راست بتلا دی تو پھر کس طرح ہم بدعہدی کر سکتے ہیں۔

یہ سن کر وہ نیچے اترے دروازہ کھولا اور سو آدمی جن میں روساء علماء اور فضلاء بھی شامل تھے باہر نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی طرف جس وقت آئے تو مسلمانوں نے دوڑ کر ان صلیبوں کو علیحدہ کرا دیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کے پاس پہنچے تو آپ نے انھیں مرحبا کہا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ کہ جس وقت تمہارے پاس کسی قوم کا بزرگ آئے تو تم اس کی تعظیم کرو۔

ابوعبیدہؓ کا دمشق میں بغیر اطلاع حضرت خالدؓ کے معاہدہ کے ذریعہ سے داخل ہونا

اس کے بعد صلح کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو رومیوں نے یہ شرط پیش کی کہ ہمارے کنیسہ (گرجا) محفوظ رکھے جائیں اور وہ کسی طرح ہم سے غصب نہ کئے جائیں۔ وہ کنائس حسب ذیل ہیں:

(۱) کنیسہ یحییٰ جواب دمشق کی جانب ہے۔ (۲) کنیسہ مریم۔ (۳) کنیسہ حنینا۔ (۴) کنیسہ بولص۔ (۵) کنیسہ مقساط۔ (۶) کنیسہ سوق النبل۔ (۷) کنیسہ اندریا۔ (۸) کنیسہ قرناریسی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرط کو منظور کرلیا اور فرمایا کہ کنیسے بدستور رکھے جائیں گے۔ نیز جو دوسری شرائط انہوں نے پیش کیں آپ نے وہ بھی منظور فرمالیں اور ایک صلح نامہ لکھ کر انھیں دے دیا گیا۔ مگر اس پر نہ آپ نے اپنے دستخط کئے اور نہ کسی کی گواہی کرائی۔ کیونکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت سے آپ کو معزول کر دیا تھا اسی وقت سے آپ مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ عہد نامہ ان لوگوں کے جب سپرد کر دیا تو انہوں نے آپ سے شہر میں چلنے کے لیے عرض کیا آپ چلنے کو تیار ہوئے اور آپ کے ہمراہ یہ پینتیس حضرات بھی جو اعیان صحابہ میں سے تھے گھوڑوں پر سوار ہوئے:

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ، (۲) معاذ بن جبل۔ (۳) سلمہ بن ہشام مخزومی۔ (۴) نعیم بن عدی۔ (۵) ہشام بن عاص سہمی۔ (۶) دہبان بن سفیان۔ (۷) عبداللہ بن عمر دوسی۔ (۸) عامر بن طفیل۔ (۹) سعید بن جبیر دوسی۔ (۱۰) ذوالکلاع حمیری۔ (۱۱) حسان بن نعمان سلائی (۱۲) جریر بن نوفل حمیری۔ (۱۳) سالم بن فرقد یربوعی۔ (۱۴) سیف بن اسلم طائی۔ (۱۵) معمر بن خولد

سکسکی۔(۱۶) سنان بن اوس انصاری۔(۱۷) مخلد بن عوف کندی۔(۱۸) ربیعہ بن مالک تیمی۔(۱۹) محکم بن عدی نبہانی۔(۲۰) مغیرہ بن شعبہ ثقفی۔(۲۱) بکر بن عبداللہ تیمی۔(۲۲) راشد بن سعد۔(۲۳) قیس بن سعید۔(۲۴) سعید بن عمر غنوی۔(۲۵) رافع بن سہل۔(۲۶) یزید بن عامر۔(۲۷) عبیدہ بن اوس۔(۲۸) مالک بن حرث۔(۲۹) عبداللہ بن طفیل۔(۳۰) ابولبابہ بن منذر۔(۳۱) عوف بن ساعدہ۔(۳۲) عباس بن قیس۔(۳۳) عباد بن عتبہ نبہانی۔(۳۴) صبرہ بن عامر۔(۳۵) عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے علاوہ پینسٹھ دوسرے عامتہ المسلمین ساتھ ہوئے۔ جس وقت آپ سوار ہو کر تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا۔ مجھے اس بات کی ضمانت دی جائے کہ وہاں جا کر بدعہدی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا اطمینان کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا حضورؐ کو خواب میں دیکھنا اور فتح دمشق کی بشارت دینا

بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس رات مصالحت کی تھی اس روز آپ نے بعد از ادائے فرض نماز یہ خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں **تفتح المدینة انشاء الله تعالیٰ فی هذا اللیلة**۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات کو یہ شہر فتح ہو جائے گا۔ آپ نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو بہت عجلت میں دیکھ رہا ہوں اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دیکھ کر ادھر آپ بیدار ہوئے تھے اور ادھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی بشارت آ کر دی تھی اور چونکہ آپ نے یہ خواب دیکھ لیا تھا اس لیے ان سے باعتماد ارشاد مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی شہادت نہیں لی تھی۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ دمشق میں بروز دوشنبہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳ھ کو داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ وہ پادری اور راہب لوگ بھی تھے جو صلح کے لیے آئے ہوئے تھے انہوں نے سیاہ بالوں کا لبادہ اور لباس پہن رکھا اور انجیلیں ہاتھ میں تھیں اور انھیں عود نیز دوسری خوشبودار چیزوں کی دھونی دیتے جاتے تھے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہؓ بغیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اطلاع کئے باب جابیہ سے داخل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر شرقی پر جنگ میں مشغول رہے اور چونکہ رومیوں کے ہاتھ سے اس دروازے پر حضرت خالد بن سعید، حضرت عمرو بن عاص کے بھائی ایک مسموم تیر کے لگنے سے شہید ہو گئے تھے جنہیں آپ نے بعد از نماز جنازہ دروازے شرقی اور باب توما کے مابین مدفون کر دیا تھا اس لیے آپ نے جنگ میں نہایت سختی کر رکھی تھی۔

کہتے ہیں کہ باب شرقی کے متصل شہر پناہ کی دیوار کے پاس ایک پادری یوشا بن مرقس جو حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب ملاحم[1] سے واقف تھا رہتا تھا۔ اس نے ایک روز اس کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا کہ یہ ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ہاتھ سے فتح ہوگا اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ اس نے اس روز یعنی دوشنبہ کے دن گیارہویں جمادی الثانی ۱۳ھ کو اہل و عیال سے خفیہ اپنے گھر میں نقب لگائی اور دیوار پناہ کے پاس گڑا کھودا اور اس میں پڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپ سے جس طرح آیا تھا بیان کیا اور اپنے اہل و عیال کے لیے امان چاہی۔ آپ نے امان دے دی اور قوم حمیر سے سو مسلمان مسلح کر کے اس کے ساتھ کر دیئے اور ان سے کہہ دیا کہ جس وقت تم شہر میں داخل ہو جاؤ تو آوازیں بلند کرنا اور تمام آدمی

---

[1] ملاحم وہ علوم ہیں جن میں غیب کی باتیں بیان ہوں۔

دروازے کے قریب پہنچ کر قفل توڑ کے زنجیریں کاٹ کر پھینک دینا تا کہ ہم شہر میں داخل ہو جائیں۔

کہتے ہیں کہ یہ حضرات کعب بن ضمیرہ یا مسعود بن کی سرکردگی میں علی اختلاف الروات روانہ ہوئے۔ یوشا بن مرقس جس طرح آیا تھا انھیں لے کر اندر داخل ہوا۔ جس وقت یہ حضرات اس کے گھر میں پہنچے تو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے تیار ہو کر تکبیروں کی آواز بلند کرتے اور نعرے لگاتے ہوئے دروازے کے طرف بڑھے۔ رومیوں کے جو لوگ دروازے پر لڑ رہے تھے تکبیروں کی آواز سن کر جان بلب ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شہر میں گھس گئے۔ یہ سمجھنا تھا کہ ہاتھوں میں سے خود بخود اسلحہ گر گیا۔ اسلام کے یہ فرزند اور توحید کے علمبردار نعرے لگاتے دروازے کی طرف جھپٹے اور حضرت کعب بن ضمرہ نے قفل کو توڑ کر زنجیروں کو کاٹ کر پھینک دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح مسلمانوں کو لے کر دمشق میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں نے رومیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ رومی چاروں طرف بھاگتے تھے مگر پناہ نہیں ملتی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ برابر رومیوں کو قتل کرتے ہوئے اور ان کی اہل وعیال کو گرفتار کرتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ اسی طرح یہ قتل عام کنیسہ مریم تک پہنچا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا بزور شمشیر شہر میں داخل ہونا اور آپ کی اور حضرت ابو عبیدہؓ کی شکر رنجی

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہاں آ کر مسلمانوں کے دونوں لشکر یعنی حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح ملاقی ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور آپ کے آدمیوں کو اس ہیئت سے دیکھا کہ آپ چلے جا رہے ہیں۔ تلواریں نیام میں خاموش ہیں، پادری اور راہب لوگ آپ کے ہمراہ میں آپ بہت متحیر ہوئے اور ان کی طرف استعجاب کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کو دیکھا تو آپ کے بشرہ سے شکر رنجی اور ناگواری کے آثار ٹپکتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہا یا ابا سلیمان! خداوند تعالیٰ نے دمشق کو صلح کے ذریعہ سے میرے ہاتھ پر فتح کرا دیا اور مسلمانوں کو لڑائی سے بچا لیا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح دمشق کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذرا تحکمانہ لہجہ میں مخاطب کیا اور کہا:

''یا امیر! صلح پوری ہو چکی'' آپ نے جواب دیا ''کیسی صلح؟ صلح کس چیز کا نام ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کے حال کی اصطلاح نہ کریں میں نے تو مسلمانوں کی تلواریں رومیوں کے خون میں رنگ کر اور ان کی اولادوں کو غلام بنا کر ان کے اموال کو ضبط کر کے بزور شمشیر فتح کیا ہے''۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر! آپ سمجھئے میں صلح سے داخل ہوا ہوں۔ آپ نے کہا میں تلوار کے زور اور ہیبت کے ذریعہ سے آیا ہوں اور جس وقت ان کا کوئی حامی نہیں رہا تو پھر ان سے مصالحت کیسی؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر! خدا سے ڈریئے! اب تیر نشانے پر پہنچ گیا میں نے ان سے صلح کر لی اور یہ صلح نامہ لکھ کر جو ان کے پاس ہے انھیں دیدیا''۔ آپ نے کہا آپ نے میرے حکم کے بغیر کیسے صلح کر لی۔ آپ کی رائے میرے تابع ہے میں آپ پر حاکم ہوں۔ میں جب تک ایک ایک کو نہ فنا کر دوں گا اس وقت تک تلوار کبھی میان میں نہیں کروں گا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ کسی امر اور کسی معاملہ میں بھی تم مخالفت کرو گے۔ واللہ میرے اور میرے خدا کے درمیان میں یہ ایک بہت بڑا معاملہ ہے کیونکہ خدا کی قسم میں ان لوگوں کو خدائے بزرگ و برتر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان دیدی تھی

اور اپنے اوپر ان سب کی ذمہ داری لے لی تھی۔ میرے تمام ہمراہی مسلمان بھی اس پر راضی ہو گئے تھے۔ بدعہدی اور مکروفریب دینا ہماری عادتوں میں داخل نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ تمہاری حالت پر رحم فرمائیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان حضرات کے لب ولہجہ میں فرق آ گیا۔ کلام میں درشتی پیدا ہوگئی۔ لوگوں نے ان دونوں کی طرف نظریں جما کر اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا۔ مگر باوجود ان کی باتوں کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے سے کسی طرح باز نہیں آئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ پھیر کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی طرف جو لشکر زحف اور بدوی عرب میں سے تھے دیکھا وہ برابر قتل اور لوٹ مار میں مصروف تھے۔ آپ نے زور سے چلا کر کہا۔ افسوس ہے میری حالت پر کہ میری ذمہ داری کو لغو سمجھا گیا اور خدا کی قسم میرا عہد توڑ دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے گھوڑے کو تیزی کے ساتھ یہ الفاظ کہتے ہوئے چاروں طرف دوڑانا شروع کیا۔ یا معاشر المسلمین! میں تمہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب تک میرے اور حضرت خالد بن ولید کے درمیان میں کچھ فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک جس راستہ سے میں آیا ہوں اس میں کسی قسم کی دراز دستی نہ کی جائے۔

یہ سن کر مسلمانوں نے قتل و غارت سے ہاتھ روک لیا۔ بہادران اسلام اور سرداران جیش اسلامیہ جیسے حضرت معاذ بن جبل۔ یزید بن ابوسفیان۔ سعید بن زید۔ عمرو بن عاص۔ شرحبیل بن حسنہ۔ ربیعہ بن عامر۔ قیس بن ہبیرہ۔ عبدالرحمان بن ابوبکر صدیقؓ، عبداللہ بن عمر الخطابؓ، ابان بن عثمانؓ، میتب بن بخبۃ الفرازی۔ ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر سردار، ان دونوں کے پاس کنیسہ مریم کے قریب جہاں دونوں لشکر ملے تھے مشورے اور گفتگو کے لیے جمع ہوئے۔ ایک گروہ اور فرقے کی جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے یہ رائے ہوئی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر گامزن ہونا زیادہ انسب ہے کیونکہ شام کے اکثر شہر ابھی فتح نہیں ہوئے اور ہرقل جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے انطاکیہ میں مقیم ہے۔ ایسی صورت میں اگر غیر مفتوحہ شہروں میں یہ مشہور ہو گیا کہ مسلمانوں نے عہد اور صلح کر کے دمشق میں بدعہدی کر دی تو پھر صلح سے کوئی شہر فتح نہیں ہو سکتا۔ نیز ان رومیوں کو صلح میں لے لینا ہی ان کے قتل سے تمہارے لیے بہتر ہوگا۔

اس کے بعد ان سب حضرات نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ نے شہر کا جو حصہ تلوار کے ذریعہ سے فتح کیا ہے اس کو آپ اپنی حراست میں رکھیں اور جتنا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے ذریعہ سے اپنے قبضہ میں لیا ہے اس کو وہ اپنے ماتحت رکھیں اور آپ دونوں حضرات یہ تمام حال دربار خلافت میں لکھ کر بھیج دیں۔ جناب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جیسا اور جس قسم کا حکم آئے اس پر آپ دونوں حضرات کاربند ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اس رائے کو پسند کرتا ہوں اور تمام اہل دمشق کو سوائے توما ملعون اور ہربیس اور ان دونوں کے لشکروں کو سب کو امان دیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت توما کو بادشاہ کی طرف سے دمشق کی ریاست سپرد کی گئی تو اس نے نصف شہر کی حکومت پر ہربیس کو متعین کر دیا تھا اس لیے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں سب سے پہلے میری صلح میں آ چکے ہیں اگر تم کسی کے لیے ایسی ذمہ داری قبول کرتے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ میں اس تمہاری ذمہ داری کو مسترد کر دیتا لہٰذا تم بھی میری ذمہ داری کو خدا تم پر رحم کرے مسترد نہ کرو۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ توما اور ہربیس شہر میں تھے یا خارج از شہر۔ اگر وہ دونوں شہر میں تھے تو وہ بھی ذمہ داری میں

آ گئے اور اگر شہر میں نہیں تھے تو ان پر ذمہ داری نہیں عائد ہوتی۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! اگر وہ تمہاری امان میں نہ ہوتے تو میں دونوں کو قتل کرتا۔ اب وہ شہر بدر ہو جائیں اور جہاں ان کی سمجھ میں آئے دونوں ملعون چلے جائیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے کہا میں نے اسی قرار پر ان کے ساتھ صلح کی تھی۔

توما کی طرف سے شہر بدری کی درخواست

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر رہے تھے اس وقت توما اور ہربیس کی نظریں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمی ہوئی تھیں اور ان دونوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ ایک ترجمان کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے ذریعہ سے کہنے لگے کہ آپ اور آپ کے ساتھی میں جو مشورہ ہوا ہے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں ؟ اگر آپ کے ساتھی یعنی خالد بن ولید ہمارے ساتھ کسی مکر وفریب کا ارادہ رکھتے ہیں تو صلح میں ہم اور شہر کے تمام آدمی برابر ہیں اور مکر وفریب آپ حضرات کے شیوہ میں داخل نہیں۔ ترجمان نے توما کی طرف سے کہا میں اپنے مقتولین کے خون کا مطالبہ آپ سے نہیں چاہتا بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس شہر سے جس طرف ہم چاہیں چلے جانے کی اجازت دے دیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تو اب ہماری ذمہ داری میں ہے جہاں تیرے دل میں آئے چلا جا۔ لیکن جس وقت تو دارالحرب کی حدود میں (یعنی اس سرزمین میں جہاں خود تمہاری عملداری ہے) پہنچ جائے گا تو تو اور تیرے ساتھی ہماری امان سے باہر ہو جائیں گے۔ توما اور ہربیس نے کہا آپ ہماری تین دن تک ذمہ داری رکھیں اور اپنے امان میں شمار کریں۔ جب تین دن گزر جائیں گے تو آپ کی ذمہ داری ہم سے علیحدہ ہو جائے گی اور ان تین دن کے بعد اگر آپ کا کوئی آدمی ہم تک پہنچ جائے گا تو اسے جواز ہوگا کہ وہ ہمیں غلام بنا کر خواہ قید رکھے یا قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اس شرط کو قبول کرتا ہوں مگر اس صورت میں کہ اس شہر سے سوائے اشیائے خوردنی کے تم اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ! اس طرح تو پھر نقض عہد ہو جائے گا۔ میں نے تو ان سے صلح اس بات پر کی تھی کہ تمہیں مال واسباب اس شہر سے لے جانے کا حق ہوگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں انھیں یہ اعانت بھی دیتا ہوں۔ مگر اسلحہ میں سے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ ہربیس نے کہا ہمیں ہتھیاروں کا اپنے ساتھ رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم آنے والی بلاؤں سے محفوظ ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں ورنہ اس طرح تو پھر راستہ میں ہم خطرہ میں رہیں گے۔ آئندہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کے واسطے ایک ایک ہتھیار کی اجازت دے دینی چاہیے۔ مثلاً اگر ایک شخص تلوار لے تو اسے نیزہ نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی شخص کمان حاصل کرنی چاہے تو اسے چاقو کی اجازت نہیں ملنی چاہیے۔ توما نے کہا ہمیں یہ منظور ہے۔ ہمیں ایک ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور بس۔ اس کے بعد توما حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا مجھے ان (یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ) کی طرف سے خوف ہے اس لیے ہمیں ایک عہد نامہ جس میں یہ تمام قرارداد مسطور ہوں لکھ کر اور گواہی کرا کر دے دیجئے آپ نے فرمایا۔ تیری ماں تجھے گم کر دے خاموش ہم اہل عرب ہیں ہم نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ مکر کرتے ہیں اور یہ امیر ابوسلیمان ہیں جن کا قول قول صادق اور جن کا عہد عہد واثق ہوتا ہے۔

۱۔ راوی کہتا ہے کہ یہاں ہرقل کے ریشمیں کپڑوں کا جن میں تین سو اونٹوں کی باربرداری کے کپڑے تو مطلی اور مُذَهَّبْ (یعنی

سونے کے کام) کے ہی تھے ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ توما اور ہربیس نے ان کے لے جانے کے ارادہ کیا نیز توما نے ایک ریشمی خیمہ شہر کے باہر نصب کرایا اور ان دونوں نے اپنی قوم کو چلنے اور مال واسباب ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ رومی اسباب اور مال ومتاع شہر سے باہر لا کر جمع کرنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے تودے کے تودے لگا دیئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر مال واسباب دیکھ کر فرمایا کتنی بڑی قوم ہے اور کتنا کثیر مال ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَوْ لَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ﴾ (الاحزاب: ۴۳) اس کے بعد آپ نے رومیوں کی طرف دیکھا جو عجلت کی وجہ سے بھاگنے والے گدھوں کی طرح اس طرح بھاگے جارہے تھے کہ ایک دوسرے کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی:

اللھم اجعله لنا واملكنا اياه واجعل هذا الامتعة فينا للمسلمين انك سميع الدعاء۔

یعنی بار الٰہا اسے ہمارے لیے کر دیجئے اور ہمیں اس کا مالک بنا دیجئے اور اس مال کو مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا دیجئے اور آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں (آمین)

اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ کیا تم میری رائے پر چلنے کے لیے تیار ہو؟ لوگوں نے جواب دیا آپ فرمائیں ہم بسروچشم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے گھوڑوں کی خدمت جس قدر کر سکتے ہو خوب کرو اور حتی المقدور ان کی ملائی دلائی میں کسر نہ اٹھا رکھو۔ اسلحہ تیز اور ٹھیک کر لو۔ میرا اردہ ہے کہ تین دن گزرنے کے بعد میں ان رومیوں کے تعاقب میں چلوں۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے امید ہے کہ جو مال ہم نے ان کے پاس دیکھا ہے وہ مال غنیمت میں ہمیں عنایت فرمائیں گے۔ ہراول اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس قوم نے کوئی چیز اور عمدہ مال یہاں نہیں چھوڑا ہے سب اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو آپ کی رائے میں آئے آپ وہ کام کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں خلاف نہیں کر سکتے۔ یہ کہہ کر مسلمان اپنے اپنے کاموں اور گھوڑوں کی نگہداشت میں مصروف ہو گئے۔

توما اور ہربیس نے دیہات میں جا کر مال جمع کیا اور اس کو اکٹھا کر کے جو رقم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینی تھی ان کے پاس لائے۔ آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا چونکہ تم نے ایفائے عہد کیا ہے اس لیے تم ان تین دن کے اندر اندر جہاں تمہاری طبیعت چاہے چلے جاؤ کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر تین دن کے بعد تمہیں کوئی مسلمان پکڑے تو وہ قابل ملامت نہ ہوگا۔

حضرت زید بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومی جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال دے کر روانہ ہوئے تو چونکہ ان کے ساتھ اہل دمشق کے بے شمار آدمی مع اپنے اہل وعیال کے مسلمانوں کی ہمسائیگی کی نصرت کے باعث چلنے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے اس لیے یہ ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک غبار آلودہ ظلمت چلی جارہی ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا تعاقب کرنے سے اس لیے مجبور ہوئے کہ مسلمانوں اور باقی ماندہ رومیوں کے درمیان اس پر جھگڑا ہو گیا کہ جو گیہوں اس وقت شہر میں موجود ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ مسلمانوں کا دعویٰ تھا کہ اس کے مالک ہم ہیں اور اہل دمشق کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ اہل دمشق کی ہی ملکیت ہے کیونکہ یہ دفعہ بھی صلح نامہ میں موجود تھی قریب تھا کہ حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے آدمیوں میں جھگڑا ہو جائے۔ مگر فیصلہ اس پر ہوا کہ یہ مقدمہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایا جائے۔ اور کسی کو اتنا

خبر نہ تھی کہ فتح دمشق کے روز ہی آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

عطیہ بن عامر سکسکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن توما اور ہربیس دمشق سے جلاوطن کیے گئے ہیں ہرقل کی بیٹی ان کے ساتھ تھی۔ میں باب جابیہ پر کھڑا ہوا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف غصہ کی حالت میں آنکھ کے ایک کونے سے دیکھتے جاتے اور جو جو چیزیں یہ لے گئے تھے ان کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث حسرت زدوں کی طرح دانت پیس پیس کر رہ جاتے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر آپ سے کہا یا ابن ازور! میں آج آپ کو متحیر دیکھ رہا ہوں۔ کیا باری تعالیٰ کے یہاں اس سے زیادہ مال موجود نہیں ہے۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! مجھے مال کی پرواہ نہیں ہے بلکہ مجھے افسوس اس امر کا ہے کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے زندہ بچ نکلے''۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ کچھ اچھا معاملہ نہیں کیا۔ میں نے کہا یا ابن ازور! حضرت امین الامت نے یہ کام محض مسلمانوں کی بھلائی، خون کی حفاظت اور انھیں لڑائی کی مشقت سے بچانے کے لیے کیا ہے۔ باری تعالیٰ کے نزدیک ایک شخص کی حرمت آفتاب کے مطلع کی قدر و منزلت سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کے قلوب میں رحمت کا بیج بودیا ہے۔ وہ خود اپنے بعض صحف میں ارشاد فرماتے ہیں:

انا الرب الرحیم لا ارحم من لایرحم۔

''میں مہربانی کرنے والا رب ہوں جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا میں اس پر رحم نہیں کرتا''۔

نیز قرآن شریف میں فرماتے ہیں والصلح خیر کہ صلح بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم تم سچ کہتے ہو۔ لیکن جو شخص باری تعالیٰ کے بیوی بچے بتلائے گا تمہیں گواہ رہنا چاہئے کہ میں ایسے شخص پر کبھی رحم نہیں کروں گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیر ہوگئی تو توما کے تعاقب کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر اہل دمشق سے ایک شخص نے جو رومیوں میں نہایت شہ سوار گنا جاتا تھا اور آپ کے پاس قید تھا آپ کو پھر اس طرف توجہ دلائی۔

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا۔ آپ نے مجھے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے میں جو گشت کے لیے مقرر ہوا تھا متعین کر دیا تھا۔ ہمارا یہ دستہ باب شرقی سے باب توما اور یہاں سے باب سلامتہ، باب جابیہ، باب فرادیس، باب کیسان، اور ان سب میں گشت کرتا ہوا باب صغیر تک پہنچ جاتا تھا۔ فتح دمشق سے قبل ایک رات ہم تمام آدمی گشت کر رہے تھے کہ چاندنی چھٹک رہی تھی جس وقت ہم باب کیسان کے قریب پہنچے تو ہم نے دفعتہً دروازے کے کھلنے کی آواز سنی۔ ہم اسی وقت وہیں ٹھٹھک گئے دروازہ کھلا اور اس سے ایک سوار باہر نکلا۔ ہم نے اس کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور دانستہ تعرض کرنے سے علیحدہ رہے حتیٰ کہ وہ ہمارے قریب آیا ہم نے اسے گرفتار کر کے یہ دھمکی دی کہ اگر ذرا بھی کچھ بولا تو گردن مار دی جائے گی۔ وہ شخص خاموش رہا۔ دو سوار دروازے سے اور نکلے اور احتیاطاً دروازے کے پاس کھڑے ہو کر انہوں نے اس شخص کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ ہم نے اس شخص سے کہہ دیا تھا کہ تو انھیں جواب دے تاکہ یہ دونوں شخص بھی تیرے پاس آ جائیں۔ اس نے انھیں مخاطب کر کے رومی زبان میں کہا چڑیا جال میں پھنس گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے اس لیے وہ واپس ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ ہم نے اس شخص کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض آدمیوں کی رائے ہوئی کہ اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے اور آپ اس کے متعلق جیسا حکم دیں گے اس کے موافق کر دیا جائے گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون شخص ہے؟ اس نے کہا میں ایک رومی النسل ہوں، میں نے آپ کے محاصرہ سے قبل اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی۔ جب آپ کو محاصرہ کیے بہت زیادہ دن ہو گئے تو چونکہ مجھے اپنی

بیوی کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی اس لیے میں نے اس کے والدین سے درخواست کی کہ اس کی رخصتی کر دیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آج کل ہم بہت اہم کام میں مشغول ہیں۔ اس لیے یہ کام نہیں کر سکتے۔ مجھے چونکہ اس کے ملنے کا زیادہ اشتیاق تھا اس لیے ہمارے یہاں جو کلب اور تفریح گاہیں بنی ہوئی ہیں اور جس میں ہم سیر و تفریح اور کھیل کود کیا کرتے ہیں میں نے اسے وہاں آنے کے لیے کہلا بھیجا۔ وہ آئی اور اس نے آ کر مجھ سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھے شہر کے دروازے سے باہر لے کر چلے۔ چنانچہ میں اسے دروازہ کھول کر اس نیت سے باہر نکلا کہ آپ حضرات کے متعلق معلوم کرلوں۔ میں باہر آیا ہی تھا کہ آپ کے آدمیوں نے گرفتار کرلیا۔ میرا ساتھی اور وہ عورت نکل کر مجھے پکارنے لگے۔ میں نے ان سے اس خوف سے کہ وہ عورت گرفتار نہ ہو جائے ڈرانے کے لیے یہ لفظ کہہ دیئے کہ چڑیا گرفتار ہوگئی۔ البتہ اگر اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو مجھے اس کی گرفتاری کی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسلام کے متعلق تو کیا کہتا ہے؟ اگر تو مسلمان ہوگیا اور میں شہر میں داخل ہوا تو تیرا نکاح اس عورت کے ساتھ کر دوں گا اور اگر اسلام سے انکار کرے تو تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے اسلام قبول کرلیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔

کہتے ہیں کہ پھر یہ شخص مسلمانوں کی طرف سے نہایت جانبازی کے ساتھ لڑا اور جس وقت ہم صلح کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو یہ چاروں طرف اپنی بیوی کو تلاش کرتا پھرنے لگا۔ بعض آدمیوں نے اس سے کہا اس نے رومیوں کا لباس اختیار کرلیا ہے اور وہ اب تیرے رنج کے سبب راہبہ ہوگئی ہے۔ یہ شخص کنیسہ میں پہنچا تو اس کی بیوی نے اسے نہ پہچانا۔ اس نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے رہبانیت کیوں اختیار کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے شوہر کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ اسے اہل عرب نے گرفتار کرلیا تو اس کے رنج میں میں نے یہ اختیار کرلیا۔ اس شخص نے کہا تیرا شوہر میں ہی ہوں اور میں اہل عرب کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ پھر کیا ارادہ ہے۔ اس شخص نے کہا یہ کہ تو میری پناہ میں آجا اس نے کہا مسیح کی قسم یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اب میں تیرے سے کسی طرح نہیں مل سکتی۔ یہ کہہ کر وہ توما اور ہربیس کے قافلہ کے ساتھ چلی گئی۔ یہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگزشت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ شہر صلح کے ذریعہ سے فتح کیا ہے اس لیے اس کے متعلق میں کچھ نہیں کر سکتا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اس شخص کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس نے دل میں ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ میں بھی چلوں گا۔ ممکن ہے کہ اس تک پہنچ جاؤں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ توما کے چلے جانے کے چوتھے روز بھی ٹھہرنا پڑا اور ارادہ منسوخ ہوگیا تو وہ شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا حضور! میں نے سنا تھا کہ آپ کا ارادہ توما اور ہربیس کے معلونوں کے تعاقب اور ان کے مال و اسباب لے لینے کا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا پھر کیا چیز مانع ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان کا دور نکل جانا اور چار دن کا فصل ہو جانا اور تم خود جانتے ہو کہ آدمی خوف کی وجہ سے کتنا تیز چلتا ہے۔ میری رائے میں اب کسی طرح ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ یونس جو اس شخص کا نام تھا کہنے لگا اگر محض دوری اور فصل ہی ان کے تعاقب سے جناب کو مانع ہے تو میں اس ملک کے راستوں سے چونکہ خوب واقف ہوں اس لیے آپ کے ساتھ چلوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ انھیں ضرور پکڑ لیں گے اور میں بھی اپنی مراد میں کامیاب ہوں گا۔''

حضرت خالد بن ولیدؓ کا رومی لشکر کا تعاقب کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یونس! کیا تجھے راستہ اچھی طرح معلوم ہے؟ اور تو ہمیں خوب بتلا سکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں خوب جانتا ہوں۔ مگر آپ سب حضرات کو قوم لخم اور جذام جو نصرانی عرب تھے ان کا لباس اختیار کر لینا اور زادِ راہ ساتھ لے لینا چاہیے۔ آپ نے لشکر زحف سے چار ہزار فوج ساتھ لی اور حکم دیا کہ زادِ راہ میں تخفیف کرو اور نیز گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ فوج آراستہ ہوئی اور آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کے معاملات سمجھا کر روانہ ہو گئے۔

زید بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم یونس کی رہنمائی میں رومیوں کے نشانات پر چل رہے تھے۔ تو ما اپنے قافلہ اور قوم کو لیے ہوئے اس طریقہ سے چلا جا رہا تھا کہ اگر اس کا کوئی اونٹ یا خچر تھک جاتا تو اس کو ذبح کر کے وہیں راستہ میں چھوڑ دیتا ہم بھی اس کے پیچھے برابر رات دن نمازوں کے اوقات کے سوائے چلنے سے ہی دھیان رکھتے تھے۔ حتیٰ کی رومیوں کے گزرنے کے نشانات ہمارے سامنے سے جاتے رہے اور ہم شش و پنج میں رہ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا یا امیر! آپ چلے چلیں، خداوند تعالیٰ سے اعانت چاہیں۔ وہ آپ کے خوف کی وجہ سے تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں اور انہوں نے راستہ چھوڑ کر پہاڑوں اور گھاٹیوں کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ آپ یقین رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان سے گویا ملے ہی چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر یونس نے یہ راستہ چھوڑ دیا اور پوشیدہ گھاٹیوں کا راستہ اختیار کر لیا۔

ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یونس ہمیں ایسے کٹھن راستے سے لے کر چلا جس میں پتھروں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی اور ہم نہایت مشکل اور دقت کے ساتھ ان پتھروں پر چل رہے تھے۔ گھوڑوں کے سموں میں گھس گھس کر خون اتر آیا تھا۔ نعل علیحدہ ظاہر ہونے لگے تھے۔ ہمارے پیروں کے موزوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور سوائے ان کے اوپر کے پنڈلیوں کے حصہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

عباد بن سعید حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم رکاب تھا یونس ہماری رہبری کر رہا تھا اور ہم اس کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ خدا کی قسم میرے پاس چمڑے کے دو موزے تھے جن میں یمانی نعل لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی مضبوطی دیکھتے ہوئے قیاس کیا تھا کہ یہ میرے پاس برسوں چلیں گے مگر خدا کی قسم! ان کے ایک ہی رات میں پرخچے اڑ گئے اور سوائے ان کی پنڈلیوں کے حصہ کے اور کچھ نہ رہا۔ میں پہاڑی راستہ کے خوف اور اس کی کٹھن اور شدت سے ڈر رہا تھا کہ میں نے تمام اہل عرب کو ایک دوسرے سے یہی شکایت کرتے سنا کہ کاش! ہمیں یہ رہبر کھلی اور فراخ چلتی ہوئی سڑک سے لے چلتا تو بہت بہتر تھا۔ اس رات ہم نے یہ راستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ خدا خدا کر کے جب ہم ان گھاٹیوں سے باہر نکلے تو قوم کے چلنے کے نشانات معلوم ہوئے جن سے معلوم ہو رہا تھا کہ قوم نہایت عجلت اور سٹ پٹائی چلی جا رہی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رومی بچ گئے اور اپنی جانوں کو بچا لے گئے۔ یونس نے کہا مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے کامل امید ہے کہ ہم انہیں پکڑ لیں گے اس لیے جلدی کرنا زیادہ انسب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے جلدی چلنے کے لیے فرمایا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یا امیر! راستہ کی تنگی اور دوڑ دھوپ سے ہم بہت تھک گئے ہیں۔ اگر ایک دو گھنٹے کی مہلت ہمیں آرام کرنے اور گھوڑوں کو دانا اور چارہ کھلانے کے لیے مرحمت ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اللہ عزوجل کا نام لے کر

چلے چلو وہی سیر کرانے والے اور آرام دینے والے ہیں۔ تم محض اپنے دشمن کی طلب میں ان کا تعاقب کیے جاؤ۔ مسلمان برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ راہبر آگے آگے تھا اور کہتا جاتا تھا کہ رومیوں کے ہم جس شہر میں سے گزرتے ہیں وہ ہمیں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ قبیلہ غسان، لخم اور جذام کے عربی نصرانی ہیں۔ حتیٰ کہ ہم جبلہ اور لاذقیہ کو طے کر کے دریا کنارے پر پہنچے۔ یونس یہاں پہنچ کر قوم کے قدم کے نشانات ڈھونڈنے لگا۔ حالانکہ قوم نے ہرقل کے خوف سے انطاکیہ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا متفکر ہونا

کہتے ہیں کہ یونس جب اپنی مراد میں ناکام رہا تو حیرت زدوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ جو گاؤں یہاں قریب تھا اس میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ توما اور ہربیس دمشق کو مسلمانوں کے سپرد کر کے یہاں آ رہے ہیں تو وہ نہایت غضب ناک ہوا اور چونکہ اس کا ارادہ ایک لشکر کو جمع کر کے یرموک کی طرف روانہ کرنے کا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ توما اور ہربیس مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری کے کارنامے فوج کے سامنے نہ بیان کر دیں اور وہ ان کے مقابلے میں بزدل ہو جائے اس لیے اس نے یہ حکم بھیج دیا کہ وہ ادھر نہ آئیں بلکہ قسطنطنیہ چلے جائیں۔ اب وہ انطاکیہ سے منحرف ہو کر لکام کے راستہ سے قسطنطنیہ پہنچیں گے۔ یونس یہ سن کر متفکر سا ہو گیا اور مسلمانوں کی تکلیف کا اب اسے بہت احساس ہوا اور آنے والی مصیبت کا خیال کر کے بھونچکا سا رہ گیا۔

یکم رجب سہ شنبہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز پڑھوائی۔ گھوڑوں پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ یونس کو آتے ہوئے دیکھا۔ اس کے چہرے سے ناامیدی کے آثار دیکھ کر آپ نے فرمایا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یا امیر! خدا کی قسم میری وجہ سے آپ کو بہت دھوکہ ہوا۔ میں دشمن کی طلب میں جناب کو جرات دلاتا دلاتا یہاں تک لے آیا اور افسوس کہ جس شکار کے پیچھے یہاں تک آئے تھے وہ ہاتھوں سے نکل گیا اور اس قوم کے ساتھ ساتھ وہ ریشمیں کپڑے بھی جاتے رہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا اس نے کہا۔ میں رومیوں کے نشانات کا پتہ چلاتا ہوا یہاں تک اس امید میں پہنچا تھا کہ شاید دشمن سوریہ کے مقام تک مل جائیں۔ جب وہ یہاں تک بھی نہ ملے تو میں سمجھ گیا کہ وہ جان بچا کر لے گئے۔ تحقیق کی غرض سے گاؤں میں پہنچا تو ایک دہقانی کی زبانی معلوم ہوا کہ کہیں مسلمانوں کا حال سن کر لشکر مرعوب نہ ہو جائے اس لیے بادشاہ نے انھیں یہاں آنے کی ممانعت کر دی اور قسطنطنیہ چلے جانے کا حکم بھیج دیا۔ بادشاہ نے آپ کے مقابلے کے لیے ایک لشکر تیار کیا ہے۔ آپ بادشاہ کے شہر یعنی انطاکیہ کے قریب ہیں۔ اس کے اور آپ کے مابین یہ جبل عظیم جو جبل ہرقل کے نام سے مشہور ہے حائل ہے اور مجھے اس بات کا اندیشہ اور خوف ہے کہ اگر آپ نے اس پہاڑ کو پس پشت رکھا تو ہلاک ہو جائیں گے۔ آئندہ جیسا آپ حکم دیں گے تعمیل کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب بیان کرنا

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حالانکہ میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتا تھا۔ مگر میں نے اس وقت یہ خیال کیا کہ آپ پر خوف طاری ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر میں نے عرض کیا یا امیر! آپ نے کس بات کا خوف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے موت کا رنج نہیں ہے اور نہ میں موت سے ڈرتا ہوں بلکہ مجھے

اس بات کا خیال ہے کہ مسلمان قیامت کے روز میری طرف سے پیش ہوں گے۔ دراصل میں نے قبل از فتح دمشق ایک خواب دیکھا تھا جس نے مجھے زیادہ تشویش میں ڈال رکھا ہے۔ میں اس کی تعبیر کا منتظر ہوں۔ دیکھئے پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ مجھے باری تعالیٰ کی ذات سے یہی امید ہے کہ وہ میرے اس خواب کو میرے لیے بہتر ہی کریں گے اور مجھ کو میرے دشمنوں پر غلبہ دیں گے۔ مسلمانوں نے کہا آپ کا خواب انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہی ہوگا آپ بیان فرمادیں کہ جناب نے کیا دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا میں اور میرے تمام مسلمان ساتھی ایک لق ودق میدان میں جہاں نہ پانی ہے نہ کسی طرح کا سبزہ چلے جارہے ہیں اچانک بڑے بڑے قدوں بڑی بڑی شکلوں اور لمبے لمبے بالوں کے وحشی حماروں کا ایک گلہ منہ سے کاٹتا دولتیاں مارتا ہوا ہماری طرف بڑھا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کے ذریعہ انھیں گھیر کر نیزوں اور تلواروں سے مارنا شروع کیا۔ مگر وہ باوجود ہمارے مارنے کے کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے اور وہ برابر دولتیاں چلاتے اور ہم پر حملہ کرتے رہے۔ ہم نے اور ہمارے گھوڑوں نے بہت جہد و جہد سے ان کا مقابلہ کیا۔ آخر ہمارے گھوڑے تھک گئے ہیں میں گویا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انھیں جنگل میں چاروں طرف ان کے پیچھے بھاگنے کے لیے کہا اور چاروں طرف سے ہم نے ان پر حملہ کردیا وہ ہمارے سامنے تنگ جگہوں، ٹیلوں، پشتوں اور اپنے گھروں کی طرف بھاگے۔ ہم سب کے مارنے اور پکڑنے پر سوائے معدودے چند کے قادر نہ ہوسکے۔ ہم ابھی ان کے اچھے اور عمدہ گوشت کو بھون اور پکا ہی رہے تھے کہ وہ ہم پر پھر پلٹ پڑے۔ میں نے جس وقت ان کی طرف دیکھا وہ تنگ جگہوں اور اپنے اپنے گھروں سے نکل رہے ہیں تو میں نے مسلمانوں کو آواز دی اور کہا خداوند تعالیٰ تمہارے اندر برکت فرمادیں سوار ہوجاؤ۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوکر ان وحشیوں کے تعاقب میں چلا۔ حتیٰ کہ ہم ان پر حملہ آور ہوئے اور میں نے ان سے اس اونٹ کا جوان کے سب سے آگے آگے تھا شکار کرلیا۔ مسلمان برابر قتل اور شکار کرتے رہے حتیٰ کہ ان میں سے بہت تھوڑے باقی رہ گئے میں ان کو شکار کرنے اور پکڑ لینے سے بہت خوش ہورہا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ میں مسلمانوں کو لے کر ان کے وطن کی طرف روانہ ہو جاؤں کہ اچانک مجھے میرے گھوڑے نے گرادیا۔ میرا عمامہ نیچے گرا اور میں ابھی اس کو اٹھا لینے کی کوشش ہی کررہا تھا کہ گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی۔ یہ ہے میرا خواب۔ کیا کوئی شخص اس کی تعبیر دے سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی تعبیر یہی ہے کہ جس مصیبت میں اب ہم پھنس رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس مصیبت کا احساس ہوا اور انھیں یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں پلٹنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ موٹے موٹے فربہ اور خوش تو وہ لوگ بھی ہیں جن کے تعاقب میں ہم یہاں تک آئے ہیں۔ ظاہراً معلوم ہے کہ ہم ان ہی کے سبب مصیبت میں پھنسے اور تکلیفیں اٹھائیں۔ آپ کا گھوڑے سے گرنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھوڑے کو لے کر بلندی سے پستی کی طرف اتریں گے اور عمامہ کا گرجانا سو عمامہ دراصل عربوں کے سروں کے تاج ہیں اس کا گرنا گویا کسی تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہونا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں باری تعالیٰ جل مجدہ سے دعا کرتا ہوں اگر یہ خواب اور اس کی تعبیر سچ اور حق ہے تو اس کو امورات دنیوی سے متعلق کردیں اور امور آخرت سے نہ کریں۔ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے استعانت چاہتا ہوں اور اسی پر تمام کاموں میں توکل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا شہسواران اسلام! مجھے محض اپنے دل کا اختیار ہے۔ میں نے اپنی جان خدا کی راہ میں سپرد کردی ہے آیا تمہارا ابھی ارادہ ہے کہ اس گروہ کے تعاقب میں چلو۔ دو ہی باتیں ہیں فتح یا موعودہ بہشت۔ مسلمانوں

نے جواب دیا۔ آپ کے اختیار میں جیسی رائے عالی ہو ہم تیار ہیں مگر بعض مسلمانوں کو جو بہت زیادہ شکستہ حال ہو گئے تھے یہ تجویز ناگوار معلوم ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یونس کے پاس جس کا نام آپ نے نجیب رکھ دیا تھا آئے اور فرمایا یونس! اگر ہم اب قوم کا تعاقب کریں تو آیا ان تک پہنچ سکتے ہیں؟ اس نے کہا بے شک آپ انھیں پکڑ سکتے ہیں۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں رومیوں کو آپ اور آپ لشکر کے متعلق علم ہو گیا تو وہ چاروں طرف سے آپ کی طرف نہ دوڑ پڑیں۔ آپ نے فرمایا یونس! میں صرف باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات گرامی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ مجھے یثرب میں آرام کی نیند سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق بیعت کی قسم! میں نے اپنی طرف سے ان کی جستجو اور طلب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

یہ کہہ کر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کو ہمراہ لے کر یونس کی رہبری میں چل دیے۔ راستہ قطع کرتے کرتے آپ نے جبل لکام کو پس پشت چھوڑا اور قوم کے نشانات تلاش کرتے اس سے آگے بڑھے۔ جس رات کی صبح کو ہمیں یقین تھا کہ رومیوں تک پہنچ جائیں گے اس رات کے نمودار ہوتے ہی اس روز سے مینہ برسنا شروع ہوا اور اس طرح موسلا دھار پانی پڑا جیسے کسی شخص نے مشک کے منہ کو ایک دفعہ ہی کھول دیا اور یہ دراصل ہمارے لیے باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے ایک اعانت تھی جس نے قوم کو آگے بڑھنے سے روک رکھا تھا۔

بارش کا ہونا اور مسلمانوں کا توما وغیرہ کی آواز سننا

فروح بن طریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پانی اپنی اُسی شدت کے ساتھ ہم پر پڑ رہا تھا اور ہم شرابور ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ صبح کی روشنی نے رات کی تاریکی پر فتح پائی۔ ابر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آفتاب عالم تاب نے ہر ایک چیز پر اپنا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ یونس نے آگے بڑھ کر عرض کیا سردار! آپ یہیں تشریف رکھیں تاکہ میں رومیوں کی خبر لے آؤں۔ میری رائے میں اب ہم ان سے بہت قریب ہیں حتیٰ کہ میں نے ان کا شور وغل بھی سن لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ان کی آوازیں سن لیں۔ اس نے کہا ہاں میں سن چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اگر اجازت مل جائے تو ان کے قریب پہنچ کر کچھ نہ کچھ خبر ضرور لے کر ہی حاضر ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دور اندیش واقع ہوئے تھے۔ آپ ایک مفرط بن جعدہ نامی شخص کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا مفرط! تم نجیب کے ساتھ جاؤ اس کے مونس و ہمدم رہو۔ اور دونوں رومی فوج کی خبر لے کر واپس آ جاؤ۔ مگر تمہارے جانے اور آنے کی خبر رومیوں کو نہ ہونے پائے۔ مفرط نے اسے بسر وچشم منظور کیا اور روانہ ہو گئے۔ جس وقت یہ جبل ابرش پر جسے رومی جبل بارق کہتے ہیں پہنچے تو مفرط بن جعدہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ دور سے ایک نہایت وسیع سرسبز و شاداب چراگاہ دیکھی جس کے وسط میں قوم ٹھہری ہوئی تھی۔ دھوپ تیز تھی اور چونکہ ان کا مال واسباب بارش میں بھیگ چکا تھا اس لیے انھیں اس کے بگڑ جانے کا خوف لاحق ہوا ہوگا اسے اس نے بار برداریوں سے نکال کر دھوپ میں ڈال رکھا تھا۔ اکثر وہ آدمی جو زیادہ چلنے اور سفر کی صعوبت سے چکنا چور ہو گئے تھے پڑے سو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا، پہاڑ سے اترا اور فرط خوشی میں اور اس وجہ سے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت کی خوش خبری سناؤں اپنے ساتھی یونس کو بھی پیچھے چھوڑ کر بہت جلدی مسلمانوں کی طرف چلا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے تنہا آتے دیکھ کر یونس کی طرف سے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ضرور کچھ مکر کیا ہوگا اور جلدی سے دریافت کیا کہ ابن جعدہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا بہت اچھا ہے۔ مال غنیمت موجود ہے۔ قوم پہاڑ کے اس طرف ہے چونکہ بارش میں اسباب بھیگ چکا تھا اس لیے سکھانے کے واسطے پھیلا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق عطا فرماویں۔ میں نے آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے۔ اتنے میں نجیب بھی آ گئے۔ آپ نے انھیں دیکھتے ہی فرمایا نجیب مبارک ہو۔ انہوں نے کہا سردار! آپ کو بشارت ہو رومیوں نے انطاکیہ کی سڑک چھوڑ کر سمجھ لیا تھا کہ ہماری جان بچ گئی اور اب ہمارا تعاقب کوئی شخص نہیں کرسکتا۔ آپ اپنی جمعیت کو ہدایت فرمائیں کہ جو شخص میری زوجہ تک پہنچ جائے وہ اس کو میری حفاظت میں دے دے مجھے اس کے سوا اور کسی مال غنیمت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تیری ہی ہے اور تجھے ہی ملے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

حضرت خالدؓ بن ولید کا مرج دیباج میں اپنے لشکر کو ترتیب دینا اور توما پر حملہ کرنا

اس کے بعد آپ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک ہزار سوار کو علیحدہ کر کے اس کی کمان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی۔ ایک ہزار دستہ پر حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کو کمان افسر بنایا۔ ایک ہزار جوانوں پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افسر مقرر فرمایا اور ایک ہزار خود اپنی ماتحتی میں رکھے اور ان تینوں افسروں کو ہدایت کر دی کہ دشمن پر سب افسر ایک ہی دفعہ نہ گریں بلکہ ہر سردار کچھ توقف کے بعد دشمن کی طرف بڑھے۔ پہلے علیحدہ علیحدہ متفرق ہو جائیں اور میں جس وقت حملہ کروں تو پھر علی الترتیب وہ بھی دشمن پر پڑتے رہیں۔ یہ کہہ کر روانہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا خداوند تعالیٰ کے توکل اور اس کے نام پر بڑھے چلو۔ سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور پہاڑ کے درے سے ہوتے ہوئے قوم کی طرف چلے۔ قوم نہایت اطمینان کے ساتھ تھی۔ ان کے پیچھے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سب کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلنا شروع کیا حتیٰ کہ چراگاہ میں پہنچ گئے۔

عبید بن سعید تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں میں تھا آپ جس وقت چراگاہ میں پہنچے اور ہم نے جنگل کی تروتازگی لہلہاتی ہوئی سبزی بہتا ہوا پانی اور مطلی ریشمین کپڑوں کا دمکتا ہوا نارنجی رنگ جس پر نظر پڑتے ہی خیرہ ہو جائے دیکھا تو خدا کی قسم! قریب تھا کہ اس پر چکاچوند ہو جانے والی نگاہیں ہمیں خالصاً للہ جہاد سے منحرف کر کے ایک نئے فتنہ اور جدید آزمائش میں مبتلا کر دیں کہ معاً بن تمیم کے ایک شخص نے زور سے چلا کر کہا اللہ تعالیٰ برا کریں اس دنیا کا۔ کیا اس سے زیادہ الٹ پھیر کھانے والی اور جلدی جلدی ایک سے دوسرے کے پاس جانے والی بھی کوئی چیز موجود ہے۔ اس کی رغبت سے ڈرو یہ نہایت مکارہ اور بڑی آفت کی پرکارہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آواز سنتے ہی رونے لگے اور فرمایا واللہ تمیمی کا قول بالکل سچا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پکار کر فرمایا۔ خدا کے دشمنوں کی طرف بڑھو، حرب و ضرب شروع کر دو اور ان کے مال کی طرف بالکل رغبت نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تو تمہارا ہے ہی، خدائے بزرگ و برتر کے نام میں قوت و طاقت ہے۔ یہ کہہ کر فوج لیے ہوئے آپ شیر کی طرح شکار کی طرف جھپٹے۔ رومیوں نے انہیں دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں علم دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ مسلمان ان پر آ پڑے۔ شور و فریاد کی آواز بلند ہوئی اور ہر ایک نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ توما نے اپنے گروہ اور ہربیس نے اپنے جوانوں کو آواز دی۔ فوج اپنے اسلحہ کی طرف لپکی گھوڑوں

پر سوار ہوئی اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ یہ بہت تھوڑے آدمی ہیں جنہیں مسیح نے ہماری طرف غنیمت بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف بڑھو اور صلیب کی استعانت سے آگے دھرلو۔ رومی مسلح گھوڑوں پر سوار ہو کر تا کہ مسلمان مال واسباب نہ لوٹ لیں اپنے اسباب کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سمجھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے یہ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ انھیں ایک ہزار جوانوں کے ساتھ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور کچھ توقف کے بعد حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی بھی آ پہنچے اور ابھی بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ جناب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آملے۔ ہر ایک افسر نے اپنی طرف سے بازو سمیٹ کر یک دم اترنے والے تیز چنگل عقابوں کی طرح ان پر بڑھنا شروع کیا اور تکبیروں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ چاروں طرف سے انھیں گھیر کر جو کچھ ان کے پاس تھا لینے کا ارادہ کر لیا۔

توما کا قتل

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھوڑے نشیب کی طرف بہتے ہوئے پانی کی طرح رومیوں کی طرف چلے اور انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ملعون ہربیس نے اپنے آدمیوں کو پکار کر کہا تم اپنے مال واسباب کی حفاظت کے لیے جان بکف ہو جاؤ اور سمجھ لو کہ یہ تم سے بچ کر نہیں جا سکتے اور نہ ان کا کوئی مکر تم پر چل سکتا ہے۔ رومی یہ سن کر منقسم ہوئے اور کچھ آدمی ربیس کی سر کردگی میں اور کچھ توما کی لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لیے توما پانچ ہزار سوار لے کر آگے بڑھا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان میں ایک سونے کی صلیب جو جواہرات سے مرصع تھی بلند کی۔ آپ نے بھی گھوڑے کو مہمیز کر کے اس کا رخ کیا۔ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا توما خدا کے دشمن! تم لوگوں نے سمجھا ہو گا کہ ہم بھاگ نکلے اور بچ گئے۔ مگر باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے لیے زمین کی طنابیں کھینچ دیں۔

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کا ارادہ فرمایا اور حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ایک آنکھ سے کانا کر ہی دیا تھا آپ نے دوسری آنکھ پر تان کر اس زور سے نیزہ مارا کہ آنکھ کو پھوڑتا ہوا گدی کے پار ہو گیا اور یہ چکرا کر زمین پر آ رہا۔ صلیب گری اور ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے اس کے حامیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ سب سے بڑھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالصتاً لوجہ اللہ یہ کام کیا کہ آپ توما کے اوندھے منہ گرتے ہی اس کی طرف بڑھے اور فوراً اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر قلم کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے سر کو نیزے کی نوک پر رکھ کر بلند کیا۔ مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا کہ خدا کا دشمن ملعون تو قتل ہو چکا اب ہربیس کو تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ مسلمان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے میمنہ میں تھا۔ میں اپنے دستہ کے ساتھ رومیوں کے اہل وعیال کے خیموں کی طرف چلا۔ رومیوں کی عورتیں نہایت شدومد سے لڑ لڑ کر مسلمانوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتی تھیں۔ میں نے ایک شخص کو جو رومی لباس پہنے ہوئے تھا گھوڑے سے اتر کر ایک عورت سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ کبھی عورت اس پر غالب آجاتی اور کبھی وہ عورت کو مغلوب کر لیتا تھا۔

یونس کا اپنی عورت کے ساتھ لڑنا

میں اس ارادے سے کہ اسے دیکھوں کون شخص ہے؟ اس کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمارا رہبر یونس ہے یہ دراصل اپنی بیوی

سے لڑ رہا تھا اور جس طرح شیر اپنی مادہ سے کشتی کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس طرح کشتی کر رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ بڑھ کر اس کی اعانت کروں کہ دس عورتیں میری طرف چلیں اور میرے گھوڑے کو پتھر مارنے شروع کر دئے۔ ایک خوب صورت عورت کے ہاتھ سے جو ریشمین لباس میں ملبوس تھی ایک بہت بڑا پتھر میرے گھوڑے کی پیشانی پر جس پر میں سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جنگ یمامہ کے لیے نکلا تھا آ کر لگا۔ گھوڑے نے زانو پر سر مارا اور گر کر مر گیا۔ میں غصے میں بھرا ہوا گھوڑے کی زین سے کود کر اس عورت کے پیچھے بھاگا۔ وہ بھی ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتی ہوئی آگے آگے بھاگی۔ دوسری عورتیں بھی اس کے ساتھ بھاگ پڑیں میں نے ان کا پیچھا کیا اور جس وقت ان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو میں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر قتل سے تو میں رک گیا۔ البتہ انھیں ایک ڈانٹ پلائی اور ڈرا دھمکا دیا۔ نیز میرا ارادہ سوائے اس عورت کے جس نے گھوڑے کو مار ڈالا تھا اور عورت کے قتل کا بھی نہیں تھا۔ میں اسی کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کے جس وقت اس کے سر پر تلوار اٹھائی تو اس نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیے اور لفون لفون (امان امان) کہنا شروع کیا۔

میں نے یہ سن کر ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ نہایت قیمتی ریشمین لباس پہنے ہوئی تھی۔ موتیوں کی لڑیاں سر پر لٹک رہی تھیں میں نے اسے نیز ان سب عورتوں کو اپنی حراست میں لے لیا مشکیں باندھیں اور اپنی فوج کی طرف انھیں لے کر چل دیا۔ راستہ میں رومیوں کا ایک خالی زین گھوڑا دکھائی دیا میں اس پر سوار ہو گیا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ یونس راہبر کا حال معلوم کر کے پھر فوج میں جانا چاہیے۔ یہ خیال کر کے میں اس کی تفتیش میں ہوا اس جگہ جہاں مین نے اسے کشتی کرتے دیکھا تھا میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ دفعتاً میں نے اس کی بیوی کو خون آلود اور اس کے سامنے روتے ہوئے بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا یونس کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میری بیوی ہے جس کی طلب اور تلاش میں میں یہاں تک آیا تھا اور مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں تھی کیونکہ خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی جس وقت میں نے اسے یہاں دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ باوجودیکہ تو مجھ سے بھاگی اور نفرت کرتی ہے مگر میں تیری محبت میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے حق مسیح کی قسم چونکہ تو نے دین مسیح کو چھوڑ کر دین محمدی اختیار کر لیا ہے، میں، تمہیں کبھی قیامت تک نہیں مل سکتے۔ میں نے اپنی جان کو مسیح کے لیے وقف کر دیا ہے۔ میں قسطنطنیہ جارہی ہوں وہاں پہنچ کر ننون میں شامل ہو کر راہبہ بن جاؤں گی۔ میں اس کی طرف بڑھا تو اس نے اپنے آپ کو مجھ سے لڑائی کے ذریعے علیحدہ رکھا۔ مگر میں اب کے ساتھ اس قدر لڑا اور کشتم کشتی ہوا کہ اس پر غالب آ گیا۔ جس وقت اس نے میرے پنجوں سے کسی طرح مفر نہ دیکھا تو اپنے کپڑوں میں سے ایک خنجر نکال کر سینے میں بھونک لیا۔ خنجر پھرتے ہی نیچے گری اور مر گئی مجھے اس کے ملنے کا چونکہ بے حد اشتیاق تھا اور وہ مجھے نہیں مل سکی اس لیے اب بیٹھا رو رہا ہوں۔

حضرت عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کرنا

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یونس کی یہ باتیں سن کر رونے لگا اور اس سے کہا کہ خداوند جل مجدہٗ نے تجھے نعم البدل عنایت فرمایا ہے اور اس سے بہتر اور خوب صورت عورت جو ریشمین کپڑے پہنے موتیوں کے لڑیاں لٹکائے سونے کے کنگن زیب کئے اور چاند جیسا چمکتا ہوا چہرہ رکھتی ہے حاضر ہے۔ یونس نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا یہ میرے ساتھ ہے۔ یونس نے جس وقت اس کی طرف دیکھا اور اس کے زیور اور حسن و جمال کو ملاحظہ کیا تو اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ گھڑی بھر تک اس کا حال دریافت کرتا رہا۔ وہ برابر رو رہی تھی آخر یونس میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے سمجھا بھی کہ یہ کون

عورت ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے؟ اس نے کہا یہ ہرقل کی بیٹی اور توما کی بیوی ہے۔ مجھ جیسا آدمی اس کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رکھتا۔ ہرقل اسے فدیہ دے کر ضرور رہائی دلائے گا۔

میں نے کہا اب تو یہ تیرے لیے ہے اور تو اس کے واسطے۔ یہ سن کر یونس نے اسے لے لیا۔ مسلمان اس وقت نہایت شدت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور اس قدر مصروف تھے کہ اس سے زیادہ نہیں لڑ سکتے تھے۔ بعض ریشمین کپڑے اور مال و اسباب کو جمع کر رہے تھے۔

مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ اور اس جنگل کا نام مرج الدیباج کے نام سے مشہور ہونا اور اب تک اسی نام سے مشہور چلا آنا اسی وجہ سے ہے کہ اہل عرب میں سے جس وقت کوئی کسی کے پاس دیباج یعنی ریشم کا کپڑا دیکھتا تھا تو دریافت کرتا تھا کہ آپ کے پاس کپڑا کہاں سے آیا تو وہ شخص جواب دیتا تھا کہ یہ مرج الدیباج کے مال غنیمت میں کا ہے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جس وقت احرار اسلام لڑائی سے فارغ ہوئے تو اپنے سردار حضرت خالد بن ولیدؓ کو نہ دیکھ کر ان کی تفتیش میں لگے۔ مگر جس وقت آپ کا کہیں پتہ اور نشان نہ معلوم ہوا تو سخت مضطرب اور پریشان ہوئے اور انتہا سے زیادہ قلق ہوا۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی تھی کہ جس وقت مرج الدیباج کے میدان میں آپ نے توما کو قتل کر دیا تو آپ کو ہربیس کی تلاش ہوئی۔ آپ نے تمام میدان میں اسے ڈھونڈا۔ مگر جستجو کے بعد بھی آپ ناکام رہے۔ آپ برابر جنگ میں مشغول تھے اور لشکر روم میں گھس گھس کر رومیوں کو جانوروں کی طرح سے قتل کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے ایک قوی الجثہ سرخ رنگ یعنی داڑھی والے رومی کو جو نہایت قیمتی ریشمین کپڑے پہنے ہوئے تھا اور ان کے اوپر لوہا حفاظت کے لیے لگا رکھا تھا، دیکھا۔ آپ نے معاً گمان کیا کہ ہربیس یہی ہے۔ آپ نے یہ سمجھ کر اس کی طرف گھوڑا پویہ کر دیا اور اسی سختی اور شدت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے کہ فوراً حملہ کرتے ہی تہ تیغ کر دیں مگر یہ شخص آپ کو دیکھ کر بھاگا۔ آپ نے تعاقب کیا اس نے میدان میں گھوم کر چکر کھا کے اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ آپ نے دور سے اس کی پشت پر نیزہ مارا۔ یہ گھوڑے سے سر کے بل زمین پر آ رہا۔ آپ یہ کہتے ہوئے کہ کم بخت ہربیس تو نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں بچ کر نکل آیا اس پر حملہ آور ہوئے۔ یہ شخص عربی زبان سمجھتا تھا، اس نے عربی میں فریاد کی اور کہا میں ہربیس نہیں ہوں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور قتل نہ کیجئے۔ میں آپ کو اپنے فدیہ اور عوض میں آپ کو ایسی چیز دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ نیز جو کچھ آپ مجھ سے طلب کریں گے وہی دوں گا۔

آپ نے فرمایا کم بخت! تو میرے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں چھوٹ سکتا جب تک ہربیس کا پتہ نہ بتلا دے۔ مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے میرے ہاتھ سے توما کو قتل کرا دیا ہے اور مجھے ہربیس کے مل جانے کی بھی تمنا ہے۔ اگر تو نے مجھے ہربیس کا پتہ دے دیا تو میں تجھے بغیر کسی معاوضہ کے چھوڑ دوں گا'' یہ سن کر وہ کافر کہنے لگا کہ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ اپنی مراد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا پتہ بتانے سے قبل اس بات کا عہد لے لوں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتلا دیا اور ہربیس میرے قبضہ میں آ گیا تو انشاء اللہ العزیز ایسا ہی ہوگا۔

اس نے کہا اے عربی بھائی! آپ کی بات بدعہدی اور بے وفائی کی سی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں امان دے دی تھی

مگر باوجود اس کے ہمارا پیچھا یہاں تک کیا گیا حالانکہ ہمیں وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ آپ ہمارا تعاقب یہاں تک کریں گے۔ آپ نے تعاقب کیا اور جو کچھ ہم دمشق سے لے کر چلے تھے اس کو لوٹ لیا اور اسی وجہ سے آپ کے جاسوس دمشق میں لگے ہوئے تھے، اس وقت آپ پھر کہتے ہیں کہ اگر ہربیس قابو میں آ گیا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا۔ نیز ہربیس ایک بڑا بہادر اور حریفوں کو زیر کرنے والا شخص ہے، میں اس کی گرفتاری کا کس طرح ضامن ہو سکتا ہوں اور پھر جب کہ آپ کا کلام بھی بدعہدی اور بے وفائی پر مشتمل ہو۔

آپ کو یہ سن کر نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کم عقل! ہمیں عہد شکنی کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ بدعہدی عہد شکنی غداری اور بے وفائی ہماری خصلتوں سے علیحدہ، ہماری عادتوں سے دور اور ہمارے افعال سے بالکل ناگزیر ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ نبی الرحمتہ اور شفیع الامت تھے۔ پھر ہم کس طرح خلاف کر سکتے ہیں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں، جو امانت رکھتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم تمہارے تعاقب میں چار روز سے پہلے نہیں نکلے۔ اللہ بزرگ و برتر نے ہمارے لیے راستہ کی دوری کو دور کر دیا ہے اور زمین کی طنابیں کھینچ کر رکھ دیں۔ میں نے تجھے محض یہی کہا تھا کہ مجھے ہربیس کی طرف جانے کا راستہ بتا دے میں جس وقت اسے دیکھ لوں گا تو انشاء اللہ العزیز خدا کی مدد و نصرت سے اسے اسی وقت لے لوں گا۔ میری خواہش محض یہی ہے کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیعت کی قسم! اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتلا دیا تو میں بدوں کسی عوض کے تجھے چھوڑ دوں گا۔

کافر یہ کلام سن کر کہنے لگا اے عرب کے جوانمرد! آپ میرے سینے سے اتر جائیے تاکہ میں اس کا پتہ بتلا سکوں۔ آپ اس کے سینے سے اتر ئے۔ وہ دائیں بائیں اچک اچک اور ابھر ابھر کر دیکھنے لگا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگا۔ یہ گروہ جو بلندی پر چڑھا جا رہا ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا ہربیس اس گروہ کے آگے آگے جا رہا ہے آپ اس گروہ کا تعاقب کیجئے۔ ہربیس کی شناخت یہ ہے کہ اس کے سر پر جواہر کی ایک صلیب آویزاں ہے۔ آپ نے قوم جرہم یا زبیدہ سے ایک شخص اسد بن جابر کو اس پر مسلط کیا اور فرمایا اسد! تم اسے اپنی نگہبانی میں رکھو۔ اگر میں اس کے قول کے موافق ہربیس تک پہنچ جاؤں تو اسے چھوڑ دینا ورنہ فوراً قتل کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس گروہ کی طرف گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ نیزے کو درست کیا اور جس وقت اس جماعت کے قریب پہنچے تو چلا کر آواز دی بدبختو! مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو؟ جس وقت ہربیس نے آپ کی آواز سنی اور آپ کے طرز کلام سے معلوم کیا کہ یہ اہل عرب میں سے ہیں تو وہ آپ کا قتل کا ارادہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہوئے۔ یہ لوگ تلواروں، عمودوں، اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے اور نہایت جانباز، شجیع اور بہادر آدمی تھے۔ آپ نے انھیں آمادہ اور تیار دیکھ کر فرمایا بدبختو! تم نے یہ سمجھا تھا کہ اللہ عزوجل ہمیں اب تم تک نہیں پہنچانے کے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو ہماری ملکیت میں نہیں دیں گے۔ بس اب خبردار ہو جاؤ میں ہوں شہ سوار قاتل پلید اور میں ہوں خالد بن ولید۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور ایک ہی نیزے میں ایک رومی کو گرا لیا۔ پھر دوسرے کی طرف بڑھے اور اسے بھی قتل کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہربیس اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہربیس نے جس وقت آپ کا نعرہ ہل من مبارز اور آپ کا نام سنا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھا بیٹھا سکڑ گیا۔ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا خدا تمہارا ناس کرے یہی وہ شخص ہے جس نے شام کو الٹ کر رکھ دیا۔ یہی ارکہ، تدمر، حوران، بصرہ، دمشق اور اجنادین کا فاتح ہے دیکھو بچ کر جانے نہ پائے۔ اگر تم نے اسے آگے رکھ لیا اور یہ تم سے بچ کر نہ نکل بھاگا تو یاد رکھو کہ تمہاری گئی ہوئی عزت اور مرتی ہوئی آبرو از سر نو پھر لوٹ آئے گی اور جیسی تھی ویسی ہی ہو جائے گی۔ تمہارے گئے ہوئے شہر اور

لوٹے ہوئے دیار پھر قبضہ میں آ جائیں گے اور سب سے زیادہ یہ کہ تمہارے مقتولین کا یہ بدلہ ہے جو تمہارے پاس موجود ہے یہ لوٹ کر نہ جانے پائے۔

کہتے ہیں کہ رومی یہ سن کر اور آپ کو اکیلا دیکھ کر اور زیادہ شیر ہوئے کیونکہ آپ کے تمام ساتھی اور سارے مسلمان رومیوں سے لڑ رہے تھے اور ہر شخص مال غنیمت کے حاصل کرنے اور اس کے جمع کرنے میں لگ رہا تھا اس لیے یہ رومی بطارقہ آپ کے چاروں طرف جمع ہوئے اور چونکہ یہ ایک ایسے دشوار گزار پہاڑ پر تھے جس میں جھنڈ کے جھنڈ درختوں کے کھڑے ہوئے تھے اس لیے آپ ایسے نازک موقع پر گھر گئے جو آپ کی طاقت سے کہیں زیادہ تھا۔ آپ نے تلوار ہاتھ میں لی، سپر سامنے کی اور فوراً گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ ہو کے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اکیلے ہی ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ پاپیادہ ہوئے تو آپ نے اپنے دل میں کہا خالد! خواب کی تعبیر صحیح ہوگئی۔ نیز آپ اپنے دل میں پشیمان ہوئے اور اب انھیں خیال آیا کہ میں نے اس کام میں خطا کھائی۔ میرا کام لڑنا نہیں ہے بلکہ اپنے نشان اور علم کے نیچے مسلمانوں کو مجتمع کر کے لڑانا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ بتیس لڑائیوں میں شامل ہوئے اور آپ نے ہر ایک معرکہ میں جام شہادت نوش کرنے کی تمنا کی مگر آپ ناکام رہے۔

جس وقت آپ گھوڑے سے اتر آئے تو رومیوں کی طرف بڑھے۔ رومی اس وقت بیس تھے اور آپ تن تنہا سب کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ملعون ہربیس نے پیچھے سے آ کر آپ کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا خود اور عمامہ تک پھٹ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا کے گری۔ اب آپ کو یہ مشکل لاحق ہوئی اور آپ نے یہ سوچا کہ اگر ہربیس کی طرف متوجہ ہوں تو یہ تمام رومی پیچھے سے بلہ کر دیں گے اور اگر ان ہی کی طرف التفات رکھوں تو ممکن ہے کہ ہربیس ہاتھ سے نکل جائے یا دوبارہ مجھ پر حملہ کر کے کام تمام کر دے۔

ہربیس کا قتل

آپ نے فوراً ایک حربی حیلہ سوچ کر دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے حملہ کے ساتھ ساتھ زور زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ گویا کوئی آپ کی مدد کو آ رہا ہے اور آپ نے اسے دیکھ کر خوشی کا ایک نعرہ لگایا ہے۔ اس حیلہ سے آپ کا مقصود کفار کو چکر دینا تھا کہ میں انھیں دبا لوں۔ آپ تکبیروں کے نعرے اور حضور بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود زور زور سے ابھی بھیج ہی رہے تھے کہ آپ نے عربوں کی آوازوں کا شور سنا، جس نے رومیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل عرب کی تکبیروں کے نعرے بلند ہوتے چلے آ رہے تھے اور ایک کہنے والا یہ الفاظ کہتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا تھا **لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمد عبده ورسوله يا ابا سليمان!** رب العالمین کی طرف سے آپ کے لیے مدد آ گئی۔ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ ہوں۔ آپ نے ان کی آواز سنی مگر آپ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کی طرف التفات فرمایا اور نہ مسلمانوں کی طرف توجہ کی۔ آپ برابر دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ دائیں بائیں پھر پھر کر مارتے رہے حتیٰ کہ آپ نے تمام کافروں کو تربتر کر کے رکھ دیا۔ ہربیس نے جس وقت مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز سنی تو پیٹھ دے کر بھاگا مگر آپ اس کی طرف بڑھے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔

مسلمان ہربیس کے ساتھیوں کی طرف چلے۔ تلواروں نے خون سے پیاس بجھانی شروع کی۔ حضرت ضرار بن ازورؓ رومیوں کے قتل کرنے میں سب سے پیش پیش رہے اور آپ نے سب سے زیادہ رومیوں کو قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب

فرصت ملی اور یہ کرب واندوہ جاتا رہا تو آپ نے حضرت ضرارؓ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر انھیں مخاطب کر کے فرمایا واللہ یا ابن ازور! تم فتح مند ہوگئے اور فلاح کو پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت، تمہارے اعمال میں صلاحیت اور تمہارے حال پر رحمت فرمائیں!۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عبدالرحمٰن نیز دیگر مسلمانوں کو اسلام علیکم کہا اور فرمایا کہ تمہیں میرے یہاں آنے کے متعلق کس طرح معلوم ہوا؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا یا سید! جس وقت باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں رومیوں پر فتح بخشی اور وہ لوگ مقتول اور محبوس ہوگئے تو مسلمان مال غنیمت کی جمع کرنے میں منہمک ہی تھے کہ دفعتاً ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہتا تھا کہ تم مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو۔ حالانکہ حضرت خالد بن ولیدؓ دشمن کے نرغے میں پھنس رہے ہیں جس وقت میں نے اس آواز کو سنا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ نیز مسلمان بھی آپ کی اسی وجہ سے تلاش میں تھے کہ انھیں بھی آپ کے متعلق کوئی علم نہیں تھا اور وہ آپ کی طرف سے سخت تشویش اور رنج میں تھے، ہمیں ایک رومی شخص نے جو آپ کے ایک ساتھی کے قبضہ میں تھا آپ کا پتہ بتلایا اور کہا کہ میں نے انھیں ہربیس کے تعاقب میں پہاڑ کے اوپر جانے کے لیے کہا تھا، آپ وہاں پر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم نہایت عجلت کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے مجھے پہلے دشمن کا پتہ دیا تھا پھر مسلمانوں کو میری اعانت اور نصرت کے لیے راستہ بتلایا ہم پر بھی اب اس کا حق واجب ہوگیا۔

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے لشکر میں تشریف لے آئے۔ مسلمان آپ کے اچانک غائب ہوجانے پر نہایت ہی رنج وافسوس کی حالت میں تھے۔ جس وقت آپ کو دیکھا باغ باغ ہوگئے اور سلام کرتے ہوئے آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے ان کے سلاموں کا جواب اور ان کے کاموں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس رومی شخص کو جس نے ہربیس کا پتہ بتلایا تھا طلب کیا اور فرمایا تو نے اپنا وعدہ وفا کیا۔ اب ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنا وعدہ پورا کریں اور چونکہ مجھ پر تیری خیر خواہی واجب ہوگئی ہے اس لیے اگر تو دین، صلوۃ وصیام اور ملت محمد علیہ السلام میں داخل ہوجائے تو اہل جنت میں سے ہوجائے گا۔ اس نے کہا میں اپنے دین کو بدلنا نہیں چاہتا۔ آپ نے یہ سن کر اسے آزاد کردیا۔

نوفل بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس رومی کافر کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تن تنہا رومیوں کے شہروں کی طرف چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے مال غنیمت کے اکٹھا اور قیدیوں کے جمع کرنے کے متعلق حکم دیا۔ چنانچہ وہ مال وغیرہ سب ایک جگہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اس کی کثرت ملاحظہ فرما کے باری تعالیٰ جل مجدہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے راہبر یونس نجیب کو بلا کر اس کی زوجہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ سن کر نہایت متعجب ہوئے۔ حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ نے کہا ایہا الامیر! میں نے ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کر کے اس کی زوجہ کے عوض اسے سپرد کردی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کہاں ہے؟ جس وقت وہ حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا حسن وجمال جو خالق عزوجل نے اسے عنایت کیا تھا دیکھ کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا "سبحانك اللهم وبحمدك يخلق ما شاء ويختار۔" یعنی الہا! پاک ہے آپ کی ذات گرامی۔ آپ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں قبول فرماتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ﴾ (القصص:٦٨)

"یعنی تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔"

پھر آپ نے یونس سے فرمایا کہ آیا تم اسے اپنی زوجہ کے بدلہ میں قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں قبول کرتا ہوں مگر میری رائے

میں ہرقل اس کے عوض میں فدیہ دے کر ضرور اس کی رہائی کا خواستگار ہوگا یا لڑ کر اسے چھوڑانے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے رکھ لو، اگر وہ رہائی چاہے گا تو اس کا نعم البدل بھی باری تعالیٰ تمہیں عنایت کریں گے ورنہ یہ تمہارے لیے ہے ہی۔ یونس نے عرض کیا سردار! آپ تنگ جگہ اور سخت کٹھن مقام میں ہیں اگر آپ رومیوں کے لشکر آنے سے قبل چلنے کا سامان کر دیں تو زیادہ مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ جلالہ ہماری اعانت کے لیے ہر وقت اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے چلنے کا حکم دیا۔ لشکر نہایت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ مال غنیمت آگے آگے تھا اور لشکر اسلام آپ کے پیچھے پیچھے نہایت خوشی، غنیمت، سلامت اور نصرت کے ساتھ فراٹے بھرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

روح بن عطیہؓ کہتے ہیں کہ ہم راستہ قطع کرتے ہوئے نہایت عجلت کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ راستہ میں رومیوں کے شہر آتے تھے مگر کوئی رومی ہم سے معترض نہیں ہوتا تھا جس وقت ہم معرج صغیر میں ام حکیم کے پل کے قریب پہنچے تو دفعتاً ہم نے اپنے پیچھے سے ایک غبار اٹھتا ہوا دیکھا جو ہمیں سخت ناگوار معلوم ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اس کی خبر لا کر دے۔ قوم غفار سے ایک صعصعہ بن یزید غفاری نامی شخص فوراً آگے بڑھا اور عرض کی کہ اس خدمت کے لیے میں تیار ہوں۔ اس شخص کو دشمن کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑانے اور سبقت لے جانے میں ایک خاص ملکہ تھا۔ یہ اس گرد کے پاس پہنچا اور دریافت حال کر کے پھر الٹے پاؤں لوٹا اور دور سے پکار کر کہنا شروع کیا کہ یا امیر! صلیب کے پرستاروں نے ہمیں پکڑ لیا یہ لوگ از سرتا پا لوہے میں غرق ہیں اور ان کی آنکھوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا جس وقت یہ گروہ بالکل قریب آ گیا تو آپ نے یونس راہبر کو بلا کر فرمایا کہ اس گروہ کے پاس جا کر اس کا ارادہ معلوم کرو۔ یہ گئے اور آ کر کہنے لگے کہ سردار! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہرقل اپنی بیٹی کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس گروہ کو اس لیے روانہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مال غنیمت کو واپس لے لے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق میں آپ حضرات سے ملحق ہوں گے تو آپ کے ساتھ ایلچی کے ذریعے گفت و شنید کر کے ہرقل کی بیٹی کو بیع یا ہدیہ کے ذریعے جس طرح بھی ممکن ہوگا رہائی دلانے کی کوشش کریں گے۔

ہرقل کا اپنی بیٹی کو طلب کرنا اور حضرت خالدؓ بن ولید کا اس کو بطور ہدیہ کے چھوڑ دینا

آپ اور یونس ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک بوڑھا شخص جو بالوں کا لبادہ پہنے ہوئے تھا مسلمانوں کے پاس آ کے کہنے لگا کہ میں ایلچی ہوں۔ آپ حضرات کے سردار اور امیر کہاں ہیں؟ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں لا کر حاضر کیا۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں ہرقل بادشاہ کا ایلچی ہوں، اس نے آپ سے کہلا کر بھیجا ہے کہ آپ لوگوں نے جو کچھ میری فوج کے ساتھ سلوک کیا، داماد تو مار کو قتل اور میری لڑکی کو قید کر کے میری ہتک کی ہے اس کی خبر مجھے پہنچی، یہ صحیح ہے کہ آپ حضرات صحیح سلامت اور فاتح رہے مگر ظلم اور زیادتی فاتح کو مفتوح کر دیتی ہے اس لیے حد سے تجاوز نہ کرو۔ میری لڑکی کو یا فدیہ لے کر ورنہ ہدیۃً چھوڑ دو۔ جود و کرم آپ کی عادتوں اور بخشش و رحم آپ کی خصلتوں میں سے ہیں جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ نیز مجھے امید ہے کہ اب ہماری اور آپ کی صلح ہو جائے گی۔

آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ خدا کی قسم! تاوقتیکہ میں تیری دار السلطنت اور اس کے ملحقات کا مالک

نہیں ہو جاؤں گا اس وقت تک تجھ سے یا تیری قوم سے جیسا کہ تجھے معلوم ہے کبھی نہیں پھر سکتا۔ تیرا ہمیں چھوڑ دینا یا مہلت دے دینا ۔سوا گر تو ذرا بھی ہمیں دبا لیتا تو اذیت پہنچانے میں کبھی کمی نہ کرتا، رہی تیری لڑکی سو یہ ہماری طرف سے تجھے ہدیہ ہے'' یہ فرما کر آپ نے اسے بغیر کسی فدیہ کے چھوڑ دیا اور شیخ کے سپرد کر کے فرمایا مجھے امید ہے کہ یہ ہرقل تک پہنچ جائے گی۔

ایلچی جس وقت ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے اعیان مملکت کو جمع کر کے ان سے کہا کہ یہ وہی معاملہ ہے جس کی طرف میں نے تمہیں پہلے توجہ دلائی تھی مگر تم نے میری ایک نہ سنی اور میرے قتل کرنے کے منصوبے باندھنے لگے۔ ابھی کیا ہے اس سے بھی زیادہ دیکھنے میں آئے گا۔ اس میں تمہارا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ پروردگار آسمان کی طرف سے ہے۔ رومی اس کی یہ تقریر سن کر رونے لگے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں سے روانہ ہو کر دمشق پہنچے۔ یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مسلمان آپ کی طرف سے ناامید ہو چکے تھے اور نہایت قلق و یاس کی حالت میں تھے کہ دفعتاً آپ تشریف لے آئے۔ مسلمانوں نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ سلام مسنون کے بعد تہنیت اور مبارک باد کے پھول برسائے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی اور مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان حضرات کے ساتھیوں کو دیکھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے تمام سرگزشت بیان کی۔ انہوں نے تمام قصہ سن کر آپ کی بہادری، شجاعت اور کارناموں پر بے حد تعجب کیا۔ جس وقت آپ اپنے خیمہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ اپنے حصہ میں سے کچھ یونس کو دے کر فرمایا کہ اسے خرچ کر کے کہیں اپنا نکاح کر لو یا کوئی رومی لڑکیوں میں سے خرید کر کے اپنے کام میں لے آؤ۔ یونس نے کہا خدا کی قسم! میں اس دار فانی میں اپنی بیوی کے بعد کبھی کسی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ میری خواہش محض یہی ہے کہ عالم آخرت میں پہنچ کر کسی بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے ہی اپنا نکاح کروں اور بس!

یونس راہبر کی شہادت

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یونس جہاد میں ہمارے ساتھ جنگ یرموک تک شامل رہے۔ آپ نہایت بہادری اور جان بازی کے ساتھ لڑا کرتے تھے۔ یرموک کے روز آپ ایک آزمائش میں مبتلا ہوئے۔ یعنی آپ کے سینے میں ایک تیر آ کر لگا جس کی وجہ سے آپ زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں۔ مجھے آپ کا بہت صدمہ ہوا۔ باری تعالیٰ سے آپ کے واسطے رحمت کی دعائیں کرتا رہا۔

میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کا لباس چمکتا ہے اور آپ طلائی نعلین زیب پا کیے ہوئے ایک سبز باغ میں سیر کر رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ خداوند مالک الملک جل و علیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا اور میری بیوی کے عوض مجھے ستر حوریں اتنی خوب صورت عنائیت فرمائیں کہ اگر ان میں سے دنیا میں ایک بھی اتر آئے تو اس کے چہرے کی روشنی سورج اور چاند کو شرما دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عنایت فرمائیں۔

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا ''خدا کی قسم! یہ مرتبہ سوائے شہادت پانے والے کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ بہت خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس مزے کو چکھ لے۔''

(1) واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ سے مال غنیمت لے کر واپس ہوئے تو

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا اور نہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وصال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق ہی ان سے کچھ ذکر کیا۔ آپ نے دوات اور کاغذ منگوا کر دربار خلافت میں حسب ذیل خط لکھا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب حضرت ابوبکرؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عریضہ بعالی جناب عبداللہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از جانب خالد بن ولید مخزومی حاکم شام

امابعد! السلام علیکم۔ میں اس ذات گرامی کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں، ہمیں جنگ دمشق میں برابر دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکالیف اٹھانی پڑی حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہماری نصرت اور مدد فرمائی دشمن کو مقہور کیا۔ میں نے باب شرقی کی طرف سے شہر کو تلوار کے زور سے فتح کیا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابیہ پر متعین تھے، ان کے ساتھ دشمن نے فریب کر کے دوسرے دروازے پر صلح کر لی اس لیے مجھے ابوعبیدہ بن جراح نے منع کر دیا کہ میں کسی کو قید یا قتل کروں۔ میں ابوعبیدہ بن جراح سے کنیسہ مریم کے پاس ملا۔ ان کے ساتھ اس وقت وہاں پادری اور رہبان موجود تھے اور صلح نامہ ان رومیوں کے پاس تھا۔ بادشاہ کا داماد توما اور ایک شخص ہربیس نامی شہر سے بہت سا مال لے کر چلے تو میں نے ان کا تعاقب کیا اور ان دونوں لعینوں کو قتل کر کے ان سے وہ مال حاصل کر لیا۔ ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر پھر بطور ہدیہ کے اسے چھوڑ دیا اور صحیح و سلامت واپس آ گیا۔ میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام!

حضرت خالدؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فتح دمشق کی خبر دینا

اسے ملفوف کر کے اس پر اپنی مہر لگائی اور ایک شخص عبداللہ بن قرط عربی کو بلا کر یہ خط دے کر روانہ کر دیا۔ یہ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ یہاں مسند خلافت پر جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز تھے۔ آپ نے سرنامہ اور عنوان خط جس میں از طرف خالد بن ولید بجانب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا پڑھ کر فرمایا کیا اب تک مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے متعلق علم نہیں ہوا۔ عبداللہ بن قرط نے عرض کیا یا امیر المومنین! مسلمانوں کو اب تک اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں حضرت خالد بن مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معزولی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرداری کا جس کی میری رائے میں انھیں کوئی خواہش نہیں تقرر درج تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے سکوت فرمایا اور تمام خط کو پڑھا۔

خلافت فاروق کی مجمل سی کیفیت

اصحاب سیر نے ثقات راویوں سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو آپ کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ جن کی عمر اس وقت باون سال کی تھی مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تمام مسلمانوں

نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بیعت کی اور آپ کی بیعت سے کسی شخص نے بھی خواہ وہ بڑا تھا یا چھوٹا انحراف نہیں کیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں دشمنی، نفاق اور انشقاق تمام جاتا رہا باطل نیست اور حق قائم ہوگیا۔ آپ کی امارت میں سلطنت قوی ہوگئی۔ شیطان کے مکر میں ضعف آگیا۔ خدائی حکم حالانکہ کافروں کو شاق تھا۔ مگر ظاہر ہوگیا۔ آپ اپنے زمانہ خلافت وامارت میں فقراء کے ساتھ بیٹھے تھے۔ عام آدمیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تلطف سے پیش آتے تھے۔ چھوٹوں سے رحم اور بڑوں کی توقیر فرماتے تھے۔ یتیموں پر مہربانی اور مظلوموں کے ساتھ ایسا انصاف کرتے تھے کہ حق ظاہر ہو جاتا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی کام میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

آپ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے بازاروں کے اندر اپنی گذری پہنے اور ہاتھ میں درہ لیے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ آپ کے درہ کا خوف بادشاہوں کی تلواروں اور نیز تمہاری ان تلواروں سے زیادہ تھا۔ آپ کی غذا روزانہ جو کی روٹی اور سالن آپ کا پسا ہوا نمک تھا۔

بسا اوقات آپ کی روٹی زہد واتقاء اور مسلمانوں پر نظر عنایت اور مہربانی کی وجہ سے بغیر نمک کے ہی رہ جاتی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس سے مقصود محض اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے ثواب تھا اور بس۔ نیز کوئی شغل آپ کو ادائے فریضہ حق اور اتباع سنت نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہیں رکھتا تھا۔

خلافت فاروقی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت خلیفہ ہوگئے تو آپ اپنے دونوں صاحبوں یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بہ قدم دین کے کاموں میں ہمیشہ آمادہ اور تیار رہے۔ تکبر اور غرور کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیا تھا"۔

آپ کو جو کی روٹی اور نمک نے جلا کر رکھ دیا تھا (یعنی آپ بہت زیادہ ضعیف ہو گئے تھے) زیت اور خشک چھواروں نے آپ کو بہت نقصان دیا تھا۔ کبھی کبھی آپ تھوڑا سا گھی بھی کھا لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو نمک اور زیت کا کھانا اور بھوکا رہنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ کل کو آگ میں ڈالا جائے گا۔ جس میں نہ کبھی آدمی مرے گا اور نہ آرام پائے گا اور جس کی گہرائی بہت زیادہ، عذاب سخت اور پانی پیپ ہے۔

آپ حالانکہ طلب نہیں کرتے تھے اور نہ اجازت ہی دیتے تھے، مگر لشکر کے لشکر آپ کے پاس آپ کے زمانہ خلافت میں چلے آتے تھے، آپ نے لشکروں کو بھیجا، فتوحات کیں، شہروں کو آباد فرمایا اور عذاب دوزخ سے آپ بہت زیادہ ڈرتے تھے۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿.....حصہ اول فتوح الشام حضرت ابوبکر صدیق ؓ ختم ہوا.....﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہرقل شاہ روم کو یہ معلوم ہوا کہ زمام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آ گئی تو اس نے اپنے تمام روسا والیان ملک' ارکان مملکت اور افسران فوج کو کنیسہ قسیسین میں جہاں اس کے لیے پہلے سے ایک ممبر نصب کر دیا گیا تھا، جمع کر کے ان کے سامنے ممبر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی:

ہرقل کا اپنے رؤسا کے سامنے تقریر کرنا

''یا بنی اصفر! یہ وہی شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا۔ مگر تم نے میری ایک نہ سنی، اب اس گندمی رنگ اور سیاہ سیاہ چشم والے شخص کی حکومت اور دبدبہ کی وجہ سے معاملہ زیادہ نازک اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب اس صاحب فتوح مشابہ بہ نوحؑ شخص کی ولایت کے حدود خدا کی قسم اور خدا کی قسم! میرے پایہ تخت تک پہنچ جائیں گے اور وہ میرے تاج وتخت کے مالک ہو کر رہیں گے۔ لہٰذا تمہیں وقت آنے سے قبل بلا نازل ہونے، گھر اجڑنے محلوں کے ویران، پادریوں کے قتل اور ناقوسوں کے بے کار اور بند ہونے سے پہلے ڈرنا اور بہت زیادہ ڈرنا چاہیے۔ یہ شخص حرب وضرب کا ماہر اور روم وفارس کو زیروزبر کرنے والا شخص ہے، اپنے دین کا زاہد ہے اور دوسری ملتوں کے تابعین پر نہایت سخت۔ اگر اب بھی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہو جاؤ، ظلم چھوڑ دو، اوائے مفروضات اور طاعات مسیح علیہ السلام کی اتباع کرو زنا اور تمام بے ہودہ باتوں سے توبہ کر لو تو مجھے امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن تم نے اس کا انکار کیا اور اسی طرح فسق وفجور میں مبتلا اور خواہشات دنیا میں پھنسے رہے تو یاد رکھو کہ تمہارے دشمنوں کو خدا تم پر مسلط کر دے گا اور ایسی بلا میں تم گرفتار ہو جاؤ گے جس کے اٹھانے کی طاقت تک تم میں نہیں ہوگی۔ یہ میں جانتا ہوں کہ اس قوم کا دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا اور جب تک اس مذہب کے حامل خود اپنے اس دین میں تغیر وتبدل نہیں کریں گے اس وقت تک وہ ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے ساتھ رہیں گے، اس وقت تمہارے سامنے دو ہی صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس دین میں داخل ہو جاؤ یا جزیہ پر مصالحت کر لو''۔

رومی یہ فقرے سن کر اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ اسے قتل کر دیں مگر ہرقل نے نرم آواز میں ان کے سخت غصے کو ٹھنڈا کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میرا مطلب اس کہنے سے محض آپ لوگوں کی آزمائش اور معلوم کرنا تھا کہ آپ حضرات کو اپنے دین کی غیرت اور حمیت کہاں تک ہے اور آیا آپ کے دلوں میں عربوں کا خوف تو جگہ نہیں کر گیا۔

ہرقل کا ایک نصرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روانہ کرنا

اس کے بعد ہرقل نے ایک نصرانی عرب کو جس کا نام[1] طلیعہ بن ماران تھا بلا کر اس کے واسطے کچھ انعام مقرر کیا اور کہا کہ تو اس

---

[1] ایک نسخہ میں لطیقہ بن ماذن ہے۔

وقت یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ بن خطاب کے قتل کی کوئی تدبیر سوچ کر انھیں قتل کر دے۔ اس نے اس کا وعدہ کیا اور سامان سفر کر کے مدینہ رسولؐ میں پہنچ کر آپ کے قتل کی فکر میں مدینہ طیبہ کی حوالی میں چھپ گیا حضرت عمرؓ یتیموں کے اموال اور بیواؤں کے باغات کی حفاظت اور خبر گیری کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ نصرانی ایک گنجان درخت پر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر ایک پتھر کے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گئے، جس بعد آپ سو گئے اور اس شخص نے چاہا کہ میں اتر کر اپنا کام پورا کرلوں تو اچانک جنگل سے ایک درندہ آ کر آپ کے چاروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا اور ایک غیبی ہاتف نے آواز دی اور کہا یا عمر! عدلتَ فأمنت، یعنی اے عمر! چونکہ آپ نے عدل وانصاف کیا ہے اس لیے آپ مامون ہو گئے۔ جس وقت آپ کی آنکھ کھلی درندہ چلا گیا۔ یہ نصرانی درخت سے اترا اور حضرت عمرؓ کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا میرے ماں باپ اس پر قربان جس کی حفاظت کائنات کے درندے، جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تعریف جہان کے جن کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا تمام آنے کا قصہ اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اسی وقت وہ مشرف باسلام ہو گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

''میں نے تمہیں شام کا حاکم اور افواج اسلامیہ کا کمانڈر مقرر کیا اور خالد کو معزول۔ والسلام!''

یہ خط آپ نے حضرت عبداللہ بن قرط کے سپرد کیا اور مسلمانوں کے معاملات کی طرف رجوع ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر عیش و آرام حرام کر لیا اور زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنی تمام توجہ کو شام کی طرف پھیر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سالم ثقفی اپنے ثقہ اشخاص سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جس شب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ اسی رات کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہریؓ نے بعینہٖ وہی خواب دیکھا جو اسی رات حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا تھا صبح کو آپ نے حضرت عمرؓ کے سامنے جس وقت آپ سے بیعت کی جا رہی تھی بیان کیا گیا کہ گویا میں دمشق کو دیکھ رہا ہوں مسلمان اس کے چاروں طرف ہیں مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ جس وقت مسلمانوں نے تکبیروں کے نعرے لگا کر حملہ کیا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ اور شہر پناہ کی دیواریں دھنس دی گئیں اور ان کا نشان تک کہیں دکھلائی نہیں دیتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دمشق میں بزور شمشیر داخل ہوئے اور آپ کے سامنے جو آگ روشن تھی اس پر پانی پڑا اور وہ بجھ گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ خواب سنتے ہی فرمایا تمہیں مبارک ہو دمشق اسی رات فتح ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چند روز کے بعد حضرت عقبہ بن عامر جہنی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمشق سے فتح اور خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں دیکھ کر فرمایا ابن عامر! ملک شام سے چلے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں جمعہ کے روز چلا تھا اور آج بھی جمعہ ہے میں اسی روز سے برابر چلا آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے سنت پر عمل کیا۔ بتلاؤ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا نہایت عمدہ اور مبارک خبر ہے، میں اسے عنقریب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا واللہ! آپ اس حالت میں کہ دنیا آپ کی تعریف کرتی تھی اس عالم فانی سے انتقال کر کے رب کریم کے پاس چلے گئے اور ضعیف و ناتواں عمر نے اس قلادہ کو اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اگر اس نے اس کام میں عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیا تو نجات پا گیا اور

کوئی کمی یا قصور سرزد ہو گیا تو ہلاک ہو گیا حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ خبر سن کر رو دیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لیے دعاء مغفرت مانگی اور وہ خط نکال کر حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اسے پڑھ کر جمعہ کے وقت تک مخفی رکھا۔ خطبہ اور نماز کے وقت آپ ممبر پر تشریف لے گئے مسلمان مجتمع تھے۔ آپ نے فتح دمشق کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان نہایت خوش ہوئے اور تکبیروں کی آوازوں کا شور بلند ہو گیا۔ آپ ممبر سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام ایک خط جو ان کی تولیت اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر مشتمل تھا لکھا اور مجھے سپرد کر کے شام کی طرف لوٹ جانے کا حکم فرمایا۔

میں جس وقت دمشق میں آیا ہوں تو حضرت خالد بن ولیدؓ توما اور ہربیس کے تعاقب میں گئے ہوئے تھے میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے اسے چپکے چپکے پڑھ کر رکھ لیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے متعلق نیز حضرت خالد بن ولیدؓ کے عزل اور اپنی تقرری کے بارے میں کبھی کسی سے ذکر نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے آئے اور انہوں نے فتح دمشق، مسلمانوں کے غالب آنے، مرج الدیباج میں مال غنیمت حاصل ہونے اور ہرقل کی چھوٹی بیٹی کو چھوڑ دینے کی اطلاع ایک خط میں ملفوف کر کے عبداللہ بن قرط کے ہاتھ دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط نے جس وقت یہ خط حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو سرنامہ کے یہ الفاظ پڑھ کر، از طرف خالد بن ولید مخزومی بنام حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت ناگوار گزرا اور جناب کا گندم گوں رنگ سفید ہو گیا۔ آپ نے ابن قرط کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ابن قرط! کیا مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حاکم شام ہونے کی اطلاع کہ میں نے انھیں وہاں کا حاکم مقرر کر دیا ہے، نہیں پہنچی؟ انہوں نے کہا نہیں یا امیر المومنین! آپ یہ سن کر نہایت غصہ ہوئے لوگوں کو جمع کیا اور ممبر پر کھڑے ہو کر فتح دمشق اور مرج الدیباج کے مال غنیمت کی اطلاع دی۔ مسلمانوں کی آوازیں تہلیل اور تکبیروں کے ساتھ بلند ہوئیں اور برادران ملت کے لیے دعائے خیر مانگی گئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومی کی معزولی

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین! ابوعبیدہؓ بن جراح کو ایک مرد امین اور جنہیں میں نے سرداری کے لائق پایا ہے اور انھیں میں نے شام کا حاکم مقرر کر کے خالد بن ولید کو معزول کر دیا ہے۔ یہ سن کر بنی مخزوم کے ایک شخص نے کہا کیا آپ ایسے شخص کو معزول کرنا چاہتے ہیں جس اللہ جل جلالہ نے [1] سیف قاطع کے لقب سے ملقب کر کے خالد بن ولید اور ان کو مشرکوں کے لیے قاتل اور دافع بنایا ہے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی ان کی معزولی کی متعلق کہا تھا مگر آپ نے اسے منظور نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اس تلوار کو کبھی میان میں نہیں کروں گا جسے باری تعالیٰ جل مجدہ نے خود کھینچا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے دین کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ جل جلالہ، نیز مسلمان آپ کے اس کام سے کبھی اغماض نہیں کر سکتے اور نہ اس امر میں آپ کو معذور سمجھتے سکتے ہیں۔ آپ نے خدا کی تلوار کو میان میں کر دیا اور ایک ایسے امیر کو جس کو خود خداوند جل وعلیٰ نے مقرر فرمایا تھا معزول کر دیا۔ نیز آپ نے عزیز و اقارب کی پاسداری کو قطع کر کے خود چچازاد بھائی کی برائی چاہی۔ یہ کہہ کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ چونکہ یہ ایک کم سن اور نوعمر شخص تھا اس لیے آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ جوان اور کمسن اپنے چچازاد بھائی کی حمایت میں غصہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ممبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور اس خط کو سرہانے رکھ کر لیٹ گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کے متعلق غور و خوض

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق فرمایا تھا سیف من سیوف اللہ کہ خالد بن ولید اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔

فرمانے لگے۔

صبح اٹھ کر جناب نے نماز پڑھائی ممبر پر کھڑے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا اور درود وسلام بھیج کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کی اور اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! میں نے ایک بڑی بھاری امانت کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھالیا ہے۔ میں دراصل ایک چرواہا ہوں اور ہر ایک چرواہے اور راعی سے اس کی رعایا کی نسبت سوال کیا جائے گا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری نیز ان تمام لوگوں کی جو اس شہر میں آباد ہیں اصلاح، خیر خواہی، امور معشیت میں نگہداشت اور وہ تمام چیزیں جو تمہیں تمہارے پروردگار سے عطا ہوئیں مجھے تفویض کر دی ہیں اور میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے:

من صبر علی بلائها و شد تها کنت له شهیدا و شفیعا یوم القیمة۔

یعنی جو شخص مدینہ طیبہ کی آزمائش اور سختی پر صبر کرے گا میں اس کے لیے قیامت کے روز گواہ اور شفیع ہوں گا۔ اور یہ تمہیں خود معلوم ہے کہ تمہارے اس شہر میں سوائے ان چیزوں کے جنہیں اونٹ ایک مہینہ کا راستہ قطع کر کے تم تک پہنچا دیتے ہیں نہ زراعت ہے اور نہ دودھ۔ ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم سے مغانم کثیر (بہت زیادہ مال غنیمت) کا وعدہ فرمایا ہے اس لیے میں ادائے امانت ہر خاص و عام کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھنا چاہتا ہوں اور جو شخص اس امانت کا اہل نہیں ہے اس کو اس پر مقرر کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایسے شخص کو اس کے لیے منتخب کرنا چاہتا ہوں جس کے دل میں ادائے امانت کی خواہش ہو اور وہ مسلمانوں کے حقوق ان کے پاس پوری حفاظت کے ساتھ پہنچا دے۔ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ولایت کو محض اس لیے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ اسراف کے خوگر اور عادی ہیں۔ شاعر جب ان کی تعریف کر دیتا ہے تو وہ اسے انعام میں مال دے دیتے ہیں اور جب کوئی سوار ان کے سامنے جہاد میں زیادہ کوشش کرتا ہے تو وہ اس کو اس کے استحقاق سے زیادہ بخش دیتے ہیں اور ضعیف وغریب مسلمانوں کے واسطے کچھ باقی نہیں رکھتے اس لیے میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں۔ دلوں کا بھید باری تعالیٰ جانتے ہیں۔ میں نے اپنی دانست میں ایک امین شخص کو متعین کر دیا ہے۔ اب تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے ایک قوی اور سخت آدمی کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ، امین، مطیع اور نرم شخص مسلمانوں پر حاکم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کی اعانت اور مدد کے لیے اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان

اس کے بعد آپ ممبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور ایک صاف چمڑے کا ٹکڑا لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف خدا کے بندے امیر المومنین مسلمانوں کے خادم عمر بن خطاب کے

بطرف حضرت ابوعبیدہ بن جراح!

السلام علیکم! میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں، میں نے تمہیں مسلمانوں کے امور پر مامور کیا ہے تم اس میں کچھ شرم نہ کرو، خدائے بزرگ و برتر امر حق میں کسی چیز سے شرم نہیں کرتے۔ میں تمہیں اس ذات واحد سے جو ہمیشہ رہنے اور جس کے ماسوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے

نیز جس نے تمہیں کفر سے نکال کر ایمان تک اور ضلالت سے علیحدہ کر کے ہدایت تک پہنچایا ہے، اس سے ڈرنے کی وصیت اور ہدایت کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں حضرت خالد کے لشکر کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ تم انھیں امارت سے علیحدہ کر کے ان کا لشکر اپنے قبضہ میں لے لو۔ مسلمانوں کو مال غنیمت کی امید میں ہلاکت کے اندر نہ ڈالو، بہت زیادہ لشکر کی طرف مسلمانوں کو یہ کہہ کر مجھے تمہاری مدد اور غلبے کی امید ہے مت بھیجو اور نصرت و اصل تدبیر یقین اور خداوند تعالیٰ کے اعتماد پر ہے۔ تعزیز نیز مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے احتیاط رکھو، دنیا کی طرف سے اپنی دونوں آنکھیں بند اور اپنے دل کو اس کی رغبت سے پاک رکھو تم سے پہلی امتیں جن طریقوں کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھوں میں گر چکی ہیں اور جن کا تم نے خود وہ غار دیکھ لیا اور ان کی خفیہ اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہو گئے ہو، ان طریقوں سے بچو۔ تمہارے اور آخرت کے مابین ایک بہت باریک پردہ حائل ہے۔ تمہارے اسلاف وہاں پہنچ چکے ہیں اور تم بھی اس گھر سے جس کی تازگی اور نکہت مرجھا چکی ہے عنقریب کوچ کر دینے والے رہو۔ اس لیے تم لوگوں کو اس گھر سے اس سفر کی طرف پرہیز گاری اور تقویٰ کی زادراہ کے ساتھ روانہ کرو اور جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت رکھو۔ گیہوں اور وہ جو جو تمہیں دمشق سے ہاتھ لگے ہیں اور جن کے متعلق تمہارا آپس میں زیادہ دیر تک جھگڑا ہوا ہے وہ مسلمانوں کا حق ہے۔ سونا اور چاندی جو تمہیں وہاں سے دستیاب ہوئی ہیں اس میں خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ رہا تمہارا اور خالد کا دمشق کی فتح اور صلح کے متعلق جھگڑا، سو چونکہ وہاں کے حاکم اور امیر تم ہی ہو اس لیے فتح صلح کے ساتھ ہوئی ہے نہ تلوار کے زور سے۔ اگر تم نے صلح نامہ مرتب کرنے کے وقت غلہ کے بارے میں رومیوں کا حق تسلیم کر لیا تھا تو تمہیں انھیں یہ دے دینا چاہیے۔

والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیک وعلی جمیع المسلمین۔

حضرت خالد کا دشمنوں کے تعاقب میں مرج دیباج تک جانا نفس کی مکاری ہے کہ اس نے اپنے مسلمانوں کے ناحق خون بہانے کی جرات دلائی۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے خون بہانے میں نہایت بے باک شخص ہیں۔ ہرقل کی بیٹی کا گرفتاری کے بعد ہدیتاً دے دینا کام کی حدود سے تجاوز کر جانا ہے۔ چاہیے تھا کہ اس کے عوض میں بہت سا مال لے کر غریب اور ضعیف مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جاتا۔ والسلام۔

اسے ملفوف کر کے آپ نے اس پر مہر فرمائی اور حضرت عامر بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو حضرت سعد بن ابو وقاص کے بھائی تھے بلا کر ان کے وہ خط سپرد کر کے انھیں ہدایت فرمائی کہ تم دمشق پہنچ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ خط دے دینا اور میری طرف سے انھیں حکم دے دینا کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے پاس جمع کر لیں، جس وقت تمام مسلمان اکٹھے ہو جائیں تو تم خود اے عامر یہ خط پڑھ کر سنا دینا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر سے سب کو اطلاع دے دینا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شداد بن اوسؓ کو بلا کر ان سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تم حضرت عامر کے ہمراہ شام کی طرف چلے جاؤ۔ جس وقت یہ خط پڑھ چکیں تو تم لوگوں کو حکم کرنا وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کریں تاکہ تم سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنا ہو جائے۔ یہ سن کر یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے چلنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی اور آخر کار دمشق تک پہنچ گئے۔

یہاں مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کی خیریت اور ان کے احکام کے منتظر تھے جس وقت یہ حضرات مسلمانوں کو کچھ فاصلے سے معلوم ہونے لگے تو مسلمان گردنیں ابھار ابھار کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض لوگ پیش قدمی کے لیے دوڑے اور خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ جس وقت یہ حضرات یہاں پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ میں سلام مسنون کے بعد قیام کیا۔ آپ نے

حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی خیریت دریافت کی۔ حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عمرؓ خیریت سے ہیں ان کا میرے پاس ایک فرمان ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنادوں، اس لیے آپ تمام مسلمانوں کو جمع ہو جانے کا حکم دے دیجئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر فوراً کھٹک گئے اور انھیں دربار خلافت کے معاملات میں شک پیدا ہو گیا۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ فرمان پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت آپ اس جملہ پر پہنچے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وفات ہوگئی تو مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ حضرت خالدؓ نے روتے ہوئے فرمایا کہ اگر جناب حضرت ابوبکر صدیق ؓ اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف تشریف لے گئے اور تخت خلافت جناب حضرت عمرؓ عنہ کے سپرد ہو گیا تو ہمیں ان کی اطاعت بخوشی منظور ہے۔ واللہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت اور حکومت سے مجھے دنیا میں کوئی محبوب چیز اور حضرت عمرؓ کی ولایت وخلافت سے دشمن کوئی شے نظر نہیں آتی تھی مگر اب ان کی اطاعت اور انہوں نے جو احکام صادر فرمائے ہیں مجھے بخوشی منظور ہیں۔ حضرت عامرؓ نے تمام فرمان پڑھ کر جب سنالیا تو چونکہ انھیں شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا حکم ہے۔ اس لیے آپ کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ کی طرف سے ۳ شعبان المعظم ۱۳ھ کو بیعت ہوگئی۔

حضرت خالدؓ نے معزولی کے باوجود جہاد میں بھرپور حصہ لیا

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے لوگوں کو اطلاع دی۔ مال واسباب کی حفاظت اور لشکر کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور یہ سمجھ لیا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی گراں گزرے گی اور بمقابلہ سابقہ غزووں کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر ذرا کم دکھلائیں گے مگر میں نے سنا کہ آپ معزولی کے بعد سب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوشش کرتے اور جہاد میں حصہ لیا کرتے تھے۔ خصوصاً قلعہ ابوالقدس میں آپ نے نہایت شجاعت کے ساتھ کارہائے نمایاں دکھلائے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے قلعہ ابوالقدس کا قصہ بیان کیا میں نے اس سے دریافت کیا تھا کہ شام میں یہ کس جگہ واقع تھا اس نے کہا کہ عرفہ طرابلس اور مرج السلسلہ کے مابین تھا اور اس کے سامنے ایک کلیسا اور اس کلیسا میں ایک طرف ایک صومعہ بنا ہوا تھا جس میں دین مسیح علیہ السلام کا ایک راہب جو کتب سابقہ اور اخبار امم ماضی کا عالم تھا رہا کرتا تھا۔ رومی اس کے پاس اس کے علم سے استفسادہ کرنے آیا کرتے تھے۔ اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی اور اس کا معمول تھا کہ وہ ہر سال اپنے دیر کے قریب رومیوں کے ماہ صیام کے بعد ایک عید منایا کرتا تھا جس میں رومی نصاریٰ وغیرہ اطراف واکناف اور صفاحلوں سے اور قبطی مصر سے آ آ کر اس کے گرد جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ اپنی چلہ کی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ کے انھیں انجیل اور اس کے احکام کی تعلیم دیتا اور وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا انہی ایام میں ہر سال کلیسا کے ساتھ ایک نہایت عظیم الشان بازار (نمائش میلہ) بھی لگا کرتا تھا جس میں لوگ مال ومتاع اور چاندی سونے لالا کے خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور تین یا سات دن تک خوب چہل پہل اور گرم بازاری رہا کرتی تھی۔ مسلمانوں کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔ انھیں ایک معاہدی نصرانی نے جس کے اہل وعیال نیز خود اسے بھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے امان دی تھی اس کی اطلاع کی۔

جس وقت نظام عسکری اور شام کی حکومت جناب کے ہاتھ میں آئی تو اس معاہدی نصرانی نے دل میں خیال کیا کہ کسی طرح آپ

کی بارگاہ میں تقرب اور آپ سے شرف نیاز حاصل کیا جائے۔ ممکن ہے کہ جناب کا لشکر اس بازار کو فتح کر لے۔ آپ کو زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی یہ فکر ہوا اور اسی شش و پنج میں تھے کہ رومیوں کے کسی شہر کی طرف اقدام کیا جائے اور اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے کبھی دل میں خیال آتا تھا کہ بیت المقدس چونکہ شام کا بہترین شہر رومیوں کا دار السلطنت اور ان کے مذہب کا ماویٰ وہی ہے اس لیے سب سے پہلے اسی کی طرف فوج کشی کی جائے اور کبھی سوچتے تھے کہ انطاکیہ میں خود بادشاہ موجود ہے اس لیے سب سے اول اسی سے فراغت پالوں۔ آپ اسی سوچ میں تھے مسلمانوں کو آپ نے مشورے کے لیے بلا رکھا تھا کہ اچانک آپ کے پاس وہ شامی نصرانی بھی آ گیا اور عرض کی ''ایہا الامیر! آپ نے چونکہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جسے میں تا اختتام زندگی کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں ایک شہادت اور مال غنیمت کے اظہار کی عرض داشت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے اس مال غنیمت کو جسے باری تعالیٰ نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے حاصل کر لیا اور مسلمانوں کو خداوند نے اس پر فتح بخش دی، تو مجھے امید ہے کہ مسلمان اس کی بعد اتنے غنی اور تونگر ہو جائیں گے کہ انھیں کسی طرح کی حاجت باقی نہیں رہے گی''۔

آپ نے فرمایا وہ مال غنیمت کس قسم کا اور کہاں ہے مفصل بیان کر۔ میں تو تجھے اپنا خیر خواہ ہی سمجھتا ہوں۔ اس نے کہا۔ ''سردار! آپ کے عین محاذات میں لب دریا ایک مستحکم قلعہ ہے جسے حصن ابوالقدس کہتے ہیں۔ اس کے سامنے نصرانیوں کا ایک گرجا (کلیسا۔ ویر) بنا ہوا ہے جس میں ایک راہب پادری رہتا ہے۔ عیسائی اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کی دعاؤں سے برکتیں حاصل کرتے اور اس کے علم سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس راہب پادری نے سال بھر میں ایک عید کا دن مقرر کر رکھا ہے جس میں لوگ اطراف و اکناف کے دیہات، شہروں، مختلف ملکوں اور کلیساؤں سے آ آ کر جمع ہوتے ہیں۔ اسی کے قریب ایک بازار لگاتے ہیں جس میں لوگ نہایت زینت اور تفاخر کا سامان عمدہ کپڑے ریشمین مطلا مذہب پہن پہن کر آتے ہیں اور یہ بازار تین یا سات روز تک برابر لگا رہتا ہے۔ اب اس عید اور بازار کے قائم ہونے کے دن قریب ہیں۔ اگر آپ عربوں کا ایک لشکر اس طرف روانہ کر دیں اور یہ لوگ اچانک اس بازار پر جا گریں تو چونکہ وہ لوگ خالی الذہن اور مطمئن ہوں گے اس لیے امید ہے کہ مسلمان اس تمام مال کو جو بازار میں ہوگا مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے حاصل کر لیں گے اور یہ دشمن کی ایک کمزوری کا باعث ہوگا کہ وہ آگے کو زیادہ سر نہیں اٹھا سکے گا۔

آپ یہ سن کر مال غنیمت کی امید میں جو نصرانی نے دلائی تھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اور کلیسا کے مابین کس قدر فاصلہ ہوگا؟ اس نے کہا یہاں سے قریب تیس میل کے ہے اگر کوئی شخص کوشش کر کے چلے تو ایک دن میں پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے کہا بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا اس کا رومیوں میں کوئی حامی اور مدد گار بھی ہے جو آڑے وقت میں ان کے کام آ سکے۔ اس نے جواب دیا چونکہ ہرقل سے ہر ایک بڑا چھوٹا خائف ہے اور اس کی ہیبت اس کے دل میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی ہے اس لیے اس کے شہروں کو اب تک اس عید اور بازار کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ آیا اس کلیسا کے قریب شام کا کوئی اور شہر بھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں سردار! اس کے قریب ایک شہر ہے جس کا نام طرابلس ہے۔ یہ شہر ملک شام کی بندرگاہ ہے جہاں ہر جگہ اور ہر طرف سے کشتیاں اور جہاز آتے رہتے ہیں۔ نیز اس شہر میں ایک نہایت متکبر بطریق (سردار) بھی رہتا ہے بادشاہ نے اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے وہ زمین اور املاک بطور جاگیر کے اسے ہی معاف کر رکھی ہے۔ یہ شخص البتہ اس بازار میں آیا کرتا ہے مگر رومیوں میں سے کسی شخص کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھی اس بازار کا حامی یا مدد گار رہے۔ ہاں اگر اب آپ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے یہ سب ایک ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے لگیں تو دوسری

بات ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس پر یلغار بول دیں تو فتح اور غنیمت ضرور ان کے ہاتھ آ کر رہے گی۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ لوگوں! تم میں سے کون شخص خدا کے راستہ میں اپنی جان کو ہبہ کر کے اس لشکر کے ساتھ جسے میں اس بازار کی طرف بھیج رہا ہوں روانہ ہو گیا۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اس شخص کی مدد فرمائیں اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے۔

ذکر قلعہ ابو القدس

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور تمام آدمی خاموش رہے۔ آپ نے پھر دوبارہ ذرا اونچی آواز میں فرمایا۔ آپ کا مقصود حضرت خالد بن ولیدؓ کو دراصل متوجہ کرنا تھا۔ مگر آپ نے ان کی معزولی کی وجہ سے صاف لفظوں میں کہتے ہوئے شرم و حیا کے سبب احتراز کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی خاموش رہے۔ وسط لشکر میں سے ایک نوعمر سبزہ آغاز لڑکا آپ کے سامنے کھڑا ہوا۔ یہ نوجوان شخص حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ تھے جس وقت ان کے والد ماجد جعفر طیار غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے تو ان کی عمر بہت تھوڑی تھی ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس الخثعمیہ سے جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کر لیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی کفالت اور پرورش آپ نے ہی فرمائی تھی۔ جس وقت یہ سن بلوغ کے قریب پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد بزرگوار کیا ہوئے ان کی والدہ جواب دیا کرتی تھی کہ انھیں رومیوں نے شہید کر دیا تھا۔ آپ کہا کرتے تھے اگر میں زندہ رہا تو اپنے والد کا ضرور بدلہ لوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جس وقت وفات ہو گئی اور حضرت عمرؓ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے عبداللہ بن انیسؓ جہنی کی سرکردگی میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا تو اس میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی شریک تھے۔ یہ صحابہ میں نہایت سخی اور صورت و سیرت میں آقائے دو جہاں محمد رسول اللہؐ کے مشابہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا قلعہ ابو القدس کی طرف روانہ ہونا

جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کلیسا کی طرف جانے کے لیے تم میں کون شخص اپنی خدمت پیش کر سکتا ہے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کود کر کھڑے ہوئے اور کہا یا امین الامت آپ جس لشکر کو مرتب کر کے روانہ کرنے والے ہیں اسی میں کا میں سب سے پہلا سپاہی ہوں آپ ان کی اس آمادگی اور اولوالعزمی سے نہایت خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جانے کے لیے شہسواران موحدین کا ایک دستہ جو پانچ سو سواروں پر مشتمل تھا منتخب کر کے ایک سیاہ رنگ کا فوجی علم ان کے سپرد کیا اور فرمایا ابن عم رسول اللہؐ (رسول اللہؐ کے چچازاد کے بیٹے) میں تمہیں اس دستہ کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ اس گروہ اور دستہ میں بعض اہل بدر بھی شامل تھے اور منجملہ دیگر اشخاص کے حسب ذیل حضرات بھی شرف شمولیت رکھتے تھے:۔

(۱) حضرت ابوذر غفاری۔ (۲) عبداللہ بن ابی اوفی۔ (۳) عامر بن ربیعہ۔ (۴) عبداللہ بن انیس جہنی۔ (۵) عبداللہ بن ثعلبہ (۶) عتبہ بن عبدالسلمی۔ (۷) واثلہ بن اسقع۔ (۸) سہل بن سعید۔ (۹) معد بن مالک سہمی۔ (۱۰) عبداللہ بن بشر سلمی۔ (۱۱) سائب بن زید۔ (۱۲) انس بن صعصعہ۔ (۱۳) محمد بن ربیع بن سراقہ۔ (۱۴) عمرو بن نعمان العتمر یہ بدری تھے۔ سالم بن قانع یہ بھی بدری تھے۔ (۱۶) جابر بن مسروق ربیعی بدری تھے۔ (۱۷) قارع بن خرعل بدری تھے۔ (۱۹) ناجی بن معاذ اسلمی بدری تھے۔ ان کے علاوہ اور حضرات سادات بھی موجود تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے جھنڈے کے نیچے پانچ سو ایسے سوار جو غزوہ بدر نیز دوسرے معرکوں اور سخت لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے اور جن سے معرکہ کارزار میں نہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے کا وہم اور نہ فرار ہونے کا گمان ہو سکتا تھا جمع ہو گئے اور آپ نے چلنے کا قصد کر لیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابن عم رسول اللہؐ بازار قائم ہونے کے پہلے ہی روز رومیوں پر اقدام اور فوج کشی کر دینا اس کے بعد آپ نے انھیں رخصت کیا اور یہ حضرات روانہ ہو گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس دستہ میں واثلہ بن اسقع بھی شامل تھے، ان کا بیان ہے کہ دمشق سے کلیسا کی طرف ہماری روانگی شعبان المعظم کی پندرھویں شب میں نصف رات کے قریب ہوئی تھی۔ چاندنی خوب چٹخ رہی تھی اور میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پہلو میں چلا جا رہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ یا ابن الاسقع! آج چاند کیسا خوب صورت نکل رہا ہے اور کیا عمدہ روشنی دے رہا ہے۔ میں نے کہا یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نصف شعبان کی رات ہے اور یہ رات نہایت مبارک رات ہے آپ نے فرمایا سچ ہے۔ اسی رات میں رزق اور موت لکھی جاتی ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ میرا ارادہ آج شب بیداری کا تھا۔ میں نے کہا شب بیداری اور رات بھر کی نوافل سے یہ ہمارا چلنا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جود و کرم والے ہیں۔ آپ نے کہا صحیح کہتے ہو؟ ہم رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ صبح نے آفتاب کے ساتھ مشرق سے منہ نکالا اور ہم اس معاہدی راہبر کے ساتھ ایک بہت بڑے پہاڑ کے پاس پہنچے۔ ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ میں اپنی دائیں طرف ایک راہب کا صومعہ نظر آیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اس کی طرف پھرے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوئے صومعہ میں سے ایک راہب نکل کے جو سیاہ بالوں کی ایک ٹوپی لگائے ہوئے تھا ہماری طرف آیا ہمارے قریب آ کے ہمیں بنظر تامل دیکھنے لگا اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم اہل عرب ہیں۔ اس نے کہا محمدی ہو۔ ہم نے کہا ہاں یہ سن کر پھر ہمیں ایک ایک کو تامل نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر دیر تک حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی طرف تکتا رہا۔ اور کہنے لگا کیا یہ نوجوان تمہارے نبی کے لڑکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا ان کی دونوں آنکھوں سے نور نبوت ٹپکتا ہے۔ کیا ان کو تمہارے نبی سے کوئی قرابت ہے؟ ہم نے کہا یہ ہمارے نبی کریمؐ کے چچازاد بیٹے ہیں۔ اس نے کہا یہ ایک پتا ہیں اور پتے درخت کے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا اے راہب! کیا تو رسول اللہؐ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اس نے کہا۔ آپ کا نام اور آپ کی خصلت توریت، انجیل اور زبور میں موجود ہے کہ آپ سرخ اونٹ اور برہنہ شمشیر کے مالک ہوں گے۔ پھر میں آپ کو کس طرح نہیں جان سکتا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر تو ان پر ایمان کس لیے نہیں لاتا اور ان کی تصدیق کیوں نہیں کرتا؟ راہب نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا یہ اس وقت ہو گا جب اس سبز گنبد کا مالک چاہئے گا''۔

ہم اس کے کلام سے تعجب کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ راہبر ہمارے آگے آگے چل رہا تھا کہ اچانک ہم ایک پرفضا جنگل میں جہاں پانی اور درختوں کی بہتات تھی پہنچے۔ راہبر نے وہاں پہنچ کر ہمیں مشورہ دیا کہ آپ حضرات یہیں چھپے ہوئے بیٹھے رہیں۔ میں وہاں پہنچ کر رومیوں کی خبر لے آؤں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا تجھے جلدی واپس آنا چاہئے۔ راہبر سرعت کے ساتھ روانہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اپنی جمعیت کو لے کر ایک پوشیدہ مقام میں چھپ رہے۔ یہاں ہم نے کھانا کھایا۔ سامان درست کیا اور جس وقت کچھ رات گزر گئی تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے خود بہ نفس نفیس مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت اپنے ذمہ لی۔

تمام شب آپ پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے ظہور پر بارگاہ ایزدی میں مسلمانوں نے اٹھ اٹھ کر حاضری دی۔ نماز کے بعد

راہبر کے انتظار میں بیٹھے اور جب اس کے آنے میں دیر ہوئی تو سو طرح کے گمان اس کی طرف جانے لگے اس کے وہاں رک جانے سے قلق اور مکر وفریب کرنے سے خوف پیدا ہوا۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا راہبر کی نسبت بدگمان ہوئے تو تمام مسلمان سوائے حضرت ابوذر غفاریؓ کے اس کو کسی آنے والے شر کا پیش خیمہ سمجھنے لگے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا تمہیں راہبر کی طرف نیک گمان رکھنا چاہیئے اور اس کی طرف سے کسی مکروفریب کا خوف نہ کرنا چاہیئے۔ دیر ہونے کی کوئی خاص وجہ ہے جو تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ یہ سن کر مسلمانوں کی تسکین ہوئی۔ اتنے میں راہبر بھی پہنچ گیا۔ ہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے، سمجھے کہ یہ ہمیں چلنے کے لیے کہے گا مگر وہ مسلمانوں کے وسط میں کھڑا ہوا اور ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگا اے محمد ﷺ کے صحابیو! مجھے مسیح علیہ السلام کی قسم! میں نے جو کچھ آپ حضرات سے بیان کیا تھا وہ بالکل صداقت پر مبنی اور خیانت سے از سرتا پا مبرا تھا حصول غنیمت کی مجھے بالکل توقع اور امید ہے مگر اس غنیمت اور آپ حضرات کے مابین ایک مانع حائل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا ایسا کون سا مانع پیش آ گیا ہے۔ اس نے کہا ایک بحر ذخار جس کی موجوں کی آوازیں دور دور تک جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ میں جس وقت بازار میں رومیوں کے قریب پہنچا، خرید وفروخت شروع ہو چکی تھی، حامل دین نصاری مجتمع تھے مگر زیادہ تر لوگ نیز پادری، راہب، امراء اور سرداران لشکر قلعہ ابوالقدس کے گرد جمع تھے اس لیے میں بھی تا کہ ان کی ایک جگہ جمع ہونے کا سبب معلوم کر سکوں انہی کے پاس چلا گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ والی طرابلس نے اپنی بیٹی کا نکاح رومیوں کے کسی شہزادے کے ساتھ کر دیا ہے اور اس لڑکی کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اپنے دین کی رسم کے بموجب اس راہب کے سامنے اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے۔ اس لڑکی کے گرد بہادران روم اور نصرانی عربوں کے مسلح سوار محض آپ حضرات کے خوف کے ڈر سے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ارض شام میں مسلمان موجود ہیں، اس قدر جمع ہیں کہ معاشر المسلمین! میری دانست میں آپ حضرات کا ان کی طرف پیش قدمی کرنا کسی خطرے سے خالی اور قرین مصلحت نہیں ہے، نیز جب کہ وہاں ایک خلق کثیر، جم غفیر اور ہر شریف وامیر سب ہی موجود ہیں، ایسا کرنا بالکل بعید از صواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا تمہاری رائے میں وہ کتنے لوگ ہوں گے؟ اس نے کہا رومی، ارمنی، مصر کے قبطی، یہودی، شامی، اہل سودا، بطارقہ اور متنصرہ کے عوام الناس جو بازار میں ہیں بیس ہزار سے زائد اور جو فوجی سامان حرب وضرب سے مستعد ہیں ان کی تعداد پانچ ہزار سوار کے قریب ہوگی جن کے مقابلے کی طاقت آپ حضرات کسی طرح نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ اول تو ان کے شہر قریب ہیں اگر وہ اپنی کمک طلب کریں گے تو فوراً پہنچ جائے گی دوسرے آپ کی جمعیت کم اور طرح (کمک) بہت دور ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مسلمان مذبذب ہو گئے معاملہ نہایت اہم معلوم ہوا، ارادہ منسوخ کر کے واپس لوٹ چلنے کا تہیہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا معاشر المسلمین! آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا: قرآن عزیز میں ہے کہ تم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں واپس چلے چلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اجر وثواب کو کسی طرح ضائع نہیں فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر فرمایا۔ لیکن مجھے خوف ہے اگر میں ایسا کروں گا تو باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے بھاگ جانے والوں میں تحریر کر دیں گے۔۔۔ میں بغیر کسی عذر خاص کے بارگاہ ایزدی میں پیش کیے کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ جو شخص میری مدد کرے گا اور مجھے طاقت پہنچائے گا اس کا اجر وثواب باری تعالیٰ جل مجدہ کے پاس ہے اور جو شخص لوٹ جائے گا اس سے کوئی باز

پرس نہیں ہوگی اور نہ وہ کسی عتاب کا مستحق ہے۔ مسلمان حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے یہ الفاظ سن کر اور آپ کی خداوند تعالیٰ کے راستہ میں یہ جاں بازی دیکھ کر شرمائے۔ آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور ایک متفقہ آواز سے کہنے لگے آپ کا جو ارادہ ہے آپ وہی کیجئے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے، زرہ پہنی خود سر پر رکھا، کمر مضبوط باندھی اور اپنے والد ماجدؓ کی تلوار حمائل کی۔ گھوڑے پر سوار ہوئے، جھنڈا ہاتھ میں لیا اور جانبازان اسلام کو تیاری کا حکم فرمایا۔ بہادروں نے زرہیں زیب تن کیں، ہتھیار لگائے اور اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر راہبر سے کہنے لگے کہ تو ہمیں دشمن تک پہنچا دے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز) تو بہت جلدی رسول اللہ ﷺ کے فدا کاروں سے تعجب میں ڈال دینے والے کارنامے ملاحظہ کرے گا۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر راہبر کا چہرہ فق اور رنگ زرد پڑ گیا۔ کہنے لگا کہ اب آپ حضرات اپنی رائے سے چل رہے ہیں۔ میرے اوپر کسی طرح کا الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو دیکھا کہ آپ نہایت مہربانی اور شفقت سے راہبر کے ساتھ پیش آئے اور قریب ایک گھنٹہ کے اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ اس قوم سے بالکل قریب ہیں۔ صبح ہونے تک اسی جگہ ٹھہرے رہیں اور صبح ہوتے ہی تاخت و تاراج شروع کر دیں۔

واثلہ بن اسقعؓ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رات بھر اسی جگہ باری تعالیٰ جل مجدہ سے نصرت و اعانت کی دعائیں مانگتے رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے نماز پڑھائی۔ ادائے صلوۃ کے بعد آپ فرمانے لگے۔ حملہ اور غارت کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عمر بن عمیرہؓ نے کہا اگر شرف قبولیت ہو تو میں اپنی رائے کا اظہار کروں۔ مسلمانوں نے کہا فرمائیے۔ آپ نے کہا میری رائے میں اس قوم کو اتنی مہلت دینی چاہیئے کہ وہ خرید و فروخت میں لگ جائے۔ اپنا مال و اسباب دکھانے کی غرض سے باہر رکھ دیں۔ اور جب وہ اس میں محو ہو جائیں تو پھر اچانک اور غفلت کے وقت ان پر جا پڑیں۔ مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا موقع کے منتظر ہوئے اور جب بازار لگنے کا وقت آ گیا تو تلواریں میان سے باہر کیں، کمانوں کو چلوں پر چڑھایا نیزوں کو تانا اور تیار ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ برچھا لے کر ان کے آگے کھڑے ہوئے۔ آفتاب اپنی کرنوں کے بھالوں کو لے کر جب میدان دنیا میں آیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سو سو سواروں کے پانچ دستہ کر کے ہر ایک دستہ کی باگ دوڑ ایک ایک تجربہ کار سردار کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا تم میں کا ہر ایک دستہ بازار کی ایک جہت اور ایک قطر اپنے لیے مقرر کرے۔ مال غنیمت کے حاصل کرنے میں مطلق توجہ نہ کرے۔ البتہ تلواروں کی سر اور گردنوں سے تواضع کرتا رہے اور بس یہ کہہ کر آپ علم لیے ہوئے آگے بڑھے۔ جس وقت رومیوں کے قریب پہنچے تو انھیں ان کی کثرت کی وجہ سے زمین پر چیونٹی دل کی طرح پھیلا ہوا پایا۔

ایک خلق کثیر کلیسا کو گھیرے ہوئی تھی اور وہ راہب صومعہ سے سر نکالے لوگوں کو وعظ و نصیحت اور ان کے مذہب کے احکام کی تلقین کر رہا تھا۔ یہ لوگ ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ والی طرابلس کی لڑکی راہب کے پاس صومعہ میں تھی، امراء سلاطین اور ان کی اولادیں ریشمین اور دیباج کے مطلا (سونے کے کام کے) کپڑے پہنے ان پر زرہ، جوشن اور خوب چمکدار خود لگائی اپنے پاس راہب کے آنے کے منتظر تھے۔ نیز احتیاطاً انہوں نے اپنی چادریں علیحدہ کر دی تھیں۔ گویا کہ وہ پہلے ہی کسی چیخ و پکار کے سامنے سے آنے یا کسی کے پیچھے سے اچانک حملہ کر دینے والے کے انتظار میں تھے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ عنہ نے

کلیسا، راہب صومعہ، حلقہ کرنے والوں اوران کے ماحول پر ایک نظر ڈالی۔ معاملہ اہم اور نازک دکھلائی دیا مگر اپنے ساتھیوں سے فرمایا اے اصحاب رسول اللہؐ! دیکھتے کیا ہو حملہ کردو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اگر غنیمت اور خوشی حاصل ہو گی تو فتح۔ سلامتی اور راہب کے صومعہ کے پاس ہمارا اور آپ کا اجتماع ہے، ورنہ پھر وہ جنت ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے چچا کے بیٹے جناب رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابہؓ سے حوض کوثر کے پاس ملاقات۔ یہ کہہ کر آپ نے نیزہ کو حرکت دی۔ رومیوں کی طرف بڑھے۔ آپ کے سو سوار آپ کے ساتھ تھے جن میں زیادہ تر رسول اللہؐ کے صحابہ اور سابق الایمان لوگ شامل تھے۔ آپ مجمع عظیم اور جم غفیر کی طرف جھپٹے اور ان میں گھس کر کبھی تلوار اور کبھی نیزہ سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔ مسلمان بھی آپ کے پیچھے پیچھے حملہ کررہے تھے۔ رومیوں نے مسلمانوں کی تہلیل اور تکبیروں کی آوازیں سن کر یہ یقین کرلیا کہ مسلمانوں کی فوج نے آدبایا، یہ پہلے ہی منتظر بیدار اور ہوشیار بیٹھے تھے۔ بازاری اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے تاکہ مسلمانوں سے اپنے جان و مال کی حفاظت کرسکیں۔ انہوں نے تلواریں میان سے باہر کیں شکاری شیر کی طرح مسلمانوں پر جھپٹے اور صاحب علم کی طرف یلغار کرتے ہوئے چلے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے نشان کے سوا چونکہ مسلمانوں کے پاس کوئی اور نشان نہیں تھا اس لیے چاروں طرف سے آپ ہی کو گھیر لیا۔ اب لڑائی پورے زور پر تھی غبار بلند ہو رہا تھا۔ مسلمان چونکہ سیاہ اونٹ کے سفید تل کے برابر تھے اس لیے چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے دستہ کے جوان ایک دوسرے کو سوائے تکبیر اور تہلیل کی آواز کے نہیں پہچانتے تھے۔ ہر شخص اپنی جان کے سوا دوسرے سے بالکل بے خبر تھا۔

حضرت ابوہبیرہ بن عبدالعزیز بن ابی قیسؓ جو سابق الایمان اور صاحب ہجرتین ہیں فرماتے ہیں میں جنگ حبشہ میں حضرت جعفر بن طالبؓ کے ہمراہ غزوہ بدر، احد اور حنین میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ایسے معرکے کبھی دیکھنے میں نہ آویں گے۔ جب رسول اللہؐ کی وفات ہوگئی تو مجھے اس سانحہ فاجعہ سے نہایت سخت صدمہ گزرا اور میں آپ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ نہ ٹھہر سکا مکہ معظمہ چلا آیا اور وہیں اقامت اختیار کرلی۔ جہاد سے علیحدہ رہنے اور شریک نہ ہونے کی وجہ سے میرے اوپر خواب میں عتاب کیا گیا۔ میں روانہ ہوکر شام آیا۔ میری بیوی ام کلثوم بنت سہل بن عمرو بن عاصؓ میرے ساتھ تھیں۔ یہاں آکر جنگ اجنادین، سریہ خالد بن ولید بہ تعاقب توما و ہربیس، سریہ عبداللہ بن جعفر میں شریک ہوا اور قلعہ ابوالقدس میں میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ساتھ شریک تھا۔ میں یہ جنگ ابوالقدس دیکھ کر پچھلے تمام غزوات کو جو رسول اللہؐ کے سامنے واقع ہوئے تھے بھول گیا۔

اس جنگ کا واقعہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس جماعت کثیر پر حملہ کرتے ہوئے یہ سمجھا تھا کہ ان کے سوا کمین گاہ میں کوئی اور فوج محفوظ نہیں ہوگی۔ مگر توقع کے خلاف ایک بڑا بھاری محفوظ لشکر نکل پڑا۔ یہ محفوظ لشکر نہایت قدر آور، مہیب اور سر سے پیر تک زرہوں میں ملبوس اور ایسے لشکریوں پر مشتمل تھا جن کے حملہ کے وقت ان کی آوازوں اور ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے میدان جنگ گونج اٹھا تھا۔ جس وقت یہ لشکر مسلمانوں کی طرف بڑھا تو میں نے دیکھا کہ مسلمان اس میں چھپ گئے ہیں، محض مسلمانوں کی تکبیر کی آوازیں کبھی کبھی سن لیتا تھا اور جب وہ بند ہو جاتی تھیں تو سمجھ لیتا کہ مسلمان کام آچکے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے ہاتھ میں علم بلند دیکھا، میں بہت خوش ہوا آپ نشان لیے ہوئے نہایت بے جگری کے ساتھ مشرکوں کو قتل کر رہے تھے۔ میں نے ایسا کمسن مجاہد اس بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ بالآخر لڑائی نے طول کھینچا اور اس کے سنداد کے ساتھ ساتھ اس کے شعلے بڑھنے لگے اس کی گرد آسمان تک پہنچی اور اس کی آگ کے شرارے نکل نکل کر اور زیادہ سے تیز کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے آدمی آپ کے گرد تھے اوران سب کو رومیوں نے چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ اگر دائیں جانب حملہ کرتے تھے تو میں بھی دائیں جانب حملہ کرتا تھا اور اگر آپ بائیں سمت رجوع کرتے تھے تو میں بھی آپ کی متابعت کرتا تھا۔ ہمارے بہادر برابر جانبازی کے ساتھ اپنی تلواروں کے جوہر دکھلاتے رہے حتیٰ کہ ہمارے بازو شل، شانے سن اور ہاتھ سست پڑ گئے۔ معاملہ نازک اور صبر کرنا دشوار ہو گیا۔ آخر کار تھکن اور ہاتھ پیروں کی سستی نے مجبور کر دیا۔ آفتاب نے الوداع کہا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی تلوار کند پڑ گئی اور قریب تھا کہ آپ کا گھوڑا آپ کے نیچے سے بے دم ہو کر گر پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہو کر دم لیا۔ مسلمانوں نے آپ کا نشان دیکھ کر اس طرف آنا شروع کیا۔ ہر ایک مسلمان مشرکین کے قتل کے سبب خستہ بازو اور چکنا چور ہو رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زرہ آپ کے بدن پر تنگ ہو گئی۔ یعنی آپ کو اس معاملہ کی وجہ سے اپنے اوپر نہیں بلکہ مسلمانوں کی حالت پر بہت زیادہ ملال ہوا۔ آپ نے باری تعالیٰ جل مجدہ سے التجا کی۔ مالک عرش وفرش پر بھروسہ کیا۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے وہ مبارک ذات جس نے اپنی خلق کو اچھی خلقت پر مخلوق کیا بعض کو بعض کے ساتھ آزمائش میں ڈالا اور اس ابتلاء کو ان کے واسطے آزمائش قرار دیا۔ میں آپ سے آپ ہی کے بندہ محمد ﷺ کے جاہ ومرتبہ کے طفیل یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمارے اس کام میں برکت دیجئے اور اس بلا سے نجات کا راستہ بتلا دیجئے۔

یہ دعا کر کے آپ پھر میدان جنگ کی طرف چلے۔ اصحاب رسول اللہؐ نے آپ کے جھنڈے کے نیچے لڑنا شروع کیا۔ خدا بھلا کرے جناب حضرت ابوذر غفاریؓ کا کہ آپ نے محض خوشنودی جل مجدہ کے لیے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے کی اس روز نہایت مدد اور اعانت کی اور ان کے سامنے جہاد میں بے انتہا کوشش فرمائی۔ حضرت عمرو بن ساعدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھا کہ آپ باوجود کبر سنی کے بڑھ بڑھ کر رومیوں میں تلوار چلا رہے تھے اور اپنی قوم میں آ ملتے اور پھر حملہ کرتے وقت اپنا نام لے کر کہ میں ابوذر ہوں رومیوں میں گھس جاتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی ان کے قدم بقدم یہی کام کرنا شروع کیا حتیٰ کہ حملہ کرتے کرتے ان کے کلیجے منہ کو آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری قبروں کی جگہ یہی میدان ہے۔

حضرت جعفر بن طیارؓ کا خواب میں اپنے والد کو دیکھنا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن انیس جہنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت جعفرؓ سے بہت محبت رکھتا تھا اور آپ کی اولاد میں مجھے حضرت عبداللہ کے ساتھ زیادہ محبت تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وفات ہو گئی تو چونکہ آپ حضرت عبداللہ کے والد کے قائم مقام تھے اور حضرت عبداللہ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ نے اپنی والدہ کو غمگین حالت میں پایا۔ آپ نے انہیں حالت غم واندوہ میں دیکھنا پسند نہ کیا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شام جانے کی اجازت حاصل کی۔ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا ابن انیس! میں شام جانے اور جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں تمہیں میرا ساتھ دینا چاہئے۔ میں نے کہا بہتر! آپ اپنے چچا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروقؓ سے رخصت ہوئے ہمارے ساتھ بیس آدمی قوم ازد کے بھی شام کے ارادے سے چلے۔ جس وقت ہم معرتہ میں پہنچے تو حضرت عبداللہؓ نے کہا ابن انیس کیا تمہیں میرے والد ماجد کی قبر کی جگہ بھی معلوم ہے۔ میں نے کہا ہاں موضع موتہ میں ہے۔ انہوں نے کہا میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم ادھر چلے اور جہاں لڑائی ہوئی تھی وہاں پہنچے۔ حضرت جعفر طیارؓ کی قبر پر قوم کلب نے تبرک کے طور پر پتھر رکھ دیئے تھے۔ جب عبداللہؓ نے اپنے والد کی قبر کو

دیکھا تو آپ اس کے پاس گئے روئے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگی۔

اگلے روز صبح تک ہم وہاں ٹھہرے۔ جب ہم نے وہاں سے کوچ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ ارغوانی ہو گیا ہے اور یہ رو رہے ہیں، میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے کہا میں نے رات اپنے والد حضرت جعفرؓ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دو بازو یعنی پر ہیں دو سبز کپڑے پہنے سر پر تاج لگائے ایک ہاتھ میں ننگی خون آلودہ تلوار لیے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ مجھے آپ نے وہ تلوار عنایت کی اور فرمایا بیٹا! اپنے دشمنوں سے اس کے ساتھ لڑو میں اس مرتبہ تک جسے تم دیکھ رہے ہو جہاد ہی کی وجہ سے پہنچا ہوں۔ میں وہ تلوار لے کر گویا لڑ رہا ہوں حتیٰ کہ میری تلوار کند ہو گئی۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے روانہ ہو کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں دمشق پہنچے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو اس دستہ اور سریہ کا سردار عسکر مقرر کر کے ابوالقدس کی طرف روانہ کر دیا۔ میں نے جس وقت آپ کی یہ ہنگامہ آرائی اور رومیوں کے ساتھ اس قدر لڑائی دیکھی تو دل میں خیال کیا کہ عنقریب آپ کسی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔ یہ خیال کر کے میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف چلا اور بجلی کی تیزی کیساتھ آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابن انیس! کیا فتح کی خوش خبری لائے۔ میں نے کہا آپ بہت جلدی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لیے کمک روانہ کیجئے۔ اس کے بعد میں نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا ابوعبیدہ! اگر عبداللہ بن جعفر اور ان کے ساتھی تیرے علم کے ماتحت ہو کر ہلاک ہو گئے تو نہایت رنج وافسوس کا مقام ہے اور پھر جب کہ تیری امارت میں یہ سب سے پہلی جنگ ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابوسلیمان! میں تمہیں خداوند تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لیے چلے جاؤ۔ میں اس کام کے واسطے تمہیں ہی سب سے زیادہ لائق تیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اس کے لیے بالکل تیار ہوں، محض آپ کے حکم کا منتظر تھا انشاء اللہ العزیز بہت جلد ان سے جاملوں گا۔ آپ نے فرمایا میں تم سے کہتا ہوا شرماتا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا واللہ! اگر حضرت عمرؓ کسی لڑکے کو بھی میرے اوپر سردار مقرر کر دیتے تو میں اس کی اطاعت سے بھی کبھی انحراف نہیں کر سکتا تھا چہ جائیکہ آپ مجھ سے قدیم الایمان اور سابق الاسلام ہیں اور آپ نے اسلام لانے والوں کے ساتھ ساتھ سبقت اور ایمان لانے والوں کے دوش بدوش سرعت سے کام لیا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ میں آپ کی مخالفت کروں اور معاندانہ قدم لے کر آگے بڑھوں۔ نیز رسول مقبول ﷺ نے آپ کا نام امین رکھا تھا۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے سبقت لے جاؤں اور کس طرح آپ کے مرتبہ تک پہنچ جاؤں۔ خدا کی قسم! میں نے مسلمانوں کے ہمراہ مل کر مدت تک شمشیر زنی کی ہے۔ اب میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو ذات باری تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں قید اور وقف کر دیا ہے۔ میں بہت جلدی انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کے سامنے اپنی جان بازی کا ثبوت پیش کر دوں گا۔ انہوں نے میرے متعلق فرمایا ہے کہ جہاد سے اس کا مقصد نام پیدا کرنا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی امارت کی خواہش اور سرداری کی پرواہ نہیں کی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور تمام مسلمانوں کو آپ کی یہ گفتگو بے حد پسند آئی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوسلیمان! اب تم فوراً چلے جاؤ اور اپنے مسلمان بھائیوں سے جاملو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ شیر ببر کی طرح اٹھے۔ اسباب کے پاس گئے۔ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی جو زرہ آپ کو ملی تھی زیب بدن کی، تاج خود سر پر لگایا، تلوار حمائل کی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر

بیٹھے اور لشکر زحف کی طرف للکار کر فرمایا۔ شمشیر زنی کی طرف چلو۔ فوجوں نے جلدی جلدی عملی جواب دینا شروع کیا اور ان عقابوں کی طرح جو باز و دبا کر زمین پر ایک دم اتر آئیں تیزی کے ساتھ اطاعت کے لیے دوڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے نشان ہاتھ میں لیا۔ حرکت دی، گھوڑے کی رکاب میں مرکوز کیا اور جس وقت لشکر تیار ہو کے آپ کے گرد جمع ہو گیا تو آپ مسلمانوں کو سلام کر کے عبداللہ بن انیس جہنیؓ کی راہبری میں رخصت ہو گئے۔

رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی روز حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں موجود تھا ہم نے چلنے میں بے انتہا عجلت کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے واسطے زمین کی طنابیں کھینچ کر رکھ دیں۔ غروب آفتاب کے قریب ہم نے رومیوں پر طلوع کیا۔ کافر ٹڈی کی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو درمیان میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اے ابن انیس! رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے کو کہاں اور کس طرح تلاش کروں۔ ابن انیس نے کہا انہوں نے اپنے ساتھیوں اور لشکریوں سے وعدہ فرمایا تھا کہ سب راہب کے کلیسا کے پاس جمع ہوں گے اور یا بہشت میں ملیں گے۔

یہ سن کر آپ نے کلیسا کی طرف نظر دوڑائی، اسلامی نشان جو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ہاتھ میں دیکھا مسلمان اس وقت عجیب حالت میں تھے۔ کوئی متنفس ایسا موجود نہیں تھا جو زخمی نہ ہو۔ ہر شخص حیات فانیہ سے نا امید ہو کر حیات جاودانی کے شوق میں سرشار نظر آتا تھا۔ رومی چاروں طرف سے ان پر بڑھ چڑھ کر نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے مسلمانوں بڑھو اور ان مشرکین کو لے لو۔ اس ذلیل گروہ کے مقابلے میں استقلال اور صبر سے کام لو۔ یاد رکھو اللہ جل وجلالہ وعم نوالہ تمہیں دیکھ رہے ہیں اور ارحم الرحمین تم پر تجلی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کو تلاوت کیا:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

''اکثر جگہ تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسلمانوں کا یہ صبر اور دشمنوں کی جنگ میں ان کا یہ استقلال دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ اسلامی پرچم کو حرکت دی اور اپنی فوج سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اس بدبخت اور قبیح قوم کو آگے رکھ لو۔ اس کے خون سے اپنی تلواروں کی پیاس بجھا کر انھیں سرخ رو کر لو اور اے فتح اور فلاح کی طرف پیش قدمی کرنے والو حاجت برآری کی خوش خبری سن لو۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے سپاہی اس قدر سختی اور مصیبت میں مبتلا تھے کہ اچانک مسلمانوں کی فوجیں اور موحدوں کا لشکر جو تمام لوہے میں غرق تھا۔ تیز چنگل عقابوں اور حملہ آور شیروں کی طرح نکلا۔ آوازوں کا شور بلند ہوا۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ نے میدان میں گونج پیدا کر دی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اور ان کے آدمی یہ دیکھ کر بہت گھبرائے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ دشمن کا تازہ دم لشکر آ پہنچا۔ یہ سمجھ کر اب انھیں اپنی ہلاکت اور ہزیمت کا کامل یقین ہو گیا۔ یہ آنے والی جمعیت کی طرف دیکھنے لگے جس وقت اسے اپنی ہی طرف آتے دیکھا تو گھبراہٹ اور دہشت زیادہ ہو گئی۔ خیال کیا کہ دشمن کا یہ لشکر کمین گاہ میں محفوظ ہو گا۔ جواب نکل آیا ہے۔ یہ سمجھ کر اب انھیں اور شاق گزرا۔ قریب تھا کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہلاکت کا پلہ اس کی جگہ آ جائے۔ مشرکین برابر بڑھ رہے تھے میدان آگ کا شعلہ بن رہا تھا، تلوار چمک رہی تھی سر دھڑ ادھر گر رہے تھے زمین لاشوں سے پٹ گئی تھی، مسلمانوں ان کے ہاتھوں میں گویا قید تھے۔ جنگ پورے شباب پر تھی، شمشیر بجلی کی طرح ادھر ادھر کوندتی پھرتی تھی کہ ایک منادی نے ندا دی اور ہاتف نے ایک صدا بلند کی۔ غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہو گئے۔ اے حاملان قرآن! تمہارے پاس صلیب کے بندوں کے مقابلے میں رحمان کی طرف سے مدد و نصرت آ گئی ہے۔ مسلمانوں کے کلیجے اس وقت منہ کو آ رہے تھے۔ تیغ

بران بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی کہ آنے والی فوج کے ہراول میں سے شیر کی طرح ڈکارتا اور بپھرے ہوئے ببر کی طرح گونجتا ہوا ایک سوار جس کے ہاتھ میں ہلال کی طرح چمکتا ہوا ایک نشان تھا، آگے بڑھا مسلمانوں کو مخاطب کیا اور بلند آواز سے کہا قرآن کے حاملو! تمہیں کافروں کو ہلاک کرنے والی مدد مبارک ہو، میں خالد بن ولید ہوں۔ مسلمانوں نے جو اس وقت گویا دریا کی موجوں میں ڈوب کر تنکے کے سہارے کے محتاج تھے۔ اس آواز کو سن کر تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ اس آواز کا استقبال کیا۔ ان کی سخت آوازوں کی گونج بجلی کی کڑک اور زیروزبر کر دینے والی آندھی کی طرح میدان جنگ کی فضا دوڑ گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر زحف کے ساتھ جو آپ سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا تھا ایک حملہ کیا اور تلوار کو رومیوں کے سر پر رکھ دیا۔

عامر بن سراقہؓ کا بیان ہے کہ ان کا یہ ہلہ ایسا تھا جیسے شیر کا بکریوں پر حملہ، انہوں نے رومیوں کو مار مار کر دائیں بائیں متفرق کر کے رکھ دیا۔ رومیوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے جان و مال کی حفاظت برابر کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ چاہتے تھے کہ کسی طرح میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے پاس تک پہنچ جاؤں۔ مسلمان اس آنے والی مدد اور لشکر سے بالکل بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی آواز جس میں وہ اپنے حسب و نسب کی بزرگی اور فخر کا اظہار کر رہے تھے سنی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی اس آواز کو سنا تو آپ نے اپنے سپاہیوں سے فرمایا کہ دشمن کو لے لو۔ اب آسمان سے تمہاری مدد پہنچ گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور آپ کے ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے بھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی ملاقات

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں کہ ہم اپنی جانوں سے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت نازل ہوئی۔ ابھی رات نے اپنی تاریکی اور ظلمت کے ساتھ تسلط نہیں جمایا تھا کہ ہم نے حضرت خالدؓ کو دیکھا۔ نشان آپ کے ہاتھ میں تھا، مشرکوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتے چلے آ رہے تھے۔ مسلمان رومیوں کو قتل اور قید کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ حضرت ابوذر غفاریؓ، ضرار بن ازور اور مسیب بن نجبہ الفرازی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عنایت کریں کہ ان کی تمام مساعی محض خوشنودی باری تعالیٰ کی وجہ سے تھیں جنہوں نے شانوں سے شانہ ملا کر تلواروں کو جنبش دی اور رومیوں کو چاروں طرف سے قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت ضرار بن ازورؓ عبداللہ بن جعفر بن طیار تک پہنچ گئے آپ نے ان کی طرف دیکھا تو حضرت عبداللہ کی آستینوں نیز آپ کے تمام بدن پر اونٹ کی کلیجی جیسے خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے۔ حضرت ضرارؓ نے انہیں دیکھ کر کہا یا ابن عم رسول اللہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ شکر ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجدؓ کا بدلہ لے کر اپنے زخم دل پر تسلی کے مرہم کا کسی قدر پھایہ رکھ لیا ہے۔ چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا نیز حضرت ضرارؓ نے اپنے منہ پر ڈھاٹا باندھ رکھا تھا اس لیے آپ نے انھیں نہیں پہچانا اور فرمایا مجھ سے مخاطب کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ہوں ضرار، صحابی رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تم ہماری مدد و نصرت کو آئے ہو مرحبا جزاک اللہ۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات بات کر ہی رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ان شکریہ ادا کیا اور جزائے خیر کی دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرارؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ضرار! چونکہ والی طرابلس کی لڑکی اور اس کا مال و متاع اس کلیسا کے قریب ہے۔ اس لیے اس کی حفاظت کرنے والے بڑے بڑے بہادر جنرل جو لوگوں کو اس کے پاس جانے سے روکتے اور باز رکھتے ہیں اس کے گرد جمع ہیں آیا تم اس

حضرت ضرارؓ نے دریافت کیا کہ وہ لوگ کہاں ہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں وہ اس طرف چل کر میرے ساتھ حملہ کر سکتے ہو؟ حضرت ضرارؓ نے دریافت کیا کہ وہ لوگ کہاں ہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں وہ اس طرف نظر نہیں آئے؟ انہوں نے ابھر کر نظر اٹھا کے دیکھا تو دلیران رومی مسلح نیز حاکم طرابلس کی لڑکی کو چاروں طرف سے حلقہ میں لیے ہوئے محافظت کر رہا تھا، آگ روشن تھی، صلیبیں آگ کے شعلوں کی طرح چمک رہی تھیں اور وہ لوگ دیوار آہنی کی طرح اس کے چاروں طرف سد سکندری بنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ضرارؓ نے ان سے کہا خداوند تعالیٰ آپ کو نیک راستہ کی توفیق عطا فرمایں۔ آپ ماشاء اللہ بہت اچھے ہادی اور راشب ہیں، آپ پہلے حملہ کریں تا کہ میں بھی آپ کے حملہ کے ساتھ حملہ کروں۔

کہتے ہیں کہ ایک طرف سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اور دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے اور تیسری طرف سے حضرت ضرارؓ نے حملہ کیا۔ مسلمان بھی ان کی متابعت میں رومیوں کی طرف جھپٹے۔ رومیوں اور مشرکین کی جماعتوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ یہ بھی اپنی حفاظت میں مشغول تھے۔ ان میں سب سے زیادہ بے جگری کے ساتھ لڑنے والا ایک بطریقیعنی والی طرابلس تھا۔ یہ قوم سے آگے بڑھا اور اونٹ کی طرح کلمات کفر بڑبڑاتا اور شیر کی طرح دھاڑتا حملے کرتا ہوا حضرت ضرارؓ کی طرف چلا اور بے دھڑک آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ اس گھبرو کے ڈیل ڈول، جسامت، گھوڑے کی زین سواری، شدت ضرب، جست اور لڑائی میں اس کا حزم واحتیاط دیکھ کر متعجب ہوئے۔ آپ نے بھی اپنے بچاؤ کے لیے طرح دی اور یہ بھی اپنے بچاؤ میں کوشش کرنے لگا۔ دونوں سپاہی اپنے اپنے مقابل اور حریف کے زیر کرنے کی فکر میں تھے۔ کافر سختی سے آپ پر حملے کر رہا تھا اور اس نے اپنے مقابلے کے لیے صرف آپ ہی کو چن لیا۔ آپ لڑتے لڑتے اپنی جمعیت سے دور ہو گئے اور ان کے سامنے سے ہٹ کر دور چلے گئے تا کہ انہیں لڑائی اور حرب کا ایک چکمہ دے کر زیر کر لیں۔ بطریق مع اپنے ساتھیوں کے آپ کی طرف بڑھا اور چاہا کہ حملہ کر دے۔ مگر آپ نے یہ دیکھ کر ایک فراخ اور کشادہ جگہ کی طرف جہاں گھوڑے کو دوڑانے اور پھیرنے کا اچھا موقع تھا گھوڑے کی باگ موڑ دی اور اس کے عرض میں جا کر کھڑے ہوئے مگر ظلمت شب (رات کی اندھیری) کی وجہ سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور منہ کے بل آ رہا۔ آپ بھی زین سے زمین پر گرے۔ کھڑے ہو کر چاہا کہ گھوڑے کو پکڑ لیں مگر فرصت نے ہاتھ نہ دیا اور کوئی صورت اس کے پکڑنے کی ممکن نہ ہو سکی۔ آپ اسی جگہ پا پیادہ کھڑے ہو گئے۔ تلوار اور ڈھال ہاتھ میں تھی جہاد میں پوری کوشش صرف کرنے لگے۔ نہایت جانبازوں کی طرح استقلال اور صبر سے کام لیا۔ بطریق گرز آہنی لے کر آپ کی طرف بڑھا، قریب ہو کے حملہ کیا۔ مگر آپ نے اس کا وار خالی دیا اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح اس کی طرف جھپٹے تلوار سے حملہ کیا۔ ادھر اس کا گھوڑا تیزی کر کے الف ہو کر اوندھے منہ زمین پر گرا۔ آپ نے جھٹ دوسرا وار کیا جو گھوڑے کی آنکھ پر لگتا ہوا اس کی گردن تک پہنچا۔ بطریق زین سے زمین پر آ رہا۔ رکابوں میں چونکہ پیر موجود تھے اس لیے جلدی سے کھڑا نہ ہو سکا۔ آپ قبل اس کے کوئی اس کا حمایتی پہنچے بہت جلدی اور سرعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچے۔ شہ رگ پر تلوار ماری مگر اوچھی پڑنے کی وجہ سے بے کار رہی۔ اسے اگرچہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا مگر اس نے اٹھنا چاہا، آپ فوراً اس کی طرف جھپٹے اور باوجود یکہ وہ بہت زیادہ لحیم وشحیم تھا مگر آپ نے ایک دم اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ یمن کا بنا ہوا خنجر جو آپ کے پاس موجود تھا اور جس کو کبھی آپ اپنے سے علیحدہ نہیں کیا کرتے تھے میان سے نکالا اور اس کے سینے میں بھونک دیا جو سینے سے ناف تک چیرتا ہوا چلا گیا۔ دشمن تڑپ کر ٹھنڈا ہو کے دوزخ کی طرف سدھارا۔ آپ اٹھے جھپٹ کر اس کے گھوڑے کو جو سونے اور چاندی کے بیش قیمت زیوروں سے آراستہ تھا پکڑا اور سوار ہو گئے۔ تکبیر کا نعرہ مارا اور رومیوں پر حملہ کر کے انہیں ادھر ادھر متفرق کر دیا۔ آپ ادھر اس

کام سے فارغ ہوئے ادھر حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ ویر کو فتح کر کے اس پر نیز اس کی تمام چیزوں پر قابض ہو گئے۔ مگر تاوقتیکہ حضرت خالد بن ولیدؓ دشمن کے تعاقب میں سے لوٹ کر نہ آئے اس وقت تک کلیسا کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم کا یہ قصہ ہوا کہ آپ رومیوں کے تعاقب میں اس کلیسا اور طرابلس کے مابین جو ایک بہت بڑا دریا حائل تھا اور جس کے راستہ سے رومی بخوبی واقف تھے اس تک چلے گئے۔ رومی اسے عبور کر کے پار چلے گئے۔ آپ جس وقت لوٹ کر کلیسا کے پاس تشریف لائے تو بطریق قتل اور کلیسا فتح ہو چکا تھا اور لوگوں نے مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کرنا شروع کیا۔ بازار میں جو کچھ مال ومتاع از قسم فرش، ریشمین کپڑے، پارچہ جات اور طعام وغیرہ ملے اکٹھا کر لیا۔

واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں کہ ہم نے چیزوں کو جمع کر کے پالانوں میں بھرا عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھائیں۔ سونے چاندی کے ظروف اور جانور وغیرہ جو کلیسا میں موجود تھے، نکالے۔ والی طرابلس یعنی بطریق کی لڑکی اور اس کی چالیس باندیاں یا سہیلیاں جن کے پاس بہت زیادہ زیور اور کپڑا تھا قبضہ میں کیں۔ [1] تاتاری گھوڑوں اور خچروں پر بار کر کے اس مال غنیمت کے ساتھ محمد رسول اللہؐ کے صحابی روانہ ہوئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ فتح اور جنگ تین شخصوں یعنی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی سرکردگی اور ماتحتی حضرت عبداللہ بن انیسؓ کی خبر دہی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی کمک کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت کا سامان کرنا پڑا حتیٰ کہ آپ کے بدن پر ایک گہرا زخم بھی آ گیا تھا۔ آپ جس وقت تشریف لے جانے لگے تو راہب جس صومعہ میں رہتا تھا اس کے پاس آ کر آپ نے اسے آواز دی۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ ڈانٹ کر آواز دی۔ یہ باہر نکلا اور کہنے لگا آپ کو جو کچھ کہنا ہو کہیے حق مسیح کی قسم! آپ نے جن جن لوگوں کو قتل کیا ہے اس سبز آسمان کا مالک ان کے خون کا آپ سے ضرور مطالبہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا جب کہ ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مقاتلہ اور جہاد کریں اور اس پر ہم سے ثواب کا بھی وعدہ کیا گیا ہے تو پھر ہم سے مطالبہ کس طرح اور کیوں ہوگا؟ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کے تعرض سے ہمیں منع نہ فرماتے تو میں تجھے بھی تیرے اس صومعہ سے نیچے اتار کے تجھے نہایت سختی کے ساتھ مار ڈالتا۔ راہب یہ سن کر چپکا ہو گیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ مال غنیمت کے ہمراہ دمشق کی طرف جہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ آپ کے منتظر تھے روانہ ہو گئے۔

جس وقت یہ حضرات دمشق میں پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا۔ ان کے کام کا شکریہ ادا کیا۔ مسلمان نیز حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مال غنیمت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اپنی جگہ پر آ کر مال غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) علیحدہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازور کو بطریق کا گھوڑا اس کی زین جو اس پر سونے چاندی، جواہرات اور نگینے وغیرہ جڑے ہوئے تھے دے دیئے۔ حضرت ضرارؓ اسے لے کر اپنی بہن حضرت سیدہ خولہؓ کے پاس لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خولہؓ نے اس کے جواہر اور نگینے جدا جدا کئے اور مسلمانوں کی تمام خواتین پر انھیں تقسیم کر دیا۔ ایک ایک نگینہ بڑی بڑی قیمت کا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں تمام قیدی جن میں والی طرابلس کی لڑکی بھی موجود تھی پیش کئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اس لڑکی کے لینے کے لیے درخواست کی آپ نے فرمایا میں پہلے جناب امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے

---

[1] یہ براذین کا ترجمہ ہے، براذین تاتاری گھوڑوں کی ایک قسم کا نام ہے۔

دربار سے اس کے متعلق استصواب کرلوں چنانچہ آپ نے دربار خلافت میں اس کے متعلق لکھا۔ دربار خلافت سے حکم نافذ ہوا کہ دے دی جائے۔ اس لیے وہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے سپرد کردی گئی۔

کہتے ہیں کہ وہ آپ کے پاس مدت تک رہی۔ فارس اور روم کے کھانے تو وہ اچھے پکانا جانتی تھی، آپ نے عرب کے کھانے پکانا بھی اسے سکھلا دیئے تھے۔ یزید کے زمانے تک وہ آپ کی خدمت میں رہی۔ یزید سے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہدیہ کے طور پر طلب کی۔ آپ نے اسے یزید کے پاس بھیج دیا۔

مال غنیمت کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مال غنیمت میں سے میرے حصہ میں ریشمیں کپڑے جس میں رومیوں کی تصویریں نکلی ہوئی تھیں آئے تھے۔ منجملہ دوسری تصویروں کے ایک کپڑے میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہایت خوبصورت تصویریں بنی ہوئی تھیں میں وہ کپڑے لے کر یمن گیا اوران کو وہاں بہت زیادہ قیمت سے بیچ کر طائف میں آ کے اس قیمت سے اسباب خریدلیا۔ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں تھا کہ خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا میرے نام حسب ذیل فرمان صادر ہوا۔

''یا ابن اخی! اس قسم کے کپڑے میرے پاس بھیج دیا کرو تا کہ وہ مسلمان غرباء کے خرچ اخراجات میں کام آسکیں۔''

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کا لشکر مال غنیمت لے کر واپس آ گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس فتح کی خوش خبری اور حصول غنائم کی اطلاع دربار خلافت میں روانہ کی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تعریف وتوصیف ان کا شکریہ نیز قلعہ ابوالقدس کی جانب روانگی کے وقت جوانہوں نے تقریر کی تھی تحریر کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ آنجناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چند الفاظ مہربانی اور بشارت کے تحریر کردیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ عریضہ ہرقل والی بیت المقدس کی طرف جانے کے وقت لکھا تھا اور ساتھ ہی اس میں بعض مسلمانوں کا حال بھی لکھ دیا تھا جنہوں نے شراب کا استعمال کیا تھا۔

عاصم بن ذویب عامریؓ کہتے ہیں کہ شام کی مہمات اور فتح دمشق میں میں بھی موجود تھا۔ یمن کے جو عرب آئے ہوئے تھے انہوں نے شراب کو پاک سمجھ کر پینا شروع کردیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یہ سخت ناگوار گزرا۔ عرب کے ایک شخص نے غالباً وہ حضرات سراقہ بن عامر تھے انھیں مخاطب کر کے کہا یا معاشر ایوب! شراب خواری چھوڑ دو۔ یہ کم بخت عقل کو زائل کر کے گناہ کے ارتکاب میں مدد دیتی ہے۔ رسول اللہؐ اس کے پینے والے بلکہ اس کے لانے اور منگانے والے پر لعنت فرمایا کرتے تھے۔

اسامہ بن زید لیثی نے بہ سلسلہ روات حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوف غسانی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی شام کی فوج میں داخل تھا آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت اقدس میں فتح ابوالقدس کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ بعض مسلمانوں نے شراب پی کر حد شرع کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے''۔ میں یہ خط لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت مدینہ شریف پہنچا تو حضرت عمر فاروقؓ چند احباب کے ساتھ جن میں حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے، مسجد نبویؐ میں رونق افروز تھے، میں نے آپ کو خط دیا آپ پڑھ کر اس پر غور کرتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضور سرور کائناتؐ نے شراب پینے والے کے درے لگوائے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت

کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا:

ان السکران اذاسکر هذی او اذا هذای افتریٰ و اذا افتریٰ فعلیه ثما نون جلدة فاجلد فیه ثمانین جلدة.

''شرابی جب بے ہوش ہو جاتا ہے تو بکنے لگتا ہے اور جب بکنے لگتا ہے تو افترا اور دروغ گوئی کرنے لگتا ہے اور جب دوروغ گوئی کرنے لگتا ہے تو اسی درے مارنے لازم ہوتے ہیں۔''

بس ان کے اسی درے مار دینے چاہئیں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا:

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مکتوب

''امابعد۔ تمہارا خط پہنچا اور اس کا مضمون پڑھا، جن جن اشخاص نے شراب پی ہے ان کے اسی اسی درے مار دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم! ایسے لوگوں کے لیے شدت اور سختی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ انھیں چاہئے کہ وہ اپنی نیتوں کو صاف رکھیں۔ اللہ عزوجل پر ایمان لائیں، اس کی عبادت کریں اس کی تصدیق اور شکریہ ادا کریں۔ بہر حال جنہوں نے شراب پی ہے ان پر حد شرع جاری کر دو''۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ نے اسے پڑھ کر لوگوں میں منادی کی کہ جس شخص پر شراب کی حد عائد ہوئی ہو وہ اسے قبول کر کے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے حضور میں توبہ کرے یہ سن کر جن لوگوں نے شراب پی تھی وہ اس کے لیے آمادہ ہو گئے اور ان پر حد جاری کر دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ میرا ارادہ انطاکیہ میں پہنچ کر رومیوں سے جہاد کرنے کا ہے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر فتح بخشیں اس لیے تمہیں تیار ہو جانا چاہئے۔ مسلمان یہ سن کر متفقہ آواز سے کہنے لگے ہم جناب کے حکم کے تابع ہیں، جہاں اور جس جگہ آپ جانے کا حکم فرمائیں گے ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تمہیں سامان سفر سے آراستہ ہو کر بالکل مستعد رہنا چاہئے۔ میں آپ حضرات کو پہلے حلب لے کر چلوں گا۔ جس وقت ہم اسے فتح کر لیں گے تو پھر انشاء اللہ العزیز انطاکیہ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کیا، رخت سفر باندھا جنگ کا ساز و سامان کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جب سب کاموں سے فراغت پا چکے تو آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو انھیں عقاب نامی نشان ایلہ کی روانگی کے وقت مرحمت فرمایا تھا اسے لے کر لشکر زحف کے آگے آگے روانہ ہوں۔ چنانچہ آپ حضرات ضرار بن ازور، رافع بن عمیرۃ الطائی اور مسیب بن نجبہ الفرازی کے لشکر کے آگے آگے روانہ ہو گئے۔ یکے بعد دیگرے لشکر نے چلنا شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان بن عامر اسلمی کو پانچ سو سوار دے کر دمشق کی حفاظت کے لیے اور خود یمن اور مصر کے بعض آدمیوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دمشق سے بعلبک کی طرف روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بقاع اور لبوہ کے راستہ سے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔

چنانچہ آپ جس وقت بقاع اور لبوہ کے مقام میں پہنچے تو آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حمص جانے کے متعلق حکم دیا اور فرمایا ابو سلیمان! تم خدا کے بھروسہ اور اس کی مدد سے قوم پر جا پڑو اور ارض عواصم وقنسرین پر تاخت و تاراج کر دو میں بعلبک جاتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان کی فتح کو ہم پر آسان کر دیں گے۔

یہ کہہ کر آپ نے انھیں حمص کی طرف روانہ کیا اور خود بعلبک کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تھا کہ اچانک والی جوسیہ جس کے ساتھ کچھ ہدایا اور تحائف بھی تھے آ گیا اور عرض کی کہ اگر آپ حضرات نے حمص اور بعلبک کو فتح کر لیا تو ہم بھی آپ کے زیر فرمان ہو جائیں گے اور کسی طرح کی مخالفت نہیں کریں گے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس سے چار ہزار درہم اور پچاس ریشمیں کپڑوں پر ایک سال کے لیے صلح کر لی۔ صلح نامہ مرتب ہونے کے بعد آپ بعلبک کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی لبوہ سے بہت تھوڑی دور نکلے تھے کہ ایک سانڈنی سوار جو نہایت تیزی کے ساتھ چلا آ رہا تھا آپ کو دکھلائی دیا۔ آپ ٹھہر گئے جس وقت وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید طائی ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اسامہ کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے اونٹنی بٹھلائی، حضرت ابو عبیدہ بن جراح نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور کہا کہ میں مدینہ شریف سے آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خط نکال کر پیش کیا۔ آپ نے مہر توڑی کھولا اور حسب ذیل مضمون جو اس کے اندر تھا پڑھنا شروع کیا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے بطرف امین الامتہ ابو عبیدہ بن جراح۔ السلام علیکم

امابعد۔ میں اس باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی برحق محمد رسول اللہؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ واضح ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ جو شخص لوح محفوظ میں کافر لکھا گیا وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتا۔ یہاں ایک شخص جبلہ بن ایہم غسانی مع اپنے قبیلہ اور قوم کے میرے پاس آیا میں نے انھیں ٹھہرا کر اس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے کام لیا انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے اسلام کے بازو کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ پردہ غیب کا مجھے علم نہیں تھا۔ میں حج کے لیے مکہ معظمہ گیا۔ جبلہ بن ایہم نے وہاں پہنچ کر کعبتہ اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں بنی فزارہ کے ایک شخص کے پاؤں تلے اس کی چادر آ گئی اور الجھ کر اس کے کاندھوں سے نیچے گر پڑی جبلہ اس فزاری شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کم بخت تو نے خدا کے گھر میں مجھے برہنہ اور ننگا کر دیا۔ فزاری نے کہا خدا کی قسم! میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا مگر اس نے اس کے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور اگلے چاروں دانت گر پڑے فزاری میرے پاس فریادی بن کر آیا۔ میں نے جبلہ کی گرفتاری کا حکم دیا اور کہا کہ تجھے اپنے مسلمان بھائی کو طمانچہ مارنے کو جس سے اس کی ناک اور دانت ٹوٹ گئے کس نے کہا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے میری چادر کو پیر کے نیچے دبا لیا تھا۔ اگر خدا کی قسم حرمت بیت اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے اسی وقت قتل کر دیتا۔ میں نے کہا تو نے خود جرم کا اقرار کر لیا ہے یا تو تجھے وہ معاف کر دے ورنہ میں اس کے واسطے تیرے سے ضرور قصاص لوں گا۔ اس نے کہا کیا مجھ سے آپ قصاص لیں گے حالانکہ میں بادشاہ اور وہ ایک بازاری آدمی ہے۔ میں نے کہا تم اور وہ دونوں اسلام میں داخل ہو کچھ فرق نہیں۔ اسلام کے احکام

میں تفریق نہیں ہو سکتی ہے؟ اور بس۔ اس نے کہا اچھا آپ مجھے کل تک مہلت دیجئے اور کل قصاص دلوا دیجئے۔ میں نے فزاری سے دریافت کیا کیا تم کل تک مہلت دیتے ہو؟ اس نے کہا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مہلت دے دی گئی مگر جس وقت رات ہوئی تو وہ راتوں رات اپنے قبیلہ کو لے کر شام کی طرف کلب الطاغیہ کی طرف بھاگ گیا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ تمہیں ان پر فتح بخشیں گے۔ تو حمص پر فوج کشی کر دو اور وہاں سے دور مت جاؤ۔ اگر اہل حمص صلح کرنا چاہیں تو تم صلح کر لو اگر انکار کریں تو ان سے مقابلہ کرو اور انطاکیہ کی طرف اپنے جاسوس روانہ کرو۔ نصرانی عربوں سے ہوشیار رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر برکت اور مدد رہے۔ مسلمانوں سے سلام کہہ دینا والسلام علیک۔

عواصم اور معرات میں تاخت وتاراج

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے پہلے اسے آہستہ آہستہ پڑھا۔ اس کے بعد بلند آواز سے تمام مسلمانوں کو سنایا۔ پھر آپ نے بھی حمص کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ پہلے ہی ایک ثلث لشکر لے کر وہاں جمعہ کے روز ماہ شوال ۱۴ھ میں پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے حمص میں نقیطا بن گرگس نامی گورنر مقرر تھا مگر جس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو اسی روز وہ مر چکا تھا۔ اہل حمص آپ کا لشکر دیکھ کر ایک بڑے کنیسہ میں جمع ہوئے۔ ایک سردار انھیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے جو یہاں گورنر مقرر تھا اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ بادشاہ کو ان عربوں کی خبر تک نہیں کہ وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں اور نہ ہمیں خود اس کا کوئی علم تھا کہ وہ جوسیہ اور بعلبک کو بغیر فتح کئے ہم پر چڑھ آئیں گے۔ یہ بات بالکل خلاف توقع کے ظاہر ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں اگر تم نے لڑنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو لکھ کر لشکر اور افسر اپنی کمک کے لیے طلب کئے تو اول تو اہل عرب بادشاہ کے کسی سپاہی تک کو تمہارے پاس نہیں آنے دیں گے۔ دوسرے تمہارے پاس کھانے پینے کا کوئی ایسا ذخیرہ موجود نہیں ہے کہ قلعہ بند اور محصور ہونے کے وقت کام آ سکے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ پھر ایسی صورت میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا میری رائے میں تم مسلمانوں سے جن شرائط پر وہ چاہیں صلح کر لو اور جو کچھ وہ طلب کریں دے دو اور کہہ دو کہ ہم تمہارے تابع ہیں۔ اگر تم نے حلب اور قنسرین کو فتح کر کے بادشاہ کی فوجوں کو ہزیمت دے دی تو ہم بھی تمہارے قبضہ میں خود بخود آ جاویں گے۔ ان قراردادوں کے بعد جس وقت مسلمان یہاں سے چلے جاویں گے تو پھر ہم بادشاہ کو اطلاع دے کر اس کی جرار فوجیں اور اسی کے شاہزادوں یا حاجبوں میں سے کسی ایک سردار کو طلب کر لیں گے۔ نیز اس وقت غلہ اور سامان بھی کافی فراہم ہو جائے گا پھر ان سے خوب دل کھول کر لڑیں گے۔ اہل حمص نے اس کی رائے قرین مصلحت اور صواب سمجھ کر پسند کی اور کہا کہ آپ ہی اپنی حسن تدبیر اور رائے صائب سے اس کام کو انجام تک پہنچا دیجئے۔ چنانچہ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں ایک معزز شخص کو جس کا نام جاثلیقا تھا صلح کے لیے روانہ کیا۔ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آ کے صلح کے متعلق گفتگو کی اور جو کچھ اس سردار نے حلب، قنسرین، عواصم، اور انطاکیہ کی طرف مسلمانوں کو چلے جانے کے متعلق سمجھایا تھا کہا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اسے منظور کر لیا اور بارہ ہزار دینار دو سو ریشمین کپڑوں پر ایک سال کے لیے جو من ابتدا ماہ ذیقعدہ لغایت شوال ۱۵ھ تک تھی صلح کر لی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت صلح نامہ مرتب ہو گیا تو اہل حمص کے تجارت پیشہ لوگ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آئے مسلمانوں نے ان

سے مال خرید کیا۔ اہل حمص نے بیع وشرا میں مسلمانوں کی اولوالعزمی اور شجاعت دیکھی اور خوب ان سے نفع کمایا۔

واقدی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے حضرت خالد بن ولید بلا کر انھیں قبیلہ لخم جذام اور کندہ اور کھلان۔ سلبس۔ بنہان، طی اور خولان کے آدمیوں کی چار ہزار فوج دی اور فرمایا ابوسلیمان! تم یہ لشکر لے کر حلب کی طرف چلے جاؤ جس وقت روئسائے حلب کے پاس پہنچو تو بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کر کے پھر یہیں واپس آ جاؤ۔ اپنے جاسوس ادھر روانہ کر دینا تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کا ان کی قوم میں سے کوئی معین و مددگار بھی ہے یا نہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت بہتر یہ کہہ کر نشان ہاتھ میں لیا اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے فوج کے آگے آگے روانہ ہو گئے۔

(ترجمہ اشعار) خدائے جل وعلی کی قسم! میں نے نشان ہاتھ میں لیا ہے اور میں اس کے اس اٹھانے کو دل وجان سے قبول کرتا ہوں۔ کیونکہ میں بنی مخزوم کا ستارہ اور احمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ میں شیر ببر کی طرح چلتا ہوں یا رب مجھے رومیوں سے لڑنے کی توفیق عنایت کیجئے۔

آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے چلے، شیرز کے پڑاؤ میں نہر قلوب کے پاس دو دن پڑاؤ کیا۔ حضرت مصعب بن محارب الیشکری کو بلا کر پانچ سو سواران کے سپرد کئے اور فرمایا کہ بلاد عواصم کو تاخت و تاراج کریں۔ خود کفر طاب، عرج اور وریسمعان کی طرف چلے۔ فوجوں کو حکم دیا کہ وہ گاؤں اور دیہات کو چاروں طرف سے لوٹتے چلے جائیں۔ فوجوں نے ہر چہار طرف غنائم اور قیدی پکڑنے شروع کر دیئے۔ جب آپ کے پاس قیدی اور مال غنیمت بہت بے انتہا جمع ہو گیا تو آپ لوٹ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ ابھی ان کا ملاحظہ ہی فرما رہے تھے کہ اچانک تہلیل وتکبیر کا دور سے ایک شور بلند ہوا آپ نے حضرت خالد ولیدؓ سے دریافت فرمایا ابوسلیمان! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کہا وہ سردار مصعب بن محارب الیشکری ہیں جنہیں میں نے ان کی یمنی قوم کے پانچ سو سواروں پر افسر مقرر کر کے عواصم کے تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیا تھا۔ اب وہ مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ایک بہت بڑا گلہ (ریوڑ) بکریوں، بیلوں اور گھوڑوں کو دیکھا جن پر مرد، عورتیں اور بچے بیٹھے چیخ وچلا رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ کفار جو رسیوں میں بندھے ہوئے بیٹھے تھے، اپنے اہل وعیال کی گرفتاری، مال کے لٹ جانے اور وطن خراب ہو جانے کی وجہ سے رو رہے تھے۔ آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ ان سے کہو کہ تم کیوں روتے ہو؟ اسلام میں داخل ہو کر کیوں امان میں داخل نہیں ہوتے تاکہ تمہاری جان ومال اور اہل وعیال ہماری حفاظت اور ذمہ داری میں آ کر مامون ومصؤن ہو جائیں۔

ترجمان نے ان لوگوں سے اسی طرح کہا۔ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین! ہم بہت دور کے باشندے ہیں۔ آپ حضرات کی خبریں ہمیں پہنچا کرتی تھیں مگر ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ ہم تک نہیں آ سکتے۔ ہم اس بے خبری کے عالم میں تھے کہ آپ کے یہ آدمی ہم تک پہنچ گئے اور ہماری مال واولاد کو لوٹ کر ہمیں قید کر لیا۔

بلاد عواصم کے قیدیوں سے اسلام کا حسن سلوک

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ قیدی قریب چار سو آدمیوں کے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ احسان سے پیش آئیں، تمہیں قید سے چھوڑ دیں، مال واسباب کو واپس اور اولاد کو رہا کر کے تمہارے ساتھ کر دیں تو کیا

تم ہمارے مطیع اور ماتحت ہو کر جزیہ اور خراج دینے پر رضا مند ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا آپ ہمیں رہا کر دیں ہم آپ کی تمام شرائط قبول کر لینے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رؤسا اور سرداران افواج اسلامیہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے مشورہ کی غرض سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں انھیں قتل سے امان دے کر ان کے مال و اولاد کو ان کے سپرد کر دوں۔ اس صورت میں وہ ہمارے زیر فرمان اور ماتحت ہو جائیں گے۔ زمین کو کاشت اور شہروں کو آباد کریں گے اور ہم ان سے جزیہ اور خراج وصول کرتے رہیں گے۔ چونکہ میں تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا اس لیے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ان تمام افسروں نے متفقہ آواز سے جواب دیا۔ ایہا الامیر! آپ ہی کی رائے زیادہ صائب ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود آپ جس کام میں سمجھیں وہ کریں۔ اگر اس کام میں مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچ سکتا ہے تو آپ بلا تامل ایسا ہی کیجئے۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے موافق ہر شخص پر چار دینار مقرر کر کے ان کے نام لکھ لئے۔ مال و اسباب اور ان کے اہل و عیال کو انھیں دے کر ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ اپنے وطنوں کی طرف لوٹے اور وہاں پہنچ کر مقیم ہوئے تو اپنے قرب و جوار کے لوگوں سے عربوں کے حسن معاملات، حسن سلوک اور ان کی نیک عادتوں کی تعریف کی اور کہا کہ ہم سمجھے ہوئے تھے کہ عرب ہمیں قتل کر کے ہمارے اہل و عیال کو غلام بنا لیں گے۔ مگر وہ ہمارے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور رحم سے پیش آئے اور ہم پر جزیہ اور خراج مقرر کر کے ہمیں چھوڑ دیا۔ قرب و جوار کے رومی بھی یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے امان چاہی اور جزیہ کا اقرار کر لیا۔ آپ نے ان کی درخواست بھی قبول کی اور ان کے قلعوں اور دیہات کے نام لکھ لئے۔

فتح قنسرین

یہ خبر اہل قنسرین اور عواصم کو بھی پہنچی کہ جو شخص حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اس کو آپ امان دے دیتے ہیں، انہیں یہ بات پسند آئی۔ والی قنسرین سے چپکے چپکے اور خفیہ طریقے پر ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ یہاں کے گورنر کو بغیر خبر کیے ہوئے ایک قاصد (ایلچی) روانہ کر دینا چاہیے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حاکم قنسرین و عواصم جو بادشاہ کی طرف سے یہاں مقرر تھا نہایت بہادر اور شجیع شخص تھا۔ عوام اس سے بہت ڈرتے تھے، اس کا نام لوقا تھا۔ یہ حاکم حلب اور اس کی سلطنت سے دشمنی رکھتا تھا مگر طاقت، سطوت اور لشکر میں دونوں برابر تھے۔ ہرقل نے ان دونوں کو اپنے پاس بلا کر عربوں کے متعلق ان سے مشورہ کیا تھا کہ کیا کیا جائے۔ ان دونوں نے جواب دیا تھا کہ ہم بدون جنگ کیے اور لڑائی لڑے عربوں کو اپنا ملک نہیں دے سکتے۔ ہرقل نے ان دونوں سے عربوں کے مقابلے میں جانے کے لیے وعدہ لے لیا تھا اور یہ دونوں بادشاہ کے حکم کے منتظر تھے کہ وہ ہمیں عربوں کے مقابلے میں جانے کے لیے کب حکم دیتا ہے؟ ہر ایک کے پاس دس دس ہزار لشکر رہا کرتا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ کبھی مجتمع نہیں ہوتے تھے۔

والی قنسرین رعایا کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ سن کے نہایت برافروختہ ہوا اور اپنی خود رعایا کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تمام اہل قنسرین کو مجتمع کیا اور کہا اے بنی اصفر اور اے عباد المسیح! تم یہ سمجھو کہ گویا عرب ہم پر چڑھ آئے اور جس طرح کہ انہوں نے شام کے اکثر ممالک فتح کر لیے ہیں اس کے فتح کرنے کا بھی ارادہ کر لیا ہے اور گویا وہ کر لیں گے۔ ایسی

صورت میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں ان کے متعلق کیا کاروائی کروں؟

ان لوگوں نے جواب دیا سردار! سنا ہے کہ عرب نہایت وفادار اور باعہد لوگ ہیں۔ انہوں نے شام کے اکثر شہروں کو فتح کیا ہے۔ جو شخص ان کے مقابلہ میں آیا ان سے لڑا اسے انہوں نے قتل کر دیا۔ اس کی اہل وعیال کو غلام بنالیا مگر جو شخص ان کی امان میں آ گیا ان کی اطاعت کر لی وہ ہر طرح سے مامون ومصؤن ہو گیا اور اپنے وطنوں میں ہنسی خوشی رہنے لگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم بھی ان سے مصالحت کر کے ہر طرح سے بے خوف ہو جائیں۔ اس نے کہا واقعی آپ لوگوں نے بہت اچھا اور نیک مشورہ دیا ہے۔ کیونکہ عرب جہاں جہاں گئے اور جس جس جگہ لڑے ہیں وہاں ہمیشہ فتح ہی پاتے رہے۔ ہم ایک سال کے لیے ان سے صلح کیے لیتے ہیں۔ اثنائے صلح میں ہم ہرقل بادشاہ کے پاس سے کافی فوجیں منگالیں گے اور جس وقت وہ ہماری طرف سے مطمئن اور بے خوف ہوں گے ہم ان پر چھاپہ ماردیں گے اور اس طرح سب کو قتل کر دیں گے۔ اہل قنسرین نے کہا بہت بہتر جس طرح آپ چاہیں کریں۔ چنانچہ دلوں میں غداری اور مکر بھر کے یہ تمام لوگ مع اس سردار کے صلح کے لیے متفق ہو گئے۔ والی قنسرین یعنی یہاں کے گورنر نے اپنے درباری اصطخر نامی شخص کو جو رہبانیت اور دین نصاریٰ کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ دین یہود کا بھی ماہر اور رومی اور عربی زبانوں کا بھی نہایت اچھا فصیح ادیب تھا بلا کر یہ کہا کہ تو عربوں کے سردار کے پاس جا کر ایک سال کے لیے صلح کر لے تاکہ ہم انہیں مکر وفریب اور حیلوں کے ساتھ صفحہ دنیا سے مٹا کر رکھ دیں۔ اس کے بعد اس نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا جس کا مضمون کلمات کفر کے بعد حسب ذیل تھا:

''یا معاشر العرب! ہمارا شہر نہایت محفوظ ہے۔ آبادی بہت زیادہ ہے، کھانے کی بے حد افراط ہے، اگر تم سو برس بھی ہمارا محاصرہ رکھو تب بھی ہم پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بادشاہ نے تمہارے مقابلے کے لیے حد خلیج سے رومتہ الکبریٰ تک کمک طلب کی ہے مگر ہم تم سے ایک سال کے واسطے اس لیے مصالحت کرتے ہیں کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ شہر اور ملک کس کے قبضہ میں آتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے اور آپ کے مابین قنسرین اور عواصم کے حدود مقرر ہو جائیں تاکہ ایک دوسرے کی حدود میں مداخلت نہ کر سکیں۔ ہم بادشاہ سے خفیہ خفیہ آپ کے ساتھ مصالحت کر رہے ہیں۔ اگر بادشاہ کو ہماری اس مصالحت کی خبر ہو جائے تو وہ ہمیں فوراً قتل کر دے۔ والسلام!''

یہ خط لکھ کر اس نے اصطخر کو نہایت عمدہ خلعت اپنی سواری کا خچر دے کر اور دس غلاموں کو اس کے ساتھ کر کے روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ حمص میں پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ توحید کے علمبردار کو خدائے قدوس بزرگ وتوانا کے حضور میں یہ تثلیث کا بندہ اس طرح دیکھ کر ٹھٹکا اور مسلمانوں کی اس عملی عبودیت کے افعال دیکھ دیکھ کر تعجب کرنے لگا، مسلمان نماز سے فارغ ہوئے۔ ایک پادری کو اپنے پاس کھڑے دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ کی معرفت دریافت کیا کون اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا میں ایلچی ہوں اور میرے پاس ایک خط ہے۔ یہ سن کر اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں طرف حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور سامنے دیگر حضرات تشریف فرما تھے۔ پادری نے آپ کو سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے یہ کہہ کر اسے منع کر دیا کہ ہم تمام آدمی خدائے عزوجل کے حقیر بندے ہیں۔ ہم میں بعض شقی اور بعض سعید ہیں۔ جو شقی اور برے لوگ ہیں ان کے واسطے دوزخ ہے۔ جس میں سخت سخت آوازیں گدھے جیسی سنائی دیتی ہیں اور جو سعید اور اچھی روحیں ہیں وہ بہشتی ہیں۔ اصطخر یہ سن کر مبہوت سا ہو گیا اور لاجواب ہو کے آپ کے کلمات طیبات پر دل ہی دل میں متعجبانہ نظر ڈالنے لگا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے بلند آواز سے فرمایا اے شخص! تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا کیا آپ ہی سردار قوم ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں تو ان دوسرے مسلمانوں کی طرح اس قوم کا ایک عامی فرد ہوں اور (حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا) یہ ہمارے سردار ہیں۔ اس نے کہا میں حاکم قنسرین کا ایلچی ہوں۔ اس کا ایک خط لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے خط نکال کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے کھول کر مسلمانوں کو سنایا اس کا مضمون شہر کی صفت، آدمیوں اور غلہ کی کثرت ہرقل کے لشکر سے مسلمانوں کو تہدید ڈرانا اور دھمکانا سن کر حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا ایہا الامیر! اس ذات پاک کی قسم جس نے نصرت کے ساتھ ہماری مدد کی، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا۔ یہ خط ایسے شخص کی طرف سے آیا ہے جس کا دلی منشاء صلح نہیں بلکہ ہمارے ساتھ کسی قسم کا مکروہ فریب کرنا ہے۔ آپ اس کے ساتھ مصالحت نہ کریں بلکہ اس کی درخواست کو مسترد کر کے اس پر ہلہ بول دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اور حضرت عمر فاروقؓ کی امارت کی قسم! ہم اسے اور اس کے شہر والوں کو آگے رکھ کر اس کے شہر کی تمام چیزوں کو مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا دیں گے۔ نیز ان کے گرد و نواح کے قلعوں شہر پناہ اور کلیسا والے بھی اس طرح ہم سے مرعوب ہو جائیں گے اور کوئی سرکشی کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابوسلیمان! ذرا توقف کرو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے امور غیبی اور پوشیدہ باتوں پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا ہے۔ سوائے اس ذات پاک کے اس کے بندوں کے خفیہ راز کوئی شخص نہیں جان سکتا۔ اب رومیوں نے ہمیں صلح کی دعوت دی ہے، باقی حالات خدا کے علم میں ہیں کہ ان کے دل میں کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا سردار! آپ ان سے ہمیشہ کے لیے دائمی صلح کے متعلق گفتگو کریں اگر وہ اسے منظور کر لیں تو فبہا ورنہ انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھیں ہر طرح کافی و وافی ہیں۔

کہتے ہیں اصطخر، حضرت خالد بن ولیدؓ کی یہ گفتگو اور آپ کی فصاحت و بلاغت چپکے چپکے سن رہا تھا۔ آپ کے کلام سے چونکہ شجاعت، مردانگی اور چست و چالاکی ٹپک رہی تھی اس لیے وہ آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا سردار آپ کا کیا نام ہے؟ اور جناب اہل عرب میں کس نام، پتہ اور نشان سے مشہور ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ حضرات کے ساتھ بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو شجاعت و برأت میں دوسروں سے زیادہ فوقیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ایک بہادر جنگجو سپاہی کفر و ضلالت کے مٹانے والی برہنہ شمشیر یعنی خدا کی ننگی تلوار خالد بن ولید مخزومی ہوں۔ اصطخر نے کہا یہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ صاحب شجاعت لوگوں میں سے ہیں۔ مسیح کی قسم! میں آپ کو دیکھتے ہی اور آپ کا کلام سنتے ہی تاڑ گیا تھا کہ جناب ہی خالد بن ولیدؓ ہیں۔ آپ کے متعلق ہمارے پاس اس قسم کی خبریں پہنچا کرتی تھیں کہ آپ نہایت چالاک، مضبوط، دلیر اور جنگ جو شخص ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی سنا کرتے تھے کہ آپ کی قوم اور آدمی نہایت شریف، جوانمرد، طبیعت کے نرم، عادت کے نیک، قول کے سچے اور اس شخص اور جمعیت سے جوان پر چڑھ کے آئے نہایت بہادر ہیں۔ نیز یہ بھی سنتے تھے کہ وہ نبی رحیم کی ایک امت مرحومہ ہیں۔ مگر آج میں ان سب باتوں کے خلاف دیکھ رہا ہوں۔ کیونکہ ہم مصالحت چاہتے ہیں آپ انکار کرتے ہیں۔ ہم طالب امن ہیں لیکن آپ ہماری درخواست مسترد کر دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا واقعی ہم ایسے ہی لوگ ہیں کہ کسی کے مکروہ فریب میں نہیں آتے اور اس کے اس مکر و فریب کو اسی کے کلام سے معلوم کر لیتے ہیں۔ ہم نے خود تمہارے ہی خط سے یہ بھانپ لیا ہے کہ صلح کی حالت میں اگر بادشاہ کا لشکر ہم پر غالب آ گیا تو تم سب

عہد و پیمان توڑ کے سب سے پہلے ہمارے مقابلے میں آ جاؤ گے اور اگر ہماری قوت زیادہ دیکھو گے تو غیر فرمانبردار ریاستوں کی طرف بھاگ جاؤ گے۔ اس لیے اگر تو صلح چاہتا ہے تو ہم اس صورت سے تیرے ساتھ صلح کر سکتے ہیں کہ تو اس بات کا عہد کرے کہ تاوقتیکہ ایک سال کامل نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کسی صورت سے تمہارے ساتھ نہیں لڑ سکتے۔ اگر سال کے اندر اندر ہرقل کا کوئی لشکر آ گیا تو چونکہ ہمیں اس کے ساتھ ضروری لڑنا ہے۔ ایسی صورت میں تم میں سے جو شخص شہر کے اندر رہے گا اور اس کے لشکر کے ہمراہ ہو کر ہماری مقابلے میں نہیں آنے کا اس سے ہماری صلح بدستور قائم رہے گی اور نہ ہم ایسی صورت میں اس سے کچھ تعرض کریں گے۔ اصطخر نے کہا بہت بہتر مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ آپ ایک عہد نامہ لکھ کر مجھے دے دیجئے۔ آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا سردار! آپ ایک عہد نامہ جس کی ابتداء ماہ[1] ذی الحجہ ۱۴ھ سے ہو ایک سال کے واسطے لکھ دیجئے۔ چنانچہ آپ نے یہ عہد نامہ مرتب کر لیا۔

جس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح رضی اللہ عنہ عہد نامہ سے فراغت پا چکے تو اصطخر نے عرض کیا سردار! ہماری ریاست کے ممالک محروسہ کی ایک معینہ حد ہے ہماری ریاست کے قریب ہی چونکہ ریاست حلب بھی واقع ہے اس کے حدود بھی معین ہیں، مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ ریاست حلب اور ہماری ریاست کے حدود میں ایک نشان یا علامت مقرر کر دیں تو اس سے یہ بہت بڑا فائدہ ہوگا کہ جس وقت آپ کے آدمی غارت اور غنیمت کے لیے ادھر جائیں گے تو انہیں ہماری ریاست کی حد معلوم ہو جائے گی اور اس طرح وہ ہماری ریاست میں دست برد نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا واقعی تو نے یہ ایک بہت ہی عمدہ تجویز پیش کی ہے۔ میں ایک آدمی تمہارے یہاں بھیج دوں گا وہ حد مقرر کرا دے گا اصطخر نے کہا آپ کو ہمارے ساتھ کسی کے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہرقل بادشاہ کا ایک مجسمہ بنوا کر ہم سرحد پر نصب کر دیں گے۔ جس وقت آپ کے آدمی اسے دیکھیں تو اس سے آگے نہ تجاوز کریں۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے ایسا ہی کرنا یہ کہہ کر آپ نے وہ صلح نامہ اسے دے دیا اور تمام لشکر اور تاخت و تاراج کرنے والے آدمیوں میں منادی کرا دی کہ جو شخص ادھر جائے وہ اس مجسمہ سے آگے نہ بڑھے۔ بلکہ ریاست حلب اور اس کے نواح میں تاخت و تاراج کرے۔ اس خبر کو جو لوگ حاضر ہیں وہ غائب تک پہنچا دیں۔ اصطخر نے لوٹ کر یہ عہد نامہ والی قنسرین کو دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو اس کی گفتگو ہوئی تھی اس کی اطلاع دی۔ والی قنسرین بہت خوش ہوا اور ہرقل کی صورت کا ایک بت بنا کر گویا کہ ہرقل اپنے تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے نصب کرا دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمان حلب، عمق اور انطاکیہ کے ملکوں میں تاخت و تاراج برابر کرتے رہے مگر قنسرین اور عواصم کے حدود کے پاس نہیں جاتے تھے۔ عمرو بن عبداللہ عنبری سالم بن قیس اور یہ اپنے والد ماجد جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل قنسرین اور عواصم کے ساتھ مسلمانوں کی صلح چار ہزار دینار اور شاہی ایک سو اوقیہ چاندی، حلب کے ایک ہزار کپڑوں اور ایک ہزار وسق غلے پر ہوئی تھی۔ عامر رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح سنا ہے مگر آپ چار سو وسق غلہ کا ذکر فرماتے تھے۔

مسلمانوں کا ہرقل کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ملتمس بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک روز رسد کے لیے غارت میں گئے ہوئے تھے۔ دفعتاً ہم نے ایک ستون جس پر ہرقل کی تصویر بنی ہوئی تھی نصب دیکھا ہم اسے دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اس کے گرد گھوڑوں کو

[1] ایک نسخہ میں ذوقعدہ ہے۔

کاوے سکھلانے کی لیے پویہ دینے لگے۔ چونکہ ہم گھوڑے دوڑادوڑا کر میدان میں بازی کر رہے تھے اور حضرت ابوجندل کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا آپ بھی چکر دینے کے لیے آگے بڑھے۔ مگر جس وقت آپ کا گھوڑا مجسمہ کے قریب پہنچا تو اتفاقیہ طور سے آپ کا نیزہ مجسمہ کی آنکھ میں جالگا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ قنسرین کے رومی سپاہی ریاست کی طرف سے اس کی حفاظت کے لیے مامور تھے۔ انہوں نے والی ریاست سے جا کر اس کی اطلاع کر دی۔ یہ سن کر والی قنسرین آگ بگولا ہو گیا اور سو سواروں کا ایک دستہ جو تمام دیباج کے کپڑے پہنے اور پٹکا کمر میں باندھے ہوئے تھا تیار کر کے ایک مصاحب کے سپرد کیا۔ سونے کی صلیب دی اور اصطخر کو ساتھ کر کے حکم دیا کہ حاکم عرب کے پاس جا کر کہے کہ آپ نے ہم سے غدر اور بدعہدی کی اور اس ذمہ داری کو جو آپ پر عائد ہوئی تھی بالائے طاق رکھ دیا اور جو شخص بدعہدی نقص امن کرتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوا کرتا ہے۔ اصطخر صلیب اور وہ دستہ لیے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمان صلیب کو بلند دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور اسے سرنگوں کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اٹھے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو کیسے آئے؟ اصطخر نے کہا میں والی قنسرین کا ایلچی ہوں اور اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ حضرات نے نقص عہد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے توڑا اور کس طرح توڑا؟ اصطخر نے کہا اس شخص نے توڑا ہے جس نے ہمارے بادشاہ کے مجسمہ کی آنکھ پھوڑ کر اس کو اندھا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم! مجھے اس کے متعلق کچھ خبر نہیں میں ابھی اس کی تحقیقات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے لشکر میں منادی کرادی کہ اے اہل عرب کے جس شخص نے اس مجسمہ کی آنکھ پھوڑی ہو مجھے اس کی اطلاع دے دینی چاہیے۔ حضرت ابوجندل بن سہل رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ مگر میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اصطخر سے فرمایا۔ واقعی میرے آدمی سے نادانستہ طور پر ایسا ہو گیا ہے۔ آپ لوگوں کا جو کچھ اس کے متعلق مطالبہ ہو آپ بیان کریں تا کہ اس کو پورا کر دیا جائے۔ رومیوں نے کہا جب تک ہم آپ حضرات کے بادشاہ کی بھی آنکھ نہ پھوڑ دیں اس وقت تک کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ اس کہنے سے رومیوں کا مسلمان کی ذمہ داری اور وفائے عہد کا امتحان مقصود تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت اچھا میں موجود ہوں جس طرح تمہاری تصویر کے ساتھ کیا گیا ہے اسی طرح تم میرے ساتھ کر سکتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا یہ نہیں بلکہ عرب میں جو آپ کے شہنشاہ موجود ہیں اور جن کی قلمرو میں تمام جزیرہ عرب شامل ہے ان کی آنکھ پھوڑ کر ہم راضی ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جس وقت حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آنکھ کے متعلق ایسے گستاخانہ الفاظ سنے تو مارے غصے کے تمتما اٹھے اور چاہا کہ ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیں۔ مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا۔ مسلمانوں نے کہا ہم اپنے امیر، امام اور خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں فدا کر دینے کو تیار ہیں اور آپ کی آنکھ کے فدیہ میں اپنی آنکھیں نثار کرنے پر موجود۔ اصطخر نے جس وقت مسلمانوں کا ارادہ اپنے نیز اپنے ساتھیوں کے متعلق قتل کا دیکھا تو کہنے لگا ہمارا مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا آپ حضرات کی اصل آنکھ پھوڑنا نہیں بلکہ ہم ان کی ایک تصویر ستون پر بنا کر یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح آپ حضرات نے ہماری تصویر کے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے آدمی اور ساتھی نے عمداً ایسا نہیں کیا اور تم لوگ عمداً اور دانستہ ایسا کرنے کو تیار ہو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اس قصہ کو ختم کر دو اور اگر یہ میری تصویر کے متعلق ایسا کرنے پر رضامند ہو جائیں تو میں ان کے اس مطالبہ کو قبول کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری طرف سے کوئی بدعہدی ہو اور اس قوم کو ہمارے کہنے کا موقع مل جائے کہ ہمارے ساتھ عہد کر کے غداری کی۔ کیونکہ یہ لوگ سخت احمق اور بے عقل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے رومیوں کو اس کی اجازت دے دی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ رومیوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا ایک مجسمہ تیار کر کے ایک ستون پر نصب کیا، سیسے کی دو آنکھیں بنائیں اور رومیوں کے ایک سوار نے غصہ سے بڑھ کر نیزہ سے اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی۔ اصطخر یہ کام کر کے والی قنسرین کے پاس آیا اسے اس کی خبر دی جس کے جواب میں اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا انہی باتوں سے وہ لوگ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ حمص میں فوجوں کو ڈالے ہوئے اس کے گرد ونواح میں چھاپے مارتے تھے اور آپ کو اس سال کے گزر لینے کا جس کے لیے معاہدہ ہو چکا تھا انتظار تھا کہ سال کے اختتام کے بعد فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ کو آپ کے حالات معلوم ہونے میں دیر ہوئی اور اس اثنا میں ان کی طرف سے دربار خلافت میں نہ کوئی خط پہنچا اور نہ کسی فتح کی خبر اور خوشخبری دی گئی۔ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناگوار گزری۔ ان کی طرف سے سوسو گمان جانے لگے اور یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت ابوعبیدہ ؓ کے دل میں بزدلی پیدا ہو گئی ہے۔ جس کے سبب سے انہوں نے جہاد ترک کر کے بیٹھ رہنے کو ترجیح دے لی ہے۔ اس لیے دربار خلافت سے حسب ذیل فرمان ان کے نام صادر ہوا۔

حضرت عمر ؓ فاروق کا حضرت ابوعبیدہ ؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف عبداللہ عمر بن خطاب امیر المومنین بہ جانب امین الامۃ ابوعبیدہ عامر بن جراح۔ السلام علیک!

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جن کے سوائے کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ظاہر و باطن میں خدائے عزوجل سے تقویٰ کا حکم دیتا ہوں اور ان کی معصیت اور نافرمانی سے منع کرتا ہوں۔ جن لوگوں کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ (التوبہ:۲۴) یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم ان سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا بیٹے بھائی، بیویاں، قبیلے، کمایا ہوا مال، وہ تجارت جس کے ارزاں ہونے سے ڈرتے ہو۔ اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے رسول اور ان کے راستہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم پہنچے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نافرمانوں کو راستہ نہیں بتلاتے۔ اے ابوعبیدہ! میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں شامل ہو کر اس آیت کے مصداق مت بنو۔

وصلی اللہ تعالیٰ اعلی خاتم النبیین وامام المرسلین و الحمد للہ رب العالمین

یہ حکم نامہ جس وقت آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان فوراً سمجھ گئے کہ حضرت عمر فاروق ؓ کا مقصود ہمیں جہاد کے لیے برانگیختہ کرنا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ قنسرین کی مصالحت سے نادم ہوئے۔ ہر ایک مسلمان اس کے مضمون کو سن کر رونے لگا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے عرض کیا کہ حضرت جہاد سے آپ کیوں دست کش ہو گئے۔ اگر اہل قنسرین سے صلح ہے تو انہیں چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ پر فوج کشی کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ باری عزاسمہ ہمیں ضرور کامیاب فرمائیں گے۔ نیز صلح قنسرین کی مدت بھی بہت کم رہ گئی ہے جو بہت جلدی گزر جائے گی۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا رشتن اور حمات والوں کے ساتھ مصالحت کرنا اور آپ کا شیراز میں قیام کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کر حلب پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کر کے حضرت سہیل بن عمرؓ اور حضرت مصعب بن محارب الیشکریؓ کو ایک ایک نشان مرحمت فرمایا۔ حضرت عیاض بن خانم اشعریؓ کو مقدمۃ الجیش کی باگ دوڑ دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے پیچھے پیچھے چلنے کے لیے فرمایا اور خود بھی اس ترتیب کے بعد لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپ کی فوج ظفر موج رشین نسخہ میں پہنچی تو وہاں کے باشندوں نے آپ سے صلح کر لی۔ آپ حمات پہنچے تو باشندگان حمات جن میں پادری اور بشپ بھی ہاتھوں میں انجیل اٹھائے ہوئے قوم کے آگے آگے تھے۔ صلح کی نیت سے حاضر ہوئے۔ آپ نے انھیں دیکھ کر ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے صلح کی درخواست پیش کر کے خود ذمی بننے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ ہمیں اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے ان سے صلح کر کے ایک عہد نامہ اور ذمہ داری کی دستاویز لکھ کر ان کے حوالے کر دی اور ان کی درخواست کے موافق ایک شخص کو یہاں اپنا نائب مقرر کر کے شیرز کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور صلح کر لی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کو ہرقل کے متعلق کچھ علم ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ والی قنسرین نے بادشاہ کو لکھ کر آپ حضرات کے مقابلے کے لیے کمک طلب کی ہے اور بادشاہ نے اس کی درخواست پر بنی غسان اور نصرانی عربوں پر جبلہ بن ایہم غسانی کو سپہ سالار بنا کر اور جنرل عمودیہ کو دس ہزار کی جمعیت دے کر ادھر روانہ کر دیا ہے۔ یہ تمام لشکر جسر حدید (لوہے کا پل) پر پڑا ہوا ہے۔ ایہا الامیر! آپ کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ ”ہمیں اللہ کافی و وافی ہیں۔“

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ شیرز میں ہی ٹھہر گئے۔ اب آپ نہایت شش و پنج میں تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ حلب پر فوج کشی کروں اور کبھی فرماتے تھے کہ انطاکیہ پر یلغار کر دوں۔ آخر آپ نے امراء مسلمین کو مجتمع کر کے رائے طلب کی اور فرمایا معاشر المسلمین! سنا ہے کہ والی قنسرین نے ملک ہرقل سے مدد طلب کی ہے۔ جہاں تک خیال ہے اس نے بدعہدی اور نقض کا ارادہ کر کے ایسا کیا ہوگا۔ آپ حضرات کی اس میں اب کیا رائے ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا ایہا الامیر! میں نے آپ سے پہلے ہی عرض نہیں کیا تھا کہ اس کے کلام سے مکر و فریب ٹپکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوسلیمان! انشاء اللہ العزیز ان کا مکر و فریب الٹا انھیں پر پڑے گا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ سردار! قنسرین اور عواصم کو آپ ان کی حالت پر چھوڑ دیئے۔ حلب اور انطاکیہ پر ہی لشکر کشی کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ اب آپ حضرات تشریف لے جا سکتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ قنسرین والوں سے سال بھر کے لیے جو معاہدہ ہوا تھا اس کے پورا ہونے میں ابھی ایک ماہ سے کچھ کم باقی تھا آپ نے بدعہدی کو برا سمجھ کر مدت کے پورا ہونے کا انتظار کرنا شروع کر دیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ انقضائے مدت کے بعد جہاد کی ابتداء قنسرین سے ہی کرنی چاہئے۔

کہتے ہیں کہ عربوں کے غلام زیتون، انار اور پھلدار درختوں کی جڑیں کاٹ کاٹ کر لاتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے غلاموں کو بلا کر فرمایا یہ فتنہ و فساد کی حرکتیں کیوں کی جاتی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضور! بات

دراصل یہ ہے کہ لکڑیاں اور ایندھن ہمارے پڑاؤ سے بہت دور ہے اور یہ درخت قریب ہیں۔ آپ نے فرمایا جن درختوں میں
ذائقہ ہو یا ان میں پھل لگتا ہو ایسے درختوں کو قطع و برید سے میں ہر شخص کو خواہ وہ غلام ہو یا آزاد ممانعت کرتا ہوں۔ اگر آج سے
پیچھے ایسا کیا گیا تو وہ شخص سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ غلام یہ سن کر سزا کی وجہ سے ڈر گئے اور دور دور سے جا کر لکڑیاں لانے لگے۔
سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت ایک نہایت شریف مجمع نامی غلام تھا جو میرے ساتھ کئی مرتبہ لڑائیوں میں
شامل ہوا تھا۔ یہ نہایت جری اور بہادر شخص تھا۔ لڑائی میں دل کھول کر لڑتا تھا۔ جس وقت وہ کسی معرکہ یا تاخت و تاراج میں یا
لکڑیاں چننے جایا کرتا تھا تو تن تنہا اور اپنے ساتھیوں سے دور دور رہا کرتا تھا اور ڈیلو اسی کی لڑائی نہایت عمدہ لڑا کرتا تھا۔ اس شیرز کے
پڑاؤ میں بھی وہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک روز لکڑیوں کو گیا ہوا تھا معمول کے خلاف اس نے اس روز دیر کر دی میں
(سعید بن عامر) گھوڑے پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں نکلا۔ اس کو ڈھونڈھ ہی رہا تھا۔ اچانک ایک شخص دکھلائی دیا، میں اس کی
طرف بڑھا تو میرا وہی غلام تھا اس کا سر زخمی تھا، چہرے پر خون بہہ رہا تھا، تمام بدن خون سے شرابور تھا اور ہر ہر قدم پر گر گر پڑتا تھا۔
میں نے اس کے پاس پہنچ کر وجہ دریافت کی اور کہا' مجمع آفت آئی یہ کیا ہوا اور ادھر کیا بلا ہے اس نے کہا حضور ہلاکت اور بربادی
میں نے ذرا ڈانٹ کر دریافت کیا کہ آخر کیا ہوا؟ بجائے اس کے کہ وہ کچھ جواب دے اوندھے منہ گر پڑا اور تھوڑی سی دیر بھی نہ کھڑا
ہو سکا۔ میں نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا جس سے اسے ہوش آیا اور کہنے لگا حضور! آپ اپنے بچاؤ کی فکر کیجئے ورنہ آپ بھی
میری طرح آنے والی قوم کے پنجہ ظلم میں گرفتار ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کون قوم اور کیسی قوم؟ اس نے کہا میرے آقا واقعہ یہ
ہے کہ میں غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ لکڑیاں لینے گیا تھا۔ ہم جنگل میں دور نکل گئے تھے لوٹنے کا ارادہ ہی تھا کہ اچانک ہزار
سواروں کا ایک رسالہ جس کے تمام سپاہی عرب تھے اور جن کی گردنوں میں سونے چاندی کی صلیبیں لٹکی ہوئی اور نیزے رکابوں میں
تھے دکھلائی دیا۔ جس وقت ان سواروں نے ہمیں دیکھا تو ہماری طرف جھپٹے اور قتل کے ارادے سے ہمیں گھیر لیا۔ میں نے اپنے
ساتھیوں سے کہا کہ تم بھی ان کی طرف بڑھ کر حملہ کرو۔ مگر انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ بے وقوف! ہمیں ایسوں کے ساتھ لڑنے
کے لیے کہتا ہے کہ جن کا ہم کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ ان کے مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ لڑنے سے ہم ان کے
ہاتھ میں قید ہو جائیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں تو بغیر لڑے بھڑے اور پوری طرح زور آزمائی کئے کبھی کی قید میں نہیں جا سکتا۔
میری یہ کوشش اور مردانگی دیکھ کر آخر وہ بھی پکے ہو گئے اور ہم ان کے ساتھ لڑنے لگے۔ ہم نے بھی ان انھیں قتل کیا اور ہمارے بھی
دس آدمی شہید ہو گئے دس زندہ گرفتار کر لیے گئے۔ میرے زخم چونکہ کاری لگا تھا میں گر پڑا اور جس وقت وہ چلے گئے میں اٹھ کر ادھر
چلا آیا جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

حضرت سعید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ! مجھے اس غلام کی یہ مصیبت سن کر بڑا رنج ہوا اور اپنے پیچھے اسے
سوار کر کے اپنے پڑاؤ کی طرف چل دیا۔ اچانک باد صرصر کی طرح خراٹے بھرتا ہوا آبشار سے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے پانی کی
طرح سواروں کا ایک دستہ پیچھے سے نمودار ہوا اور لمبے لمبے نیزوں کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کہ ہم بنی غسان ہیں ہم لشکر صلیب اور
گروہ رہبان ہیں مجھے گھیر لیا۔ میں نے زور سے جوابی آواز دی اور کہا میں صحابی محمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے بعض میری
طرف بڑھے اور ارادہ کیا کہ مجھ پر تلوار اٹھائیں مگر میں نے تلوار اٹھانے والے کی طرف مخاطب ہو کر زور کے ساتھ کہا بد بخت! اپنے
ہی قوم کے آدمی کو قتل کرتا ہے۔ یہ سن کر اس نے دریافت کیا تم کن لوگوں میں ہو میں نے کہا کہ معزز قوم خزرج سے ہوں یہ سن کر اس
نے تلوار کو روک لیا اور کہا مسیح کی قسم! تمہیں ہمارے سردار جبلہ نے بلایا ہے۔ میں نے کہا جبلہ مجھے کہاں سے جانتا ہے؟ جو بلایا ہے؟

اس نے کہا وہ دراصل ایک یمنی شخص کو جو محمدؐ بن عبداللہ کا صحابی ہو بلاتا ہے۔ پھر کہنے لگا یا تو تم اپنی خوشی سے چلو ورنہ زبردستی لے چلوں گا۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ میرے ساتھ میرا غلام بھی تھا۔ ہم ایک بہت بڑے لشکر کے پاس پہنچے جہاں بہت بڑا سامان تھا۔ جھنڈے نصب تھے صلیبیں گڑ رہی تھیں۔ میں ان سواروں کے ساتھ بڑھتا بڑھتا جبلہ بن ایہم کے خیمے تک پہنچ گیا۔

یہ ایک سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا رومی ریشمین لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر موتیوں کی لڑی پڑی ہوئی تھی اور گلے میں یاقوت کی ایک صلیب لٹک رہی تھی۔ میں جس وقت اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو اس نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا تم کون ہو؟ عربوں میں سے ہو؟ میں نے کہا یمنی ہوں۔ اس نے کہا کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا میں حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن ثعلبہ بن امراء القیس بن ازور بن عوف بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سباء کی اولاد ہوں۔ اس نے کہا ان دونوں لڑکوں میں سے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے کہا خزرج بن حارثہ جو محمد بن عبداللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے انصار میں سے ہیں ان کی اولاد میں ہوں۔ جبلہ نے کہا میں بھی تمہاری قوم غسان ہی سے ہوں۔ میں نے کہا شاید تو اس قبیلے میں سے ہے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہے۔ اس نے کہا ہاں میں جبلہ بن ایہم ہوں جو اسلام سے پھر گیا ہوں تاکہ ظلم نہ کرسکوں۔ تمہارے سردار عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ مجھ جیسا آدمی اس دین کا ناصر و مددگار رہوتا۔ حتیٰ کہ ایک ادنی اور حقیر شخص کے عوض میں مجھ سے قصاص لینے لگے حالانکہ میں یمن (ہمدان) کا بادشاہ اور قبیلہ بنی غسان کا سردار ہوں۔ میں نے کہا جبلہ! اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے۔ باقی رہا ہمارا دین سو اس کی قیام اور بقا نیز اس کی استواری محض انصاف اور حق پر ہے۔ اور حضرت عمر فاروق بن خطابؓ سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتے اور حق بات کہنے اور کرنے میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے۔

اس کے بعد جبلہ نے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے کہا سعید بن عامر انصاری، اس نے کہا۔ سعید! بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ اس نے کہا تم حسان بن ثابت انصاری کو بھی جانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں وہ حضرت رسول مقبولؐ کے شاعر ہیں۔ رسول اللہؐ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔ انت حسان ولسانك حسام یعنی تمہارا نام احسان ہے اور تمہاری زبان تیغ بران۔ اس نے کہا تمہیں انھیں چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے؟ میں نے کہا بہت تھوڑا عرصہ ہوا انہوں نے ایک مجلس منعقد کی تھی جس میں مجھے بھی دعوت دی تھی اور اس میں اپنی باندی کو اپنے چند اشعار پڑھنے کے لیے حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہ اشعار ہمیں سنائے تھے۔ اس کے بعد ہم یہاں شام کی طرف چلے آئے گویا وہ سب سے آخری کی ملاقات تھی جس کے بعد اب تک پھر نہیں ہوسکی۔ جبلہ نے کہا کیا تم مجھے وہ گراں قدر اشعار یاد کراسکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس کے بعد اس نے میرے واسطے کتان رومی [1] (ایک قسم کا باریک کپڑا) کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں یہ کپڑا اس لیے دیتا ہوں کہ تم اس کو استعمال کرو اور حرام نہ سمجھو۔ پھر کہنے لگا۔ تمہیں حرمت عرب کی قسم! سچ کہنا۔ جہاں سے تم آئے ہو وہاں کیا کام کرتے تھے؟ (یعنی کس قسم کی تیاریاں ہورہی ہیں؟ مترجم) میں نے کہا سچ کو کہیں آنچ نہیں۔ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی فوج میں سپاہی ہوں ہمارا ارادہ حلب اور انطاکیہ پر چڑھائی کا ہے۔ اس نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے نیز اس سردار والی عمودیہ کو امیر قنسرین کی مدد کے لیے روانہ کیا ہے۔ کیونکہ اس نے اس صلح نامہ کو جو تمہارے ساتھ کیا تھا فریب کر کے توڑ دیا اور اسی کے انتظار میں ہم یہاں پڑے ہیں کہ وہ یہاں آئے تو ہم اس سے مل کر کام شروع کردیں۔ اب تم اپنے سردار ابوعبیدہؓ

[1] ''کتان'' ایک قسم کا کپڑا ہے۔ ''رومی'' وہ جو روم میں بنایا گیا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ''السی'' کے درخت کو ریشہ ریشہ کر کے اس سے بنایا جاتا ہے۔ ''کتان'' بمعنی السی۔

بن جراح کے پاس جا کر ہماری تلواروں سے ڈرادو اور کہو کہ جس راستہ سے آئے ہو اسی سے لوٹ جاؤ اور بادشاہ کے کسی شہر سے تعرض نہ کرو۔ کیونکہ اب ہم اس کی مدد پر ہیں اور جو شام کے ممالک تم نے چھین لیے ہیں ہم وہ بھی بہت جلد واپس لے لیں گے۔

حضرت سعید بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس گفتگو کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر جس وقت لوگوں نے مجھے دیکھا تو لپک کر دریافت کرنے لگے کہ عامر! تم کہاں چلے گئے تھے یہاں تو تمہارے متعلق تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ میں سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے خیمہ میں آیا اور آپ سے اپنا اور جبلہ بن ایہم کا تمام قصہ دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ کا حال بیان کرنے کی بدولت باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہیں اس مصیبت سے رہائی بخشی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ رسول اللہؐ کو جمع فرما کر مشورہ لیا اور کہا اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ کہ امیر قنسرین کے ساتھ ہم نے حالانکہ ایفائے عہد کیا مگر اس نے ہمارے ساتھ غداری کی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ باغی اور غدار ہمیشہ گرا کرتا ہے۔ اگر اس نے ہمارے ساتھ مکر وفریب کیا ہے تو اللہ جل جلالہ بھی اس کی گھات میں ہیں ہم اس سے زیادہ انشاء اللہ العزیز اس کے ساتھ بہت ہی جلدی مکر کر کے دکھلا دیں گے۔ میں اصحاب رسول اللہؐ سے دس آدمیوں کو جو بمنزلہ دس ہزار کے ہیں ساتھ لے کر اس کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اے ابو سلیمان! یہ کام تمہیں سے ہوگا جو جس کام کے لیے ہے اسے وہی بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ تم اپنے ساتھ جن جن کو چاہو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے دس آدمیوں کو لے لو۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دس سواروں کو لے کر خفیہ طور سے جبلہ کے لشکر کی طرف جانا

حضرت خالد بن ولیدؓ نے [1] حضرت عیاض بن غانم اشعری، عمرو بن سعد الیشکری، سہیل بن عامر، رافع بن عمیرة الطائی، سعید بن عامر انصاری، عمرو بن معدیکرب، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، ضرار بن ازور، میسب بن نخبة الفرازی اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین [2] کا فرداً فرداً نام لے کر پکارنا شروع کیا کہ کہاں ہیں، عیاض بن غانم اشعری اور کہاں ہیں عمرو بن سعد وغیرہ وغیرہ۔ یہ حضرات [3] تلبیہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں تم تیار ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی انہوں نے زرہیں پہنیں اور تمام اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے بھی جنگ یمامہ کے روز مسیلمہ کذاب کی جو زرہ آپ کے ہاتھ لگی تھی زیب تن کی نیزہ ہاتھ میں لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے غلام مسمی ہمام کو حکم دیا کہ وہ ساتھ چلے تاکہ وہ معاملات جو مجھ سے حیرت اور تعجب انگیز واقع ہوں ان کو ملاحظہ کرے۔ بہر حال اپنے دس جانبازوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے لیے فتح و نصرت کی دعائیں مانگنا شروع کیں۔

[1] ایک نسخہ میں خاتم ہے غانم کے بجائے۔

[2] ایک نسخہ میں اس طرح گیارہ نام ہیں عیاض بن غانم، عمرو بن سعید، مصعب بن محارب یشکری، ابوجندل بن سعید مخزومی، سہیل بن عمرو بن عامر، رافع بن عمیرة الطائی، میسب بن نخبة الفزاری، سعید بن عامر انصاری عمرو بن معدیکرب زبیدی، عاصم بن عمر قیسی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ۔ اور حضرت ضرار کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں وہ حاضر نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم۔

[3] یعنی لبیک لبیک (ہم حاضر ہیں) کہتے ہوئے۔

کچھ دور نکل جانے کے بعد آپ نے حضرت سعید بن عامر انصاریؓ سے فرمایا سعید! کیا جبلہ بن ایہم نے تم سے یہ کہا تھا کہ مجھ سے والی قنسرین ملنے آئے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم ہمیں اس راستہ پر لے چلو جو جبلہ کے لشکر کی طرف جاتا ہے تاکہ ہم کسی کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہیں اور جس وقت والی قنسرین ادھر سے گزرے تو ہم اسے اس کے ساتھیوں سمیت وہیں موت کے گھاٹ اتار دیں اور اسے اس کے مکر کی پوری پوری سزا دیں۔

یہ سن کر سعید بن عامر انصاریؓ جبلہ بن ایہم کے لشکر کی طرف رخ کر کے آگے آگے تیزی کے ساتھ چلنے لگے۔ چونکہ ان کا یہ سفر رات کے وقت تھا جس وقت یہ حضرات قوم کے قریب پہنچ گئے تو رات کی تاریکی میں آگ کی روشنی دکھلائی دی اور ساتھ ہی لشکر کی آواز کانوں میں آنے لگی۔ حضرت سعید بن عامر انصاریؓ اپنے ساتھیوں کو لے کر والی قنسرین کی آمد کے راستے میں کسی محفوظ جگہ کے اندر بیٹھ گئے۔ رات بھر اس کے آنے کا انتظار رہا مگر کوئی شخص نہ آیا حتیٰ کہ رات کی ظلمت کو پھاڑ کر سپیدہ صبح نے آنا شروع کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے وہیں کمین گاہ میں اپنے سواروں کو نماز پڑھائی۔ ابھی نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ جبلہ بن ایہم حاکم عمودیہ اور نصرانی عربوں کا لشکر جو عواصم اور قنسرین کی طرف جا رہا تھا ان کے سامنے سے گزرنا شروع ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا آپ اس لشکر کو جو ریگ، ڈھلیوں، کانٹوں اور درختوں کی تعداد میں ہماری طرف آ رہا ہے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب باری تعالیٰ جل مجدہ کی نصرت ہمارے ساتھ ہو گی تو ان کی یہ کثرت اور ان گنت تعداد ہمارا کچھ نہیں کر سکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ تم اس لشکر میں مل جاؤ اور اس طریقہ سے ملو کہ گویا اسی کے لشکری ہو حتیٰ کہ ہم والی قنسرین تک پہنچ جائیں۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کو جو کچھ منظور ہو گا ہو کر رہے گا۔ یہ سن کر یہ حضرات اس لشکر میں شامل ہو گئے اور اس طریقہ سے کہ یہ بھی منجملہ اسی لشکر کے ہیں۔ یہ بالکل چپ اور خاموش تھے کسی کے ساتھ بات چیت نہیں کرتے تھے۔

والی قنسرین کی گرفتاری

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ جس وقت ہم قنسرین کی حدود میں پہنچے تو ہمیں عواصم اور قنسرین کے شہر دکھلائی دینے لگے۔ پھر اچانک والی قنسرین استقبال کے لیے آتا ہوا دکھلائی دیا جس کے آگے آگے صلیب تھی اور پادری اور بشپ انجیل پڑھتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ کلمہ کفر سے ان کے آوازیں بلند تھیں۔ ایک دوسرے سے ملا ہوا تھا والی بطریق اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھا تاکہ جبلہ بن ایہم اور حاکم عمودیہ کو سلام کرے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ادھر سے بڑھ کر اس کے سامنے ہوئے۔ آپ کے ساتھی آپ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ جس وقت آپ اس کے بالکل مواجہ میں ہو گئے تو والی قنسرین نے سلام کیا کہ مسیح تمہیں سلامت اور صلیب تمہیں باقی رکھے۔ آپ نے فرمایا کم بخت! ہم بندگان صلیب نہیں ہیں بلکہ ہم محمد حبیب رسول مقبولؐ کے صحابہ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا ڈھاٹا کھولا۔ اور زور سے پکار کر فرمایا **لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدعبده ورسوله**۔ خدا کے دشمن میں ہوں خالد بن ولید میں ہوں مخزومی رسول اللہؐ کا صحابی۔ یہ کہہ کر فوراً آپ نے اس پر ہاتھ ڈال دیا اور پکڑ کر زین سے اٹھا لیا۔ آپ کے ساتھی تلواریں لے کر لشکریوں پر پل پڑے۔ شور و فریاد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دشمنوں نے کلمہ کفر سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ مسلمانوں نے کلمہ توحید کی آوازیں بلند کیں۔ جبلہ بن ایہم اور حاکم عمودیہ نے مسلمانوں کی تکبیر اور تہلیل کی آوازیں سنیں تو وہ بھی جنبش میں آئے۔ انہوں نے جس وقت مسلمانوں کی تلواروں کو برہنہ اور نیزوں کو راست دیکھا تو اپنی فوجوں کو لے کر رسول اللہؐ کے جاں نثاروں کی طرف بڑھے اور انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت اس بلا کو جوان پر نیز ان کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تھی دیکھا اور والی قنسرین ان کے قبضہ میں تھا جس کی قسمت کی باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں تھی تو ان کو اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے یا اس کے قتل کرنے سے قبل مجھ پر کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔

یہ سوچ کر آپ اس کے قتل کرنے کے لیے تلوار اٹھائی۔ والی قنسرین یہ دیکھ کر ہنسا آپ کو اس کی اس وقت کی ہنسی سے بہت تعجب ہوا۔ فرمانے لگے کم بخت! تجھے ہنسی کس نے دلائی؟ اس نے کہا میں اس لیے ہنستا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی تو اب قتل کر ہی دیئے جائیں گے تم میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہو۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو یہ بہتر ہے کہ میں تمہیں نہ قتل ہونے دوں۔ آپ نے یہ سن کر ہاتھ روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے زور سے چلا کر فرمایا۔ رسول اللہؐ کے صحابیو! میرے چاروں طرف رہو، میری حمایت کرتے رہو میں تمہاری مدد کرتا رہوں گا اور اس بلا پر جو تم پر نازل ہو رہی ہے صبر کرو جن لوگوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے انھیں زیادہ مت سمجھو۔ کیونکہ سب سے دہشت ناک چیز جس سے تم ڈرتے ہو قتل اور موت ہے اور یہی دونوں چیزیں خداوند تعالیٰ کی راہ میں میری اور تمہاری خواہش اور آرزو ہیں۔ واللہ! میں نے کئی مرتبہ شوق شہادت میں اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں پیش کیا ہے تا کہ میں جام شہادت کا مزہ چکھ سکوں۔ تم اس بات کو یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا راستہ صاف اور کھلا ہوا ہے گویا کہ تم اس تک پہنچ ہی گئے ہو اور اپنے رب کے دربار میں شرف باریابی حاصل کر چکے ہو اور ایسے گھر میں پہنچ گئے ہو کہ جہاں کا رہنے والا نہ بوڑھا ہوتا ہے اور نہ اس کے پاس کبھی فرشتہ اجل آتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ (الحجر: ۴۸)

''نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا۔''

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہؐ آپ کی یہ تقریر سن کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ آپ کے دائیں جانب اور حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ آپ کے بائیں سمت اور آپ کا غلام ہمام آپ کی پشت پر اور باقی تمام مسلمان آپ کے گرد ہوئے۔ والی قنسرین کو آپ نے اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا اور تاکید کی کہ اسے مضبوط پکڑے رہے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم جس کی گردن میں سونے کا طوق تھا اور جس میں جواہرات کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ ریشمین، کپڑے پہنے ہوئے تھے ان پر زرہ زیب تن کئے سر پر خود لگائے اور اس پر خود سونے کا خود رکھے جواہر کی صلیب اس پر آویزاں کئے ہاتھ میں ایک بہت بڑا نیزہ سنبھالے جس کا پھل سورج کی طرح چمکتا تھا۔ قوم غسان کے نصرانی عربوں کا لشکر لیے ہوئے مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ حاکم عمودیہ ایک مضبوط چٹان (یا برج) کی طرح اس کے ساتھ تھا جس کے چاروں طرف قوم مدلجہ کے بدوی سپاہی تھے اور ان تمام کے گرداگرد ان کا لشکر چھایا ہوا تھا۔ حاکم عمودیہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپ نے والی قنسرین کو زین سے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اسے کسی طرح نہیں چھوڑتے تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں آپ عجلت میں اسے قتل نہ کر دیں۔ یہ سوچ کر یہ جبلہ بن ایہم کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ عرب لوگ تو آدمی کیا شیطان (دیو) معلوم ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس عربی اور اس کے گیارہ ساتھیوں کو ہماری فوج کے گھوڑوں اور اتنے بڑے لشکر کے سواروں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے مگر انھیں کچھ پروا نہیں اور باوجود ان سب باتوں کے وہ ہمارے ایک ساتھی کو پکڑے ہوئے ہیں وہ ان کے پاس قید ہے اور اپنے ہاتھوں سے کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسے کہیں قتل نہ کر دیں۔ بادشاہ کو وہ بہت زیادہ عزیز ہے

اس لیے تمہیں اس عربی کے پاس جا کر استدعا کرنی چاہئے کہ تم ہمارے اس ساتھی کو چھوڑ دو تا کہ ہم بھی تمہاری جانوں کو چھوڑ دیں۔ جس وقت وہ ہمارے ساتھی کو یہ سن کر چھوڑ دیں گے تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور جبلہ بن ایہم کی باہم گفتگو

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ ہم رومیوں اور نصرانی عربوں کے لشکر کے اندر حضرت خالد بن ولیدؓ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ ہمیں چونکہ ذات باری تعالیٰ جل مجدہ پر پورا پورا بھروسہ تھا اس لیے ہمیں دشمن کی فوج سے کسی قسم کا خوف و ہراس نہیں تھا اچانک جبلہ بن ایہم ہماری طرف آیا اور چیخ کر کہنے لگا تم کون لوگ ہو؟ آیا محمدؐ کے مشہور صحابہ میں سے ہو یا تابعین عربوں میں سے، اس سے پہلے کہ تمہیں نشانہ ہلاکت بنایا جائے مجھے اس بات کا جواب دے دو۔ ہماری طرف سے جواب دینے اور گفتگو کرنے والے حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ آپ فوراً اسے مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ہم جناب محمد رسول اللہؐ کے مشہور صحابہ میں سے ہے ہم اہل قبلہ ہیں ہم اہل اسلام ہیں، ہم صاحب اکرام اور انعام ہیں۔ اگر تیری مراد ہمارے نسب اور قبیلے کو معلوم کرنے ہیں تو ہم چند متفرق قبیلوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے دلوں کو ایک کر دیا ہے اور ہمارے سب کے واسطے ایک کلمہ مقرر کر دیا ہے جس پر ہم سب مجتمع ہیں وہ کلمہ یہ ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔

جبلہ آپ کا یہ کلام سن کر بے حد غصہ ہوا اور کہنے لگا اے عرب کے جوان! کیا تم ان عربوں کے سردار ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا اسلامی بھائی ہوں اور یہ میرے ایمانی بھائی ہیں۔ جبلہ نے کہا کہ تم محمد بن عبداللہؐ کے صحابہ میں سے کون سے صحابی ہو یعنی کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا میں بنی مخزوم کا مشہور سردار خالد بن ولید رسول اللہؐ کا صحابی ہوں اور یہ شخص جو میری دائیں طرف ہیں یہ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ہیں اور میرے بائیں طرف یہ یمن کے بزرگ اور بلند قبیلہ طے کے فرزند حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی ہیں۔ میں نے ہر ایک قبیلے سے اس قبیلہ کا سب سے زیادہ بہادر اور شجیع آدمی ایک ایک اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ اس لیے تو ہماری قلت کو دیکھکر ہمیں حقیر مت سمجھ اور اپنی کثرت پر خوش اور نازاں مت ہو۔ لڑائی میں تم ہمارے سامنے چڑیوں جیسی وقعت رکھتے ہو جو اپنے اپنے آشیانوں اور گھونسلوں میں دبکی ہوئی بیٹھی ہوں۔ شکاری آ کر ان پر جال ڈال دے اور سب دو چار کے سوا جو ذرا بڑی بڑی اور تیز ہوں جال میں پھنس جائیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبلہ آپ سے یہ سن کر اور زیادہ آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا خالد! ابھی ابھی جس وقت تمہیں ہمارے نیزوں کے پھل چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور تم اور تمہارے ساتھی اسی میدان میں وحشی درندوں کے لقمے بن جاؤ گے اور صبح سے شام تک وہ تمہیں چیرتے پھاڑتے رہیں گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا یہ کلام تمہارے ہی لیے فال بد ہو گیا۔

آپ نے فرمایا ہماری تو یہ عین خوشی ہے۔ ہمیں ایسی باتوں سے رنج نہیں ہوتا۔ اب تو بیان کر کہ صلیب کے عربی بندوں میں سے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں بنی غسان کا سردار اور ہمدان کا بادشاہ جبلہ بن ایہم ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہی ہے اسلام سے پھرنے والا (مرتد) گمراہی، ضلالت اور تاریکی کی طرف جانے والا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ ذلت اور رسوائی پر عزت کو ترجیح دینے والا۔ آپ نے فرمایا بلکہ اپنے نفس کو زیادہ ذلیل کرنے والا اس کو خوار و سبک کرنے والا کیونکہ بزرگی و کرامات اس دار شقا اور فناء سے وراء الوراء اس دار بقا میں ہے جہاں کل سب کو جانا ہے۔ جبلہ بن ایہم نے کہا مخزومی بھائی! زیادہ باتیں نہ بناؤ تمہاری نیز تمہارے تمہارے ساتھیوں کی سلامتی اور بقاء اسی سردار کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر

میں نے تم پر حملہ کردیا تو ایسا نہ ہو کہ تم میرے حملہ کرنے سے قبل اسے قتل کردو۔ بادشاہ کے نزدیک چونکہ یہ زیادہ مقرب ہے اور نسب میں بھی اس سے قریب ہے اس لیے تم اسے چھوڑ دو تا کہ میں بھی اس کے سبب سے تمہاری جان بخشی کروں ۔تم لوگ تعداد میں بہت ہی کم ہو اور ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اسے بغیر قتل کیے نہیں چھوڑ سکتا اور نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ اس کے قتل کے بعد تم میرے ساتھ کیا سلوک کروگے؟ باقی تیرا یہ کہنا کہ میں باوجود اپنی کثرت تعداد کے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے لڑائی میں کوتاہی کر رہا ہوں کسی طرح انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ ہمیں خود معلوم ہے کہ ہم کل بارہ آدمی ہیں اور تمہاری اس قدر بہتات ہے کہ ہمیں تمہارے گھوڑوں کی باگوں، نیزوں کی نوکوں اور تلواروں کی باڑوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ہاں اگر انصاف ہے تو ایک ایک سوار ایک ایک کے مقابلے میں آ تا رہے۔ اگر تم نے ہمیں مار ڈالا تو یہ تمہارا سردار موجود ہے اور نہایت آسانی سے تمہارے ہاتھ آ جائے گا اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تم پر غلبہ دے دیا کیونکہ مدد و نصرت اور غلبہ اسی کے دست میں ہے جسے چاہیں عنایت کریں تو چونکہ تم خود اس سردار سے پہلے داعی اجل کو لبیک کہہ لوگے اس لیے اس کا قتل ہونا تمہیں کچھ بھی ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

علامہ واقدیؒ کہتے ہیں کہ جبلہ نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا اور تمام گفتگو اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا جواب سنانے کے لیے حاکم عمودیہ کے پاس چلا گیا۔ حاکم عمودیہ یہ جواب سن کر نہایت برہم ہوا اور اپنی تلوار کو میان سے کھینچ لیا۔ حضرت خالدؓ اس کی یہ حرکت دیکھ کر سمجھ گئے کہ میان سے تلوار سونت کر کھڑا ہونا لڑائی کا گویا ارادہ کرنا ہے۔ مگر جس وقت حاکم عمودیہ لڑائی کے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو جبلہ نے اسے منع کردیا اور اسے صلیب کے نیچے کھڑا کر کے خود آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مخزومی بھائی! تمہارے قول کے بموجب لڑائی بیشک انصاف کو چاہتی ہے مگر یہ بنی اصفر رومی گبرو بھیڑ بکری کی طرح ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ میں نے اپنی اور تمہاری گفتگو ان سے بیان کردی ہے۔ وہ میدان میں نکل کر لڑنے کو راضی ہوگئے ہیں۔ تم میں سے جس شخص کو میدان میں نکل کر لڑنا منظور ہو وہ آگے بڑھے۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدان میں نکل کر ھل من مبارز کا نعرہ لگانا چاہا مگر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے آپ کو روکا اور کہا یا ابا سلیمان! رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بڑھاپے کی قسم! میرے سوا اس مقابلے کے لیے کوئی نہ نکلے۔ میں حتی المقدور جان توڑ کوشش کروں گا۔ ممکن ہے کہ میں اپنے والد ماجد جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملوں۔ آپ نے ان کا یہ ارادہ دیکھ کر شاباش دی اور فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے مقام کو بلند اور تمہارے افعال کو مشہور فرمادیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کا رومیوں سے جنگ کرنا

یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ اپنے ساتھیوں کے بیچ میں سے نکلے۔ آپ اس وقت حضرت عمرؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جو آپ کے حصہ میں جنگ اجنادین کے غنائم میں سے آیا تھا۔ یہ گھوڑا نصرانی عربوں کی قوم بنی لخم اور جذام کے گھوڑوں میں سے تھا جو ناپ میں پورا گھوڑا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ لوہے میں غرق اور دوہری زرہ پہن رہے تھے۔ ہاتھوں میں ایک پورا نیزہ تھا۔ آپ نے گھوڑے کی تیزی کم کرنے کے لیے اول رومی اور نصرانی عربوں کی لشکر کے اندر اپنے گھوڑے کو کاوا دیا۔ جس وقت اس کی تیزی کم ہوئی تو میدان کارزار میں پہنچ کر ھل من مبارز کا نعرہ لگایا اور باآواز بلند یا بنی اصفر! ذرا سنبھل کے آنا میں

صدیق کا بیٹا ہوں۔اس کے بعد آپ نے رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

(ترجمہ اشعار) میں بڑے مرتبہ والے عبداللہ کا بیٹا ہوں جو نہایت بزرگی اور کمال کے آدمی تھے، میرے والد نہایت آزاد اور صادق المقال تھے جنہوں نے اس دین کو اپنے کاموں سے نہایت آراستہ کر دیا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی ؓ کہتے ہیں کہ آپ کے مقابلے کے لیے رومی بہادروں کے اندر سے علی الترتیب یکے بعد دیگرے پانچ سوار نکلے۔آپ نے محض ایک ایک حملہ کے اندر پانچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔رومیوں کے جس وقت پانچ سوار کام آ گئے تو پھر ان کے مقابلہ کے لیے نکلنا موقوف ہوئے۔آپ نے رومیوں کے قلب لشکر پر حملہ کرنا چاہا مگر جبلہ بن ایہم تیش کھاتا ہوا آگے بڑھا اور آپ کے قریب آ کر کہنے لگا لونڈے[1]!تو بہت زیادہ حد سے بڑھ گیا ہے۔لڑائی کے حدود سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔آپ نے فرمایا بغاوت اور بے وفائی ہماری عادتوں میں داخل نہیں ہے۔جبلہ بن ایہم نے کہا کیوں نہیں، حالانکہ تو نے ہماری لاشوں سے میدان کو پاٹ دیا۔میں اس واسطے نہیں آیا کہ تیرے ساتھیوں کو تیری اعانت اور مدد سے باز رکھوں۔کیونکہ ہمارا کوئی ہمراہی جب تیرے مقابلے کے لیے نکلتا ہے تو تیرے ساتھیوں میں کوئی نہ کوئی تیری مدد کو پہنچ جاتا ہے۔اور یہ شریف اور منصف مزاج لوگوں کی عادت سے بہت زیادہ بعید ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا ابن ایہم! کیا مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے؟ حالانکہ میں حضرت نبی کریم ؐ کے چچا کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تعلیم یافتہ اور (فنون سپہ گری) میں ان کا شاگرد ہوں، میں بہت سی لڑائیوں اور اکثر میدان کارزار میں ان کے ہمراہ رہا ہوں۔جبلہ نے کہا میں دھوکہ نہیں دینا چاہتا بلکہ حق بات کہہ رہا ہوں۔آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو تو خود اور تیرے ساتھ تیرا کوئی اور ساتھی دونوں اکٹھے میرا مقابلہ کو نکلو اور دونوں ایک ساتھ مجھ پر حملہ کرو میں (انشاء اللہ العزیز) نہایت دلیری سے دونوں کا مقابلہ کروں گا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب جبلہ بن ایہم نے دیکھا کہ یہ کسی طرح میرے مکر و فریب میں آنے والے نہیں ہیں تو ان کی جرات، نیزہ بازی، پھرتی، چالاکی اور پھر اس پر ان کی کم سنی سے بہت زیادہ متعجب ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا لڑکے! ہو سکتا ہے کہ تو ہماری طرف عقیدت کا ہاتھ بڑھائے اور میں تجھے معمودیہ کے پانی کے اندر غوطہ دوں اور تو وہاں سے اس طرح گنا ہوں سے پاک ہو کر نکلے جس طرح بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے پھر تو صلیب اور انجیل کے گروہ میں داخل ہو کر دین مسیح علیہ السلام میں شامل ہو جائے، بادشاہ کا مقرب بنے اور اس کے انعام و اکرام سے مالا مال ہو جائے۔میں اپنی لڑکی کی تجھ سے شادی کر دوں۔پھر تو میرے لڑکے کی مانند ہو جائے اپنی وراثت تجھے تقسیم کر دوں اور بہت زیادہ انعام و اکرام تیرے ساتھ کرتا رہوں۔میں وہ شخص ہوں کہ میری مدح اور تعریف میں تمہارے نبی کے شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں۔

(ترجمہ اشعار) جفنہ[2] کا لڑکا ان بزرگوں کی یادگار ہے جنہوں نے اپنے باوادادوں سے کبھی ملامت نہیں کھائی بہت انعام واکرام دیتا ہے اور کبھی بھی برے لوگوں کی طرح زبان پر نہیں لاتا۔

میں نے جو تجھ سے کہا ہے اس پر بہت جلدی کاربند ہو جا تا کہ ہلاکی سے بچ کر نجات کی طرف آ جائے اور دوامی عیش و آرام میں بسر ہونے لگے۔جس وقت آپ نے یہ تمام تقریر سن لی تو فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا

---

[1] یہاں چونکہ جبلہ کو حقارت منظور تھی اس لیے یہ لفظ لکھا گیا۔
[2] یمن کے قبیلہ کا نام جس کا یہ جبلہ بن ایہم تھا۔

عبدہ ورسولہ۔ کم بخت مردود کے بچے! مجھے ہدایت سے ضلالت کی طرف ایمان سے کفر وجہالت کی طرف کھینچتا ہے۔ میں ان لوگوں میں ہوں جن کے رگ وریشہ میں اسلام اور قلب میں ایمان گھر کر چکا ہے جو رشد وہدایت گمراہی وضلالت میں تمیز کرتے ہیں اور ان دونوں کے فرق کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی برحق محمدؐ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ جو شخص اللہ جل جلالہ کے ساتھ کفر کرتا ہے میں اس کا پورا پورا دشمن ہوں لے اب لڑائی کے لیے ہوشیار ہو جا اور ان مکر وفریب کی تہوں کو علیحدہ رکھ تا کہ میں تیرے ایک ایسا جچا تلا ہاتھ رسید کر دوں تا کہ تیری موت تجھے یاد کرتی ہوئی تیرے پاس بہت جلدی چلی آئے اور میں تجھے خاک وخون میں ملا دوں اور پھر اہل عرب تجھ جیسے کافر اور صلیب کے بندے کو اپنی طرف منسوب کرنے میں تکلیف نہ اٹھائیں۔

جبلہ آپ کی یہ بات سن کر جل بھن گیا اور حملے کے ارادہ سے نیزہ سنبھال کر ان کی طرف جھپٹا اور چاہا ہی تھا کہ وار کر دے۔ مگر آپ نے داؤں کاٹ کے وار خالی کر دیا اور نہایت زور وشور کے ساتھ خود بھی حملہ آور ہو گئے۔ دونوں حریفوں میں نیزہ بازی ہونے لگی اور فن حرب کے جوہر آ آ کے ان کے قدموں پر لوٹنے لگے۔ نیزہ کی یہ لڑائی دیر تک ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بازو نیزہ کے کرتب دکھلاتے دکھلاتے اس کے اٹھانے سے سست پڑ گئے۔ آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار سونت کر مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ دونوں حریفوں میں پھر ایک گھمسان کا رن پڑا۔ آخر آپ نے نہایت پھرتی کے ساتھ بڑھ کے اس کے نیزہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ نیزہ کٹ کے دور جا کے پڑا۔ جبلہ نے باقی ماندہ نیزہ ہاتھ سے پھینک کر اپنی تلوار کو میان سے کھینچا جو قوم عاد باقی ماندہ یادگار قوم کندہ کی تلواروں میں سے ایک تھی جو ایک چمکتی ہوئی بجلی تھی اور جس پر پڑتی تھی اسے کاٹ کر ہی چھوڑتی تھی۔ اس تلوار کو لے کر اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ آپ پر حملہ کیا۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ واللہ ہم جبلہ کے ساتھ لڑائی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا استقبال اور اس صغر سنی میں ان کا اس کے ساتھ داؤ پیچ خصوصاً جبکہ وہ بغیر کسی معین ومددگار کے پہلے پانچ شخصوں سے لڑ چکے تھے دیکھ دیکھ کر بہت زیادہ تعجب کر رہے تھے۔ لڑائی نازک صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی۔ آخر ایک دفعہ دونوں بہادروں کی تلواریں ایک ساتھ اٹھیں اور نہایت ضرب کے ساتھ دونوں جانبازوں پر پڑیں۔ مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کسی قدر سبقت کی۔ آپ کی تلوار کو اس نے ڈھال پر لیا مگر یہ ڈھال کو کاٹتی ہوئی خود تک پہنچ گئی اور چونکہ یہ دہار پر رکھی ہوئی تھی (یعنی صیقل شدہ تھی) اس لیے دوہری ہو گئی، جبلہ کے اس سے پورا زخم آیا جس سے خون بہنے لگا۔ ادھر جبلہ کی تلوار آپ کے اوپر پڑی جوزرہ کو کاٹتی ہوئی آپ کے شانے (مونڈھے) کو زخمی کر گئی۔ آپ نے اگرچہ تلوار کی ضرب کو محسوس کر لیا لیکن اس قرینے اور طریقہ سے کھڑے رہے کہ گویا آپ کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔ پھر فوراً ہی گھوڑے کو پیچھے پھیر کر اس کی باگیں چھوڑ دیں حتیٰ کہ آپ حضرت خالد بن ولیدؓ اور اپنے تمام ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی ضرب پہنچ گئی ہے۔ آپ نے کہا ہاں پہنچ گئی ہے اور کھول کر دکھلائی۔ مسلمانوں نے انھیں گھوڑے سے اتارا اور زخم کو مضبوط کر کے باندھ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا میدان جنگ میں جانا

اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا صدیق کے بیٹے مجھے معلوم ہے کہ جبلہ نے تمہیں تلوار کی ضرب کے ساتھ مجروح کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے باپ کی بیعت کی اور ان کے صدق کی قسم جس طرح اس نے تمہیں زخمی کر کے ہمارے دلوں کو صدمہ پہنچایا

ہے۔اسی طرح میں بھی اس کو اس کے بدلے میں رنج پہنچا کر رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام ہمام کو زور سے آواز دی کہ اس بددین کو میرے پاس لاؤ۔ ہمام والی قنسرین کو آپ کے پاس لایا۔ آپ نے فوراً تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔

رومیوں نے جب اپنے سردار کا سر اس طرح کٹا ہوا دیکھا تو انھیں بے حد قلق ہوا۔ جبلہ بن ایہم غصہ میں بھر گیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ تم نے بدعہدی اور بے وفائی کی اس لیے قتل کے مستوجب ہو گئے۔ یہ کہہ کر اس نے نصرانی عربوں اور رومیوں کو لڑائی پر برانگیختہ کیا اور کہنے لگا کہ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ رومی سب سے آگے ہوئے۔ صلیب کو سامنے کیا اور حملے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ دیکھ کر ہمام کو آواز دی اور فرمایا ہمام! تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی حفاظت کرنا اور جو شخص ان پر حملہ کرے اس کے حملے کو روکتے رہنا۔ اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم میں سے کوئی شخص تنہا نکل کر حملہ آور نہ ہو بلکہ تمام آدمی میرے گرد جمع رہو۔ میں کسی قسم کی جلدی نہیں کرتا۔ مدد و نصرت باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے ہے۔ آپ کے فرمان کے بموجب تمام صحابہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ہر شخص زندگی سے مایوس اور ناامید ہو چکا تھا رومیوں اور نصرانی عربوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور نہایت زور وشور کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس وقت رومیوں کا ریلا ہماری طرف آتا تھا اور ان کی سواروں کی کثرت سے ہم پر ازدحام ہو جاتا تھا تو حضرت خالد بن ولیدؓ خود بہ نفس نفیس اپنی تلوار کے زور سے اسے متفرق کر کے رکھ دیتے۔ اسی طرح ہمارے اور ان کے درمیان معرکہ ہوتا رہا۔ ہمیں کوئی راستہ جان بچانے کا نظر نہیں آتا تھا، حتیٰ کہ ہمیں پیاس معلوم ہونے لگی اور گرمی او ر پسینے کی شدت سے دم نکلنے لگا۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جس وقت اس طرح عرصہ حیات تنگ دیکھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا ابوسلیمان! معلوم ہوتا ہے کہ قضا سر پر منڈلا رہی ہے۔ آپ نے کہا واللہ یا ابن عمیرۃ تم بالکل سچ کہتے ہو کیونکہ میں آج اپنے کلاہ مبارک کو جس سے آڑے وقت میں بڑی برکت ہوا کرتی تھی بھول آیا ہوں ممکن ہے کہ اس امت کی قضا نے ہی اس کو فراموش کرایا ہو۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ لڑائی نے نازک صورت اختیار کی۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا زندگی سے موت قریب دکھلائی دینے لگی۔ جام شہادت پینے کا وقت نزدیک آ گیا۔ لڑائی کے شعلے بھڑک بھڑک کر اٹھنے لگے تو تلواریں چمک چمک کر سروں پر پڑنے لگیں۔ سپاہی کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ مشرکین کی نعشوں سے زمین پٹ گئی۔ خدا کے چند نام لیوا کافروں کے نرغے میں اس طرح تھے جیسے ان کے ہاتھ میں قیدی تثلیث کے بندے سخت جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ شمشیریں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی کہ اچانک ایک منادی نے ندا دی اور ایک ہاتف نے پکار کر کہا بے ڈر ذلیل ہو گیا اور خوف کرنے والا مدد پا گیا۔ اے حاملان قرآن! تمہارا مقصد رحمٰن کی طرف سے تمہارے پاس آ گیا اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری نصرت و اعانت کی گئی۔ اس وقت دل[1] بلیوں اچھل رہے تھے، کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ تیغ براں چاروں طرف اپنا کام کر رہی تھی۔ ہر شخص اپنے مقابلے میں استقلال دکھلا رہا تھا۔ مسلمان ہر طرف سے گھرے ہوئے تھے اور اگرچہ ان پر پیاس کی شدت تھی مگر ہر ایک نے اپنے حریف کو کتے کے ٹھیکرے

[1] محض مبالغہ ہے اور ترجمہ وبلغت القلوب الحناجر کا۔

میں پانی پلا کر رکھا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا خواب

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روات حضرت [1] اسحاق بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اجنادین وغیرہ کی ہر لڑائی میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ قنسرین اور حلب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا میں نے جہاد میں ہر جگہ مدد ونصرت غلبہ اور بہتری دیکھی ہے۔ شیرز کے پڑاؤ میں ہم ایک روز پڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنے خیمے میں رونق افروز تھے کہ دفعتہً آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے۔ آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے [2] النفیر النفیر ایا معاشر المسلمین لقد احیط بفرسان الموحدین یعنی چلو اے مسلمانو چلو بہادران اسلام گھر گئے۔ مسلمان لبیک کہتے ہوئے ہر چہار طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سختی کے لہجہ میں فرمانے لگے:

یا ابن الجراح اتنام عن نصرة القوم الكرام فقم و الحق بخالد فقد احاط به اللئام فانك تلحق به انشاء الله تعالى بمشية رب العالمين۔

''اے ابن جراح! کیا تم بزرگ قوم کی نصرت سے پڑے سو رہے ہو اٹھو اور خالد سے جا ملو کیونکہ مردود قوم نے انھیں گھیر لیا ہے انشاء اللہ بمشیت ایزدی تم ان سے جا ملو گے''۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمان یہ سنتے ہی (بے تابانہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے۔ زرہیں پہن کر اسلحہ لگا بے زین کے گھوڑوں پر سوار ہو حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سرپٹ دوڑائے تمام لشکر سے آگے اڑا چلا جا رہا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے بڑھا کر اس سوار سے جا ملیں۔ مگر چونکہ یہ سوار ہوا سے باتیں کرتا چلا جا رہا تھا اس لیے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا دباتے دباتے ہانپنے لگے اور دم چھوڑ گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے لئے بھیجا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہمارے گھوڑے اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آخر اس سوار کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دوڑنے والے! سوار اور اے بہادر جری شخص! ارحم الرحمین تجھ پر رحم فرمائیں ذرا آہستہ آہستہ چل اور سبک روی کو کام میں لا۔ یہ سن کر وہ سوار کھڑا ہو گیا۔ آپ جس وقت اس کے پاس پہنچے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سوار حضرت ام تمیم حضرت خالد بن ولیدؓ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ نے انھیں پہچان کر ان سے فرمایا تمہیں کیا ہوا تم کیوں ہمارے آگے آگے دوڑی چلی جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا ایہا الامیر! میں نے جس وقت آپ کی آواز سنی کہ خالد دشمنوں کے نرغے میں پھنس گئے تو میں اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کے پاس تو جناب محمد رسول اللہؐ کے گیسوئے معنبر موجود ہیں وہ کبھی بھی دشمنوں سے کسی طرح مغلوب ہونے والے نہیں ہیں۔ اچانک میری نگاہ جو اس خیال سے پھر کے آپ کے کلاہ مبارک پر جس میں وہ کاکل مشکیں موجود ہیں پڑی تو میں فوراً سمجھ

---

[1] ایک روایت میں بجائے اسحاق بن عبداللہ کے ابو مسلم خضری ہیں۔ [2] نفیر جو قوم کسی کام کے واسطے چلے۔

گئی کہ آپ آج اسے یہیں بھول گئے ہیں۔ میں اسے لے کر جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بہ عجلت تمام آپ کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ام تمیم! تمہارا یہ کام محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عنایت فرمائیں گے۔

حضرت ام تمیمؓ کہتی ہیں کہ میں قبیلہ مزحج کی عورتوں کی جماعت کے ساتھ چلی جا رہی تھی ہمارے گھوڑے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم ایک لڑائی کے میدان میں جہاں غبار اڑ رہا تھا پہنچے، یہاں نیزوں کی نوکیں اور تلواروں کی دھاریں ہر چہار طرف ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ مگر مسلمانوں کی کوئی آواز کان میں نہیں آتی تھی۔ ہم نے اسے برا سمجھا اور کہا کہ دشمن مسلمانوں پر غالب آ چکے ہیں۔ اسی وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ امیر لشکر نے تکبیر کے نعروں کے ساتھ حملہ کر دیا انہی کے ساتھ تمام مسلمان بھی حملہ آور ہو گئے۔

حضرت رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے کہ ہم نے اچانک تکبیر اور تہلیل کی آوازیں سنیں اور سمجھ لیا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے لیے کمک بھیج دی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے مشرکوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ تلواریں بڑھ بڑھ کر کفاروں کے سر توڑنے لگیں۔ آوازیں بلند ہوئیں اور ایک شور بپا ہو گیا۔

حضرت مصعب بن محارب [1] یشکریؓ کہتے ہیں کہ میں نے صلیب پرستوں کو دیکھا کہ انہوں نے (دم دبا دبا کے) بھاگنا شروع کر دیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپ اپنی زین پر نہایت ثابت قدمی کے ساتھ چاروں طرف نظریں دوڑا رہے تھے تا کہ معلوم کر سکیں کہ یہ آوازیں کس کی ہیں اور کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ایک سوار گرد و غبار سے نکل کر رومیوں کو چیرتا پھاڑتا ہماری طرف آتا دکھلائی دیا حتیٰ کہ ان تمام رومیوں کو جو ہمارے گرد تھے مار مار کر ہمارے پاس میدان صاف کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فوراً اس کی طرف بڑھے اور دریافت کیا اے بہادر اور شیر دل سوار تو کون ہے؟ اس نے کہا یا ابا سلیمان! میں ہوں آپ کی زوجہ (بیوی) ام تمیم میں جناب کا وہ کلاہ مبارک لے کر حاضر ہوئی ہوں جس سے آنجناب باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف توسل ڈھونڈتے اور جس کی وجہ سے درگاہ رب العزت سے مدد و نصرت طلب کیا کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے اور دراجابت تک پہنچاتے ہیں اب آپ اسے لیجئے۔ خدا کی قسم! اسی شدنی امر کے لیے آپ اسے بھول آئے تھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے پیش کیا۔

حضرت ام تمیمؓ کہتی ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو وہ کلاہ شریف دے دیا تو حضور پرنور جناب محمد رسول اللہؐ کے گیسوئے مبارک سے ایک کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا۔ رسول اللہؐ کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک حملے کے اندر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور اگلی صفوں کو مار مار کر پچھلی صفوں میں جا ملایا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ایک نہایت جان توڑ حملہ کیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ رومیوں نے پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ زخمیوں اور قیدیوں کی قطاریں بندھ گئیں۔ اصحاب محمد رسول اللہؐ کے ہاتھ سے ان پر ہر طرف سے ہلاکت چھا گئی۔ سب سے پہلے بھاگنے والوں میں جبلہ بن ایہم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نصرانی عرب۔

---

[1] ایک نسخہ میں محارث ہے۔

کہتے ہیں کہ جب علمبر داران توحید صلیب پرستوں کے تعاقب سے واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے، حضرت خالد بن ولید ؓ نیز آپ کے تمام ساتھیوں نے تمام مسلمانوں اور ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو سلام کیا اور خدائے توانا و برتر کا شکر ادا کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کی طرف دیکھا تو آپ کا تمام بدن [1] گلاب کا ایک پھول بنا ہوا تھا۔ آپ نے ان سے مصافحہ کیا فتح پر مبارک باد دی اور فرمایا یا ابوسلیمان! تم نے سوزش دل کو بجھالیا اور اپنے مولا کریم کو راضی کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا میری رائے ہے کہ ہم اسی وقت قنسرین اور [2] عواصم کی طرف چلے چلیں اور لوگوں کو قتل کر کے مال غنیمت حاصل کر لیں۔ مسلمانوں نے کہا یا امین الامت! آپ کی رائے بہت زیادہ صائب اور انسب ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے بہادران اسلام میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے ان پر حضرت عیاض بن غانم اشعری کو سردار مقرر کیا اور انھیں اپنی فوج کا ہراول بنا کر آگے آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ جس وقت یہ تمام لشکر قنسرین اور [3] عواصم کے حدود میں پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حکم دیا کہ اس شہر کے بڑوں کو قتل اور چھوٹوں کو قید کر لو اور ان کا تمام سامان لوٹ لو۔ مگر جس وقت اہل قنسرین نے انھیں دیکھا تو دروازے بند کر لئے اور صلح کرنے اور جزیہ دینے کے لیے راضی ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے بھی اسے منظور کر لیا اور ایک صلح نامہ مرتب کر کے جس میں ہر بالغ اور جوان شخص پر حضرت عمر ؓ کے حکم کے بموجب چار دینار اور اگر دینار نہ ہوں تو اڑتالیس درہم مقرر تھے ان کے حوالہ کر دیا۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ بسلسلہ روات سلمان بن علی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ قنسرین اور حاضر کے قیدیوں میں میں بھی شامل تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جب مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت میں روانہ کیا تو اس کے ساتھ قیدیوں کو بھی روانہ فرمایا۔ جس وقت ہم حضرت عمر ؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو ہم نے سنا کہ آپ اپنے ہم نشینوں سے فرما رہے تھے کہ میری رائے میں یہ آتا ہے کہ میں اس قیدی کو مدرسہ میں مقرر کر دوں تاکہ ہمارے آدمی اس سے تعلیم پاتے رہیں۔ اس کے بعد مجھے زید بن ثابت ؓ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ تم اس قیدی کو ابن حارث انصاری کے گھر میں داخل کر دو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور رسالت مآب ؐ کے عہد مبارک نیز زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ قیدی اسی مکان میں رکھے جاتے تھے۔

جنگ بعلبک

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جب قنسرین کے شہر کو صلح سے اور گردونواح نیز مزارعہ کو غلبے سے فتح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کر کے اس کا خمس حضرت عمر ؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔ تو آپ نے صحابہ رسول اللہ ؐ کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے المستشار موتمن کہ مشورہ کرنے والا بے خوف ہوتا ہے اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے نبی محمد ؐ کو مخاطب کیا ہے وشاورھم فی الامر یعنی ان سے کام میں مشورہ کرو۔ اس لیے میں آپ حضرات سے مشورہ کرتا ہوں کہ ہم اب آیا حلب اور اس کے قلعوں کا رخ کریں یا انطاکیہ اس کے بادشاہوں اور فوجوں کی طرف بڑھیں یا تیسری صورت یہ ہے کہ پیچھے کو لوٹ جائیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ایہا الامیر! ہم حلب اور انطاکیہ کس طرح جا سکتے ہیں حالانکہ شیرز، حمات، سلمیہ، حمص، اور جابیہ

---

[1] یعنی خون میں بھر رہا تھا۔ [2] بعض نسخہ میں عواصم کے بجائے حاضر ہے، حاضر بمعنی جنگل۔

[3] عواصم انطاکیہ کا ایک شہر ہے نیز اس جگہ دوسرا نسخہ یعنی حاضر معلوم ہوتا ہے۔

کے صلح ناموں کی معیاد عنقریب ختم ہونے والی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں نے اپنے اپنے قلعوں کو مضبوط شہروں کو سامان رسد سے محفوظ اور اپنی فوجوں کو کیل کانٹے سے لیس کر رکھا ہے۔ اگر ہم دوسری طرف بڑھ گئے تو ہمیں خوف ہے کہ جو ممالک ہمارے قبضہ میں ہیں انھیں یہ لوگ تاخت وتاراج کر کے نہ رکھ دیں۔ خصوصاً بعلبک والے کیونکہ وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سخت اور کثیر فوج کے مالک ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ان ہی ملکوں کی طرف رخ کریں اور انقضائے مدت کے بعد اعلان جنگ کر دیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کرا دیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اسی رائے کو مناسب سمجھا اور انہی شہروں کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں آ کر دیکھا تو واقعی ان لوگوں نے اپنے آپ کو سامان جنگ سے آراستہ اور رسد وغیرہ کے لیے گیہوں اور جو جمع کر رکھے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلے قصد حمص کی طرف تھا۔ یہاں آ کے دیکھا تو ان لوگوں نے سب سے زیادہ قلعہ بندی کر رکھی تھی اور اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط اور قوی بنا رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود شاہی گھرانے کا ایک جنرل مریس نامی جو نہایت سخت اور قوی تھا ایک جرار فوج کے ساتھ اس شہر کی اعانت کو روانہ کر دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حمص کا محاصرہ کرنے کے لیے فرمایا اور انھیں یہاں چھوڑ کر خود بعلبک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ جس وقت اس کے قریب پہنچے تو یہاں سوداگروں کا ایک بہت بڑا قافلہ جن کے پاس خچر نیز دوسرے چوپائے اور تجارتی مال تھا اور جو ساحل سے اتر کر بعلبک جا رہا تھا نظر پڑا۔ آپ نے اسے دیکھ کر دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں اور کیسا مجمع ہے؟ لوگوں نے کہا کچھ معلوم نہیں کہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کی خبر لانی چاہیے۔ چند سوار فوراً اس طرف گئے اور یہ خبر لائے کہ یہ ایک رومیوں کا قافلہ ہے جو مال ومتاع لیے جا رہا ہے۔

شداد بن عدی تنوخی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس قافلے کے پاس زیادہ تر [1] شکر تھی جو یہ سوداگر بعلبک والوں کے لیے لئے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعلبک ہمارے لیے دار الحرب ہے ہمارے ان کے مابین کوئی معاہدہ نہیں اس لئے یہ مال غنیمت کا مال ہے جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے ان سے لے لو۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے شداد بن عدی تنوخی سے روایت کی ہے کہ یہ سن کر ہم نے اس قافلے کو گھیر لیا۔ اس میں شکر۔ قند۔ پستے اور انجیروں کے چار سو بورے تھے وہ لے لیے اور اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان قافلے والوں کو قتل نہ کرو بلکہ فدیہ لے کر انھیں چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے سونا، چاندی، کپڑے اور جانور فدیہ میں لے لئے۔ شکر میں ہم نے گھی اور روغن زیتون ملا کر عصیدہ [2] اور فالوذج (فالودہ) تیار کیا۔ وہیں مسلمانوں نے آپس میں (بطور تفریح کے) نیزہ بازی کی اور رات بھر قافلہ کے گرد جمع رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بعلبک کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، قافلے کے کچھ آدمی چونکہ بھاگ گئے تھے انہوں نے اہل بعلبک کو قافلے کے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔

یہاں ہربیس نے جو ایک نہایت شجیع اور بہادر جنرل تھا مسلمانوں کے لشکر کی خبر سن کر تمام آدمیوں کو جمع کر کے مسلح ہونے کا حکم دیا اور اپنی فوج کو ساتھ لے کر قافلے کے چھڑانے کے ارادے سے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیے ہوئے یہیں آ رہے ہیں۔ ٹھیک دوپہر کے وقت راستہ میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا اور دونوں جمیعتوں کے آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ ہربیس کے ساتھ علاوہ ان دیہاتی اور بازاری لوگوں کے جنہوں نے اس کا ساتھ دیا تھا

---

[1] یہ سکر کا ترجمہ ہے اگر بضم سین وتشدید کاف ہے تو بمعنی شکر ہے اور یہی مناسب ہے اور اگر بفتحتین ہے تو یہ معنی نبیذ خرما ہ۔

[2] یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔

سات ہزار باقاعدہ فوج تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہراول نے جس وقت اسے دیکھا تو بلند آواز سے کہنا شروع کیا النفیر النفیر یعنی دشمن کی طرف چلو، دشمن کی طرف چلو۔ اسی وقت شہ سواران اسلام اس طرف دوڑے، بہادروں نے اقدام کیا نیزے سنبھالے، تلواریں سونتیں اور اس طرف متوجہ ہوگئے۔ ہربیس نے بھی فوجی قاعدہ کے مطابق صفیں مرتب کیں اور اپنے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑا کر دیا مگر اس کی فوج کے بعض افسروں نے اس سے دریافت کیا ان عربوں کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں ان کے ساتھ لڑوں گا تا کہ انھیں ہماری طرف آنکھ اٹھانے کی جرات اور ہمارے ملکوں کی طرف آنے کی ہمت ہی نہ بندھے اور وہ کسی وقت ادھر کا رخ ہی نہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا اب تک نہ دمشق والے ان کا کچھ کر سکے نہ اجنادین کی فوجیں کچھ بگاڑ سکیں اور نہ فلسطین کے لشکر ان کی تاب لا سکے۔ بہتر یہی ہے کہ تو ان سے خواہ مخواہ لڑائی مول نہ لے اور (چپک چپکا) پیچھے ہٹ چل کل جو والی قنسرین حاکم عمود یہ اور نصرانی عربوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے اور ان پر جو کچھ گزری ہے اس سے تو یا یہ اہل بعلبک بے خبر نہیں ہیں کہ اس گروہ نے ان تمام کے دانت کھٹے کر کے رکھ دیئے اور انھیں بادل نخواستہ ان کے مقابلہ سے بھاگنا ہی پڑا۔ مناسب یہی ہے کہ اس تکبر اور غرور کو علیحدہ رکھ کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر واپس شہر میں ہی چلا چل اور اپنی اس پہلوانی کے زعم میں مت آ۔

ہربیس نے کہا میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا کہ ان غریبوں اور فقیروں سے ڈر کر بھاگ جاؤں۔ نیز مجھے خبر ملی ہے کہ ان کی اکثر جمعیت ان کے سابق سردار خالد بن ولیدؓ کے ساتھ حمص میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے آدمی ہیں جنہیں حضرت مسیح (علیہ السلام) نے ہمارے لیے غنیمت کر کے بھیجا ہے۔ سردار یہ سن کر کہنے لگا میں اس معاملے میں آپ کی کبھی متابعت نہیں کر سکتا اور نہ اپنے ساتھیوں کو اس مکروفریب میں مبتلا کر کے انھیں ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ شہر کی طرف واپس ہوگیا جس وقت اس نے اپنے گھوڑے کی باگ شہر کی طرف موڑی تو بہت سے آدمی اس کے ساتھ شہر کو لوٹ گئے۔ ہربیس آمادہ جنگ ہوا اور لڑائی کے لیے مسلمانوں کی طرف بڑھنے لگا۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے لوگو! خداوند تعالیٰ ہمیشہ تم پر نظر عنایت رکھیں سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر جگہ تمہاری مدد ونصرت فرما کر تمہاری تائید کی ہے اور اسی لیے تم نے اس قوم کے اکثر لشکروں کو شکست وہزیمت دے کر پسپا کر دیا ہے۔ یہ شہر جو اس وقت تمہاری آماجگاہ بنا ہوا ہے ان شہروں کے درمیان میں واقع ہوا ہے جسے تم نے اپنے بل بوتے سے فتح کیا ہے۔ نیز اس شہر کے باشندے بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ خوش حال اور تعداد وقوت میں بہت زیادہ ہیں تم تکبر وغرور سے محترز رہو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کس دین سے لڑ رہے ہو؟ خدا کے دشمنوں سے دل کھول کر لڑو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین واسلام کی مدد کرو تا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت واعانت فرمائیں، بڑھو اور بڑھ کے دشمنوں کو لے لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں جو ہر طرح سے تمہاری مدد فرمائیں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ہلہ بول دیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمان بھی پل پڑے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ ہی کی عیش کی قسم! ہم نے گھوڑوں کو دوڑا کر حملہ کیا ہی تھا کہ رومی پہلے ہی حملے کی تاب نہ لا کر شہر کی طرف بھاگ پڑے۔ ہربیس کے ایک نہ دو اکٹھے ہی سات زخم آئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر پناہ کی طرف بھاگا۔ جس سردار نے اسے منع کیا تھا وہ ملا تو اس نے (بطور تمسخر) دریافت کیا کہ عربوں کی وہ غنیمت جو تو لوٹ کے لایا ہے وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا مسیح (علیہ السلام) تجھے غارت کریں، میرے ساتھ مذاق (مزاح) کرتا ہے، حالانکہ عربوں نے میرے آدمیوں کو مار ڈالا اور میرے اتنے زخم آئے ہیں۔ اس نے کہا کیا میں نے تجھے پہلے ہی منع نہیں کیا تھا اور کہا

تھا کہ تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کو برباد کر کے رہے گا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بعلبک کی طرف چلے۔ جس وقت آپ شہر کے قریب پہنچے تو شہر پناہ کا دروازہ بند پایا۔ لوگ دہشت زدہ تھے اور انہوں نے شہر کو مضبوط اور مصئون کر رکھا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ رومی پسپا ہو کر جس وقت شہر کو لوٹے تو اپنے تمام مویشیوں کو جمع کر کے شہر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور ٹڈی دل کی طرح شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے شہر کی یہ مضبوطی، دیواروں کی بلندی، شہر پناہ کی بندش، آدمیوں کی کثرت اور سردی کی شدت جو اس شہر میں ہمیشہ گرمی سردی کی فصلوں میں سردی ہی سردی رہا کرتی تھی دیکھ کر صائب اور صاحب الرائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کر کے مشورہ لیا کہ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ تمام نے یہی رائے دی کہ شہر کو محاصرہ میں رکھ کر انھیں رسد وغیرہ سے روک دیا جائے۔ اس صورت میں یہ خود ضیق میں پڑ جائیں گے۔ مگر حضرت معاذ بن جبلؓ کی رائے اس تجویز کے خلاف ہوئی۔ آپ نے کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ شہر میں اس قدر آدمی ہیں کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہے کہ شہر کی آبادی اتنے ازدحام کی متحمل نہیں ہوسکتی مگر باوجود ان کے اس قدر تعداد کے مجھے امید ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر مدد دیں گے اور اس شہر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرا دیں گے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں اور صالح شخصوں کو اپنی زمین کا وارث بنایا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۵)

''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔''

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کہا ابن جبل! تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ اہل شہر تنگی اور ضیق میں ہیں اور وہاں ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس میں کسی طرح نہیں سما سکتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا اے امیر المومنین! سب سے پہلے مسلمانوں کی فوج میں سے جس شخص نے گھوڑا دوڑا کر رومیوں کا مقابلہ کیا ہے وہ میں ہوں۔ میں جس وقت شہر کی چار دیواری اور سفید قلعہ (قلعہ البیھا) کے پاس پہنچا تو میں نے چاہا کہ میں ان کی اگلی صفوں میں جا ملوں تاکہ اس قوم اور ان کے شہر کے مابین حائل ہو جاؤں مگر (افسوس) میرے پاس کوئی مسلمان نہ پہنچ سکا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ رومی پانی کی رو (سیل) کی طرح شہر کے ہر دروازے سے گھسے چلے جارہے ہیں حتیٰ کہ شہر شہر والوں نیز دیہات کے لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ اس کے علاوہ ان کے جانور اور مویشی ان پر مستزاد ہیں۔ آدمیوں کی کثرت سے ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح سنائی دیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ! واقعی تم نے سچ کہا اور خوب مشورہ دیا۔ واللہ میں تمہاری ہی رائے کو پسند کرتا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ سے مدد ونصرت طلب کر کے توفیق کی درخواست کرتا ہوں۔

مسلمانوں نے ایک دوسرے کی حفاظت اور نگہبانی کرتے ہوئے یہ رات پوری کی۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے باشندگان بعلبک کے نام حسب ذیل خط لکھا:

باشندگان بعلبک کے نام حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف سردار لشکر اسلام وخلیفہ امیر المومنین ابوعبیدہ بن جراح عامل شام بطرف باشندگان بعلبک! امابعد! اللہ سبحانہ وتعالیٰ

ہی کے لیے حمد ہے اور انہی کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے مؤمنین بندوں کو کافروں کے لشکر پر غلبہ دے کر ان کے لیے شہروں کو فتح کر دیا اور گمراہوں اور فسادیوں کو ذلیل کر کے بھگا دیا۔ ہمارا یہ خط دراصل ایک معذرت نامہ ہے جو اس لیے روانہ کیا جاتا ہے کہ ہم تمہارے چھوٹوں اور بڑوں کو پہلے ہی سے اطلاع دے دیں۔ کیونکہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہمارے دین میں ظلم اور بے وفائی نہیں بتلائی گئی اور نہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں کہ غدر اور بے وفائی کر کے تمہارے ساتھ خواہ مخواہ لڑ پڑیں تاوقتیکہ تمہارا عندیہ اچھی طرح نہ معلوم کر لیں۔ لہٰذا اگر تم دیگر اہل شہر کی طرح صلح اور امان میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ہم تم سے مصالحت کر لیں گے اور اگر ہماری ذمہ داری میں آنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی ذمہ داری میں لے لیں گے اور اگر ان باتوں سے انکار ہے تو پھر ہمارا تمہارا فیصلہ حرب وقتال کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت شریفہ کو لکھا: "انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولی۔ یعنی تحقیق وحی کی گئی ہم پر اس امر کی کہ اس شخص پر عذاب ہے جس نے تکذیب کی اور پیٹھ پھیری۔" اس کا جواب جلد تحریر کیا جائے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ"۔

اسے ملفوف کر کے آپ نے ایک معاہدی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ باشندگان بعلبک سے اس کا جواب لے کر آئے۔ اس کے معاوضہ میں بیت المال سے بیس درہم عطا کیے جائیں گے۔ کیونکہ میں کسی سے بغیر بخشش دیئے کوئی کام نہیں لیتا۔ یہ معاہدی اس خط کو لے کر شہر پناہ کے پاس آیا اور ان کی زبان میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میں ان عربوں کا قاصد ہوں جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ انہوں نے ادھر سے ایک رسی لٹکا دی اور اس نے اس کو جس وقت اپنی کمر سے باندھ لیا تو رسی کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ رومی اسے ہربیس کے پاس لے گئے اس نے اسے سلام کر کے وہ خط پیش کیا۔ ہربیس نے اپنی فوج کے تمام سرداروں اور فن حرب کے ماہروں کو جمع کر کے سنانا شروع کیا۔

سفیان بن خرزجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت خرزجہ بن عوف بن مازن ؓ سے جو شام کی فتوحات میں برابر موجود رہے ہیں، دریافت کیا کہ جب وہ خط عربی زبان میں تھا تو ہربیس نے اسے کیونکر پڑھ لیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا! بات اصل یہ ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے ایک نصرانی شخص کو جس کا نام غالباً مرمس بن کورک یا شاید جرجس تھا واللہ اعلم بالصواب شام سے بلا کر اپنا کاتب مقرر کر لیا تھا کہ ہمیشہ اہل روم کے نام آپ اسی سے خط لکھوایا کرتے تھے۔

بہر حال ہربیس نے اپنی قوم کے سامنے اس خط کو پڑھ کر ان کا مشورہ طلب کیا اور رائے دریافت کی۔ اہل مشورہ میں سے ایک سردار نے کہا میری رائے میں ہمیں عربوں سے نہ لڑنا چاہیے کیونکہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اگر ہم نے ان سے مصالحت کر لی تو یاد رکھئے ارکہ، تدمر، حوران، بصری اور دمشق والوں کی طرح ہم بھی امن فراخی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے لگیں گے اور کسی طرح کا خوف باقی نہیں رہے گا۔ لیکن اگر ہم نے ان سے لڑائی مول لے لی اور جنگ کی آگ میں کود پڑے تو پھر ہمارے بہترین آدمی مارے جائیں گے، بچے غلام بنیں گے اور عورتیں قید ہو جائیں گی۔ اس لیے میں تو یہی کہتا ہوں کہ لڑائی سے صلح ہی بہتر ہے۔

ہربیس یہ سن کر کہنے لگا کہ مسیح (علیہ السلام) تجھ پر رحم نہ کریں، میں نے تیرے سے زیادہ بزدل نہیں دیکھا۔ مجھے تیرے اوپر سخت افسوس ہے بھلا تو نے کیا سوچ کر ہمیں کہہ دیا کہ ہم اپنے آپ کو ان اوباش عربوں کے سپرد کر دیں۔ خصوصاً جب کہ میں بذات خود ان کی زور آزمائی، جنگ اور میدان میں ان کا حرب وضرب دیکھ چکا ہوں۔ میں نے ان کے محض میمنہ پر حملہ کیا تھا اگر کبھی میسرہ پر کر دیتا تو انہیں بھگا کے چھوڑتا۔ اس نے کہا جی ہاں ان کا میسرہ اور قلب تو آپ سے بہت ڈر رہا تھا غرض اس تو تو میں میں کے بعد اہل بعلبک

دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فرقہ صلح چاہتا تھا اور ایک جنگ کا طالب تھا ہربیس نے وہ خط چاک کر کے معاہدی پر پھینک دیا اور اپنے غلاموں سے کہا کہ اسے شہر کے باہر اسی طرح پہنچا دو جس طرح یہ یہاں آیا تھا۔ چنانچہ رسی میں باندھ کر اسے لٹکا دیا گیا اور یہ وہاں سے چل کر مسلمانوں کے لشکر میں آملا۔ یہاں آ کے اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے تمام قصہ کہہ دیا اور یہ بھی کہا کہ قوم میں سے اکثر نے لڑائی کے خیال کو ترک کر دیا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا اب ان لوگوں پر سختی کرنی چاہیے۔ یہ یاد رکھو کہ یہ شہر تمہارے صوبوں اور شہروں کے درمیان واقع ہے۔ اگر یہ اسی طرح انہی لوگوں کے ماتحت رہا تو جن لوگوں نے تم سے صلح کر لی ہے ان کے لیے ایک وبال جان ہو جائے گا نیز نہ تم ادھر سے سفر کر سکتے ہو نہ کوئی دوسرا کام انجام پا سکتا ہے۔

یہ سن کر صحابہ کرام ؓ نے ہتھیار لگائے اور شہر پناہ کی طرف چل دیئے۔ اہل بعلبک بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور تیروں و پتھروں سے ان کی تواضع کرنے لگے۔ ہربیس کے واسطے ایک تخت قلعہ کے برجوں میں سے نحلہ کی طرف کے ایک برج کے پاس بچھایا گیا۔ اس کے زخموں پر ایک پٹی باندھی گئی۔ زرہ کے اوپر ہتھیار لگائے۔ سر پر جواہر کی ایک صلیب رکھی اور اس شان و شوکت کے ساتھ اس تخت پر بیٹھا کہ اس کے چاروں طرف قوم ازدارہ، اراجیہ اردحانیہ اور دیرجانیہ کے سردار جو زرہوں میں ملبوس اور اسلحہ سے مسلح اور جن کی گردنوں میں سونے اور جواہرات کی صلیبیں لٹکتی اور ہاتھوں میں تیر و کمان تھے کھڑے تھے۔

حضرت عامر بن وہاب یشکری[1] کہتے ہیں کہ جنگ بعلبک میں میں موجود تھا مسلمان شہر پناہ کو گھیرے کھڑے تھے، رومیوں کی طرف سے ان پر ٹڈی دل کے پھیلاؤ کی طرح تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ عرب کے بعض لوگ نہتے بھی تھے جن پر تیر آ آ کے پڑ رہے تھے۔ میں نے رومیوں کی ایک ایسی جماعت بھی دیکھی جو شہر پناہ کی دیواروں سے چڑیوں کی طرح خندق میں آ آ کے گر رہی تھی۔ میں ان گرنے والوں میں سے ایک شخص کی طرف تلوار لے کر لپکا تا کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں مگر اس نے مجھے دیکھتے ہی لفون لفون (امان امان) پکارنا شروع کیا۔ ہم اس لفظ کے معنی اب خوب سمجھ گئے تھے کہ یہ رومی لوگ لڑائی میں اس لفظ سے امان چاہتے ہیں۔ میں نے فوراً بد بخت! تجھے امان ہے مگر یہ بتلا کہ شہر پناہ سے تجھے ہماری طرف کس نے پھینک دیا؟ اس نے اس کا رومی زبان میں کچھ جواب دیا مگر میں اسے نہ سمجھ سکا اس لیے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے خیمہ کی طرف اسے کھینچ لایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے کہا حضرت! کسی ایسے آدمی کو بلایئے جو ان رومیوں کی زبان سمجھتا ہو۔ کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ قوم آپس میں ہی ایک دوسرے کو ہماری طرف پھینک رہی ہے۔ آپ نے اپنے مترجم (ترجمان) کو بلایا اور حکم دیا کہ اس سے گفتگو کرے اور یہ معلوم کرے کہ (وہ) ایک دوسرے کو کیوں پھینک رہے ہیں۔

چنانچہ مترجم نے دریافت کیا کہ کم بخت تمہیں امان دی جاتی ہے سچ سچ بیان کر کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا بات اصل یہ ہے کہ میں ایک دیہاتی شخص ہوں۔ ہم لوگوں نے جس وقت آپ کے متعلق یہ سنا کہ قنسرین سے وہ ادھر کا رخ کرنا چاہتے ہیں تو چونکہ ہم دیہاتیوں کے لیے سوائے شہر میں پناہ لینے کے کوئی اور دوسرا موقع ایسا نہیں ہے جہاں ہم پناہ گزین ہو جائیں اس لیے ہماری ایک بہت بڑی جماعت اس شہر میں چلی آئی۔ ہمیں اس کے متعلق ذرا علم نہ تھا کہ یہاں لشکر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ بھیڑ اور مجمع ہو رہا ہے۔ ہمارے پہنچتے ہی اس قدر ازدحام ہو گیا کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی گلی کوچے آدمیوں سے پٹ گئے۔ یہ دیکھ کر ہمارے کچھ آدمی شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور چونکہ کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہی تھی جہاں آدمی نہ ہوں اور ہم وہاں بسیرا کر لیں۔

---

[1] ایک نسخہ میں عامر بن قیس ہے۔

آخر ہم نے برجوں اور شہر پناہ ہی پر اپنا بستر لگالیا اور پر بیٹھ رہے۔ جس وقت آپ حضرات نے ان پر حملہ کیا اور اس حملے کا جواب انہوں نے دینا شروع کیا تو ہم ان کے پیروں میں آآ کے روندے جانے لگے۔ جب آپ کی طرف سے ان پر سخت حملہ ہوا اور ادھر سے تیر بھی جانے لگے تو ان لوگوں نے ہمیں دھکیل دھکیل کر آپ کی طرف پھینکنا شروع کر دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ مجدہ کی ذات والا صفات سے قوی امید ہے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری غنیمت لائیں گے۔

کہتے ہیں کہ لڑائی کے شعلے بھڑکنے لگے آسیہ حرب (لڑائی کی چکی) نے لوگوں کو پیسنا شروع کر دیا۔ چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ رومیوں نے شہر پناہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیر، پتھر اور منجنیق (ڈھلواسی) کی بارش اس قدر ہوئی کہ کوئی مسلمان شہر پناہ تک نہ پہنچ سکا۔

غیاث الدین بن عدی طائی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس پہلے روز کی جنگ میں ہمارے بارہ آدمی کام آئے۔ دشمن کی فوج بہت زیادہ قتل کر دی گئی اور جو لوگ فصیل سے گر گر کر مر گئے وہ علیحدہ رہے۔ آخر کار مسلمان اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹے۔ سردی کی شدت کی وجہ سے کسی شخص کو سوائے آگ جلانے اور تاپنے (سینکنے) کے کھانا کھانے یا پانی پینے تک کی فرصت نہیں ہوئی تھی۔ آخر تمام رات تاپتے تاپتے نمبروار پہرہ دیتے دیتے اور تہلیل و تکبیر کے ساتھ آواز لگاتے لگاتے صبح کی نماز کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص نے منادی[1] کی کہ میں ہر مسلمان کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ کوئی شخص تاوقتیکہ وہ گرم گرم اور تازہ تازہ کھانا تیار کر کے نہ کھائے لڑائی کے لیے نہ نکلے تاکہ بر سر میدان دشمنوں کے مقابلہ میں ضعف نہ محسوس ہو۔

ہم یہ سنتے ہی کھانا پکانے کے انتظام میں مشغول ہو گئے۔ اہل بعلبک ہمارے اس خلاف امید توقف کو ہماری عاجزی اور کمزوری پر محمول کر کے پیش دستی کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ہربیس نے رومیوں سے پکار کر کہا کہ خداوند مسیح علیہ السلام تم میں برکت عنایت کریں بڑھو اور انھیں آگے دھرلو۔ یہ سنتے ہی دروازے کھل گئے اور سوار اور پیادے ہر طرف سے ہماری طرف بڑھنے لگے۔ مسلمانوں میں سے بعض نے ابھی پکانے کا بندوبست کیا ہی تھا۔ بعض کلچے پکا رہے تھے۔ بعض پکا چکے تھے کہ ایک منادی نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا۔ اللہ کے شیر و! قبل اس کے کہ یہ قوم تم پر آپڑے اور حملہ بول دے۔ تم فوراً جہاد کے لیے تیار ہو جاؤ۔

حمران بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ[2] کہتے ہیں کہ میں نے روغن زیتون اور نمک سے سالن (ترکاری) تو پہلے بنا کر رکھ دیا تھا۔ کلچہ[3] ابھی پکا ہی رہا تھا کہ چلو چلو کی آواز کان میں آئی۔ میں نے جھٹ پٹ (فوراً) آگ میں سے کلچہ نکال کر بغیر چلو چلو کی آواز پر کان دھرے۔ کلچہ میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر روغن زیتون کے سالن میں لگا کے جلدی سے منہ میں رکھ ہی لیا اور فوراً اٹھ کر عجلت میں خیمہ کا ایک ستون ہاتھ میں اٹھا کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر رومیوں پر حملہ کر دیا۔ خدا کی قسم (جلدی اور گھبراہٹ میں) مجھے ہوش نہیں تھا اور نہ یہ خبر تھی کہ میں کیا کر رہا ہوں حتیٰ کہ میں رومیوں کے لشکر کے بیچ میں گھسا چلا گیا کیونکہ وہ بھی بغیر آندھی اندھیرا دیکھے بڑھے ہی چلے آرہے تھے۔ اب میری آنکھ کھلی تو میں نے اس خیمہ کی چوب سے رومیوں کے سروں کی تواضع کرنی شروع کی اور عمود (چوب خیمہ) مارتے مارتے سر توڑ کے رکھ دیئے حتیٰ کہ رومی بھاگ کھڑے ہوئے میں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو ان کے تمام سوار متفرق ہو رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنا نشان بلند کر رکھا تھا اور مسلمان اس کی طرف پروانہ وار دوڑ رہے تھے۔

---

[1] منادی عربی میں تو ندا کرنے والے کو کہتے ہیں مگر اردو میں منادی بفتح میم خود ندا کو کہتے ہیں۔ [2] ایک نسخہ میں ہمدان بن اسید حضرمی ہے۔ [3] کلچے وہ روٹیاں جو آگ میں دے کر بغیر توے کے تیار کیے جائیں۔

مشرکین ہمارے لشکر کے عین وسط میں تھے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے جوانان عرب! آؤ آج کا دن وہ دن ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن کوئی نہیں آئے گا، ہمتوں کو بلند کرو اور اس قوم کو آگے دھر لو۔ خوف، بزدلی اور ضعف کو علیحدہ رکھ دو۔ ایسا نہ ہو کہ مورخ کو تمہاری تاریخ لکھنا پڑے یا مشہور اور زبان زد عوام ہو جائے کہ بعلبک والے عربوں پر غالب آگئے اور ان کے اہل و عیال کو پکڑ لے گئے۔

مطرف بن عبداللہ تمیمی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس بعلبک کی لڑائی میں موجود تھا ہمارے قبیلے بنی تمیمی کے اکثر ادمی پیدل تھے۔ ایک پکارنے والے نے ہمیں پکار کر کہا یا تمیم! ہم نے اپنی جانوں کو سب سے آگے رومیوں کے مقابل میں پیش کر دیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے قبیلے کو بلانا شروع کیا۔ ہر قبیلہ اپنے سردار کی طرف دوڑا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رومیوں کا زور وشور اور مسلمانوں کا ان کے مقابلہ میں صبر اور استقلال دیکھ کر رومیوں کے سواروں پر حملہ بول دیا اور شجاعان عرب کے چند شہ سواروں کے ساتھ انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ کے ہمراہ منجملہ دیگر بہادروں کے حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، ربیعہ بن عامر، مالک اشتر نخعی، ضرار بن ازور اور ذوالکلاح الحمیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، خداوند تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عنایت کریں شامل تھے۔ انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر وہ وہ کام کیے جو لکڑی آگ میں کرتی ہے۔ یہ نہایت سخت جانبازی سے لڑے اور ایک نیک امتحان میں پار اتر گئے۔ آخر رومیوں نے ان حضرات کے مقابلے کی تاب نہ لا کر دوسری طرف رخ کیا۔ مسلمانوں کی حرم اور اولاد تو ان کے ہاتھ نہ لگی۔ البتہ مال اسباب، کپڑے غلہ اور کھانا لے کر شہر کی طرف پلٹے اور دروازوں کے قریب پہنچ کر شہر میں داخل ہوئے اور دروازے بند کر لئے۔ مسلمان یہ دیکھ کر اپنے خیموں کی طرف پلٹے۔ آگ روشن کی۔ شہیدان کو دفن کیا اور زخموں کی مرہم پٹی کرنے لگے۔ آج کی لڑائی میں جو جانبازان اسلام کام آئے وہ آٹھ آدمی اور سات غلام تھے۔ کچھ رات گزر جانے کے بعد سرداران لشکر اسلام اور امیران قبیلہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! آج جو اس قوم بدکردار کی وجہ سے ہمیں روز بد دیکھنا نصیب ہوا ہے وہ تو آپ ملاحظہ فرما چکے، اب جناب نے خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کریں۔ اس کے تدارک کی کیا تجویز اور آئندہ کے لیے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اوپر ایک فتنہ تھا، جو ہو گزرا۔ اللہ جل جلالہ نے ان لوگوں کے جو شہید ہو گئے مراتب بلند کیے ہیں۔ کل چونکہ تم سے نکل کر پھر یہ قوم لڑے گی اس لیے میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے خیموں، خرگاہوں اور جماعتوں کو لے کر شہر سے ایک میل پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ گھوڑے دوڑانے اور اپنے حریموں کی نگہداشت کرنے کا موقع مل سکے۔ باقی مدد و نصرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے سعید بن زیدہ بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک نشان مرحمت کیا اور ان کو پانچ سو سواروں اور تین سو پیدل پر سردار مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ وہ میدان میں جا کر باب جبلی پر اپنی خدمات انجام دیں اور اس بات کی نگہداشت رکھیں کہ کہیں مسلمان متفرق، منتشر اور پراگندہ نہ ہو جائیں۔ رومیوں کو حتی المقدور مسلمانوں سے علیحدہ اور باز رکھیں اور مسلمانوں کی برابر حفاظت کرتے رہیں۔ انہوں نے سر تسلیم خم کر کے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر طرح کوشش کروں گا باقی طاقت و قوت اللہ توانا و برتر کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے کر ان کی ماتحتی میں تین سو سوار اور دو سو پیدل دیئے اور فرمایا کہ ضرار باب شام پر چلے جاؤ اور بنی اصفر کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھلاؤ۔ انہوں نے بھی آپ کے حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور روانہ ہو گئے۔

بعلبک کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری

صبح سویرے نور کے تڑکے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اندھیرے اندھیرے مسلمانوں کو نماز پڑھائی آفتاب نے نیلے نیلے گنبد سے سر نکال کر جھانکنا شروع کیا تو رومیوں نے شہر کے دروازوں میں سے بڑا دروازہ جس پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ پڑے ہوئے تھے کھولا۔ لوگ باہر نکلنے شروع ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی۔ آپ شہر سے نکلنے والوں کی کثرت دیکھ رہے تھے اور لڑائی کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے جاتے تھے۔ رومی اپنے سردار ہربیس کے گرد آ آ کے جمع ہو رہے تھے اور وہ ان سے کہہ رہا تھا یا معاشر النصرانیہ! دین نصرانیہ کے ان علمبرداروں نے جو تم سے پہلے تھے دراصل ان عربوں کی لڑائی میں بزدلی سے کام لیا تھا البتہ تم نے اب اپنی جانوں کو مسیح (علیہ السلام) کے لئے وقف کر دیا ہے۔ تم ہی اصل میں دین مسیح کی نگہبانی کرنے اور صحیح معنی میں اہل وعیال اور وطن کی حفاظت کرنے والے ہو۔ یہ سن کر اس کے بڑے بڑے سردار کہنے لگے کہ آپ اطمینان رکھیں۔ ہم جب تک ان عربوں سے نہیں لڑے تھے اور ان کے بازوں کو نہیں آزمایا تھا اس وقت تک ان سے ڈرتے رہے۔ اب ان کی حقیقت اور ان کی بہادریوں کا راز ہم پر منکشف ہو گیا ہے اور جتنے یہ بہادر ہیں ہمیں سب معلوم ہو گیا ہے۔ لڑائی کے وقت یہ ہم سے زیادہ صابر اور سخت نہیں ہیں۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے چیتھڑے کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ بعض کے پاس تو خیر دباغت کے چمڑے کی پوستین ہے۔ بعض کچے چمڑے کا ہی استر پہن رہے ہیں جس سے ان کی محتاجگی کے بسترے اور ذلت کے ابرون (لحافوں، رضائیوں) کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جوشن، خوبصورت زرہیں اور بہترین خود موجود ہیں۔ علاوہ اس کے ہم جان بازی کے ساتھ لڑتے اور جان پر کھیل کے میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھلاتے ہیں اور ہم سب نے مسیح (علیہ السلام) پر جانیں قربان کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب رومیوں کی اس قدر کثرت دیکھی تو بلند آواز سے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کے فرمانے لگے یا معاشر المسلمین! ہمت نہ ہار بیٹھنا ورنہ ہوا اکھڑ جائے گی۔ تمہاری ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور یہ تمام جگہ مشہور ہو جائے گا کہ اہل بعلبک نے عربوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ ہر بات میں صبر کرو اللہ تعالیٰ صابروں کی ساتھ ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا امیر المومنین! آپ مطمئن رہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جانیں لڑا دیں گے اور جہاں تک ہو گا کوششیں صرف کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ پہلے دن کی جنگ دیکھ کے رومیوں کے حوصلے بہ نسبت مسلمانوں کے بلند ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک سخت حملہ شروع کر دیا۔

حضرت سہیل بن صباح عیسیؓ کہتے ہیں کہ بعلبک کی لڑائی میں میں بھی موجود تھا۔ دوسرے دن بہت زیادہ مضبوطی اور دلاوری کے ساتھ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ تیار ہو کر نکلے۔ میں اس روز زخمی تھا۔ میرے داہنے بازو میں ضرب آ گئی تھی جس کی وجہ سے میں ہاتھ کو حرکت نہیں دے سکتا تھا اور نہ کسی طرح تلوار کو اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر کوئی بددین تلوار لئے تیری طرف بڑھا تو تو کسی طرح اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سوچ کر میں پاپیادہ ہوا اور گھوڑے سے اتر کر اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کے پہاڑ کی ایک بلندی پر چڑھ گیا یہاں چونکہ میں دونوں لشکروں سے اونچا بیٹھا ہوا تھا اس لئے لڑائی کا منظر بالکل سامنے تھا۔ رومی بڑھ بڑھ کر عربوں پر حملے کر رہے تھے۔ مسلمان چلا رہے تھے النصر النصر (مدد مدد) حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مدد و نصرت کا وعدہ فرماتے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے قبیلے اور گروہ اپنی اپنی بڑائی اور فخر بیان کر رہے تھے۔ میں پہاڑ پر ایک پتھر

کے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ تلواریں خود اور ڈھالوں پر چھنا چھن پڑ رہی تھیں۔ شمشیر کی ہر ضرب سے چنگاریاں (پتنگے) اڑ اڑ کے آگ جھڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے مل گئے تھے اور ایک گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔

میں نے یہ سماں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ مسلمانوں کے سردار کے ساتھ جب اس طرح رن پڑ رہا ہے اور وہ ایک ایسی جنگ میں گھرا ہوا ہے تو سعید بن زید اور ضرار بن ازورؓ کا ان بند دروازوں پر رہنا چنداں فائدہ بخش نہیں ہو سکتا۔ ارض شام میں ہمارے یہ اصول مقرر تھے کہ اگر ہم کسی وقت آپس میں اکھٹے اور جمع ہونا چاہتے تھے تو رات کو آگ اور دن کو دھواں کیا کرتے تھے اس لئے میں فوراً درختوں کے پاس جا کے لکڑی توڑ توڑ کر جمع کرنے لگا اور ایک دوسرے پر لکڑی رکھ کے چقماق سے آگ لی اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں میں میں پہلے آگ لگا کہ پھر سوکی لکڑی پر ہری (سبز) لکڑی رکھ دی جس کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دھواں اس قدر بلند ہوا کہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ حتیٰ کہ حضرت سعید بن زید ان کے ساتھیوں نیز حضرت ضرار بن ازور اور ان کے ہمراہیوں نے بھی اسے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی ایک نے دوسرے کو پکارنا شروع کیا کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جلدی چلو اور اپنے سردار کی خبر لو۔ یہ دھواں بغیر کسی بڑی علت اور مہتم بالشان کام کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم سب گھوڑے کو دا کو دا کر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

چنانچہ یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کے اس وقت پہنچے جب لڑائی اپنے پورے شباب پر تھی، تلواریں چمک رہی تھیں سر کٹ کٹ کر گر رہے تھی۔ باوجود سردی کی شدت کے لوگ پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے، مسلمانوں پر عرصہ میدان تنگ ہو رہا تھا، استقلال کا دامن قریب تھا کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے آفتاب خوب بلند ہو گیا تھا ہر طرف گھبراہٹ اور بے چینی پھیل رہی تھی، کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ شمشیر بر آن بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی۔ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ہر شخص اپنے مقابل کے مقابلہ میں استقلال دکھا رہا تھا کہ مشرکین پر بلا کے آثار نمودار ہوئے اور ہاتف غیب نے زور سے ایک آواز لگائی:

یاحملة القرآن جاء کم النصر من الرحمن ونصرتم علی عبدة الصلبان [1]

''اے حاملان قرآن! تمہارے پاس رحمٰن کی طرف سے مدد آ گئی اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کی گئی۔''

حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن ازورؓ اپنے سواروں کو آگے آگے نیزے تانے تلواریں میان سے نکالے گھوڑوں کو سرپٹ ڈالے جب کہ رومیوں کو اپنی فتح کا یقین ہو چکا تھا ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پرچم ہوا میں لہرائے موحدوں کے لشکر فوجی نشان میدان کارزار میں اڑانے لگے تو انہیں ان آنے والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑا۔ اب ان کی آنکھ کھلی کہ غنیم ہمارے اور ہماری عورتوں بچوں اور اولاد کے مابین حائل ہو گیا۔ بجائے فتح کے نعروں کے آہ و واویلا کی آوازیں بلند ہوئیں اور خدا کے دشمنوں کے دل میں یہ یقین ہو گیا کہ مسلمان کو کمک پہنچ گئی اور ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ مکر و فریب کیا۔ ان کے سردار نے ان کی جب یہ سستی دیکھی تو انہیں ایک ڈانٹ پلا کے کہنے لگا کم بختو! شہر کی طرف نہ لوٹو اور میدان سے پیٹھ دے کر گھروں کی طرف نہ بھاگو، مسلمانوں کا لشکر تمہارے اور شہر کے مابین حائل ہو گیا ہے، یہ بھی عربوں کی ایک فطرت اور چالاکی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ رومی یہ سنتے ہی ایک دوسرے کی مدد کرتے تمام کے تمام اپنے سردار کے گرد جمع ہو گئے اور یہ انہیں لے کر بائیں سمت ایک پہاڑ کی طرف چلا۔

[1] ایک نسخہ میں یہ الفاظ ہیں خزل الکافر فہو نصر الخائف یعنی کافر پریشان ہوئے اور ڈرنے والوں کی مدد کی گئی۔

حضرت سعید بن زید اور ضرار بن ازورؓ اپنے اپنے دستوں کو لئے ہوئے شہر پناہ کی دائیں جانب سے چونکہ آ رہے تھے اس لئے حملہ کرتے ہوئے ان کے پیچھے ہوئے اور تعاقب کرتے کرتے رومی جس پہاڑ کی کھوہ میں جو ایک نہایت محفوظ جگہ تھی پناہ لینا چاہتے تھے اس پہاڑ تک پہنچ گئے۔ رومی جس وقت اس کھوہ یا حصار میں پناہ گزین ہو گئے تو چونکہ ان کا تعاقب کرنے والے حضرت سعید بن زیدؓ تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے پانچ سو سواروں کے دستہ کے ساتھ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

ادھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جس وقت رومیوں کو ہزیمت کھا کر بھاگتے اور اپنی جانوں کو بچا کے پہاڑ کی طرف لے جاتے دیکھا تو آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے فرمایا معاشر المسلمین! خبردار کوئی شخص ان کا تعاقب نہ کرے اور اپنی فوج سے کوئی سپاہی متفرق اور جدا نہ ہو، ممکن ہے کہ رومیوں نے دانستہ ہزیمت کھا کر تمہارے فریب دینے کے واسطے فرار اختیار کیا ہو کہ جس وقت تمہاری جماعت کا شیرازہ بکھر جائے اور تمہاری جمعیت متفرق و منتشت ہو جائے تو پھر اچانک لوٹ کر تم پر حملہ کر کے ایک ایک شخص کو جام شہادت پلا دیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے چونکہ آپ کی یہ آواز نہیں سنی تھی اگر سن لیتے تو کبھی تعاقب نہ کرتے اس لئے یہ برابر بڑھتے چلے گئے اور انہیں یہ یقین رہا تھا کہ تمام مسلمان میرے ساتھ اسی طرح بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ دشمن جس وقت کھوہ (پہاڑ کی گھاٹی) میں پناہ گزین ہو گیا تو حضرت سعید بن زیدؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اب اللہ جل جلالہ، نے اس گروہ کے قلع قمع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جس وقت تک تمام مسلمان یہاں تک نہ پہنچ جائیں اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان کے متعلق کوئی حکم صادر نہ فرمائیں۔ اس وقت تک ان کو اسی طرح چاروں طرف سے گھیرے رہو اور اس طریقہ سے محاصرہ رکھو کہ کوئی شخص بچ کر نہ نکل سکے۔

اس کے بعد آپ نے ایک معزز مسلمان کے ہاتھ میں اپنی خدمت سپرد کی اور کہا آپ اس وقت تک میری قائم مقامی کریں جب تک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے متعلق ان کا عندیہ اور رائے معلوم کر کے نہ آ سکوں۔ آپ نے اپنے ساتھ بیس سواروں کا ایک دستہ لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سعید! مسلمان کیا ہوئے؟ تم نے اپنے ساتھیوں کو کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا حضور! مبارک ہو انہوں نے دشمن کا محاصرہ کر رکھا ہے اور سب بخیر و عافیت زندہ و سلامت ہیں۔ اس کے بعد تمام قصہ بیان کیا اور عرض کی آپ کا جب کوئی سپاہی میرے پاس نہ پہنچ سکا تو میں خود جناب کا حکم لینے کے لئے اور مسلمانوں کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے واسطے خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے کہا خدائے منعم کا لاکھ لاکھ شکر ہے جنہوں نے انہیں ان کے گھروں سے ہزیمت دے کے بھگا دیا اور ان کی جگہ سے ان کے پیر اکھاڑ دئے۔

اس کے بعد حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن ازورؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خداوند تمہیں جزائے خیر عنایت کریں میں نے تو تمہیں شہر کے دروازوں پر متعین کر کے یہ حکم دیا تھا کہ ادھر سے رومی نہ آنے پائیں۔ پھر تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے یہ کیسے جرات کی کہ فوراً اس طرف چلے آئے اور تمہیں کس نے اتنی ہمت دلائی کہ میری مخالفت کر بیٹھے۔ تم دونوں نے میرے اور میرے ساتھیوں کے دلوں کو بیدار کر دیا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ تمہارے تمام ساتھی شہید ہو گئے اور رومیوں نے تمہیں ہزیمت دیدی۔ اسی واسطے میں نے اپنی فوج کو منع کر دیا تھا کہ وہ مفرورین کا تعاقب نہ کریں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے عرض کیا ایہا الامیر! واللہ میں نے آپ کے کسی حکم کی (دانستہ) نافرمانی آپ کے کسی قول کی مخالفت نہیں کی جس طرح جناب نے حکم دیا تھا ہم اسی طریقہ اور سمجھ پر قائم تھے اور اسی مقام پر جہاں اور جس جگہ کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑے ہوئے تھے کہ اچانک ہمیں ایک

دھواں اٹھتا دکھلائی دیا جو بڑھتا بڑھتا بہت اونچا ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے دیکھ کر آپس میں یہ کہا کہ یا تو یہ رومیوں کے اہم ترین اور سخت کاموں میں سے کوئی کام ہے اور یا مسلمانوں نے ہمارے بلانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کی طرف آنے میں جلدی کی اور چلے آئے اور جو کام یہاں آ کے کیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ محاصرہ کر لینے کے بعد ہمیں خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم یہیں ٹھہرے رہے تو مبادا کہ کہیں جناب کی رائے کے خلاف ہو یا ہمارا کوئی کام حکم عدولی کے مترادف سمجھا جائے اس لئے یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ نے فرمایا اللہ اکبر وما توفیقی الا باللہ۔ خدا کی قسم! جس وقت رومی ہمارے لشکر پر آ پڑے تھے اور انہوں نے حملہ کر دیا تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ کاش! کوئی سعید اور ضرار کو پکار کر کہہ دیتا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آ جائیں یا پہاڑ پر چڑھ کر کوئی دھواں ہی کر دیتا کہ وہ اسے دیکھ کر یہاں آ جائے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے کہا واللہ یا امیر المومنین! میں نے پہاڑ پر ایک آگ روشن دیکھی جس کا دھواں آسمان کے کناروں تک پہنچ رہا تھا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر بلند آواز سے فرمایا معاشر المسلمین تم میں سے کون شخص ہے جس نے پہاڑ پر آگ جلائی تھی یا دھواں کیا تھا؟

سہیل بن صباحؓ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آواز سنی تو میں فوراً لبیک کہہ کے حاضر خدمت ہو گیا۔ کیونکہ میں رومیوں کی ہزیمت کے بعد پھر لشکر میں ہی آ ملا تھا۔ میں جس وقت جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہؐ کی صداقت کی قسم دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کام میں نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی؟ میں نے وہ تمام قصہ آپ کے سامنے بیان کر دیا آپ نے فرمایا تمہیں اللہ جل جلالہ نے جنت کی توفیق عنایت فرما دی تھی۔ آئندہ سے اپنے سردار کے حکم کے بغیر کسی نئے کام کے کرنے سے محترز رہنا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سہیل بن صباح سے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ دفعتہً ایک شخص پہاڑ سے اتر کر چلانے لگا چلو چلو اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر لو انہیں رومیوں نے گھیر لیا ہے اور وہ نہایت ضیق اور سختی میں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ہربیس ملعون نے جب مسلمانوں کی تعداد کم دیکھی تو اپنی قوم کو مخاطب کر کے چلانے لگا مسیح کے پرستارو! دوڑو دوڑو اور اس چھوٹی سی جماعت کو جو تمہیں گھیرے ہوئے ہے لے لو اور قتل کر دو پھر خوشی سے شہر میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم نے انہیں تلوار کے گھاٹ اتار دیا تو عربوں کی تعداد کم پڑ جائے گی اور یہ تمہارے شہر کا محاصرہ چھوڑ کے بھاگ جائیں گے۔

مصعب بن عدی تنوخیؓ کہتے ہیں کہ جنگ بعلبک میں میں حضرت سعید بن زیدؓ کی جمعیت میں شامل تھا ہم نے ہربیس اور اس کے ساتھیوں کو اس حصار میں پانچ سو سواروں کے ساتھ محاصرہ میں لے رکھا تھا ہمیں رومیوں کی کسی بات کا علم اس وقت تک نہیں ہوا جب تک وہ چاروں طرف سے دوڑ دوڑ کر ہم پر نہ گرنے لگے۔ ہم نے ایک دوسرے کو پکارنا شروع کیا اور ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ خدا کی قسم! میں شام کی اکثر لڑائیوں میں شامل رہا ہوں۔ مگر میں نے ان لوگوں سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا جو بعلبک کے سردار کے ساتھ جمع تھے یہ لوگ نہایت ثابت قدم اور تمام رومیوں سے زیادہ لوہے کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑنے والے تھے۔ واللہ انہوں نے دفعتہً ہم پر ہجوم کر دیا اور ہماری طرف بڑھے چلے آئے حتیٰ کہ بجائے اس کے کہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا الٹا انہوں نے ہمیں گھیر لیا۔ ہمارا اس دن کا شعار اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنے کی یہ علامت تھی کہ الصبر یعقبہ الظفر یعنی صبر کے بعد ہی فتح ہوتی ہے۔ ہم نہایت بے جگری سے مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ حرب ہمیں نہایت کرب و بلا معلوم ہو رہی تھی کہ ہم نے اچانک ایک بلند آواز جو پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھی سنی، ایک کہنے والا کہہ رہا تھا اور ایک منادی کی زور زور سے ندا کر رہا تھا: اما من رجل یھب

نفسہ للہ تعالیٰ ولرسولہ و یستنصر المومنین فانہم بالقرب منا ولا یعلمون ما نزل بنا۔ یعنی کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور ان کے نبی برحق محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے اپنی جان ہبہ کر کے مسلمانوں سے ادھر چلنے کے لئے کہہ دے کہ وہ ہم سے حالانکہ یہیں قریب ہیں مگر انہیں خبر نہیں کہ ہم پر کیا بلا نازل ہو رہی ہے۔''

میرے پاس اس وقت ایک نہایت صبا رفتار گھوڑا تھا جو بجلی کی طرح ادھر سے ادھر کوند کر جا پڑتا تھا۔ یہ آواز سن کر میں نے گرم کرنے کے لئے اسے ہنٹر کا ایک ہاتھ رسید کیا۔ ہاتھ کا کھانا تھا کہ گھوڑا ہوا ہو گیا اور باوجود اس کے کہ میں نے رومیوں کے دو تین آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا کوئی رومی میرے گھوڑے کے گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ گھوڑے کا اس وقت یہ حال تھا کہ پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں کودتا پھاندتا بجلی کی طرح میری رانوں سے نکلا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ یہ ہوا کو چیرتا پھاڑتا مسلمانوں کے لشکر تک اسی طرح چلا گیا۔ میں نے قریب پہنچ کے مسلمانوں کو پکار پکار کر کہنا شروع کیا چلو چلو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے میری آواز سن کر تیر اندازوں کو پکارا۔ عربی کمان لئے ہوئے آپ کے پاس سو[1] تیر انداز جمع ہو گئے۔ آپ نے انہیں حضرت سعید بن زید ؓ کے سپرد کر کے فرمایا کہ قبل اس کے کہ دشمن تمہارے ساتھیوں پر دراز دستی کرے ان میں فوراً جا ملو۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کو آواز دی اور فرمایا کہ تم اپنے بھائی سعید کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ یہ بھی پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت مسلمان یہاں پہنچے ہیں اس وقت رومیوں نے صحابہ رسول اللہ ؐ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

ابوزبید بن ورقہ بن عامر زبیدیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی ان پہاڑ والے مسلمانوں میں شامل تھا، رومیوں نے ہر طرف سے ہمیں گھیر رکھا تھا ہم بھی نہایت استقلال کے ساتھ ان کے مقابلے میں ڈٹ رہے تھے اور بڑے بڑے بہادروں کی طرح جان توڑ حملوں کو برداشت کر رہے تھے۔ ہمارے ستر آدمی زخمی اور شہید ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ رومی بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ غرض ہمارے لئے یہ وقت نہایت کٹھن اور یہ لڑائی سخت جان گزار ہو رہی تھی کہ ہم نے تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنیں اور النفیر النفیر کے فلک بوس نعرے ہمارے کانوں میں آنے لگے۔ حتیٰ کہ اسلام کے لہراتے ہوئے پرچم جس وقت ہماری نظروں کے سامنے اڑنے لگے تو رومی دم دبا دبا کے اسی پہاڑ کی کھوہ میں پھر بڑھنے لگے۔ ہم ہلہ کر کے ان کے تعاقب میں ہوئے اور ان کی پچھلی صفوں کے آدمیوں کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ اکثر تو مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ آخر یہ پٹتے پٹاتے حصار میں گھس گئے اور اس طرح انہوں نے پھر اپنی جان کو بچا لیا۔ ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اب ان کی اتنی بھی مجال نہیں تھی کہ ہمارے تیر کے خوف سے سر ابھار کر ہی دیکھ لیں۔

جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو خبر پہنچی کے اتنے مسلمان شہید ہوئے اور اتنے مشرک تہ تیغ کر دیئے گئے رومی قوم پھر اس حصار میں محصور کر لی گئی جس کے پاس نہ کھانے کو کھانا اور نہ پینے کو پانی تو آپ نے سن کر معبود برحق کا شکریہ ادا کیا اور کہا تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہی ہیں جنہوں نے انہیں متفرق کرنے کے بعد پھر ایک جگہ مجتمع کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت شریفہ کو تلاوت کیا:

﴿وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ۝﴾

''اور پردہ ڈالا گیا ان کے اور ان کے اسی چیز کے درمیان میں جسے وہ چاہتے تھے جیسا کہ کیا گیا تھا ان کے پہلوں کے ساتھ اور وہ تھے اضطراب میں ڈالنے والے شک میں''۔ (السباء:۵۲)

[1] ایک نسخہ میں پانچ سو ہیں۔

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا معاشر الناس! اب تم اپنے اموال واولاد کے پاس جا کے شہر کے گردا گرد اپنے خیمہ کھڑے کر دو۔ اللہ جل جلالہ نے اب تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝﴾ (محمد: ١١)

''یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ جل جلالہ، ان لوگوں کے مددگار ومعاون ہیں جو ایمان لائے ہیں اور کافروں کا کوئی معاون و مددگار نہیں''۔

مسلمان یہ سن کر جہاں پہلے ٹھہرے ہوئے تھے آئے خیموں کو نصب کیا۔ دشمن کی خبر لانے کے لئے لشکر [1] طلایہ (مقدمۃ الجیش ہراول لین ڈوری) مقرر کیا۔ چراگاہ کی طرف گھوڑے اور اونٹ روانہ کئے۔ غلاموں کو جنگل سے لکڑی لانے کے لئے کہا۔ آگ لشکر میں ہر جگہ روشن کی۔ خوف ودہشت کافور ہو گیا اور اس کی جگہ اطمینان اور سکون نے لے لی۔ اہل بعلبک نے شہر پناہ پر چڑھ کر آہ واویلا منہ نوچنا اور اپنی زبان میں چیخنا چلانا شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے فوری دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا ایہا الامیر! اپنی سختی' ملک کی تباہی، گھر بار کی ویرانی اپنے لوگوں کی موت اور ہلاکت کو یاد کر کے کہ جیسے یہاں اہل عرب آئے ہیں ہم پر یہ آفتیں آرہی ہیں بین کر کر کے رو رہے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت شام ہونے کے قریب ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ ذرا ہوشیاری سے کام کرنا۔ اپنے مسلمان ہمراہیوں کی احتیاط رکھنا اور تمہیں باری تعالیٰ جل مجدہ جزائے خیر عنایت فرمائیں اس بات کی کوشش رکھنا کہ رومیوں کا کوئی آدمی تمہارے ہاتھ سے نہ نکل جائے اور نہ ان محصورین کے لئے میدان میں اتنی وسعت رکھنا کہ کوئی ان میں سے نکل کر چل دے اور پھر آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے اسی طرح چلتے رہیں۔ حتیٰ کہ تمہاری وہی مثل ہو جائے کہ کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز آ گئی تھی اور وہ اس نے ضائع کر دی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت ایلچی یہ پیغام لے کر پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو محصورین کی حفاظت کرنے میں زیادہ تاکید کر دی اور یہ حکم دے دیا کہ لکڑی لینے کے لئے سو آدمیوں سے زیادہ نہ جائیں اور وہ بھی مسلح ہو کر زیادہ دور بھی جانے کی ضرورت نہیں کہیں قریب ہی سے لکڑی لے کر چلے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ محافظوں نے آگ روشن کر کے تکبیر اور تہلیل کے نعروں کے ساتھ محصورین کے چاروں طرف گھوم گھوم کے رات گزارنی شروع کی۔

ہربیس نے مسلمانوں کا جب یہ انتظام دیکھا تو وہ اپنے چند آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ افسوس کہ ہم نے بری تدبیر سوچی تھی۔ ہماری رائے نے دراصل غلطی کی ہمارا اس وقت نہ کوئی یار ہے نہ مددگار، عربوں نے ہمیں ایک تنگ مقام میں قید کر لیا ہے جہاں دانہ ہے نہ پانی۔ اگر ہم ایک دو روز اسی طرح یہاں محبوس رہے تو ہماری قوتیں بالکل ضعف پڑ جائیں گی۔ کمزور لوگ بھوکے مر جائیں گے اور گھوڑے علیحدہ دم توڑ دیں گے اور اگر ہم نے ہتھیار ڈال کے اپنے آپ کو جا کر ان کے سپرد کر دیا تو اول سے آخر تک تمام آدمی موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔ یہ سن کر اس کی فوج کے سپہ سالار کہنے لگے تو پھر آپ اب کیا رائے ہے؟

ہمیں کیا کرنا چاہئے اس نے کہا میرے خیال میں عربوں کے ساتھ مکر وفریب سے کام لینا چاہئے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ میں ان سے صلح کی درخواست کر کے ان کے حسب منشاء ان سے صلح کر لوں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دو کہ میں تمہارے لئے شہر کو کھلوا دوں گا۔ اس طرح جس وقت ہم ان کی ذمہ داری میں آ کر شہر میں داخل ہو جائیں گے تو پھر شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر لڑنے

[1] طلایہ لشکر کا وہ حصہ جو دشمن کی خبر لائے۔ طلیعہ بھی لشکر کو کہتے ہیں۔

لگیں گے اور اگر ممکن ہوا تو والی جوسیہ اور حاکم [1] عین البحر کے پاس اپنا ایلچی بھیج کر ان سے استعانت کی درخواست کریں گے۔ شاید اس وقت وہ دونوں ہماری مدد کو آ جائیں اور وہ شہر سے باہر اور ہم شہر پناہ کے اوپر سے عربوں کا ناطقہ بند کر دیں اور اس لڑائی میں مسیح (علیہ السلام) یقیناً ہمیں کافی ہوں گے''۔

انہوں نے کہا سردار! یہ تمام باتیں خیالی پلاؤ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ آپ یاد رکھیں کہ والی جوسیہ قیامت تک ہماری مدد کو نہیں آ سکتا وہ خود اسی مصیبت میں گرفتار اور اپنے گھربار کی فکر میں مبتلا ہے۔ ہماری طرح وہ خود محصور ہو چکا ہے۔ عرب جب تک ہماری طرف نہیں آئے تھے ہم نے سنا ہے کہ انہوں نے جوسیہ والوں سے مصالحت کر لی تھی۔ نیز نہ ان میں اتنی طاقت وقوت ہے کہ وہ عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔ رہا حاکم عین البحر سو وہ محض مذہبی آدمی ہے اور وہ بھی زاہد خشک جس کے پاس فوج ہے نہ فرا۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ لڑائی کی جرات تک نہیں۔ عین البحر والے تجارت پیشہ لوگ ہیں جو اپنی تجارت کی وجہ سے شام کی تمام حدود میں پھیلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے غالب گمان ہے کہ عربوں کے ساتھ ان کی بھی ضرور مصالحت ہوگی۔ ایسی صورت میں تجھے اپنی رائے سے وہ کام کرنا چاہئے جس میں اپنی، ہماری نیز تمام رعایا کی بہبود مضمر ہو اور مفاد عامہ کے وہ کسی طرح مخالف نہ پڑے۔

ہربیس یہ سن کر اپنے سرداروں کا مطلب تاڑ گیا اور چپ رہا۔ صبح ہوئی تو اس گھاٹی یا حصار کی دیوار پر بیٹھ کے بلند آواز سے کہنے لگا یا معاشر العرب! کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو میری بات سمجھتا ہو، میں سردار ہربیس ہوں حضرت سعید بن زید کے رسالہ میں جو ترجمان تھا یہ سن کر حضرت سعید بن زیدؓ کے پاس دوڑتا ہوا گیا اور عرض کیا حضور! ہربیس اپنی قوم کا سردار جناب سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کے پاس جا کے دریافت کرو کہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ ترجمان نے جا کے دریافت کیا۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سردار مجھے اپنے تیراندازوں سے امان دے دیں اور میرے پاس آ کر تھوڑی سے دیر تشریف رکھیں تا کہ میں ان سے ایک ایسے امر کے متعلق گفتگو کر سکوں جس میں فریقین کے اندر پھر امن وامان کا دور عود کر آئے۔ ترجمان نے آپ سے آ کر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ کوئی بزرگ نہیں ہے کہ میں اس کی زیارت کے لئے جاؤں۔ اگر اسے کچھ کام ہے تو وہ خود ذلیل بن کے ناک رگڑتا ہوا میرے پاس آئے تا کہ میں اس کی بات سن سکوں۔

ترجمان نے جب ہربیس سے آپ کا یہ جواب جا کر بیان کیا تو اس نے کہا میں چونکہ ان کا حریف ہوں و میرے ان کے مابین لڑائی ہے اس لئے ان میں کے پاس کس طرح جا سکتا ہوں؟ مجھے خوف ہے کہ اگر میں ان کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ ترجمان نے کہا اہل عرب جب کسی سے عہد کر لیتے ہیں تو اسے اپنی طرف سے نہیں توڑتے اور جب کسی کو امان دے دیتے ہیں تو پھر اسے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ میں تیرے واسطے بھی امان لے لوں گا۔ اس نے کہا واقعی میں نے ان کے یہی اوصاف سنے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے واسطے اس کی پہلے توثیق کر لوں اور تجھ سے عہد لے کر ان کی ذمہ داری میں آ جاؤں اور چونکہ وہ نہایت امین ہیں اور ان کا سردار کبھی بدعہدی نہیں کرتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی رعایا اور ساتھیوں کے واسطے بھی امان لے لوں۔ کیونکہ ان لوگوں اور اس قوم کے ہاتھوں سے ہمارا بہت نقصان ہوا ہے اور ہمارے خون کی ندیاں بہہ گئی ہیں۔ اس لئے میری یہ بھی خواہش ہے کہ میں پہلے کسی آدمی کو بھیج کر اپنے لئے امان لے لوں۔ ترجمان نے کہا تو اطمینان رکھ میں سردار سے تیری یہ تمام باتیں کہہ دوں گا۔

---

[1] ایک نسخہ میں عین رلجوز ہے۔

ترجمان یہ کہہ کر حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ ہربیس چاہتا ہے کہ کسی آدمی کو آپ کے پاس بھیج کر پہلے امان لے لے۔ آپ نے فرمایا جسے اس کی خواہش ہو میرے پاس بھیج دے اس کے آدمی کو جب تک وہ یہاں سے پھر کر اپنی فوج میں نہ جالے اس کے لئے امان ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ کا ایلچی کو سجدہ کرنے سے منع کر دینا

کہتے ہیں کہ ترجمان نے جس وقت ہربیس سے اس کے ایلچی کے متعلق امان کے لئے کہا تو وہ اپنے ایک نہایت ذکی، عاقل اور معزز صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم پر اس وقت جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ تجھے اچھی طرح معلوم ہیں عربوں نے ہمارے راستہ کو مسدود کر دیا۔ مسیح (علیہ السلام) نے بلادشام کی خرابی کا حکم دے دیا ہے اس لئے یہ عرب ہم پر برابر فتح پاتے چلے جاتے ہیں اور ہم نہایت سختی اور شدت کی حالت میں ہیں۔ اگر ہم نے اب ان سے امان نہ حاصل کی تو ہم اور ہمارے گھوڑے بھوک کے مارے لقمہ اجل ہو جائیں گے۔ عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں گے۔ مال واسباب لٹ جائے گا۔ ممالک شام کے جتنے حاکم یا صوبے دار ہیں وہ خود اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ حمص ہماری طرح سے محصور ہی ہے۔ بادشاہ کو اپنی فکر لگی ہوئی ہے اس لئے ایسے آڑے وقت میں ہمارا کوئی معاون ومددگار بھی نہیں ہوسکتا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے قرین مصلحت یہی ہے کہ تو عربوں کے پاس جا کر ہمارے واسطے پہلے امان لے لے اور عہد و پیمان واثق کر کے چلا آ۔ تا کہ میں ان کے پاس جا کر مصالحت کی کوئی صورت پیدا کرسکوں اور کچھ مکر وفریب کر کے ان سب کو لے کر شہر میں داخل ہو جاؤں اور پھر وہاں پہنچ کر ان سے دوبارہ لڑ سکوں یا اگر ممکن ہوا تو کچھ تھوڑا بہت ان کے سردار کو مال دے دلا کر تمہارے اور تمام شہر والوں کے واسطے امان لے لوں گا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ مال کی خواہش اور اس کے لالچ میں آ کے یہاں سے کسی اور طرف چلے جائیں اور ہم سے کسی طرح کا تعرض نہ کریں۔ پھر بادشاہ اور ان کے مابین جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

یہ سن کر وہ شخص حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھڑا ہو کے چاہا کہ آپ کو سجدہ کرے مگر آپ نے اشارہ سے فوراً منع کر دیا۔ مسلمان دوڑے اور اس کو اس کام سے باز رہنے کی تاکید کرنے لگے۔ یہ ڈرا اور ترجمان سے کہنے لگا۔ تم مجھے اپنے سردار کی تعظیم سے کیوں روکتے ہو؟ ترجمان نے حضرت سعید بن زیدؓ سے اس کی التجا بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ کے بندے ہیں اور سجدہ اور تعظیم خدائے برحق معبود وقدیم کے سوا کسی کو جائز نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ رومی سردار کہنے لگا۔ اسی واسطے تم ہم پر نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں پر فتح حاصل کرتے چلے جاتے ہو۔ آپ نے فرمایا تم اپنا مطلب بیان کرو کیسے آئے؟ اس نے کہا میں اس غرض سے آیا ہوں کہ میں اپنے سردار کے واسطے آپ سے ایک ایسا عہد اور امان لینے آیا ہوں کہ آپ امان دینے کے بعد اس کے ساتھ پھر کسی طرح کی بدعہدی نہ کریں۔

آپ نے فرمایا اول تو امراء اور سرداران لشکر کے اخلاق اور عادات سے ہی یہ بات بہت زیادہ بعید ہے کہ وہ کسی کو امان دینے کے بعد نقض امن کر دیں۔ دوسرے بحمد اللہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنے مواعید کو بھول جائیں یا عہد و پیمان توڑ دیں۔ میں تیرے سردار کو نیز اس کے ساتھ اس شخص کو بھی امان دیتا ہوں جو ہتھیار ڈال کے اطاعت کے ساتھ امان چاہتا ہوا نکل آئے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ امان آپ کی آپ کے ساتھیوں کی اور آپ کے سردار کی طرف سے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔

یہ سن کر وہ شخص ہربیس کے پاس آیا اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا جواب بیان کر کے کہنے لگا کہ چلو مگر غدر، بے وفائی اور

بدعہدی سے بچتے رہو، یاد رکھو جو شخص بدعہدی کرتا ہے بدعہدی اسے خود ہی برباد کر دیتی ہے۔ یہ عربی لوگ اپنی امانتوں میں کبھی خیانت نہیں کرتے اور نہ عہد کر کے بدعہدی کرنا جانتے ہیں اور جوان کے پاس جاتا ہے ان کے ساتھ نخوت وغرور کرنا تو گویا ان کے پاس آتا ہی نہیں۔

ہربیس کا حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں آنا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہربیس نے اپنا ریشمی لباس اتار کے موٹی اون (صوف) کے کپڑے پہنے۔ ہتھیار جو اس کے پاس تھے پھینک دیئے اور نہایت عاجزی، انکساری، ذلت اور خواری کی حالت بنا کر چند سپاہیوں کے جو ننگی تلواریں لئے ہوئے اور اسی جیسا لباس پہنے ہوئے تھے حلقہ میں ہو کر حضرت سعیدؓ بن زید کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اسے اس حالت میں دیکھ کر قہار و ذوالجلال کے سامنے سربسجود ہو گئے اور نہایت تضرع وزاری سے اس طرح مناجات کرنے لگے:

الحمد لله الذی ازل لنا جبائرهم و امکنا من بطارقتهم۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمارے سامنے ان کے سرکشوں کو ذلیل وخوار کر دیا ہے اور ہمیں ان کے سرداروں پر قدرت وفوقیت بخش دی''۔

اس کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے برابر بٹھا کے فرمانے لگے۔ تیرا ہمیشہ کا لباس ایسا ہی ہے جیسا کہ آج پہن رہا ہے یا آج ہی بدل دیا ہے۔ اس نے کہا مسیح (علیہ السلام) اور قربان کی قسم! میں نے آج کے سوا کبھی یہ صوف کا لباس نہیں پہنا۔ میں اس وقت تک برابر حریر و دیباج (ریشمیں) کا لباس پہنتا رہا ہوں۔ میں نے آج اسے اس وقت محض اس لئے پہنا ہے کہ میں آپ سے جنگ وجدل کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ صلح کی درخواست کرتا ہوں۔ آیا ممکن ہے کہ آپ میرے ساتھ ان میرے ساتھیوں اہل شہر نیز شہر میں دیہات وغیرہ کے جو آدمی ہیں ان کے متعلق مصالحت کرسکو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے ان ساتھیوں کے متعلق جو ہماری حراست میں ہیں ان دو طریقوں پر صلح کرسکتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص ہمارے دین میں داخل ہونا چاہئے اس کی اور ہماری حالت یکساں ہوگی اور ہم میں اس میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے ہتھیار ڈال دے تو اسے ہماری طرف سے امان ہوگی اور قتل سے محفوظ رہے گا۔ مگر اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں کبھی تلوار نہ اٹھائے اور نہ کسی طرح برسرپیکار ہو رہا شہر اور اہل شہر کا معاملہ اسے ہمارے سردار نے محاصرہ میں لے رکھا ہے اور انشاء اللہ العزیز اب فتح ہی ہوا چاہتا ہے۔ ہاں اگر تو میرے ساتھ چل کر ہمارے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے اپنی قوم کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہے تو چل تو میری ذمہ داری میں ہے۔ اگر تیرے اور ان کے باہم مصالحت ہوگی تو بہتر ہے ورنہ میں تجھے اور تیرے ساتھیوں میں سے اس شخص کو جو تیرے ساتھ لوٹ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہوگا مع الخیر تیرے اسی مقام تک (یعنی گھاٹی تک) پہنچادوں گا۔ پھر فیصلہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے دست قدرت میں ہے ان سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ہربیس کا حضرت ابوعبیدہؓ کی خدمت میں جانے کا اظہار

سردار ہربیس نے یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں جانے کے لئے خواہش ظاہر کی۔ آپ نے حضرت وقاص بن عوف عدویؓ کو بلا کر فرمایا تم نے جو کچھ سنا ہے، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں سب بیان کر دو اور جو کچھ وہ

حکم دیں اس سے مجھے فوراً آ کر مطلع کر وان کے پاس ایک نہایت مضبوط گلدار گھوڑا تھا۔ یہ اس پر سوار ہو کر اسے کوداتے ہوئے چل دیئے۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے قریب پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور کہا خداوند تعالیٰ جل وعلی ہمارے سردار کی شان اور زیادہ بلند کریں۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ جناب کو اس بات کی اطلاع دوں کہ سردار ہربیس نے حضرت سعید بن زیدؓ سے امان مانگ لی ہے اور وہ اب چاہتا ہے کہ جناب کے پاس حاضر ہو کر آپ اور اپنے شہریوں کے لئے آپ سے امان طلب کرے۔

آپ یہ سن کر فوراً سجدہ شکر میں گر پڑے۔ کچھ دیر کے بعد سجدے سے سر اٹھا کے فرمانے لگے لوگو! شہر کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہتھیاروں کو سنبھال لو اور تمام آدمی ایک بار اللہ اکبر کے ایسے نعرے بلند کرو کہ دشمنوں کے دل مرعوب ہو جائیں۔ مسلمان یہ سن کر بڑھے اور تکبیر کے نعرے ایسے بلند کئے کہ شہر کی دیواریں کانپ اٹھیں۔ اہل بعلبک بھی گھبرا گئے۔ مسلمانوں نے شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سب سے پہلے بڑھ کر اہل بعلبک کو ان کے سردار کے متعلق خبر دینے والے حضرت مرقال بن عتبہ تھے جنہوں نے اہل شہر کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا۔

''بدبختو! تمہارے حامی و مددگار ہلاک ہو چکے اور ہم نے تمہارے سردار کو اپنی امان میں لے لیا تمہیں چاہیے کہ اپنی جان و مال واولاد کو تم بھی صلح کے ذریعہ سے محفوظ کر لو۔ یاد رکھو اگر تم نے اس کا انکار کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم سے اپنی نبی محمدؐ کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے تمام شہروں کو فتح کر دیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں''۔

اہل بعلبک یہ سن کر نہایت خوف زدہ ہوئے ان کے چہرے فق ہو گئے۔ دل کانپنے لگے اور لڑائی سے ہاتھ سست پڑ گئے۔ آہ و فریاد شروع کی اور کہنے لگے کہ اس سردار نے ہمیں بھی کھو دیا اور خود بھی ہلاک ہوا۔ اگر اس محاصرہ سے قبل ہی ہم مصالحت کر لیتے تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مسلمانوں نے لڑائی میں سختی اختیار کی تو چونکہ ان پر خوف و ہراس پہلے ہی غالب ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے چلا چلا کر لفون لفون (امان امان) کہنا شروع کیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب کامل یقین ہو گیا کہ اب لڑائی کے شعلے بھڑک بھڑک کر اہل بعلبک کے خرمن ہستی کو خاکستر کرنے کے لئے شہر تک پوری طرح پہنچ گئے ہیں تو آپ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کہلا بھیجا کہ جس شخص کو تم نے امان دی ہے، ہماری طرف سے بھی اسے امان ہے۔ تمہاری ذمہ داری کو ہم کبھی رد نہیں کر سکتے اور نہ اس عہد کو جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے توڑ سکتے ہیں۔ اسے لے کر تم ہمارے پاس فوراً چلے آؤ''۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے یہ سن کر اپنی جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا اور خود ہربیس کو ساتھ لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے۔ ہربیس آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور آپ کی مردانگی نیز آپ کی فوج کی اولعزمی، جہاد، حرب وقتال اور شہر والوں سے مسلمانوں کی شدت ضرب دیکھ کے سر کو حرکت دی تاسف کے ساتھ اپنی انگلیوں کو دانتوں میں دبا دبا کے انہیں کاٹنے لگا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ترجمان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ ترجمان نے ہربیس سے اس کا سبب پوچھا تو ہربیس ترجمان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ مسیح (علیہ السلام) اور اس کی بیعت اور مذبح کی قسم! میں نے یہ خیال کیا تھا کہ آپ لوگوں کی تعداد لاانتہا ہے اور یہی لڑائی اور ہنگامے کے وقت معلوم ہوا کرتا تھا کہ تمہاری مقدار سنگریزوں سے بھی تجاوز ہے۔ نیز جنگ وجدل اور حرب وضرب کے وقت ہم آپ کے لشکر میں سبز گھوڑوں کے سبز پوش سوار ونشان لئے ہوئے اکثر دیکھا کرتے تھے اور اب جب کہ

میں تمہارے پاس موجود ہوں تو انہیں کہیں نہیں دیکھتا اور نہ آپ لوگوں کی اتنی مقدار دیکھتا ہوں جتنی کہ خیال کیا کرتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ فوج اس وقت کیا ہوئی اور وہ سوار اب کہاں چلے گئے۔ شاید آپ نے انہیں ہی عین البحر یا کسی دوسرے معرکہ کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے ترجمان نے جس وقت اس کا ترجمہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے تو یہ جواب دے کہ کم بخت ہم مسلمان ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں مشرکین کی آنکھوں میں بے شمار کر کے دکھلاتے ہیں اور جس طرح کہ بدر کی لڑائی میں ہماری فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائی تھی۔ اسی طرح ہر جگہ ملائکہ کے ساتھ ہماری نصرت واعانت فرماتے رہتے ہیں اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر ایک احسان عظیم اور انعام واکرام ہے جس کی وجہ سے باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے بڑے بڑے شہروں اور ملکوں کو ہمارے ہاتھ سے فتح کرا دیا اور اسی کی بدولت تمہارے لشکروں کو ہزیمت اور تمہاری جمیعتوں کو ہم نے متفرق اور منتشر کر کے رکھ دیا اور یہ اسی کا سبب ہے کہ ہم نے تمہارے بڑے بڑوں کو نیست ونابود کر کے صفحہ ہستی سے ان کا نام ہٹا دیا۔ قلعے فتح کر لئے اور بادشاہوں کو زیر زمین سلا دیا۔

پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو بزرگی اور بڑائی عنایت کی ہے وہ حقیر سمجھنے کے لائق نہیں ہے۔ سردار ہربیس مترجم کی زبان سے آپ کا یہ ارشاد سن کر کہنے لگا۔ اس شام کو جس نے کبھی اہل فارس کے دانت کھٹے کر کے رکھ دئے تھے اور جس شام سے کبھی جرامقہ اور ترک بھی عاجز آ گئے تھے واقعی تم نے آج اس شام کو پیروں سے روند کے رکھ دیا۔ ہمیں کبھی اس کا خیال تک بھی نہیں آتا تھا کہ ایسا بھی ہوگا۔ ہمارا یہ شہر ایک ایسا شہر تھا کہ شام میں اس کے برابر دوسرا کوئی شہر محفوظ اور مامون نہیں ہے۔ یہ اپنی پائداری اور مضبوطی کی وجہ سے آج تک کبھی محصور نہیں ہوا تھا اور نہ اس کے باشندے کبھی کسی قوم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے کسی لڑائی میں مغلوب ہوئے تھے۔ اس شہر کی بناء حضرت سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) نے اپنے لئے ڈالی تھی اور اپنی سلطنت کا دارالسلطنت مقرر کر کے خزانہ عامرہ کے لئے اسی شہر کو منتخب کیا تھا۔ کاش! اگر ہم حد سے تجاوز نہ کر کے اس شہر سے تمہارے مقابلے کے لئے نہ نکلتے اور اس سے انحراف کر کے پہاڑ کی طرف نہ جاتے تو اگر تم سو برس تک بھی ہمارا محاصرہ رکھتے تو ہم کبھی بھی اس طرح ڈر کے تمہارے ساتھ مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔ مگر خیر اب جو ہوا سو ہوا کیا تم اب ہمارے ساتھ مصالحت کر کے اپنی شرائط میں عدل وانصاف سے کام لے سکتے ہو کہ ہمارے اور آپ کے حق میں یہی بہتر ہے۔ مسیح (علیہ السلام) اور انجیل (مقدس) کی قسم! اگر ہم نے اس شہر کے دروازے آپ کے واسطے کھول دئے تو تمام ملک شام میں کوئی قلعہ اور کوئی شہر پھر آپ کے لئے کٹھن اور مشکل نہیں رہے گا۔

مترجم کے ترجمہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تمہارے ملک واملاک کا مالک بنا دیا۔ تمہارے اموال کو ہماری غنیمت کر دیا۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل ورسوا کر کے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ مگر تیرے نفس نے تجھے جھوٹے جھوٹے وعدے دے کر ایک بغیر نفس الامری اعتماد تیرے اندر بھر دیا جس کی وجہ سے تو بے فکرا ہو کر نفس کے فریب میں آ گیا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے تیرے نفس کی بدیوں کا تجھے مزہ چکھا کر عزت واقتدار کے بدلے ذلت وافتقار کا سوہان روح طوق تیری گردن میں ڈال دیا۔ یاد رکھ ہم انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کو قتل اور ان سرداروں کو جو ہم سے مقابلے کا ارادہ رکھتے ہیں قید کر کے تمہارے شہر اور ان چیزوں کے جو اس میں ہیں مالک ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو ہم سے حرب وضرب کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری صلح میں داخل نہیں ہوئے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ یعنی طاقت وقوت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

مترجم سے ہربیس آپ کا یہ کلام سن کر کہنے لگا مجھے اب اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) اس شہر نیز شام کے دوسرے تمام شہروں پر بہت زیادہ خشمناک ہیں اور اسی واسطے تمہیں ادھر بھیج کر انہیں تمہاری ملکیت میں دے دیا ہے۔ میں نے لڑائی

میں بہت زیادہ کوشش کی۔ تمہارے ساتھ مکروفریب سے کام لیا۔ مگر تم ایک ایسی فاتح اور مسلط قوم ہو کہ تمہارے ساتھ کسی طرح کا حیلہ اور مکروفریب نہیں چلتا اور نہ ہی میرے اس مکروفریب نے کچھ کام دیا۔ لڑائی سے تم نہیں تھکتے، نہ کسی طرح کی سستی اور ماندگی تمہارے اندر آتی ہے۔ میں نے تم سے صلح کی درخواست کی کوشش بسیار اس لئے نہیں کی کہ میں اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں یا وطن مالوف کی محبت مجھے اس پر برانگیختہ کر رہی ہے بلکہ میں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ کوشش بلیغ کے بعد محض اس وجہ سے دیا ہے کہ خدا کے بندوں اس کے شہر اور زمین کی بہتری اسی میں ہے کہ فساد نہ ہو اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو دوست نہیں رکھتے۔ اب میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ میں صلح پر آمادہ ہوں۔ کیا آپ ہی مجھ سے نیز شہر اور وہاں کے باشندے اور میرے ساتھیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں صلح کے عوض کیا دیا جائے گا؟

اس نے کہا یہ آپ کی رائے پر ہے جو آپ مناسب سمجھ کر تجویز فرمائیں۔ آپ نے کہا اگر باری تعالیٰ جل مجدہ اس شہر کو مسلمانوں کے لئے [1] صلح کے ذریعے فتح کر دیں اور مسلمان سونے اور چاندی سے اس شہر کو بھی بھر لیں تو مجھے یہ ایک مسلمان کے خون سے زیادہ عزیز اور محبوب نہیں ہے۔ ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ شہداء کو آخرت میں اس سے بھی زیادہ مراتب عطا فرمائیں گے، جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ٥ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ٥﴾ (آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰)

”انہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے ہیں آپ مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں روزی دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ عنایت فرمایا ہے اس سے وہ خوش ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ان کے بعد سے نہیں ملے ان کی خوشخبری لیتے ہیں نہ ان پر غم ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے“۔

اس نے کہا ہم آپ سے ایک ہزار اوقیہ سونے، دو ہزار اوقیہ چاندی اور ایک ہزار ریشمین کپڑے پر صلح کرتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر ہنسے اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ یہ سردار جو کچھ کہتا ہے آپ لوگوں نے سنا۔ مسلمانوں نے کہا جی ہاں سنا۔ آپ نے فرمایا پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا آپ ہی کی رائے زیادہ مناسب ہوگی، ہم بھی جناب کی رائے کے تابع ہیں۔ یہ سن کر آپ ہربیس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا میں دو ہزار اوقیہ سونے، چار ہزار اوقیہ چاندی، دو ہزار ریشمین کپڑے اور پانچ ہزار اسی شہر کی تلواروں نیز جو فوج گھاٹی کے اندر ہمارے محاصرہ میں ہے ان کے تمام اسلحہ پر صلح کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی صلح نامہ کی حسب ذیل دفعات پر کاربند ہونا بھی تمہارے لئے ضروری ہوگا:

(۱) آئندہ سال سے اپنی زمینوں کا خراج ہمیں دیا جائے گا۔

---

[1] یہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل نسخہ میں کاتب سے سہواً صلح کا لفظ لکھا گیا ورنہ اصل میں لڑائی اور قتال کا لفظ ہوگا مگر تمام نسخوں میں لفظ صلح ہے۔ جس کے کوئی معنی یہاں نہیں بنتے کیونکہ صلح سے خون بہا نہیں ہوا کرتا اور آپ فرما رہے ہیں کہ اگر تمام شہر کو سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تو وہ مجھے ایک مسلمان کے خون سے زیادہ محبوب نہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نے لڑائی کے ذریعے سے فتح کیا تو اگرچہ اس صورت میں اتنا سونا اور چاندی مل جائے گا۔ اگر ممکن ہے کہ کوئی مسلمان شہید ہو جائے جس کا خون مجھے سونے چاندی سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے میں نہیں چاہتا کہ لڑائی ہو، اگرچہ لڑائی میں ہی نفع ہے یا شاید میری ہی مجھ غلطی کر رہی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ مترجم

(۲) جزیہ ہر سال ادا کیا جائے۔
(۳) اس وقت کے بعد سے ہمارے مقابلہ میں ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔
(۴) کسی دوسری سلطنت سے کوئی معاہدہ نہ کیا جائے۔
(۵) صلح کے بعد کوئی نئی بات پیدا نہ کی جائے اور نہ کوئی (کنیسہ) تعمیر کیا جائے۔

ہربیس نے کہا میں آپ کی تمام شرائط قبول کرتا ہوں مگر ایک میری شرط بھی قبول کر لی جائے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا کہ آپ کا کوئی آدمی ہمارے پاس شہر کے اندر داخل نہ ہو۔ آپ کا معتمد سیاسی (ریذیڈنٹ) جو آپ کی طرف سے یہاں مقرر ہو وہ مع اپنے آدمیوں کے شہر سے باہر قیام کر کے ہماری حفاظت اور جزیہ وصول کرتا رہے اور مجھے اپنی طرف سے عوام کی اصلاح، نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے شہر میں چھوڑ دے۔ ہم ریذیڈنٹ (معتمد سیاسی) کی فوج اور اس کے آدمیوں کے واسطے شہر کے باہر ایک بازار قائم کر دیں گے جس میں ان کی خرید و فروخت کے لئے شہر کی ہر چیز موجود ہوگی اور اس طرح انہیں ہمارے شہر میں آنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس شرط سے ہمارا مقصود آئندہ کے لئے بیخ کنی اور اس بات کی روک تھام کرنا ہے کہ ان لوگوں میں سے ممکن ہے کہ کوئی آدمی ہمارے کسی معزز شخص کی ساتھ سخت کلامی سے پیش آ جائے اور یہ بات ہمارے اور آپ کے مابین فساد کا پیش خیمہ بن کر غداری، عہد شکنی اور نقض صلح کی نوبت نہ پہنچا دے"۔ آپ نے فرمایا جس وقت ہم تم سے صلح کر لیں گے تو چونکہ تم اس وقت پناہ اور ذمہ داری میں آ جاؤ گے، اسی لئے ہم تمہارے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور ہمارا معتمد سیاسی اس وقت گویا آپ کے پاس بمنزلہ سفیر یا واسطہ کے ہوگا اور تمہارا ہر ایک کام ہماری ذمہ داری میں شمار ہوا کرے گا۔ اس نے کہا کہ آپ کا وہ آدمی یا نائب حمایت اور نگہبانی باہر سے ہی کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں یہ بھی منظور ہے، ہمیں اندر شہر سے کچھ لینا نہیں ہے کہ خواہ مخواہ قلعہ میں داخل ہو کر پتھروں کے پیچھے شہر میں ہی رہیں اس نے کہا تو بس اسی دفعہ اور قرارداد پر صلح کامل ہوگی۔

سردار ہربیس یہ کہہ کر شہر کی طرف چلا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ جس وقت یہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے سر سے ٹوپی اتار کے اپنی زبان میں کچھ آہستہ آہستہ کہا۔ چونکہ یہاں یہ ایک علامت تھی اس لئے اہل شہر نے اسے سمجھ کر دروازہ کھول دیا اور کہا تیرا کیا حال ہے؟ اور تیرے ساتھی اور فوج فرار کیا ہوئی؟ اس نے تمام قصہ بیان کیا اور اپنے آدمیوں کے متعلق اور صلح کی بابت بھی اطلاع دی۔ شہری یہ سن کر رونے لگے اور کہا کہ ہم سے جان و مال دونوں چھن گئے اور آدمی قتل ہوئے اور مال یوں ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان سے اگرچہ صلح کر لی ہے مگر دراصل صلح سے میرا مطلب پس پردہ کچھ اور ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو محض اپنے لئے صلح کرتا پھر، ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا کہ عرب ہمارے جان و مال کے مالک ہو کر شہر میں داخل ہو جائیں۔ ہمارا شہر شام کے تمام شہروں سے زیادہ مضبوط اور زرخیز شہر ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ہربیس کی مصالحت سے مسلمانوں کو آگاہ کر کے انہیں جنگ سے روک دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ اپنے اپنے خیموں اور ڈیروں پر جا جا کر ٹھہر جائیں۔ جس وقت اہل بعلبک اور سردار کی گفتگو سے آپ کو ترجمان نے مطلع کیا تو آپ ہربیس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کیا ارادہ ہے؟ جلدی جواب دو ورنہ پھر جیسا کہ جنگ جاری تھی شروع کر دی جائے گی۔ اس نے کہا آپ کچھ دیر اور ذرا توقف فرمائیں۔ انجیل صحیح اور عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کی قسم! اگر انہوں نے میری صلح کو قبول نہ کیا تو میں آپ کو ان کے منشاء کے خلاف شہر میں زبردستی داخل کرا دوں گا۔ پھر آپ ان میں قتل عام بول دیں۔ مردوں کو قتل کر ڈالیں لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیں اور مال و متاع سب لوٹ لیں۔ میں اس شہر کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ سے واقف ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس میں کدھر

اور کس طرف سے داخل ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا جو باری تعالیٰ جل مجدہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا ہر حالت میں شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اہل بعلبک کو ہربیس کا صلح نامہ سے آگاہ کرنا

کہتے ہیں کہ ہربیس کی یہ تمام گفتگو رومی شہر پناہ کی دیواروں کے اوپر سے سن رہے تھے۔ جس وقت انہوں نے اپنے سردار کے یہ کلمات سنے تو چہرے فق ہو گئے اور اتنا خوف غالب ہوا کہ رنگت زرد پڑ گئی۔ ہربیس ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں ان عربوں کے ہاتھ گرفتار ہوں۔ میرے تمام ساتھی یعنی تمہارے کنبے اور قبیلے (بنی اعمام) ان کے محاصرہ میں ہیں۔ اب صلح کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر ان کے ساتھ تم نے مصالحت کر لی تو بہتر ہے ورنہ پہلے ہم سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر ہمیں موت کے گھاٹ اتار کر یہ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا سردار! ہم اس قدر مال دینے کی ہمت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ اس نے کہا کم بختو! تمام تاوان جنگ (یعنی جس مال پر صلح ہو گی) کی چوتھائی یعنی پانچ سو اوقیہ سونا، ایک ہزار اوقیہ چاندی، سو پچاس ریشمی کپڑے اور اسی قدر تلواریں تو میں اکیلا اور تن تنہا دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سن کر رومیوں کی ڈھارس بندھی اور انہوں نے کہا اچھا محض تیرے لئے ہم دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جب تک ہم اپنے شہر کا انتظام نہ کر لیں اپنا مال و اسباب اٹھا اٹھا کر کہیں جگہ سر نہ رکھ دیں اور اپنی عورتوں کو چھپا نہ دیں اس وقت تک یہاں عرب نہ آنے پائیں۔ اس نے کہا بے وقوفو! میں نے تو پہلے ہی صلح اس بات پر کی ہے کہ کوئی عرب ہمارے شہر میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ ان کا معتمد سیاسی وہیں شہر سے باہر ہی اقامت گزیں رہے گا جس کے واسطے تم وہیں ایک بازار قائم کر دو گے جس سے وہ خرید و فروخت کیا کریں گے۔ رومی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ہربیس شہر میں داخل ہو گیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کہلا بھیجا کہ ان کھوہ کے محاصرین کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حکم پاتے ہی محاصرہ اٹھا لیا اور انہیں سب کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے عہد نامہ کی دفعہ کے مطابق تمام ہتھیار اتروا لئے اور تاوان جنگ کی ادئیگی کی وقت تک انہیں بطور رہن (گرو) کے اس بات کے اندیشہ کی وجہ سے کہ کہیں رہا ہونے کے بعد شہر میں پہنچ کر مسلمانوں کے ساتھ غدر نہ کر دیں اپنے پاس رکھ لیا جنہیں مسلمانوں کی فوج کے پاس رہتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حکم سے ہر طرح کی مراعات حاصل تھیں۔ ہربیس تاوان جنگ کے جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔

فتح بعلبک

حضرت سہیل بن صباحؓ کہتے ہیں کہ ہربیس معاہدے سے بارہ روز کے بعد سامان جمع کر کے لایا۔ اسی کیساتھ مسلمانوں کے لشکر کے لئے غلہ اور چارہ بھی اس کے ساتھ تھا جس وقت تمام مال کپڑے اور اسلحہ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سپرد کر دیئے اور اپنے آدمیوں کو جو مرہون تھے چھڑا لیا تو اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے عرض کیا کہ اب آپ اس رئیس (ریذیڈنٹ۔ معتمد سیاسی) کو جسے آپ ہم پر مقرر کرنا چاہتے ہیں منتخب کر کے یہاں بلا لیں تا کہ میں آپ کے سامنے اس سے یہ عہد لے لوں کہ وہ ہم پر کسی قسم کا ظلم و ستم روا نہ رکھے۔ ہماری استطاعت سے باہر ہم سے کوئی مطالبہ نہ کرے اور ہمارے شہر میں اندر نہ داخل ہو۔ آپ نے سادات قریش سے ایک شخص کو جس کا نام رافع بن عبداللہ سہمی تھا بلا کر فرمایا رافع! میں تمہیں یہاں کا ریذیڈنٹ مقرر کر کے پانچ سو سوار

تمہارے قبیلے اور برادری کے اور چار سو سوار دوسرے مسلمانوں میں سے تمہاری ماتحتی میں دے کر یہ حکم دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی نگہداشت رکھنا۔ اللہ جل جلالہ سے ہر وقت جتنا ان سے ڈرنے کا حق ہے ڈرتے رہنا۔ پرہیز گاری اپنا شعار بنانا۔ عادل حاکم بننے کی کوشش کرنا۔ ظلم وجور سے بچتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ حشر میں ظالموں کے ساتھ اٹھائے جاؤ۔ تم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تبارک تعالیٰ تم سے ان کے متعلق سوال کریں گے اور جو کام حق سے منحرف ہو کر کیا ہوگا اس کا مطالبہ فرمائیں گے۔ یاد رکھو کہ میں نے خود جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے:

ان اللہ تعالیٰ اوحی الی داؤد یا داؤد قدو عدت من ذکرنی ذکرته و الظالم اذا ذکرنی لعنت۔[1]

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ اے داؤد میں نے وعدہ کیا ہے کہ جو مجھے یاد کرے گا میں اسے یاد کروں گا اور ظالم جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت کرتا ہوں''۔

تم چونکہ دشمنوں کے بیچ میں ہو اس لئے شہروں کے اطراف میں چھاؤنیاں قائم کر دینا۔ غرور وتکبر سے بچتے رہنا۔ میں تمہیں اپنے نزدیک نہایت ہوشیار اور بیدار مغز سمجھتا ہوں۔ سواحل دریا سے احتیاط رکھنا، یکہ تاز سواروں کو تاخت وتاراج کے لئے مقرر کرنا۔ مگر ان کی تعداد سو اور دو سو سے کسی طرح کم نہ ہو۔ شہر والوں سے کسی آدمی کو اپنی تاخت میں شریک نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن تمہارے اختلاط سے فائدہ اٹھا کر تمہارے اوپر حملہ آور ہو جائے۔ ان کی جماعت کا اگر کوئی آدمی تم سے استعانت چاہئے تو اس کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک کرنا۔ ان کے آپس کے مقدمات اچھی طرح طے کرنا ان کو عدالت اور انصاف کا حکم کرتے رہنا۔ تم ان میں مل جل کر بمنزلہ انہی جماعت کے ایک فرد خود کو ثابت کرنا۔ اپنے آدمیوں اور ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی پر دست تعدی نہ دراز کریں۔ رعایا کے ظلم وفساد سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہارے حافظ وناصر ہیں ان کی ذات پر بھروسہ رکھنا۔ والسلام علیک۔

والی البحر اور والی جوسیہ کی طرف سے صلح کی درخواست

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے یہاں سے کوچ کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ والی عین البحر آ گیا اور اس نے اہل بعلبک کی نصف مقدار پر آپ سے صلح کر لی۔ اس کے اوپر آپ نے عباس بن مرواس کے ماموں حضرت سالم بن ذویب سلمیؓ کو معتمد عمومی مقرر کر کے ان کو حضرت رافع بن عبداللہؓ جیسی نصیحتیں فرمائیں اور خود حمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپ[2] راس اور فیکہ کے مابین پہنچے تو والی جوسیہ ہدایا اور تحائف لے کر آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا اور تجدید صلح کی درخواست کی۔ آپ نے تحفے اور ہدایا قبول فرما کر تجدید صلح کی تصدیق فرمائی اور عازم حمص ہو کر آخر رفتہ رفتہ وہاں پہنچ گئے۔

حضرت حبان بن تمیم ثقفیؓ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عبداللہ سہمیؓ کی فوج میں میں بھی شامل تھا ہم نے شہر بعلبک سے باہر بابون (اون) کے بنے ہوئے خیمے نصب کر کے انہیں میخوں سے خوب مضبوط کر رکھا تھا ہمارا کوئی آدمی شہر میں بلا ضرورت خرید و فروخت کے نہیں جاتا تھا۔ ہم روم کے ساحلوں کو تاخت وتاراج کرتے اور ان دیہات پر جو ہماری صلح میں داخل نہیں تھے اکثر چھاپے مارتے رہتے تھے۔ ہمارے سردار حضرت رافعؓ سو آدمیوں کے لئے ایک نشان بنا کر روانہ کر دیتے تھے وہ سو آدمی جایا کرتے تھے تو

---

[1] ایک نسخہ میں بجائے حضرت داؤد علیہ السلام کے موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہے اور حدیث شریف میں ہے اس طرح کہ ان یا موسی لا تظالم عبادی اغرب بیتك من نفسك یعنی اے موسیٰ! میرے بندوں پر ظلم نہ کرنا ورنہ میں تیرا گھر برباد کر دوں گا''۔ [2] ایک نسخہ میں کفیلہ ہے۔

اسی طرح دوسرے سو آدمیوں کو روانہ فرمادیا کرتے تھے۔ گویا ہمارے آپس میں یکہ تاز (سریہ) [1] سواروں کی باری اور نمبر مقرر تھا جس وقت ہم کسی سریہ میں جایا کرتے تو مال غنیمت بعلبک روانہ کردیتے تھے۔ اہلِ بعلبک نے چونکہ ہمارے لین دین اور خرید و فروخت سے نفع حاصل کیا اس لئے وہ بہت خوش ہوئے۔ نیز انہوں نے جب معاملات اور برتاؤں میں ہمیں ایک امین اور صادق القول قوم پایا اور کسی بات میں ہمارا جھوٹ اور خیانت نہ دیکھی اور ظلم و تعدی ہم نے کسی پر جائز نہ رکھی۔ صدق و راستی اپنا شعار بنایا تو ان کے دل بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ایک تھوڑی سی مدت میں بہت بڑا نفع حاصل کرلیا۔

ہربیس نے ہم سے ان کی تجارت کا یہ فروغ دیکھ کر شہر کے ایک کنیسہ میں انہیں جمع کیا اور کہا کہ اے تجارت پیشہ اصحاب! آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ لوگوں کے کاموں میں کتنی کتنی کوششیں کی ہیں۔ تمہارے جان و مال تمہارے بیوی اور بال بچوں کے بچانے میں کس قدر سعی سے کام لیا۔ شہر کو آفات سے بچایا، ساتھ ہی مال کی قربانی کی اور ایک معتد بہ رقم تمہارے لئے خرچ کردی۔ تمہارے جیسا معمولی حیثیت کا ایک آدمی رہ گیا۔ اپنے مال کے ساتھ ساتھ اپنے اسلحہ بھی دے دیئے۔ سب سے زیادہ میرے ہی غلام، آدمی اور کنبے قبیلے کے شخص تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ میں نے شہر پر جو تاوان جنگ مقرر ہوا تھا اکیلے نے چوتھائی رقم دے دی اور اب تم اس قابل ہوگئے کہ ان عربوں سے تجارت میں بہت منافع حاصل کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے مگر اس سے تیرا مطلب کیا ہے اور ہم سے اب کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اس وقت تو میں تمہارا سردار اور افسر تھا مگر اب تم جیسا ایک شخص ہوں۔ میں نے عربوں کو اپنے مال سے جو کچھ دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے عوض میں مجھے کچھ لوٹا کے دے دو۔

انہوں نے کہا سردار! ہم کہاں سے تجھے لاکر دیں۔ اس نے کہا میں تمہیں یہ تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ تم اپنے میں سے مجھے بھی کچھ بانٹ کے دے دو اور نہ یہ منشاء ہے کہ گھروں میں سے نکال نکال کے مجھے بخش دو بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ان عربوں کی تجارت میں تمہیں جو کچھ فائدہ ہوا کرے اس منافع میں سے دسواں حصہ مجھے دے دیا کرو۔ شہر والے یہ سن کر بہت سٹ پٹائے اور انہیں سخت ناگوار گزرا۔ ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہوکے آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ آخر بعض کی رائے ہوئی کہ واقعی جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اسی سردار کی بدولت ہے۔ اس نے صلح میں بہت زیادہ کوشش کی تھی اور حتی المقدور ہماری حمایت کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ نیز اپنا ہم قوم ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے مقربین میں سے بھی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ ہم تیرے مطالبہ کو قبول کرتے ہیں منافع کا دسواں حصہ ہم تجھے دے دیا کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایک عامل اپنی طرف سے ان کے اوپر مقرر کردیا جو روزانہ منافع کا عشر ان سے وصول کر کے اسے دے دیا کرتا تھا۔ چالیس روز تک اس کا یہ عامل برابر وصول کرتا رہا۔

اس اثنا میں ہربیس کے پاس اس عشر کی بدولت ایک بہت بڑی رقم جمع ہوگئی اور اس نے یہ خیال کیا کہ اس وقت تجارت کے اندر جس قدر نفع اہل بعلبک کو ہے اتنا انہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر باشندگان شہر کو اسی کنیسہ میں جمع کیا اور کہا یا قوم! میں نے جس قدر مال صلح کی بابت خرچ کیا۔ وہ تمہیں بخوبی معلوم ہے۔ تجارت کے منافع کا عشر جو تم مجھے دے رہے ہو وہ مجھے کافی نہیں۔ البتہ اگر منافع کا چوتھائی مجھے دینے لگو تو مجھے امید ہے کہ جتنی رقم میں نے خرچ کی تھی وہ جلدی سے ہٹ کر میرے پاس

[1] یہ یکہ تاز سریہ کا ترجمہ ہے۔ سریہ لشکر کا وہ ٹکڑا جس میں سردار موجود نہ ہو اس کا ترجمہ یکہ تاز ہی ہوسکتا ہے کیونکہ اردو میں یکہ تاز اس لشکر کو کہتے ہیں جو دوسرے غیر ملک میں سے لوٹ کر رسد حاصل کرے۔

آ جائے اور میں بھی ایک تمہارے جیسا فرد شمار ہونے لگوں۔ قوم نے یہ سن کر انکار کر دیا۔ آہ وواویلا کی آوازیں بلند ہیں اور تلواریں سونت سونت کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ بہت سے آدمی اس کے غلاموں کی طرف بڑھے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ شور و فریاد کی آوازیں جب زیادہ بلند ہوئیں تو شہر سے باہر مسلمانوں تک جانے لگیں۔ مسلمان چونکہ اس واقعہ سے خالی الذہن تھے آوازیں سن کر گھبرا گئے اور جمع ہو کر اپنے سردار حضرت رافع بن عبداللہ سہمی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کیا شہر کے اندر کی آوازیں اور چیخ و پکار آپ نے بھی سنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں بھی سن رہا ہوں مگر کیا کر سکتا ہوں۔ ہمیں اندر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں معاہدہ ہی ہمارے ان کے مابین اسی بات پر ہے اور ہم زیادہ حق دار ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کے وعدہ کے ایفا کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: ۱۰)

''جو شخص اس عہد کو جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر مقرر کیا ہے پورا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بہت جلد اجر عظیم دیں گے''۔

ہاں اگر وہ شہر سے باہر نکل کر ہمیں معاملہ کی نوعیت سے مطلع کر کے دادرسی چاہیں تو ہم ان کے معاملہ میں غور و فکر کر کے ان کی آپس میں صلح اور اتحاد کرا دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے ابھی اپنا جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ شہر کے لوگ دوڑ دوڑ کے آپ کے پاس آنا شروع ہوئے۔ جب تمام آدمی آ کے آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اپنا شروع سے آخر تک تمام قصہ یعنی پہلے جمع کر کے عشر مقرر کرنا پھر نقض عہد کر کے دوبارہ چوتھائی مانگنا وغیرہ سب بیان کر دیا اور کہا کہ ہم اللہ سے اور آپ سے اس بات کا انصاف چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں اسے ایسا کبھی نہیں کرنے دوں گا۔ انہوں نے کہا ہم تو اسے نیز اس کے تمام غلاموں کو قتل بھی کر دیا ہے۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار گزرا۔ آپ نے فرمایا پھر اب کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں۔ اب ہم اپنی اس شرط کو (یعنی عدم دخول شہر) آپ سے واپس لے لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بغیر اجازت اپنے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں ان کی خدمت میں یہ واقعہ لکھ کر روانہ کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے حکم دیا تو میں اور میرے تمام ساتھی اس بات کے مجاز ہوں گے کہ وہ شہر میں داخل ہو سکیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام واقعہ قلم بند کر کے جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا۔ وہاں سے حکم آیا کہ شہر والے جب خود تمہیں شہر میں داخل ہونے کی دعوت اور اجازت دے دیتے ہیں تو تم شہر میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ مع اپنے ساتھیوں اور مال و اسباب کے شہر میں داخل ہو گئے۔

کارزار حمص

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روات حضرت عبدالرحمٰن بن مسلم ربعی سے جو فتوحات شام میں اول سے آخر تک رہے ہیں روایت کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے جس وقت مسلمانوں کے ہاتھ سے بعلبک فتح کرا دیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حمص کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستہ میں جوسیہ کے قریب آپ سے ہدایا تحائف گھوڑے اور اسلحہ لئے ہوئے والی جوسیہ ملاقی ہوا جس نے تجدید صلح کی درخواست کی۔ آپ نے صلح کی تصدیق فرما کے یہاں سے بھی کوچ کر دیا۔

جس وقت آپ نواح حمص میں موضع زراعہ کے قریب پہنچے تو آپ نے میسرہ بن مسروق عبسیؓ کو ایک سیاہ نشان دے کر جس کا پرچم سفید تھا پانچ ہزار سواروں کی سرکردگی میں بطور ہراول کے اپنے آگے روانہ کر دیا جس وقت یہ حمص پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی ملاقات کے لئے نکلے اور استقبال کے بعد انہیں نیز ان کے تمام ساتھیوں کو سلام کیا۔ میسرہ بن مسروق عبسیؓ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو پانچ ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ ان کے پیچھے پیچھے پھر آپ نے حضرت عمرو بن معدیکربؓ کو پانچ ہزار سوار پر افسر بنا کر چلتا کیا۔ اس کے بعد خود باقی ماندہ تمام فوج لے کر روانہ ہوئے۔ جس وقت آپ حمص کے قریب پہنچے تو آپ نے درگاہ رب العباد میں یہ التجا کی:

اللهم عجل علينا فتحها و اخذل من فيها من المشركين۔

ترجمہ: ''بار الہا! اس شہر کی فتح کا دروازہ ہم پر بہت جلدی کھول دینا اور جو اس میں مشرکین ہیں انہیں ذلیل و خوار کر دینا''۔

تمام مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو سلام و دعا کیساتھ حمص میں جگہ دی گئی۔ آپ نہر قلوب پر تشریف فرما ہوئے۔ توقف فرمانے کے بعد آپ نے اہل حمص کے نام حسب ذیل خط لکھا:

اہل حمص کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف ابوعبیدہ بن جراح عامل شام و سپہ سالار جوش اسلامیہ۔ امابعد!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے اکثر ممالک کو ہمارے ہاتھ سے فتح کرا دیا ہے۔ اس شہر کی بڑائی، کثرت آبادی، مضبوطی، کھانے، پینے کی افراط، آدمیوں کی کثرت اور تمہارے بڑے ڈیل و ڈول کے جسم تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ لڑائی کے وقت تمہارے اس شہر کی مثال ایسی ہے جیسے کہ وسط لشکر میں ہم نے ایک پتھر پر ایک دیگ رکھ کر اس میں گوشت ڈال دیا ہو اور تمام لشکر اس کے گرداگرد اس لئے جمع ہو گیا ہے کہ اب پک چکے تو ہم کھانا شروع کر دیں۔ اسی جلدی کے سبب کوئی مصالحہ لایا ہے۔ کوئی آگ کسی نے جلدی جلدی بکری کی ران اور شانہ بنا کر اس میں ڈال دیا ہے۔ ایسی صورت میں تم ہی خود سمجھ سکتے ہو کہ وہ کتنی جلدی پک کر تیار ہو جائے گی۔ میں تمہیں ایسے دین کی طرف بلاتا ہوں جسے ہمارے رب العزت نے ہمارے لئے پسند فرمایا ہے اور ایسی شریعت کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں جسے ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہؐ ہمارے پاس لائے۔ ہم نے اسے سنا اور اطاعت کی۔ اگر تم اسے قبول کرو جو کچھ ہمارے لئے ہے وہ تمہارے واسطے بھی ہوگا اور جو ہم پر مقرر ہے وہ تم پر بھی ہو جائے گا اور ہم اپنے چند ایسے آدمیوں کو جو تمہیں اس کے احکام کی تعلیم دیں گے تمہارے پاس چھوڑ کر یہاں سے پہلے کی طرح چلیں جائیں گے۔ لیکن اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو گے۔ تو پھر جزیہ دینے کا اقرار کرنا پڑے گا اور اگر اس سے بھی روگردانی کی جائیگی تو پھر تمہیں لڑائی کے لئے تیار ہو جانا چاہئے تا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے اور ہمارے مابین فیصلہ کر دیں اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں''۔

اس خط کو آپ نے ملفوف کر کے ایک معاہدی کے جو عربی اور رومی دونوں زبانوں پر حاوی تھا۔ سپرد کیا اور فرمایا کی اہل حمص کو

میرا یہ خط پہنچا کر اس کا جواب لے آ۔ یہ شخص اسے لے کر روانہ ہوا۔ جس وقت یہ دیوار شہر پناہ کے قریب پہنچا تو اہل حمص نے اس پر تیر چلانے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے رومی زبان میں ان سے کہا کہ میں ایک معاہدی شخص ہوں، میرے پاس ان عربوں کا ایک خط ہے۔ یہ سن کر انہوں نے ادھر سے ایک رسی لٹکا دی۔ اس نے جس وقت اسے کمر میں باندھ لیا تو انہوں نے اسے اوپر کھینچ لیا اور اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ معاہدی نے اسے سجدہ کیا اور وہ خط دے کر علیحدہ کھڑا ہو گیا۔ سردار نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو اپنے دین سے منحرف ہو کر ان کے دین میں چلا گیا۔ اس نے کہا میں نے اپنا مذہب ہرگز نہیں بدلا۔ البتہ میں اور میری اولاد مع مال و منال ان کے ذمہ داری اور پناہ میں ضرور چلی گئی ہے اور ہم اس قوم کی طرف سے سوائے نیکی اور بھلائی کے دوسری چیز کا منہ نہیں دیکھتے۔ میری رائے میں تمہارے لئے بھی قرین صواب اور مصلحت یہی ہے کہ ان سے لڑائی مول لے کر خواہ مخواہ نہ الجھو۔ یہ قوم بڑی سخت اور نہایت بہادر ہے موت سے ڈرنا تک نہیں جانتی۔ ان کے نبی ان کے پاس جو کچھ لائے انہوں نے جو جو کچھ ان سے فرمادیا اس پر بہ دل و جان عامل ہیں اور اس سے سر مو تجاوز کرنا نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک مر جانا زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اس قوم نے اپنے دین کی قسم کھائی ہے کہ جب تک اس شہر کو اس کے باشندے ہمارے سپرد نہ کردیں گے یا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے ہمارے ہاتھ سے فتح نہ کردیں گے اس وقت تک ہم اس شہر سے قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ مجھے اپنے دین اور مسیح (علیہ السلام) کی قسم مجھے اس قوم سے تمہاری زیادہ محبت ہے اور ان کے مقابلہ میں مجھے تم زیادہ محبوب اور عزیز ہو۔ میں ان کے مقابلہ میں تمہاری اعانت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ان کے سخت پنجہ میں کہیں تم نہ پھنس جاؤ اور ان کی سطوت وجلال کی چکی تمہیں پیس کے نہ رکھ دے۔ اگر تم نے ان سے صلح کر لی تو صحیح وسلامت اور محفوظ رہو گے اور اگر مخالفت کی تو یاد رکھو ندامت اٹھاؤ گے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حمص کا سردار مرلیس یہ کلمات سن کر بے تاب ہو گیا اور غصہ میں اس طرح بڑبڑانے لگا۔ انجیل صحیح اور عیسیٰ مسیح کی قسم! اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو تیری اس زبان درازی کے باعث گدی سے تیری زبان کھنچوالیتا۔ یہ کہہ کر اس نے وہ خط ایک ایسے شخص کو پڑھنے کے لئے دیا جو عرب کے لکھے ہوئے خط کو بخوبی پڑھ سکتا تھا اس کے بعد حکم دیا کہ اس کا جواب لکھائے۔ چنانچہ کلمات کفر کے بعد اس نے حسب ذیل جواب لکھا:

''یا معاشر العرب! تمہارا خط پہنچا جو کچھ اس میں دھمکی، تہدید اور وعید کی گئی ہے وہ معلوم ہو گئی اہل شام کے جن لوگوں سے اب تک تمہارا سابقہ پڑتا رہا ہے۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں خود بادشاہ ہرقل آڑے وقت میں ہم سے مدد چاہتا رہا ہے اور جب کوئی بڑی مہم یا لشکر اس پر آپڑتا ہے تو اعانت چاہتا رہتا ہے۔ ہماری شہر پناہ نہایت مضبوط ہمارے دروازے بے حد پختہ اور ہماری جنگ بڑی ہولناک جنگ ہوتی ہے۔ ہم تم سے لڑائی کے لئے ہر وقت تیار ہیں'' والسلام

یہ خط لپیٹ کر اس نے معاہدی کے سپرد کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسے رسی میں باندھ کے لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ یہ شہر پناہ کے باہر لٹکا دیا گیا۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے وہ خط کھول کر پڑھا۔ مسلمانوں کو سنایا۔ بہادران اسلام سنتے ہی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ پہلا حضرت مسیب بن نخبتہ الفرازی رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں دے کر باب جبل کی طرف جو باب صغیر کے متصل تھا روانہ کیا۔ دوسرے حصہ کو [1] حضرت شرجیل بن حسنہ

---

[1] ایک نسخہ میں اس طرح ہے پہلا دستہ مسیب بن نخبتہ الفرازی کا باپ جبل پر، دوسرا مرقال بن ہشام کا باپ رستن پر، تیسرا یزید بن ابی سفیان کا باب شام پر اور خود حضرت خالد کے ہمراہ باب صغیر پر۔ گویا حضرت شرجیل کا دستہ نہیں ہے اور نیز اس روایت میں مرقال بن ہاشم کے بجائے مرقال بن ہشام ہے اور ان کا دستہ بجائے باب صغیر پر ہونے کے باب رستن پر ہے اور خود حضرت ابوعبیدہ بجائے رستن کے باب صغیر پر۔

کاتب رسول اللہؐ کی سرکردگی میں دیا۔ تیسرے دستہ کو مرقال بن ہاشم بن عتبہؓ کے زیر کمان دے کر انہیں باب صغیر کی طرف بھیجا۔ چوتھے رسالہ کو حضرت یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ کر کے انہیں باب شام پر متعین کیا اور خود حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ [1] باب رستن پر رہے۔

اہل حمص کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جتنا دن باقی تھا اس میں برابر جنگ ہوتی رہی رومیوں کے جو تیر ان تک آتے تھے یہ انہیں برابر چمڑے کی ڈھال پر لیتے رہے۔ لیکن ان کے تیر جو شہر پناہ والوں پر برس رہے تھے ان کا خالی جانا ذرا مشکل امر تھا۔ آخر شام تک یہی ہوتا رہا۔ صبح جس وقت آفتاب عالم تاب اپنی کرنوں کے تیر مشرق کی ترکش سے اقصائے عالم پر برساتا ہوا نمودار ہوا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان تمام غلاموں کو جو اس وقت مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے جمع کر کے یہ حکم دیا کہ تلواریں حمائل اور ڈھالیں لٹکا لٹکا کے حمص کی شہر پناہ پر یلغار بول دیں اور ڈھالوں پر دشمنوں کے تیر روک روک کر اپنی شمشیر خارا شگاف کے جوہر ان کے مقابلے میں دکھلانے لگیں۔

حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا:

''یا ابا سلیمان! محض غلاموں کی جنگ ہمیں کفایت نہیں کر سکتی۔ آپ نے جواب دیا آپ ذرا خاموشی کے ساتھ دیکھیں اور میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کی مخالفت نہ فرمائیں۔ میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ہم ان پر یہ بات ثابت کر دیں کہ ہماری نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ہم اس لڑائی کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دیتے کہ خود ان کے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ بلکہ ہم انہیں اتنا کمزور سمجھتے ہیں کہ انہیں ہمارے غلام ہی کافی ہیں''۔

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا۔ بہت بہتر ہے خداوند تعالیٰ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ یہ غلام چار ہزار تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک ہزار پیدل عرب بھی ان کے ساتھ کئے اور انہیں شہر پناہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ تیر برسانے کے ساتھ ساتھ تلواروں کی ضربیں شہر پناہ کی دیواروں پر لگائی جائیں۔ چنانچہ عربی ان غلاموں کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور یہ غلام ڈھالوں میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ اور تلواروں کی ضربیں لگا رہے تھے جن میں بعض تلوار دیوار پر پڑ کر اپنی جھنکار کے ساتھ جھڑ جاتی اور بعض مڑ کر رہ جاتی تھیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مریس معلون جو یہاں کا سردار تھا اپنے سرداروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار پر آیا۔ س کے گردا گرد اس کے افسران اور باڈی گارڈ [2] (محافظ دستہ) موجود تھے جن کے سروں پر صلیبیں بندھی ہوئی تھیں۔ یہاں آ کر یہ ان غلاموں کی فوج کی حرکات وسکنات بغور ملاحظہ کرتے رہے۔ سردار مریس نے اپنے افسروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں ان عربوں کو جس طریقہ اور ہیئت میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام کے تمام سیاہ فام ہیں۔ ایسا خیال نہیں کرتا تھا اس کے ان مصاحبوں نے جنہوں نے عربوں کو اجنادین میں دیکھا تھا اور وہ وہاں سے بھاگ کر یہاں آ گئے تھے، اس سے کہا کہ یہ عربی گروہ نہیں ہے بلکہ عربوں کے غلام ہیں۔ لڑائی

---

[1] ایک نسخہ میں رستق ہے۔

[2] یہ اصحاب الرقب کا ترجمہ ہے۔ اصحاب الرقب وہ ساتھی جو حفاظت کے لئے ہوں جس کا ترجمہ باڈی گارڈ ہی ہو سکتا ہے۔ باڈی گارڈ وہ دستہ جو بادشاہ کی حفاظت کے لئے مخصوص ہو۔

کے مکروفریب اوران کے جنگ کی چالاکیوں میں سے یہ بھی ایک چالاکی اور ہنر ہے جس سے انہیں ہم پر یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ہمارے نزدیک تمہاری کچھ قدر و قیمت اور اتنی بھی حقیقت نہیں ہے کہ ہم خود تمہارے مقابلے میں جنگ کے لئے نکلیں۔ بلکہ ہمارے غلام ہی کافی ہیں۔ اس نے کہا مسیح (علیہ السلام) کی قسم یہ تو عربوں سے بھی زیادہ سخت اور بے سرے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تم یاد رکھو ہمارے شہر کی دیوار پناہ سے آ کر وہی شخص ٹکر کھاتا ہے اور وہی اس در و دیوار کے پتھروں سے کھیلتا ہے جو ان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا اور جس کے دور ہی سے فتح ونصرت قدم چومنے کے لئے تیار اور منتظر رہتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس روز تمام دن یہ غلام لڑتے رہے اور کئی دفعہ انہوں نے ہجوم کر کے دروازوں پر حملے کئے حتی کہ سورج اس نظارے کی تاب نہ لا کر مغرب کی طرف چلا گیا اور یہ غلام اپنے آقاؤں کے پاس حق نمک ادا کر کے واپس چلے آئے۔ مرلیس نے اپنا ایک ایلچی اور قاصد خط دے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو رات کی تاریکی نے ہر طرف اپنا ڈیرہ جما رکھا تھا۔ مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے کہ کوئی ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے اس کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر اس نے کہا میں مرلیس کا ایلچی ہوں۔ میرے پاس یہ خط ہے جس کا میں جواب لینے کے لئے آیا ہوں۔ مسلمانوں نے اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے اس سے وہ خط لیا اور اس طرح بڑھنا شروع کیا۔

''یا معاشر العرب! ہم سمجھتے تھے کہ تمہارے پاس کچھ گھر کی عقل ہوگی جس سے حرب و ضرب نیز دیگر امور میں استعانت لے کر کام کرتے ہوں گے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اس سے کورے ہو کیونکہ پہلے دن کی جنگ میں تو تم علیحدہ علیحدہ دروازوں پر متفرق ہو گئے جس سے ہم نے سمجھا کہ ان کی تفریق محاصرہ سے بھی زیادہ سخت اور حصار کی مضرتوں سے بھی کرخت ہوگی۔ مگر جب اگلا دن ہوا تو تم خود لڑائی سے ہٹ گئے اور ان مساکین کو جو دیواروں کے اوپر تلواروں کو مار مار کے انہیں کند کئے ڈالتے ہیں اور دوسرے ہتھیاروں کو توڑ توڑ کے ناس کئے دیتے ہیں ہمارے مقابلہ پر بھیج دیا۔ افسوس! کہیں تلواریں بھی شہر پناہ کی دیواروں پر پڑ کر اسے توڑ کر صحیح وسالم رہ سکتی ہیں۔ اس سے لڑائی کے اندر تمہاری عقل کا خود اندازہ ہو گیا کہ معرکہ کارزار میں اس سے کیا کام لیتے ہو؟ میں تمہیں اب ایک ایسا مشورہ دیتا ہوں کہ جس میں ہم دونوں فریق کی فلاح اور بہبودگی مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم ملک ہرقل کی طرف چلے جاؤ اور جس طرح اب تک تم نے ان ممالک کو جو تمہارے پس پشت ہیں فتح کیا ہے اس کے مقبوضات کو فتح کرو۔ فساد وخونریزی سے بچو۔ کیونکہ جو شخص انہیں کرتا ہے یہ اس پر لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے تو ہم کل صبح شہر سے نکل کر تمہارے ساتھ لڑیں گے۔ پھر جو شخص حق پر ہوگا خداوند تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے۔''

حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس خط کو پڑھ کر مسلمانوں سے اس کے متعلق مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قبیلہ خثعم کا ایک معزز سردار جس کا نام عطاء بن عمرو خثعمی تھا اور جو ایک سن رسیدہ بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم الہجرت [1] (یعنی پہلا مہاجر) اور صحیح الرائے شخص بھی تھے اور جو اپنے قبیلے کے آدمیوں کو رام کر کے ایک باقاعدہ فوج بنا کر انہیں اپنی قیادت میں لے آئے تھے اس وقت یہاں موجود تھے جس وقت انہوں نے یہ خط سنا تو یہ فوراً اچھل کے کھڑے ہوئے اور حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری ایک بات جس میں مسلمانوں کی بہبودگی اور نفع مضمر ہے

[1] قدیم الہجرت وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع زمانہ مبارک میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے گئے۔

سن لیں۔ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے مسلمانوں کی تائید و فلاح اور بہبودگی کی بات کہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کے لئے ناصح ہو کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے قریب آئے اور کہا یا امیر! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کریں۔ ان سرداروں سے جن سے اب تک سابقہ پڑتا رہا ہے اور یہاں کا سردار زیادہ بہادر اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ فتح بعلبک کی خبر اس وقت اسے ضرور پہنچی ہوگی اور اس نے اسی وقت یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی جولانگاہ اب ہمارے شہر کے سوا کوئی دوسرا شہر نہیں ہوسکتا۔ یہ سوچتے ہی اس نے غلہ چارہ رسد کا تمام سامان اور اسلحہ اپنے پاس اس قدر جمع کر لیا ہے کہ شہر والوں کو سالہا سال کے لئے کافی و وافی ہے ایسی صورت میں اگر ہم نے محاصرہ رکھا تو دمشق کی طرح اسے فتح کرنے میں ایک زمانہ چاہئے۔ اس لئے میری رائے میں یہ آتا ہے کہ آپ ان کے ساتھ ایک مکر کریں۔ اگر مکر وحیلے کے جال میں اس شکار کو آپ نے پھانس لیا اور ہمارا وہ پھندا ان کی گردن میں پوری طرح آ گیا تو ہم بہت ہی جلد انشاء اللہ تعالیٰ اس شہر کو فتح کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! ایسا وہ کون سا حیلہ سوچا ہے؟

انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ ہم ان سے کھانے کے لئے غلے اور چارے کا مطالبہ کریں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دیں کہ ہم تمہارے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کی فتوحات تک لوٹ جائیں گے اور ان کی فتوحات کے بعد پھر تمہاری طرف آئیں گے۔ اتنے ان کا غلہ اور رسد قریب ختم کے پہنچ جائے گا، جمعیت متفرق ہو جائے گی اور یہ اپنی تجارت کے لئے دوسرے شہروں میں چلے جائیں گے۔ چونکہ میدان صاف ہوگا اس لئے ہم ان پر آسانی سے چھاپہ مار کر انہیں تاخت و تاراج کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے اور میں یہی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے توفیق اور مدد کی امید ہے۔ چنانچہ آپ نے دوات و کاغذ منگا کر حسب ذیل خط لکھنا شروع کیا:

حضرت ابوعبیدہ ؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد! میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہاری تحریر میں اپنی اور تمہاری فلاح و بہبود دیکھی، ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ خدائے عزوجل کے کسی بندے پر ظلم روا رکھیں۔ ہمارے پاس لاؤ ولشکر گھوڑے اونٹ بہت زیادہ ہیں اور اپنا ملک بہت دور۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہارے یہاں سے کوچ کر کے کہیں اور چلے جائیں تو پانچ روز کی زادراہ (سامان رسد) ہمارے پاس بھیج دو۔ ہمارے سامنے ہر طرف راستہ کھلا ہوا ہے کسی طرف چلے جائیں گے اور جبتک بڑے بڑے قلعے اور سنگین دروازے نہیں فتح کر لیں گے تمہارے پاس نہیں آئینگے یا اگر تم کہو تو ہم مدائن شام کی طرف چلے جائیں اور انہیں فتح کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں اگر تم نے ہمارے اس کہنے پر عمل کیا تو ہمیں امید ہے کہ اس میں آپ کی نیز ہماری دونوں کی فلاح ضمر ہوگی۔"

اس مکتوب کو آپ نے مفلوف کر کے اپنی مہر ثبت کی اور اسی قاصد کو دے دیا۔ مرلیس نے جس وقت یہ مکتوب پڑھا اسی وقت اس نے امراء اور اپنے شہر کے روسا اور عمائدین کو جمع کر کے کہنے لگا کہ عرب تم سے غلہ اور رسد طلب کرتے ہیں تا کہ تمہارا محاصرہ اٹھا کر کسی دوسری طرف چلے جائیں۔ ان کی مثال درندے جیسی ہے کہ جب تک وہ اپنا شکار نہیں پالیتا اس جگہ سے نہیں ٹلتا۔ انہیں تمہارے شہر میں اگر بھوک لگی ہے۔ جس وقت ہم ان کا پیٹ بھر دیں گے تو یہ یہاں سے چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا سردار! ہمیں اس بات کا

خوف ہے کہ یہ کہیں غلہ اور چارہ لے کر بھی یہاں سے نہ ٹلیں۔ اس نے کہا میں ان سے تمہارے حق میں اس بات کا عہد اور میثاق لے لوں گا کہ جس وقت تم انہیں کہو اسی وقت وہ یہاں سے کوچ کر جائیں۔ انہوں نے کہا جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے کیجئے اور ہمارے اور اپنے لئے اچھی طرح مواثیق لے لیجئے۔

کہتے ہیں کہ مریس نے اس کے بعد پادریوں اور راہبوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس جا کر عہد و پیمان لیں کہ جس وقت ہم آپ لوگوں سے چلے جانے کو کہیں تو آپ یہاں سے اس طرف کوچ کر جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ اس بات کیلئے تیار ہو گئے۔ مریس نے باب رستن جس پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ پڑے ہوئے تھے کھلوایا اور یہ پادری اور رہبان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قرارداد پر صلح کر لی کہ جس وقت ہم آپ سے کوچ کر جانے کو کہیں آپ یہاں سے کوچ کر جائیں اور تاوقتیکہ مدائن شام میں سے کوئی شہر خواہ غرباً ہو یا شرقاً پہاڑی علاقے کا ہو یا غیر پہاڑی علاقے کا فتح نہ کر لیں۔ اس طرف آنے کا قصد نہ کریں۔ آپ نے اسے منظور کر لیا اور صلح پوری ہو گئی۔ اہل حمص غلے اور چارے کی اتنی کثیر مقدار کہ تمام لشکر کو پانچ روز کے لئے کافی ہو جائے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو ہم نے قبول کر لیا۔ اگر تم غلہ اور چارہ کچھ ہمارے ہاتھ فروخت کرنا بھی چاہو تو ہم خرید سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم فروخت کر دیں گے۔ آپ نے لشکر میں منادی کرا دی کہ اگرچہ تمہارے پاس غلہ اور چارہ موجود ہے مگر منزل مقصود دور ہے اور زاد راہ قلیل اس لئے تمہیں چاہئے کہ اور خرید لو۔ لشکریوں نے جواب دیا کہ کس چیز کے عوض میں خرید لیں اور کس چیز پر خرید کے اس کی باربرداری کر دیں۔ آپ نے فرمایا جن جن آدمیوں کے پاس رومیوں کی حاصل کردہ غنیمت ہو انہیں چاہئے کہ وہ اس کے بدلے میں غلہ اور چارہ خرید کر لیں۔ حسان بن عدی غطفانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (حشر کے روز) حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو حساب سے سبکدوش فرمائیں کہ آپ نے ہمیں اور ہمارے ان چوپاؤں کو جن پر ہم نے غنیمت کے حاصل کئے ہوئے فرش اور قالین لاد رکھے تھے، ہلکا اور سبک کر دیا۔ یعنی ہم نے ان فرش اور قالین کے بدلے میں ان سے غلہ اور چارہ خریدنا شروع کر دیا۔ اہل عرب ان سے خرید و فروخت میں بہت نرمی کر رہے تھے اور یہ اہل حمص بیس روپے کے مال میں ہمیں کل دو روپے کا مال دے رہے تھے۔ اس قدر سستا مال دیکھ کر حمص والوں نے ہم سے اور زیادہ خریدنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ تین دن اسی خرید و فروخت میں لگ گئے۔ اہل حمص اس طرح خریدنے اور ہمارے چلے جانے سے بہت خوش تھے۔

کہتے ہیں کہ عربی لشکر میں رومیوں کے چند جاسوس اور مخبر رہا کرتے تھے جو ان کی خبریں درج کر کر کے رومیوں کو بھیجا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اہل حمص کو اس طرح دروازہ کھولتے نیز ذلت کے ساتھ معاہدہ کر کے رسد لاتے دیکھا تو انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ اہل حمص ان کی اطاعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہی یہ انطاکیہ کی طرف بھاگے اور راستہ میں جو شہر یا قلعہ پڑتے رہے انہیں اس بات کی شہرت دیتے چلے گئے کہ اہل حمص نے عربوں کی اطاعت میں داخل ہو کر صلح کے دروازہ سے دروازہ کھول دیا ہے۔ رومیوں پر یہ خبر نہایت شاق گزری اور ان کے دلوں میں عربوں کی طرف سے بہت زیادہ خوف و ہراس اور رعب طاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے یہ بھی توفیق اور احسان تھا کہ انہوں نے ایسا مشہور کر دیا۔ کل جاسوسوں کی تعداد چالیس تھی جن میں سے تین شیرز کی طرف بھی گئے تھے اور وہاں جا کر انہوں نے بھی یہی اشاعت شروع کر دی تھی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کے ساتھ یہاں سے رستن کی طرف کوچ فرمایا۔ جس وقت آپ اس شہر میں پہنچے تو اسے ایک نہایت مضبوط اور مستحکم شہر دیکھا جو پانی اور آدمیوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ آپ نے یہاں کے

باشندوں کے پاس اپنا ایلچی روانہ کیا کہ ہماری قیادت اور ذمہ داری میں آ کر ہم سے صلح کر لیں۔مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک ہم ہرقل بادشاہ کے مقابلے میں تمہاری کارگزاری نہ دیکھ لیں اور ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ رہا۔اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔اس کے بعد جو کچھ خداوند تعالیٰ کو منظور ہوگا ہو رہے گا۔آپ نے فرمایا ہم بادشاہ ہرقل ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ہمارے ساتھ اگرچہ آدمی کافی ہیں۔مگر مال واسباب اس قدر ہے کہ اس کی بار برداری میں ہمیں دقت اٹھانی پڑتی ہے۔اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جس وقت تک ہم لوٹ کے آئیں اسے اس وقت تک تمہارے پاس رکھ دیں تا کہ ہمارے پاس سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔اہل رستن یہ سن کر اپنے سردار کے پاس جس کا نام نقیطاس تھا آئے اور اس سے یہ بیان کیا۔اس نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں تھا۔بادشاہ دوسرے بادشاہوں کے پاس ہمیشہ سے اپنی امانتیں رکھتے چلے آئے ہیں۔ان سے کہہ دو کہ جس وقت آپ کو جو کام ہو ہم اس کے بجالانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔اسی طرح آپ جب تک بادشاہ سے آپ کا کچھ فیصلہ ہو ہمارے ساتھ اعانت رکھیں۔آپ نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

فتح رستن

ثابت بن علقمہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی فوج میں حمص کے پڑاؤ کے اندر میں بھی موجود تھا۔جس وقت آپ نے یہاں سے کوچ کر کے رستن پر چھولداری اور خیمے نصب کئے تو آپ نے صائب اور صاحب الرائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور فرمایا کہ یہ شہر نہایت مضبوط اور قلعہ بند ہے۔بغیر کسی حیلہ اور مکر کے اس کا فتح ہونا بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے بیس آدمیوں کو بیس صندوقوں میں جن میں اندر کی طرف قفل لگتے ہوں بند کر کے ان کی کنجیاں تمہیں دے دوں۔جس وقت تم شہر میں پہنچ جاؤ تو اللہ کا نام لے کر شہر والے مشرکوں پر ایک دم ٹوٹ پڑو۔پھر تمہاری مدد و اعانت کر دی جائے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو قفل باہر ہونے چاہئیں۔(تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ گزرے۔مترجم) اور نکلنے کے لئے صندوقوں کی تلی میں اس قسم کی چٹخنی [1] (نر مادگی یا چھپکا یا کنڈا اور زنجیر) لگا دی جائے کہ جو انہیں کھلنے میں روک نہ سکے۔اس ترکیب سے جس وقت ہمارے آدمی دشمن کے قلعے میں پہنچ جائیں تو تمام کے تمام ایک ساتھ ہی نکل پڑیں اور نعرہ تکبیر بلند کریں۔تکبیر کے نعروں پر ان کی اعانت موقوف ہوگی۔جس وقت یہ نعرے بلند کریں گے۔ان کی اعانت کیلئے فوج روانہ کر دی جائے گی۔آپ نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ترکیب ہے۔اس کے بعد آپ نے رومیوں کے کھانے کے صندوق منگا کر ان کے نیچے کے تختوں کو توڑ کے ان میں چٹخنی لگوائیں اور جب یہ مکمل ہو گئے تو ان میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے حسب ذیل حضرات تھے۔

ضرار بن ازور۔میتب بن نخبتہ الفرازی ذوالکلاع حمیری۔عمرو بن معدیکرب زبیدی۔مرقال بن ہاشم بن عتبہ۔قیس بن ہبیرہ۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ۔عبدالرحمٰن بن مالک اشتر۔عوف بن سالم۔عامر بن کاکل فرازی۔مازن بن عامر۔ربیعہ بن عامر۔عکرمہ بن ابوجہل۔عتبہ بن عاص۔اصید بن سلمہ۔دارم بن فیاض عبسی۔سلمہ بن جلیب۔فارع بن حرملہ۔نوفل بن جرعل۔

---

[1] یہ انثی فی ذکر کا ترجمہ ہے۔انثی وہ جس میں کسی شے کو دین ذکر وہ چیز دی جائے،صندوق میں چٹخنی ہی اس طرح دے سکتے ہیں اس لئے یہی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔اس سے بہتر ین ذہن میں نہیں آیا۔

جندرب بن سیف اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ کہ جنہیں آپ نے ان سب حضرات پر سردار مقرر فرمایا تھا۔ ان تمام صندوقوں کو رومیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ نقیطاس نے ان سب صندوقوں کو قصر امارت میں اپنی بیوی ماریہ کے محل میں رکھ دیا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا اور ایک گاؤں میں جس کا نام سوید (سودیہ) تھا پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ جب کسی قدر رات چلی گئی اور ظلمت نے دنیا والوں پر پردہ ڈال دیا تو آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لشکر زحف کے ہمراہ مجاہدین کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ رستن کے پل کے قریب ہی ابھی پہنچے تھے کہ شہر میں تہلیل وتکبیر کی آوازیں گونجتی ہوئی سنائی دیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان مجاہدین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح قصہ پیش آیا کہ جب ان صندوقوں کو جن میں یہ حضرات مقفل تھے رومیوں کے سپرد کر دیا گیا اور رومیوں کے سردار نے انہیں اپنی بیوی کی محل سرا میں رکھ دیا تو یہ عربوں کے چلے جانے کے شکریہ میں اپنے سرداروں کو لے کر کنیسہ کی طرف چلا گیا۔ تاکہ وہاں پہنچ کر نماز شکرانہ ادا کرے۔ انجیل کے پڑھنے کی آوازیں کنیسہ کے در و دیوار سے بلند ہوئیں تو ماریہ کے محل سے ٹکراتی ہوئیں توحید پرستوں کے کانوں میں بھی پہنچیں۔ انہوں نے صندوقوں کے پٹ الٹ الٹ کے اسلحہ لگائے اور لڑائی کے لئے چاق و چست ہو کے ماریہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس کے پاس پہنچے۔ شہر کی کنجیوں کا مطالبہ کیا اور جس وقت اس نے دے دی تو تکبیر وتہلیل کے فلک بوس نعرے مارتے اور اپنے آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوئے اس کنیسہ پر جہاں انجیل کے دورے ہو رہے تھے، جا پڑے۔

رومی چونکہ نہتے تھے مقابلے کی تاب نہ لا سکے اور شہر کے دروازوں کی طرف بے سروسامانی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کے اس چھوٹے سے دستہ کے نوعمر سپہ سالار حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے ربیعہ بن عامر، اصید بن سلمہ، عکرمہ بن ابوجہل، عتبہ بن عاص اور فارع بن حرملہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شہر کے دروازوں کی کنجیاں دیں اور فرمایا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ اکبر کی آوازیں لگاتے ہوئے شہر کے دروازے جا کر کھول دو۔ تمہارے مسلمان بھائی شہر کے چاروں طرف تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔ یہ باب کی طرف جسے باب حمص بھی کہتے ہیں بڑھے اور تکبیر وتہلیل کے نعروں کے ساتھ اسے کھول دیا۔ دروازہ کے کھلتے ہی گویا باب اجابت کھل گیا۔ چاروں طرف سے ان کی آوازوں کا استقبال فلک شگاف نعروں کے ساتھ ہونے لگا اور اللہ اکبر کی آوازوں کے ساتھ ساتھ توحید کا فرزند اسلامی فوج کا قائد اعظم یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنا لشکر لئے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ تثلیث کے بندوں نے جب توحید کے نعرے سنے تو سمجھ لیا ہم مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ سوائے قیادت میں آ جانے کے کسی طرح خون آشام تلواروں کو میان میں کرانے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی تو آخر یہ الفاظ کہہ کے کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں لڑتے۔ ہم تمہارے قیدی ہیں ہمارے ساتھ عدل وانصاف کرو۔ تم ہمیں ہماری قوم سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کے سپرد کر کے ان کی حراست میں آ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ بعض ان میں سے مسلمان ہو گئے اور اکثر اپنے دین پر ہی قائم رہے جنہوں نے جزیہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ مگر سردار نقیطاس نے اس کا بھی انکار کیا اور کہا میں اپنے دین اور مذہب کا عوض اور بدلا دینا نہیں چاہتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ تو پھر ایسی صورت میں تجھے مع اپنے بال بچوں کے ابھی یہاں سے نکل جانا ہوگا۔ چنانچہ یہ رستن سے مع اپنے اہل وعیال کے سیدھا حمص کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر فتح رستن کی خبر دی۔ اہل حمص یہ خبر سن کر بہت سٹ پٹائے اور انہیں سخت ناگوار گزرا اور یہ سمجھ گئے کہ اہل عرب صبح شام میں اب یہاں آ کر تاخت وتاراج کیا ہی چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس فتح رستن کی اطلاع بھیجی۔ آپ نے سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور یمن کے ایک ہزار

سپاہیوں پر حضرت بلال بن مرۃ یشکری کو امیر لشکر مقرر کر کے رستن کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔

لشکر اسلام کی حماۃ کی طرف روانگی

رستن پر جس وقت ہلال بن مرۃ یشکری اور ان کے بہادروں کا پوری طرح تسلط ہو گیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں آ ملے اور مسلمانوں کا یہ فائز المرام لشکر حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اہل حماۃ نیز اہل شیرز جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھے مگر اہل شیرز کے جس سردار سے مسلمانوں نے صلح کی تھی اس کا انتقال ہو چکا تھا اور ہرقل بادشاہ نے اس کے بجائے ایک سرکش اور ظالم سردار کو جس کا نام نکس تھا مامور کر کے یہاں بھیج دیا تھا اس نے اس صلح کو فسخ کر دیا اور اہل شیرز کو اپنے پنجہ ظلم میں گرفتار کر کے انہیں کافی مزہ چکھا دیا۔ یہ مقدمات قتل میں رشوتیں لیتا۔ مال چھینتا اور در پردہ کھانے پینے کی چیزوں کے خوب عطیات قبول کیا کرتا تھا۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو راستہ میں نقض صلح کی خبر پہنچی تو آپ نے سواروں کا ایک دستہ ان کی طرف بھیج دیا تا کہ ان سے پہلے وہاں پہنچ کر تاخت و تاراج کر دے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر ان کے شہر کو لوٹنا شروع کر دیا جس سے شیرز والوں میں ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔ سردار نکس ان کی شور و فریاد اور آہ و غوغا سن کر اپنے قلعہ سے باہر نکلا۔ رؤسا اور معززین شہر کو جمع کیا اور ان کے وسط میں بیٹھ کر کہنے لگا باشندگان شیرز! تم جانتے ہو کہ ملک ہرقل نے مجھے تمہاری حفاظت نیز شہر اور تمہارے مال و اموال اور بال بچوں کی نگہداشت کے لئے تم پر مامور کیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت و صیانت کے فرض کو بجالاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا اور ہتھیار تقسیم کر کے لڑائی کا حکم دے دیا۔

رومی اس تقسیم میں تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف کے یہاں پہنچ گئے اور ان کے مقابلے میں چھاؤنیاں ڈال دیں۔ آپ کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اپنی جماعت کے ساتھ آئے اور ان کے بعد سردار لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی اپنے تمام لشکر کے ہمراہ تشریف لائے۔ اہل شیرز مسلمانوں کا یہ لاؤ لشکر دیکھ کر سہم گئے۔ عقلیں جاتی رہیں۔ آنکھیں چندھیا گئیں اور مبہوت زدہ ہو کر رہ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اہل شیرز کے نام ایک یادداشت حسب ذیل الفاظ میں روانہ کی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب اہل شیرز کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! باشندگان شیرز۔ تمہارا قلعہ بعلبک اور رستن کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے اور نہ تمہاری فوج ان کی فوجوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اس لئے میرا یہ مکتوب پڑھتے ہی تم میری اطاعت کر کے ہماری قیادت میں داخل ہو جاؤ اور مخالفت پر کمربستہ نہ ہو ورنہ یہ مخالفت وبال ہو کر تم پر نازل ہو گی۔ ہمارا عدل اور حسن سیرت تمہیں معلوم ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ممالک شام کے ان لوگوں کی طرح جو ہماری صلح میں داخل ہو کر ہماری اطاعت کر چکے ہیں تم بھی داخل ہو جاؤ''۔ والسلام

یہ یادداشت ایک معاہدی شخص لے کر ان کے پاس گیا۔ یہ اسے لے کر سردار نکس کے پاس پہنچے اس نے اسے پڑھا اور اچھی طرح اس کا مطلب سمجھ کے اہل شیرز کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا واقعی عرب اپنے قول میں

نہایت سچے ہیں۔ ہمارا قلعہ رستن، بعلبک، دمشق اور بصریٰ کے قلعوں سے زیادہ مستحکم اور مضبوط نہیں ہے اور اسی طرح آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل حمص کتنے بہادر، جری اور شجیع واقعہ ہوئے ہیں مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے۔ ایسے ہی فلسطین، ان کا شہر اور باشندگان اردن اور ان کا قلعہ ہے۔ مگر ان کی بھی ان کے سامنے کچھ نہ چلی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے اہل شیرز ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور پھر جب کہ ان کا قلعہ بھی نہایت کمزور واقع ہوا ہے۔ اب اگر آپ صلح کی گفت وشنید کے متعلق انکار کریں گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ ہمیں دانستہ ہلاکت کے دہکتے ہوئے الاؤ میں دھکا دینا چاہتے ہیں۔ نکس یہ سنتے ہی غصہ کی آگ میں جل گیا۔ اہل شیزر کو گالیاں دیں اور اپنے غلاموں کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اہل شیرز بھی یہ دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور ننگی تلواریں لے کر اس کے غلاموں پر پل پڑے۔ فریقین میں جنگ وجدل قائم ہو گیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں دعا کی الٰہی! انہیں انہی کی جنگ میں ہلاک کر دے۔ دیر تک یہ لڑائی جاری رہی۔ آخر اہل شیرز غالب آئے اور انہوں نے اپنے سردار کو مع اس کے غلاموں کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فتح شیرز

اس کے بعد ان میں سے چند آدمی غیر مسلح ہو کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے حاضر ہو کر اول آپ کو سلام کیا اور پھر اس طرح عرض کرنے لگے ایہا الامیر! ہم نے آپ حضرات کی محبت میں اپنے سردار کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند جل وعلیٰ تمہارے چہروں کو روشن اور تمہارے رزقوں میں برکت عنایت کریں۔ آپ لوگوں نے ہمیں حرب وضرب کی آفات سے نجات دے دی۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ان کی حسن واطاعت، آپ لوگوں کی محبت میں اپنے سردار کا قتل، نیز ان کا تمہاری اطاعت وقیادت میں داخل ہو جانا آپ حضرات نے دیکھ ہی لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ حسن مراعات کر کے ان پر انعام واکرام کا دروازہ کھول دوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ آپ کی رائے میں جو آئے کیجئے۔ واقعی اگر ان کے ساتھ اعانت کی گئی تو دوسرے ممالک اور شہروں کو بھی باری تعالیٰ انشاء اللہ العزیز جلد فتح کر دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ اہل شیرز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں خوش ہونا چاہیے۔ میں تم پر کسی طرح کا جبرو اکراہ روا رکھنا نہیں چاہتا۔ جو شخص خوشی سے ہمارے دین میں داخل ہونا چاہئے اس کے لئے وہی حقوق ہیں جو ہمارے واسطے اور ان پر وہی فرائض عائد ہوتے ہیں جو ہم پر۔ نیز دو سال کا خراج ان پر معاف ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہی مذہب پر رہنا چاہئے تو اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اور ایک سال کا خراج اس پر معاف ہے۔

رومی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہم بسروچشم آپ کی اطاعت قبول کرتے ہیں۔ یہ ہمارے سردار کا قصر امارات ہے کہ آپ چونکہ اس کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے ہم ہدیۃً آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اس کے اندر جو کچھ مال ومتاع برتن اور آدمی ہیں وہ سب آپ کی ملک ہیں۔ آپ انہیں اپنے تصرف میں جس طرح چاہیں لا سکتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کا سب مال واسباب جمع کر کے اس کا خمس (پانچواں حصہ) خود رکھ لیا اور باقی تمام سامان مسلمانوں پر علی السویہ تقسیم فرما دیا اور منادی کرا دی کہ یا معاشر المسلمین! تمام فتوحات سے زیادہ آسانی کے ساتھ رب العزت نے تمہارے ہاتھ سے اس شہر کو فتح کرا دیا ہے۔ اب اہل حمص تمہاری ذمہ داری اور عہد سے نکل چکے ہیں اور جو مواثیق تم نے ان کے ساتھ کی تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں اس لئے حمص کی طرف لوٹ چلو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں گے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عرب ابھی گھوڑوں پر سوار ہو کر چلنے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ دفعتہً انہیں نہر قلوب کی سڑک سے جو انطا کیہ کی طرف جاتی تھی ایک غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا جو برابر ان کی طرف بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں کے چند سوار تفتیش حال کے لئے اس کی طرف دوڑے۔ معلوم ہوا کہ روم کے پادریوں میں سے کوئی ایک بہت بڑا پادری ہے جس کے ساتھ مال و اسباب کے لدے ہوئے سوتا تاری گھوڑے (برذون) ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے سو رومی جوان۔ مسلمانوں کے شیزر میں داخل ہونے کا چونکہ اسے علم نہیں تھا اس لئے یہ یہاں آ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ غراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے ایک ساتھ تکبیروں کے نعرے بلند کئے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر کے رومی جوانوں کو قید اور گھوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس وقت پادری گرفتار ہو چکا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بدبخت! تو کہاں سے یہ سامان لا رہا تھا؟ اس نے کچھ رومی زبان میں بڑبڑانا شروع کیا جس کو آپ نہ سمجھ سکے۔ باشندگان شیزر میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور آپ کے پاس آ کے اس طرح کہنے لگا یا ایہا الامیر! یہ کہتا ہے کہ میں ہرقل بادشاہ کے معززین پادریوں میں سے ہوں۔ مجھے بادشاہ نے یہ سامان دے کر مریس والی حمص کی طرف روانہ کیا تھا۔ ان گٹھوں میں جو گھوڑوں پر ہیں زربفتی (یعنی ریشمی کپڑے) جن میں سونے کی بناوٹ ہے) کپڑے ہیں، دس گھوڑوں پر دینار ہیں اور باقی تمام پر کپڑے لدے ہوئے ہیں۔ آپ نے انہیں کھلوایا ان میں اس قدر مال غنیمت برآمد ہوا کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں لدوا کر حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف ہنکوا دیا۔ آپ اس وقت نہر قلوب کے اوپر جو شیزر کے قریب ہی تھی فروکش تھے۔ آپ نے اس وقت ایک سوتی فرش نیچے بچھا رکھا تھا اور سوتی ہی ایک شامیانہ اوپر تان رکھا تھا تاکہ دھوپ سے بچاؤ ہو جائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پادری کو آپ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ آپ نے دریافت کیا ابا سلیمان! کیا ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا۔ یہ انطا کیہ کا ایک پادری ہے جسے رومی کتے ہرقل نے کچھ ہدایا دے کر مریس والی حمص کے پاس روانہ کیا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کے سامنے مال غنیمت پیش کیا گیا جسے دیکھ کر آپ بے انتہا خوش ہوئے اور فرمایا ابا سلیمان! شیزر کی فتح ہمارے لئے ایک مبارک فال ہے۔ اس کے بعد آپ نے ترجمان کو بلا کر حکم دیا کہ اس پادری سے نافرمان رومی کتے ہرقل کے متعلق سوال کرے کہ آیا اس نے کچھ جمعیت جمع کی ہے یا نہیں؟ ترجمان کے جواب میں پادری نے بیان کیا کہ ملک ہرقل کو دمشق۔ بعلبک اور جوسیہ کے فتح ہو جانے کی خبر پہنچ چکی ہے مگر ابھی یہ اطلاع نہیں ملی کہ حمص کے اوپر بھی دھاوا ہو چکا ہے اور اسی لاعلمی کی وجہ سے اس نے مجھے ہدایا دے کر والی حمص کی طرف روانہ کیا تھا اور یادداشت میں یہ اطلاع دی تھی کہ میں عنقریب تمہاری مدد کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر رہا ہوں۔ تم عربوں سے کسی طرح جنگ میں پیچھے نہ ہٹنا۔ ملک ہرقل نے تمام ان لوگوں سے جو صلیب کے پرستار ہیں اور انجیل کے پیروکار مدد اور کمک طلب کی ہے اور ہر تثلیث کے بندے نے جیسے اوس۔ صقالیہ۔ انگلستان۔ ارمینہ۔ دوقس، مغلیط، کرک (کرج) یونان، حلف، غزنی (غزنہ یا غزنین) رومہ (رومتہ الکبریٰ) اور ہر حامل صلیب نے اس پر لبیک کہہ کے آمادگی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بہت قریب ہے جب ہر طرف سے فوجیں امنڈ امنڈ کے ٹڈی دل کی طرح ہرقل کے پاس جمع ہو جائیں گی۔ آپ ترجمان سے یہ الفاظ سن کے ذرا متشوش ہوئے اور اس پادری پر اسلام پیش کیا۔ اس نے ترجمان سے کہا کہ تم اپنے سردار سے بیان کرو کہ میں نے نبیؐ کو رات خواب میں دیکھا تھا۔ میں رات ہی ان کے ہاتھ پر اسلام لا چکا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان مشرکوں سے جو اس کے ساتھ تھے اسلام لانے کو کہا اور جس وقت انہوں نے انکار کر دیا تو ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

اس کام سے فارغ ہو کر آپ نے حمص کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک دستہ بطور مقدمتہ الجیش کے آپ کے آگے آگے جا

رہا تھا۔ جس وقت یہ دستہ شہر کے قریب پہنچا تو اہل حمص عربوں کے آنے سے اس وقت تک بے خبر تھے۔ اس نے پہنچتے ہی تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹے اور یہ کہتے ہوئے کہ مسیح کی قسم! عربوں نے بدعہدی کی۔ دروازے بند کر لئے۔ مسلمانوں کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اس نے حمص کو چاروں طرف سے گھیر کے اس کی رسد بند کر دی اور چاروں طرف اس کے گرد ڈیرے ڈال دیئے۔ حمص کے اکثر آدمی اس وقت تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بعض رسد کے سامان اور بعض متفرق کاموں کے واسطے دور دراز نکلے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ متفرق راستوں، عام شاہراہوں اور چھپی ہوئی گھاٹیوں میں مامور رہیں اور ہر وہ شخص جو غلہ یا مال تجارت حمص کی طرف لے کر لوٹتا ہو اس کو گرفتار کر کے میرے پاس فوراً لے آئیں۔ غلاموں نے اسی طرح کرنا شروع کیا۔ مرلیس والی حمص پر یہ بات نہایت شاق گزری اور اس نے ایک مکتوب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام روانہ کیا جس میں اس نے تحریر کیا تھا کہ:

امابعد۔ یا معاشر العرب! ہمیں تمہاری اس غداری اور بدعہدی کی خبر نہیں تھی تم نے سامان رسد پر صلح کی تھی ہم نے اسے بھیج دیا۔ بیع وشرا کی خواہش کی تھی اسے منظور کر لیا۔ پھر نہ معلوم کس لئے نقض عہد کرا دیا گیا''۔

آپ نے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا:

''جن راہبوں اور پادریوں کو تو نے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا تھا انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ میں نے جن دفعات پر ان سے معاہدہ کیا تھا انہیں یاد دلاؤں اور وہ تجھے جا کر بتلا دیں کہ ہم نے بدعہدی اور نقض عہد نہیں کیا ہے اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سے کبھی ایسا ہوگا''۔

مرلیس نے اسے پڑھ کر رہبان اور پادریوں کو جمع کیا اور باب حمص کھول کر انہیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ انہوں نے پہنچ کر آپ کو سلام کیا اور سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ یاد نہیں ہے کہ میں نے تم سے اس بات پر حلف اور عہد کیا تھا کہ میں تمہارے یہاں سے چلا جاؤں گا تاوقتیکہ شام کے کسی شہر کو خواہ وہ پہاڑی علاقہ میں ہو یا سطحی (غیر پہاڑی) فتح نہ کر لوں اور اس وقت تک ادھر کا رخ نہیں کرنے کا۔ نیز فتح کے بعد مجھے یہ بھی اختیار ہوگا کہ میں تمہاری ہی طرف آ جاؤں یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا مسیح کی قسم! اسی پر صلح ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے ہاتھ سے شیرز اور رستن بہت تھوڑے وقت میں فتح کر دیئے اور غنیمت میں ان کے سردار وغیرہ کا مال ہمیں اس قدر عطا فرمادیا کہ اس تھوڑی سی مدت میں ہمیں اس کی امید نہیں تھی۔ اس لئے نہ اب تم سے ہمارا عہد ہے اور نہ صلح۔ ہاں اگر از سر نو صلح کر کے ہماری ذمہ داری اور امان میں آنے چاہتے ہو تو دوسری بات ہے۔

انہوں نے کہا یا امیر! آپ نے سچ فرمایا آپ کی کوئی خطا نہیں ہے۔ آپ نے اپنی ذمہ داری اور عہد کو پورا کر دیا۔ شیرز اور رستن کی فتح کی خبر کہ آپ حضرات نے انہیں فتح کر لیا ہے ہمیں پہنچ گئی تھی۔ خطا اور بھول ہماری ہی ہوئی کہ ہم نے پھر توثیق وتصدیق نہ کرائی۔ اب تمام کام کی باگ ڈور ہمارے سردار کے ہاتھ میں ہے اس کے دل میں جس طرح آئے کرے۔ ہم اسے جا کر یہ تمام باتیں بتلائے دیتے ہیں۔ اس کے بعد رہبان اور پادری لوٹ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے سپہ سالاروں، نوجوانوں اور حرب کے مشاقوں کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم لڑائی کے کیل کانٹے سے لیس ہو جاؤ اور ہتھیاروں کو سنبھال لو۔ ان لوگوں کے پاس نہ سامان خوراک ہے اور نہ کوئی کمک جو لڑائی کے وقت ان کی مدد کر سکے۔ تم اللہ تبارک وتعالیٰ پر بھروسہ کر کے انہی سے استعانت طلب کر کے میدان عمل میں اتر آؤ۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ہتھیار لگائے۔ نیزے سنبھالے اور شہر پناہ نیز اس کے دروازوں کی

طرف دوڑ پڑے۔

ادھر اہل حمص اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ان عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے میں ہمیں لڑنا چاہئے اور ان کے مقابلہ میں کسی طرح کا ضعف نہ دکھلانا چاہئے۔ انہوں نے کہا ہمارے شہر میں اتنا سامان خورد و نوش نہیں ہے جو لڑائی کے وقت رسد وغیرہ کے کام آ سکے۔ ان عربوں نے پہلے ہی صلح کے متعلق اس کی قید لگا دی تھی کہ ہمیں پانچ روز کی خوراک دے دی جائے اور ہم نے جمع کر کے ان کے حوالے کر دی تھی۔ ہمیں ان کے اس حیلے اور مکر و فریب کی خبر نہیں تھی کہ سامان رسد سے ہمیں خالی ہاتھ کر کے پھر ہم پر چڑھائی کر دی جائے گی۔

اس نے کہا اپنے دشمن سے اتنی عاجزی تمہارے شایان شان نہیں ہے اور پھر جب کہ ابھی تک نہ تم میں سے کوئی قتل ہوا ہے اور نہ کسی کو زخم تک پہنچا ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی دوسری مصیبت آئی ہے۔ فاقوں سے تم ابھی نہیں مرے۔ ایک وقت کا غرہ تک نہیں ہوا وہ تم پر دھوکہ سے چڑھ آئے ہیں۔ اگر شہر پناہ میں داخل ہونا چاہیں تو چونکہ شہر پناہ کی دیوار پر تھوڑے آدمی بھی نیچے والوں کو کافی ہوتے ہیں۔ اس لئے تم کبھی انہیں یہاں داخل نہیں ہونے دے سکتے۔ پھر گھبراہٹ کس بات کی ہے۔ میرے مکان میں اس قدر سامان رسد مہیا اور جمع ہے کہ اگر لڑائی نے طول بھی کھینچ لیا تو تمہیں مدت دراز تک کافی ہوگا۔ نیز علاوہ اس کے ہرقل بادشاہ بھی تمہاری طرف سے کسی طرح غافل نہیں ہو سکتا۔ اسے بہت جلدی تمہاری خبر پہنچ جائے گی اور وہ فوراً سنتے ہی تمہاری مدد کے لئے لشکر روانہ کر دے گا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے یہاں ایک بہت بڑی کھیتی تھی جو غلہ سے پر رہا کرتی تھی اس نے اسے کھول کر باشندگان حمص پر اس طرح تقسیم کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے انہیں ذرا اطمینان ہوا۔ یہ سردار ہر صغیر و کبیر کو اس بقایا دن میں برابر تقسیم کرتا رہا۔ اہل حمص نے آ آ کر لے جانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اسی روز یہ کھیتی نصف تقسیم ہوگئی۔ تقسیم کے بعد اس سردار نے ان سے کہا میں نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اسی پر تین روز قناعت کی جائے اور اپنے دشمنوں سے حتی المقدور لڑنے کی کوشش کو کام میں لایا جائے۔

یہ کہہ کر اس نے لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا جو اس کا حکم پاتے ہی سربکف ہو کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے اس لشکر میں سے اولاد زراوزہ عمالقہ کے پانچ ہزار جوان جن کی وہاں کوئی برابری نہیں کر سکتا تھا منتخب کئے۔ ان میں ایک ہزار قبیلہ مذبحہ ملکیہ کے آدمی بھی شامل تھے انہیں منتخب کر کے اس نے اپنے دادا جرجیس کا اسلحہ خانہ کھولا اور اس میں سے انہیں زرہ، جوشن، تلواریں، خود، تیر کمانیں اور لٹھ[1] (لاٹھیاں) تقسیم کئے۔ لڑائی پر برانگیختہ ان کے دلوں میں جوش بھرا اور ہرقل بادشاہ کی فوجوں کی مدد اور کمک کا وعدہ کر کے انہیں لڑائی کے لئے پوری طرح تیار کر دیا۔ اس کے بعد پادریوں اور رہبانوں کو بلا کر کہا کہ آپ حضرات خشوع و خضوع کے ساتھ مسیح (علیہ السلام) سے دعا کریں کہ وہ عربوں پر ہمیں فتح بخشے۔

کہتے ہیں کہ یہ پادری اور رہبان ایک بہت بڑے کنیسہ میں جس کا نام کنیسہ جرجیس تھا اور جو وہاں بمنزلہ جامع کے (یعنی جیسے مسجدوں میں جامع مسجد) شمار ہوتا تھا داخل ہوئے۔ عبادات کے مزامیر سامنے رکھے۔ خلوص دل کے ساتھ کلمہ کفر کی مناجات شروع کی اور مسیح (علیہ السلام) کے حضور میں آہ وزاری کے ساتھ تمام رات روتے چیختے چلاتے رہے۔ صبح ہوئی تو مریس کنیسہ میں آیا۔ تقرب الی المسیح کی درخواست کی اور پادریوں نے اس کی خواہش کے مطابق (اپنے مذہب کے موافق) اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد یہ اپنے گھر میں آیا جہاں اس کے سامنے (خنزیر) کا بھونا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ جس وقت یہ اسے کھا چکا تو ایک سونے

---

[1] یہ لفظ حراب کا ترجمہ ہے۔ حربہ اور چوبا بمعنی چوب دستی و تازیانہ حراب جمع۔ چونکہ تازیانہ کے یہاں کوئی معنی نہیں بنتے اس لئے چوب دستی یعنی لاٹھی کا ترجمہ کر دیا گیا۔

چاندی کی صراحی میں شراب لائی گئی اور اس نے اسے اس کثرت سے پیا کہ اس کی آنکھیں نشہ میں بالکل مخمور ہو گئیں۔ اس کے بعد اس نے ریشم کا ایک کپڑا جس میں اون اور چرم کا دوہرا حاشیہ لگا ہوا تھا پہنا۔ اس کے اوپر سونے کی زرہ پہنی۔ گردن میں یاقوت کی صلیب لٹکائی ہندی تلوار (مہند) گلے میں حمائل کی اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کے قصر امارت سے نکل کر باب رستن کی طرف چلا۔ بڑے بڑے رومی جانباز اور فوجی افسر اس کے جلوس میں ہوئے۔ حمص کے تمام دروازے کھول دئے گئے اور رومیوں کا ایک جم غفیر اور اہل حمص کی ایک خلقت کثیر اپنے اپنے نشانوں اور صلیبوں کو لئے ہوئے شہر سے باہر نکلی۔ مریس پانچ ہزار رومیوں کا لشکر لئے ہوئے ان کے آگے آگے ہوا اور یہ زرہ پوش اس کے پیچھے پیچھے شہر سے باہر نکلے مریس نے انہیں باقاعدہ کھڑا کیا اور ان کی صفیں مرتب کر کے خود ان کی کمان ہاتھ میں لی۔ یہ صفیں آہنی دیوار یا پتھر کی چٹانیں تھیں جو ہلائے نہیں ہلتی تھیں۔ انہوں نے اپنے مال واولاد کے واسطے سر ہتھیلیوں پر رکھ لیا تھا اور کوئی قوت انہیں اس وقت مرعوب نہیں کر سکتی تھی۔

حمص میں مسلمانوں کی شکست

مسلمان یہ دیکھ کر ان کی طرف جھپٹے اور آنا فانا میں انہیں ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف سے گھیر گھیر کر ایک سخت حملہ کر بیٹھے۔ مگر رومی اس وقت پتھروں کی سلیں یا پہاڑوں کی چٹانیں تھیں جو کسی طرح ہلائے نہیں ہلتی تھیں۔ انہیں اس وقت تک نہ کسی مصیبت کا خیال تھا اور نہ آنے والی بلا کا فکر۔ مسلمانوں کے حملہ کرتے ہی مریس نے اپنی قوم کو للکارا اور چیخ چیخ کر انہیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے برانگیختہ کیا۔ اب کیا تھا رومی بڑھے اور مسلمانوں پر ایک دم آ گرے۔ پیدل فوج نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ رومی سواروں نے نیزے اور تلواروں سے کام لیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اس قدر زور کا گھمسان پڑا کہ آخر مسلمانوں کو رجعت قہقری کر کے پیچھے لوٹنا پڑا۔

سپہ سالار افواج اسلامیہ جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لئے مسلمانوں کا قتل ان کا زخمی ہونا نیز ہزیمت کھا کر پیچھے بھاگنا ایسا امر نہیں تھا جو شاق نہ گزرتا آپ کو سخت صدمہ ہوا اور ایک درد بھری آواز میں چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا۔ حاملان قرآن! دشمن کی طرف لوٹو، لوٹو اور میرے ساتھ ہو کر انہیں خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت عنایت فرمائیں لے لو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہ بھی اور دنوں جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ کا دن ہے۔ مسلمان یہ سن کر دشمن کی طرف پلٹے اور ایک غضب ناک حملہ کر کے دشمن پر گر پڑے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنی مخزوم کی ایک جماعت لے کر آگے بڑھے اور نیزوں کے ساتھ بیندھنا اور تلواروں کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔ ان کے مقابلے میں یونانی کٹ کٹ کر گرنے لگے اور ایک پل میں کھڑے ہوئے کھیت کی طرح گاجر اور مولی ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں نے تلواریں ہاتھ میں لیں اور رومیوں پر بڑھتے چلے گئے۔ حضرت میسرہ بن مسبوق عبسی رضی اللہ عنہ بنی عبس کے ایک دستہ کو لے کر تکبیر وتہلیل کے نعرے بھرتے ہوئے دشمن کی طرف چلے اور ایک اس زور کا ریلا دیا کہ دشمن ہٹتا ہٹتا شہر پناہ تک ہٹتا چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر رومیوں نے اپنی زبان میں کچھ بڑبڑانا شروع کیا جس کے سنتے ہی رومی ٹڈی دل کی طرح پھر امنڈ آئے اور مسلمانوں پر اس بری طرح سے گرے کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سوار ان کے مقابلے پر ہوئے۔ پیدل فوج نے تیروں سے ترکش خالی کرنے شروع کئے۔ ڈھال اور زرہوں کے اندر بدنوں کو چھپا لیا اور باقی لٹھ بند اپنے اپنے حربے ہلاتے ہوئے سر پھوڑنے کو تیار ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور رومی سردار کی جنگ

حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس لڑائی میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حکم کے موافق نشان لئے ہوئے تھے اور جن کی ماتحتی اور کمان میں آج کی جنگ ہو رہی تھی۔ یہ دیکھ کر نشان کو حرکت دیتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے ہمراہیوں کو بلند آواز سے فرمایا خداوند جل وعلیٰ تمہارے اندر برکت کریں۔ دشمن پر سختی اور شدت کے ساتھ حملہ کرو۔ خدا کی قسم! یہ تو دین و دنیا دونوں میں غنیمت ہے۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے اور آپ نے اپنے جانبازوں کو سبق جان ستانی دینا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک رومیوں کا ایک بڑا سردار جو ایک نہایت عمدہ زرہ پہنے ہوئے تھے شیر کی طرح غراتا ہوا آپ کی طرف بڑھا اور پورے جوش وخروش کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی سنبھلے، وار خالی دیا ایک تلوار لے کے اس زور سے ماری کہ دشمن کی خود پر پڑ کر اس کا پھل دور جا کر گرا اور محض دستہ آپ کے ہاتھ میں رہ گیا۔ مشرک یہ دیکھ کر کہ آپ خالی ہاتھ ہیں آپ کی طرف بڑھا۔ آپ بھی اس کا ارادہ معلوم کر کے اس کی طرف چلے۔ دونوں گھوڑوں کی رکابیں ملیں۔ ایک دوسرے کے بازو آپس میں ملاقی ہوئے اور دونوں نے چاہا کہ اپنے اپنے حریف کو زین سے اٹھالیں مگر آپ کا ہاتھ سخت پڑا اسے حرکت ہوئی اور دشمن زین سے اکھڑ گیا۔ آپ نے اسے سینے سے لگا کر اس زور سے دبایا کہ اس کی ہڈی پسلی پس کر وہیں رہ گئیں۔ مگر اس حالت میں بھی اس نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ آپ نے اسی کی تلوار چھین کے اس کے ایک ایسا ہاتھ رسید کیا کہ دشمن ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو گیا۔ تلوار میں سے تڑپ تڑپ کر چنگاریاں برسنی شروع ہوئیں اور اس کا سر آپ نے اپنی زین کی قربوس (حنائے زین کو ہہ زین یعنی زین کی اگلی بلندی) پر رکھ کر ہل من مبارز کا نعرہ مار کر بنی مخزوم کو جنگ کی ترغیب دینی شروع کی۔

بنی مخزوم اپنے سردار کی یہ صدا سن کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بڑھتے بڑھتے دشمن کے قلب کو چیرتے ہوئے اس کے وسط تک پہنچ گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دائیں بائیں مارتے اور بلند آواز سے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ رسول اللہؐ کا صحابی خالد بن ولید ہوں، میں ایک بہادر شہ سوار اور قاتل قوم پلید ہوں۔ جنگ کے شرارے بلند ہو رہے تھے اور یہ قتال شدید ہل من مزید کے نعرے لگا لگا کر دہکتی ہوئی آگ کو اور بڑھا رہا تھا۔ سورج بھی یہ جان گسل نظارہ دیکھتا دیکھتا وسط آسمان میں آ گیا اور اس طرح اس نے بھی اپنی تیز تیز کرنوں سے میدان کارزار کو آتش کدہ بنا کر رکھ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی زرہ دھوپ سے گرم ہو گئی تو میدان قتال سے باہر تشریف لائے۔ بنی مخزوم آپ کے ساتھ تھے۔ زرہوں سے خون بہہ رہا تھا، ہاتھوں پر جم گیا تھا اور بدن ان کے گویا ارغوان کے ٹکڑے سے جن پر چہرے گل لالہ کی طرح ایک عجیب شان سرخ روئی پیش کر رہے تھے۔ شہسوار بنی مخزوم حضرت خالد بن ولیدؓ اس دستہ کے آگے حسب ذیل اشعار جن میں شان رجز کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی پڑھ رہے تھے:۔

(ترجمہ اشعار) لڑائی کے دن رومی جماعت پر ہلاکت نازل ہو گئی جس وقت میں اس روز لڑائی کے شعلے بلند دیکھوں گا۔ نیزہ شمشیر بران اور صیقل شدہ تلوار۔ ان کو تو لڑائی میں آگ کے شعلے برساتے ہوئے دیکھے گا۔ حتیٰ کہ رومی ہلاک ہو کے ہمارے مقابلے سے دم دبا کر بھاگیں گے اور نیزے اور تلواریں ان پر پڑتی ہوئی ہوں گی، ہم سے میدان جنگ میں رومی ہمیشہ ملتے رہے اور ہم نے انہیں ہر جگہ خاک وخون میں لوٹتے ہوئے چھوڑا ہے۔

آپ یہ اشعار بار بار پڑھ رہے تھے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو آواز دی یا ابا سلیمان! باری تعالیٰ جل مجدہ نے

جزائے خیر عنایت کریں تم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ حضرت مرقال بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاصؓ نے رومیوں کی کچھ سستی اور غفلت معلوم کر کے اپنی قوم بنی زہرہ کو آواز دی اور رومیوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت میسرہ بن مسبوقؓ بھی اپنی قوم کی جمعیت لے کر آپ کے ساتھ ہو گئے اور رومیوں کے میمنہ پر قتل عام شروع ہو گیا۔ موت ان کے سر پر کھڑی ہوئی تماشہ دیکھ رہی تھی اور یہ جانبازان اسلام برابر صفیں کاٹتے چلے جاتے۔ حضرت قیسرہ بن ہبیرۃؓ اپنی قوم کو لے کر رومیوں کے میسرہ کی طرف چلے اور وہاں پہنچ کر تلواروں کے جوہر دکھلا دکھلا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ جن کے ساتھ بنی مخزوم کی ایک جان فروش جماعت تھی رومیوں پر دوسری طرف سے گرے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہو گئے۔ انہوں نے نیز ان کے ساتھیوں نے شہادت کا انتظار شروع کیا بلکہ شدت حرب میں اپنی اپنی شہادتوں کا یقین کر لیا۔

عکرمہ بن ابو جہلؓ کی شہادت

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں سب سے زیادہ لڑنے اور قوت بازو دکھلانے والے بنی مخزوم تھے۔ خصوصاً حضرت عکرمہ بن ابو جہلؓ کہ آپ بڑھ بڑھ کر لڑائی میں قدم رکھتے تھے اور تیروں کی بوچھاڑ میں سینہ سپر ہو کر اپنی بہادری کے جوہر دکھلا رہے تھے حتیٰ کہ ان سے کہا گیا کہ خدا کے لئے اپنی جوانی پر رحم کیجئے اور اس طرح بے دھڑک دشمنوں میں نہ گھسے چلے جایئے۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا دوستو! میں جب اصنام (بتوں) کی طرف سے اسی طرح لڑا کرتا تھا تو آج ملک العلام کی اطاعت میں کیوں نہ اسی طرح لڑوں اور پھر جبکہ میں اپنے سامنے ایسی حوروں کو اپنا مشتاق دیکھ رہا ہوں کہ اگر ان میں سے دنیا والوں پر کوئی اپنی ایک ساعد اس میں کھول دے تو اہل دنیا شمس وقمر سے بے نیاز ہو جائیں۔ نیز میں ان میں سے ایک حور کو اس شان سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ریشمیں دستار اور زرو جواہر کا سہرا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم ہمارے عقد اور ملنے کے لئے جلدی سے کام لو۔ ہمارے رسول اکرم محمدؐ نے ہم سے بالکل سچا وعدہ کیا تھا اس کے بعد آپ نے حسب ذیل اشعار پڑھنے شروع کئے۔

(ترجمہ اشعار) میں نے حوروں کو دیکھا کہ وہ اپنے دامن کھینچ رہی ہیں اور نور ان کے لباس سے ٹپک رہا ہے۔ جو شخص ان کے لباس کو دیکھ لے گا وہ یاد کیا کریگا۔ اے رب کریم آپ مجھے ان کے دیدار سے محروم نہ کیجئے''۔

یہ اشعار آپ نے پڑھ کر تلوار کو پھر حرکت دی اور مشرکین میں گھستے چلے گئے۔ آپ برابر بڑھ رہے تھے کہ رومیوں نے ان کے حسن صبر اور لڑائی کے فنون دیکھ کر تعجب کرنا شروع کیا۔ مرئیس آپ کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور اس کے پاس ایک چمکتا ہوا تیز آلہ تھا اسے حرکت دی اور زور سے آپ کے مارا کہ آپ کا قلب چیرتا ہوا پشت کی طرف نکل گیا۔ آپ چکرا کے نیچے گرے اور آپ کی روح ہاتھوں ہاتھ جنت کی طرف چلی گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مترجم)

حضرت خالد بن ولیدؓ چچازاد بھائی (چچیرے بھائی) کا یہ حال دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے۔ نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر روئے اور فرمایا۔ کاش! حضرت عمرؓ میرے چچا کے لڑکے کا خاک وخون میں لوٹنا دیکھ لیتے تا کہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ جس وقت ہم دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو نیزوں کی نوکوں پر کس جانبازی کے ساتھ سوار ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنگ اسی ہولناک منظر کو پیش کرتی رہی حتیٰ کہ رات کی تاریکی نے مقتول کی نعشوں کو چھپانے کے لئے اپنا سیاہ پردہ

ڈالنا شروع کیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹے اور انہوں نے دروازے بند کر کے شہر پناہ کی دیواروں سے حفاظتی کام شروع کر دیا۔ مسلمان اپنے ڈیرے خیموں کی طرف پلٹے اور تمام رات پہرہ دے کر رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو بارگاہ خداوندی کی حاضری دے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: یامعاشر المسلمین! اگر اس قوم نے تمہیں روک دیا تو کیا حرج ہے؟ دل کیوں توڑ دیئے۔ ہزیمت اگر ہوگی تو کیا ڈر ہے کیوں ان سے خوف کھایا۔ اللہ جل وجلالہ وعم نوالہ تمہاری پوری پوری حفاظت اور کامل صیانت فرمائیں گے۔ اگر تمہاری دلی تمنا یہی ہے کہ رومی شہر کے باہر تمہارے قبضہ میں آ جائیں تو (انشاء اللہ العزیز) ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے سرداروں پر تمہیں مظفر و منصور فرمایا اور ان کے قلعوں اور شہر پناہوں کو ایک دم میں تمہارے ہاتھوں سے فتح کرا کے رکھ دیا۔ پھر یہ کیسی بزدلی کوتاہی اور کمی؟ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ہر حال سے مطلع ہیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا سردار! بات دراصل یہ ہے کہ یہ رومی شہ سوار نہایت دلیر بہادر اور شیر آدمی ہیں ان میں بازاری اور بزدلے نہیں ہیں کہ لڑائی میں کسی طرح کوتاہی کر سکیں۔ آپ خود جانتے ہیں کہ وہ کس طرح نڈر ہو کر ہمارے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔ آپ نے فرمایا پھر اے ابا سلیمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا ایہا الامیر! میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے اونٹ خچر وغیرہ چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ جائیں اور اس طرح اس قوم کو ایک میدان میں لے آئیں۔ ہمارے ہٹنے سے یہ ہمارا تعاقب کریں گے اور جس وقت یہ شہر پناہ سے دور ہو کر ہم سے قریب ہو جائیں گے تو پھر ایک دم ہم ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اپنے بھالوں کی نوک پر انہیں رکھ رکھ کر ان کی پیٹھوں کو توڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابوسلیمان! واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے اسی طرح کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسلمانوں کی جنگی ترتیب

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے آپس میں طے کر لیا کہ اپنے ڈیرے خیموں کو چھوڑ چھوڑ کر آج رومیوں کے لئے میدان ذرا وسیع کیا جائے گا۔ آفتاب نے جب اپنی حکومت دنیا کے تمام حصوں پر شروع کر دی تو رومیوں نے دروازے کھول کے جنگ کی تیاری شروع کی۔ عربوں نے اس میں تقصیر دکھلائی اور خوف وہلاکت ان پر ظاہر کر کے اپنا پلہ کمزور کر لیا۔ جس وقت سورج کی کرنیں چمکنے لگیں۔ شعاعیں پھیل پھیل کر نیزوں اور تلواروں کی طرح آب دار نظر آنے لگیں۔ جنگ نے اپنی اصلی حالت اختیار کی تو رومیوں نے مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر انہیں ہاتھوں ہاتھ صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دینا چاہا اور آگے بڑھے عربوں نے یہ دیکھ کر محاذ کو چھوڑ کے ہزیمت کھانی شروع کی اور پیچھے ہٹتے ہٹتے میدان جنگ سے پشت دے کر بھاگ پڑے۔

حضرت سراقہ بن قادم نخعی جو فتوحات شام میں موجود رہے ہیں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم ہزیمت کھا کر محاذ چھوڑ کے بھاگے تو رومیوں نے ہمارا تعاقب کیا۔ مرلیس پانچ ہزار لشکر لے کر ہمارے پیچھے چلا۔ یہ لشکر نہایت سخت اور جانباز تھا۔ ہم شکست کھا کے اس طرح بھاگے کہ گویا زراعہ یا جوسیہ کے میدان میں جا کر پناہ لیں گے رومی بہادر اور ان کے سردار چونکہ برابر بڑھے چلے آ رہے تھے اس لئے وہ ہم تک پہنچ گئے۔ بعضوں نے ہمارے ان مال واسباب کو جو ہم چھوڑ کر بھاگے تھے طمع کی وجہ سے لوٹنا اور غارت کرنا شروع کر دیا۔ حمص میں ایک پادری جو جہاں دیدہ اور عالی مرتبہ شخص تھا موجود تھا۔ یہ بوڑھا پادری نہایت تجربہ کار، جنگ کے فنون کا ماہر، توریت انجیل، زبور، صحف مثلیث اور صحف ابراہیم علیہ السلام کا عالم نیز عیسیٰ علیہ السلام کے بعض حواریوں کا صحبت یافتہ تھا جس وقت شہر پناہ کے دروازے پر چڑھ کر اس نے عربوں کی ہزیمت، ان کا میدان جنگ سے فرار اور ان کے محاذ مال واسباب کا رومیوں کو

قابض دیکھا تو چیخ چیخ کر چلانا شروع کیا۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم! انجیل کی قسم! یہ عربوں کا مکر ہے یہ ان کی چالاکی ہے، یہ تمہیں فریب دے رہے ہیں۔ میں آج کی لڑائی معلوم کر چکا ہوں۔ بدبختو سنبھلو! یہ عرب آخر دم تک اپنے مال و اولاد کو چھوڑ کر بھاگنے والے نہیں ہیں۔ اگر ان میں کا ایک بھی قتل ہو جاوے گا تو یہ اپنے اونٹ، خچر اور اہل وعیال کو کبھی بھی تمہارے سپرد نہیں کریں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ پادری چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا۔ اہل حمص لوٹ مار میں مشغول تھے اور مرلیس اپنی فوج لئے ہوئے مسلمانوں کے تعاقب میں بڑھتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ جس وقت رومی اسطرح پوری طرح میدان میں نکل آئے تو سپہ سالار اعظم جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے بلند آواز سے فرمایا۔ بہادرو! پھاڑنے والے درندوں اور مار مار کر گرا دینے والے عقابوں کی طرح پلٹ پڑو۔ مسلمان یہ سنتے ہی ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح پلٹے اور بپھرے ہوئے شیروں کی طرح غراتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ مرلیس اور اس کی جمعیت کو گھیر کر چاروں طرف سے ایک مستدیر حلقہ میں آنکھ کی سیاہی کی طرح لے لیا۔ رومی ان کے وسط میں اڑد پر سفیدی یا سیاہ بیل کے سفید تل کی طرح نظر آنے لگے۔ رومیوں نے کمانوں پر چلے چڑھائے۔ مسلمانوں نے نیزے ہاتھ میں لئے اور انہیں سنبھال کر گرگسوں کی طرح منڈلاتے ہوئے شیر ببر کی مانند ان کی طرف جھپٹے اور دائیں بائیں نیزوں کے ہاتھ دکھلا دکھلا کے ان کی جمعیت کو توڑ کے پھینک دیا۔

عطیہ بن قہر زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ رومی ہمارے اس طرح پلٹنے اور میدان میں جم کر لڑنے سے ہماری طرف بڑھے اور حملہ کر دیا۔ لڑائی کا بازار اب پوری طرح سے گرم ہو گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ جو اس وقت ایک سرنگ گھوڑے پر سوار تھے اور مسلا جوشن [1] جو فتح بعلبک کے وقت والی بعلبک نے آپ کو ہدیۃً دیا تھا پہنے ہوئے سرخ عمامہ جو آپ لڑائی میں ہمیشہ لگایا کرتے تھے لگائے ہوئے وسط لشکر سے آگے بڑھے۔ آپ جوش وخروش میں مست ہاتھی کی طرح جھومتے اور بپھرے ہوئے شیر کی مانند ڈکارتے ہوئے میدان میں آئے۔ تلوار سونت کر ہاتھ میں لی اور میان سے کھینچ کر حرکت دی۔ یہ بجلی کی طرح چمکی اور برق کی مانند دھمکی۔ شعلے اڑ اڑ کر خرمن ہستی کو تباہ کرنے لگے اور رومی اس کی آتش فشانی کو دیکھ دیکھ کر مرنے سے پہلے دم توڑنے لگے۔ آپ نے قہر بانی آواز سے للکار کر فرمایا۔ جس شخص نے اپنی تلوار ننگی کر لی، ارادے کو مضبوط بنا لیا اور دشمنوں کے قتل میں پوری مستعدی سے کام لیا رحمٰن ورحیم اس پر رحم فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نیزے کو بڑھایا اور اسے راست کر کے یہ رجز یہ اشعار پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) آج کا دن حملہ اور جوش وخروش کا دن ہے، جانوں کے مارنے اور روحوں کے کھینچنے کا دن ہے، میں بڑا بہادر دلیر ہوں۔ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں میں آزمائش کی تھی۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سونت لیں اور رومیوں پر اس طرح جا پڑے جیسے شکار پر پرندے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے زور سے ایک آواز دی اور فرمایا معاشر العرب! اپنے دین، مذہب، اولاد اور حریموں کے لئے خوب جانبازی سے لڑو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے سامنے ہیں، آپ کو دیکھ رہے ہیں اور آپ کے دشمنوں پر آپ کو ضرور فتح دیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ سو سواروں کا ایک دستہ لے کر مال واسباب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان رومیوں پر جو انہیں لوٹنے میں مشغول تھے ٹوٹ پڑے۔ رومی اس میں اس قدر منہمک تھے کہ جب انہیں نیزوں کی نوکوں نے چاروں طرف سے آگ کے شعلوں کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تو انہیں معلوم ہو سکا کہ دشمن ہم پر آ گرا۔ ادھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا

[1] جوشن لڑائی کے وقت کا ایک لباس ہے زرہ سے علیحدہ۔ کیونکہ زرہ در اصل حلقوں سے بنتی ہے اور جوشن حلقوں اور لوہے کے تاروں سے بنتا ہے۔

جوانان عرب! ایسا نہ ہو کہ رومیوں کا کوئی آدمی ہمارا مال و اسباب لے کر شہر میں گھس جائے۔ پہلے دروازوں پر قبضہ کرلو۔ یہ سنتے ہی کچھ مسلمان دروازوں کی طرف دوڑے۔ رومیوں نے جو مسلمانوں کا مال و اسباب اٹھائے ہوئے تھے، یہ حال دیکھا تو مال و اسباب پھینک کر لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہاں بھی ہنگامہ قتل برپا ہوگیا مگر رومی تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ پڑے۔

فتح حمص

صہیب [1] بن سیف فزاری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ واللہ! مرلیس کے پانچ ہزار سپاہیوں میں سے ایک ہزار بھی بھاگ کر نہیں بچے۔ زیادہ سے زیادہ سو آدمی اس کے بچ کر بھاگے ہوں گے کہ ہم نے دروازوں تک ان کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ اب ان پر سخت مصیبت نازل ہو رہی تھی اور پوری طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ شہر میں چونکہ عواصم وغیرہ کے لوگ تھے اور یہاں کے عوام الناس دروازوں سے باہر نکل آئے تھے۔ اس لئے ان پر سخت مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا۔ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فتح حمص کے روز میں بھی موجود تھا اور میں سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہو رہا تھا کہ کشتگان کی تعداد معلوم کرسکوں۔ میں نے پانچ چھ ہزار مقتولین کا سوائے ان لوگوں کے جو زخمی اور قیدی تھے اندازہ لگایا اور ان کی اس قدر تعداد معلوم کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس بات کی خوشخبری دی۔ آپ نے فرمایا سعید! زید کے بیٹے! تو نے بڑی خوشی کی بات سنائی۔ مگر یہ بھی معلوم ہوسکا کہ ان کا سردار مرلیس بھی قتل ہوا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا ایہا الامیر! اگر وہ قتل ہو چکا ہے تو اس کا قاتل میرے سوا اور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے یہ کس طرح سمجھا کہ وہ میرا ہی مقتول ہے۔ میں نے کہا حضور! بات اصل یہ ہے کہ میں نے ایک سوار کو جو نہایت ڈیل ڈول اور سرخ و سفید رنگ کا شخص تھا رومیوں کے وسط میں دیکھا وہ ایک خوبصورت زرہ پہنے ہوئے تھا اس کے ریشمی کپڑوں سے مشک کی بو آ رہی تھی، ہاتھ میں تلوار تھی اور ایک اور آلہ جو نہایت عمدہ تھا مست اونٹ کی طرح لئے ہوئے تھا۔ میں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا:

اللهم انی اقدم قدرتك علی قدرتی وغلبتك علی غلبتی اللهم اجعل قتله علی یدی وارزقنی اجره۔

"یعنی بار الہا میں اپنی طاقت پر آپ کی قدرت کو آگے کرتا ہوں الٰہی اسے میرے ہاتھ سے قتل کرا دیجئے اور اس کا اجر مجھے بخش دیجئے۔"

آپ نے فرمایا سعید! تو نے اس کے کپڑے اور سامان اتار لیا تھا یا نہیں۔ میں نے کہ حضرت میں نے نہیں اتارا البتہ اس کے قلب میں میرے ترکش کے تیر کا ایک نشان ہے جسے میں نے اس کے دل میں تاک کر مارا تھا اور جس وقت وہ لڑھک کر گھوڑے سے گرا اور اس کے ساتھی بھاگے تھے تو میں نے اس کے پاس پہنچ کر تلوار کی دو ایسی ضربیں ماری تھیں کہ اس کے ازار بند کی جگہ تمام کٹ گئی تھی اور اپنے تیر کو اسی کے دل میں پیوست اسی طرح چھوڑ آیا تھا آپ نے یہ سن کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اس کی نعش کے پاس جا کر سعید کو اس کا سامان دے دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت لڑائی کے شعلے ٹھنڈے ہوگئے تو مسلمانوں نے مال غنیمت کے کپڑے زرہیں، تاتاری گھوڑے مال و اسباب جمع کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بیت المال کے لئے اس کا پانچواں

---

[1] ایک نسخہ میں صہیب بن سیف ہے۔

حصہ (خمس) نکال کے باقی تمام مسلمانوں پر تقسیم فرمادیا۔

کہتے ہیں کہ قتل اور دار و گیر کی وجہ سے مقتولین کے ورثاء میں شہر کے اندر آہ و واویلا اور شور و فریاد کی چیخیں اٹھنے لگیں۔ روسا اور مشائخین شہر نے رہبان اور پادریوں سے حمص کے بارے میں مسلمانوں کے سپرد کر دینے کے متعلق گفتگو کی۔ روسا اور ان کے علماء دین صلاح و مشورہ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شہر کے سپرد کر دینے نیز آپ کی ذمہ داری اور امان میں آنے کے لئے درخواست کی۔ آپ نے ان سے صلح کر لی اور وعدہ فرمایا کہ تاوقتیکہ ہمارے اور ہرقل کے مابین کچھ تصفیہ یا فیصلہ کن جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہارے شہر میں داخل نہیں ہونے کے۔ تم اب سے ہماری امان اور صلح میں ہو۔ اہل حمص نے مسلمانوں کی تعظیم و تکریم کی غرض سے انہیں اپنے یہاں ٹھہرانا اور رسد دینا چاہا مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس کا انکار کیا اور کوئی مسلمان واقعہ یرموک سے پہلے تاکہ رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا عدل اور نیک خواہی مربوط ہو جائے حمص میں داخل نہیں ہوا۔

جریر بن عوف بہ سلسلہ روات حضرت نجار رحمتہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مریس کے قتل کے بعد جب اہل حمص سے صلح ہوگئی تو اہل شہر نے باہر نکل نکل کر اپنے مقتولین کو دفن کیا۔ مسلمانوں نے بھی شہداء صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفتیش کی جن کی مجموعی تعداد دو سو پینتیس تھی۔ یہ تمام شہداء قوم حمیر اور ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ البتہ ان میں سے تیس آدمی اہل مکہ مکرمہ میں سے تھے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

حضرت عکرمہ بن ابوجہل۔ صابر بن جری۔ رئیس بن عقیل مروان بن عمار۔ منہال بن عامر سلمی بن عم عباسؓ۔ جمیع بن قادم۔ جابر بن خویلد ربعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

واقعہ یرموک

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے حمص، رستن اور شیرز کو فتح کر لیا ہے نیز وہ ہدایا جو والی حمص کے لئے روانہ کئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے راستہ میں ہی چھین لئے ہیں۔ یہ سن کر اسے سخت رنج ہوا اور وہ ان فوجوں کا جو اقصائے بلاد روم سے اس نے اپنی مدد کے لئے طلب کی تھیں انتظار کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کے پاس اس قدر لشکر جمع ہو گیا کہ اس کا طول انطاکیہ سے لے کر رومتہ الکبریٰ تک مسلسل چلا گیا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک لشکر مرتب کر کے قیساریہ یعنی ساحل شام کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ صور۔ اعکار۔ طرابلس۔ بیروت اور طبریہ کی حفاظت کر سکے۔ دوسرا بیت المقدس کی جانب اس کی حفاظت کی غرض سے بھیجا اور خود قوم ماہان ارمنی کی جو ملک ارمن کی قیادت میں تھی انتظار کرنے لگا۔ والئی ارمن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اس قدر فوج جمع کی تھی کہ کسی دوسرے بادشاہ نے اتنی تیار نہیں کی تھی۔ آخر کچھ دنوں کے بعد والی ارمن بھی اپنی جمعیت کو لے کر ملک ہرقل کی طرف چلا اور جس وقت یہ قریب پہنچ گیا تو ملک ہرقل خود بہ نفس نفیس ارباب دولت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ والی ارمن نیز اس کی تمام فوج بادشاہ کو دیکھ کر پاپیادہ ہوگئی اور اس کے سامنے کچھ کفر کے دعائیہ کلمات بکے مسلمانوں کی فتوحات کو جو انہوں نے ان کے ممالک میں کی تھیں یاد کر کر کے ہیجڑوں کی طرح رونے چیخنے اور چلانے لگے۔ بادشاہ نے انہیں اس طرح رونے سے منع کیا اور ایک کنیسہ میں ممبر پر جس کے گرداگرد ملوک والیان ملک ہرقلیہ اور قیاصرہ بیٹھے ہوئے تھے چڑھ کر اس طرح تقریر کرنے لگا:

''یا اہل دین نصرانیہ! اور اے بنی ماء معمودیہ! میں نے ہر چند آپ کو ان عربوں سے ڈرایا اور دھمکایا مگر آپ نے میری ایک نہ سنی۔ عیسیٰ مسیح، انجیل صحیح، قربان اور اپنے مذبح معمدان کی قسم! یہ میرے پائے تخت تک کے مالک ہو کے رہیں گے، رونا اور چیخنا عورتوں کا کام ہے، مردوں کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ میں نے آج تمہاری حفاظت کے لئے اتنا لاؤ لشکر اور فوج فراہم کی ہے کہ دنیا کی کوئی سلطنت اس قدر جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنا مال اور اپنے آدمی اس لئے قربان کئے ہیں تا کہ تمہاری تمہارے دین، مال و اولاد اور تمہارے حریموں کی حفاظت اور صیانت کر سکوں اور تمہیں دشمن کے پنجوں سے رہائی دلا کر ہمیشہ کے لئے آزاد رکھوں۔ تم اپنے گناہوں سے مسیح (علیہ السلام) کی درگاہ میں توبہ کرو۔ رعایا کی فلاح و بہود مدنظر رکھو اور کسی طرح کا اس پر ظلم نہ کرو۔ لڑائی اور جنگ میں استقلال سے کام لو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ عجب و تکبر اور حسد سے ہر وقت بچے رہو جس قوم کے اندر غرور و حسد آ گیا ہے یاد رکھو وہ قوم ہمیشہ ذلیل و خسران میں رہی ہے۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک سوال کر کے اس کا جواب لوں۔ کیا آپ حضرات مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟

والیان ملک اور اعیان سلطنت نے کہا کہ آپ جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ اس نے کہا اس زمانے میں تمہارے برابر کسی کی تعداد نہیں۔ عربوں سے مدد اور کمک کے اعتبار سے تم بڑھے ہوئے ہو، فوجیں تمہاری زیادہ ہیں۔ شجاعت، بطالت، ڈیل ڈول میں تم ان سے زائد ہو۔ قوت و عظمت میں وہ تمہاری برابری نہیں کر سکتے۔ پھر یہ شکست پر شکست اور ہزیمت پر ہزیمت کیسی؟ حالانکہ تم وہی ہو کہ جن کی سطوت اور دبدبہ سے ترک، فارس اور جرامقہ کانپا کرتے تھے اور تمہاری حرب و ضرب سے ان کے بدنوں میں لرزہ پڑ جایا کرتا تھا۔ تمہاری طرف انہوں نے کئی مرتبہ رخ کیا مگر ہمیشہ منہ کی کھا کر انہیں تمہارے مقابلہ میں بھاگنا ہی پڑا۔ اب کہاں گئی تمہاری وہ عظمت اور کہاں چلی گئی وہ شان و شوکت اور کیا ہوئی وہ سطوت۔ عرب وہ عرب جو ایک ضعیف الخلقت اور ننگی بھوکی قوم تھی۔ جس کے پاس نہ آدمی تھے نہ ہتھیار وہ غالب آ گئے۔ بصریٰ اور حوران میں تمہیں مار کرنا کوں چنے چبوا دیئے۔ اجنادین دمشق، بعلبک اور حمص میں گھس کر مغلوب کر دیا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر سب خاموش ہو گئے اور کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ مگر ایک بوڑھا پادری جو دین نصاریٰ کا عالم تھا کھڑا ہوا اور کہا بادشاہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عرب ہم پر کیوں فتح پاتے چلے جاتے ہیں اور کیوں ان کی تائید ہو رہی ہے؟ اس نے کہا نہیں مسیح کی قسم! مجھے خبر نہیں۔ اس نے کہا ایہا الملک! یہ اس لئے اور محض اس لئے ہے کہ ہماری قوم نے اپنے دین میں تبدیل اور اپنے مذہب و ملت میں تغیر کر لیا ہے۔ مسیح عیسیٰ بن مریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو کچھ لائے تھے اس کا انکار کر دیا ہے۔ بعض نے بعض کے ساتھ ظلم کرنے میں کمر باندھ لی ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دفتر ہی اٹھ کھڑا ہوا ہے نہ عدل ہے نہ احسان، طاعات و فرمانبرداری بالکل مفقود ہے۔ اوقات نماز کی پابندی بالکل اٹھ کھڑی ہوئی، سودخوری اور زنا پیشہ بنا لیئے گئے۔ معاصی اور فواحش کھلے خزانے ہو گئے ہیں۔ بخلاف ان عربوں کے کہ اپنے رب کے مطیع دین کے پابند قائم اللیل [1] صائم النہار، [2] ذکر رب سے غافل نہ ہونے والے، اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہر وقت درود بھیجنے والے ہی۔ ظلم و جور کا نام تک نہیں جانتے۔ ایک دوسرے میں امتیاز نہیں سمجھتے۔ صدق ان کا شعار ہے اور عبادت ان کا مشغلہ۔ اگر ہم پر حملہ کرتے ہیں تو پھر تاوقتیکہ فتح نہ ہو جائے ہٹنا نہیں جانتے اور اگر ہم ان پر حملہ کر دیں تو میدان سے پشت دے کر بھاگنا نہیں آتا۔ ان لوگوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ان پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ دنیا دار فنا ہے اور آخرت دار بقا۔

---

[1] رات بھر عبادت کرنے والے۔ [2] دن کو روزہ رکھنے والے۔

رومی بادشاہ کی اپنی قوم سے مایوسی

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سال خوردہ پادری کی یہ گفتگو اور تقریر سن کر بادشاہ نیز تمام ارکان دولت کہنے لگے کہ واقعی آپ نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے۔ اسی وجہ سے عرب ہم پر برابر بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد ملک ہرقل نے کہا اگر یہی بات ہے اور ہماری قوم کی یہی بداعمالیاں ہیں تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمام افواج کو جہاں جہاں سے وہ آئی ہیں انہیں انہی کے مقام پر واپس کر دوں، پھر مجھے بھی یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں مال واسباب کو لے کر ارض سوریہ سے استنبول (اسلوک) ۱؎ یعنی قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤں اور وہاں پہنچ کر عربوں سے بے خوف ہو کے زندگی بسر کرنے لگوں۔ یہ مایوس کن جملے سن کر ارباب دولت اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے بادشاہ! آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ آپ دین مسیح (علیہ السلام) کو ذلیل نہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کے دن آپ سے اس کا مطالبہ ہوگا۔ روسا اور والیان ملک کے سامنے آپ کو شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ ملت عیسوی کا جھنڈا کمزور ہو جائے گا۔ نیز دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ہوگا اور اس طرح ان کے گھی کے چراغ جلنے لگیں گے۔ ساتھ ہی اگر اس شام جنت مقام سے آپ تشریف لے گئے تو ہمارے بعد عرب اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت اتنا لشکر جمع ہو گیا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس اتنا کبھی جمع نہیں ہوا۔ نیز خود عربوں سے لڑیں گے اور کارزار جنگ میں پورے استقلال کے ساتھ کام کریں گے۔ ممکن ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہماری مدد کریں اور اگر ہم مغلوب ہی ہو گئے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ آپ عزم بالجزم کر کے پہلے جسے آپ چاہیں ہراول بنا کر روانہ کر دیجئے۔ پھر ہمیں حکم دیجئے ہم عربوں کی طرف بڑھیں گے۔

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ روم کے پانچ بادشاہوں کے زیر کمان یہ لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ سب سے اول اس نے سنہرے ریشمین ۲؎ کپڑے کا ایک نشان جس کے سر پر جواہر کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی تیار کر کے قناطیر (قناطر) والی روس کے سپرد کیا اور ایک لاکھ قوم صقالیہ وغیرہ کے جوان اس کے ماتحت کر کے اسے خلعت دی اور پٹکا اس کی کمر میں باندھ کر جانے کے لئے تیار کر دیا۔ اس کے بعد روپہلے ۳؎ ریشمین کا ایک جھنڈا جس کے سرے پر سبز زبرجد کی صلیب لٹکائی گئی تھی اور جس میں سونے کے دو شمسے (یعنی آفتاب کی شکل کے دو نشان) لگے ہوئے تھے بنا کے جرجیر والئی عموریہ وانگورہ (ملوریہ) کے سپرد کیا اور پٹکا اور خلعت عنایت کر کے ایک لاکھ رومی قوم فرادنہ نیز تمام اقوام روم سے اس کے سپرد کئے گئے۔ تیسرا پھریرا دستری ۴؎ الملون کا جس پر سونے کی صلیب تھی، دیرجان والئی قسطنطنیہ کو اس کی کمان میں ایک لاکھ مغل، فرنگی اور قلن دے کے پٹکے اور خلعت کے ساتھ دیا گیا۔ چوتھا علم دیباج سیاہ کا قوریر کے لئے تیار کیا اور اس کو بھی ایک لاکھ دوقس، ارمن اور مغلیط کی فوج دے کے، یہ اس کے سپرد کر دیا۔ پانچواں نشان جو در وجواہر سے مرصع تھا اور جس میں سونے کا قبضہ اور یاقوت احمر کی صلیب لٹکی ہوئی تھی ماہان (باہان) والی ارمن کو جسے بادشاہ اس کی شجاعت اور تدبیر کی وجہ سے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا اور نیز جو عساکر فارس اور ترکوں کو چند مرتبہ شکست دے چکا تھا دیا گیا۔ جس وقت بادشاہ نے اس کے واسطے نشان تیار کیا تو خود اپنے کپڑے خلعت میں دیئے پٹکا (کمر بند) کمر سے باندھ کے وہ گلوبند جو سوائے بڑے بڑے اولو العظم بادشاہوں کے اور کوئی نہیں پہن سکتا اسے پہنایا اور کہا باہان! میں تجھے اس تمام لشکر کا سپہ سالار

۱؎ پہلی عرب میں اسلوک ہے اور اب استنبول۔ ۲؎ یعنی زربفت جس میں سونے کی بناوٹ ہو۔

۳؎ روپہلا جس میں چاندی کی بناوٹ ہو۔ ۴؎ دستری کے معنی نہیں ملے کہ کیسا کپڑا ہوتا ہے اس لئے یہی لکھ دیا گیا۔ ملون بمعنی رنگین۔

اعظم (کمانڈر انچیف) مقرر کرتا ہوں، تیرے سامنے کسی کا حکم نہیں چلنے کا بلکہ تمام ہی حکام تیرے حکم کے ماتحت ہوں گے۔اس کے بعد قناطیر، جرجیر، دیرجان اور قوریر کو جو اس لشکر کے دوسرے سردار تھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری فوجیں اور صلیبی نشان باہان کے علم کے ماتحت ہوں گے تم کوئی کام بغیر اس کے صلاح و مشورہ کے نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام کے لئے اس کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔عرب کو جہاں کہیں وہ ہوں تلاش کر کر کے انہیں ان کے کیفر کردار کا مزہ چکھا دو۔ بزدلی کو پاس نہ آنے دو اور اپنے دین قدیم اور شرع مستقیم کے لئے ان سے خوب دل کھول کر لڑو جانے کے لئے چار راستے مقرر کر لو۔ایک راستہ اتنی وسعت نہیں رکھ سکتا کہ تم اس میں سما سکو۔نیز ایک ساتھ چلنے سے زمین اور اس کے باشندے تمام ہلاک ہو جائیں گے۔اس کے بعد اس نے جبلہ بن ایہم غسانی کو خلعت دے کر نصرانی عرب، قوم غسان، لخم، جذام اور عاملہ اس کی کمان میں دیئے۔اور کہا کہ تم ہراول (مقدمتہ الجیش) پر رہو کیونکہ ہر چیز اپنی جنس سے مغلوب ہوا کرتی ہے اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ پھر پادریوں کو حکم دیا کہ انہیں معمودیہ کے پانی میں نہلاؤ، قربانی کرو اور ان پر نماز جنازہ پڑھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ہشام بن عمر بن عتبہ کہتے ہیں کہ ہرقل کی تمام فوج جو اس نے تمام صلیب پرستوں سے اعانت طلب کر کے یرموک کی طرف روانہ کی تھی وہ چھ لاکھ تھی۔ یونس بن عبدالاعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ علاوہ انطاکیہ کی فوج کے سات لاکھ لشکر تھا۔ راشد بن سعید حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں فتوحات شام میں شروع سے آخر تک رہا ہوں مجھے لشکروں کی تعداد معلوم کرنے کا بہت شوق تھا جس وقت عساکر روم یرموک کے میدان میں ہمارے بالکل قریب پہنچ گئے تو میں نے ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے نشانات شمار کئے جن کی تعداد بیس نشان تھے۔ یرموک کے میدان میں جب رومی پڑاؤ کر چکے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے روماس والی بصرہ کو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔آپ اپنا لباس تبدیل کر کے ایک دن رات ہم سے غائب رہے جس وقت آپ آئے تو ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس جمع ہو گئے۔آپ نے ان سے دریافت کیا۔انہوں نے کہا ایہا الامیران کے آپس میں تذکرہ تھا کہ ہماری تعداد دس لاکھ ہے۔اب میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہ تعداد اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے جاسوس ان کی یہ تعداد سن کر ہم سے اتنی بیان کریں اور ہم کثرت تعداد کو سن کر ان سے خائف ہو جائیں یا واقعی ان کی یہی تعداد ہے۔آپ نے فرمایا روماس! تمہیں تو ان کے متعلق اچھی طرح معلومات ہیں رومیوں کے ہر نشان کے نیچے کتنی فوج ہوا کرتی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہر نشان کے ماتحت پچاس ہزار لشکر ہوا کرتا ہے۔آپ نے فرمایا اللہ اکبر! تم دشمنوں پر فتح مندی کی خوشخبری دے دو۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

''اکثر جگہ تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہرقل بادشاہ نے جس وقت تمام فوج کی کمان باہان ارمنی کے ہاتھ میں دے دی اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے انہیں کوچ کرنے کا حکم دے دیا تو تمام فوج گھوڑوں پر سوار ہوئی اور کوس رجبل (چلنے کے لئے نرسنگا)[1] بجایا گیا خود بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر انہیں نصیحتیں کرتا ہوا باب فارس تک آیا اور قناطیر جرجیر، دیرجان اور اپنے بھانجے توریر سے کہنے لگا کہ تمہیں ہر ایک کو ایک ایک راستہ اختیار کر لینا چاہئے۔جس وقت تک تم قطع مسافرت کرتے رہو تو راستہ میں ہر سردار کو اپنی ماتحت فوج پر پورا اختیار ہوگا کہ وہ جو چاہے حکم نافذ کرتا رہے لیکن جس وقت عربوں کے مقابلہ میں پہنچ جاؤ تو پھر تمام

[1] یہ لفظ بوق کا ترجمہ ہے، بوق وہ باجا ہوتا ہے جو تانبے وغیرہ سے بہت بڑی نَے کی شکل کا بنایا جائے۔ اردو میں نرسنگا ہی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

اختیارات باہان کے ہاتھ میں ہوں گے جس طرح وہ حکم دے تمہیں اس کی سرتابی کرنے کا کسی طرح مجاز نہ ہوگا۔ یادرکھو! عربوں سے یہ فیصلہ کن جنگ ہوگی جس کے بعد موت ہے یا حیات۔ اگر وہ اس جنگ میں تمام پر غالب آ گئے تو یہی نہیں کہ محض شام پر ہی وہ اکتفا کریں گے بلکہ جہاں اور جس جگہ بھی تم جا کر چھپو گے یادرکھو تمہیں وہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کے ماردیں گے۔ اور اس پر بھی بس نہیں ہوگی محض مال پر ہی بن جائے بلکہ تمہارے لڑکوں کو غلام اور تمہارے حریموں کو پکڑ پکڑ کر اپنی کنیزیں بنالیں گے۔ اس لئے اس لڑائی میں استقلال اور پامردی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرو۔ اور اپنے دین ومذہب کی حمایت میں جان توڑ کوشش کرلو۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس تقریر کے بعد اس نے قناطیر کو طرطوس جبلہ اور لاذقیہ کی گھاٹیوں سے اور جرجیر کو ارض عراق[1] اور روسومین کی راہ سے روانہ کیا۔ اسی طرح قوریر کو حلب اور حمات کے طریقہ اور دیرجان کو ارض عواصم اور قنسرین کے راستہ سے رخصت کیا۔ ان تمام کے بعد باہان ارمنی مع اپنی فوج کے چلا۔ اس کے آگے آگے پیدل کا دستہ تھا جو زمین پتھروں اور درختوں سے اس کے لئے صاف کرتا چل رہا تھا۔ جس شہر قصبہ اور قریہ میں اس کا لشکر گزرتا تھا وہاں لوگوں پر سختی ہوتی چلی جاتی تھی۔ سامان رسد اس قدر فراہم کیا جاتا تھا کہ وہاں کے باشندوں میں اس کے فراہم کرنے کی طاقت نہیں ہوتی تھی۔ چارہ مرغیاں اور پرند اس قدر مانگے جاتے تھے کہ وہ ان کے دینے کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پھر تمہیں صحیح وسالم ادھر کو نہ لاویں۔ جبلہ بن ایہم غسانی اپنی ماتحت فوج کو لئے ہوئے جو نصرانی عربوں غسان لخم اور جذام پر مشتمل تھی اس کے مقدمتہ الجیش میں جارہا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو رومیوں کے لشکر کی اطلاع

کہتے ہیں کہ ہرقل طاغی نے جو فوجیں جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی تھیں ان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے جاسوس بھی جو آپ نے معاہدین میں سے روانہ کر رکھے تھے اور جو رومیوں کی تمام خبریں حاصل کرتے رہتے تھے موجود تھے۔ جس وقت رومیوں کا یہ لشکر شیرز میں پہنچا تو یہ تمام جاسوس اس سے علیحدہ ہوکر مسلمانوں کے لشکر کی تلاش میں نکلے تاکہ انہیں تمام حالات سے مطلع کر دیا جائے۔ حمص میں آ کر انہوں نے جس وقت مسلمانوں کو نہ دیکھا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے فتح کر کے جابیہ کی طرف گئے ہیں اور یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حمص کے ایک سال خوردہ رئیس کو خراج اور جزیہ کے وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کر دیا ہے۔

یہ سن کر یہ جابیہ پہنچے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر رومیوں کے اس عظیم الشان لشکر کی اطلاع دی۔ آپ کو سن کر نہایت تشویش ہوئی اور فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تمام قوت وطاقت اللہ جل جلالہ کے ہی دست قدرت میں ہے۔ آپ تمام رات بے چین رہے اور مسلمانوں کی طرف سے کہ کہیں ان کا بال نہ بیکا ہو جائے۔ قلق واضطراب میں رات بسر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو اذان کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ آپ لوگوں کو خدا کی قسم ہے جب تک میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ حضرات نہ سن لیں اس وقت تک نہ لوٹیں۔ اس کے بعد آپ بحیثیت خطیب کے کھڑے ہوئے اور باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعائے رحمت اور مسلمانوں کی فتح ونصرت کے بعد آپ نے حسب ذیل تقریر شروع کی:

---

[1] ایک نسخہ میں عراق کے بجائے معرات ہے اور روسومین کی جگہ میرین ہے۔

''معاشر المسلمین! اللہ جل جلالہ وعم نوالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ یاد رکھو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی آزمائش کے لئے آپ پر ایک ابتلائے حسنہ بھیجی ہے تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ اس میں کس طرح عمل کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنے وعدہ کو سچ کیا اور اکثر جگہ مدد و نصرت کے ساتھ تمہاری تائید کی گئی میرے مخبروں نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا کے دشمن ہرقل نے شرک کے بڑے بڑے شہروں سے کمک طلب کر کے ہماری طرف ایک بہت بڑی جمعیت جس کے ساتھ سامان جنگ اور رسد کا کافی ذخیرہ ہے روانہ کی ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں (مگر) اللہ تبارک و تعالیٰ اسے پوری کر کے رہیں گے۔ اگرچہ کافروں کو کتنا ہی برا اور ناگوار معلوم ہو۔ آپ کو واضح رہنا چاہئے کہ وہ مختلف راستوں سے چلے ہیں مگر انہوں نے آپس میں تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمام کے تمام آپ کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں اور جس کے ساتھ وہ ہوتے ہیں وہ جماعت کبھی قلیل نہیں ہوتی اور جس کو وہ رسوا اور ذلیل کریں وہ گروہ کثیر کبھی نہیں ہوتا اور اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ہی کرنا چاہتے ہیں اب آپ بتلائیں کہ آپ حضرات کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟''

اس کے بعد آپ نے مخبر (جاسوس) سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر جو کچھ تم نے وہاں دیکھا ہے ان کے سامنے خود اپنی زبان سے بیان کر دو۔ یہ سنتے ہی جاسوس کھڑا ہوا اور اس نے جو کچھ رومیوں کا لاؤ لشکر سامان اور اسلحہ وغیرہ دیکھے تھے بیان کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار گزرا۔ بعض کے دل میں ہیبت اور خوف بیٹھ گیا۔ بعض نے بعض کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ کسی نے ان میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو کسی طرح کا جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا خداوند جل وعلی آپ پر رحم فرمائیں یہ سکوت کیسا؟ آپ اپنے اپنے مشوروں سے مجھے مستفید کریں اور اپنی اپنی راؤں سے اطلاع دیں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک آدمی ہی ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:

وشاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله۔

ترجمہ: ''ہر کام میں ان سے مشورہ کرو اور جس وقت مصمم ارادہ ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کر لو۔''

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سابق الایمان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایہا الامیر! آپ کی شان نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات وہ ہے کہ اس کی رفعت مکان اور شان میں ایک آیت قرآن نازل ہوئی ہے۔ نیز حضور اکرمؐ نے آپ کو اس امت کا امین مقرر فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

لكل امة امين و امين هذه الامة ابو عبيده عامر بن جراح ۔

''ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ عامر بن جراح ہیں۔''

لہٰذا آپ ہی ہمیں ایسا مشورہ دیجئے کہ جس میں مسلمانوں کی صلاح و بہبود مضمر ہو۔ آپ نے فرمایا میں بھی تم جیسا ایک شخص ہوں، تم بولتے ہو میں بھی بولتا ہوں۔ تم کلام کرتے ہو میں بھی کلام کرتا ہوں۔ تم بھی مشورہ دیتے ہو، میں بھی مشورہ دیتا ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسی میں توفیق بخشنے والے ہیں۔

یہ سن کر یمن اور مصر کے دس آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ سردار! ہماری رائے میں اگر آپ اس جگہ سے مراجعت کر کے وادی القریٰ کے کسی کشادہ اور فراخ میدان میں جہاں عمدہ چراگاہ بھی ہو اقامت فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا وہاں ہم تمام مسلمان مدینہ طیبہ سے قریب ہوں گے اور حضرت عمر فاروقؓ کے پاس سے ہمیں کمک بھی پہنچتی رہے گی اور دشمن جس وقت ہمارا تعاقب کرتا ہوا ہم

تک پہنچ جائیگا تو ہم اس طرح اس پر غالب آ جائیں گے۔آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل جلالہ تم پر رحم فرمائیں۔تمہارے نزدیک جو بہتر مشورہ تھا تم نے دے دیا۔اب تم بیٹھ جاؤ۔اگر میں تمہارے مشورہ پر کاربند ہو کر یہاں سے کوچ کا حکم دے دوں تو حضرت عمر فاروقؓ کے حکم کے خلاف ہوگا اور وہ اس کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ مجھے ملامت اور سرزنش کے بعد مجھ سے فرمائیں گے کہ جن ممالک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے ہاتھ سے فتح کرا دیا تھا اس کو تم نے چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے آئے۔ یہ گویا تم نے خود ہزیمت کا کام کرلیا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائیں مجھے پھر دوبارہ مشورہ دو۔ یہ سن کر حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کھڑے ہوئے اور کہا یا امیر المومنین !اے امین الامت !اگر ہم شام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے اہل وعیال تک صحیح وسالم نہ پہنچنے دیں۔ہم ان بہتے ہوئے چشموں، جاری ہونے والی نہروں، کھیتوں، انگوروں، سونا، چاندی، ریشمین کپڑوں کو چھوڑ کر حجاز کے قحط، بنجر زمین، جو کی غذا اور صوف کے کپڑوں کی طرف کس طرح لوٹ سکتے ہیں۔ہم یہاں نہایت عیش اور ایسی عمدہ نعمتوں میں ہیں کہ اگر قتل بھی کر دیئے گئے تو جس بہشت کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ہمیں مل جائے گی اور ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔اور پھر ایسی نعمتیں ہمیں میسر ہو جائیں گی کہ دنیا کی نعمتیں ان کا کسی طرح مقابلہ نہ کر سکتیں۔دنیائے ناپائیدار کی نعمتوں کے بعد ہم پھر ایسی آرائشوں میں اتر جائیں گے کہ جہاں تمام باتیں ثابت وبرقرار رہنے والی ہیں اور ساتھ ہی محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف بھی حاصل ہوگا۔آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا واللہ! قیس بن ہبیرہ تمہاری زبان پر حق جاری ہوگیا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین !کیا تم چاہتے ہو کہ حجاز کی طرف لوٹ جاؤ اور ان قلعوں، شہر پناہوں، فصیلوں، نہروں، کھانے پینے کی چیزوں سونے اور چاندی کو علاوہ ان نعمتوں کے جو باری تعالیٰ جل مجدہ کے پاس دار بقا میں تمہارے لئے موجود ہیں۔ان کافروں کے واسطے چھوڑ جاؤ۔قیس بن ہبیرہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ہم اپنی جگہ سے کبھی نہیں ہل سکتے۔تاوقتیکہ باری تعالیٰ جل مجدہ ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ نہ کر دیں اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔حضرت قیس بن ہبیرہؓ یہ سن کر جلدی سے اٹھے اور کہا ایہا الامیر! اللہ جل جلالہ آپ کے قول کو سچا کر دیں۔آپ کی ولایت اور سرداری کی اعانت فرمائیں۔آپ اللہ غالب بزرگ وبرتر پر بھروسہ اور توکل کر کے اس جگہ کو نہ چھوڑیں بلکہ دشمن کے ساتھ جنگ چھیڑ دیں۔اگر ہمیں فتح نصیب بھی نہیں ہوگی تو ثواب تو ضرور ملے گا۔آپ نے فرمایا قیس بن ہبیرہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہارے کاموں کو مشکور فرمائیں اور تمہارے گناہوں کو بخشیں۔واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے۔اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا۔مگر حضرت خالد بن ولیدؓ ساکت اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اٹھ کر ان کے سامنے آئے اور فرمایا ابوسلمان !تم ایک مرد جری شہسوار اور صائب الرائے شخص ہو، قیس بن ہبیرہ کے مشورہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا حضرت !میں نے قیس کا مشورہ سن لیا مگر میری رائے ان کے خلاف ہے۔اور چونکہ مسلمانوں کی رائے اس پر متفق ہو چکی ہے اس لئے میں اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔آپ نے فرمایا اگر آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اصلاح اور بہبودگی مضمر ہوگی تو آپ اسے بیان کریں، ہم تمام کے تمام اسے بطیب خاطر منظور کر کے اسی پر کاربند ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے

انہوں نے کہا ایہا الامیر! آپ اس بات کو یاد رکھیں اگر آپ یہیں اقامت گزیں رہیں تو آپ خود اپنے دشمنوں کی اپنے مقابلے میں اعانت کریں گے۔ کیونکہ یہ جابیہ قیساریہ سے قریب ہے۔اور قیساریہ میں ہرقل کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار کی جمعیت لئے پڑا

ہے۔ نیز باشندگان اردن آپ کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے بھاگ بھاگ کر اسی کے پاس پناہ لے رہے ہیں اور ان کی جمعیت بھی وہاں کافی ہوگئی ہے اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے اس طریقہ سے کوچ کیجئے کہ گویا ہم دشمن کا استقبال کر رہے ہیں۔ آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں پڑاؤ کیجئے وہاں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی کمک اور مدد بھی دارالخلافہ کے قریب ہونے کی وجہ سے پہنچتی رہے گی اور آپ دشمن کے مقابلہ میں ایک ایسے وسیع میدان میں بھی ہوں گے کہ جہاں گھوڑوں کو کودا کودا کر ہر طرح دشمن کے روندنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت یہ فرما چکے تو تمام مسلمانوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ یہ مشورہ واقعی سب سے بہتر ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب کھڑے ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ایہاالامیر حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے کے موافق ہی عمل کرنا چاہئے۔ اور انہیں کوچ کرنے سے قبل زیادہ (اقاد) کے قریب بھیج دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ ہمارے اور رومیوں کے لشکر کے مابین جواروں میں مقیم ہے حائل ہو جائیں گے اور چونکہ ہمارے لشکر کے کوچ کے وقت ان درختوں میں سے آوازیں پیدا ہوں گی جو ہمارے دشمنوں کے کانوں تک بھی ضرور پہنچیں گی۔ ممکن ہے کہ ان کے دل میں ہماری طرف سے طمع اور حرص پیدا ہو اور وہ با ارادہ غارت گری، لوٹ مار اور مکر و فریب کے ہم پر چھاپہ مارنے کو ہماری طرف بڑھیں تو اس وقت ہمارے لشکر کو دقت اور دشواری نہ پیدا ہوگی بلکہ ان سے پہلے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی جمعیت کے ساتھ نبٹ لیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا واللہ! اے ابن حرب! تم نے میرے ہی دل کی بات کہہ دی۔ میں بھی یہی کہنے کو تیار تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا فوج کو کوچ کرنے کا حکم دینا

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس مشورہ کے بعد فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس لشکر کو جو عراق سے آپ کے ہمراہ آیا تھا یعنی لشکر زحف جس کی تعداد اس وقت چار ہزار تھی بلا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے آپ کو ہدایت کی کہ آپ اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی حفاظت و صیانت کے لئے بطور ہراول کے آگے آگے چلیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی جمعیت سے پہلے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی تمام جمعیت نے چلنا شروع کیا۔ لشکر کی آوازیں دو دو فرسخ تک پہنچیں اور رومیوں کی جو جماعت اردن میں مقیم تھی اس نے بھی سنیں۔ انہیں گمان پیدا ہوا کہ ملک ہرقل کی فوجوں کی خبریں سن کر یہ لوگ حجاز کی طرف بھاگ پڑے ہیں۔ یہ خیال کر کے انہیں حرص دامن گیر ہوئی اور غارت کے ارادہ سے ان کی طرف چل پڑے۔

چونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہراول دستہ میں تھے اس لئے آپ ہی سے مڈبھیڑ ہوگئی آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا لوگو! یہ نصرت کی علامت ہے انہیں لے لو۔ یہ سنتے ہی تلواریں میان سے تڑپ تڑپ کر نکلنے لگیں۔ نیزے بلند ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ مرقال، ضرار بن ازور، طلحہ بن نوفل عامری، عامر بن طفیل، زاہد بن اسد، ظہیر بن اکال الدم، ہلال بن مرہ اور ضحرہ بن غانم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور نیز دیگر شہسواران عرب آگے بڑھے اور حملہ کر دیا۔

رومیوں میں اب کیا رکھا تھا جو تاب مقابلہ لاسکتے اور کیا تھو بڑہ تھا جو میدان میں جمتے پشت دے کر بھاگے۔ مسلمانوں نے قتل کرنا شروع کر دیا۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ بہت سے گرفتار کر لئے گئے اور جو بچے ان کا تعاقب کیا گیا حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تعاقب کرتے کرتے وسیلئے اردن تک بڑھتے بڑھتے چلے گئے جس میں رومیوں کی بہت سے جماعت ڈوب کر مر گئی۔

مسلمانوں کا یرموک میں اقامت کرنا

اس معرکہ کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف لوٹے تا کہ اس میں شامل ہو جائیں۔ آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں داخل ہو چکے تھے اور آپ نے ایک بہت بڑے ٹیلے پر جس کی اونچائی غیر معمولی تھی، مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کے خیمے نصب کر کے انہیں وہاں حفاظت سے رکھ کر اس کے تمام راستوں پر پہرہ لگا دیا تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مال غنیمت لے کر آپ کے پاس آئے تو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ جل جلالہ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں یہ فتح ونصرت کی علامت ہے خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کریں۔ یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو یرموک کے میدان میں پڑاؤ کرنے کو کہا اور مسلمان لڑائی کے لئے اس طرح مستعد ہو گئے کہ گویا وہ کسی وعدہ کا انتظار کر رہے ہیں۔

قسطنطین میں ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمان یرموک کے مقام میں مقیم ہیں اور انکے مقاتلہ اور مقابلہ کے لئے چند والیان ملک چل پڑے ہیں۔ یہ سن کر اس نے باہان والی ارمن کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے راستہ میں زیادہ توقف کو باہان کی سستی اور اس کی ضعف رائے کو ظاہر کر کے یہ خواہش کی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں تمہیں جلد پہنچ جانا چاہیے۔ جس وقت قاصد یہ خط لے کر باہان کے پاس پہنچا تو اس نے تمام والیان ملک اور خبرلون (سرداروں) کو جمع کر کے ان کے سامنے وہ خط پڑھا اور جلدی جلدی چلنے کی تاکید کر کے انہیں یہ ہدایت کی کہ جب شام کے کسی شہر میں سے تم گزرو تو بخوشی یا بہ جبر جس طرح سے بھی ہو وہاں کے باشندوں کو بھی اپنے ساتھ لے لو۔

چنانچہ اس فوج نے جلدی جلدی قطع مسافرت کرنا شروع کیا جن جن شہروں کو مسلمانوں نے فتح کیا تھا ان میں سے جس وقت ان کا گزر ہوتا تو یہ نہایت سختی کے ساتھ وہاں کے باشندوں کو ملامت اور زجر و توبیخ کر کے اور یہ کہتے تھے بدبختو! تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر عربوں کی طرف میلان کر لیا۔ وہ ان کو جواب دیتے تھے کہ تم ہم سے زیادہ ملامت کے مستحق ہو کہ تم ہمیں چھوڑ کر ان کے ڈر سے بھاگ گئے۔ ہم نے بھی تمہارے چلے جانے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ان سے صلح کر لی۔ رومی چونکہ حق بات کو پہچانتے تھے اس لئے یہ سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ آخر قطع مسافرت کرتے ہوئے یہ ٹڈی دل لشکر یرموک میں پہنچے اور دیر الجبل کے مقام میں جو زیادہ (رقاد) اور جولان کے قریب تھا مسلمانوں سے تین فرسخ کے فاصلے پر ڈیرے ڈال دیئے ان کے لشکر کا طول وعرض چھ فرسخ[1] کے قریب تھا۔ جب ان کا لشکر یرموک کے میدان میں ڈیرے ڈال چکا اور تمام کا تمام پہنچ گیا تو جبلہ بن ایہم غسانی کا لشکر جو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں، غسان، لخم اور جذام پر مشتمل اور باہان کی فوج کا ہراول تھا۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دکھلائی دیا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دشمن کی اس قدر تعداد دیکھ کر کہنے لگے **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** تمام طاقت وقوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے

عطیہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! رومیوں کے اس لشکر کو سوائے اس ٹڈی دل کے جو اپنی کثرت کی وجہ سے زمین و آسمان کے کنارے ڈھک لے اور کسی چیز کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی اسے دیکھتے ہی مسلمانوں کی رنگتیں بدل گئیں چہرے زرد پڑ گئے اور قلق و اضطراب ان سے ظاہر ہونے لگا۔ ہر وقت ان کی زبان سے یہی کلمہ جاری تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف دیکھتے تھے اور دعا کرتے تھے:

---

[1] ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے۔

﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲۵۰)

ترجمہ: ''بارالہا! ہمیں صبر دیجئے ثابت قدم رکھئے اور اس کافروں کی قوم پر فتح بخش دیجئے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے حزم و احتیاط کو کام میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جاسوسوں اور مخبروں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کی فوج میں جا کر وہاں کے حالات معلوم کریں اور اس بات کی خبر لائیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا ارادہ کیا ہے؟ نیز ان کی جمعیت کتنی ہے اور سامان حرب کیسا ہے؟ چنانچہ یہ ایک دن رات غائب رہے اور اس کے بعد ان کے لاؤ لشکر، اسلحہ گھوڑے اور مال و اسباب کی آ کر اطلاع دی۔ آپ نے سن کر فرمایا مجھے خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پاک سے کامل امید ہے کہ وہ ان کے اس ساز و سامان کو ہمارے لئے مال غنیمت کر دیں گے''۔

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت ہابان مسلمانوں کے مقابلے پر نہر یرموک، بلد رقاد، ارض جولان اور بلد سواد پر آ کر پڑا تو کچھ دنوں تک لڑنے اور مقابلہ کرنے سے رکا رہا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ ہرقل نے اس کے پاس ایک ایلچی بھیج کر یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم جنگ سے پہلے کسی قاصد کو ان کے پاس بھیج کر ہماری طرف سے یہ وعدہ کر لو کہ ہر سال تمہارے پاس ایک مقررہ رقم پہنچتی رہے گی اور ساتھ ہی تمہارے امیر المومنین عمر بن خطاب اور دیگر رؤساء کے لئے تحائف اور ہدایا ہوا کریں گے۔ نیز تمہارے ممالک محروسہ میں جابیہ سے حجاز تک ملک شامل ہوگا۔ ہابان ملک ہرقل کا یہ پیغام سن کر کہنے لگا افسوس! عرب اور ہم کو اس کام کے لئے طلب کریں گے اور اگر وہ اس کو ہمیشہ کے لئے قبول کر لیں۔ جرجیر جو اس لشکر کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ کہنے لگا کہ بادشاہ کے پیغام پہنچانے میں تیرا کیا حرج ہے اور کون سی مشقت۔ ہابان نے کہا کہ ان کے پاس تو ہی چلا جا اور ان سے عقل مند آدمی کو بلا کر جو کچھ سنا ہے بیان کر دے اور اپنی طرف سے حتی المقدور کوشش کر دینا۔

کہتے ہیں کہ جرجیر نے ریشمین جوڑا پہنا اور یہ کا سر بند جس میں جوہر ٹکے ہوئے تھے سر سے باندھا اور ایک عمدہ تاتاری گھوڑے پر جس کے اوپر سونے کی در و جواہر سے مرصع ایک زین کسی ہوئی تھی سوار ہوا اور اپنے ساتھ قبیلہ مذحجہ لشکر کے ایک ہزار سوار لے کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کے اپنے سواروں کو کھڑا کر دیا اور خود ذرا آگے بڑھ کے مسلمانوں کے لشکر کے بالکل متصل ہو کے انہیں آواز دی یا معاشر العرب! میں ہابان والی ارمن کا ایلچی ہوں۔ اگر تمہارا سردار میرے پاس آ جائے تو بہتر ہے تاکہ میں صلح کے متعلق ان سے کچھ گفتگو کر سکوں۔ ممکن ہے کہ اس طرح ہمارے اور آپ کے مابین خون ریزی بند ہو کر صلح و آشتی ہو جائے۔ مسلمانوں نے اس کی آواز سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ بہ نفس نفیس اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت عراق کا سفید بنا ہوا کپڑا آپ کے زیب بدن تھا۔ سیاہ عمامہ سر پر اور گلے میں تلوار حمائل تھی۔ گھوڑے کو آپ نے مہمیز کیا اور یہاں تک بڑھے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں۔ لوگ دور سے کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کفر کے بھائی کہہ کیا کہتا ہے؟ اور پوچھ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا برادر عربی! تمہیں تمہارا یہ کہنا کہ ہم نے رومیوں کے لشکر کو اکثر جگہ ہزیمت دے دی اور مار بھگایا ان کے شہروں کو فتح کر لیا اور ان کی اکثر زمین پر قابض ہو گئے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اب تمہیں اس لشکر کو دیکھنا چاہئے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہے اس میں ہر قسم کی چیز سب طرح کا غلہ اور مختلف زبانوں کے آدمی شامل ہیں۔ رومیوں اور ارمنوں وغیرہ نے آپس میں حلف کر لیا اور ان کے درمیان یہ معاہدہ طے ہو چکا ہے کہ تاوقتیکہ ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں باقی رہے گا ہم اسوقت تک مقابلہ سے ہزیمت کھا کر کبھی نہیں بھاگنے کے۔

تم میں اس لشکر کے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اب اپنے وطن کی طرف لوٹ جاؤ اور جو کچھ ملک ہرقل کے شہروں سے فتح کر چکے ہو خیر انہیں اپنے قبضہ میں رکھو کیونکہ بادشاہ ہرقل یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ اس نے احسان کیا ہے اسے واپس لے لے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم نے تین سال کی مدت میں جس قدر ممالک فتح کر لئے ہیں انہیں وہ تمہیں ہی ہبہ کر دے۔ تم جب شام میں آیا کرتے تھے تو پاپیادہ اور ننگے بدن آیا کرتے تھے۔ اب تم نے ان تین سال کے اندر سونا چاندی اور اسلحہ کافی جمع کر لئے ہیں۔ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اسے منظور کر لو ورنہ یاد رکھو ہلاک ہو جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا تو کہہ چکا ہے یا ابھی کچھ باقی ہے۔ اس نے کہا میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جرجیر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو

آپ نے فرمایا تو نے جو رومی اور ارمنی قوم کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ہزیمت کھا کر نہیں بھاگ سکتیں تو تیری سخت غلطی ہے۔ ہمیں تو تلواروں سے ڈراتا ہے۔ یاد رکھ! ہم تلواروں سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم تو شمشیر زنی کے لئے نکلے ہی ہیں اور ہمیں جیسا کہ ہمارے آقا ہمارے نبی محمد ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے، کامل یقین ہے کہ ہم تمہارے بادشاہ کے خزانوں کو چھین کر تم پر فتح یاب ہو جائیں گے اور ہمارے مولائے کریم محمد ﷺ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔ رہا رومیوں اور ارمینوں کا یہ حلف اور معاہدہ کہ ہم میدان سے پشت دے کر نہیں بھاگ سکتے۔ سو ہماری تلواروں کی باڑیں اور نیزوں کی تیز تیز نوکیں انہیں خود مار مار کر الٹے پاؤں بھگا دیں گی۔ باقی تیرا ہمیں اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے ڈرانا اس کا تم کئی مرتبہ تجربہ کر چکے ہو اور خود دیکھ چکے ہو کہ ہماری قلت اور ضعف نے تمہاری کتنی بڑی بڑی جمعیتوں کا باوجود ان کی کثرت تعداد اور اسلحہ کے کس طرح ستھراؤ کر دیا ہے۔ ہمیں سب سے زیادہ عزیز وہی دن ہوگا جس روز میدان حرب وضرب میں دونوں لشکر بالمقابل ہوں گے۔ اور یہ دیکھ لیا جائے گا کہ میدان کارزار میں کون ثابت قدم ہیں اور کس فریق کی خواہش اور تمنا قتال ہے اور کس کی فرار۔

جرجیر آپ کا یہ کلام سن کر اپنے ایک ساتھی کی طرف جس کا نام بہیل [1] تھا، مخاطب ہو کے کہنے لگا: بہیل! ملک ہرقل اس عرب قوم کے متعلق ہم سے زیادہ معلومات رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور باہان کے پاس پہنچ کر آپ کی تمام گفتگو سے آگاہ کر دیا۔ باہان نے کہا تو نے انہیں مصالحت کی دعوت نہیں دی۔ اس نے کہا مسیح کی قسم! صلح کے متعلق میں نے ان سے کچھ سلسلہ کلام شروع نہیں کیا۔ عرب چونکہ عربوں سے زیادہ رغبت رکھتے ہیں اس لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو نصرانی عربوں کو اس غرض کے لئے ان کے پاس روانہ کر دیجئے۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت اس نے جبلہ بن ایہم غسانی کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ جبلہ! تو ابھی اس قوم کے پاس جا کر اسے اپنی کثرت تعداد سے ڈرا اور انکے دلوں میں رعب ڈال اور اپنے مکر وفریب کے جال میں جس طرح ہو سکے پھنسا لے۔ جبلہ یہ سن کے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور آواز دی کہ معاشر العرب! تم میں سے کوئی شخص عمرو بن عامر کی اولاد سے میرے پاس آئے تا کہ میں اس کے ساتھ کچھ گفتگو کر سکوں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کی آواز سن کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کے فرمایا رومیوں نے اب تمہارے ابنائے جنس کو روانہ کیا ہے کہ تا کہ صلہ رحم اور قرابت کی آڑ میں تمہارے ساتھ کوئی مکر وفریب کر سکیں۔ تمہیں انصار میں سے کسی شخص کو جو عمرو بن

---

[1] ایک نسخہ میں ستیل ہے۔

عامر (انصاری) کی اولاد میں سے ہو اس کے پاس روانہ کر دینا چاہئے۔ قبل اس کے کہ انصار میں سے کوئی شخص منتخب کیا جائے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ خزرجی جلدی کر کے اٹھے اور آپ سے عرض کر کے کہنے لگے ایہاالامیر! اس کے پاس میں جاؤں گا اور جو کچھ وہ کہے گا اس کا جواب اسے میں دوں گا۔ یہ کہہ کر یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جبلہ بن ایہم کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے۔ جبلہ ایک ایسے شخص کو جس کا ڈیل ڈول نہایت بلند اور جس کا رنگ گہرا گندم گوں گویا کہ کوئی شخص [1] قبیلہ شنوہ کا ہے دیکھ کر بہت سٹ پٹایا اور ان کی بلندی قامت سے اس کے دل میں رعب پڑ گیا۔ کہنے لگا نوجوان! تم کن لوگوں میں سے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اس قوم کا ہوں جس کو تو نے طلب کیا ہے یعنی میں عمرو بن عامر کی اولاد سے ہوں۔ اس نے کہا مبارک ہو، مگر یہ تو بتلاؤ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا خزرج سے۔ میں عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہوں۔ تجھے جو سوال کرنا ہے وہ کر لے۔ اس نے کہا یا ابن عم! (چچا کے بیٹے) مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جماعت کے اکثر آدمی میرے قرابت دار ہیں اس لئے میں محض انہیں کچھ مشورہ دینے اور چند نصیحتیں کرنے آیا ہوں۔ یاد رکھو جو لشکر تمہارے سامنے ہے اس کا مقابلہ تم کسی طرح نہیں کر سکتے اس کی کمک کے لئے اور بہت سا لشکر قریب ہی پڑا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم نے یکے بعد دیگرے ان کے بہت سے لشکروں کو کاٹ کے پھینک دیا ہے۔ کیونکہ لڑائی دراصل ایک چلتا پھرتا سایہ یا ادھر ادھر گھومنے والا ڈول ہوتا ہے جو کسی طرف یقینی نہیں کہ ادھر ہی ٹھہرے گا۔ اگر یہ قوم تم پر غالب آ گئی اور تمہیں اس نے ہزیمت دے دی تو سوائے موت کے پھر تمہارا ٹھکانہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اس قوم کو شکست ہو گئی اور یہی قوم میدان سے پشت دے کر بھاگ پڑی تو یہاں ان کی فوجیں ان کے شہر، قلعے اور خزانے موجود ہیں تمہیں جو کچھ یہاں سے اب تک مل چکا ہے اور جتنا کچھ حاصل کر چکے ہو اتنے ہی کو غنیمت سمجھ کر چپکے چپکے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ۔

جبلہ بن ایہم اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی گفتگو

آپ نے فرمایا ابھی اور کہنا ہے یا کہہ چکا۔ اس نے کہا اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم کہہ لو۔ آپ نے فرمایا جبلہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اجنادین وغیرہ میں تمہاری جماعتوں کو کس طرح پراگندہ کر کے رکھ دیا اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان نافرمانوں کے اوپر کس طرح فتح بخش دی۔ ہمیں تمہارا زور بازو معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے تمہاری باقی ماندہ جماعتوں کا معاملہ اب ہم پر بالکل آسان ہے۔ ہم اس بات سے خوف نہیں کرتے کہ تمہاری فوجیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارے مقابلے میں جو کچھ بھی آ جاتا ہے ہم اس سے کبھی نہیں گھبراتے۔ ہم دین کی مدد کے لئے ہر وقت لڑتے ہیں اور جب تک دم ہے لڑتے رہیں گے۔

یاد رکھ! لڑائی کا ہم سے زیادہ حریص دنیا میں کوئی نہیں ہے اور ہمیں سب سے زیدہ میٹھا خون رومیوں کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جبلہ! میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو مع اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہو جا۔ اس طرح تجھے دین اور دنیا دونوں کی بزرگی اور شرافت حاصل ہو جائیگی۔ ان مشرکوں کی اتباع جس میں تجھے ہلاکت و مشقت میں اپنی جان کا فدیہ دینا پڑے گا چھوڑ دے تو سادات عرب اور بادشاہ اہل عرب سے ہمارا دین ظاہر اور غالب ہو چکا ہے لہٰذا تجھے اس طریقہ کی اتباع کرنی چاہئے جو تجھے حق تک پہنچا دے۔ بس پڑھ لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ۔ اللھم صل علیه وعلی آله وصحبه وسلم۔

[1] شنوہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم آپ کا یہ کلام سن کر آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا چپ رہو۔ میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اپنے مذہب کو ترک کرنے والا نہیں ہوں ۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سب سے پہلے لڑائی میں ہمارے نیزوں کی نوکیں تیری ہی طرف پھریں گی۔ یاد رکھ اپنے آپ کو ان سے بچائے رکھنا۔ ہماری جنگ قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتی۔ اگر ہماری تلواروں کی باڑوں نے تجھے آگے رکھ لیا تو پھر ان سے بچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ میں اب بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو رومیوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر علیحدہ ہو جا اور انہیں اور ہمیں آپس میں نبٹ لینے دے وہ بہ نسبت تیرے ہم پر زیادہ آسان ہیں۔ لیکن اگر تجھے اس میں بھی کچھ عذر ہے اور ان کا کسی طرح ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تو یاد رکھ جو بلائیں ان پر نازل ہوں گی وہ تیرے لئے بھی تیار ہیں۔

جبلہ بن ایہم یہ سن کر غصہ سے بے تاب ہوگیا اور کہنے لگا کیا مجھے تم اپنی تلواروں سے ڈراتے ہو۔ کیا میں بھی تمہاری طرح عربی نہیں ہوں۔ ایک آدمی کو ایک آدمی کافی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ہم سمجھ گئے تو ہمارے پاس مکر گانٹھ کر لایا تھا۔ ہمیں اس طرح نقصان میں پھنسانا چاہتا تھا، ہم تم جیسے بے وقوف نہیں ہیں بد بخت! ہم باوجود قلت تعداد کے تمہارے ساتھ ہر وقت لڑنے کو تیار اور اپنے رب واحد کی توحید اور اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی سنت ادا کرنے میں سرشار ہیں۔ ہماری کمک اور پیٹھ پر ایک ایسا لشکر ہے جو افطار عالم میں پھیل کر زمین کے اس سرے سے اس سرے تک کفر کے جھنڈوں کو زیروزبر کر دے گا اور دنیا کے تمام ظلمت کدوں میں پہنچ کر توحید کے پرچم اڑانے لگے گا۔

جبلہ نے کہا مجھے تو تمہارے عقب میں اس لشکر کے سوا کوئی دوسرا ایسا لشکر دکھلائی نہیں دیتا اور نہ کوئی ایسا معین و مددگار ہی نظر آتا ہے جو آڑے وقت میں تمہاری مدد کر سکے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو جھوٹا ہے اور بالکل جھوٹا ہے۔ ہماری پشت پر ایسے ایسے جواں مرد، صاحب ہمت، دلیر اور جانباز شخص موجود ہیں جو موت کو غنیمت اور زندگی کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ ان میں کا ہر آدمی بذات خود ایک لشکر ہے جو تن تنہا ایک بڑی بھاری فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ بیوقوف! کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے دبدبہ اور سطوت کو بھول گیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ اور آپ کی شدت کو فراموش کر گیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین ؓ اور ان کی شجاعت و براعت کو نسیا منسیا کر گیا۔ حضرت عباس، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز وہ شہسواران مسلمین جو مکہ مکرمہ طائف اور یمن وغیرہ سے آ آ کر ان کے پاس جمع ہوئے ہیں انہیں اور ان کی بطالت کو نظر انداز کر گیا۔ جبلہ یہ سن کر کہنے لگا یا ابن عم! میں تو تمہارے پاس محض تمہیں نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا اگر تمہیں میری نصیحت قبول نہیں ہے تو تم اپنی قوم سے صلح کے متعلق کہو کہ جن شرائط پر ہم ان سے صلح کرنا چاہیں تو وہ اسے قبول کر لیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تین صورتوں کے سوا ہمارے تمہارے مابین کبھی صلح نہیں ہو سکتی ادائے جزیہ، اسلام یا تلوار اور تلوار ہمارے تمہارے مابین سب سے بہتر حکم ہے۔ واللہ اگر غدر اور بدعہدی ہمارے نزدیک کوئی بری بات نہ ہوتی تو میں ابھی ابھی تجھے اس تلوار کا مزہ چکھا دیتا۔

جبلہ حضرت عبادہ بن صامت کے یہ سخت سخت جواب سن کے ایسا لاجواب ہوا کہ اسے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر کر باہان کی طرف ہی بھاگنا پڑا۔ چونکہ آپ کے کلام کی وجہ سے اس کا دل مرعوب ہو چکا تھا۔ خوف اور دہشت اس کے چہرے سے ٹپک رہے تھے۔ جس وقت یہ باہان کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو باہان نے اس کی صورت دیکھتے ہی اس سے دریافت کیا جبلہ! تیرے اوپر کیا آفت آئی؟ اور تجھے کس مصیبت نے گھیرا اس نے کہا میں نے ڈرایا۔ دھمکایا اور مرعوب کرنا چاہا مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ ڈرانا نہ ڈرانا ان کے نزدیک یکساں اور دھمکانا نہ دھمکانا برابر اور خوف دلانا نہ دلانا بالکل بے سود ہے۔ ان کا جواب یہی اور محض یہی ہے کہ ہماری خواہش فقط لڑائی اور ہمارا حکم سب سے بہتر حکم بس تلوار ہی ہے۔

باہان نے کہا تو پھر یہ خوف کیسا جو چہرے سے ٹپک رہا ہے، وہ اگر عرب ہیں تو تم بھی عرب ہو۔ کیا تم ان جیسے عربی نہیں ہو۔ میں نے سنا ہے کہ وہ تو کل تیس ہزار ہی ہیں اور تم ساٹھ ہزار ہو کیا تمہارے دو آدمی ان کے ایک آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟ جبلہ ذرا ہمت کر اور اپنے نصرانی عربوں کو جو تیرے بھائی بند ہیں لے کر میدان میں نکل میں تمہاری کمک پر ہوں اگر تم نے انہیں فتح کر لیا تو ان کا ملک ہمارے تمہارے مابین مشترک ہوگا۔ نیز بلاد شام کے وہ شہر جو انہوں نے فتح کر لئے ہیں کلیتہً تمہیں دے دیئے جائیں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے مقربین میں سب سے زیادہ تمہارا ہی شمار ہونے لگے گا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ باہان اسے اس قسم کی ترغیب دلا دلا کر اور انعام واکرام کا لالچ دے کر جنگ کے لئے برانگیختہ کر رہا تھا حتیٰ کہ جبلہ اس کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی فوج اور بنو غسان لخم، جذام وغیرہ کو حکم دے دیا کہ وہ جنگ کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر تیار ہو جائیں۔ فوج یہ سنتے ہی زرہ خود نیز تمام اسلحہ سے مسلح ہو کر حکم کی منتظر ہوئی۔ جبلہ نے سنہری (سونے کی) زرہ پہنی۔ شاہان یمن کی تلوار حمائل کی۔ ہرقل نے جو نشان اس کے واسطے بنایا تھا ہاتھ میں لیا اور اپنی ساٹھ ہزار خالص عربی فوج کو ساتھ لے کر اس کے آگے آگے مسلمانوں کی طرف چل دیا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے وہ گفتگو کر رہے تھے جو ان کے اور جبلہ کے مابین ہو چکی تھی کہ اچانک مسلمانوں کو یہ ساٹھ ہزار کی جمعیت آتی ہوئی دکھلائی دی۔ بعض نے بعض کو پکارنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ معاشر العرب! غنیم آ پہنچا۔ نصرانی عرب تم سے لڑنے کو بڑھ آئے۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ مسلمانوں نے کہا ہم لڑیں گے اور ضرور لڑیں گے۔ ہمیں ذات باری تعالیٰ پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمیں ان پر نیز ہر ایک کافر پر فتح بخشیں گے۔ یہ کہہ کر مسلمانوں نے ان کی طرف بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں جلدی نہ کرو اور تاوقتیکہ میں ان کے ساتھ ایک ایسا حیلہ اور مکر نہ کرلوں کہ جو انہیں ہلاک کر دے اس وقت تک ذرا صبر سے کام لو اور اس کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا ایہا الامیر! رومیوں نے ہمارے مقابلے میں نصرانی عربوں سے مدد طلب کی ہے جو ہم سے دوگنے ہیں۔ اگر ہم نے اپنی تمام جمعیت سے ان کا مقابلہ کیا تو بھی ہمارے لئے یہ ضعف کا باعث ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے پاس انہی کے قبیلہ کے چند آدمی روانہ کروں جو ان سے ان کے لوٹ جانے کے متعلق گفتگو کریں اگر وہ واپس چلے گئے تو رومیوں کے حق میں ان کا چلا جانا گویا ایک طرح کی ہزیمت ہوگی اور اس طرح ان کے جمعیت بھی ٹوٹ جاوے گی اور اگر انہوں نے انکار کیا اور وہ نہ گئے تو پھر تلوار موجود ہے۔ بہت تھوڑے سے آدمی ان کے پاس جا کے خدا کے فضل وکرم سے انہیں مار مار کر بھگا دیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کا یہ مدبرانہ کلام سن کے بے حد پسند کیا اور فرمایا یا ابوسلیمان! جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اسی طرح کرو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حضرت قیس بن سعد، عبادہ بن صامت خزرجی، جابر بن عبداللہ، کعب بن مالک انصاری، معاذ بن جبل اور ابوایوب بن خالد بن یزید رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ اے دین متین کے مددگارو! یہ نصرانی عرب جو تمہارے مقابلے کے لئے نکلے ہیں غسان لخم اور جذام کے لوگ ہیں جو حسب ونسب میں تمہارے چچیرے بھائی ہوتے ہیں تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں مخاطب کر کے حتی المقدور ان کے لوٹانے کی کوشش کرو۔ اگر یہ واپس پھر گئے تو فبہا ورنہ پھر

یسیف من عمل التبابعۃ کا ترجمہ ہے تبابعہ ملوک یمن کو کہتے ہیں اس لئے اس کا ترجمہ یہی مناسب سمجھ میں آیا ہے۔

تمہاری تلواروں کی دھاریں ان کی تواضع کرنے کے لئے موجود ہیں۔ پھر ہم انشاء اللہ العزیز انہیں کافی ہوں گے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ اور جبلہ بن ایہم کی گفتگو

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے یہ پانچوں انصاری صحابہ جبلہ کے لشکر کی طرف چلے اور جس وقت اس کے قریب پہنچ گئے تو حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے ادھر مخاطب ہو کے آواز دی لخم، غسان اور جذام کے عربی قبیلو! ہم تمہارے چچیرے بھائی تمہارے پاس آنا چاہتے ہیں۔ جبلہ نے یہ آواز سن کر انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ یہ اس وقت ایک ریشمین خیمہ میں جس کے اندر حریر کا زرد فرش بچھا ہوا تھا تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں طرف اس کی سلطنت نیز آل جفنہ کے والیان ریاست اور اعمال حکومت موجود تھے، پرستاران توحید کے ان افراد نے اسے یہاں پہنچ کر آداب شاہان عرب کے موافق دعائیں دیں جن کے جواب میں جبلہ نے انہیں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا اور نہایت عزت و تکریم سے ان کے ساتھ پیش آیا اور کہا یا بنی العم! (اے چچیرے بھائیو!) چونکہ تم میرے عزیز اور قرابت دار ہو اس لئے جس وقت اس لشکر نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو میں تمہارے پاس تمہیں چند نصائح کرنے کے لئے آیا تھا مگر تم نے میرے پاس ایک ایسے شخص کو بھیج دیا جس نے اپنی گفتگو میں شدت و تخویف سے کام لے کر حد سے تجاوز کر لیا۔ اب تم میرے پاس کس غرض سے آئے ہو؟ اور کیا کام ہے؟ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا ابن العم ان کے کہنے میں آپ ہمیں نہ پکڑیئے ہمارا دین حق و صداقت پر مبنی ہے اور چونکہ تم ہمارے ذوالاقرباء کنبے قبیلے اور قرابت کے آدمی ہو اس لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم تمہیں نصیحت کریں۔ ہم اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تمہیں اسلام کی دعوت دیں اور دین مبین کی طرف بلائیں اور تم ہماری ملت اور ہمارے مذہب میں شامل ہو جاؤ۔ مسلمان ہونے کے بعد ہمارا تمہارا حال یکساں ہو جائے گا۔ جو ہمارے لئے آسانیاں ہیں وہ تمہارے لئے بھی ہوں گی اور جو ہم پر فرائض عائد ہوتے ہیں وہ تم پر بھی ہوں گے اور ہم تمہیں اپنے دین کی طرف محض اس لئے بلاتے ہیں کہ ہمارا دین دین فطرت اور شریف دین ہے اور ہمارے نبی برحق محمدؐ بزرگ اور نجیب نبی ہیں۔

جبلہ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنا مذہب بدل لوں میں اپنے دین پر پوری طرح قائم ہوں۔ تم اوس و خزرج کے قبیلوں نے اپنے لئے ایک بات پسند کر لی ہے، مجھے ایک دوسری بات پسند ہے، تم اپنے دین سے راضی ہو میں اپنے مذہب سے خوش، تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے واسطے میرا دین۔

آپ نے فرمایا کہ چونکہ تو ایک سمجھ دار آدمی ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ تجھ جیسا آدمی اسلام اس کی تعلیم اور اس کے مرتبہ سے جاہل رہ جائے بلکہ تجھے چاہئے کہ تو اسلام قبول کر کے راہ راست پر آ جائے۔ جبلہ نے پھر انکار کیا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کہنے کا اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔ آخر حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا اگر تجھے اپنا دین و مذہب چھوڑنا منظور نہیں ہے تو ہمارے مقابلے سے اپنی فوجیں ہٹا لے۔ اور اس کا منتظر رہ کہ غلبہ و نصرت کدھر ہوتا ہے اور کس کی فوجیں میدان کارزار میں بڑھ کر فتوحات حاصل کرتی ہیں۔ اگر میدان ہمارے ہاتھ رہا اور تو ہمارے دین میں آنا چاہا تو پھر تو ہمارا بھائی ہے اور اگر اپنے مذہب پر ہی قائم رہنا پسند کیا تو ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیرا ملک نیز تیرے آباؤ اجداد کے ممالک محض ادائے جزیہ کی شرط سے تیرے ہی حوالے کر دیئے جائیں گے۔

اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ اگر تم نے مقابلے میں ہتھیار ڈال دیئے اور حرب و ضرب میں میدان رومیوں کے ہاتھ رہا تو میں

اپنے مقبوضات پر پھر کسی طرح قابض نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ رومیوں کی مرضی اور خواہش یہی ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں لڑوں اور اسی واسطے انہوں نے مجھے تمام عربوں پر بڑا بنا کر رکھا ہے اور اگر میں تمہارے دین میں داخل ہو گیا تو میں ایک [1] حقیر اور نا چیز آدمی ہو جاؤں گا اور پھر کوئی شخص بھی میری اتباع نہیں کر سکے گا۔

آپ نے فرمایا اگر ہماری کوئی بھی معروضات تیری سمجھ میں نہیں آتیں تو اگر لڑائی کا پاسہ ہماری طرف رہا تو ہماری شمشیرِ خار اشگاف سے جو ہڈیوں کو توڑ دیتی ہے بچتے رہنا۔ ہم اسی وقت تیرا تکابوٹی کر کے رکھ دیں گے۔ ہماری خواہش یہی تھی کہ ہم چاہتے تھے کہ ہماری تلواروں کی باڑیں اور بھالوں کی نوکیں تیرے اور تیری فوج کے سوا کسی دوسری طاقت پر خرچ ہوں مگر تجھے یہ خود ہی منظور نہیں۔

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس کے ڈرانے اور دھمکانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تاکہ وہ کسی طرح رومیوں سے منحرف ہو جائے مگر جبلہ بار بار انکار کرتا رہا اور کہتا رہا مسیح کی قسم! اگر میرے تمام قرابت دار بھی میرے مقابلے میں آ جائیں تو میں رومیوں کی طرف سے ضرور لڑوں گا''۔

آخر حضرت قیس بن سعیدؓ نے فرمایا جبلہ! تیرے دل میں شیطان گھر کر گیا ہے جو تجھے دوزخ میں پہنچائے بغیر تیرا پیچھا کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور تو ہلاک ہو کر رہے گا۔ یاد رکھ ہم تیرے پاس محض اس لئے آئے تھے کہ قرابت اور صلہ رحمی کا حق ادا کر کے تجھے دین اسلام کی طرف بلائیں مگر تو اس کا انکار کرتا ہے سو تو خود ہی پچھتائے گا اور بہت جلدی انشاء اللہ العزیز ہماری طرف سے ایک ایسی حرب و ضرب کی آگ مشتعل ہوتے دیکھے گا جس کے شرارے خرمِ ہستی کو خاک و سیاہ کرتے ہوئے دور تک پھیل جائیں گے اور جس کے صدموں سے ایک کمسن بچہ بھی بڑھاپے کو پہنچ جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ اچھل کر کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے۔ اللہ جل جلالہ کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور اسی کی مدد اور حسن اطاعت پر بھروسہ کر کے چل پڑو۔ یہ ذلیل ہی ہو کر رہے گا۔ جبلہ نے کہا کل لڑائی کے لئے مستعد رہنا اور کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنا

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے اور انہیں تمام واقعات سے مطلع کر دیا اور کہا کہ جبلہ لڑائی کے سوا کسی چیز کا خواہش مند نہیں ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ پھر اسے دور کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی عیش کی قسم! جبلہ ہم میں ایسے ایسے بہادر اور سپہ سالار ملاحظہ کرے گا کہ جنہیں سوائے باری تعالیٰ جل مجدہ کی خوشنودی کے اور کسی بات کی تمنا نہیں ہو گی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین! یاد رکھو! نصرانی عرب ساٹھ ہزار ہیں اور ہم تیس ہزار مگر وہ حزب الشیطان (شیطانی لشکر) ہیں اور ہم حزب الرحمٰن ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کریں گے۔ اگر ہم نے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا تو یہ ہماری کمزوری اور سستی پر محمول ہو گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جماعت سے میں چند ایسے نفوس منتخب کروں جو ان تمام عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔

حضرت ابو سفیان صخر بن حربؓ نے کہا ابو سلیمان! خداوند تعالیٰ آپ کو نیکی دیں آپ کی رائے بہت صائب ہے آپ اسی طرح کیجئے اور جن جن کو آپ منتخب کرنا چاہتے ہیں انہیں آپ چن لیجئے''۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے لشکر میں سے کل تیس

[1] یعنی چونکہ اسلام میں مساوات ہے اس لئے میں ایک معمولی آدمی شمار ہونے لگوں گا۔

آدمی جن میں سے ہر ایک دشمن کے دو ہزار سواروں کو کافی ہو اپنے ساتھ لوں اور دشمن کی تمام جمعیت پر جا پڑوں۔ آپ کی یہ تجویز سن کر تمام مسلمان تعجب کرنے لگے اور یہ سمجھے کہ آپ ازراہ مذاق (مزاح) فرما رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوسفیان صخر بن حربؓ نے آپ سے کہا یا ابن ولید! آپ یہ مذاق میں فرما رہے ہیں یا اصل واقعہ بیان کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہؐ کی عیش اور اس ذات پاک کی قسم! جس کی میں شب و روز عبادت کرتا ہوں۔ میں یہ سچ سچ کہہ رہا ہوں مذاق کو میرے کلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابوسفیان صخر بن حربؓ نے کہا آپ کی یہ تجویز جناب باری تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے اور اپنے پاؤں میں خود کلہاڑی مارنے کے مصداق ہوگی۔ میرے رائے میں آپ کی یہ تجویز ذرا کمزور ہے اور اس میں میں آپ کی ہم نوائی کسی طرح نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کم از کم یہ بھی فرمائے کہ ہمارا ایک آدمی دو سو آدمیوں کا مقابلہ کرے گا تو آپ کے اس قول سے کہ ہمارا ایک سوار ان دو ہزاروں سواروں کا مقابلہ کرے گا۔ کسی قرین قیاس اور باور بھی ہو سکتا تھا۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہیں۔ انہوں نے ہم پر محض اتنا فرض کیا ہے کہ ایک آدمی دو کا اور سو آدمی دو سو کا اور ایک ہزار شخص دو ہزار کا مقابلہ کریں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے کل تیس آدمی ساٹھ ہزار جمعیت کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔

آپ نے فرمایا ابوسفیان! تم زمانہ جاہلیت میں بڑے بہادر اور شجیع شخص تھے اسلام میں اس قدر بزدل مت بنو اور میں جن لوگوں کو اس کام کے لئے منتخب کروں انہیں دیکھتے رہو کہ وہ کیسے کیسے مسلمان مرد اور شہسوار عرب اور پرستاران توحید ہیں جس وقت تم انہیں دیکھ لو گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ، وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو باری تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے اور سوائے باری تعالیٰ جل مجدہ کی خوشنودی کے ان کا کوئی اور منشا نہیں ہے انہی کی رضا میں لڑتے ہیں اور انہی کے راستہ میں مرد میدان ہو کر سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ جب ان کے دلوں کا حال جانتے ہیں باری تعالیٰ ارحم الرحمین پر ان کا حق ہے۔ اور انہیں ان کے قلوب کا صدق معلوم ہے۔ تو اگر چہ وہ دہکتے ہوئے انگاروں میں بھی کود پڑیں باری تعالیٰ جل مجدہ پر ان کا یہ حق ہے کہ وہ ان کی مدد فرمائیں۔

حضرت ابوسفیانؓ نے کہا یا ابا سلیمان! واقعی بات تو یہی ہے جو آپ نے فرمائی میں تو بنظر شفقت علی المسلمین (یعنی مسلمانوں پر شفقت کی نظر سے) یہ کہتا تھا۔ اگر آپ کو یہی منظور ہے تو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں کے لئے کم از کم ساٹھ آدمی روانہ کر دیجئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! ابوسفیان کا مشورہ واقعی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! خدا کی قسم میرا ارادہ اس سے محض دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنا تھا کہ جس وقت وہ شکست کھا کر ہمارے مقابلہ سے بھاگیں تو ان سے دریافت کیا جائے گا کہ تمہارے مقابلہ پر کتنے مسلمان تھے وہ جواب دیں گے کہ تیس آدمی تو اسے سن کر ان کے دلوں میں رعب چھا جائے گا اور باہان سمجھ لے گا کہ ہماری کل تیس ہزار جمعیت ان کے دس لاکھ لشکر کو کافی ہوگی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے مگر تیس آدمی اور اپنی مدد و اعانت کے لئے لے لو آپ نے کہا اور جس کا دل چاہے وہ بھی ساتھ ہو لے۔ میں تو مسلمانوں میں سے اپنے ساتھ محض ایسے شخصوں کو منتخب کروں گا جن کے صبر، استقلال اور اقدام کو میں خود جانتا ہوں اور انہیں اپنے اس ارادہ سے پہلے مطلع کر دوں گا۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی محبت اور ثواب کی رغبت ہوگی تو وہ اسے منظور کر لیں گے ورنہ خالد کے پاس تو فقط اس کی جان ہے اسے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ اور ان کی خوشنودی میں پیش کر دوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس چیز کی میں محبت رکھتا ہوں اس کی مجھے توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا جنگ کے لئے اپنے ساتھیوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ جانبازان اسلام میں سے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے (۱) حضرت زبیر بن العوامؓ اوران کے بعد (۲) حضرت فضل بن عباسؓ کومنتخب فرمایا۔ پھر آپ نے فرداًفرداً اس طرح آواز دینی شروع کی۔ (۳) ہاشم بن سعید طائی۔ بنی تمیم کے شہسوار کہاں ہیں؟ (۴) قعقاع بن عمرو تمیمی کہاں ہیں؟ (۵) شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ (۶) خالد بن سعید بن عاص کہاں ہیں؟ (۷) عمر بن عبداللہ کہاں ہیں؟ (۸) یزید بن ابوسفیان افعری کہاں ہیں؟ (۹) صفوان بن امیہ کہاں ہیں؟ (۱۰) صفوان بن فضل معطل سلمی کہاں ہیں؟ (۱۱) سہیل بن عمرو عامری کہاں ہیں؟ (۱۲) ضرار بن ازور کندی کہاں ہیں؟ (۱۳) ربیعہ بن عامر کہاں ہیں؟ (۱۴) رافع بن عمیرۃ الطائی کہاں ہیں۔ (۱۵) عدی بن حاتم کہاں ہیں؟ (۱۶) یزید الخیل الابیض اکرکبان کہاں ہیں؟ (۱۷) حذیفہ بن یمان کہاں ہیں؟ (۱۸) قیس بن یمان کہاں ہیں؟ (۱۹) قیس بن سعید خزرجی کہاں ہیں؟ (۲۰) کعب بن مالک انصاری کہاں ہیں؟ (۲۱) سوید بن عمرو بن غنوی کہاں ہیں؟ (۲۲) عبادہ بن صامت کہاں ہیں؟ (۲۳) جابر بن عبداللہ کہاں ہیں؟ (۲۴) ابوایوب انصاری کہاں ہیں؟ (۲۵) عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کہاں ہیں؟ (۲۶) عبداللہ بن عمر بن خطاب کہاں ہیں؟ (۲۷) یزید بن خطاب کہاں ہیں؟ (۲۸) رافع بن سہیل کہاں ہیں؟ (۲۹) یزید بن عامر کہاں ہیں؟ (۳۰) عبیدہ بن اوس کہاں ہیں؟ (۳۱) مالک بن نضر کہاں ہیں؟ (۳۲) نصر بن حارث بن عبد کہاں ہیں؟ (۳۳) عبداللہ بن ظفر کہاں ہیں؟ (۳۴) ابولبابہ بن منذر کہاں ہیں؟ (۳۵) عوف کہاں ہیں؟ (۳۶) عابس بن قیس کہاں ہیں؟ (۳۷) عبادہ بن عبداللہ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۳۸) رافع بن عجرہ (عنجرہ) جن کی والدہ ماجدہ سوسواروں سے لڑا کرتی تھیں کہاں ہیں؟ (۳۹) عبیدہ بن ابوعبید کہاں ہیں؟ (۴۰) معقب بن قیس کہاں ہیں؟ (۴۱) ہلال بن صابر کہاں ہیں؟ (۴۲) ابن ابوابید کہاں ہیں؟ (۴۳) اسید المساعدی کہاں ہیں؟ (۴۴) کلال بن حارث مازنی کہاں ہیں؟ (۴۵) حمزہ بن عمر اسلمی کہاں ہیں؟ (۴۶) عبیداللہ بن یزید کہاں ہیں؟ (۴۷) یزید بن عامر کہاں ہیں؟

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جن جن اشخاص کومنتخب کیا تھا میں نے انہیں مختصر کر کے بیان کیا ہے اور چونکہ آپ نے آواز دینے میں حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کومقدم فرمایا تھا اس لئے میں نے بھی بیان کرنے میں انہیں مقدم رکھا ہے۔ جب آپ نے زیادہ تر انصار ہی کو پکارنا شروع کیا اور اکثر انہی کا آپ انتخاب کرنے لگے تو حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے شکایت کی اور کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ آج اس جنگ میں ہمیں ہی آگے رکھنا چاہتے ہیں اور مہاجرین یعنی مغیرہ بن قصیٰ کی اولاد کو پیچھے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیں یا تو اس انتخاب سے آزمانا چاہتے ہیں کہ رومیوں کے مقابلے میں ہمارا صبر واستقلال ملاحظہ فرمائیں یا مغیرہ بن قصیٰ کی اولاد پر شفقت اور مہربانی کی نظر کرتے اور ہمیں ان سے آگے بھیج کر ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ جس وقت آپ نے ان کے یہ کلمات سنے تو آپ گھوڑے کو ایڑی لگا کر ان کی طرف چلے اور ان کی جماعت کے بیچ میں کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے یا اولاد عامر! خدا کی قسم! میں نے تمہیں اس کام کی طرف جسے اپنے واسطے پسند کیا ہے محض اس لئے دعوت دی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہے اور مجھے تم پر نیز تمہارے ایمان پر پورا پورا اعتماد اور یقین ہے۔ انصار نے کہا یا ابا سلیمان! واقعی آپ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد اکثر انصار نے تاکہ دل صاف ہو جائیں اور کوئی کدورت باقی نہ رہے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سب کے بعد آپ نے حضرت حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے آخر میں اپنا نام سن کر بے حد غصہ ہوئے اور ان کا چہرہ تمتمانے لگا انہیں اپنے بھائی سہیل سے اسلام [1] میں بہت زیادہ عداوت تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر کہا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنے بھائی سہیل کے قتل کرنے پر قدرت پالوں گا تو اسے فوراً قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ ؐ یہ سن کر اس کے حسن ایمان پر تعجب فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ یرموک کے روز جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کے بھائی حضرت سہیلؓ کو پہلے آواز دی اور انہیں بعد میں تو بے حد شرم اور عار آئی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس پہنچ کر ان سے کہنے لگے کہ یا ابن ولید! آپ کو ابن عامر کے خاندان سے ہمیشہ عداوت رہی ہے، آپ جسے مقدم ہونا چاہئے تھا اسے مؤخر کرتے ہیں اور جسے موخر ہونا چاہئے تھا اسے مقدم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دانستہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے غیروں کو ہم پر مقدم کیا ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی رائے اور تجویز آپ کے متعلق بالکل صائب تھی۔ آپ اپنی دلیری، جوانمردی اور شجاعت پر ناز کرتے ہیں اور چونکہ آپ کے ہاتھ سے باری تعالیٰ جل مجدہ نے فتوحات کرادی ہیں اس لئے خود کو شجیع اور دوسروں کو اپنے سے حقیر اور کم سمجھتے ہیں۔ اگر مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کا خوف نہ ہوتا حالانکہ مومنین قانتین اللہ تبارک وتعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں تو میں اپنے گھوڑے کی راس آپ کے گھوڑے کی راس کے ساتھ ملا کر کافروں کے مقابلہ میں آپ کے دوش بدوش لڑتا اور اس وقت مسلمان اچھی طرح دیکھ لیتے مشرکین کا مقابلہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے اندر ہم دونوں میں سے استقلال کے ساتھ کون لڑتا ہے؟

آپ کو یہ سن کر بے حد غصہ آیا اور آپ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے تم اور تم جیسے لوگوں کو یہ ایسی ایسی باتیں کہنے کی ایک عام بات ہوگئی ہے۔ دراصل تمہاری زبانیں بہت بڑھ گئی ہیں اور یہ اس زبان درازی ہی کا نتیجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی بارگاہ معلیٰ میں تم لوگوں نے میرے متعلق ملائم و نا ملائم الفاظ کہہ کہہ کر انہیں مجھ سے بدظن کر دیا ہے۔ مجھے اس کے متعلق تو کوئی معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کو میرے متعلق ایسا کہنے میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ البتہ اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے یہ میری ایک آزمائش ہے کہ آپ جیسے حضرات کی زبان سے ایسے کلمات جاری کرا کر وہ میرے صبر و استقلال کو آزمانا چاہتے ہیں۔ میں

---

[1] حضرت حاطبؓ کو اسلام میں اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہونے، نبیؐ کے سامنے ان کے قتل کے متعلق کہنے اور حضور سرور عالمؐ کا ان کے حسن ایمان پر تعجب کرنے کے متعلق کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معاملہ ہے؟ اول تو اسلام میں بغض رکھنا کسی دوسرے مسلمان کو قتل عمد کرنا، سوئم نبی کا اس قتل کو پسند کرنا شریعت مصطفوی میں سب ممنوع ہیں پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کا ان کے بھائی سہیلؓ کو پہلے آواز دے دینا کچھ گناہ نہیں تھا، اس بات پر غصہ ہونا حضرت خالد بن ولیدؓ کو سخت سخت کہنا اور بھی تعجب میں سے ہے۔ چونکہ اصل قصہ مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں دیکھا ہے اس لئے اصل واقعہ کی خبر تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے یا علماء کو ہے، میرے نزدیک اس میں اس طرح تاویل ہو سکتی ہے کہ حضرت حاطبؓ پہلے اسلام لے آئے ہوں اور حضرت سہیل ابھی تک نہ لائے ہوں۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے انہیں ان کے ساتھ عداوت ہو اور یہ حضورؐ سے کہتے ہوں کہ اگرچہ سہیل میرا بھائی ہے مگر میں اگر موقع لگے تو سب سے پہلے اسے ہی قتل کروں گا۔ چونکہ سہیل بھائی تھے اور بھائی کی بے حد محبت ہوتی ہے مگر چونکہ اسلام کے مقابلہ میں یہ محبت نہیں تھی اس لئے حضورؐ اس کو کامل الایمان فرماتے ہوں اور ان کے حسن ایمان سے تعجب کرتے ہوں۔ جس وقت حضرت سہیلؓ بھی مسلمان ہو گئے تو یہ عداوت جاتی رہی ہوگی کیونکہ اسلام میں عداوت ممنوع ہے نیز وہ سبب قتل یا عداوت یعنی کفر ہی ختم ہو گیا۔ اب حضرت خالد بن ولیدؓ پر ان کے انہیں پہلے نہ پکارنے پر غصہ ہونا اگرچہ اب تک عداوت کو ظاہر کرتا ہے کہ انہیں کیوں پہلے آواز دی مگر اس میں بھی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اب عداوت کی وجہ سے غصہ نہ ہوئے ہوں بلکہ سابق الایمان کی وجہ سے غصہ آیا ہو کہ میں چونکہ حضرت سہیلؓ سے سابق الایمان تھا اس لئے جہاد میں ان سے پہلے مجھے آواز دینی چاہئے تھی کہ میں ان سے پہلے خدا کے راستہ میں سینہ سپر ہو جاؤں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مترجم

ان کی بارگاہ بے نیازی میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے نیک راستہ، ہدایت اور سلامتی کی تاکہ میرے دل سے شیطان کا ننگ و عار اور زمانہ جاہلیت کا غصہ اور خلفشار دور ہو جائے توفیق عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حاطب! خدا کی قسم اب اس گفتگو کے بعد اگر تم میرے رخساروں پر اپنے پیر بھی رکھنا چاہو تو مجھے کبھی بھی اس عاجزی اور فروتنی کے باعث جو مجھے خدائے قدوس و توانا و برتر کی درگاہ اور حبیب مصطفیٰ محمدؐ کی اطاعت میں حاصل ہے کسی قسم کا عذر یا رنج نہ ہوگا۔

تمام مسلمان آپ کا یہ قول سن کر آپ کو استحسان اور باری تعالیٰ کی شکرگزاری کا ایک مجسمہ سمجھنے لگے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا دل یہ درد بھری صداقت سن کے بھر آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ابوسلیمان! خدا کی قسم! تم باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی شکرگزاری میں ایک یکتا اور منتہا شخص ہو۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حضرت حاطبؓ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت حاطبؓ رونے لگے اور دونوں حضرات نے آپس میں مصافحہ کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ دونوں حضرات اس آیت کے مصداق جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمائی ہے، ہو جائیں گے کہ

﴿وَ نَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ﴾ (الاعراف: ۴۳)

''ہم نے جوان کے دلوں میں بغض تھا وہ نکال دیا۔''

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں میں سے ساٹھ ایسے سوار منتخب کر لئے جن میں کا ہر فرد اگر تن تنہا ایک لشکر کا مقابلہ کرے تو تمام لشکر کے دانت کھٹے کر کے رکھ دے، تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا انصار اللہ! یہ لشکر جو تمہارے مقابلے کو آیا ہے خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میرے ساتھ مل کر اس پر حملہ کرنے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ لوگ تم ہی جیسے عرب ہیں تم ان کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہو۔ اگر ان کے مقابلے میں تم نے صبر اور استقلال سے کام لیا تو یاد رکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے صبر کو دیکھ کر تمہاری تائید فرمائیں گے اور تم ان عربوں کو شکست دے دو گے اور جب تم نے انہیں ہزیمت دے کر بھگا دیا تو اس تمام لشکر پر تمہارا رعب چھا جائے گا اور وہ پشت دے کر نامرادی کو ساتھ لئے ہوئے یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

انہوں نے کہا ابا سلیمان! ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ چاہے جس طرح لڑیئے واللہ ہم اپنے دشمنوں سے اللہ جل جلالہٗ کی ذات اور ان کی تائید وقوت پر بھروسہ کر کے ان لوگوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے لڑتے ہیں نہایت جانبازی اور قوت کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور طلب آخرت میں اپنی جانیں تک اڑا دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں یہ سن کر جزائے خیر کی دعائیں دیں اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اپنے ساز و سامان درست کر لو اسلحہ ساتھ لے لو۔ بہتر یہ ہے کہ تمہارے پاس دو دو تلواریں ہوں اور یہ لڑائی شمشیر خارا شگاف ہی کے ساتھ رہے۔ نیزہ اپنے ساتھ کوئی شخص نہ لے جائے۔ کیونکہ نیزہ ٹیڑھا ہوتا ہے اور کبھی کبھی اپنے نشانہ سے چوک جاتا ہے۔ اسی طرح تیر کمان کی بھی ضرورت نہیں۔ تیر نشانے پر لگتا بھی ہے اور خطا بھی کر جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے تیز رو اور اس گھوڑے پر سوار ہو جس کے اوپر انہیں پورا پورا اعتماد ہے اور آپس میں یہ وعدہ کر لو کہ ہم حضور آقائے دو جہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے پاس ملیں گے اور ہمارا ملتقی (وعدہ گاہ) وہی ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر یہ تمام حضرات اپنی اپنی فرودگاہوں میں اپنا ساز و سامان درست کرنے اور اپنے اہل وعیال سے رخصت ہونے تشریف لے گئے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ بھی اپنے خیمے میں اپنا ساز و سامان درست کرنے اور اپنی بہن کو سلام کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی بہن خولہ بنت ازورؓ کو پہلے سلام کیا اور اپنی زرہ پہننے لگے۔ جس وقت آپ حرب کا سامان زیب

بدن فرما چکے تو آپ سے آپ کی بہن خولہ بنت ازور کہنے لگیں کہ بھائی جان! آج آپ مجھے اس طرح رخصت فرما رہے ہیں جس طرح سے کوئی یقینی طور سے ہمیشہ کے لئے کسی کو رخصت کیا کرتا ہے۔ آپ نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہے آخر کم از کم مجھے بھی اس کی اطلاع دے دیجئے۔ آپ نے انہیں اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور فرمایا کہ میرا ارادہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معیت میں ہو کر دشمنوں سے لڑنے کا ہے۔

آپ یہ سن کر روئیں اور کہا بھائی جان! آپ اللہ تبارک وتعالیٰ پر پورا یقین رکھنے والے ہیں ان کے دشمنوں سے ضرور لڑو۔ دشمن نہ کبھی آپ کی موت کو اگر وہ دور ہے نزدیک کر سکتا ہے اور نہ قریب کو بعید بنا سکتا ہے۔ اگر (خدانخواستہ) تم پر کوئی حادثہ آ گیا یا دشمنوں نے کسی طرح کا آپ کا بال بیکا کر دیا تو بھائی جان خدا کی قسم! خولہ کو بڑا جانکاہ صدمہ گزرے گا اور جب تک وہ دشمن سے آپ کا بدلہ لے کر آپ کے پاس نہیں پہنچ جائے گی اس وقت تک اسے زمین پر کبھی آرام میسر نہیں آئے گا۔ آپ یہ سن کر روئے اور اپنا سامان حرب درست کرنے لگ گئے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ساٹھوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوئے اور تمام رات درگاہ رب العزت میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگتے رہے اور تضرع وزاری کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی دعاؤں سے عروس مستجاب کی شکل میں سفید صبح کے ساتھ ساتھ در اجابت پر دستک دی اور اللہ اکبر کی بلند بانگ آواز نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے نماز صبح پڑھائی سپہ سالار اکرم اور قائد اعظم جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعد از نماز سب سے پہلے لشکر سے نکل کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ رجزیہ اشعار پڑھ کر نکلنے کی ترغیب دی۔

(ترجمہ اشعار) اے میرے تمام بھائیو! جلدی چلو۔ دشمن کی طرف تاکہ خیر کثیر حاصل کر لیں ہم اس سے نیکی اور نجات کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کے بدلے میں اپنی جانوں کو خرچ کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اصلاح فرمائیں گے۔ صبح وشام ہماری مدد کرتے ہیں۔''

آپ نے اسلحہ زیب بدن کئے اپنے اہل وعیال کو رخصت کیا اور یہ آخر کا شعر پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کے آگے آ کھڑے ہوئے۔ ساٹھوں صحابہ رضوانؓ بھی ایک ایک کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے سب سے آخر میں حضرت زبیر بن عوامؓ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فتح ونصرت کی دعائیں مانگتی چلی آ رہی تھیں۔ جس وقت آپ اپنے بھائی جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں تو آپ ان سے کہنے لگیں بھائی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زادہ سے علیحدہ نہ ہونا حملہ کے وقت جو یہ کریں تم بھی کرنا اور جس طرح یہ لڑیں تم بھی اسی طرح لڑنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہرگز نہ سننا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے اہل وعیال کو الوداع کہا اور دشمن کی فوجوں کی طرف گھوڑوں کی راسیں اٹھا دیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان شیروں کے وسط میں شیر نر کی طرح چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ نصرانی عربوں کے مقابلہ میں جا کھڑے ہوئے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نصرانی عرب اور بنو غسان ان گنتی کے چند مسلمانوں کو اپنے مقابلہ میں کھڑے دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ عربوں کے قاصد ہیں جنہیں غالباً انہوں نے صلح کے لئے روانہ کیا ہے۔ جبلہ نے نصرانی عربوں اور بنو غسان کو للکار کر آواز دی اور مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھڑکا کے کہنے لگا یا آل غسان! صلیب کی مدد کے لئے دوڑو اور جن شخصوں نے ان کے ساتھ کفر کیا

ہے انہیں موت کے گھاٹ اتار دو۔ بنو غسان نے یہ سنتے ہی اپنا ساز و سامان درست کیا اسلحہ لگائے، صلیب بلند کی اور فوجی قاعدہ کے موافق صفت بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ سورج بھی یہ دیکھ کر بلند ہونا شروع ہوا اس کی تیز تیز کرنیں نیزوں پر پڑیں اور ان سب کی شعاعیں زرہ، خود اور تلواروں پر چمک چمک کر آگ کے شعلوں کی طرح دمکنے لگیں اور اس طرح یہ فوج گویا ایک آتش فشاں لشکر بن گیا۔ مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لشکر اس انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ گنتی کے یہ چند مسلمان کیا کرتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے دستہ کے وسط میں سے آگے بڑھے اور بلند آواز سے فرمانے لگے۔ صلبان کے بندو! رحمان کے دشمنو! اور اے قربان کے کھانے والو! حرب وسعان (لڑائی، نیزہ بازی) کے لئے نکلو اور حاملان قرآن کے جوہر دیکھ لو۔ جبلہ آپ کا یہ کلام سنتے ہی فوراً سمجھ گیا کہ یہ قاصد نہیں بلکہ حارب وضارب (لڑنے والے) ہیں بھالا ہاتھ میں لے کر یہ رجز یہ اشعار پڑھتا ہوا قلب لشکر سے نکلا۔

(ترجمہ اشعار) ہم صلیب اور جو چیز صلیب کے ساتھ تھی اس کے بندے ہیں ہمارے افعال پر جو شخص عیب لگاتا ہے ہم اس پر حملہ کریں گے۔ ہم مسیح اور ان کی والدہ ماجدہ (علیہما السلام) کے سبب بزرگی کو پہنچ گئے اور لڑائی کو تو ہم اپنی میراث سمجھتے ہیں ہم مقابلے کو نکلے ہیں اور صلیب ہمارے آگے ہے تاکہ ہم اپنی تلواروں سے تمہاری جماعت کو ہلاک کر دیں۔''

اس کے بعد اس نے کہا ہمیں کون چیخ چیخ کر بلا رہا تھا اور کون لڑائی کے لئے طلب کر رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا میدان میں آمیں بلا رہا تھا جبلہ نے کہا ہم لڑائی کا تمام سامان درست کر چکے اور تم ابھی وہی صلح کا خواب دیکھ رہے ہو۔ مسیح کی قسم! ہم قیامت تک صلح نہیں کر سکتے۔ تم اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ جاؤ اور کہہ دو کہ ہمیں سوائے جنگ کے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے ایک تعجب کے لہجہ میں فرمایا جبلہ کیا تو ہمیں قاصد تصور کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا ایسا خیال تو تو قیامت تک بھی نہ کرنا۔ خدا کی قسم! ہم تو جنگ کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ تم ایک چھوٹی سی جماعت ہو تو اللہ جل جلالہ ہمیں تم پر فتح بخشیں گے۔ جبلہ نے کہا اے نوجوان شخص! تو نے غرور میں آ کر اپنی اور اپنی قوم کے ساتھ نہایت غلطی کی کہ چند آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلے کے لئے نکل آیا۔ آپ نے فرمایا یہ خیال مت کر کہ ہم بہت کم ہیں۔ خدا کی قسم ہمارا ایک آدمی تیرے ایک ہزار لشکر کے مقابلے کے لئے نکلا ہے اور ہمارا باقی ماندہ تمام لشکر اس پیاسے سے اس جنگ کے لئے زیادہ بے چین ہے جو ٹھنڈے پانی کے لئے سخت مضطرب ہو۔ اس نے کہا مخزومی بھائی! میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھتا تھا اور تمہارے مقابلے کے لئے بڑے بڑے دلیروں کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر میں تم سے یہ ایک عجیب بات سن رہا ہوں کہ تم ہمارے مقابلے کے لئے حالانکہ ہم سادات بنی غسان، لخم اور جذام ہیں کل ساٹھ آدمی لے کر نکلے ہو۔ اب اگر میں ان ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ تم پر حملہ کر دوں تو یہ ذرا سی دیر میں تمہاری تکا بوٹی کر کے رکھ دیں اور تمہارے میں سے کوئی شخص بھی نہ بچ سکے۔ لو میں اب حملہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے آل غسان کو حملہ کا حکم دے دیا۔ یہ ساٹھ ہزار سوار اپنے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی آپ اور آپ کے ہمراہیوں پر ایک دم ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ثابت قدمی سے اپنا کام کرنا شروع کر دیا اور دونوں طرف سے لڑائی کے شعلے نکل پڑے۔ آدمیوں کے شور و غوغا اور بہادروں کی دلدوز آوازوں کے سوا کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی۔ تلواریں اپنی پوری قوتوں کے ساتھ خودوں پر پڑتی تھیں اور چھنا چھن کی آوازوں کے ساتھ پیچھے لوٹ جاتی تھیں مسلمانوں اور کافروں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے تمام ساتھی اب کھیت رہے۔ مسلمان تکبیروں کے نعرے بلند کر رہے تھے ان کا اپنے مسلمان بھائیوں

کی وجہ سے قلق اضطراب بڑھتا چلا جا رہا تھا اور بعض آدمی بعض سے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے نفس کے کہنے میں آ کے مسلمانوں کو ہلاک کرا دیا۔ ادھر رومیوں کی زبان پر جاری تھا کہ اگر جبلہ نے ان شہسواروں کو ہزیمت دے دی اور قتل کر دیا تو تمام عربوں کو ہم یقیناً مار کر بھگا دیں گے اور ہماری فتح یقینی ہے۔ لڑائی اسی طرح طول کھینچتی رہی اور اس کے شرارے اڑا کر دور تک خرمن ہستی کو خیر باد کہتے رہے حتیٰ کہ آفتاب اس کا نظارہ کرتا کرتا سمت الراس تک پہنچ گیا اور خاص ان بہادروں کے سر پر کھڑا ہو کے تماشا دیکھنے لگا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ساٹھ آدمیوں سے ساٹھ ہزار فوج کا مقابلہ کرنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اللہ جلالہ وعم نوالہ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت زبیر بن عوام حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق، حضرت فضل بن عباس، حضرت ضرار بن ازور اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عنایت کریں کہ میں نے ان چھ اشخاص کو دیکھا کہ ان کے بازو ملے ہوئے تھے مونڈھے سے مونڈھا لگ رہا تھا۔ ایک دوسرے سے الگ ہونا نہیں جانتا تھا اور اپنے ہمراہی کی حفاظت کے لئے تمام کے تمام سینہ سپر ہو کر لڑ رہے تھے۔ بعض آدمی دائیں طرف بغیر معین و مددگار کے بھی رہ گئے تھے اور اسی طرح بائیں جانب بھی بعض کی کمک مفقود ہو گئی تھی لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے، چنگاریاں اڑا اڑ کر آگ لگا رہی تھیں، خون چاروں طرف بہہ رہا تھا سوار زین سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ نیزے شیروں کے سینے توڑ توڑ کر دل کے پار ہو رہے تھے، موت لقمے بنا بنا کر کھا رہی تھی، تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی، تلوار چمک چمک کر بجلی کی طرح کوندرہی تھی بازو ست ہو گئے تھے، ہاتھ سن ہو رہے تھے۔ سواروں کے مونڈھوں کی ہڈیاں اور ان کا مغز شل ہو گیا تھا مگر سستی اور تھکاوٹ کے بجائے کوشش پر کوشش ہو رہی تھی میدان کارزار میں ہل من مزید کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ یہ چھ جانبازان اسلام نہایت پھرتی اور چالاکی سے قتل کر رہے تھے، میں بھی بڑھ بڑھ کر ان کے ساتھ حملے کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا جو مصیبت ان پر نازل ہو گی وہ مجھ تک بھی پہنچے گی حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے آواز دی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیو! یہی میدان کارزار میدان حشر ہے خالد کی جو تمنا تھی وہ پوری ہو گئی۔ میدان کارزار ہماری طرف آتش کدہ بن گیا۔ لوگ ہجوم کر کر ہماری جانب آنے لگے اور ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاپیادہ ہو گئے اور حملے پر حملے کرنے لگے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پاپیادہ اور لوگوں کا ان پر ہجوم دیکھ کر ان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہوئے اور ان کے حملہ آوروں کے حملے روک روک کر یہ آوازیں لگانا شروع کیں۔ کتو دور ہو جاؤ اور ان اصحاب کے سامنے سے ہٹ جاؤ ہم ہیں شہسواران اسلام، یہ زبیر بن عوام اور میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا فضل بن عباس۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم! حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ حملے جو آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے حملہ آوروں پر آپ کے بچانے کے لئے کر رہے تھے میں گن رہا تھا آپ نے بیس حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک ایک سوار کو گراتے رہے حتیٰ کہ آپ کے حملہ آور بھاگ پڑے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت مرقال بن ہاشمؓ رومیوں کے ایک ایک گھوڑے کو پکڑ پکڑ کر سوار ہو گئے اور پھر ایک اس زور سے حملہ کیا کہ گویا وہ ابھی تک نہیں لڑے تھے اور اب تازہ دم ہی حملہ کر رہے ہیں۔ تمام دن لڑائی نے یہی رنگ اختیار کیا اور آخر کشتوں کے پشتے اور خون کی سرخ

سرخ ندیاں دیکھ کے سورج بھی زرد پڑنے لگ اا اور قریب تھا کہ یہ مغرب کے ارغوانی دریا میں کود پڑے کہ حملہ آور شیروں نے پھر ایک جان توڑ حملہ کیا اور روباہ مزاج نصرانیوں پر پل پڑے۔ ادھر مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی وجہ سے قلق واضطراب نے گھیرنا شروع کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کو زور زور سے آوازیں دیں اور فرمایا یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر لو۔ میری رائے میں حضرت خالد بن ولید ؓ اور ان کے تمام ساتھی شہید ہو چکے ہیں بڑھو بڑھو اور نصرانیوں پر حملہ کر دو۔ تمام مسلمانوں نے اس پر لبیک کہا اور حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر حضرت ابوسفیان صخر بن حرب نے کہا ایہا الامیر! انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوگی اور عنقریب آپ انہیں بخیر وعافیت واپس آتا دیکھیں گے ابھی آپ جلدی نہ کریں۔ آپ نے اس پر مطلق توجہ نہ فرمائی اور حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو اس وقت سخت صدمہ اور قلق ہو رہا تھا اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کی وجہ سے جو جنگ میں شریک تھے آپ رو رہے تھے۔ قریب تھا کہ جناب حملہ کے متعلق احکام نافذ کریں کہ دفعتاً تکبیر وتہلیل کی آوازیں گونجنے لگیں۔ اللہ اکبر کے نعروں سے فضائے آسمانی گونج اٹھا اشھد ان لا له الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله کی صدائیں آنے لگیں اور انہی کے ساتھ ساتھ نصرانی عرب شکست کھا کر بھاگتے ہوئے اس طرح نظر آنے لگے کہ گویا آسمان سے کسی چیخنے والے نے انہیں چیخ چیخ کر بھگا دیا ہے۔ ان کا شیرازہ منتشر ہوا اور حضرت خالد بن ولید ؓ اور ان کے ساتھی شدت حرب وضرب سے تھکے ماندے اور پیاسے وسط معرکہ سے باہر نکلے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی تلاش اور شمار کی تو کل بیس آدمی دکھلائی دیئے سخت رنج ہوا اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگے، طمانچے مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ابن ولید! ہائے تو نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ کل باری تعالیٰ اور رحمٰن ورحیم اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا جواب دے گا۔ آپ ششدر وحیران یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نیز دوسرے بہادران اسلام آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں اس طرح منہ پر طمانچے مارتے ہوئے اور کافروں کے وسط میں سے آتا دیکھ کر ان سے فرمایا ابا سلیمان! مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت پر خداوند تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! یہ صحیح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح بخشی مگر افسوس کہ خوشی رنج سے بدل گئی۔

انہوں نے فرمایا یہ کس طرح؟ آپ نے کہا سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ جن میں حضرت زبیر بن عوام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی کے صاحب زادہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں گم ہو گئے۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ایک کا نام گنوانا شروع کر دیا اور چالیس حضرات کے نام گنوا دیئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون والاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد فرمایا تمہارا عجب وغرور مسلمانوں کو ضرور ہلاک کر کے رہے گا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہارا یہ تکبر کچھ نہ کچھ کر کے رہے گا۔

سلامہ بن احوص سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا الامیر! میدان کارزار میں تشریف لے چلئے اور وہاں مقتولین ہیں۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعشوں کی تلاش فرمایئے۔ اگر ان کی نعشیں وہاں مل گئیں تو وہ حضرات شہید ہو گئے ورنہ پھر دو ہی صورتیں ہیں کہ مشرکین نے یا تو انہیں گرفتار کر لیا ورنہ وہ حضرات ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے یہ سن کر مشعلیں لانے کا حکم دیا۔ اندھیرا چونکہ زیادہ ہو رہا تھا، مقتولین کی لاشیں ایک ایک کر کے دیکھی جانے لگیں۔ نصرانی عربوں کے پانچ ہزار مقتول دکھائی دیئے جن میں ان کی فوج کے سردار رفاعہ بن معظم غسانی اور شداد بن اوس بھی شامل تھے مسلمان شہدا کی دس

لاشیں ملی جن میں دو انصار حضرت عامر اوسی اور حضرت سلمہ خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور باقی دوسرے حضرات کی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا احتمال تو یہی ہے کہ بقیہ حضرات تعاقب میں ہی بڑھے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهم امنن علينا بالفرج القريب ولا تفجعنا بابن عمة نبيّك الزبير بن العوام ولا بابن عمه الفضل بن العباس—

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہم پر کشود کار فرما کر احسان کیجئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے زبیر بن عوام اور آپ کے چچیرے بھائی فضل بن عباس کی وجہ سے رنج نہ دیجئے۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین! آپ لوگوں میں سے کون کون ان نصرانی عربوں کے تعاقب میں جا کر صحابہ کی خبر لائیں گے جس کا اجر اللہ عزوجل عطا فرمائیں گے حضرت خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے جواب دیا کہ حضرت اس کام کے لئے میں حاضر ہوں میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا خالد! تم بہت تھک رہے ہو تم مت جاؤ۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! میرے سوا اور کوئی نہیں جا سکتا۔ میں ضرور جاؤں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضرت حازم بن جبیر بن عدی کے جو بنی بخار کے قبیلے کے شخص تھے گھوڑے سے جس کا نام ہرطال تھا اور جو سواری میں تیزی کے اندر ہوا سے باتیں کیا کرتا تھا اپنا گھوڑا بدل لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ گھوڑے کے مالک حضرت حازم بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مخاطب کر کے کہا ابا سلیمان! آپ کو مبارک ہو آج آپ کی ران کے نیچے وہ گھوڑا ہے جس پر میں جنگ احد، جنگ خیبر، ذات السلاسل، تبوک اور یمامہ میں سواری کر چکا ہوں یہ وہی گھوڑا ہے جس پر غزوہ حنین کے روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ردہ[1] کے دن جناب حضرت ابو بکر صدیقؓ سوار ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ میں ان دونوں بیٹوں کے ہمراہ ہو کر ان سے ضرور لڑوں گا۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کی باگیں قوم کے تعاقب میں کر کے چھوڑ دیں۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہو لی۔ آپ برابر گھوڑے کو سرپٹ ڈالے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ دور نکل گئے تو آپ کو تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی تکبیروں کے نعرے بلند کئے کچھ توقف کے بعد گم کردہ جانبازان اسلام آتے ہوئے دکھلائی دیئے۔ آگے آگے جناب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے تھے اور پیچھے پیچھے تمام حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ انہیں دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سلام کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات تھی اور آپ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا یا ابا سلیمان! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مشرکین کو ہزیمت دے دی اور وہ بھاگ پڑے تو ہم نے اپنے چند آدمیوں کو غائب دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ قید ہو گئے۔ یہ سوچ کر ہم نے ان کا تعاقب کیا کہ اپنے اسیروں کو چھڑا لیں مگر ہم نے انہیں ان کے ہاتھ میں جب قید نہ دیکھا تو لوٹ پڑے۔ اب یقیناً وہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا وہ ضرور قید ہیں شہید نہیں ہوئے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے کہا کہ سوائے دس آدمیوں کی نعش کے معرکہ کارزار میں

---

[1] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بعض عربی قبیلے زکوۃ کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

گیارہویں کی نعش موجود نہیں۔ پچیس آپ حضرات ہیں اور بیس ہم، اس طرح کل پچپن ہوئے باقی پانچ آدمی مفقود ہیں جو یقیناً قید ہیں۔ قید ہونے والے حسب ذیل حضرات تھے:

رافع بن عمیرۃ الطائی، ربیعہ بن عامر، ضرار بن ازور، عاصم بن عمرو اور یزید بن ابوسفیان رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت رنج ہوا اور وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں لوٹ آئے۔ آپ نے حضرت زبیر بن عوام، حضرت فضل بن عباس، حضرت مرقال بن ہاشمؓ کو بخیر و عافیت لوٹتے دیکھ کر زین ہی کے اوپر سجدہ شکر ادا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا۔ معاشر المسلمین! واللہ میں نے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں شہادت کے لئے اپنی جان کو بہت دفعہ پیش کیا۔ مگر افسوس کہ میں جام شہادت کا مزہ نہ چکھ سکا۔ جن مسلمانوں کی موت قریب آ گئی تھی وہ چل بسے اور جو قید ہو گئے ہیں ان کی رہائی انشاء اللہ میرے ہی ہاتھ سے ہوگی۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ رات خوشی اور انبساط کی ساتھ گذاری اور چونکہ حامیان رومیوں کو شکست فاش ہوئی تھی اس لئے وہ تمام رات پریشانی اور اضطراب میں رہے۔ باہان نے جبلہ بن ایہم غسانی کو بلا کر جنگ کی تمام کیفیت دریافت کی اور اسی کے ساتھ شکست کی وجوہات بھی دریافت کرنے لگا۔ اس نے کہا بادشاہ! ہم برابر مسلمانوں پر غالب آتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ رات کی ظلمت نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا مگر رات کے ہوتے ہی ایک شور و غوغا بلند ہوا جس نے ہماری تمام تر جمعیت کو پراگندہ کر کے رکھ دیا۔ اور ہم برابر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ میری رائے میں مسلمانوں کو مدد و غلبہ دینے والا اور ان کی جنگ میں تائید و نصرت کرنے والا کوئی دوسرا ہی ہاتھ ہے جسے زمین و آسمان کے معبود ہی کا ہاتھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور ان کی پشت پر خدا کی بے پناہ تلوار کام نہ کرتی تو ہماری ساٹھ ہزار جمعیت کے مقابلہ میں ان کے کل ساٹھ آدمی نہ نکل کے آتے۔ باہان نے کہا اگر میں تم لوگوں کو ایلچی کر کے بھیجتا ہوں تو تمہاری استدعا قبول نہیں ہوتی اور اگر مقابلہ کے لئے روانہ کرتا ہوں تو تم شکست کھا کر بھاگ آتے ہو۔ صلیب کی قسم! کل میں ان پر خود حملہ کروں گا اور انہیں مٹی میں ملا کر چھوڑوں گا۔ تمام رات یہ اسی منصوبہ میں رہا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور تمام مسلمانوں کو زک دینے کی فکریں کرتا رہا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے رومیوں کا ارادہ معلوم کر کے کہ وہ کل کے لئے پھر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت اقدس میں حسب ذیل خط لکھا:

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا حضرت عمر فاروقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف ابوعبیدہ عامر بن جراح عامل شام بعالی خدمت امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ۔ السلام علیکم۔ اما بعد!

میں اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں حمد و تعریف کرتا ہوں اور ان کے نبی برحق حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ رومی کتے ہرقل نے ہر حامل صلیب کو ہمارے مقابلے کے لئے روانہ کیا ہے اور اس کے حکم کے بموجب ٹڈی دل کی طرح وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ اس وقت ہم یرموک میں جوارض رماۃ اور خولان کے قریب واقع ہے مقیم ہیں۔ دشمن کی تعداد علاوہ خچر باتریوں (فوجی خدمت گاروں) وغیرہ کے آٹھ لاکھ ہے ان کے ہراول میں غسان، لخم اور جذام کے نصرانی عرب ہیں جن کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ سب سے پہلے جبلہ بن ایہم غسانی ہی اپنی

ساٹھ ہزار جمعیت کو لے کر ہمارے مقابلہ کے لئے نکلا تھا، ہماری طرف سے کل ساٹھ آدمی مقابلہ کے لئے گئے تھے اور باری تعالیٰ عزاسمہ نے مشرکین کو ہزیمت دے دی، نصر و مدد اللہ عزیز وحکیم ہی کی طرف سے ہے۔ ہمارے حسب ذیل آدمی شہید ہوئے:

راعلہ، جعفر بن مسیب، نوفل بن ورقہ، قیس بن عامر، سلمہ بن سلامہ خزرجی وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پانچ آدمی قید ہو گئے جن کی تفصیل یہ ہے:

رافع بن عمیرۃ الطائی، ربیعہ بن عامر، ضرار بن ازور، عاصم بن عمرو اور یزید بن ابوسفیان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اب پھر جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں، ہم بھی تیار ہیں۔ آپ مسلمانوں کی طرف سے غافل نہ ہو جایئے بلکہ ان کی مدد فرمایئے۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی، ہماری اور ہمارے اہل وعیال کی مدد فرمائیں۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

والسلام علیک!

یہ خط ایک لفافہ میں ملفوف کر کے حضرت عبداللہ بن قرط ازدیؓ کے سپرد کیا اور انہیں مدینہ منورہ کی طرف لے جانے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن قرط ازدیؓ کہتے ہیں کہ میں بارہویں ذوالحجہ جمعہ کے روز عصر کے بعد شام کے [1] چار بجے یرموک سے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چلا اور آئندہ جمعہ کے روز صبح گیارہ بجے مدینہ طیبہ میں پہنچا۔ مسجد نبویؐ اس وقت آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ میں نے باب جبریل علیہ السلام پر اپنی اونٹنی کو بٹھلا دیا اور خود روضہ اقدسؐ پر حاضر ہو کر آقائے دوجہاں حضور اکرمؐ اور حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اولؓ پر سلام بھیجا اور وہیں دو رکعت نماز ادا کر کے اس خط کو لے کر جناب حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں چلا۔ لوگوں نے خط اور مجھے دیکھ کر شور وغوغا شروع کیا۔ میں سیدھا حضرت عمر فاروقؓ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہاتھ چومے اور سلام کر کے وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے جس وقت خط کھول کر اسے پڑھا تو چہرہ مبارک زرد پڑ گیا۔ بدن تھر تھر کانپنے لگا اور فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عثمان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباسؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! ہمیں بھی ہمارے مسلمان بھائیوں کے حالات سے مطلع فرما دیجئے۔ آپ کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کے تمام مسلمانوں کو آپ نے وہ خط سنا دیا مسلمان یہ خط سن کر اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں پر ترس کھا کھا کے رونے لگے اور شوق ملاقات اور مشفقانہ حالت سے اتنے بے خود ہوئے کہ چیخیں مارنے لگے۔ سب سے زیادہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رو رہے تھے۔

آپ نے حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا امیر المومنین! آپ ہمیں ان کے پاس روانہ کر دیجئے۔ اگر ہم شام ان کے پاس پہنچ گئے تو مسلمانوں کو ہمارے پہنچ جانے سے بہت زیادہ تقویت ہوگی۔ خدا کی قسم! مجھے محض اپنی جان ومال ہی کا اختیار ہے۔ میں مسلمانوں کی بہبودگی میں ان دونوں کے خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہیں کروں گا۔''

---

[1] یہ فی الساعۃ العاشرہ یعنی دسویں گھنٹہ کا ترجمہ ہے۔ عرب میں یہ دسواں گھنٹہ صبح سے شمار کیا جاتا ہے۔ یعنی تمام دن کے بارہ ساعت ہوتی تو دسویں ساعت شام کے چار بجے ہوگی۔ اسی طرح صبح کے گیارہ بجے فی الساعۃ الخامسہ کا ترجمہ ہے یعنی پانچواں گھنٹہ کیونکہ چھ گھنٹوں میں جبکہ عین دوپہر ہو جس کا نصف ہوگا اور اس سے ایک گھنٹہ قبل گیارہ ہی بجیں گے۔

حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ ان کا یہ کلام سن کے نیز مسلمانوں کی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں پر نظر شفقت اوران کی چیخ و پکار دیکھ کے اٹھے اور میرے پاس تشریف لا کے فرمانے لگے یا ابن قرط! رومیوں کی فوج کا سپہ سالار کون شخص ہے؟ میں نے کہا حضرت! پانچ سردار ہیں ایک تو ہرقل کا بھانجا قوریر ہے دوسرا دیرجان (دریجان) تیسرا اقناطر اور چوتھا جرجیر ہے اور یہ چاروں کے چاروں باہان ارمنی کے ماتحت ہیں۔ جو تمام فوج کا کمان آفیسر (کمانڈرانچیف) ہے۔ ان کے مقدمتہ الجیش میں جبلہ بن ایہم غسانی ہے جو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل آیت تلاوت کی:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ٥﴾ (الصف: ٨)

ترجمہ: ''وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کو پھونکیں مار مار کر بجھا دیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والے ہیں اگر چہ کافروں کو یہ مکروہ معلوم ہو۔''

اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ آپ مجھے اس معاملہ میں اپنے اپنے مشوروں سے مستفید کریں۔ حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا لوگو! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائیں۔ آپ کو بشارت ہو کیونکہ دراصل یہ واقعہ اللہ عزاسمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو انہوں نے اپنے بندوں پر اس غرض سے روانہ کی ہے کہ وہ اپنے مومنین بندوں کے افعال اور ان کے صبر واستقلال کو ملاحظہ فرمائیں اور انہیں اس مصیبت میں اچھی طرح آزمالیں۔ اب اس پر جو شخص صبر کرے گا اور خداوند جل وعلیٰ سے ثواب کی امید رکھے گا تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک صابروں میں شمار ہوگا۔ یاد رکھو یہ وہی جنگ ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ذکر فرمایا تھا اس جنگ کی یادگار ہمیشہ باقی رہے گی اور یہ فتنہ نہایت مہلک اور جانستان فتنہ ہوگا۔

حضرت عباسؓ نے دریافت کیا یا ابن اخی! اس میں کون سا فریق ہلاک ہوگا اور یہ ہلاکی کس پر پڑے گی؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا چچا جان! جس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے لئے اولاد ثابت کر دی۔ لوگو! تم اللہ عزاسمہ کی مدد ونصرت کا پورا پورا بھروسہ رکھو۔ اس کے بعد آپ جناب حضرت عمر فاروق بن خطابؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا یا امیر المومنین! معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نہایت اضطراب اور بے چینی کی حالت میں ہیں۔ آپ انہیں خط لکھ دیں اور اس میں آپ اس بات کی تصریح کر دیں کہ ہماری مدد ونصرت سے باری تعالیٰ عزاسمہ کی نصر واعانت کہیں بہتر ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک بلیغ خطبہ دیا جس میں جہاد کی فضیلت کا ذکر تھا ارشاد فرمایا جس کے سننے سے لوگوں کے دل کانپنے لگے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھ گئے۔ خطبہ کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام حسب ذیل والا نامہ رقم فرمانے لگے۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف خدا کے بندے امیر المومنین عمر بن خطاب بہ جانب امین الامتہ ابو عبیدہ بن جراح

اور ان کے ساتھیوں مہاجرین وانصار ومجاہدین کے!

السلام علیکم! میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں اوران کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں ۔اما بعد! میں نے تمہارا بھیجا ہوا خط پڑھا اور سمجھا میں عنقریب تمہارے پاس کمک روانہ کردوں گا۔اگر چہ اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ کے مدد ونصرت ہماری نصرو اعانت سے بہتر ہے۔یادرکھو! کہ بڑی بڑی فوجیں چھوٹے چھوٹے دستوں کو شکست نہیں دے سکتیں، شکست و ہزیمت اللہ تعالیٰ کی مدد سے دی جایا کرتی ہے۔اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَ لَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ شَیْئًا وَّ لَوْ کَثُرَتْ وَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝﴾ (الانفال: ۱۹) یعنی تمہاری جماعت اگر چہ بہت بڑی ہو مگر وہ کسی چیز کی طرف سے تمہیں بے پرواہ نہیں کرسکتی۔اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہیں' بسا اوقات باری تعالیٰ عزاسمہ قلیل دستہ کو بڑی بڑی فوجوں کے لئے کافی کردیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک لوگوں کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ﴾ (الاحزاب: ۲۳) یعنی ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جو اس کا انتظار کررہے ہیں۔شہداء کے لئے اوران لوگوں کے واسطہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں، بہت خوش خبری ہے۔لہٰذا تم مع اپنی فوج کے ان لوگوں کا اتباع کر کے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے سامنے فوجوں کی فوجوں کو قتل کر کے رکھ دیا تھا دشمن کا مقابلہ کرو، وہ لوگ اپنے دشمنوں سے کبھی اور کسی جگہ بھی عاجز نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ خدا وند تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جانیں پیش کردیں شہید ہوگئے اور آنے والی موت سے کبھی نہیں ڈرے۔اسی طرح تمہارے وہ بھائی جو ان کے بعد میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے بھی دین کے کام میں کبھی سستی کو جگہ نہیں دی بلکہ حتیٰ المقدور جہاد کرتے رہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک قوم کی اس کے استقلال اور صبر کی وجہ سے تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَ کَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَکَانُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۝ وَ مَا کَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۝﴾ (آل عمران: ن۱۴۶، ۱۴۷)

ترجمہ: ''بہت سے نبی تھے کہ اس کی ساتھ ہو کر خدا کے بہت لوگ لڑے تھے جو اللہ کے راستہ میں انہیں محنت وغیرہ پہنچی اس کی وجہ سے وہ نہ سست ہوئے نہ ضعیف اور وہ گڑگڑاتے تھے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں ان کا قول محض یہی تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہمارے کاموں میں زیادتی کو معاف کردیجئے اور ہمیں ثابت قدم رکھئے اور قوم کافرین پر ہماری مدد کیجئے''۔

جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دینا اور یہ حکم کردینا کہ اللہ عزوجل کے راستہ میں دشمنوں سے دل کھول کر مقابلہ کریں اور یہ آیت سنا دینا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید کہ تم مراد کو پہنچو''۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

پھر اس خط کو ملفوف کر کے آپ نے اسے حضرت عبداللہ بن قرط کے حوالے کردیا اور فرمایا یا ابن قرط! جس وقت تم مسلمانوں کے پاس پہنچ جاؤ لڑائی کی صفیں مرتب ہوجائیں اور سامان جنگ بالکل لیس ہوچکے تو موحدین کی صفوں میں پہنچ کر ان سرداروں کے پاس

تن کے ہاتھ میں نشانات ہوں کھڑے ہو کر میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں تمہارے پاس ان کا قاصد کھڑا ہوا ہوں۔ عمر بن خطاب نے تمہیں سلام کیا ہے اور کہا کہ یا اہل ایمان! مقابلہ کے وقت صدق دل سے مقابلہ کرو۔ شیروں کی طرح حملہ کرو اور ان کے سروں کو تلواریں مار مار کر قلم کر دو ان کی حقیقت مچھروں سے بھی کم سمجھو وہ خود تمہارے مقابلہ میں مکھیوں جیسے ہوں جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تم منصور و مظفر ہو گے الا ان حزب الله هم الغالبون۔ یاد رکھو اللہ جل جلالہ کا لشکر غالب ہوتا ہے۔

عبداللہ بن قرطؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت! میرے لئے دعا کر دیجئے تا کہ میں خیریت سے اور جلدی پہنچ جاؤں۔ آپ نے کہا اللهم احمه وسلمه واطوله البعيد انك على كل شیء قدير۔ بار الٰہا! اس کی مدد کیجئے سلامت رکھئے راستہ کی مسافت کو جلدی قطع کرا دیجئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر فاروقؓ کے بارہ میں رائے

عبداللہ بن قرطؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا اور مسجد نبویؐ سے نکل کر چلا جس وقت میں باب حبشہ کے قریب پہنچا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ خدا کی قسم! میں نے بہت بڑی غلطی کی کہ رسول اللہؐ کی قبر شریف پر سلام کر کے نہ چلا۔ نہ معلوم کہ پھر میں یہاں لوٹ کر آؤں یا نہ آؤں اور پھر اس کی زیارت کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ یہ سوچ کر میں رسول اللہؐ کے حجرہ مبارک کی طرف چلا جس وقت یہاں پہنچا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ قبر شریف کے پاس بیٹھیں درود شریف پڑھ رہی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباسؓ سرہانے بیٹھے ہوئے تھے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباسؓ کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں رونق افروز تھے۔ حضرت عباسؓ سورۂ انعام اور حضرت کرم اللہ وجہہ سورۂ ہود کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر درود و سلام بھیجا اور رخصت ہونے لگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے آواز دی اور فرمایا ابن قرط! کیا چلنے کا ارادہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا ابن عم رسول اللہؐ! جا تو رہا ہوں مگر مجھے یہ خیال ہے کہ جس وقت میں مسلمانوں کے پاس پہنچوں گا اس وقت دونوں لشکر صف بستہ ہوں گے آتش حرب مشتعل ہو رہی ہوگی۔ تلواروں کی ضربوں سے سر کٹ کٹ کر گر رہے ہوں گے۔ ایسی صورت میں جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور میرے ساتھ مسلمان کوئی مدد یا کمک نہیں دیکھے گا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے دل نہ ٹوٹ جائیں اور پھر پائے ثبات میں کسی طرح کی لغزش پیدا نہ ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ جنگ جاری ہونے سے قبل میں ان کے پاس پہنچ جاؤں تا کہ انہیں وعظ و نصیحت اور صبر کی تلقین کر سکوں۔ آپ نے فرمایا تجھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں دعا کے لئے کس نے منع کیا ہے۔ تجھے ان سے درخواست کرنی چاہئے تھی۔ ابن قرط! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ ان کی دعا باب اجابت سے کبھی رد نہیں ہوتی اور نہ اس کے اور درِ مستجاب کے درمیان کبھی پردہ حائل ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لكان عمر۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ کیا عمر بن خطاب وہ شخص نہیں ہیں کہ ان کے کہنے قرآن حکیم کے حکم کی موافقت کی تھی۔ نیز مصطفیٰؐ نے فرمایا ہے لو نزل من السماء الى الارض عذاب ما نجامنه الا ابن الخطاب کہ اگر آسمان سے زمین پر عذاب اترتا تو اس عذاب سے سوائے عمر بن خطاب کے کوئی شخص نہ بچتا۔ ابن قرط! کیا تجھے یہ خبر نہیں ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ان کی شان میں آیات بینات نازل فرمائی ہیں اور کیا تجھے اس کا علم نہیں ہے کہ وہ نہایت عابد و زاہد اور متقی شخص ہیں اور قبیلہ [1] عدو کے نہایت پرہیز گار اور کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام

[1] قبیلہ قریش جس کی طرف عدوی منسوب ہے آپ اسی قبیلہ کے تھے۔

کے مشابہ نہیں ہیں۔ کیا وہ سلف صالحین کے تبع نہیں ہیں۔ کیا وہ مرتبہ قبولیت اور رضا مندی تک نہیں پہنچے اور کیا تو نے ان کا یہ قصہ بھی نہیں سنا کہ ان کی صاحبزادی حفصہؓ نے ایک مرتبہ ان سے غصہ میں آ کر یہ کہہ دیا تھا کہ ابا جان اپنی جان پر بھی ترس کھاؤ اور اس پر بھی رحم کرو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کو کشائش رزق اور مال و منال عطا کیا ہے۔ غذا میں اب گیہوں کی روٹی کھانے لگو۔ تو آپ نے ان سے فرمایا تھا حفصہ! اگر میں تمہارے سوا کسی اور سے یہ بات سنتا تو سخت غصہ اور ملامت کرتا۔ اس کے بعد آپ نے ان سے رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عسر، تنگی اور فقر و فاقہ بیان کر کے یہ کہا تھا کہ کیا یہ دونوں حضرات میرے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ ایک صاف اور سیدھے راستہ کو تشریف لے گئے ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کے اسی طریقہ کی موافقت کروں اور ان کا وہاں بھی رفیق رہوں۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ابن قرط! اگر حضرت عمرؓ نے تیرے واسطے دعا کر دی ہے تو یاد رکھ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دراجابت تک ضرور پہنچے گی''۔

میں نے کہا یا ابن عم رسول اللہ آپ نے حضرت عمرؓ کے جو فضائل ذکر فرمائے ہیں ان سے بخوبی واقف ہوں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ ان کی دعا کے ساتھ ساتھ آپ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی شامل ہو جائیں۔ خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے پاس جس میں اور بھی زیادہ برکت ہوگی۔

یہ سن کر آپ نے نیز حضرت عباسؓ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہاتھ اٹھائے۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بھی یہاں تشریف فرما تھیں اور آپ نے حسب ذیل دعا پڑھنی شروع کی:

اللھم انا نتوسل بھذا النبی المصطفیٰ والرسول المجتبی الذی توسل بہ آدم ماجبت دعوتہ و غفرت خطیۃ ان سھلت علی عبداللہ طریقہ و طویت لہ البعید و ایدیت اصحاب بینك بالنصر انك سمیع الدعاء۔

ترجمہ: ''اے میرے اللہ! ہم آپ کی طرف بوسیلہ، ان رسول مجتبیٰ اور نبی مصطفیٰ ﷺ کے تقرب میں حاصل کر کے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے توسل سے دعا مانگی تھی اور آپ نے ان کی دعا قبول کر کے ان کے گناہوں کو بخش دیا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ عبداللہ پر اس کا راستہ آسان کر دو بعد مسافت کو جلدی منقطع کرا دو اور اپنے نبی محمدؐ کے صحابہ کی نصرت و اعانت کے ساتھ تائید فرماؤ آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں''۔

اس کے بعد آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عبداللہ! اب چلے جاؤ باری تعالیٰ جل مجدہ جل جلالہ، عم نوالہ علی عمر، عباس حسن، حسین اور ازواج نبیؐ کی دعا کبھی رد نہیں کرتے اور پھر ہم نے جب کہ سب سے زیادہ برگزیدہ اور اکرام الخلق شخص کا وسیلہ دے کر ان سے دعا کی ہے۔

عبداللہ بن قرطؓ کی یرموک کی طرف واپس روانگی

عبداللہ بن قرطؓ کہتے ہیں کہ میں خوش خوش حجرہ مبارک سے باہر نکلا۔ اونٹنی پر سوار ہوا اور بے آب و گیاہ دشت میں اونٹنی کو ڈال دیا۔ میں مدینہ طیبہ سے جس روز آیا تھا عصر کے بعد اسی روز چل پڑا تھا۔ حضرت علی حضرت عباس اور حضرت عمرؓ کی دعاؤں سے میں بہت خوش تھا اور راستہ کو قطع کرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ شام ہوگئی اور رات کی تاریکی نے ہر طرف اپنے ڈیرے جما لئے۔ میں نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی اور اونٹنی نے اپنی خوشی سے چلنا شروع کیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے اڑائے ہوئے لئے چلی جا رہی

ہے۔ میں تین دن تک اسی طرح برابر چلتا رہا حتیٰ کہ تیسرے روز جس وقت عصر کا وقت ہوا تو میں یرموک کے قریب پہنچا۔ مسلمانوں کی اذان کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے لشکر کے قریب جا کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے خیمے کا رخ کیا۔ اونٹنی بٹھلائی پالان (کجاوہ) سے اترا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نیز دیگر مسلمانوں کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تعجب ہے کہ تم بہت جلدی آئے۔ راستہ زیادہ دور ہے اور تمہیں گئے ہوئے آج کل دس روز ہوئے ہیں۔ میں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت حسن حسین وغیرہ ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دعا کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ابن قرط! تم بالکل سچ کہتے ہو یہ حضرات اللہ عزوجل کے نزدیک نہایت مکرم ہستیاں ہیں ان کی دعائیں کبھی رد نہیں جاتیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو وہ خط سنایا۔ مسلمانوں کے دل نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہم میں سے ہر شخص جام شہادت پینے کے لئے تیار ہے دعا ہے کہ باری تعالےٰ عزاسمہ ہم تمام مسلمانوں کو اسے عنایت فرمائیں۔

جابر بن خول الربعی کی زیر قیادت چھ ہزار سواروں کی جہاد کے لئے حضرت عمر فاروق ؓ سے اجازت طلب کرنا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عمرو بن علاء رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ایک ثقہ راوی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن قرط ؓ جب جمعہ کے روز مدینہ طیبہ سے رخصت ہو گئے اور اگلے روز یعنی ہفتہ کے دن ہم نے حضرت عمر ؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ لی تو ہم قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک شوروغوغا اور چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگیں۔ جس کے سبب سے ہمارے دل کانپنے لگے۔ ہم اس کی تحقیق کے لئے دوڑے تو معلوم ہوا کہ یمن کے قبیلہ صدوان (صعدا) نیز زبید بجیلہ، عتبہ، ذی جبلہ، حناجز، نجواہ، ارض سبا اور حضرموت کے چھ ہزار آدمی جابر بن خول الربعی کے زیر قیادت جمع ہو کے جہاد کے لئے حاضر ہوئے۔ ان تمام قبیلوں اور شہریوں کے سردار پاپیادہ ہوئے اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کو سلام کیا۔ آپ نے انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ حضرات ایک جگہ مقیم ہو گئے۔ رات کی تاریکی نے ابھی آنا ہی شروع کیا تھا کہ مکہ معظمہ، طائف وادی نخلہ اور ثقیف کے ایک ہزار آدمی حضرت سعید بن عامر ؓ کے زیر سیادت آ گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عمر ؓ کو سلام کیا اور یہ بھی پہلے لشکر کے پاس ٹھہرا دیئے گئے اتوار کے روز حضرت عمر ؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ایک سرخ نشان بنا کے حضرت سعید بن عامر ؓ کے سپرد کر دیا۔

حضرت سعید بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نشان لے کر چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے فرمایا ابن عامر! ذرا توقف کرو تاکہ میں تمہیں چند نصیحتیں کر دوں۔ اس کے بعد آپ پاپیادہ لشکر کی طرف چلے۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان ؓ حضرت عباس ؓ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بھی تھے۔ جس وقت آپ لشکر کے قریب پہنچ گئے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یا سعید! میں نے تمہیں اس تمام لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے تم اس لشکر میں کسی آدمی سے افضل نہیں ہو۔ ہاں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ تو تم سب سے زیادہ برگزیدہ ہستی ہو۔ جس وقت تم یہاں سے کوچ کرو تو حتی المقدور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا سب وشتم سے باز رہنا۔ چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھنا۔ بڑوں کو ان کی قوت کی وجہ سے چھوٹوں پر ترجیح نہ دینا۔ خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا، ہولناک اور پرخطر راستہ اور جنگل میں انہیں لے کر نہ نکلنا بلکہ آسان اور پرامن راستہ سے قطع سفر کرنا کٹھن اور پرخار راستوں سے بچتے رہنا۔ میرے بعد

تم پر نیز تمام تمہارے ساتھیوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ میرے خلیفہ ہیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ نے مجھے ایسی ایسی عمدہ نصائح فرمائی ہیں کہ اگر میں ان پر عمل کروں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ نجات پالوں گا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا سعید! اپنے امام امیر المومنین کی وصیت دل کے کانوں سے سن لو اور اسے خوب یاد رکھو! یہ وہ شخص ہیں کہ جن کے سبب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد [1] چالیس کر دی تھی، انہی کے [2] سبب امتہ کا نام مومنین ہوا ہے اور انہی کی شان میں رسول اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

ان تطیعوہ تھتدوا و ترشدوا۔

ترجمہ: ''اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم ہدایت پا جاؤ گے''۔

اور سیدھے راستے پر چلنے لگو گے۔ سعید! جس وقت تم حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس پہنچ جاؤ اور ایسے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے کہ اس جیسے لشکر سے تمہارا مقابلہ کبھی نہیں ہوا ہو گا اور معاملہ تم پر سخت گزرنے لگے تو حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ کو لکھ بھیجنا تاکہ وہ مجھے تمہارے پاس روانہ کر دیں۔ میں انشاء اللہ العزیز وہاں آ کر ارض شام کو مہاجرین وانصار کے ساتھ مل کر وہاں کے مشرکین پر الٹ دوں گا۔

حضرت سعید بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ مجھے چلنے کی اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ میں حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا مدینہ طیبہ سے چل کھڑا ہوا:۔

(ترجمہ اشعار) ہم لشکر کے ساتھ بزرگ لوگوں سے رخصت ہوتے ہیں اچھے گھوڑوں پر ہم سوار ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اور صحابہ ؓ کی طرف جا رہے ہیں تاکہ ہم ان کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہر کافر لعین معاند پر تم انہیں دیکھتے ہوئے کہ صلیبوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے کفر کرتے ہیں''۔

حضرت سعید بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں بلاد شام کے راستوں اور اس کی گھاٹیوں سے خوب واقف تھا ایک سال میں دو ایک مرتبہ وہاں جایا کرتا تھا اور ہمیشہ معروف راستہ سے بچ کر ستاروں کی راہنمائی میں سڑک سے ادھر ادھر کو چلا کرتا۔ جس وقت میں مدینہ طیبہ سے دور پہنچ گیا تو اس ارادہ سے کہ میں مسلمانوں کو لے کر بصرہ میں جا نکلوں تبوک کی سڑک پر جا پڑا اور برابر چلتا رہا جس وقت میں تبوک میں آیا تو چونکہ یہ مقام مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا نیز اسی کی برابر میں جندل بھی تھا جس کو عیاض بن غانم ؓ نے فتح کیا تھا اس لئے میں یہاں ٹھہر گیا۔ پھر میں نے یہاں سے جابیہ کے ارادہ سے کوچ کیا اور دشمن کے خوف سے کہ کہیں مسلمانوں کو گزند نہ پہنچ جائے عام شاہراہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ میں فوج کو چلنے کا حکم دیا۔ میں آبادی اور شہروں کو چھوڑتا ہوا چٹیل میدانوں اور مشکل مشکل راستوں سے چلا جا رہا تھا اور میرا یہ چلنا محض توفیق الٰہی اور لطف پروردگار پر مبنی تھا۔ میں جس وقت دور نکل گیا اور عام شاہراہ چھوڑ کر بالکل اس سے علیحدہ ہو گیا تو میں راستہ قطعاً بھول گیا اور اس قدر مشکل پیش آئی کہ بس میں ہی جانتا ہوں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں کبھی اس راستہ کو نہیں آیا ہوں۔ آخر میں متحیر ہو کر ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ مسلمان میرے برابر تک پہنچ گئے مگر انہیں یہ نہیں

[1] یہ ختم اللہ تعالیٰ بہ اور اربعین کا ترجمہ ہے اس کا مطلب میری سمجھ میں اس کے سوا کچھ نہیں آیا چونکہ تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ ایمان میں چالیسویں شخص ہیں اور انتالیس مسلمانوں کے بعد اسلام لائے ہیں اس لئے یہ ترجمہ کر دیا گیا۔

[2] یہ وسمیت بہ الامتہ مومنین کا ترجمہ ہے۔ تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب آپ ہی کو ملا ہے حضرت صدیق اکبر ؓ کو خلیفہ رسول اللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اس لئے امتہ کا نام مومنین ہو گیا۔

معلوم ہوسکا کہ یہ راستہ بھول گیا ہے۔ میں بار بار یہ پڑھ رہا تھا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آخر میں پھر چلا اور دودن اور دورات برابر چلتا رہا۔ میں لوگوں کو چلنے کی تاکید کرتا جاتا تھا اور وہ مجھ سے سوال کرتے جاتے تھے کہ ہم کہاں جارہے ہیں؟ میں کہتا جاتا تھا کہ میں ٹھیک راستہ پر چل رہا ہوں۔

مدینہ طیبہ سے چلے ہوئے جب ہمیں دسواں دن ہوگیا تو ہمیں ایک بہت بڑا پہاڑ دکھلائی دیا میں نے اسے دیکھ کر پہچاننا چاہا کہ یہ کون سا پہاڑ ہے؟ مگر نہ پہچان سکا اور اس کے متعلق کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا سعید تو نے اپنے نیز تمام مسلمانوں کے ساتھ بڑا دھوکہ کیا۔ میں ساتھ ہی دل میں یہ بھی سوچتا جاتا تھا کہ شاید یہ جبل بعلبک ہے اور اب راستہ آسان ہوگیا ہے۔ چونکہ یہ پہاڑ ہمیں دور سے دن کے شروع حصہ میں دکھلائی دینے لگا تھا اس لئے اس کے پاس تک چلتے چلتے دن چھپ گیا اور جس وقت ہم اس کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں ایک جنگل جس میں بڑے بڑے اونچے درخت کھڑے ہوئے دکھلائی دیئے۔ میں نے ان درختوں کو غور سے دیکھا اور پہچان لیا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تمہیں مبارک ہو ہم شام کے شہروں اور مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ درخت ملک شام کے ہیں اور اب ہم عنقریب مسلمانوں سے جاملیں گے۔ ہم برابر بڑھتے رہے حتیٰ کہ اس جنگل کو طے کر کے ایک دوسرے جنگل میں جو نہایت متوحش تھا ہم نے قدم رکھا۔ اس میں نہ کوئی راستہ تھا نہ عام شاہراہ مسلمانوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی اور وہ چلتے چلتے بالکل چکنا چور ہوگئے اور اس قدر تھک گئے کہ چلنے کی تاب نہ رہی۔ بعض مسلمان چونکہ پاپیادہ بھی تھے اس لئے دوسرے مسلمانوں نے انہیں اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے اوپر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ بعضوں نے بعضوں کو گود میں اٹھایا اور چلتے رہے حتیٰ کہ جس وقت مسلمانوں نے اس جنگل کی وحشت اور اس جانگداز راستہ کی مصیبت دیکھی اور جادہ طریق اور راہ مستقیم انہیں کہیں دکھلائی نہ دیا تو مجھ سے کہنے لگے یا سعید! ہمیں معلوم ہوا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمیں چونکہ مسافت نے بالکل تھکا دیا ہے اس لئے اگر اسی جنگل میں تھوڑی سی دیر آپ ہمیں آرام کر لینے دیں تو بہتر ہے۔ میں نے ان کی استدعا کو قبول کر لیا اور اجازت دیدی۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ اس جنگل میں ایک شیریں چشمہ قائم تھا ہم اس کے کنارے پر اترے پانی پیا۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو پانی پلایا اور انہیں درختوں کے پتے چرنے چھوڑ دیا۔ اکثر آدمی سوگئے۔ بعض حضور اکرمؐ پر درود شریف پڑھنے لگے۔ میں بھی ان پچھلوں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا اور اپنے مولا کریم جل جلالہ سے مسلمانوں کے لیئے بہتری اور سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میری آنکھ لگ گئی۔

حضرت سعیدؓ کا خواب

خواب میں میں نے دیکھا کہ میں ایک سبزہ زار باغ میں ہوں جس میں درخت اور بے شمار پھل لگ رہے ہیں اور میں وہ پھل توڑ توڑ کر کھا رہا ہوں اور اس باغ کی نہر کا پانی پی رہا ہوں۔ نیز ان پھلوں کو چن چن کے اپنے ساتھیوں کو بھی دیتا جاتا ہوں اور وہ بھی انہیں خوب کھا رہے ہیں میں بہت خوش ہوں اور اس باغ میں نہایت تفریح کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں کہ دفعتاً ایک بہت بڑا شیر ان درختوں سے نکل کر میرے منہ پر حملہ آور ہوا اور قریب تھا کہ وہ مجھے پھاڑ ڈالے میں نہایت مرعوب اور خوف زدہ سا ہوگیا۔ اسی وقت دو اور بڑے شیر وہیں سے نکلے اور انہوں نے اس حملہ آور شیر کو مار کے اسی جگہ ڈال دیا۔ میں نے اس شیر کے منہ سے ڈکارنے اور چنگھاڑنے کی ایک مہیب آواز سنی جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد میرے منہ میں پھلوں کی شیرینی موجود تھی

اور شیروں کی شکلیں میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھیں۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر اپنے ذہن میں یہ لی کہ یہ مال غنیمت ہوگا جسے مسلمان حاصل کرنا چاہیں گے اور کوئی مزاحم اور مانع بھی پیش آئے گا اور آخر کو وہ مغلوب ہوگا اور مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی۔ میں پھر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگا۔ میں بیٹھا ہوا اسے پڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک میں نے جنگل کے دائیں جانب سے ایک ہاتف غیبی کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

(ترجمہ اشعار) ''اے نیکی کی طرف جانے والے گروہ! اس جنگل کی گھاٹیوں سے مت ڈرو نہ اس میں کوئی جن ہے اور نہ کوئی ڈرانے والا۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بہت جلدی جان لوگے، ایسی مہربانی اور لطف کو جو اپنی اولاد کے ساتھ کی جاتی ہے اور اس محبت کو جو دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلدی راستہ دکھلا دیں گے اور تم اولاد کے ساتھ مال غنیمت بھی حاصل کروگے۔''

جس وقت میں نے ہاتف غیب کی زبان سے یہ بشارت آمیز نیز غنیمت حاصل ہونے کے متعلق اشعار سنے تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ مسلمان اس ہاتف غیبی کی آواز سن کر بیدار ہوگئے۔ میں نے ان سے ایک شعر کو اپنے حافظہ میں محفوظ رکھا اور تین شعر شماخ بن حصن کلبی نے یاد کر لئے جنہوں نے وہ مجھے تین شعر بھی یاد کرا دئے تھے۔ مسلمان ہاتف غیبی کی زبان سے یہ اشعار سن کر بے حد خوش ہوئے اور مال غنیمت کی وجہ سے ان کے دل بہت مسرور ہوگئے۔ ہم یہاں صبح ہونے تک مقیم رہے۔ صبح ہوئی تو میں نے نماز پڑھائی، نماز فجر کے بعد مسلمان اس جنگل سے نکلے۔ میں نے اس جنگل اور پہاڑ کی تحقیق کرنی شروع کی۔ معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ جبل رقیم ہے جس وقت میں نے اسے خوب پہچان لیا تو زور سے تکبیر کی آواز لگائی اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ مسلمانوں نے میری تکبیر کی آواز سن کر تکبیر کے فلک بوس نعروں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور دریافت کرنے لگے کہ یا ابن عامر کیا بات ہے اور آپ نے کیا چیز دیکھ کر تکبیر کا نعرہ بلند کیا تھا۔ میں نے کہا ہم شام میں پہنچ گئے ہیں اور یہ جبل رقیم ہے۔ چونکہ میرے ساتھی اکثر جاہل تھے کہنے لگے رقیم کیا ہوتا ہے؟ اور کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے انہیں حدیث [1] رقیم سنائی اور کہا کہ میں نے اس پہاڑ کا ذکر رسول اللہؐ سے سنا ہے۔ انہوں نے اس حدیث شریف کو سن کر بے حد تعجب کیا۔ پھر میں انہیں لے کر غار کی طرف چلا اور اس میں ہم سب نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں نے کوچ کا حکم دیا اور ہم چل پڑے حتیٰ کہ ہم شہر عمان میں پہنچ گئے۔ یہاں سے ہم نے ایک گاؤں کی طرف جسے جنان [2] کہتے تھے، رخ کیا۔ میں نے دیکھا کہ یہاں کے دیہاتی مع اہل و اولاد کے نکل نکل کر کہیں جا رہے ہیں۔ جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو میری اجازت اور حکم کے بغیر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بعض آدمی گرفتار کر لئے۔ اکثر آدمی جو اس شہر میں ایک مضبوط قلعہ تھا بھاگ کے اس میں چھپ گئے اور شہر پناہ کے دروازے کو بند کر لیا۔ میں نے شہر پناہ کے پاس جاکے آواز دی اور کہا کم بختو! کیا بات ہے اور تم اپنا گاؤں چھوڑ کر کہاں جا رہے تھے اور اب کیوں لوٹ گئے۔ ایک آدمی ان میں سے میری طرف آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! والی عمان نے ہمارے پاس آدمی بھیجا تھا اور حکم دیا کہ ہم عمان میں آکر اس کی پناہ میں داخل ہو جائیں اس لئے ہم اپنے شہر کو چھوڑ چھوڑ کر عمان کی طرف جا رہے تھے اور چونکہ تم راستہ میں مل گئے اس لئے تم سے ڈر کر پھر اب ہم شہر ہی میں لوٹ آئے۔ اب ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم تمہاری حمایت اور پناہ میں آجائیں۔ کیا آپ حضرات ہماری اس استدعا

---

[1] قصہ اصحاب کہف و رقیم مشہور قصہ ہے۔ قرآن شریف اور حدیث میں اس کا قصہ وارد ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیتنا عجبا۔ [2] ایک نسخہ میں انجاب ہے۔

کوقبول فرما سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ میں نے دس ہزار درہم پر صلح کر کے انہیں ایک معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

جس وقت ہم یہاں سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا یا معاشر العرب! ہم نے آپ حضرات سے صلح ضرور کر لی ہے مگر ہم اپنی قوم سے بے حد خائف ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ نقطیاس والی عمان کی طرف سے آپ حضرات پر بہت سختی ہوگی اور وہ آپ کو بہت زیادہ تنگ کرے گا۔ لہٰذا اگر اس پر فتح یاب ہو گئے تو یہ ہمارے اور آپ کے لئے دونوں کے لئے بہت بہتر ہوگا۔

میں نے کہا ہم اس پر کس طرح فتح پا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رومیوں کے کمانیز اعظیم باہاں نے والی عمان کے پاس قاصد روانہ کیا تھا کہ تم اپنی جمعیت لے کر ساحل قیساریہ کی طرف کوچ کر جاؤ اور وہاں ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے ہمراہ رہو۔ چنانچہ یہ عنقریب کوچ کرے گا۔ اگر آپ کو اس پر فتح ہو گئی تو ہمیں امید ہے کہ آپ کو بہت بڑی غنیمت حاصل ہوگی۔ میں نے کہا والی عمان کے پاس کتنا لشکر ہوگا۔ انہوں نے کہا پانچ ہزار سوار اس کے ساتھ ہیں مگر چونکہ آپ لوگوں کی دہشت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس لئے وہ جلدی ہی آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

میں یہ سن کر مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یا معاشر المسلمین! اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا آپ حضرات کو منظور ہے کہ ہم والی عمان سے جنگ کر کے مال غنیمت حاصل کریں۔ انہوں نے کہا جیسے آپ کی رائے ہو کیجئے۔ ہمیں کسی طرح کا عذر نہیں ہے، اگر وہ ہمارے ہاتھوں قتل ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے قوت و رحمت اور کافروں کے لئے ضعف و زحمت کا سبب ہوگا۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کی رائے دیکھ کر گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ وہ کون سی سڑک سے آویں گے؟ انہوں نے کہا اسی سڑک سے اور ہمیں یہ کہہ کر[1] عموریہ کی سڑک بتا دی۔ ہم ایک بہت بڑے جنگل مین جا کر پوشیدہ ہو گئے اور ایک دن رات برابر چھپے رہے۔ مگر کوئی شخص آتا ہوا دکھلائی نہ دیا۔ جس وقت صبح ہو گئی تو میں مسلمانوں سے کہنے لگا یا معاشر المسلمین! ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی کمک کے لئے روانہ کیا ہے اور وہ کام یعنی کمک یہاں کے ٹھہرنے اور پڑنے سے بہت زیادہ افضل ہے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں یہاں سے نکلو اور چلو جس وقت ہماری سات ہزار کی جمعیت نبی ؐ کے صحابہ کے پاس پہنچ جائیگی تو انہیں بے انتہا قوت پہنچے گی اور مشرکین کو ہمارے پہنچنے سے نہایت ذلت اور ضعف ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا یا ابن عامر! ہمارے دلوں میں مال غنیمت حاصل کرنے کا شوق بھرا ہوا ہے آپ ہمیں اس سے محروم نہ کیجئے۔

ہم ابھی یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ دفعتاً پادریوں اور رہبان کی ایک جماعت جو بالوں کے بنے ہوئے کپڑے پہن رہی تھی اور جن کے ہاتھوں میں صلیب اور جن کا وسط سر مونڈھا ہوا تھا، ہمارے سامنے سے گزری مسلمان اسے دیکھتے ہی اس کی طرف دوڑے اور انہیں پکڑ کر میرے سامنے لا کھڑا کیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا تم کون شخص ہو؟ ان میں ایک جہاں دیدہ پادری بھی تھا۔ اس نے کہا ہم یہاں کے دیرون اور گرجوں کے پادری ہیں۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جا کر اس کے لشکر کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں کریں۔ میں نے کہا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کافروں کی تمام دعائیں بھٹکتی ہیں۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ جہاں سے تم آرہے ہو وہاں کیا خبریں ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے پیچھے پیچھے حاکم عمان پانچ ہزار صلیب پرستوں اور نصرانی سواروں کی جمعیت لئے ہوئے چلا آرہا ہے۔ میں نے کہا اللھم جعلھم غنیمة لنا الھا العالمین۔ الہا! آپ ہمارے

---

[1] ایک نوین عوران کی سڑک ہے۔

لئے انہیں غنیمت کر دیجئے۔ پھر میں نے اس بوڑھے راہب کو مخاطب کر کے کہا ایہا الشیخ! ہمارے نبی کریم ؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی راہب کے ساتھ جس نے اپنے آپ کو صومعہ کے لئے وقف کر دیا ہو کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کریں۔ اگر تم ہمیں ہمارے دشمن سے نہ ڈراتے دھمکاتے تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے۔ اس کے بعد میں نے انہی کی زناروں سے جو ان کی کمروں میں بندھی ہوئی تھیں ان کی مشکیں کسنے کا حکم دیا۔ ابھی بہت تھوڑا وقفہ گزرا تھا کہ والی عمان کے لشکر کے وہ آدمی جو راستہ کے پتھر وغیرہ علیحدہ کرتے ہوئے آگے آگے چلے آرہے تھے دکھلائی دیئے۔ مسلمان اگرچہ اس وقت مسلح نہیں تھے مگر انہیں تہلیل وتکبیر کی آوازیں بلند کر کے اپنی تلواروں کی پیاس بجھانی شروع کر دی اور تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

والی عمان کو اس کی اطلاع کی گئی اس نے مسلمانوں کی اس خون ریزی کو دیکھ کر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ رومی حملہ کا حکم سن کر مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ کمانوں پر چلہ چڑھایا پیش قبض ہاتھ میں لئے تلواریں میان سے کھینچیں اور ایک سخت حملہ کر دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے اور اس طرح ایک گھمسان کا رن پڑ گیا۔

مسلمانوں سے لڑائی اور والی عمان کی شکست

حضرت سعید بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان رومیوں کو بکریوں کی طرح ذبح کر رہے تھے اور تکبیر وتہلیل کے نعرے بلند کرتے جاتے تھے۔ والی عمان مسلمانوں کی یہ بہادری اور اپنے ساتھیوں کو قتل دیکھ کر ہزیمت کھا کے پشت کی طرف بھاگا اور عمان کی طرف اپنے گھوڑے کی عنان منعطف کر دی۔ اس کے ساتھی بھی دم دبا دبا کے اسی کے ساتھ ساتھ بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ مال غنیمت کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ بعض نے قیدیوں کی نگہداشت رکھی۔ والی عمان کچھ دور بھاگ کے کھڑا ہو گیا تا کہ ہزیمت خوردہ لشکر اس کے پاس آ آ کے جمع ہو جائے۔

یہ ابھی پوری طرح جمع بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ ان کی پشت کی طرف سے سرپٹ گھوڑوں کا ایک دستہ بھالے سنبھالے ہوئے اور نیزے تانے ہوئے آتا دکھائی دیا۔ یہ قریب ایک ہزار جوان تھے جن کے آگے آگے دو نوجوان دو شیروں کی طرح بڑھے ہوئے چلے آرہے تھے۔ میں نے انہیں غور کر کے دیکھا تو انہیں سے ایک جناب حضرت فضل بن عباس ؓ اور دوسرے جناب حضرت زبیر بن عوام ؓ تھے انہوں نے آتے ہی رومیوں پر ایک ہلہ بول دیا اور انہیں چاروں طرف سے قتل کرنے لگے۔

حضرت زبیر بن عوام ؓ نقیطاس والی عمان کی طرف بڑھے۔ یہ ایک صلیب کے نیچے کھڑا ہوا تھا آپ نے اس کے زور سے ایک نیزہ مارا جس کی وجہ سے یہ قلا بازی کھاتا ہوا اپنے گھوڑے سے گرا اور قبل اس کے کہ اس کا جسد عنصری خاک میں ملے اس کی روح دوزخ میں جلنے کے لئے پہنچ گئی۔ حضرت فضل بن عباس ؓ اس کے شہسواروں کی طرف بڑھے اور بڑے بڑے بہادروں کو تہ تیغ کر کے اسی کے پاس پہنچانے لگے حتیٰ کہ آپ کی خون آشام تلوار رومیوں کے خون سے سرخ رو ہو کر زمین کو لالہ زار بنانے لگی اور آپ نے بے شمار رومی قتل کر ڈالے۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا معاشر المسلمین! خداوند تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں انہیں پکڑ پکڑ کر قید کر لو۔ ہم ان کے سبب سے اپنے دشمن کے ساتھ ایک فریب اور چال چلیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامر ؓ کے ساتھی جس وقت تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو انہیں یہاں معرکہ کارزار گرم نظر آیا۔ وہ سمجھے کہ رومی مغالطہ کھا کے آپس میں ہی لڑ پڑے۔ مگر جب وہ ان کے بالکل قریب ہوئے تو انہیں تہلیل وتکبیر کی آوازیں سنائی دیں اور اس وقت انہوں نے کہا یہ تو مومنین کے لئے دعوت الی الحق ہے۔ حضرت سعید بن عامر ؓ بڑھتے بڑھتے معرکہ میں بڑھے چلے

گئے اور یہاں تک آگے بڑھے کہ حضرت فضل بن عباس ؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت جنگ میں اپنی بڑائی بیان کر رہے تھے اور فرما رہے تھے میں ہوں ابن عم رسول اللہ ؐ۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا فضل! تمہاری تمام محنت و جانفشانی محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہے۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے آپ کے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت زبیر بن عوام ؓ ہیں۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اان لوگوں میں سے کوئی شخص بچ کر نہیں گیا یا تو قتل ہو گئے ورنہ جو بچے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ مسلمانوں کے بے انتہا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور اس طرح مسلمان دوسرے مسلمانوں سے مل گئے۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ حضرت سعید بن عامر ؓ کے پاس آئے اور فرمایا ابن عامر! تمہیں کیا مانع پیش آ گیا تھا کہ اب تک تم ہمارے پاس نہیں پہنچے تھے، حالانکہ تمہاری اطلاع ہمارے پاس پہلے ہی پہنچ چکی تھی سالم بن نوفل عدوی آئے تھے اور انہوں نے آ کر تمہارے متعلق کہہ دیا تھا کہ وہ چل پڑے ہیں۔ تمہارے نہ پہنچنے سے ہمیں تمہارے متعلق عجیب عجیب گمان پیدا ہو رہے تھے کہ دیکھئے کیا بات ہوئی؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ہمیں عمان کی تاخت وتاراج کے لئے روانہ کیا تھا سو خدا کا شکر ہے کہ مسلمان صحیح وسلامت رہے اور مشرکین زیروزبر ہو گئے نیز تم سے بھی ملاقات ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت زبیر بن عوام ؓ نے مشرکین کے سروں کو کاٹ لینے کا حکم دیا جو تن سے جدا کر لئے گئے اور اہل عرب نے انہیں اپنے نیزوں کی نوکوں پر رکھ لیا یہ تراشیدہ سر چار ہزار تھے اور قیدی ایک ہزار۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان رہبانوں کو چھوڑ دیا اور مسلمان فائز المرام ہو کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف چلے اور جس وقت وہ اس کے قریب پہنچ گئے تو تکبیر وتہلیل کے نعروں کے ساتھ فضائے آسمان کو گونجا دیا۔ ادھر سے بھی مسلمانوں نے اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے ان کا استقبال کیا اور اس طرح وہ تمام میدان نعروں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ رومیوں کے دل کانپنے لگے۔ انہوں نے ابھر ابھر کر دیکھنا شروع کیا اور جس وقت انہوں نے مسلمانوں کا آٹھ ہزار لشکر اور ان کے نیزوں کی نوکوں پر چار ہزار سر لٹکے ہوئے دیکھے تو بالکل متحیر ہو گئے۔ حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور تمام قصہ مال غنیمت اور مسلمانوں کی فتوحات کا آپ سے بیان کیا۔ آپ یہ سن کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور اس کے بعد ان ایک ہزار قیدیوں کی گردنیں مار دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ چنانچہ ان کی گردنیں ماری گئیں اور رومی انہیں قتل ہوتے ہوئے برابر دیکھتے رہے۔

قطبہ بن سوید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رومیوں کے کسی لشکر کو نہیں دیکھا کہ ان میں سے ایک بھی جانبر نہ ہوا ہو۔ مگر والی عمان کے لشکر کو کہ اس میں سے ایک شخص بھی نہیں بچا تھا۔ البتہ حضرت زبیر بن عوام ؓ نے اپنے لئے ان میں سے ایک غلام رکھ لیا تھا جو آپ کے پاس کل تین دن تک ٹھہر کر باہان کے لشکر کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اس سے عمان کے لشکر کی خبر جا کر کی تھی۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ کو اس کے چلے جانے کا بڑا املال ہوا تھا۔ اختتام جنگ کے بعد وہ پھر کسی مسلمان کے ہاتھ آ گیا تھا اور حضرت زبیر ؓ نے اسے دیکھ کر پہچان کے اس سے اس کا مطالبہ کیا تھا اور اس شخص نے جب انکار کر دیا تھا تو یہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آئے تھے اور آپ نے حضرت زبیر بن عوام ؓ کے حق میں فیصلہ دیا تھا اور حضرت زبیر بن عوام ؓ کے پاس پھر وہ مدینہ طیبہ کی مراجعت تک رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے باہان کے پاس روانہ ہونا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے پانچ جانباز رومیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کا بہت ملال ہوا۔ خصوصاً حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو سخت قلق اور اضطراب تھا۔ آپ رنج کی وجہ سے روتے تھے اور باری تعالیٰ جل مجدہ کی درگاہ میں بصد عاجزی ان کی رہائی کے لئے دعا کرتے تھے۔ ادھر وہ حضرات باہان ملعون و مغضوب کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور جبلہ بن ایہم غسانی سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا یہ مسلمانوں کی فوج کے آدمی ہیں ہمارے مقابلہ کے لئے یہ ساٹھ شخص نکل کر آئے تھے جن میں سے میں نے اکثر کو قتل اور ان کے بعض کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے حاضر کر دیا ہے۔ اب ان میں سوائے ایک شخص کے اور کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا کہ جس کی فریب کاری سے ہم کسی طرح کا خوف کر سکیں۔ البتہ ان میں ابھی ایک ایسا شخص موجود ہے جو انہیں جنگ میں ثابت قدم رکھتا اور ان کی ہر طرح مدد کرتا رہتا ہے اسی نے ارکہ، تدمر، حوران، بصریٰ اور دمشق فتح کیا۔ اسی نے عساکر اجنادین کو شکست دی۔ اسی نے توما اور ہربیس کا تعاقب کر کے مرج الدیباج میں موت کے گھاٹ اتارا اور اسی نے ملک ہرقل کی بیٹی کو گرفتار کیا تھا اور یہ سب کچھ اسی خالد بن ولید کی کارگزاریاں ہیں۔ باہان نے کہا سب سے پہلے میرے لئے یہی ضروری ہے کہ میں اسے کسی بہانے اور مکر و فریب سے اپنے پاس بلا کے گرفتار کر لوں اور پھر اسی کے ساتھ ان پانچوں کو بھی موت کے منہ میں دے دوں اس کے بعد باہان نے ایک فاضل دانا اور زبان عربی کے فصیح اور ماہر شخص کو جس کا نام جرجہ تھا بلایا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں ان عربوں کے پاس بھیجوں تم وہاں جا کر ان سے یہ کہو کہ آپ ہمارے پاس اپنا ایک قاصد روانہ کریں اور وہ قاصد وہ شخص ہو جس کا نام خالد بن ولید ہے کوئی دوسرا شخص نہ ہو۔ جرجہ گھوڑے پر سوار ہو کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا۔ راستہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا بادشاہ نے مجھے آپ کے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس کسی ایلچی کو بھیجیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آپ کے مابین صلح کرا دیں۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جانے کے لئے میں خود ایلچی موجود ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اسے ٹھہرنے کا حکم دیا اور آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور تمام قصہ بیان کر کے کہنے لگے بذات خود اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا ابا سلیمان! باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں صحیح و سلامت رکھیں۔ ہو آؤ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ انہیں یا ان کے کسی گروہ کو تمہاری وجہ سے ہدایت بخش دیں یا وہ صلح اور ادائے جزیہ پر راضی ہو جائیں اور اس طرح تمہاری بدولت دنیا خون ریزی سے بچ جائے۔ ایک مسلمان کا خون اللہ عزوجل کو تمام مشرکین سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ عزوجل سے ان کی اعانت اور نصرت طلب کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے، حجازی موزے (خفین) پہنے سیاہ عمامہ باندھا چرمی پٹکا جس میں چاندی کی کڑیاں تھیں کمر سے کسا مسیلمہ کذاب کی یمنی تلوار حمائل کی اور اپنے غلام ہمام کو حکم دیا کہ وہ سرخ خیمہ جو طائفی چمڑے کا تھا اور جس میں سونے کے دو شمسے لگے ہوئے تھے جو چمکتے تھے نیز آرائش و زیبائش کے لئے چاندی کا حاشیہ تھا آپ نے اسے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کی زوجہ محترمہ سے تین سو دینار سے خریدا تھا ساتھ لے کر چلے۔ ہمام نے اسے ایک سبز خچر پر لادا، سبز کپڑے اور سرخ عمامہ باندھا۔

یمنی تلوار ہاتھ میں لی اور چلنے کے لئے تیار ہو گیا حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے گھوڑے پر جو نہایت سبک رفتار اور دوڑ میں دوسرے گھوڑوں میں سے بازی لے جانے والا تھا سوار ہوئے اور چلنے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! اپنے ساتھ کچھ آدمی لے لو تا کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! اگر چہ میں آپ کی اس رائے کو پسند کرتا ہوں مگر دین میں [1] جبر کرنا جائز نہیں ہے نیز مسلمانوں پر میری اطاعت فرض نہیں کہ میں انہیں لے جاؤں، باقی آپ کو اختیار ہے آپ جسے چاہیں حکم دے دیں مسلمانوں نے جس وقت آپ کا یہ کلام سنا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا یا ابا سلیمان! آپ بزرگ اور اہل فضل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ جل جلالہ اور ان کے رسول مقبول ﷺ کے کام جا رہے ہیں۔ آپ جس وقت ہمیں حکم دیں گے اسی وقت امتثال امر کے لئے تیار ہیں۔ یہ کوئی جبر کی بات نہیں۔ آپ جس کام کے لئے چاہیں ہمیں حکم دیں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب رسول مقبول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری میں بہت جلدی اس کام کی طرف چلیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سو سوار اپنے ساتھ لینا چاہے جن میں حضرت مرقال بن ہاشم، عتبہ بن ابو وقاص زہری، شرحبیل بن حسنہ، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی، میسرہ بن مسروق عبسی، قیس بن ہبیرہ مراوی، سہل بن عمرو عامری، جریر بن عبداللہ بجلی، قعقاع بن عمرو تمیمی، جابر بن عبداللہ انصاری، یزید بن ابوسفیان، سہیل بن عامر، عبادہ بن صامت خزرجی، اسود بن سوید مازنی، ذوالکلاع حمیری، مقداد بن اسود کندی، اور عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔ آپ برابر مہاجرین وانصار میں سے اسی طرح سادات عرب کے شہسوار چنتے رہے حتیٰ کہ آپ نے سو جوان جن میں کا ہر ایک تن تنہا ایک پورے لشکر کا مقابلہ کر سکتا تھا منتخب فرمائے انہوں نے جنگی لباس پہنا، چادریں اوڑھیں، عمامے باندھے، خنجر لٹکائے، تلواریں حمائل کیں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ چل پڑے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دائیں طرف اور حضرت مقداد بن اسود کندیؓ آپ کے بائیں جانب تھے اور باقی تمام حضرات نے آپ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ہم نے چلنے کے وقت زور زور سے تکبیر وتہلیل کے نعرے لگائے۔ حضرت نصر بن سالم مازنی کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے جانے لگے تو میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف دیکھا۔ آپ کے آنسو آپ کے رخسار مبارک پر بہہ بہہ کر آ رہے تھے اور آپ قرآن شریف کی ایک آیت پڑھتے جاتے تھے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابن سالم! واللہ یہ حضرات اس دین کے معین ومددگار ہیں۔ اگر ابوعبیدہ کی امارت میں خدانخواستہ ان میں سے کسی ایک کو بھی کچھ تکلیف پہنچ گئی تو رب العالمین کے حضور میں اور امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے دربار میں میرا پھر کیا عذر ہوگا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے تمام ساتھی رومیوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن کے لشکر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ یہ لشکر عرض میں پانچ فرسخ تک پڑاؤ کرتا چلا گیا تھا اور ہر طرف لوہا ہی لوہا چمک رہا تھا۔ انہوں نے زور سے آوازیں بلند کیں اور کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك له وان محمدا عبدہ ورسوله۔ جس وقت یہ آگے بڑھتے تو سب سے پہلے دشمن کے طلیعہ (ہراول) میں قدم رکھا چونکہ اس کی کمان جبلہ بن ایہم کے ہاتھ میں تھی اس نے کہا تم کون ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں جو باہان کے پاس بطور ایلچی کے آئے ہیں تا کہ اسے ہدایت کی طرف بلائیں۔

---

[1] یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کام میں زبردستی نہیں کہ میں کسی کو جبراً لے جاؤں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کا یرموک کے میدان میں بطور ایلچی کے باہان کے پاس جانا

اس نے کہا کہ ابھی آپ یہیں ٹھہریں تا کہ میں ملک باہان سے آپ کے آنے کی اجازت حاصل کرلوں۔ یہ کہہ کر یہ باہان کے پاس گیا اور کہا کہ خالد بن ولید سردار عرب سوالیسے آدمیوں کو ساتھ لے کر جن میں کا ہر ایک ایک حملہ آور شیر معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس آئے ہیں۔ باہان نے کہا میں نے تو فقط خالد بن ولید ؓ کو بلایا تھا کسی دوسرے آدمی کو نہیں بلایا تھا۔ جبلہ یہ سن کر مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! باہان نے تو تن تنہا خالد بن ولید ہی کو بلایا تھا کہ شاید گفت وشنید کے بعد ان دونوں میں کوئی صلح کی صورت نکل آئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا تو اپنے سردار کے پاس جا کے کہہ دے کہ خالد تن تنہا بغیر اپنے دوستوں کے کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ بغیر ان کی رائے اور مشورہ کے کسی بات کا مجاز نہیں ہے اور ہر ایک کام میں ان کے مشورہ کا محتاج ہے۔

جبلہ یہ سن کے پھر باہان کے پاس گیا اور آپ کی گفتگو سے اسے اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ تو انہیں آنے کی اجازت دیدے۔ مگر جس وقت وہ میرے خیمے کے پاس آ جائیں تو انہیں گھوڑوں سے اترنے اور تلواروں کے رکھ دینے کا حکم دے دینا۔ چنانچہ جبلہ نے آ کر انہیں اجازت دی اور یہ حضرات گھوڑے بڑھا بڑھا کر اس طرف چلے۔ رومیوں کے سردار اور بہادران ان کے چاروں طرف ان کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ سر جھکائے ہوئے خاموش بڑھے چلے جا رہے تھے نہ دائیں دیکھتے تھے اور نہ بائیں۔ اسی طرح آپ کے ساتھی نہایت بےفکری کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ نہ انہیں رومیوں کی تعداد سے کوئی فکر تھا نہ ساز وسامان سے ڈر اور اندیشہ حتیٰ کہ وہ باہان کے خیمے تک اسی شان وشوکت کے ساتھ برابر بڑھتے چلے گئے۔

جس وقت عین خیمے کے سامنے ہوئے تو جبلہ نے زور سے ایک آواز دی اور کہا معاشر العرب! چونکہ تم بادشاہ کے خیمے تک پہنچ گئے ہو اس لئے گھوڑوں سے اتر جاؤ اور اپنی اپنی تلواروں کو یہیں رکھ دو۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا ہم گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو جائیں گے مگر تلواریں ہماری عزت اور بزرگی کی نشانیاں ہیں ہم اس عزت وتکریم کو جس کے واسطے ہمارے رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ترجمان نے آپ کے یہ الفاظ باہان سے دہرائے۔ اس نے کہا جس طرح یہ چاہیں اسی طرح انہیں اجازت دے دو۔ یہ سنتے ہی حاجبوں نے انہیں پکارا معاشر المسلمین جس طرح چاہو آ جاؤ۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نوفل بن دحیہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام کے شیدائی اور رسول اللہ ؐ کے یہ فدائی گھوڑوں سے اترے یا پیادہ ہوئے اور اس شان وشوکت اور فخر وعظمت کے ساتھ اکڑتے ہوئے چلے کہ سینے نکلے ہوئے تھے، حمائل شدہ تلواریں کھینچتی اور رگڑتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔ رومیوں کی صفیں پھٹتی جاتی تھیں۔ ان کے دلاور جگہ چھوڑتے اور پیچھے ہٹتے جا رہے تھے اور یہ اللہ کے شیر بےخوف وخطر آگے بڑھتے ہوئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ تکیوں، مسندوں اور دیباج کے فرشوں تک پہنچ گئے۔ باہان جو اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا دکھلائی دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس وقت یہ تکلفات اور ان کی ملکی اور دنیاوی زینت وعظمت اور فخر ومباہات کے یہ سامان دیکھے تو اللہ عزوجل کی عظمت وبزرگی بیان کرنے لگے۔ ان کے سامنے بیٹھنے کے لئے کرسیاں پیش کی گئیں مگر انہوں نے انہیں اٹھا اٹھا کے علیحدہ رکھ دیا اور تمام کے تمام زمین پر بیٹھ گئے۔ باہان یہ دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! نہ تو تم نے ہماری بزرگی وعظمت کا اقرار کیا نہ کرسیوں پر بیٹھے نہ ہمارا ادب واحترام کیا اور اس پر طرہ یہ کہ ہمارے فرش کو پریشان اور الٹ کے رکھ دیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت خالد بن ولید ؓ نے فرمایا تمہارا ادب کرنے سے اللہ عزوجل کے ساتھ ادب کرنا افضل ہے اور تمہارے فرش وفروش سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرش زیادہ پاک اور اطہر ہے۔

ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ زمین میرے واسطے مسجد اور پاک کر دی گئی ہے اس کے بعد آپ نے حسب ذیل آیت پڑھی:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ (طٰهٰ: ۵۵)

''اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اس میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے پھر دوسری مرتبہ تمہیں نکال لیں گے''۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور باہان کے مابین کوئی ترجمان نہیں تھا بلکہ یہ خود آپس میں بلاواسطہ کے باتیں کر رہے تھے۔ باہان نے کہا خالد! میں اپنی طرف سے سلسلہ کلامی شروع کرنے کے سوء ادب خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو کچھ سمجھ میں آئے شروع کیجئے مجھے ناگوار نہیں ہوگا۔ ہر بات کا جواب ہے جیسا کہو گے ویسا سنو گے اور اگر کہو سلسلہ کلام میں شروع کروں۔ باہان نے کہا بہت بہتر میں شروع کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اس اللہ پاک کے لئے سزاوار ہیں جنہوں نے ہمارے سید روح مسیح (علیہ السلام) کو اپنا کلمہ اور انبیاء (علیہ السلام) میں افضل و بزرگ ترین بنایا ہے اور ہمارے بادشاہ کو بادشاہوں میں بہتر اور ہماری امت کو خیر الامم پیدا کیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ سخت ناگوار گزرا اور آپ نے قطع کلام کرنا شروع کر دیا۔ ترجمان نے بادشاہ کی بات کٹتے دیکھ کر آپ کو مخاطب کر کے کہا عرب بھائی! بادشاہ کا کلام قطع نہ کیجئے اور حسن ادب کو ملحوظ رکھیے۔ آپ نے چپ رہنے سے انکار کیا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ثابت ہیں جنہوں نے ہمیں ہمارے نبی ﷺ نیز تمہارے نبی (علیہ السلام) اور جمیع انبیاء (علیہ السلام) کی وجہ سے ایمان بخشا اور ہمارے امیر (یعنی خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جس کے سپرد ہم نے اپنے تمام کام کر دیئے ہیں ہم میں ایک ایسا شخص پیدا کیا کہ اگر وہ یہ بھی گمان کر لے کہ میں ان کا بادشاہ ہوں تو ہم اس کو اسی وقت معزول کر دیں۔ ہم اس میں اپنے سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں دیکھتے۔ ہاں اگر وہ ہماری بہ نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ سے زیادہ ڈریں اور تقویٰ کو ہم سے زیادہ اپنا شعار بنالیں تو وہ ہم سب سے زیادہ افضل واعظم ہیں۔ نیز تمام تعریف وتوصیف اس ذات واحد کے لئے سزاوار ہے جس نے ہماری امت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند بنا دیا۔ ہم اپنے گناہوں کا اعتراف واقرار کرتے اور اپنے معبود برحق کی درگاہ میں توبہ واستغفار کرتے اور اس تن تنہا معبود واحد کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر باہان کا چہرہ زرد ہو گیا اور وہ کچھ تھوڑی سی دیر سکوت کر کے پھر اس طرح کہنے لگا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں آزمائش میں ڈالا اور ابتلاء حسنہ میں مبتلا کیا۔ ہمیں فقر وفاقہ سے علیحدہ رکھا۔ تمام امتوں پر ہمیں غلبہ دیا۔ ہر طرح کی عزت دی ظلم سے منع کیا جس کی وجہ سے ہم ظلم نہیں کرتے۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی لازوال نعمتیں دی ہیں تو لوگوں پر جور وتعدی کرنے لگیں۔ یا معاشر العرب! تمہارے اندر ایک فرقہ ایسا بھی تھا جو ہمارے پاس آ آ کے ایلچی گیری کی درخواست دیا کرتا۔ انعام واکرام کی خواہش کیا کرتا اور ہماری جود وبخشش کی تمنا رکھا کرتا تھا۔ ہم اس سے احسان کیا کرتے۔ تعظیم و تکریم سے پیش آتے، مہمانوں کی عزت کرتے۔ ان کی قدر ومنزلت کو سمجھتے اور ایفائے عہدہ کیا کرتے تھے۔ عرب کے تمام قبائل ہماری ان باتوں کو جانتے اور جو ہم نے اپنی نعمتوں میں سے انہیں بخشا ہے شکر گزار ہیں ہم انہی باتوں کے خوگر تھے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تھے کہ آپ حضرات گھوڑوں اور آدمیوں کو لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ لوگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہم سے وہی طلب کریں گے جو وہ طلب کیا کرتے تھے۔ مگر تم ان کے بالکل برعکس نکلے اور ہمارے شہر میں آ کر واقعتہ تم نے مردوں کو قتل، عورتوں کو گرفتار، مال کو لوٹنا، آثار کو مٹانا اور ہمیں ہمارے شہروں کو مغلوب کر کے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا شروع کر دیا۔ تم سے پہلے ہمارے اس ملک کو ہم سے بہت سوں نے چھیننا چاہا جن کی تعداد تم سے زیادہ مال تم سے وافر، ہتھیار تم سے بے شمار

ان کے پاس تھے مگر ہم نے انہیں نہایت ذلت کے ساتھ شکست دی اور ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل اور زخمی کر کے انہیں انہی کے ملکوں میں الٹے پاؤں لوٹا دیا۔ سب سے پہلے ملک فارس کو اس کا شوق چرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نہایت نکبت و ذلت کے ساتھ پھیرا۔ پھر ترکوں اور جرامقہ وغیرہ کے بادشاہوں کو ایسی ہی الٹی سوجھی اور ہم نے انہیں بھی ان کے کیے کی کافی سزا دے دی۔ تم تو ہمارے نزدیک بہت ہی پست اور ذلیل قوم کے افراد تھے۔ ہماری نظروں میں نہ تمہارا کوئی مرتبہ تھا اور نہ قدر و منزلت۔ کیونکہ تم بال اونٹ کی پشم (اون) اور فقر و فاقہ کے اہل تھے اور بس اب تم باوجود ان سب باتوں کے ہمارے ملکوں پر دانت رکھتے اور ان پر ظلم و جور کا ہاتھ دراز کرتے ہو حالانکہ ہمارے پاس بیحد لشکر اور ساز و سامان ہے۔ ہماری شوکت و دبدبہ نہایت شدید و عظیم اور ہماری فوجیں اور لاؤ لشکر بے حد ضخیم ہیں تم نے اپنی بنجر زمینیں اور خشک ملک سے جہاں بارش تک کا قحط ہے نکل کر ہمارے شہروں کی طرف رخ کیا اور یہاں آ کر فساد کی آگ مشتعل کر دی اور ہر ایک فساد کے بانی مبانی بن گئے۔ یہ تمہارے تمام کرتوت اور ہمارے شہروں پر قبضے کرتے چلے جانا محض اس وجہ سے ہے کہ یہاں آ کر تم ایسی سواریوں پر سوار ہوئے جو تمہاری سواریوں سے نہایت عمدہ تھیں، کپڑے اعلیٰ درجے کے پہنے، رومیوں کی خوب صورت لڑکیاں پکڑ پکڑ کر اپنی خدمت کے لئے رکھ لیں۔ کھانے لذیذ لذیذ کھائے، سونے، چاندی اور متاع فاخرہ سے اپنے دامن بھر لیے اور یہ سب باتیں تمہارے شہروں میں بالکل مفقود تھیں۔

اب تمہارا مقابلہ ہم سے ہوا ہے اور ہم تم تک پہنچ گئے ہیں اور باوجود اس کے کہ تمہارے پاس وہ تمام چیزیں اور مال و منال جو تم نے ہماری قوم اور ہم مذہبوں سے لوٹا کھسوٹا ہے موجود ہے مگر ہم پھر بھی تمہیں ان سب کو معاف کیے دیتے ہیں اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم سے نہ کسی چیز کے متعلق جھگڑا کریں گے اور نہ گزرے ہوئے کام پر غصہ جو کچھ اب تک ہوا سو ہوا مگر اب تم ہمارے شہروں سے باہر چلے جاؤ اور ان کو خالی کر دو۔ اگر تم نے اس کا انکار کیا تو یاد رکھو ہم تمہیں صفحہ ہستی سے اس طرح مٹا دیں گے جس طرح گزرے ہوئے کل کو آج کے آفتاب نے ملیا میٹ کر دیا ہے اور اگر تم نے صلح کی طرف رغبت کی تو ہم تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک ایک کپڑا اور سو سو دینار اور تمہارے سردار ابو عبیدہ کے لئے ایک ہزار دینار اور تمہارے خلیفہ عمر بن خطاب کے واسطے ایک ہزار دینار اس شرط پر دینے کے لئے تیار ہیں کہ تم ہم سے اس بات کا اقرار کرو اور قسم کھاؤ کہ ہم پھر کبھی تم سے لڑائی مول نہ لیں گے۔

کہتے ہیں کہ باہان آپ کو کبھی ترغیب دیتا تھا اور کبھی ترہیب کبھی مال کی رغبت اور اس کا لالچ دلاتا تھا اور کبھی دھمکا ڈرا کے اپنا کام نکالنا چاہتا تھا۔ مگر آپ بالکل خاموش تھے اور کوئی حرف زبان پر نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ باہان اپنی تمام کہہ چکا اور جس وقت وہ خاموش ہو گیا تو آپ فرمانے لگے بادشاہ نے جو کچھ کہا اچھا کہا ہم نے اسے بخوبی سنا۔ اب ہم کہتے ہیں چاہیے کہ بادشاہ بھی اسے بغور سنے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں۔ باہان نے یہ سن کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا یا عربی! تم نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عز و جل کے سوا کوئی معبود نہیں اور جناب محمد ﷺ ان کے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ نبی و رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باہان نے کہا خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں، ممکن ہے تم جو کہتے اور گمان رکھتے ہو وہ صحیح اور سچ ہو۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کو اپنا اپنا مذہب پسند ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا سب سے افضل اور بہتر ساعت وہ ہے جس میں اللہ رب العالمین کی اطاعت کی جائے۔ باہان اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی زبان میں کہنے لگا یہ شخص بڑا عقلمند ہے، حکمت و دانش کی باتیں کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی قوم سے کیا کہا۔ اس نے آپ کو بتلایا تو فرمانے لگے۔ اگر میرے اندر عقل کا مادہ عنایت کیا گیا ہے تو اس پر بھی اللہ عز و جل ہی

تعریف وستائش کے مستحق ہیں۔ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے:

خلق الله تعالى شئيا احب اليه من العقل لان الله تعالى لما خلق العقل وصوره و قدره قال اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر فقال الله تعالى و عزتي و جلالي ما خلقت شئيا احب الي منك بك تنال طاعتي و تدخل جنتي۔

ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کوئی چیز پیدا نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کر کے اسے مصور[1] ومقدر کیا تو اس سے فرمایا کہ آگے آ وہ آگے آئی پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گئی اس کے بعد اسے مخاطب کر کے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ کسی چیز کو محبوب نہیں پیدا کیا۔ تیرے ہی سبب سے میری اطاعت کی طرف میلان ہوتا ہے اور تیری ہی وجہ سے جنت میں دخول ہوتا ہے۔''

باہان نے کہا جب تمہاری عقل وفہم کا یہ حال ہے تو تم اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیوں لائے؟ آپ نے فرمایا تا کہ میں ان سے مشورہ کر سکوں۔ باہان نے کہا تم باوجود جودت عقل۔ حسن تدبیر۔ عمدہ رائے اور کافی بصیرت رکھنے کے مشورے میں دوسروں کے محتاج ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں باری تعالیٰ عزوجل نے ہمارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی حکم فرمایا ہے اور اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا ہے **وشاورھم فی الامر** اور ہر کام میں مشورہ کیا کرو۔ نیز ہمارے آقا ومولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماضاع امرء عرف قدره ولا ضاع مسلم قبل مشورة اخيه۔

ترجمہ: ''جس شخص نے اپنا مرتبہ پہچان لیا وہ ضائع نہیں ہوا اور جس مسلمان نے اپنے بھائی کا مشورہ قبول کر لیا وہ ضائع نہیں ہوا۔''

اگر میں جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور تجھے اطلاع پہنچی ہے صاحب رائے اور ذی عقل شخص ہوں تو میں عقلمندوں اور اپنے دوستوں کے مشورہ سے کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ باہان نے کہا تمہارے لشکر میں تم جیسے عقلمند اور زیرک آدمی کتنے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے لشکر میں ایک ہزار آدمیوں سے بھی زیادہ ایسے شخص موجود ہیں جن کے مشوروں سے میں کبھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ تم میں ایسے ایسے عقلمند بھی موجود ہیں۔ ہمیں تو یہی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ وہ نہایت حریص، جاہل، بے عقل اور فرو مایہ لوگ ہیں۔ آپس میں ہی ایک دوسرے کو مارتے پیٹتے اور مال ومنال چھینتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے اکثر آدمی کی یہی حالت تھی۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ہمارے اندر ہمارے نبی کریم محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے ہمیں رشد وہدایت کا راستہ دکھلا کر ایک جادہ مستقیم پر لگا دیا جس کے سبب سے ہم نے خیر کو شر سے، ضلالت کو ہدایت سے پہچانا اور اسی راستہ پر گامزن ہو گئے۔ باہان نے کہا خالد! تمہاری عقل وتدبیر نے مجھے تعجب میں ڈالا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مواخات (بھائی چارہ) کر لوں اور اس طرح تم میرے بھائی اور دوست بن جاؤ۔ آپ نے فرمایا نہایت خوشی کی بات ہے اگر اللہ تبارک وتعالیٰ تیری بات کو پوری کر دے۔ تیری روح سعادت کو قبول کر لے اور ہم تم ایک ہو جائیں۔ باہان نے کہا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا کہہ اشھد ان لا اله الا الله وان محمد عبده و رسوله الذي بشر به عيسى بن مريم۔ ''یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی ان کے بندے اور رسول ہیں۔'' اگر تو نے ایسا کہا اور

[1] یعنی صورت دی گئی اور اندازہ مقرر کیا گیا۔

اس کا اقرار کیا تو میں تیرا بھائی ہوں اور تو میرا، میں تیرا دوست ہوں اور تو میرا۔ اور جب تک کوئی نیا امر وقوع پذیر نہیں ہوگا اس وقت تک ہم تم ساتھ ہی رہیں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

باہان نے کہا تم نے جو مجھے میرے دین کے چھوڑنے کی رغبت اور اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے میں اس سے معذور ہوں اسے قبول کرنے کے لئے میں کوئی سبیل نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا میں بھی جب تک تو اپنے گمراہ مذہب پر قائم ہے تیرے ساتھ مواخات کرنے اور دوست بننے کے واسطے اپنے لئے کوئی طریقہ اور سبیل نہیں رکھتا۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ہمارے مابین کاموں میں اصلاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہیں گے وہی ہوگا۔ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں حشمت وجاہ خشم وغصہ کو علیحدہ رکھ کے بھائیوں کی طرح تم سے گفتگو کروں۔ تمہیں بھی چاہئے کہ تم میرے اس کلام کا جس کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے جواب دو تا کہ میں اسے پوری طرح سن سکو کہ تم کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا: [1] امابعد! تو نے جو اپنی قوم کی عزت، دولت دشمنوں پر غلبہ اور شہروں پر اس کے تسلط کے متعلق بیان کیا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ اسی طرح اپنے عربی ہمسایوں تمہارے انعام وکرام سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا اس لئے اور محض اس لئے کہ تمہاری نعمتیں تمہارے پاس باقی رہیں تم اور تمہاری اولادیں محفوظ و مامون ہوں۔ تمہارے ملک ترقی کریں، عزت زیادہ ہو اور اس طرح ایک کثیر جمعیت تمہارے ساتھ ہو جائے تا کہ تم جس پر چاہو اپنی شان وشوکت ڈال کے اور جو شخص تمہارا مقابلہ کرے اسے اپنی سطوت وحشمت دکھلا کے مرعوب کر سکو۔ ہمارا فقر وفاقہ اور اونٹ بکریاں چرانا۔ سو ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں جس نے اونٹ یا بکریاں نہیں چرائی ہوں۔ ہمارے اکثر آدمی راعی ہیں اور جس شخص نے چرواہے کا کام کیا ہے وہ شخص اس سے زیادہ افضل و بہتر ہے جس نے یہ کام نہیں کیا فقر و فاقہ محتاجگی اور شقاوت کا ہم انکار نہیں کرتے۔ ہم واقعی ایسے ہی جاہل تھے ہمیں عربوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی ہی سرزمین میں پیدا کیا تھا جس میں نہ نہریں ہیں نہ درخت' نہ قابل زراعت زمینیں ہیں نہ باغات۔ البتہ بہت کم ایسی زمین ہے جس میں زراعت ہوسکتی ہے۔ ہم بہت پکے جاہل تھے اور ایسے جاہل کے سوائے اپنے گھوڑے۔ تلوار۔ اونٹ اور بکریوں کے مالک ہونے کے کسی اور چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔ ہمارے قوی ضعیفوں کو کھا جاتے اور سوائے چار مہینوں [2] حرام کے بعض آدمی بعض سے کسی وقت بھی بے خوف نہیں رہتے تھے۔ معبود مالک العلام کو چھوڑ کر ان اوثان واصنام کی جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان عبادت کیا کرتے تھے یہی نہیں بلکہ ان کے سامنے الٹے پڑتے اور انہیں اٹھائے اٹھائے پھرا کرتے تھے اور اس طرح دہکتی ہوئی آگ کے بالکل کنارے پہنچ جاتے تھے۔ مرنے والے مشرک ہو کر اس میں داخل ہو چکے تھے اور باقی ماندہ جو اپنے رب کے منکر اور صلہ رحم کے قاطع تھے قریب تھے کہ اس الاؤ (دوزخ) تک پہنچ جائیں کہ دریائے رحمت نے امنڈ کر ہمارے لئے اس آگ کو گلزار سے بدل دیا۔

نبی عربی، ہادی ومہدی رسول مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جن کے ہم حسب ونسب سے پوری طرح واقف تھے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے اندر مبعوث فرمائے اور ان سردار دو جہاں اور امام دوسرا نے ہماری رہنمائی کی اسلام کی دعوت دی۔ دین مبین کو ظاہر کیا۔ دلائل وبراہان کے ساتھ مشرکین کی حجتوں کو توڑا۔ قرآن حکیم لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں صراط مستقیم دکھلائی اور اللہ جل جلالہ وحدہ لاشریک نے ان کی ذات گرامی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کو ختم کر دیا۔ آپ نے ہمیں رب العالمین کی عبادت کا سبق دیا۔ ہم نے اسے یاد کر کے اپنا یہ دستور العمل بنالیا کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے نہ ان کا کسی کو مصاحب سمجھتے ہیں نہ سہیم نہ ان کے لئے بیٹا تصور کرتے ہیں نہ بیوی نہ حرم نہ حریم نہ کسی بت

---

[1] یعنی اس گفتگو کے بعد۔ [2] ذی قعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب۔

کو پوجتے ہیں نہ کسی مالک و حاکم کو نہ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں نہ ماہتاب کو۔ نہ نور کو قابل پرستش سمجھتے ہیں نہ نار کو نہ صلیب کو معبود گردانتے ہیں۔ نہ قربان کو ہم محض اللہ جل جلالہ کو جن کا نہ کوئی شریک ہے نہ سہیم اور جن کا نہ کوئی ضد ہے نہ ندیم سجدہ کرتے ہیں اور اپنے نبی برحق جناب محمد ﷺ وعلی آلہ وصحبہ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور بس۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو ان پر نازل فرمایا اور ہمارے ان مولا و آقا ﷺ نے ہمیں اس کلام مبین کے ذریعہ ہدایت فرمائی اور سیدھے اور سچے راستے کی طرف بلایا۔ ہم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ منجملہ ان اوامر کے جو آپ نے ہمیں حکم فرمائے ہیں یہ بھی تھا کہ جو شخص ہمارے دین کو اختیار نہ کرے۔ جو ہم کہتے ہیں وہ نہ کہے اللہ تبارک وتعالیٰ شانہ کے ساتھ کفر کرے ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ ہمارے پروردگار جل جلالہ اس سے وراء الوراء ہیں نہ انہیں کبھی نیند آتی ہے نہ اونگھ تو ہم اس ایسے شخص کے ساتھ جہاد کریں جو شخص ہماری متابعت کرے ہمارے ساتھ شریک ہو جائے تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہمارا مال واسباب اس کا مال واسباب ہے اس کے اوپر وہ سب کچھ فرض ہے جو ہم پر لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی اسلام کا انکار کرے تو اس کی بریت کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں جزیہ دے اور اس طرح اپنی جان و مال اور اہل وعیال کو محفوظ کر لے لیکن اگر اسلام کا انکار کرتے ہوئے کوئی شخص جزیہ کا بھی انکار کر دے تو پھر ہمارے اور اس کے مابین فیصلہ کرنے والی تلوار ہے اور بس اللہ جل جلالہ جو سب سے بہتر حاکم ہیں جس کے حق میں بھی اس تلوار سے فیصلہ کرا دیں۔ ہم تمہیں بھی ان تین ہی باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے یہ ہے کہ تم یہ کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اگر یہ منظور نہیں تو اس کے بعد ہر بالغ مرد کی طرف سے سال بھر میں بطور جزیہ کے ایک دینار دینا قبول کرو۔ کیونکہ نابالغ پر جزیہ ہے نہ عورت پر اور نہ اس راہب پر جس نے اپنی زندگی صومعہ کے لئے وقف کر دی۔

باہان کا اسلام لانے سے انکار کر دینا

باہان نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینے کے بعد آیا ہم پر کچھ اور بھی فرائض عائد ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں نمازیں پڑھنا، زکوۃ دینا، روزے رکھنا، بیت الحرام کا حج کرنا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند ہونا۔ اللہ والوں سے محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے محبت رکھنا اور اس کے دشمنوں سے عداوت کرنا اور اگر ان کا انکار کرو گے تو جب تک اللہ جل جلالہ جسے ان کی مرضی ہو اسے اپنی زمین کا وارث نہ کر دیں اس وقت تک ہمارے اور آپ کے مابین جنگ جاری رہے گی۔

باہان نے کہا آپ کی سمجھ میں جو آئے کیجئے ہم اپنے مذہب سے کبھی نہیں پھر سکتے اور نہ جزیہ دے سکتے ہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ اللہ جل جلالہ کے دست قدرت میں ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں زمین کا وارث کر دیں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بالکل سچ فرمایا ہے نہ وہ ہماری تھی نہ آپ کی بلکہ ایک دوسری ہی قوم کی تھی ہم نے اسے لڑ کر حاصل کر لی تھی اور اس کے مالک ہو گئے تھے۔ اب ہمارے اور آپ کے مابین جنگ ہے اللہ کا نام لے کر مقابلہ میں آ جاؤ۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! تم ہم سے زیادہ جنگ کے خواہش مند نہیں ہو میں گویا اس وقت لڑائی کو جاری دیکھ رہا ہوں فتح ونصرت آ آ کے ہمارے قدم چوم رہی ہے۔ میں نے تجھے شکست دیدی ہے اور تو رسی میں بندھا ہوا میرے آگے آگے نہایت ذلت وحقارت کے ساتھ چلا جا رہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ کی بارگاہ معلیٰ میں پیش کیا گیا ہے اور انہوں نے تیری گردن مار دینے کا حکم نافذ فرما دیا ہے۔

جلبیہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسے سخت غصہ آیا اس کے درباری، پہرے دار، قیاصرہ اور ہر قبیلہ کے بہادروں نے اس کا غصہ

دیکھ کر آپ کے شہید کرڈالنے کا تہیہ کرلیا اور اس کے حکم کے منتظر ہو گئے۔ باہان کسی قدر غصہ دبا کے کہنے لگا خالد! میں تم سے باتیں کر رہا تھا اور میرے دل میں تمہاری محبت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر اب اس کی جگہ غضب اور غصہ نے لے لی۔ مسیح کی قسم! میں ابھی تمہارے سامنے ہی تمہارے ان پانچ آدمیوں کو جو ہمارے یہاں قید ہیں بلاؤں گا اور ان کی گردنیں مروادوں گا۔

آپ نے فرمایا باہان میں جو کچھ کہتا ہوں سن! تو نہایت حقیر بے حد ذلیل اور بہت کم ظرف شخص ہے۔ ان پانچ آدمیوں کی خواہش اور تمنا ہی یہ ہے کہ ہم جام شہادت نوش کریں اور چونکہ وہ تم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے اس لئے ہماری بھی آرزو یہی ہے مگر یاد رکھ مستجاب الدعوات ؑ کی ذات پاک حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیعت اور حضرت عمر بن خطاب ؓ کی خلافت قسم اگر تو نے انہیں قتل کر دیا تو میں بھی اس تلوار سے ابھی تیرا سر اڑا دوں گا اور ہمارا ہر ایک آدمی تیرے بہت سے آدمیوں کے پرخچے اڑا کے رکھ دے گا۔

یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور اپنی تلوار کو فوراً میان سے کھینچ لیا۔ اصحاب رسول اللہ ؐ نے بھی آپ کا اتباع کیا اور ننگی تلواریں کر کر کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے فلک شگاف نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ مست ہاتھی کی طرح جھومتے تھے اور حملہ آور درندوں کی طرف گھومتے تھے۔ میدان کارزار کے گرم ہونے کا انتظار تھا اور اسی جگہ شہادت کا لبریز جام منہ سے لگا لینے کا اضطراب وانتشار تھا۔

مولف کتاب ہذا کا فتوحات کے بارے میں مستند ثبوت

شیخ ابو عبداللہ محمد واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مولف کتاب کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کی قسم جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو کھلی اور چھپی ہر چیز کو جاننے والے ہیں میں نے ان فتوحات میں سوائے معتبر ثقات اور الصدق الرواۃ شخصوں کے کسی دوسرے کی بات یا خبر پر اعتماد نہیں کیا بلکہ مجھے جو کچھ سچ سچ پہنچا اسے بلاکم وکاست نقل کر دیا ہے تا کہ میں اصحاب رسول اللہ ؐ اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ کو ثابت کر کے اہل رفض پر جو سنت وفرض سے خارج ہیں حجت قائم کر دوں کہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی اور وہ اللہ سبحانہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے یہ کام نہ کرتے اور مشیت اللہ ان کے ساتھ نہ ہوتی تو یہ ممالک مسلمانوں کی فتوحات میں ہرگز شامل نہ ہوتے اور نہ اس دین کا پرچم اس طرح لہراتا ہوا دکھلائی دیتا۔ ان کی تمام تر کوششیں محض اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ انہیں جزائے خیر عنایت کریں کہ انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد اور کوششیں کر کے جہاد کے حق کو پورا کر دیا۔ اپنے دین کی نصرت کی۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے کوششیں صرف کیں حتیٰ کہ کفر کی ٹانگ پکڑ کے اسے اس کے تخت سے اتار کے پھینک دیا اور ایک کاری ضرب لگا کر اسے رجعت قہقری پر مجبور کر دیا۔ انہی کے متعلق فرماتے ہیں:

ملك المقتدر [1] منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلم بن عبدالحمید نے اپنے دادا رافع بن مازن ؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید ؓ جس وقت باہان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ کے اس چھوٹے سے دستہ میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ہم باہان کے خیمے میں تھے جس وقت ہم نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو میان سے باہر کر کے رومیوں کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو ہماری نظروں میں ان کے لشکر کی کچھ حقیقت نہیں تھی ہم نے یقین کر لیا تھا کہ ہمارے لئے حشر کا میدان یہی میدان کارزار ہو گیا اور ہم اسی جگہ سے اٹھائے جائیں

---

[1] یعنی باری تعالیٰ جل مجدہ ان ہی کی شان فرماتے ہیں کہ بعض اس میں سے وہ ہیں جو اپنی مدت کو پہنچ گئے ہیں بعض اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

گے۔ باہان نے جس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ اور ہمارے ارادوں کو اس طرح بڑھتا ہوا دیکھا اور اسے ہماری دو دم تلواروں کی نوکوں پر اپنی موت اس طرح دکھلائی دی تو چلا اٹھا اور کہنے لگا خالد! ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ عجلت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں جانتا ہوں تم نے یہ کام اس وجہ سے کیا ہے کہ تم قاصد ہو اور قاصد حملہ کر لیتا ہے مگر قتل نہیں کیا جاتا۔ میں نے تم سے یہ باتیں محض تمہاری آزمائش کے لئے کی تھیں تا کہ میں تمہاری رائے دریافت اور معلوم کر سکوں کہ کیا ہے۔ اب میں تم سے کسی طرح کا تعارض یا مواخذہ نہیں کرتا۔ تم اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاؤ اور کل کے لئے جنگ کی تیاریاں کر لو جسے باری تعالیٰ جل مجدہ عنایت کریں گے اسے ہی فتح ہو گی۔ آپ نے یہ سن کر تلوار میان میں کی اور فرمایا قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میں انہیں تمہاری خاطر اور بنظر بخشش چھوڑے دیتا ہوں تا کہ وہ کل جنگ میں تمہاری مدد کریں اور مسلمان لڑائی میں مغلوب نہ ہو سکیں۔ وہ ہمارا اس وقت کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور باہان نے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اصحاب رسول اللہ ﷺ چھوڑے دیے گئے اور حضرت خالد بن ولید ؓ نے چلنے کا قصد کر لیا تو باہان نے کہا خالد! میں چاہتا ہوں کہ ہمارے تمہارے مابین صلح ہی ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ نیز میں ایک چیز کا تم سے سوال بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شوق سے جو چیز چاہئے بلا تکلف مانگ لیجئے۔ اس نے کہا یہ سرخ خیمہ مجھے پسند آ رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ تم مجھے بخش دو اور اس کے عوض میرے لشکر کے اندر سے جو چیز تمہیں خوبصورت اور عمدہ معلوم ہو اسے مجھ سے لے لو۔ آپ نے فرمایا واللہ! تو نے ایک ایسی چیز جو میری ملکیت میں ہے مجھ سے مانگ کر مجھے بے حد خوش کیا ہے۔ میں تجھے نہایت خوشی کے ساتھ اسے دیتا ہوں اور اس کے بدلے میں کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

باہان نے کہا تم نے بخشش وانعام کر کے نہایت عمدہ کام کیا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے بھی ہمارے قیدیوں کو رہائی دے کر ہم پر احسان کیا ہے اس کے بعد آپ اپنے گھوڑے کی طرف چلے اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ کے سامنے آپ کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کے ہمراہی بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ باہان نے اپنے حاجبوں اور مصاحبوں حکم دیا کہ وہ ان کو اس جگہ تک جو ان کے قبضہ میں ہے پہنچا آئیں۔ چنانچہ یہ ان کو وہاں تک پہنچا کر لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولید ؓ اپنے لشکر کی طرف ان سے رخصت ہو کر چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کا اپنے ساتھیوں کو رہائی دلانا اور اسلامی لشکر میں واپس آنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ اور آپ کے تمام ساتھی حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں پہنچے آپ کو سلام کیا۔ مسلمان اپنے بھائیوں کی رہائی سے نہایت خوش ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے تمام قصہ بیان کیا اور کہا صاحب منبر اور روضہ رسول اطہر ﷺ کے مالک کی قسم! باہان نے محض ہماری تلواروں سے ڈر کر ان کو چھوڑا ہے ورنہ وہ ایسا نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دیتا۔ آپ نے تمام قصہ سن کر فرمایا باہان نہایت ہوشیار اور مرد حکیم معلوم ہوتا ہے۔ مگر شیطان اس کی عقل پر غالب ہو گیا ہے۔ اچھا تم کس طرح اور قرارداد پر اس سے علیحدہ ہوئے ہو۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا لڑائی پر اور اس پر کہ جس چاہیں باری تعالیٰ عز اسمہ فتح بخشیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے یہ سن کر سرداران لشکر کو جمع کیا اور بطور خطیب کے کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجا اور فرمایا کہ دشمن کا ارادہ کل صبح لڑائی کا ہے اس لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ جل جلالہ پر اعتماد رکھو۔ مسلمانوں نے

یہ سن کر ساز وسامان درست کرنا شروع کیا۔ شہسواران اسلام نے ایک دوسرے کو جنگ کی ترغیب وتحریص دی اور ایک دوسرے کو آمادہ کرنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر زحف کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مسلمانو! یہ سمجھ لو کہ جن کافروں کو تم نے متعدد جگہ ہزیمت دی ہے۔ انہوں نے اب اپنے تمام ملکوں اور شہروں سے جمعیتیں طلب کی ہیں ان کے لشکر میں میں گیا تھا میں نے انہیں دیکھا کہ اگر وہ چیونٹی دل کی طرح تمام میدان میں پھیلے پڑے ہیں۔ ساز وسامان بھی ان کے پاس بہت ہے مگر نہ ان کے دل ہیں اور نہ ان کا کوئی معین ومددگار ہے کیونکہ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۝﴾ (محمد: ۱۱)

"یہ اس واسطے ہے کہ ایمان والوں کے اللہ تبارک وتعالیٰ مالک ومددگار ہیں اور کافروں کا کوئی مالک ومددگار نہیں"۔

کل صبح یہ لڑائی قرار پائی ہے اور ہمارے ان کے مابین یہی ایک جنگ فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ تم چونکہ جواں مردی اور شدت کے اہل ہو اس لئے تم اپنی اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو کہ تمہاری کیا رائے اور مرضی ہے؟ خداوند تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! جنگ تو ہماری خواہش اور عین تمنا ہے۔ اور اللہ جل جلالہ کے راستہ میں قربان ہو جانے اور اپنی جانوں کو پیش کر دینے سے بہتر اور کیا مسرت وشادمانی ہوگی۔ ہم ان شاء اللہ العزیز حرب وضرب اور نیزہ وتلوار کا مقابلہ نہایت بے جگری کے ساتھ کریں گے اور اس وقت تک احکم الحاکمین جو سب سے بہتر حاکم ہے کوئی فیصلہ نہ کر دیں اسی طرح برابر جان توڑ کوشش کرتے رہیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ سامان حرب سے تیار ہو جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ابھی یہ رات گزرنے بھی نہیں پائی تھی کہ مسلمانوں نے خوشی خوشی اور جہاد کے شوق میں تمام ساز وسامان حرب تیار کر لیا اور لڑائی کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر فراغت حاصل کر لی۔ مسلمانوں کے لشکر میں کوئی شخص باقی نہیں رہا تھا جس نے اسلحہ سے مسلح ہو کر صبح کا انتظار نہ کیا ہو۔ آخر صبح ہوئی پو پھٹی موذنوں نے لشکر اسلام میں ہر چہار طرف اذانیں دیں۔ اللہ اکبر کے بلند بانگ نعرے فضائے آسمان میں گونج اٹھے۔ توحید کے بندے رب کعبہ کی عبادت کے لئے دوڑے اور وضو کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انہیں نماز پڑھائی اور جس وقت یہ اسلام کے فدائی نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو لڑائی کے لئے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے صف بندی کرنے لگے۔ تین صفیں اس طرح پے در پے مرتب کیں کہ پہلی صف دوسری کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔

جس وقت صفیں مرتب ہو چکیں تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! لڑائی کے متعلق آپ کیا احکام نافذ فرمانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لشکر کے میمنہ پر مقرر کر دو انہوں نے کہا کہ واقعی وہ اسی کے قابل ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میمنہ پر چلے جاؤ۔ یہ اپنا نشان لے کر لشکر کے میمنہ پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد پھر آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میسرہ پر کسے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ [1] کنانہ بن مبارک کنان رضی اللہ عنہ کو (یا فرمایا عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ عنہ کو واللہ اعلم ان دونوں حضرات میں سے کون سے کے متعلق فرمایا) چنانچہ آپ نے انہیں میسرہ کی طرف روانہ کر دیا۔

---

[1] ایک نسخہ میں کنانہ بن رشیم ہے۔

حضرت یوسف بن معن ؓ کہتے ہیں کہ حضرت کنانہ کی شجاعت و براعت کا یہ حال تھا کہ یہ لڑائی کے فنون میں یکتا سمجھے جاتے تھے۔ اپنی بطالت وشجاعت اور شدت فراست کی وجہ سے یہ اپنے بنی کنانہ کے قبیلہ کی طرف سے تن تنہا دشمنوں کے مقابلہ میں نکلا کرتے تھے اور ان کے معاندین عرب مل کر ان کا مقابلہ کیا کرتے تھے جس وقت یہ مقابلہ میں پہنچ جایا کرتے تھے تو اپنی بڑائی بیان کر کر کے ان کو ڈانٹا کرتے تھے۔ دشمن تیز تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کی طرف بڑھتے رہتے اور یہ برابر مقابلہ کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے رہتے تھے۔ اگر یہ ان پر کامیاب ہو گئے تو فہو المراد اور اگر دشمنوں کا غلبہ ہو جاتا تھا تو یہ گھوڑے سے اتر کر ان کے سامنے تیز دوڑا کرتے تھے اور وہ گھوڑوں کے سوار ان کی گرد تک کو بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

یرموک میں مسلمانوں کا صف بستہ ہونا اور حضرت ابوعبیدہ ؓ کا حضرت خالد بن ولید ؓ کو سالار لشکر مقرر کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جس وقت انہیں میسرہ پر مقرر فرمایا تو انہوں نے اس کو منظور کر لیا اور یہ میسرہ پر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ حضرت خالد بن ولید ؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو سلیمان! میں تمہیں تمام لشکر پر اس میں خواہ سوار ہو یا پیدل، سردار مقرر کرتا ہوں۔ تم اپنی ماتحتی کے لئے پیدل سوار پر جسے چاہو حاکم مقرر کر دو۔ آپ نے کہا میں ابھی ان پر ایک ایسے شخص کو مقرر کرتا ہوں جس کی نظیر مسلمان پیش نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ہاشم بن عتبہ ابو وقاص کو آواز دی اور فرمایا تمہیں جناب امیر لشکر پیدل فوج کے اوپر مامور کرتے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا ہاشم! اترو اور باری تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں ان کے ساتھ مل جاؤ میں بھی اسی جگہ تمہاری موافقت کرنے والا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ تمام صفیں مرتب فرما چکے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان سے کہا کہ اب آپ تمام علمبرداروں اور سرداران لشکر کے پاس کہلا بھیجئے کہ وہ میرے ماتحت کام کریں اور جس طرح میں انہیں کہوں اسطرح لڑائی کو سرانجام دیں۔ آپ نے یہ سن کر حضرت ضحاک بن قیس ؓ کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ تمام اصحاب رامات کے پاس جا کر اس امر کا اعلان کر دیں کہ امیر ابوعبیدہ ؓ کا حکم ہے کہ تم تمام لوگ حضرت خالد بن ولید ؓ کی زیر کمان ہو۔ تمہیں چاہئے کہ جو کچھ وہ احکام نافذ فرمائیں تم ان پر کاربند رہو اور سر مو تفاوت نہ کرو۔ حضرت ضحاک بن قیس ؓ نے یہ سن کر تمام سرداران لشکر اور اصحاب رامات کے پاس گشت لگانا شروع کیا اور ہر ایک کو اس ہدایت سے آگاہ کیا حتیٰ کہ آپ حضرت معاذ بن جبل ؓ کے پاس بھی پہنچے اور انہیں بھی اس حکم سے روشناس کرایا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے کہا کہ ہم بسر و چشم اسے قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اب ایک مبارک صورت اور میمون طلعت شخص کے زیر قیادت ہو اور تمہاری قسمت کی باگ دوڑ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو سوائے امور اصلاح مسلمین اور اجر من رب العالمین کے کسی چیز کا خواہش مند نہیں ہے بس یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ اس کے کسی حکم کے خلاف سر مو تجاوز نہ کرنا۔

ضحاک بن قیس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ان سے کہا کہ آپ نے حضرت خالد بن ولید ؓ کے متعلق نہایت گراں قدر الفاظ فرمائے۔ انہوں نے کہا میں نے یہ الفاظ نہایت چھان بین کر کے کہے ہیں محض سطح نظری

سے نہیں کہے۔ان کی تمام باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں۔حضرت ضحاک ؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر حضرت معاذ بن جبل ؓ کے وہ الفاظ جوانہوں نے ان کے متعلق فرمائے تھے دوہرائے تو آپ نے فرمایا وہ میرے خالص دینی بھائی اور محض للہی محبت رکھنے والے شخص ہیں۔بہت سے امورات سابقہ میں انہوں نے اوران کے اصحاب نے مجھ سے سبقت کی ہے۔کون شخص ہے جوان کی برابری کر سکے۔میں یہ سن کر پھر حضرت معاذ بن جبل ؓ کے پاس حاضر ہوااور آپ نے ان کے متعلق جوکچھ فرمایا تھااس کوان سے بیان کیا۔آپ نے فرمایا خدا کی قسم!میں ان سے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے محبت رکھتاہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین کی ذات اقدس وگرامی سے امید ہے کہ وہ انہیں ان کی حسن نیت اورنصیحت للسلیمی کی وجہ سے نہایت اعلیٰ مراتب بخشیں اور مرحمت فرمائیں گے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضحاک ؒ حضرت خالد بن ولید ؓ کے متعلق جوحضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے حکم اصحاب رامات کے پاس پہنچا چکے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے صفوں کے درمیان میں چکر لگانا شروع کیااور ہرایک نشان کے پاس کھڑے ہوکراس طرح انہیں تلقین دینی شروع کی یااہل اسلام!صبر واستقلال،شجاعت وبہادری کی دلیل ہےاور بددلی اورنامرادی ذلت وخسران کی نشانی۔صبر والے ہمیشہ غالب ہوتے ہیں اوراللہ تبارک وتعالیٰ اس فریق کی جوحق پر ہواورصبر کوکام میں لائے ہمیشہ نصرت واعانت فرماتے ہیں۔یہاں چمکتی ہوئی تلواروں کا جومقابلہ کرتا ہےاورتیز تیز شمشیروں کی نوکوں کے سامنے جوسینہ سپر ہوجاتا ہےتویادرکھوجس وقت وہ ارحم الراحمین کے سامنے حاضر ہوتا ہےتو وہ جودوکرم اور بخششیں وانعام کی سرتاپا ہستی اس کے مرتبہ کوبلنداس کی عزت کوزیادہ اس کے فعل کوممنوں اوراس کی سعی کومشکور کرتی ہے۔واللہ یحب الشاکرین۔آپ یہی تقریر کرتے ہوئے اوردہراتے ہوئے تمام لشکر میں گھوم گئے۔اور ہرایک صاحب علم کے پاس کھڑے ہوکرانہی الفاظ سے انہیں تنبیہ کرتے رہے۔حتیٰ کہ جس وقت آپ نے تمام لشکر کا دورہ کرلیاتو آپ نے اپنے پاس مسلمانوں میں سے بڑے بڑے بہادراور شہ سوار جونہایت سخت جانباز واقع ہوئے تھے جمع کئے اورلشکر زحف کے حضرات کوبھی ان میں شامل کرکے انہیں چارحصوں پر تقسیم کیا۔ایک حصہ پرآپ نے حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی ؓ کومقرر کرکے ان سے فرمایاتم عرب کے مشہور شہسوار ہو۔اس دستہ پر متعین رہواور جومیں کروں تم بھی کرتے رہو۔دوسرے حصہ پرحضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ کواور تیسرے پرحضرت عامر بن طفیل ؓ کومقرر کرکے انہیں بھی یہی ہدایت کی کہ چوتھے حصہ کوجوتمام لشکر زحف پر مشتمل تھا خوداپنی کمان میں رکھااور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اسلام کا یہ پرجوش لشکر سامان حرب سے آراستہ ہوکرلڑائی کے لئے بالکل تیار ہوگیا۔

رومیوں کے سردار مطلہ کے مقابلہ میں روماس والی بصرہ کا جانا

ادھر باہان ارمنی نے اپنے لشکر کوحکم دیا کہ وہ حرب کے سازوسامان سے بالکل مزین ہوجائے۔چنانچہ وہ بھی تیار ہوگئے اور انہوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔مسلمانوں کالشکران سے پہلے تیار ہوچکا تھااوروہ لڑائی کے ہرکیل کانٹے سے بالکل لیس ہوچکے تھے۔رومیوں نے جس وقت آگے بڑھ کر مسلمانوں کی صف بندی اورآراستگی دیکھی کہ گویاان کی ہرایک صف ایک سنگین قلعہ ہے جو ہلائے نہیں ہل سکتا۔پرندے اس پرسایہ کررہے ہیں۔صفیں ملتصق ہونے کی وجہ سے سیدھے سیدھے نیزوں کاایک جال ہوکررہ گیا توان کے دل ڈر گئے بدن کانپ اٹھےاور باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کے قلوب میں ایک رعب بھردیا۔آگے بڑھ کے باہان نے اپنے لشکر کومرتب کیا۔نصرانی عرب یعنی غسان لخم اور جذام کے قبیلوں کےلوگ صفوں سے آگے کھڑے ہوئے اورجبلہ ایک چاندی کی

صلیب جس کا وزن پانچ رطل تھا اور جس میں سونے کی پچی کاری ہو رہی تھی اور جس کے چاروں کونے پر چار چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح جواہر لگے ہوئے تھے لے کر ان کے آگے ہوا۔ باہان نے ان کے پیچھے تیس صفیں مرتب کیں جس کی ہر ایک صف مسلمانوں کے تمام لشکر جتنی تعداد موجود تھی اور پھر ہر ایک صف میں بہت زیادہ نشانات، اعلام اور صلیبیں مامور کی گئی تھیں۔ باہان نے رہبانوں اور پادریوں کے ساتھ جو انجیل پڑھتے اور اسے دھونی دیتے جاتے تھے۔ ایک چکر لگایا اور جس وقت اس کی تمام صفیں پوری طرح سے مکمل ہو چکیں تو ان میں سے نہایت ڈیل ڈول کا ایک سردار مطلا زرہ چمکتا ہوا نیزہ مرصع بالجوہر صلیب لئے ہوئے سبز گھوڑے پر سوار باہر نکلا اور مسلمانوں کے قریب آ کے رومی زبان میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی بادشاہ کے مقربین اور امراء و عظماء رومیین میں سے ہے۔ مسلمان اگرچہ اس کی زبان نہیں سمجھے مگر اسے بادل کی طرح گرجتا ہوا دیکھ کے فوراً تاڑ گئے کہ یہ اپنا مقابل تلاش کرتا ہے۔ انہوں نے یہ معلوم کر کے کسی قدر توقف کیا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ادھر سے توقف دیکھ کر چلا اٹھے اور فرمایا یہ کافر تمہیں مقابلہ کو بلاتا ہے اور تم تاخیر کرتے ہو۔ اگر تم نہیں نکلتے تو اس کے مقابلہ میں میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے آگے بڑھنا چاہا۔ آپ ابھی گھوڑے کو ایڑ لگانا ہی چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک نہایت عمدہ مقابل کے گھوڑے کی طرح کے ہی ایک سبز گھوڑے پر ایک شخص ایک خوبصورت نیزہ ہاتھ میں تھامے اور لڑائی کے ساز و سامان سے پوری طرح لیس ہو کے آگے بڑھا اور اپنے حریف کے مقابلے کے لئے ادھر جانے لگا۔ یہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کسی جانباز سپاہی کی شناخت میں نہ آیا۔ آپ نے اپنے غلام ہمام سے فرمایا کہ تو اس سوار کے پاس جا کے دیکھ آ کہ یہ کون شخص ہے اور کس گروہ اور کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ ہمام یہ سن کر اس کی طرف چلے اور قریب تھا کہ وہ سوار اپنے حریف تک پہنچ جائے کہ انہوں نے آواز دی اے مرد خدا تم کون شخص ہو؟ سوار نے جواب دیا میں روماس والی بصرہ ہوں۔ یہ سن کر ہمام پیچھے لوٹے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے حسب ذیل دعا کی: اللھم بارك فيه و زد في نيته۔

ترجمہ: ''الٰہی! ان میں برکت دیجئے اور ان کی نیک نیتی میں زیادتی فرمایئے''۔

حضرت روماس والی بصرہ کی ایک رومی کے ساتھ جنگ اور آپ کا شکست کھانا

حضرت روماس والی بصرہ جس وقت حریف کے مقابلہ میں پہنچ گئے تو آپ نے اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے کہا روماس میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم نے اپنا مذہب چھوڑ کر اس قوم کا ساتھ کیوں اختیار کر لیا۔ آپ نے فرمایا یہ دین جس دین میں میں داخل ہوا ہوں نہایت ہی جلیل اور شریف دین ہے۔ جس شخص نے اس کی متابعت کی وہ سعید ہو گیا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو گیا۔

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھی حملے کا جواب دیا اور یہ اسی طرح ایک گھنٹہ تک برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ دونوں لشکر ان دونوں حریفوں کی بہادری پر عش عش کراٹھے۔

آخر رومی نے انہیں ایک دفعہ غافل دیکھ کر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور ایک نہایت کاری ضرب ماری جس کی وجہ سے آپ کے خون جاری ہو گیا۔ حضرت روماس رحمتہ اللہ علیہ نے اس ضرب کو محسوس کیا اور جب آپ کو تکلیف معلوم ہوئی تو مسلمانوں کی طرف گھوڑے کی باگ کر کے سرپٹ گھوڑا ڈال دیا۔ حریف نے بھی نہایت تیزی کے ساتھ آپ کا تعاقب کیا اور قریب ہی تھا کہ وہ آپ تک پہنچ جائے کہ مسلمانوں نے میسرہ اور میمنہ سے للکارنا شروع کیا جس کی وجہ سے حضرت روماس رحمتہ اللہ تعالیٰ کو ڈھارس بندھی اور

حریف کے چھکے چھوٹ گئے اور وہیں رک گیا۔ آپ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، مرہم پٹی کی۔ آپ کے کام کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بخشش وانعام کا وعدہ یاد دلایا اور آپ کی سلامتی پر مبارک باد دی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت روماس رحمتہ اللہ تعالیٰ شکست کھا کر میدان سے چلے آئے تو اس کے دل میں بڑا تکبر پیدا ہوا اور سخت وشست کلام کر کر کے اپنے بغض وعناد کو ظاہر اور اپنے مقابلے کے لئے ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کیا اور فرمایا آپ ایک بوڑھے شخص ہیں اور مد مقابل بہادر شجیع اور نہایت ڈیل ڈول کا آدمی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کا اپنی جگہ پر ہی قائم رہنا اس کے مقابلے میں نکلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ بوڑھا آدمی جوان اور مضبوط شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کا ایک بال بھی تمام مشرکین سے افضل و بہتر ہے۔ یہ سن کر حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ تشریف لے گئے اور حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عامر! تم کم سن ہو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو انہوں نے کہا سردار! آپ نے اس بد بخت رومی کی اتنی بہادری بیان کر دی کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا اور یہ سخت بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میدان کے شہسوار خود لڑائی میں اپنے برابری کو تاڑ لیتے ہیں اور اس کی بہادری وشجاعت اس کے چہرے سے خود ٹپک رہی ہے تم اس کا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ اپنی فوج میں سب سے سبقت کرنے والا شخص ہے اور میدان میں سب سے پہلے آنے والا اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بہادر شخص ہے کیونکہ سب سے پہلی بہادر ہی نکلا کرتے ہیں۔ اس لئے تم اپنی جگہ پر ہی ٹھہرو۔ عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پیچھے ہٹ گئے اور کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔

کہتے ہیں کہ گھبر واسی طرح ہل من مبارز کا نعرہ لگا تا رہا حتی کہ حرث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس کے مقابلہ میں جانے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم! تم واقعی صاحب جسارت و ہمت اور قوت وشدت ہو۔ میں تمہیں لڑائی کا ایک پھرتیلا اور چالاک جوان تصور کرتا ہوں۔ بسم اللہ کہہ کر بڑھو۔ اور دشمن کا ناطقہ بند کر دو۔ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان حرب درست کر کے نکلنا چاہا مگر پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تم سے ایک سوال کرلوں۔ انہوں نے کہا ابوسلیمان! پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے کسی لڑائی میں تم نے کسی کا مقابلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی جان کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کرنا چاہا۔ تم ابھی ناتجربہ کار ہو اور یہ شخص حرب میں نہایت تجربہ کار اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ میں اسے بہت غور سے دیکھ رہا ہوں اور اس کے الٹ پھیر نہایت گہری نظر سے مطالعہ کر رہا ہوں تم ابن اخی! اس کے مقابلہ میں مت جاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی کے مثل اس کے مقابلے میں نکلے۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا روئے سخن اور چشم التفات اپنی طرف دیکھ کر کہا ابوسلیمان! میں سمجھ رہا ہوں آپ میری طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور اس کام کے لئے میرے اوپر نظر انتخاب ڈال رہے ہیں میں حاضر ہوں اور جانے کے لئے تیار آپ نے فرمایا اللہ غالب و بزرگ و برتر کا نام لے کر تیار ہو جاؤ اور اس کے مقابلے میں پہنچ جاؤ۔ تم اس کے برابر ہو اور اللہ تبارک و

تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر گھوڑا سرپٹ ڈال دیا اور دو ایک اسے میدان کے چکر دے کر اس کی تیزی کم کردی۔ جس وقت گھوڑا زرادموں سے نکل چکا تو آپ حریف کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ بسم اللہ وعلی برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے۔ دشمن آپ کا گھوڑا پھرانا دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ مسلمانوں کے لشکر میں نہایت شہسوار اور آزمودہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سوچتے ہی یہ بھی بہت جلد آپ کی طرف متوجہ ہو گیا اور فوراً دونوں میں نشانہ بازی شروع ہو گئی۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر خاراشگاف لے کر اس کی طرف دوڑے اور ایک تلوار کا ہاتھ رسید کیا۔ دشمن نے اسے اپنی ڈھال پر روکا۔ مگر یہ تلوار ڈھال کو پھاڑ کر خود تک پہنچی اور اس میں رہ گئی۔ آپ نے کھینچ کر نکالنا چاہا مگر نہ نکلی۔ ادھر دشمن نے تلوار چلائی اور آپ کی شاہ رگ پر پڑی جس نے آپ کو صدمہ پہنچایا۔ دونوں حریف ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو گئے۔ دشمن چونکہ سخت تنومند تھا اور آپ نے قتال اہل ردہ کے بعد صیام وقیام چونکہ بہت فرمایا تھا اس لئے آپ بہت زیادہ لاغر اور نحیف الجثہ ہو گئے تھے اس لئے دشمن نے آپ کو آگے بڑھ کر قید کر لینا چاہا۔ آپ نے جس وقت یہ دیکھا کہ دشمن مجھ پر غالب ہو گیا ہے تو آپ پیچھے ہٹے اور دور کھڑے ہو کر اسے غصہ کی نظر سے دیکھ کر دل ہی دل میں کچھ خدعہ حرب (لڑائی کا مکر) سوچنے لگے۔ مگر چونکہ تلوار ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی کی تلوار مانگ لاؤں گھوڑے کی باگ موڑ دی اور اپنی جان سے بالکل مایوس ہو گئے۔ جس وقت آپ نے میدان سے گھوڑا لوٹایا تو دشمن نے چیختے ہوئے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ یہ دیکھ کر آہستہ آہستہ چلنے لگے اور دل میں یہ سوچا کہ تیری مراد (شہادت) تجھے مل رہی ہے اور تو اس سے بھاگتا ہے۔

یہ سوچ کر آپ پھر اس کی طرف پلٹے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر انہیں آواز دی اور فرمایا یا قیس! میں تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس کام کو میرے اوپر چھوڑ دو واپس آ جاؤ۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! آپ نے مجھے بہت بڑی قسم دے دی ہے اگر میں آپ کے پاس آ گیا تو کیا آپ پھر مجھے جانے کی اجازت دے دیں گے اور میرے وقت میں توسیع کر دیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا تو میں فرار کو اختیار کر کے صاحب نار نہیں ہونا چاہتا۔ میں میدان میں صبر واستقلال دکھلا کے اللہ تبارک وتعالیٰ سے انعام وبخشش کا خواستگار رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی کمر میں سے خنجر نکالا اور دشمن کی طرف چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بغیر تلوار کے آپ کو میدان کی طرف جاتے دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کوئی شخص ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر قیس بن ہبیرہ تک میری یہ تلوار پہنچا دے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا ابا سلیمان! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن صدیق! یہ کام تم ہی سے ہوگا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ رومیوں نے انہیں دیکھا تو یہ سمجھے کہ یہ قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی اعانت کو آئے ہیں اس لئے ان میں سے بھی ایک اور سردار نکلا اور یہاں آ گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو تلوار دے کر کھڑے ہو گئے اور واپس نہ لوٹے۔ آنے والے سردار نے کچھ باتیں کرنا شروع کیں جسے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مطلق نہ سمجھ سکے۔ آپ نے فرمایا بدبخت کیا کہتا ہے ہم کچھ نہیں سمجھے۔ یہ سن کر رومیوں میں سے ایک ترجمان نکلا اور اس نے ان سے کہا یا معاشر العرب! کیا تم یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم نہایت منصف اور عادل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا ہم نے تو تمہارا عدل وانصاف کچھ بھی نہ دیکھا۔ تم دو سوار ایک آدمی کے

مقابلے میں نکل آئے۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ساتھی کو محض تلوار دینے آیا تھا اور اب جاتا ہوں۔ اگر تمہارے سو آدمی بھی ہمارے ایک شخص کے مقابلہ پر آ جائیں تو ہمیں اس وقت بھی گراں نہیں گزرتا۔ دیکھو تم تین آدمی ہو اور میں تنہا تمہیں کافی ہوں۔

ترجمان نے یہ اس سردار سے کہا وہ آپ کی یہ بات سن کر تعجب کرنے لگا اور انہیں آنکھ کے ایک کونے سے گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا یا قیس! تم تھک گئے ہو ذرا ٹھہر جاؤ اور خدا کے واسطے کچھ دیر آرام کرو اور جو کچھ میں کرتا ہوں اسے دیکھتے رہو۔ یہ کہہ کر آپ نے اس شخص کے جس سے آپ مخاطب تھے اس زور سے ایک نیزہ مارا کہ اس کی پشت کو توڑتا ہوا باہر جا نکلا اور وہ چاروں شانے چت آ رہا۔ دونوں رومی سردار یہ دیکھ کر آپ کی طرف لپکے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ آپ کی مدد کو دوڑے مگر آپ نے انہیں منع فرمایا اور کہا قیس میں تمہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم الگ رہو اور ان سے مجھے ہی نبٹ لینے دو۔ اگر میں مارا گیا تو تم ثواب میں میرے برابر ہو گے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ تمہارا بھائی تمہارے باپ اور شوہر سے جا ملا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر تعجب کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن کا جنگ یرموک میں رومیوں کا قتل کرنا

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزہ ہاتھ میں لیے کے آگے بڑھے اور ان میں سے ایک کے سینے میں دے مارا۔ اس کی نوک زرہ میں پھنس گئی تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کو میان سے سونت کر رکاب میں کھڑے ہو کر اس زور سے ایک بھرپور ہاتھ مارا کہ دشمن دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس طرح یہ پہلا رومی جوان جو تہ تیغ ہو گیا۔ تیسرا گھبرو آپ کی یہ جرات و ہمت دیکھ کے مبہوت سا ہو گیا اور متحیر ہو کے آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو یہ ششدر و حیران کھڑا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا قیس! تم کیوں یہاں کھڑے ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے اس سردار پر بھی حملہ کیا اور اس کے ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر دور جا کے گرا اور دھڑ زمین پر گرتا ہوا دکھلائی دیا۔ رومیوں نے اس منظر کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ عرب شیطان معلوم ہوتے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت باہان کو اس کی اطلاع کی گئی تو وہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا بادشاہ کو اس قوم کے حالات کی بہت زیادہ اطلاع تھی مسیح کی قسم! تمہارے اندر ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم مغلوب ہو رہے ہو اور یہ قوم برابر فتح کرتی چلی جاتی ہے۔ اگر تم نے اپنی کثرت سے انہیں نہ پیس ڈالا تو تمہاری طرف سے کوئی ان کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اس کی قوم کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور دیر تک اس کے کان میں کچھ کہتا رہا اور جب وہ کہہ کر فارغ ہو گیا تو باہان کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ لوگوں نے جس وقت اس سے دریافت کیا کہ یہ آپ سے کیا کہہ گیا ہے؟ تو یہ گونگوں کی طرح خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ جبلہ بن ایہم غسان کا بیان ہے کہ جس وقت اسے ان تینوں آدمیوں کے متعلق جن میں وہ پہلا سردار بھی شامل تھا خبر کی گئی تو وہ کہنے لگا کہ وہ تمہارے اوپر فتح پا کر رہیں گے۔ اسی وقت اس کے پاس ایک سردار آیا اور وہ اس کے کان میں کہنے لگا ایہا الملک میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ آدمی جو ابلق اور سبز گھوڑوں پر سوار اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے آسمان سے اترے اور ان عربوں کو گھیر لیا۔ ہم بھی ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمارے لشکروں میں سے جو نکلتا رہا وہ برابر اس کو قتل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اکثر آدمیوں کا ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اب وہی بیداری میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ایک آدمی نے نکل

کر ہمارے تین آدمیوں کو قتل کر کے رکھ دیا ہے۔ میری رائے میں یہ آسمان میں ہی مقدر ہو چکا ہے کہ وہ ہم پر فتحیاب ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی باہان کا دل بیٹھ گیا اور ان کی کمر ٹوٹ گئی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ قوم باہان کے پاس جمع ہوئی اور اس نے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ اس نے آپ کے کان میں کیا کہا ہے اس کو ظاہر کیا جائے۔ مگر اس نے بالکل سکوت اختیار کیا۔ قوم کا جب زیادہ اصرار ہوا تو بحیثیت ایک خطیب کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا دین نصاریٰ کے حاملو! اگر تم نے دل کھول کر ان عربوں کا مقابلہ نہ کیا تو تم نہایت ذلت وخسران میں رہو گے مسیح (علیہ السلام) تم پر غصہ کریں گے۔ اللہ عزوجل ہمیشہ تمہاری مدد واعانت فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمہارے اوپر یہ حجتیں ہیں کہ انہوں نے تمہارے پاس رسول بھیجا اور کتاب نازل کی مگر تم نے دنیا میں ان کے رسول کا اتباع نہ کیا تمہیں ان کے رسول نے حکم دیا تھا کہ تم دنیا کی پیروی اور اتباع نہ کرنا اس کی کتاب میں یہ حکم تھا کہ تم ظلم نہ کرنا کیونکہ ظلم کو وہ دوست نہیں رکھتے مگر تم نے دنیا کی اطاعت کی ظلم پر کمر باندھی اور ان کے احکام کے خلاف کیا تو انہوں نے تمہارے مقابلہ پر تمہارے دشمنوں کو مدد دی۔ اب تمہارے خالق کے سامنے تمہارا کیا عذر ہوگا؟ تم نے اپنے نبی کے حکم کو چھوڑ دیا۔ اپنے رب کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ عرب تمہارے مقابلہ میں آ گئے جو تمہیں قتل کر کے تمہارے اہل وعیال کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں اور تم اب تک برابر اسی طرح معاصی اور ذنوب میں مبتلا ہو اور اس علام الغیوب کی مخالفت پر کمر بستہ ایسی صورت میں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں مغلوب کر کے تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دے دیا تو چونکہ تم نہ امر بالمعروف کرتے ہو اور نہ نہی عن المنکر اس لئے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عین انصاف اور بالکل عدل ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ تقریر کر کے باہان نے اس خواب کا گویا جواب دے دیا اور اس خواب دیکھنے والے کو تنبیہ کر دی کہ وہ اپنا خواب کسی دوسرے سے بیان نہ کرے۔ ادھر حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں مقتولین کا اپنے گھوڑوں سے اتر کر سامان اور اسلحہ اتارے اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو پیش کر دیئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ تم دونوں ہی کا حق ہے۔ جس شخص نے سوار کو قتل کیا اس کا سامان اسی غازی کے واسطے ہے اور مجھے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے۔ ان دونوں نے وہ سامان لے لیا اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جہاں ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا اسی جگہ جا کھڑے ہوئے مگر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میدان کارزار کی طرف پلٹے اور دونوں صفوں کے درمیان میں گھوڑے کو چکر دینے لگے اور چونکہ آپ اس سردار کے گھوڑے پر جس کو آپ نے ابھی قتل کیا تھا سوار ہو گئے تھے اس لئے جس وقت آپ نے عرب جیسے گھوڑوں کی پھرتی اور تیزی اس کے اندر نہ دیکھی تو آپ واپس آ گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پھر ادھر چلے اور رومیوں کے میمنہ پر پہنچتے ہی حملہ کر دیا۔

میمنہ کی صفیں ان کے حملہ سے ہل گئیں اور انہوں نے ان کے دو سواروں کو موت کا راستہ دکھلا دیا۔ اس کے بعد آپ یہاں سے پلٹے اور دشمن کے قلب پر جا گرے۔ یہاں سے اٹھے تو میسرہ پر آئے اور حملہ کرنے لگے۔ یہاں آپ پر تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی تو آپ گھوڑے کو ایک ایڑ لگا کے لشکر کے مقابلہ میں میدان کے اندر آ کھڑے ہوئے۔ اب آپ اپنے نام سے رومیوں کو ڈراتے اور انہیں مقابلہ کے لئے بلاتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک رومی سردار آپ کے مقابلے کے لئے نکلا مگر ابھی بہت تھوڑا سا ہی وقفہ گزرا تھا کہ داعی اجل کو لبیک کہتا ہوا دوزخ کی طرف چلا گیا۔ دوسرا نکلا اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت

آپ کی یہ بہادری دیکھی تو دعا کی: اللهم ارعه و احفظه فان عبدالرحمن قد اصطلی الیوم بقتال جیش الروم وحده

ترجمہ: ''بارالہا! عبدالرحمٰن کی نگاہ رکھئے اس کی حفاظت فرمایئے کیونکہ اسی نے آج رومیوں کے لشکر میں آگ لگائی ہے۔''

اس کے بعد آپ نے انہیں پکار کر آواز دی عبدالرحمٰن! تمہیں اپنے باپ کے بڑھاپے اور ان کی بیعت کی قسم! بس اب تم چلے آؤ اور لڑائی اپنے مسلمان بھائیوں پر چھوڑ دو۔ آپ یہ سن کے واپس چلے آئے۔

خرام بن غنم رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے جو جنگ یرموک میں تھا دریافت کیا کہ آیا میدان کارزار میں تمہارے دوش بدوش خواتین اسلام بھی رہتی تھیں۔ انہوں نے کہا ہاں رہتی تھیں۔ اسماء بنت ابی بکر زوجہ زبیر بن عوام، خولہ بنت ازور، نسیبہ بنت کعب، ام ابان زوجہ عکرمہ بن ابی جہل، غزنہ بنت عامر بن عاصم ضمری مع اپنے خاوند مسلمہ بن عوف ضمری، رملہ بنت طلیحہ زبیدی، رعلہ، امامہ، زینب، نعم، ہندہ یعمر، لبنی وغیرھن رضی اللہ تعالیٰ عنہن خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ یہ اس طرح جان توڑ کر لڑی تھیں کہ انہوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو خوش اور راضی کر لیا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک بن عبدالحمید نے جو یرموک کے میدان میں موجود تھے بیان کیا ہے کہ پہلے دن یہ جنگ یرموک محض ایک چنگاری تھی جو سلگتے سلگتے آخر میں ایک ایسی مہیب اور شعلہ زن آگ بن گئی کہ جس کے شرارے اڑ اڑ کر خرمن ہستی کو جلا جلا کر خاک سیاہ کرنے لگے۔ اس کا ہر آنے والا دن گزرنے والے روز سے زیادہ خطرناک اور سخت آتا تھا۔

عمرو بن جریر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ پہلے یہ لڑائی کم کم تھی مگر بعد میں اس نے نہایت سختی اختیار کر لی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند ایک رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے لشکر میں واپس چلے آئے تو باہان نے اپنی دس صفوں کو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے یہ حکم سنتے ہی مسلمانوں پر ہلہ بول دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے اور ایک گھمسان کا رن شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کھڑے تھے یہ دیکھ کر سمجھ گئے کہ معاملہ نزاکت کی حد تک پہنچا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمانے لگے:

﴿الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۝﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

ترجمہ: ''وہ لوگ کہ کہا ان سے لوگوں نے کہ بے شک انہوں نے تمہارے مقابلہ کے واسطے لوگ جمع ہو گئے پس تم ڈرو ان سے پھر اس وقت ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہیں اور وہ کا اچھے کارساز ہیں۔''

کہتے ہیں کہ جس وقت تک آفتاب قبہ آسمان پر کھڑا رہا اس لڑائی کا نظارہ دیکھتا رہا۔ اس وقت تک فریقین میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔ حتی کہ شب کی تاریکی نے آ کر ان دونوں کو جدا کیا اور یہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے کہ ایک نے دوسرے کو سوائے علامات اور نشانات کے کسی طرح نہیں پہچانا۔ عرب کی ہر قوم اپنے اپنے شعار سے آواز دیتی اور ہر گروہ اپنے اپنے نسب یاد دلا دلا کر اپنی معینہ نشانیوں کا پتہ دیتا تھا۔ اس طریقہ سے ہر جماعت اپنی اپنی فرودگاہوں کو لوٹی۔ مسلمانوں کا استقبال ان کی عورتوں نے کیا۔ ہر ایک خاتون اپنی اپنی کملی سے اپنے شوہر کا چہرہ صاف کرتی جاتی اور کہتی جاتی تھیں کہ اے اللہ کے دوست تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ مسلمانوں نے نہایت خوشی اور خیریت کے ساتھ رات بسر کی خیموں میں آگ جلائی اور اطمینان سے ٹھہرے رہے۔ کیونکہ اس پہلے دن کی لڑائی میں فریقین کا کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ رومی بھی بہت کم کام آئے تھے اور مسلمان بھی کل دس ہی شہید ہوئے تھے جن

میں سے دو آدمی حضر موت کے مازن اور قادم نامی تھے اور تین یعنی رافع عجلی اور جازم غسان کے ایک عبداللہ بن احزم انصاری انصار میں سے تین قبیلہ بجیلہ سے ایک قوم مراد کے جو حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت سے بے حد قلق ہوا تھا۔ انہوں نے اول ان کو تلاش کیا تھا مگر جب وہ نہیں ملے تھے تو یقین کر لیا تھا کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سمجھ کر انہوں نے اپنے ساتھ روشنی اور چند آدمیوں کے ہمراہ میدان کارزار میں انہیں تلاش کرنے نکلے۔ معرکہ میں سب جگہ تلاش کیا مگر ان کی نعش کہیں دکھلائی نہ دی۔ جس وقت یہ واپس ہونے لگے تو انہوں نے دفعۃً رومیوں کے لشکر میں سے ایک آگ ادھر آتی ہوئی دیکھی۔ یہ چند رومی تھے جو اپنے ایک سردار کو جو نہایت ذی مرتبہ شخص تھا تلاش کرنے آئے تھے۔ جس وقت یہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہو گئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم اپنی روشنی گل کر دو۔ خدا کی قسم! میں ان رومیوں سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ انہوں نے وہ روشنی بجھا دی اور مقتولین کی نعشوں میں مل کر جنگ کے واسطے تیار ہو کے زمین پر پڑ رہے۔

رومیوں کی تعداد سو کے قریب تھی اور وہ تمام اسلحہ وساز وسامان سے مزین تھے۔ حضرت قیس کے آدمیوں کی تعداد کل سات تھی اس لئے انہوں نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رومی سو ہیں اور ہم سات اور پھر تھکے ماندے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ لوٹ جاؤ میں یا تو اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا ورنہ یہیں جان دے دوں گا۔ خدا کی قسم! میں اللہ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر کے رہوں گا اور پیچھے کبھی نہیں ہٹوں گا۔ یہ سن کر یہ حضرات آپ کے ساتھ رہے اور ان کی بات پر تعجب کرنے لگے۔ رومی آ کے نعشوں کے چاروں طرف پھرنے لگے اور اس سردار کی نعش کے پاس جو سب سے اول لڑائی کے لئے نکلا تھا اور جسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا ٹھہرے اور اسے اٹھا کر پلٹنے لگے۔ جس وقت چلنے کا ارادہ کر لیا تو پیچھے سے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی للکار کر کھڑے ہوئے۔ رومی ان کی آوازیں سنتے ہی گھبرا اٹھے۔ سردار کی نعش کو پھینک دیا اور اس قدر بوکھلائے کہ کہیں کی انہیں کچھ خبر نہ رہی۔ مسلمانوں نے تلواروں سے کام لینا شروع کیا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہے۔ یہ اس کے بدلے میں ہے حتی کہ اسی طرح آپ نے سولہ آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی اکثروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور باقی جو بچے وہ بھاگ گئے۔ قتل سے فارغ ہو کے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھر تلاش میں ہوئے اور رومیوں کے لشکر کی طرف بڑھ گئے۔ دور سے آپ نے ایک آہ بھری آواز سنی اس کی طرف چلے تو اچانک آپ کے بھتیجے حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھلائی دیئے۔ آپ انہیں دیکھ کر روئے اور فرمایا یا ابن اخی! کیا بات تھی اور کیوں روئے تھے؟ انہوں نے کہا چچا جان! میں تعاقب کرتا ہوا رومیوں کی طرف بڑھا چلا گیا تھا جس وقت میں واپس پھرنے لگا تو ایک رومی نے اپنے لشکر میں سے نکل کر میرے ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کی نوک میری پشت تک چیرتی چلی گئی۔ اب اس کی وجہ سے ایک عجیب بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ یہ چند خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں میرے چاروں طرف ہیں اور اس بات کا انتظار کر رہی ہیں کہ میری روح نکل جائے۔ آپ یہ سن کر روئے اور فرمایا یا ابن اخی! ہر کام کا وقت لکھا ہوا اور معین ہے کیا تعجب ہے کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہو۔ انہوں نے کہا افسوس چچا جان! خدا کی قسم دم لبوں پر آ چکا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے اٹھا کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیں اور میرا دم وہیں نکلے۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ کہہ کر آپ نے انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور مسلمانوں کے لشکر میں لا کے اپنی فرودگاہ میں انہیں لٹایا اور ایک کپڑا اوڑھا دیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ خبر سن کر تشریف لے آئے اور ان کے بھتیجے کی طرف دیکھ کر کہ یہ نہایت جوانمردی کے ساتھ جان دے رہے ہیں انہیں سلام کر کے ان کے سراہنے بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا یا ابن اخی! کیا حال ہے؟ اور ہم کس حالت میں تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نیکی بہتری اور بخشش کی حالت میں اللہ جل جلالہ ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنے قول میں بالکل سچے تھے اور آپ نے ہم سے بالکل درست اور صحیح ارشاد فرمایا تھا۔ یہ حور مجھے آواز دے رہی ہے اور بلانا چاہتی ہے۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ جل جلالہ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اس کے بعد انہیں سپرد خاک کر کے ہم اپنے اپنے خیموں میں چلے آئے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ بیان کیا اور رومیوں کے قتل کرنے کی خبر دی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور سمجھ لیا گیا کہ یہ ایک فال نیک ہے جو مدد و نصرت پر محمول ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے یہ تمام رات قرآن مجید کی تلاوت میں گزاری اور تمام رات اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ باہان جب لوٹ کر اپنی فرودگاہ میں آیا تو رومی بطارقہ، راہب، عالم اور دانش مند لوگ اس کے پاس جمع ہوئے دستر خوان بچھایا گیا کھانا چنا گیا مگر اس نے اس خواب کی دہشت کی وجہ سے جو ایک سردار نے اس سے بیان کیا تھا اس میں سے قطعاً کچھ نہ کھایا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں جزیہ دے کر صلح کر لوں مگر لوگ ہرقل نیز امراء سلطنت اور اعیان مملکت کا خوف اسے مانع آ رہا تھا سچ ہے **ولکن لیقضی اللہ امر کان مفعولا** جو کام مقدر ہو چکا ہے اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کرنا ہی ہے۔

سردار باہان کی خواب کی وجہ سے پریشانی

راوی کا بیان ہے کہ جب باہان نے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالا تو پادری اور راہب اس سے کہنے لگے کہ آج کیا سبب ہے جو جناب کھانا تناول نہیں فرماتے۔ اگر لڑائی کی وجہ سے کچھ رنج و ملال ہے یہ چلتے پھرتے سائے کی طرح یا ڈول کی مانند ہے آج کسی کا پانسہ زبردست ہے تو کل کسی اور کا۔ آپ یاد رکھئے اگر مسلمان مظفر و منصور ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس کا علاج محض یہی ہے کہ ہم سب ان پر ایک متفقہ حملہ کر دیں اور اس طرح ان کے لشکر میں ایک متنفس بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ باہان نے کہا میرے نزدیک ہمارے مغلوب ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اپنے دین کے احکام کو متغیر کر دیا اور اپنی حکومت میں رعایا پر ظلم و جور روا رکھا۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا بادشاہ! آپ تا قیامت زندہ رہیں۔ میں ایک گاؤں کا رہنے والا اور تیرے دین کا حامل ہوں۔ میرے پاس سو بکریاں تھیں جنہیں میرا بیٹا چرایا کرتا تھا۔ تیرے ایک معزز سردار نے ان بکریوں کے گلے کے پاس اپنا ڈیرہ نصب کیا اور اگلے روز بقدر حاجت ان بکریوں سے چند بکریاں پکڑ لیں۔ اس کے دوسرے آدمیوں نے یہ دیکھ کر گلے میں جس قدر بکریاں بچی تھیں وہ [illegible] میرے [illegible] لیں۔ میری عورت اس سردار کے پاس شکایت لے کر آئی۔ اس نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلا لیا وہ چلی گئی جب اسے اس کے پاس کچھ دیر ہوئی تو میرا لڑکا اس سردار کے پاس پہنچا اور اس نے اسے اچانک اس کے ساتھ مقاربت کرتے ہوئے دیکھ کر [illegible] سردار نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ میں اپنے لڑکے کو چھوڑانے آیا تو مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم نافذ کر دیا گیا۔ جس وقت میرے تلوار ماری تو میں نے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا جو کٹ کر دور گرا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ کھول کر دکھایا جو واقعی کٹا ہوا تھا۔

باہان یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور اس وقت اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس سے کہنے لگا تو اس سردار کو پہچانتا ہے اس نے کہاں ہاں یہ ہے اور ہاتھ سے ایک سردار کی طرف اشارہ کر کے بتلا دیا۔ باہان نے نہایت غیض وغضب کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سردار یہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا۔ نیز دوسرے سردار بھی اس کے ساتھ ہو کر جھنجھنا اٹھے اور غصہ میں بھر کے الٹا اسی مستغیث کو تلواریں نکال نکال کر مارنے لگے اور اسے قتل کر کے ڈال دیا۔ باہان ان کی طرف دیکھ رہا تھا اب اس کا غصہ اور تیز ہوا اور یہ کہنے لگا صلیب کی قسم! تم ذلیل ہو کر رہو گے۔ جب تم ایسے کام کرتے ہو تو فلاح و بہبود کی امید اور مدد ونصرت کی تمنا بھی ساتھ ہی ساتھ رکھنا عبث محض ہے۔ کیا تمہیں کل کا ڈر نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جو تمہیں انہیں نے دے رکھا ہے تم سے چھین کر ضرور دوسروں کے ہاتھ میں جو احکام شریعت کے موافق عمل کرتے ہوں گے دے دیں گے۔ اب تم میرے نزدیک گدھوں اور کتوں جیسی حقیقت رکھتے ہو بلکہ ان سے بھی بدتر ہو تم بہت جلد اپنے اس ظلم کا بدلہ دیکھ لو گے۔ یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خود ان کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ گیا۔ جب تمام آدمی اس سے علیحدہ ہو گئے تو محض ایک سردار اس کے پاس رہ گیا وہ کہنے لگا بادشاہ! خدا کی قسم! اصل بات یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔ ہم اپنے ظلم کی وجہ سے مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے رات میں خواب دیکھا ہے کہ کچھ سوار سبز گھوڑوں پر آسمان سے اترے۔ انہوں نے عربوں کو گھیرا۔ وہ تمام اسلحہ سے مسلح تھے ہم انہیں برابر گویا کھڑے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا جو سوار بھی ان کی طرف جاتا ہے وہ اسے فوراً قتل کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی طرح انہوں نے ہمارے اکثر آدمی مار ڈالے۔ غرض اس نے پہلے سردار کی طرح اپنا یہ تمام خواب من وعن اسی طرح بیان کیا۔

باہان تمام رات اسی فکر میں رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آخر اس کی رائے نے یہی راہنمائی کی کہ وہ لڑائی کو موقوف رکھے۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے آپ کو مسلح کیا صفوں کو ترتیب دی اور لڑائی کے منتظر ہو گئے۔ مگر جب رومیوں میں کچھ حرکت اور جنبش نہ دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ ان میں کوئی نئی بات ضرور ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمن مغلوب معلوم ہوتا ہے تم ان پر کچھ زیادتی نہ کرو اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

کہتے ہیں کہ تمام بطارقہ نیز چاروں بادشاہ یعنی قناطر، جرجیر، دریحان اور قوریر اور تمام سرداران لشکر جنگ کی اجازت طلب کرنے کے لئے باہان کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آپ ہمیں لڑائی کی اجازت دیں۔ اس نے کہا میں ایسی قوم کی طرف سے جس کا پیشہ ہی ظلم ہے کیوں نبرد آزمائی کروں۔ اگر تم احرار ہو تو خود اپنی سلطنت کا بچاؤ اور اپنے حریم کی حفاظت کے لئے لڑو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا آپ لڑائی ہمارے حوالے کر دیں مسیح بن مریم کی قسم! تاوقتیکہ ہم انہیں شام سے نہ نکال دیں گے یا انہیں مار کر انکا وہیں ڈھیر نہ کر دیں گے۔ اس وقت تک کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے یا وہ ہمیں قتل کر دیں گے اس وقت کچھ ہو کر رہے گا۔ آپ ہمارے قول پر اعتماد کریں اور ہمارے ساتھ میدان کارزار تک چلیں۔ جس وقت آپ لڑائی کا قصد کریں تو ہمیں ہمارے لشکر کے ساتھ باری باری اجازت دیتے رہیں کہ ایک دن ہم میں سے ایک سردار اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر لڑے اور دوسرے روز دوسرا۔ تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم میں سے کون شخص زیادہ بہادر، شجیع اور سخت ہے اور مسلمانوں کو زیادہ دیر مقابلے میں ٹھہرنے دیتا ہے یا نہیں؟ ہم اپنے تمام لڑکے اور اہل و عیال کو ایک جگہ جمع کر لیں گے۔ اگر ہم نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو ہم انہیں ان کے خیموں کی طرف لوٹا دیں گے اور اگر ہم پر عربوں کا غلبہ ہو گیا تو وہ اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو لوٹ جائیں گے۔ لڑائی ہمارے اور ان کے مابین ہفتہ میں پانچ دن ہو گی اور دو دن آرام کرنے کو ل جائیں گے۔ اس طرح ہمیں امید ہے کہ ایک یا دو دن میں ہمارے ان کے درمیان کوئی فیصلہ شکست یا فتح کا

ضرور ہو جائے گا۔ باہان ملعون نے کہا واقعی یہ رائے ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ کو بھی اس سے مطلع کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ملک ہرقل کو حسب ذیل الفاظ میں خط لکھا۔

ہرقل کے نام باہان ملعون کا خط

''امابعد۔ ایہا الملک! میں آپ اور آپ کے لشکر کے واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ سے نصرت واعانت اور آپ کی سلطنت کے لئے عزت وحکومت کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ نے مجھے بے شمار لشکر کے ساتھ عربوں کے مقابلے میں روانہ کیا میں میدان میں اترا انہیں ہر طرح کی طمع دی مگر وہ اس طمع میں نہ آئے۔ صلح کی درخواست کی وہ بھی رد کر دی۔ چند حیلوں سے چاہا کہ وہ واپس ہو جائیں مگر میں اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ بادشاہ کا لشکر ان سے مرعوب ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لشکریوں کے دل میں بددلی نہ پیدا ہو جائے۔ یہ تمام باتیں محض اس وجہ سے ہیں کہ ہماری قوم کے رگ وپے میں ظلم سما گیا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے عقلاء اور صلحاء کو جمع کر کے مشورہ کیا تھا ہماری رائیں اس بات پر متفق ہوئی ہیں کہ ہم اپنی تمام جمعیت کے ساتھ ان پر ایک دم ہلہ بول دیں اور تاوقتیکہ باری تعالیٰ جل مجدہ کوئی فیصلہ نہ کریں اس وقت تک برابر لڑتے رہیں۔

اگر اللہ جل جلالہ نے ہمارے دشمنوں کو ہم پر غلبہ دے دیا تو آپ خداوند تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو کر صبر کیجئے۔ آپ یاد رکھیں کہ دنیا آپ سے زائل ہونے والی ہے اس لئے جو چیز آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کیجئے اور جو آپ کے قبضہ میں ہے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو ضبط نہ کیجئے بلکہ اپنے مامن دار السلطنت قسطنطنیہ میں تشریف لے جایئے۔ آپ رعیت کے ساتھ نیکی کریں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے۔ رعیت پر رحم فرمایئے آپ پر بھی رحم کیا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کیجئے تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ غرور کرنے والوں کو کبھی دوست نہیں رکھتے۔

میں نے سردار قوم خالد بن ولید کے ساتھ بلا کر مکر کرنا چاہا مگر نہ کر سکا اور ان پر کسی طرح قدرت نہ پا سکا۔ لالچ اور رغبت بھی دی مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ میں نے انہیں حق پر نہایت ثابت قدم دیکھا۔ میں نے ان پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی مکر کر لوں مگر میں نے انجام کار سوچ کر اس سے بھی دست کشی کی۔ میری رائے میں وہ بسبب اپنے حق وانصاف اور اتباع اپنے رسول کے غلبہ دئے گئے ہیں اور بس''۔ والسلام!

اس نے یہ لکھ کر لپیٹا اور اپنے ہمراہیوں میں سے ایک سردار کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ پہلے روز کے معرکہ کے بعد ایک ہفتہ تک باہان لڑائی سے رکا رہا۔ اس عرصے میں مسلمانوں نے بھی پیش دستی نہ کی اور وہ بھی لڑائی سے رکے رہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اپنے ایک جاسوس کو اس طرف روانہ کیا تا کہ معلوم کریں کہ رومیوں نے لڑائی سے کیوں کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے۔ چنانچہ ایک دن رات یہ غائب رہا اور اس کے بعد آ کر اطلاع دی کہ باہان نے ایک خط ہرقل کے پاس روانہ کیا ہے اور اسے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا ایہا الامیر! خدا کی قسم ہمارے خوف کے علاوہ اور کسی چیز نے لڑائی کو ملتوی نہیں کیا۔ آپ ہمیں لڑائی کے لئے اس طرف روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا خالد! جلدی نہ کرو اور جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔

باہان کا لشکر اسلامیہ کی طرف جاسوس روانہ کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نہایت نرم طبیعت کے آدمی تھے اور ہمیشہ نرمی کو ملحوظ رکھتے تھے۔

جس وقت آٹھواں دن ہوگیا تو باہان نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی کے التواء پر نہایت افسوس اور ملال کرتے دیکھا۔ اس نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو بلا کر اس سے کہا کہ تو ان مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے حالات کو دریافت کر اور یہ معلوم کر کہ ہمارے متعلق ان کی کیا رائے ہے اور لڑائی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں؟ نیز ان کے کام خصلتیں، عادات بھی معلوم کر اور یہ بھی دیکھ کہ ہمارا رعب ان کے دلوں میں جاگزین ہوگیا ہے یا نہیں؟ لخمی یہ سن کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لشکر میں آیا اور ایک دن رات تمام لشکر میں تجسس اور حالات معلوم کرتا ہوا پھرتا رہا۔ اس نے کہا کہ مسلمان نہایت بے فکر اور اطمینان کی حالت میں ہیں، نہ انہیں کسی کا ڈر ہے، نہ خوف، نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، تسبیح کا ورد ہے، نہ کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرتا ہے، نہ کوئی شخص کسی پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔

یہ شخص چونکہ عربوں کے لباس میں تھا اور اس کے اور ان کے لباس میں کوئی فرق نہیں تھا اس لئے یہ تمام لشکر میں برابر پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خیمے کے پاس بھی آیا اور آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ عربوں میں سب سے زیادہ نحیف اور کمزور ہیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اس پر لیٹ کر سو جاتے ہیں۔ جس وقت نماز کا وقت ہوا آپ کھڑے ہوئے وضو کیا، موذنوں نے اذانیں دیں اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ نصرانی مسلمانوں کو غور سے دیکھتا رہا کہ جس طرح آپ کرتے ہیں اسی طرح تمام مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ ہے اطاعت حسنہ بے شک یہ لوگ منصورین ہیں۔

اس کے بعد باہان کے پاس آیا اور جو کچھ یہاں دیکھا تھا سب بیان کر دیا اور کہنے لگا بادشاہ! میں ایک ایسی قوم کے پاس سے چلا آ رہا ہوں جس کے تمام افراد قائم اللیل اور صائم بالنہار ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شعار ہے۔ رات کے راہب ہیں اور دن کے شیر۔ اگر کوئی ان میں سے چوری کر لیتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور معزز ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کرتا ہے تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ ان کی خواہشیں امر حق پر غالب نہیں ہوتیں بلکہ حق ان پر غالب رہتا ہے۔ ان کا امیر اور سردار بمنزلہ ایک نہایت ہی ان کے ضعیف لوگوں کے ہے۔ ہاں البتہ ان کے نزدیک وہ بہت زیادہ مطاع ہے اور وہ اس کی یہاں تک اطاعت کرتے ہیں کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھتا ہے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی تمنا اور مراد یہی ہے کہ وہ تم سے لڑ کر شہید ہو جائیں۔ میدان کارزار کو انہوں نے محض اس غرض سے سرد کر رکھا ہے کہ ان کی طرف سے بغاوت شروع نہ ہو بلکہ یہ دھبہ بھی وہ تمہاری ہی پیشانیوں پر لگانا چاہتے ہیں کہ بغاوت کی ابتداء بھی تمہاری طرف سے ہو۔

باہان نے کہا سوائے ایک حیلہ کے جو میں ان کے ساتھ کرنے والا ہوں وہ اور کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے۔ لخمی نے کہا کہ وہ کیا حیلہ ہے؟ اس نے کہا کہ کیا تو نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تاوقتیکہ ہم ان سے جنگ کی ابتداء کر کے علم بغاوت نہ بلند کریں گے اس وقت تک وہ کبھی اپنی طرف سے جنگ کی شروعات نہیں کرنے کے تاکہ باغی بھی ہمیں قرار پائیں۔ اس نے کہا ہاں۔ باہان نے کہا تو میں ان سے لڑائی نہیں لڑوں گا بلکہ معاملہ کو ان کے اور اپنے مابین طول دے کر انہیں ایک طرح کی جل دیتا رہوں گا اور جس وقت وہ بالکل غافل ہوں گے تو ان پر اچانک جا پڑوں گا۔ اس طرح چونکہ وہ بالکل نہتے ہوں گے۔ لڑائی کے ساز و سامان اور اسلحہ سے مزین نہیں ہونے کے اس لئے فتح کا سہرا یقیناً ہمارے سر رہے گا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر باہان نے اپنے پاس تمام ملوک اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ علم، نشانات اور صلیبیں مرتب کیں اور ایک سو ساٹھ صلیبیں بنا کر ایک ایک صلیب کے ماتحت دس ہزار آدمی مقرر کیئے۔ سب سے پہلی صلیب قناطر کے جو اس کے ہم مرتبہ ایک بادشاہ تھا سپرد کی اور اسے فوج کے میمنہ پر ٹھہرنے کے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد ایک صلیب جرجیر کے حوالے کی اور قوم سکسکہ اور لان کو اس کے ساتھ کر کے میسرہ پر مقرر کیا۔ ایک صلیب جرجیر کے ہاتھ میں دی اور قوم ارمن، لے بجہ، نوبہ، روسیہ اور صقالیہ کی عنان حکومت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد بادشاہ کے بھانجے کے لئے ایک صلیب بنائی اور قوم فرنگ (افرنج) ہرقلیہ، قیاصرہ، برغل اور دوقس پر اس کو حاکم مقرر کیا۔ پھر جبلہ بن ایہم غسانی کو ایک صلیب دی اور نصرانی عربوں آملہ، لخم، جذام، غسان اور ضبیعہ کی کمان ان کے ہاتھ میں دے کر اسے ہراول پر مقرر کیا اور کہا کہ تم عرب ہو اور دشمن بھی عرب ہیں اور ہمیشہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے پہلو میں عمدہ عمدہ جوانوں کی تیس صفیں قائم کیں کہ ہر صف اپنی پچھلی صف کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ تمام رات اسی طرح اپنے لشکر کو ترتیب دیتا رہا حتیٰ کہ فجر ہونے سے قبل پو پھٹنے سے پہلے اور صبح ظاہر ہونے سے اول اول یہ اپنے لشکر کی ترتیب اور تنظیم سے فراغت حاصل کر چکا۔

اس کے بعد اس نے ایک خیمہ کے نصب کرنے کا حکم دیا اور وہ اس کے حکم کے مطابق ایک بلند ٹیلے پر جو یرموک کی جانب تھا اور جسے اوپر سے دونوں لشکر بخوبی نظر آتے تھے کھڑا کر دیا گیا تا کہ وہ وہاں کھڑا ہو کر دونوں لشکروں کو برابر دیکھتا رہے۔ اس نے اپنے دائیں سمت بہادران روم میں سے جو اسلحہ سے پوری طرح مسلح تھے ایک ہزار جوان رکھے اور اسی طرح ملوک اور صاحب دیہم وتخت میں سے جو ریشم کا سرخ مطلا لباس پہنے ہوئے تھے اور جن کا سوائے ان کی آنکھوں کے تمام جسم چھپا ہوا تھا ایک ہزار منتخب کیئے گئے اور انہیں اپنے بائیں طرف مقرر کر کے یہ ہدایت کر دی گئی کہ وہ ہر طرح ہوشیار رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان عربوں سے ایک مکر اور حیلہ کروں۔ یہ چونکہ لڑائی کے لئے تیار نہیں ہیں اور تم سب مسلح اور آراستہ ہو اس لئے جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے اور مسلمانوں کو تم غیر مسلح دیکھو تو تم ہر طرف سے ان پر حملہ کر دینا۔ مسلمان ہمارے لشکر کے مقابلہ میں سیاہ شتر کے سفید تل کی نسبت رکھتے ہیں اور بس۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابادین غالب حمیری ؒ سے جو ایک معمر آدمی تھے اسی طرح سنا ہے جو ادبن اسید سکاسکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد اسد بن علقمہ ؒ سے روایت کی ہے کہ باہان نے جس وقت اپنی فوج ترتیب دی تھی تو میں اپنے لشکر میں تھا اور ہمیں اس کے متعلق کچھ خبر نہیں تھی۔ جس وقت صبح ہوئی موذنوں نے اذانیں دیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ جو باہان کے مکر سے بالکل ناواقف تھے مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ والفجر ولیال عشر پڑھنا شروع کی۔ جس وقت آپ ربك لبا لمرصاد (یعنی البتہ تیرے رب ۲ گھات میں ہیں) پر پہنچے تو ہاتف غیبی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے حالانکہ وہ نماز میں تھے یہ کہا۔

ظفرتم بالقوم و رب العزة وما يغنى كيدهم شيئا وما اجرى الله هذه الاية على لسان اميركم ان بشارة لكم.

''تم قوم پر فتح یاب ہو گئے۔ رب عزت کی قسم ان کا مکر ان کو کسی چیز سے بے نیاز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے

---

۱ ایک نسخہ میں نجد ہے۔ ۲ مرصاد دراصل گزرگاہ یا شارع عام کو کہتے ہیں چونکہ گزرگاہ پر بیٹھنے والا ہر گزرنے والے کو دیکھتا رہتا ہے اس لئے اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہتے اور اسی لئے اسے کمین گاہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس آیت کو تمارے امیر کی زبان پر محض تمہیں بشارت دینے کے لئے جاری کرایا ہے''۔

مسلمانوں نے جس وقت اس آواز کو سنا تو تعجب کیا۔ دوسری رکعت میں آپ نے والشمس و ضحھا شروع کی اور جس وقت اس آیت پر پہنچے: ﴿فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا ٥ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ٥﴾ (۱۵،۱۴:۹۱)

''ان کے رب نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا اور ان سب چھوٹوں کو برابر کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتے''۔

تو پھر اس ہاتف غیبی نے آواز دی اور کہا تم المقال[1] وصح الرجز هذه علامة النصر۔ بات پوری ہوگی رجز صحیح ہوگئی یہی علامت فتح کی ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جس وقت نماز سے فارغ ہو چکے تو مسلمانوں سے کہنے لگے۔ معاشر المسلمین! کیا تم نے ہاتف غیبی کی آواز سنی ہے؟ انہوں نے کہا سنی ہے اور اس نے یہ یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہاتف مدد ونصرت کی نشانی اور فائز المرامی کی علامت ہے اللہ عزوجل کی مدد واعانت کی تمہیں بشارت ہو۔ واللہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت فرمائیں گے اور قرون اول کے نافرمانوں کی طرح تمہارے دشمنوں پر عذاب مسلط کریں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر القوم! میں نے رات میں ایک ایسا خواب دیکھا ہے جو دشمنوں پر نصرت اور ملاء واعلیٰ کی طرف سے اعانت پر دلالت کرتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا اللہ سبحانہ ہمارے امیر کی شان دوبالا کریں وہ کیا خواب ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میں گویا رومی دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہوا ہوں کہ اچانک ہمیں چند ایسے آدمیوں نے جو سفید کپڑے پہن رہے تھے اور ایسے سفید کہ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھے تھے اور جن سے ایسا نور ٹپک رہا تھا کہ آنکھوں کو چکا چوند کئے دیتا تھا اور جو سبز عمامے باندھے زرد علم ہاتھ میں لئے سبز گھوڑوں پر سوار تھے ہمیں گھیر لیا اور جس وقت وہ میرے چاروں طرف صف بستہ ہو گئے تو کہنے لگے آگے بڑھو دشمن سے پیش دستی کرو اور ان سے مطلق نہ ڈرو تم غالب ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ناصر ومددگار ہیں۔ اس کے بعد تمہارے اندر سے انہوں نے چند آدمیوں کو بلایا اور اپنے پیالوں سے انہیں شراب پلائی جوان کے اندر موجود تھی۔ میں گویا اپنے لشکر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ رومیوں کے لشکر میں داخل ہو گیا ہے اور جس وقت اس نے ہماری طرف دیکھا ہے تو وہ ہزیمت کھا کر بھاگ پڑا ہے۔

یہ خواب سن کر مسلمانوں نے کہا یا ایہا الامیر! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو نیکی بخشیں۔ یہ ایک بشارت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری آنکھوں کو اس سے ٹھنڈک اور نور بخشا ہے۔ قوم خولان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایہا الامیر! اللہ جل جلالہ آپ کو صالح بنائیں میں نے بھی رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ وہ عمدہ اور نیک ہی ہوگا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا گویا ہم دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے ہیں اور جس وقت دشمن نے لڑائی شروع کی ہے تو آسمان سے سفید سفید چند طیور جن کے بازو (پر) سبز اور خار (چنگل) کرگس جیسے تھے اترے ہیں اور عقابوں کی طرح ان کے سر نوچنے اور توڑنے لگے ہیں اور جس وقت ان میں سے کوئی شخص ان کا مقابلہ کرتا ہے تو ایک ہی ضرب کے ساتھ اس کے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے ہیں''۔

---

[1] ایک نسخہ میں مقال کے بجائے فال ہے یعنی فال پوری ہوگئی۔

مسلمان اس خواب سے خوش ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہیں بشارت ہو اللہ جل جلالہ نے تمہاری تائید کر کے تمہیں غلبہ دیا اور وہ ملائکہ مقربین سے انشاء اللہ العزیز جنگ بدر کی طرح تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں گے اور فرشتے تمہاری طرف سے ہو کے رومیوں سے لڑیں گے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح بھی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے یہ بہت عمدہ اور سچا خواب ہے۔ اس کی تعبیر مدد و نصرت ہے۔ میں باری تعالیٰ کی ذات گرامی سے مدد و اعانت کی امید اور متقین کی فتح کی آرزو رکھتا ہوں۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا ایہا الامیر! نہ معلوم ان گبر و کتوں کے مقابلہ سے ہمیں کس چیز نے روک رکھا ہے اور آپ لڑائی میں کس چیز کا انتظار فرما رہے ہیں حالانکہ دشمن جنگ کے طول دینے سے ہمارے ساتھ مکر کرنا چاہتا ہے اور اس نے تاخیر محض اس وجہ سے کر رکھی ہے کہ وہ اچانک کسی رات ہم پر شب خون کے ارادے سے آپڑے۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ بات قرین قیاس سے معلوم ہوتی ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

حضرت سعید بن رفاعہ حمیری کہتے ہیں کہ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک چاروں طرف سے شور و غل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ہر طرف سے چیخ و پکار کی صدائیں آنے لگیں۔ ہر شخص لڑائی کے لئے دوسرے کو بلا رہا تھا اور تیار ہونے کے لئے کہتا تھا۔ رومی ہماری طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو گمان ہوا کہ کہیں مسلمان اب تک نماز فجر کی ادائیگی میں لگ رہے ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دیکھنے کے لئے اٹھے۔ اس رات مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے حضرت سعید بن زید اور حضرت عمرو بن نفیل مامور تھے۔ حضرت سعید بن زید النفیر النفیر (تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ) کی آوازیں لگاتے ہوئے اچانک دکھلائی دیئے اور بڑھتے بڑھتے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ چند نصرانی عرب بھی تھے۔ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے کہنے لگے ایہا الامیر! باہان نے جنگ بند کر کے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔ اب وہ صفوں کو مرتب اور لشکر آراستہ کر کے ہم پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم اس وقت بالکل بے سر و سامان ہیں۔ یہ چند نصرانی عرب مسلمان ہونے کی غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں اور باہان کی سختی اور مکر و حیلے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہماری طرف اپنے بڑے بڑے دلاوروں کو لے کر چل پڑا ہے اور ان کی رائے ہوئی کہ ان کا ہر ایک بادشاہ ایک ایک روز ہم سے مع اپنی فوج کے لڑا کرے گا اور یہ صورت نہایت خطرناک ہے۔ نیز مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے کہ رومیوں کے علم اور صلیبیں برابر ہم سے قریب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اس کے بعد آپ نے آواز دی ابوسلیمان خالد بن ولید کہاں ہیں؟ حضرت خالد بن ولید لبیک کہتے ہوئے آئے اور آپ نے فرمایا ابوسلیمان! تم میرے ہر کام کے اہل اور لائق ہو۔ بہادر اور مجمع مسلمانوں کو ساتھ لے کر حریم کی حفاظت کے لئے جب تک مسلمان اپنے آلات حرب اور صفوف کی ترتیب سے فارغ ہوں دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور انہیں اہل و عیال تک نہ آنے دو۔ حضرت خالد بن ولید نے کہا بسر و چشم! یہ کہہ کر آپنے بہادران اسلام کو آوازیں دینی شروع کیں کہاں ہیں مرقال بن ہاشم کہاں ہیں زبیر بن عوام، کہاں ہیں عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کہاں ہیں فضل بن عباس، کہاں ہیں یزید بن ابوسفیان، کہاں ہیں ربیعہ بن عامر، کہاں ہیں میسرہ بن مسروق عبسی، کہاں ہیں میسرہ بن قیس، کہاں ہیں عبداللہ بن انیس جہنی، کہاں ہیں ضحر بن حرب اموی، کہاں ہیں عمارہ سدوسی، کہاں ہیں عبداللہ بن سلام، کہاں ہیں غانم غنوی، کہاں ہیں مقداد بن اسود کندی، کہاں ہیں ابوذر غفاری، کہاں ہیں عمرو بن معدیکرب زبیدی، کہاں ہیں عمار بن یاسر عبسی، کہاں ہیں ضرار بن ازور، کہاں ہیں عامر بن طفیل، کہاں ہیں ابان بن عثمان بن عفان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین؟

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی طرح یکے بعد دیگرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آوازیں دیتے جاتے تھے اور ان حضرات کو جو بڑے بڑے سخت معرکوں میں آپ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے نام بنام پکارتے جاتے تھے حتیٰ کہ پانچ سو سواروں کو جن میں کا ہر ایک بذات خود ایک لشکر تھا آپ نے بلایا اور جس وقت وہ تمام آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے رومیوں کے جارحانہ حملے کی روک تھام اور استقدام کے استقبال کے لئے ان کی طرف بڑھے اور انہیں اپنے نیزوں کی نوکوں سے اسی جگہ رکھنے کی دعوت دی۔ تلواریں جو چند دنوں سے پیاسی تھیں تڑپ تڑپ کر میان سے نکلیں اور اپنی اپنی پیاس بجھانے لگیں۔

یرموک کے میدان میں مسلمانوں پر باہان کا اچانک حملہ کر دینا اور مسلمانوں کی ترتیب

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ لشکر کی آراستگی اور صفوں کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور فوج کو ہر طرح آراستہ کرنے لگے۔ حضرت ابوسفیان ؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! آپ عورتوں کو حکم دے دیں کہ وہ اس ٹیلہ پر چڑھ جائیں۔ آپ نے فرمایا واقعی تمہاری رائے بہت انسب و بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے انہیں حکم دے دیا اور وہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو لے کر اس ٹیلے پر چڑھ گئیں اور اپنی نیز لڑکے اور لڑکیوں کی جان اس طرح محفوظ کر لی۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا خواتین اسلام! خیموں کی چوبوں کو ہاتھ میں لے لو۔ پتھروں کو اپنے سامنے رکھ لو اور مسلمانوں کو لڑنے کی ترغیب و تحریص دیتی رہو۔ اگر فتح و نصرت ہمارے ساتھ رہی تو جس طرح ہو اسی طرح بیٹھی رہو۔ لیکن اگر ہزیمت کھا کے کسی مسلمان کو بھاگتے دیکھو تو چوبیں مار مار کر اس کا منہ توڑ دو۔ پھر پتھر سے اس پر پتھراؤ کر و اس کا ڈھیر یہیں لگا دو اپنی اولاد کو اسے دکھا دکھا کر کہو اس اولاد، گھر بار اور اسلام کی طرف سے لڑ۔ عورتوں نے کہا ایہا الامیر! آپ اطمینان رکھیں ایسا ہی ہوگا''۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے ٹیلے پر عورتوں کو محفوظ کر دیا تو پھر آپ لشکر کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور جس وقت آپ نے اپنی فوج کو میمنہ، میسرہ، قلب اور دو بازوؤں پر تقسیم کر کے صاحب نشانات لوگوں کو آگے کر دیا تو ہر ایک لڑائی کی طرف دوڑنے لگا۔ مہاجرین کا نشان زرد تھا۔ بعض سفید، سبز اور سیاہ نشان بھی موجود تھے۔ اسی طرح ہر ایک قبیلے کے نشانات اور علم مختلف رنگوں کے تھے۔ آپ نے مہاجرین و انصار ؓ کو قلب لشکر میں متعین فرمایا۔ مسلمان لڑائی کے سامان اور اسلحہ سے بالکل مسلح ہو گئے۔ آپ نے تمام لشکر کو تین صفوں پر مرتب کیا۔ پہلی صف میں یمن کے تیر انداز لوگ مقرر کئے۔ دوسری ڈھال اور تلوار والے لوگوں کو اور تیسری میں سوار فوج کو مع ان کے سامان کے متعین فرمایا۔ پھر سواروں کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک جماعت پر مسلمانوں میں سے تین شہ سوار یعنی حضرت غیاث بن حرملہ عامری، مسلمہ بن سیف یربوعی اور قعقاع بن عمرو تمیمی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو علی الترتیب مقرر فرمایا۔

تمام مسلمان اپنے اپنے نشانات کے نیچے مجتمع ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اس علم کے نیچے جو آپ کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ملک شام آنے کے وقت ودیعت فرمایا تھا کھڑے ہوئے یہ وہی رسول اللہ ﷺ کا زرد نشان مبارک تھا جو آنحضرت ﷺ نے غزوہ خیبر کے لئے ترتیب فرمایا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کے پاس رایۃ العقاب نامی سیاہ علم تھا۔ آپ نے پیدل پر حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو دائیں بازو پر حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ اور بائیں بازو پر حضرت قیس بن ہبیرہ ؓ کو مقرر کیا اور جس وقت تمام صفیں مرتب ہو گئیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ خود نفس بہ نفیس صفوں کے بیچ تشریف لائے اور مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے فرمانے لگے اگر

تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ سبحانہ تمہاری اعانت و نصرت فرمائیں گے اور تمہارے قدموں کی لغزش سے ثابت رکھیں گے۔ صبر و استقلال کو اپنا شعار بناؤ اور ہمیشہ صبر سے کام لو۔ صبر ہی کرب و بلا سے نجات دینے والا رب العزت کی مرضی کے مطابق اور دشمنوں کا قلع و قمع کرنے والا ہے۔ صفوں کو نہ توڑنا، نیتوں کو سالم رکھنا۔ یاد خدا کے سوا ایک قدم بھی نہ بڑھانا اور جب تک دشمن اپنی طرف سے پہل نہ کرے اس وقت تک ہتھیار نہ اٹھانا۔ نیزے سیدھے رکھنا خود کو ڈھالوں میں چھپائے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی بات میں زبان نہ ہلانا اور جب تک میں کسی بات کا حکم نہ دوں اس وقت تک اپنی طرف سے کسی کام میں پہل اور ابتداء نہ کرنا۔ یہ کہہ کر آپ اپنے مقام یعنی قلب لشکر کی طرف واپس چلے گئے۔ اور وہیں کھڑے ہو گئے۔

کچھ دیر بعد حضرت معاذ بن جبل ؓ نکلے اور صفوں میں لوگوں کو تحریص و ترغیب کے لئے چکر لگانے لگے۔ آپ فرماتے جاتے تھے دین کے مددگارو! اور حق ہدایت کے حامیو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل اور نیت کے بغیر کبھی شامل حال نہیں ہوتی اور جب تک نافرمانی، گناہ اور معصیت میں بندہ مبتلا رہتا ہے اور عمدہ اور نیک کام کی خواہش نہیں کرتا اس وقت تک وہ کبھی اس تک نہیں پہنچتی۔ جنت میں انسان بدوں اعمال صالحہ کے داخل نہیں ہوتا اور وہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور مغفرت واسعہ صابرین اور صادقین ہی کے پاس آتی ہے۔ کیا تم نے باری تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (النور: ۵۵)

''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کئے ہیں وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین پر خلیفہ بنائیں گے جیسا کہ ان لوگوں کو جو تم سے پہلے خلیفہ بنایا تھا اور ثابت رکھیں گے ان کے واسطے اس دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کو ان کے خوف کے بعد امن سے بدلیں گے کہ عبادت کریں گے میری اور میرے ساتھ کسی دوسری چیز کو شریک نہیں کریں گے اور جو شخص اس کے بعد ناسپاسی کرے گا پس وہی فاسق ہیں''۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں باری تعالیٰ جل مجدہ سے شرم کرو کہ وہ تمہیں تمہارے دشمنوں سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا دیکھیں اور تم ان کے اختیار اور قبضہ میں ہو اور ان کے سوا تمہارا کوئی ملجا و ماویٰ بھی نہ ہو۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ تمام صفوں میں یہی کہتے پھر گئے۔ حتیٰ کہ آپ اپنی قوم میں پہنچ گئے۔ ان کے بعد حضرت سہیل بن عمرو ؓ نکلے اور اور حضرت معاذ بن جبل ؓ کی نصیحت کے الفاظ، دوہراتے ہوئے اپنی جگہ پر پہنچ گئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوسفیان بن حرب ؓ جو تمام اسلحہ سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے۔ نیز تلوار حمائل اور نیزہ درست کئے ہوئے اپنی جگہ سے بڑھے اور حسب ذیل الفاظ میں نصیحت فرمانے لگے۔

''معاشر الناس! تم عرب کے سادات عظام اور اہل عرب کے مشہور ذوی الکرم لوگوں میں ہو تم نے اہل و عیال اور اپنے وطن مالوف سے علیحدہ ہو کر ان دشمنوں کے ملک میں صبح کی ہے۔ خدا کی قسم! آج تمہیں سوائے نیزہ بازی اور تلوار کے کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی۔ اسی کے سبب تم اپنی مراد اور حاجتوں کو پہنچ سکتے ہو اور اسی کے باعث اپنے رب کی طرف سے فائز المرامی کا تمغہ حاصل کر سکتے ہو۔ یاد رکھو دنیا میں صبر وہ چیز ہے کہ اسی کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ بلاؤں اور سختیوں سے نجات دیتے ہیں اور اسی کے باعث رنج و غم سے چھٹکارا بخشتے ہیں۔ لڑائی میں صبر و استقلال کو اپنا راہبر بناؤ اور اسی سے جنگ میں کام لو۔ مدد و نصرت صبر و استقلال سے ہی نازل ہوتے ہیں۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا تمہاری فتح و نصرت کا پرچم ان کے شہروں اور ملکوں کی در و دیوار پر لہراتا ہوا دکھائی دے گا اور ان کی

عورتیں اور بچے تمہارے لونڈی اور غلام ہوں گے۔لیکن اگر تم نے پشت دکھلائی اور بھاگ پڑے تو تمہارے سامنے سوائے ان جنگلوں کے جنہیں تم بغیر زاد اور راہ کثیر اور آب عزیز (میٹھا پانی) کے کبھی منقطع نہیں کر سکتے اور کچھ نہیں ہوگا اور یہ لوگ اپنے اپنے گھروں اور محلوں کو لوٹ جائیں گے لہٰذا تم انہیں اپنی تلوار کے جوہر دکھا کر یہیں روک دو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کر دو اور اسلام کی حالت کے سوا کبھی موت کو اختیار نہ کرو''۔

یہ کہہ کر آپ صفوں سے باہر نکلے اور خواتین اسلام کے پاس جن میں مہاجرات اور انصار وغیرہ کی بیٹیاں مع اپنی اولادوں کے تھیں اس بڑے ٹیلے پر آئے اور انہیں مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا ہے کہ عورتیں ناقصات العقل والدین[1] ہوتی ہیں لہٰذا تم ان عورتوں میں سے ہو جاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی ہے اور اس بارے میں پہلے تم اپنی نیتوں کو مقدم کر لو۔ اپنے شوہروں کو لڑائی پر رغبت دلاؤ اور جو شخص ان میں ہزیمت کھا کر بھاگے تو اس کے چہرے پر پتھر مار کر اسے لہولہان کر دو۔ اس کے گھوڑے کو چوبوں سے مار مار کر گرا دو اور اپنے لڑکوں کو اسے دکھلاتی رہو حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔

کہتے ہیں کہ خواتین اسلام یہ سن کر اپنے دوپٹوں سے سر اور کمر کس کر مستعد ہو کر بیٹھ گئیں اور رجز یہ اشعار پڑھنے لگیں۔ حضرت ابوسفیان ؓ اپنی جگہ لوٹ آئے اور کہنے لگے یا معاشر المسلمین! جس چیز کا انتظار تھا وہ سامنے آ گئی۔ رسول اللہ ؐ اور جنت تمہارے سامنے ہیں۔ شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے۔ یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

ادھر باہان کے مکر وفریب نے کچھ کام نہ دیا اور جس وقت رومیوں نے حضرت خالد بن ولید ؓ کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھا تو وہ خوف کھا کے پیچھے لوٹے اور ایک جگہ صف بستہ ہو کے کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی اپنے دستہ کو آراستہ کیا اور وہ بھی کیل کانٹے سے لیس ہو کر کھڑے ہو گئے۔ باہان نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے سے تمہیں کس نے منع کر دیا ہے بڑھو اور ان پر حملہ کر دو۔ رومی یہ سن کر آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے رومیوں کا یہ جم غفیر اور فوج کثیر دیکھ کر ان پر ایک نظر دوڑائی۔ تلواریں چمک رہی تھیں اور ان کی جمعیت سے تیس ہزار آدمی علیحدہ ہو گئے تھے جو لڑائی کے لئے مستعد تھے۔ فوج کے میمنہ پر خندقیں کھود دی گئی تھیں اور ان میں فوجیں بٹھلا دی گئی تھیں جنہوں نے اپنے پیروں کو زنجیروں سے حفاظت کی غرض نیز اس نیت سے کہ کوئی لڑائی سے فرار اختیار نہ کرے باندھ لیا تھا اور ہر ایک زنجیر کے اندر دس دس آدمی مربوط تھے۔ انہوں نے مسیح بن مریم (علیہا السلام) صلیب اعظم قسیسین، رہبان اور چاروں کنیسوں کی قسمیں کھا کھا کر حلف اٹھایا تھا کہ جب تک ہمارا ایک بھی متنفس میدان جنگ میں زندہ ہوگا اس وقت تک ہم کبھی بھی میدان سے قدم پیچھے نہ ہٹائیں گے۔ آپ نے یہ دیکھ کر جو لشکر زحف کے لوگوں میں سے آپ کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔ فرمایا اس میں شک نہیں کہ آج کا دن نہایت معرکہ کا دن ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی: اللھم اید المسلمین بالنصر وافرغ علیھم الصبر.

''بارالہا! نصر واعانت کے ساتھ مسلمانوں کی تائید فرمائے اور انہیں صبر عنایت فرمائے''۔

دعا کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! قوم زنجیر میں مسلسل اور مربوط ہو کر شمشیر ہائے بران کے ساتھ ہماری طرف چلی ہے۔ آج کا روز بلاشک نہایت صبر واستقلال کا روز ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ یہ سن کر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ رومیوں کی تعداد اور سامان اسلحہ آج بہت زیادہ ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے صبر کے اور

---

[1] یعنی ان کی عقل اور دین میں کمی ہوتی ہے۔

کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی۔اس کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولید ؓ سے فرمایا ابوسلیمان! تمہاری کیا رائے ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ چونکہ باہان نے اپنے لشکر کے ان ایک لاکھ آدمیوں کو جن کی شجاعت و براعت ان کے دیار و امصار میں زبان زد عوام تھی اور ثبات و استقلال میں جو شہرہ آفاق سمجھے جاتے تھے اپنے لشکر کے آگے کھڑا کیا تھا اور حضرت خالد بن ولید ؓ نے ان کی بہادری اور سختی ان کے چہروں سے معلوم کر لی تھی اس لئے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے کہا میرے نزدیک آپ اپنی جگہ حضرت سعید بن زید ؓ کو کھڑا کر دیں اور خود دوسو یا تین سو آدمی ساتھ لے کر حضرت سعید بن زید کی پشت پر بالکل محاذ میں کھڑے ہو جائیں تا کہ جس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے شرم کریں اور آپ سے نہ بھاگیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے آپ کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ یہ حضرت سعید بن زید ؓ منجملہ انہی دس حضرات کے ہیں جن کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنی رضامندی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں اپنی جگہ کھڑا کر کے یمن کے دوسو آدمی جن میں بعض مہاجرین وانصار بھی شامل تھے منتخب فرمائے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر تمام لشکر کے پیچھے حضرت سعید بن زید ؓ تعالیٰ کے محاذ میں کھڑے ہو گئے۔

حضرت ورقہ بن مہلہل تنوخی جو جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے علم بردار تھے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے باب حرب کی کنڈی کھولنے کا ارادہ کیا وہ قبیلہ ازد کا ایک نوجوان، نوعمر اور نہایت عقل مند کالڑکا تھا۔ یہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا۔ ایہا الامیر! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کر کے اپنے دل کو تسکین اور اپنے قلب مضطر کو شفا دوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان پیش کروں۔ بہت ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے جام شہادت نوش کرنے کے لئے بخشش دیں۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آپ کی کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو آپ مجھ سے بیان کر دیں تا کہ میں اسے عرض کر دوں۔ آپ یہ سن کر روئے اور کہا میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ ہمارے رب ذوالجلال نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے بالکل سچا پایا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ازدی جوان یہ سن کر گھوڑا کودا کے میدان میں آیا اور اپنے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ رومیوں میں سے اس کے مقابلہ کے لئے ایک کافر نکلا جو سبز ے گھوڑے پر سوار تھا ازدی نوجوان جس نے اپنی جان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا تھا اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کے یہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگا۔

ترجمہ اشعار: ''نیزہ بازی اور شمشیر زنی، نیزے اور شمشیر بران کے ساتھ ضروری ہے۔ قریب ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا جنت الفردوس میں اور بہت بڑے مرتبہ کو''۔

یہ اشعار پڑھتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا مگر ازدی نوجوان نے جلدی کر کے اس کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ یہ چکرا کہ زمین پر آ رہا۔ ازدی نے اس کا گھوڑا اور اسباب اتار کر اپنی قوم میں سے ایک شخص کو سپرد کر دیا اور خود پھر میدان میں پہنچ کر ہل من مبارز کا نعرہ لگایا۔ دوسرا آدمی اس کے مقابلے کو نکلا۔ اس نے اسے بھی پہلے کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرا آیا اس بھی چلتا کیا اور چوتھے کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا حتیٰ کہ ایک پانچواں رومی اس کے مقابلہ میں آیا اور اس نے اس ازدی نوجوان کو خداوند تعالیٰ ارحم الرحمین اس

پر رحم فرمائیں شہید کر دیا۔ قبیلہ از دیہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا اور اس نے اسی غیض و غضب کی حالت میں رومیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ رومی بھی یہ دیکھ کر ٹڈی دل کی طرح مسلمانوں کی طرف بڑھے اور ان کا ایک کنارہ مسلمانوں کے میمنہ سے نکل کر قریب ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کے دشمن تم سے بالکل قریب ہو گئے انہیں ڈھیر کر کے رکھ دو اور یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ، تمہارے ساتھ ہیں صبر، صدق اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بھروسہ پر ثابت قدم رہو اور اپنے پیروں کو استقلال کے ساتھ ایک جگہ جمالو۔

اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھ کے ایک گوشہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی بار الہا! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں آپ ہی سے اعانت چاہتے ہیں، آپ ہی کی توحید بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ یہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ آپ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ آپ کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں الہا العالمین! ان کے پیروں کو جنبش دے دیجئے، ان کے قلوب میں رعب ڈال دیجئے۔ ہمیں تسکین و اطمینان بخشئے کلمتہ التقویٰ کو ہم پر لازم فرمایئے۔ اے وہ ذات! جو وعدہ خلافی نہیں کرتی ہمیں اپنے دشمنوں سے امن دیجئے۔ الہا العالمین! اور اے وہ مولا کریم جس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کو مضبوط پکڑ لو وہی تمہارے مولیٰ ہیں اور کیا ہی اچھے مولا ہیں اور کیا ہی اچھے مددگار ہیں۔ ہمیں ان کافروں پر غلبہ دیجئے۔

کہتے ہیں کہ آپ مجیب الدعوات کے حضور میں یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے میمنہ پر جس میں قوم ازد، مذحج، حضرت موت اور خولان کے آدمی تھے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اگرچہ نہایت سخت تھا مگر مسلمان نہایت پامردی کے ساتھ ثابت قدم رہے اور خوب جان توڑ کر حملہ کا جواب دیا۔ رومیوں کا دوسرا دستہ بھی انہی کی طرف متوجہ ہوا اور انہوں نے ان کا بھی نہایت صبر جمیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور ثابت قدمی دکھلائی۔ تیسری صف بھی انہی پر آ پڑی جس نے مسلمانوں کے پائے ثابت میں لغزش پیدا کر دی اور کچھ آدمی اپنی جگہ اور نشانات سے علیحدہ ہو کر لشکر کی طرف ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ بعض نے استقلال سے کام لیا اور وہ اپنے علم نشان اور علم کے ماتحت برابر رومیوں سے لڑتے رہے۔ پیچھے ہٹنے والوں میں قوم زبید بھی تھی جو اس وقت میمنہ میں کھڑی ہوئی تھی۔

حضرت عمرو بن معدیکرب ؓ جو اس قوم کے سردار تھے اور جن کی بہادری و شجاعت کی وجہ سے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کی تھی۔ ان کی قوم ان کی نہایت عزت و تکریم کرتی تھی اور جن کی عمر جنگ یرموک میں ایک سو دس برس کی ہو گئی تھی مگر ان کی شجاعت و براعت نے انہیں اس پیرانہ سالی میں بھی جنگ پر آمادہ کر رکھا تھا، یہ دیکھ کر میری قوم نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا ہے چلاتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور فرمایا اے آل زبید! اے آل زبید! دشمنوں سے بھاگتے ہو۔ موت کے پیالے پینے سے گھبراتے ہو۔ ذلت و عار کو پسند کر لیا۔ ناموس کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کافر کتوں سے کہاں کی گھبراہٹ ہے؟ یہ کیسی بے قراری اور جلدی ہے کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجاہدین و صابرین کی حالت سے واقف ہیں اور جس وقت وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ انہوں نے میری مرضیات میں صبر و استقلال سے کام لیا ہے اور میرے احکام میں ثابت قدمی دکھلائی ہے تو وہ اعانت و نصرت سے ان کی مدد کرتے اور فتح و کامرانی سے ان کی تائید فرماتے ہیں۔ بس کہاں بھاگے جاتے ہو۔ کیا تم نے عار کو بالکل ہی پسند کر لیا اور دخول نار اور غضب جبار کے واقعی مستحق ہو گئے''۔

ان کی قوم اپنے سردار حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی یا حجاج بن عبد الغوث ؓ علی اختلاف الروایات کا یہ کلام سنتے ہی بے تابانہ اس طرح پیچھے لوٹے جس طرح اونٹنی (یا اور کوئی مادہ) اپنے بچے کی طرف بھاگتی ہے اور آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ ان کی تعداد اس وقت پانچ سو آدمیوں کی تھی جن میں سوار اور پیدل دونوں ہی تھے۔ اور جمع ہوتے ہی ایک سخت حملہ کر دیا۔ حمیر، حضر موت اور خولان بھی ان

کے ساتھ بڑھے اور ایک ایسا متفقہ حملہ کیا کہ رومی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور طوعاو کرہاً اپنی جگہ چھوڑنی پڑی۔قوم دوس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلی اور اس نے بھی رومیوں پر ہلہ بول دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے نشان کو حرکت دی اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔لوگو! حور العین [1] کے معانقہ، رب العالمین کے جوار رحمت اور جنات النعیم کے پہنچنے میں جلدی کرو۔اللہ جل جلالہ کے نزدیک میدان جہاد سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں ہے۔یاد رکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے صابروں کو ان کے غیروں پر محض اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں حاضر نہیں ہوئے ہیں۔

قوم دوس آپ کے یہ الفاظ سن کر آپ کے گرد جمع ہوئی اور رومیوں پر ایک جان توڑ حملہ کر دیا۔دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے اور چکی کی طرح حرب وضرب نے انہیں منتشر اور بنا دیا۔رومی مسلمانوں کے میمنہ پر گرے اور انہیں ریلا دے کے ان کے قلب کی طرف دھکیلتے چلے گئے۔مسلمانوں نے اگرچہ استقلال اور نہایت استقلال سے کام لیا۔مگر فوراً ہی رومیوں کی ایک اور جمعیت آ گئی اور اس نے بھی مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔مسلمان شکست کھا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ان کے گھوڑے الٹے پاؤں عقب کی طرف لوٹتے جاتے اور میدان حرب کو بکریوں کی طرح جیسے کہ وہ شیر کے سامنے سے بھاگتی ہیں خالی کرتے جاتے ہیں کہ عورتوں نے مسلمانوں کے گھوڑے دم کے بل ہٹتے دیکھے اور انہوں نے آپس میں چیخ کر پکارنا شروع کیا۔

عرب کی لونڈیو! مردوں کو گھیر لو شکست کھا کر بھاگنے سے روکو اور انہیں لڑائی کی طرف لوٹا دو۔

خواتین اسلام کا مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کرنا

حضرت سعیدہ بنت عاصم خولانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں بھی اس روز اسی ٹیلے پر موجود تھی۔جس وقت مسلمانوں نے اپنے میمنہ کو چھوڑ دیا تو ہمیں حضرت عفیرہ بنت غفار رضی اللہ عنہا نے جو ایک جان باز عورت تھیں آواز دی اور کہا خواتین عرب! ان بھاگنے والے مردوں کو روک لو۔اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لو اور انہیں لڑائی پر برانگیختہ کرتے ہوئے ان کا استقبال کرو۔یہ سنتے ہی عورتیں آگے بڑھیں اور گھوڑوں کے مونہوں پر پتھر مار مار کر انہیں پیچھے لوٹانے لگیں۔عاص [2] بن منبہ کی صاحبزادی چلا چلا کر کہتی جاتی ہیں جو مرد اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگے اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ اسے روسیاہ کر دیں۔تمام عورتوں نے چیخنا شروع کیا اگر تم نے ہمیں ان کافروں سے نہ بچایا تو تم ہمارے خاوند نہیں؟۔

حضرت [3] عیاض بن سہیل بن سعید طائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازور، خولہ بنت ثعلبہ انصاریہ کعوب بنت مالک بن عاصم، سلمٰی بنت ہاشم، نعم بنت قناض، ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اور لبنیٰ بنت جریر حمیریہ رضی اللہ عنہن نے کمر کس کے لاٹھیاں [4] لے کر عورتوں کے آگے آگے تھیں اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں۔

(ترجمہ اشعار) اے وفادار عورتوں سے بھاگنے والو! ان عورتوں سے جو خوبصورت ہیں اور صاحب اولاد۔انہیں دشمنوں کے سپرد کیے دیتے ہو جو مع ہماری لڑکیوں کے ہمارے مالک ہو جائیں گے۔یہ کافر بڑی بدکاری سے تجاوز کرنے والے ہیں ہمیں بہت بڑی پراگندگی حاصل ہوگی۔

---

[1] بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں۔ [2] ایک نسخہ میں عیاض بن منتبہ ہے۔
[3] ایک نسخہ میں عباس بن سہیل ساعدی ہے۔ [4] یہ ترجمہ مزاہر کا ہے جس کا واحد مزہر ہے۔

یہ اسی طرح لڑائی کی ترغیب دلاتی اور نصیحت آمیز اشعار پڑھتی جاتی تھیں حتیٰ کہ شکست خوردہ مسلمان ان کی یہ تحریص و ترغیب سن کر پھر پیچھے کو مڑے۔ حضرت ہند بنت عتبہ ایک لاٹھی [1] لئے ہوئے نکلیں آپ کے پیچھے مہاجرین کی عورتیں تھیں اور آپ (یعنی ہندہ بنت عتبہ) اپنے وہ اشعار جو آپ نے جنگ احد کے روز کہے تھے پڑھتی جاتی تھیں۔ (ترجمہ اشعار) ہم طارق کی بیٹیاں ہیں جو نرم نرم فرشوں پر چلتی ہیں جیسے سبک رفتار دوست چلتا ہے۔ ہمارے سروں میں مشک کی خوشبو ہے اور ہمارے گلوں میں موتی ہیں۔ اگر تم رخ کرو تو ہم معانقہ کریں اور نرم فرش بچھا دیں اور اگر پھر تم ہم جدا ہو جائیں اور یہ جدائی ہمیشہ کی جدائی ہو۔ بہت کم عاشق ہیں جو اپنی چاہتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ بس تم اپنے دشمنوں کو مارو اور پہل کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو''۔

یرموک میں خواتین اسلام کی بہادری

کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے میمنہ کا رخ کیا اور وہاں مسلمانوں کو شکست کھا کے بھاگتا ہوا دیکھا تو ان سے چیخ چیخ کر کہنے لگیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو تمہاری حالتوں سے واقف ہیں نیز اس کی جنت سے کہاں بھاگتے ہو اور شکست کھا کر کدھر جانا چاہتے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے خاوند حضرت ابوسفیان ؓ کو شکست کھا کر بھاگتے ہوئے دیکھا تو ان کے گھوڑے کے منہ پر ایک چوب مار کر کہنے لگیں ابن ضحر! کہاں کو؟ لڑائی کی طرف لوٹو اور اپنی جان دے دو تا کہ تم اس تحریص و ترغیب سے پاک و صاف ہو جاؤ۔ جو تم نے پہلے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں لوگوں کو دی تھی''۔

یہ سن کر حضرت ابوسفیان ؓ لڑائی کی طرف پلٹے۔ آپ کے ساتھ دوسرے بھاگنے والے بھی ہوئے اور عورتیں بھی ہمراہی میں چلیں۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں مردوں سے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہی ہیں اور وہ گھوڑے کے بیچ میں لوگوں کو مارتی پھرتی ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے کافر کی طرف جو گھوڑے پر سوار تھا چلی اور جب تک اسے مار مار کر گھوڑے سے گرا نہ دیا اس وقت تک پیچھے نہ ہٹی۔ اس کے بعد اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہی معنی ہیں۔

حضرت زبیر عوام ؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا اور اس حملہ سے ان کا مقصود سوائے خوشنودی رب ذوالجلال اور رضائے رسول اکرم ﷺ کے اور کچھ نہیں تھا۔ قوم ازد نے حضرت ابوہریرہ ؓ کے ہمراہ ہو کر نہایت شدت کے ساتھ جنگ کی اور چونکہ رومیوں کا سب سے پہلا ریلہ انہی پر ہوا تھا اور انہوں نے ہی سب سے اول ان کے مقابلہ پر اپنی جانیں پیش کی تھیں اس لئے سب سے زیادہ شہادتیں انہی کے حصہ میں آئیں اور ان کی اکثر جماعت اس موقع پر کام آ گئی۔

حضرت سعید بن زید ؓ کہتے ہیں کہ لڑائی کا پورا زور مسلمانوں کے میمنہ پر ہو رہا تھا۔ مسلمان کبھی ہزیمت کھا کے بھاگتے تھے اور کبھی پھر لڑائی کی طرف لوٹتے تھے کبھی کچھ دیر کو مقابلہ کرتے تھے اور کبھی پھر پیچھے ہٹ جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید ؓ نے دیکھا کہ میمنہ ہٹتا ہٹتا قلب تک پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی آپ نے اپنے سواروں کو آواز دی اور آپ ادھر مائل ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی چھ ہزار مسلمانوں کی ایک جمعیت اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بھرتی ہوئی ادھر متوجہ ہوئی اور رومیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں اس قدر شکست پر شکست دی کہ قتل پر قتل کیا کہ مسلمانوں کا میمنہ اور قلب ان رومیوں سے صاف ہو گیا اور مسلمان پھر اپنی اپنی جگہ (یعنی میمنہ اور قلب پر) پہنچ گئے۔

---

[1] یہ کر ہر کا [illegible] جو ہر وہ لکڑی جھاڑنے کے لئے مخصوص ہو۔

حضرت خالد بن ولید ؓ اسی جگہ ٹھہرے اور جو رومی مسلمانوں کے قریب ہوتا رہا اسے دور کرتے رہے اور اس طرح رومیوں نے حضرت خالد بن ولید ؓ کے سامنے نہایت بری طرح شکست کا منہ دیکھا۔ آپ نے رومیوں کے شہ سواروں کو منفرد اور پریشان دیکھ کے مسلمانوں کو پکارا یا اہل الاسلام والا یمان یا حملۃ القرآن ![1] یا اصحاب محمد ﷺ! رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ شکست عظیم ظاہر ہونے لگی۔ قوم میں تم نے دیکھ ہی لیا کہ کوئی بہادر اور شجیع نہیں رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی قوت اور تیزی کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں حملہ کرو اور شدت وسختی کے ساتھ ان پر گر پڑو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خالد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں ان کے بازوؤں پر فتح بخشیں گے۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ہر چہار طرف آوازیں دیں کہ آپ حملہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں گے۔ آپ نے یہ سنتے ہی تلوار کو سونت لیا اور رومیوں میں جا پڑے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حمید جمحی ؓ [2] کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ کے ساتھ اس حملہ میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کیا۔ خدا کی قسم! رومیوں نے ہمارے سامنے میدان صاف کر دیا اور ہمیں دیکھ کے اس طرح بھاگنے لگے جس طرح بکریاں شیر کو دیکھ کر بھاگتی ہیں۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہمارا یہ حملہ رومیوں کے میمنہ پر ہوا۔ رومی میدان چھوڑ چھوڑ کر بری طرح بھاگنے لگے اور چونکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اس لئے پوری طرح جگہ نہ چھوڑ سکے۔ قوم کی حمایت اور نگہبانی میں تیر اور نیزے چلاتے تھے اور اپنی جان بچانے کی بھی پڑی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولید ؓ ہمارے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے برابر حملہ کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہماری زبانوں پر یہ جاری تھا اور اس وقت کا شعار ہم نے یہ قرار دے رکھا تھا کہ یا محمد! یا منصور امتك امتك [3] (امت کی خبر لیجئے! امت کی خبر لیجئے) حتیٰ کہ ہم اسی طرح بڑھتے ہوئے دریجان تک پہنچ گئے جو اس وقت جواہر کی ایک صلیب لئے ہوئے اپنے اس مورچہ پر کھڑا تھا جہاں باہان نے اسے مسلط کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی فوج بھی تھی جو اپنے سردار کے حملے کا انتظار کر رہی تھی کہ یہ حملہ کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کریں۔

دریجان کا قتل

جس وقت حضرت خالد بن ولید ؓ کا لشکر دریجان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو اس کے سردار اس سے کہنے لگے ایہا الملک! کیا آپ ہمیں حملہ کرنے کا حکم نہیں دیتے کہ ہم حملہ کریں یا پیچھے کو لوٹ جائیں۔ دیکھئے عربوں کا لشکر ہم میں گھس آیا ہے۔ اس نے کہا یہ ایک بہت برا دن ہے میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ اس میں حاضر رہوں۔ مجھے بادشاہ نے اس جگہ کھڑا کر دیا ہے میں اس کھڑے ہونے کو بھی برا خیال کرتا ہوں۔ لو اس کپڑے سے میرا سر اور چہرہ باندھ دو تاکہ میں اس جنگ اور حرب وضرب کو بھی نہ دیکھ سکوں۔ انہوں نے ایک ریشمین رومال سے اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا۔ رومی برابر قتل ہو رہے تھے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان دیرجان (دریجان اور دیرجان دونوں طرح مروی ہے) تک پہنچ گئے۔ یہ اس وقت ملفوف الراس (یعنی سر بندھا ہوا) تھا۔ حضرت ضرار ؓ اس کی طرف بڑھے اور ایک پار ہونے والا نیزہ اس کے ایسا مارا کہ وہ ہمیشہ کے لئے چل بسا۔

---

[1] قرآن کے حاملو۔ [2] ایک نسخہ میں جمی ہے۔ [3] ایک نسخہ میں رجب یعنی قبول کیجئے قبول کیجئے ہے۔

جرجیر اور قناطر کا جھگڑا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ جرجیر اور قناطر کا جھگڑا ہو گیا اور ان میں آپس میں اختلاف پڑ گیا۔ جرجیر قوم ارمن کو لئے ہوئے رومیوں کے میمنہ پر کھڑا تھا اور قناطر میسرہ پر۔ جرجیر نے قناطر سے کہا یہ وقت کھڑا ہونے کا نہیں ہے عربوں پر حملہ کر۔ اس نے کہا تو مجھے حملہ کا حکم دیتا ہے اور خود حملہ نہیں کرتا۔ جرجیر نے کہا میں تجھے حکم کس طرح نہ دوں میں تیرے اوپر حاکم بھی ہوں اس نے کہا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ میں تیرے اوپر حاکم ہوں اور تو میرا مامور اور محکوم ہے۔ جرجیر اس کے اس قول سے جل گیا اور اس طرح ان دونوں میں اختلاف کی ایک خلیج وسیع ہوتی چلی گئی۔ آخر جرجیر نے مسلمانوں کو میسرہ اور قلب کے مابین جہاں قوم کنانہ، قیس، خثعم، جذام قطا، عاملہ اور غسانی کھڑی ہوئی تھی حملہ کیا اور مسلمانوں کے میسرہ کو اس کے ساتھیوں نے اس قدر ریلہ دیا کہ سوائے علمبرداروں اور چندان نفوس کے جو ان کے گرد تھے سب کو پیچھے دھکیلتے چلے گئے۔ علم برداروں اور چند نفوس نے نہایت سختی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے مسلمان جب پیچھے ہٹے تو رومیوں نے بڑھ کر ان کا تعاقب کیا اور شکست خوردہ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بڑھے کہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ یہاں خواتین اسلام نے دوسری طرف سے ان مسلمانوں کا خیموں کی چوبوں اور پتھروں سے استقبال کیا اور چوبیں اور پتھر گھوڑوں کے مونہوں پر مار مار کر کہنے لگیں یا اہل الاسلام! ماؤں، بہنوں بیٹوں اور بیٹیوں کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو؟ کیا ہمیں ان کافروں کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

منہال دوسی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ واللہ رومیوں سے زیادہ ہم پر ہماری عورتیں سختی کر رہی تھیں آخر مسلمان ہزیمت کو خیرباد کہہ کر پھر میدان کی طرف جھپٹے اور ایک دوسرے کو نصیحت اور وصیت کرنے لگے کہ ایک دوسرے کی حق وحمایت کرو اور صبر سے کام لو۔ حضرت قنامہ بن اشیم کنانی ؓ مسلمانوں کے آگے آگے ہوئے اور رومیوں کے مونہوں کو کبھی تلوار سے اور کبھی نیزوں سے مارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسی طرح آپ کے تین نیزے ٹوٹ گئے۔ آپ حملہ کرتے جاتے تھے اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں بھونکنے والے رومی کتوں پر بہت جلد حملہ کروں گا اور میں انہیں تلوار کی ضربوں سے مار مار کر گرا دوں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کو جو بہترین امید گاہ اور نبی ہدیٰ اور دین کے ناصح ہیں خوش کر لوں گا۔

قنامہ بن اشیم کی یرموک میں بہادری

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے پھر حملہ کیا حتیٰ کہ آپ کی تین تلواریں ٹوٹ گئیں۔ جب آپ کی تلوار ٹوٹ جاتی تھی یا نیزہ خراب ہو جاتا تھا تو آپ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اللہ کے راستہ میں اپنا نیزہ یا تلوار عاریتاً دے گا۔ اس کا بدلہ اور اجر اللہ تبارک وتعالیٰ مرحمت فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے قبیلہ قیس کو پکار کر کہا یا معاشر قیس! اجر وصبر سے اپنا حصہ لے لو۔ دنیا میں صبر، بزرگی اور عزت ہے اور آخرت میں رحمت وفضیلت ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۲۰۰) مسلمانو! صبر کرو میدان کارزار میں استقلال دکھاؤ۔ جنگ کے لئے تیار رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ"۔

یہ سنتے ہی ان کی قوم لبیک کہتی ہوئی ان کے ساتھ ہوئی اور خوشی نہایت سرگرمی کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے لگی۔ حضرت قنامہ بن الشیم کنانی رحمتہ اللہ علیہ[1] کہتے ہیں کہ میں نے قناطر اور اس کی جمعیت کے حملے کے برابر کسی کا حملہ نہیں دیکھا وہ ہم میں گھسے چلے آتے تھے اور ہم بھی ان میں گھس گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ دو ہزار صحابہ ؓ کی جمعیت کو لے کر ہماری طرف رجوع ہوئے اور آتے ہی رومیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے لگے اور اس قدر شمشیر زنی کی کہ رومیوں کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیئے۔ مگر رومیوں کی کثرت اس قدر تھی کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید ؓ جب کوشش بلیغ کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ آپس میں کہہ رہے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ قنامہ بن الشیم کنانی کو جزائے خیر عنایت کریں کہ انہوں نے ہمارے واسطے اس قدر تکلیف اٹھائی۔ آپ یہ سن کر حضرت قنامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور شکریہ کے بعد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ حضرت ذریعہ بنت حرث ؓ ٹیلے سے اتر کر آپ کے پاس یہ کہتی ہوئی آئیں۔ خالد نے کیا کیا اور آپ کے پاس کھڑے ہو کے کہنے لگیں یا ابن ولید! کیا تم ہی نے لوگوں کو لڑائی سے بھاگنا سکھایا ہے۔ سپاہی اپنے سردار کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر سردار ثابت قدمی دکھلاتا ہے تو وہ بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور اگر سردار بھاگ جاتا ہے تو سپاہی بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں شکست اٹھانے والوں میں نہیں تھا جو شخص گرد و غبار میں ان دشمنوں سے لڑ رہا تھا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت ذریعہ ؓ کہنے لگیں جو شخص اپنے سردار کو ثابت قدم دیکھ کر بھاگ نکلے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا برا کریں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ بن جبل کی جنگ

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان ملعون نے اپنے میمنہ کی طرف دیکھا تو وہ بالکل پسپا کر دیا گیا تھا اس نے وہاں ایک آدمی بھیج کر اپنے لشکر کو ترغیب اور تحریص دی۔ اسی وقت میمنہ سے ایک رومی شہسوار جو تمام اسلحہ سے مسلح اور ڈیل ڈول میں پہاڑ کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں صفوں کے درمیان آ کے گھوڑے کے گرد ایک چکر دے کر اپنے حریف کو بلانے لگا۔ قوم ازد سے ایک نوجوان اس کے مقابلہ میں گیا مگر اس کافر نے اسے ایک ہی وار میں شہید کر ڈالا اور دوسرے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں منع فرمایا اور کہا معاذ! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نشان کو لئے ہوئے یہیں کھڑے رہو۔ میرے نزدیک تمہارا نشان لئے کھڑا رہنا تمہارے لڑائی کے واسطے نکلنے سے زیادہ مناسب ہے۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ یہ سن کر نشان لئے ہوئے کھڑے رہے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے معاشر المسلمین! جو شخص یہ چاہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں اس کے لئے میرا گھوڑا اور ہتھیار موجود ہیں۔ آپ کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمٰن ؓ یہ سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! میں چاہتا ہوں یہ ابھی بہت کم سن تھے حتیٰ کہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے، اول یہ مسلح ہوئے اور پھر اپنے والد کے گھوڑے پر سوار ہو کے کہنے لگے ابا جان! میں اس کافر کے مقابلہ میں جا رہا ہوں اگر میں نے اس کے مقابلہ میں صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مجھ پر لاکھ لاکھ احسان ہے لیکن اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اسلام قبول فرمایئے اور حضور اکرم ﷺ سے اگر کوئی کام ہو تو مجھ سے کہہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا بیٹا! میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ امت مرحومہ کی طرف سے آپ

[1] ایک نسخہ میں الشیم ہے۔

کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔اس کے بعد فرمایا بیٹا! جاؤ اللہ جل جلالہ تمہیں اور ہمیں اس چیز کی توفیق عطا فرمائیں جو ان کے نزدیک محبوب اور پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ جبل ؓ شعلہ جوالہ کی طرح اس کی طرف بڑھے اور اس کے قریب پہنچ کر تلوار کا ایک ہاتھ رسید کیا مگر تلوار اچھل کے بے نیل ومرام واپس آئی اور گدا کھا کے رہ گئی۔رومی بھی آپ کی طرف چلا اور آپ کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار عمامہ کو کاٹتی ہوئی سر کو زخمی کر گئی اور اس سے خون بہنے لگا۔رومی شہ سوار خون بہتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھا کہ عربی نوجوان قتل ہو گیا اور یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ اپنے گھوڑے سے کس طرح گرتا ہے پیچھے ہٹا۔آپ نے یہ دیکھ کہ رومی پیچھے ہٹ رہا ہے گھوڑے کی باگ پھیری اور مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔حضرت معاذ ؓ نے فرمایا بیٹا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا رومی نے مجھے مار ڈالا۔آپ نے فرمایا دنیا سے کیا چاہتا ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے ان کا زخم [1] باندھ دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن ؓ کے چلے آنے کے بعد رومی سردار نے از راہ تکبر مسلمانوں پر تین حملے کئے۔مگر قوم ازد نے اسے بھگا دیا۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا اس رومی کے مقابلہ کے لئے کون شخص جانا چاہتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عامر بن طفیل دوسی ؓ جو جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید ؓ کے ہمراہ اور اس وقت صاحب رایات میں سے تھے نکلے اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یمامہ کے روز مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک عورت سے ملاقی ہوئے ہیں۔اس عورت نے اپنی فرج کھول دی ہے اور آپ اس میں داخل ہو گئے ہیں۔آپ کے بیٹے نے یہ دیکھ کر اس میں داخل ہونا چاہا مگر آپ کی آنکھ کھل گئی۔مسلمانوں سے آپ نے اپنا یہ خواب بیان کیا مگر کوئی شخص اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔آپ نے کہا میں خود اس کی تعبیر جانتا ہوں۔مسلمانوں نے کہا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں شہید ہوں گا اور وہ عورت زمین ہے میں اس میں دفن ہو جاؤں گا۔میرے لڑکے کو زخم پہنچے گا اور وہ شہید نہیں ہو گا یا ممکن ہے کہ وہ بھی مجھ سے آ ملے۔

کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے روز آپ خوب دل کھول کر لڑے اور ابتلائے حسنہ میں مبتلا ہوئے مگر آپ کو کوئی ایذا نہیں پہنچی اور صحیح وسلامت رہے۔

حضرت عامر بن طفیل ؓ کی بہادری اور شہادت

بہر حال جنگ یرموک کے دن وہ ایک شعلہ جوالہ اور کوندتی ہوئی بجلی کی طرح رومی سردار کی طرف چلے اور اس کے ایک نیزہ مارا۔آپ کے پاس یہ نیزہ بہت سی لڑائیوں اور خصوصا ردہ اور یمامہ کی جنگ میں ساتھ رہا تھا مگر اس وقت لگتے ہی ٹوٹ گیا۔آپ نے فوراً ہی اسے ہاتھ سے پھینک کر تلوار میان سے کھینچی اور اس کو جنبش دیتے ہوئے اس کی طرف بڑھ کے شانے پہ ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جو انتڑیوں تک پہنچتا چلا گیا اور رومی سردار زمین پر آ رہا۔آپ اس کی طرف دوڑے اور اس کا گھوڑا پکڑ کے مسلمانوں کے لشکر میں لے آئے اور اپنے بیٹے کے سپرد کر کے پھر میدان کی طرف چلے اور پہنچتے ہی رومیوں کے میمنہ پر حملہ آور ہو گئے۔وہاں سے گھوڑے کو ایڑ لگا میسرہ پر آئے اور یہاں قوت آزمائی کر کے قلب پر آ پہنچے۔

اس کے بعد گھوڑے کو مہمیز کر کے نصرانی عربوں کی طرف بڑھے اور ان کے چند سوار تلوار کے گھاٹ اتار کے ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگے۔جبلہ بن ایہم غسانی جو ریشمین طلائی کام کی ایک زرہ جس کے نیچے تبابعہ کی زرہوں سے ایک زرہ تھی پہن رہا تھا اور جس

[1] ایک نسخہ میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔واللہ اعلم بالصواب۔

کے سر پر آفتاب جیسا چمکنے والا ایک خود تھا قوم عاد کی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلا اور کہنے لگا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ دوسی سے اس نے کہا تم اہل قرابت میں سے ہو اپنی جان پر رحم کرو اور اس طمع کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف ہی لوٹ جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے بتلا دیا کہ میں فلاں شخص اور فلاں قبیلے سے ہوں۔ اب تو بھی بتا کہ تو کن عربوں میں ہے اس نے کہا میں غسان سے ہوں اور ان تمام کا سردار ہوں میرا نام جبلہ بن ایہم غسانی ہے تم نے جب اس سردار کو شجاعت میں جرجیر اور باہان کی نظیر تھا قتل کر دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم میرے برابر ہو۔ یہ سمجھ کر اور تمہیں دیکھ کر میں تمہاری طرف نکلا کہ تمہیں قتل کر کے باہان اور ہرقل کے دربار میں سرخ روئی اور بہرہ مندی حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنی قوم ان کی شدت اور ڈیل ڈول بیان کرنا سو اللہ جل جلالہ جو محافظ ہیں ان سے بھی زیادہ اشد اور ظالموں کے ظلم کا مزہ چکھانے والے ہیں۔ رہا تیرا یہ کہنا کہ میں اپنی جیسی مخلوق کو تیرے قتل سے خوش کروں گا۔ سو میں بھی چاہتا ہوں اور میرا بھی ارادہ ہے کہ میں تجھے قتل کر کے اپنے جہاد فی سبیل اللہ سے رب العالمین کو خوش کر کے اجر و ثواب کا متمنی ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔

ادھر جبلہ بن ایہم غسانی نے بھی وار کیا مگر آپ کا ہاتھ اوچھا پڑا اور جبلہ کا وار اپنا کام کر گیا اور اس کی تلوار آپ کے گیسوئے معنبر سے مونڈھے تک کاٹتی چلی گئی جس کی وجہ سے آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جبلہ گھوڑا کوداتا ہوا ادھر ادھر پھرنے لگا اور اپنی بہادری پر ناز اور تعجب کرتا ہوا پھر ایک جگہ کھڑے ہو کے اپنے مد مقابل کو طلب کرنے لگا۔

حضرت عامر بن طفیل کے صاحب زادے حضرت جندب بن عامرؓ جو اپنے والد ماجد کا نشان لئے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے ایہا الامیر! میرے والد شہید ہو گئے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کا بدلہ لوں یا انہی کے پاس جاؤں۔ آپ مجھ سے یہ نشان لے کر قبیلہ دوس کے جس آدمی کو چاہیں دے دیں۔ آپ نے وہ نشان لے کر دوس کے ایک اور آدمی کے سپرد کر دیا اور حضرت جندبؓ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں اپنی جان کو ہمیشہ خرچ کرتا رہوں گا کیونکہ میں اپنے رب کریم سے بخشش کی تمنا رکھتا ہوں۔ میں دشمنوں کو اپنی تلوار سے مارنے کی کوشش کروں گا اور ہر ظالم اور مردود کو قتل کر کے رکھ دوں گا۔ جنت اور باغ ہائے بہشت حق کی رو سے ہر ایک شجیع اور صابر کے لئے مباح ہو جاتی ہیں۔

حضرت جندب بن عامرؓ کی بہادری اور شہادت

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تو آپ نے چلا کر آواز دی کہ اے میرے والد کے قاتل کھڑا رہ میں تجھے ان کے عوض قتل کروں گا۔ جبلہ نے کہا تم اس مقتول کے کیا لگتے ہو؟ آپ نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں اس نے کہا تمہیں اپنی اور اپنی اولاد کی جان ضائع کرنے پر کس نے ابھار دیا ہے جو اس طرح قتل ہونے پر تلے ہوئے ہو حالانکہ قتل نفوس حرام ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جان کو کٹوا دینا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے جس کی وجہ سے نفس انسانی بڑے بڑے مدارج عالیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جبلہ نے کہا تم نہایت کمسن اور بچے ہو میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا جب کہ میں اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہوں تو پھر کس طرح لوٹ سکتا ہوں۔ واللہ! میں کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ میں یا اپنے باپ کا بدلہ لوں گا یا ان ہی کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔ جبلہ نے بھی حملہ کر دیا اور اس طرح دونوں حریف ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگے۔

یہاں دونوں میں تلواریں چل رہی تھی ادھر دونوں لشکروں کی آنکھیں ان پر لگی ہوئی تھیں۔ جبلہ نے جب اس بچے کی شجاعت و براعت کا یہ حال دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ سختی و شدت میں جوانوں سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اب احتیاط سے لڑنے لگا۔ قوم غسان جو اپنے سردار کو دور سے کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی۔ بچے کے یہ جوانوں والے ہاتھ دیکھ کر فوراً تاڑ گئی کہ ہمارا سردار اس لڑکے کے سامنے اب ہتھیار ڈالنے ہی والا ہے اور کوئی دم میں مغلوب ہوا چاہتا ہے۔ اس لئے آپس میں کہنے لگی یہ لڑکا جو ہمارے سردار سے دست و گریبان ہے نہایت شہسوار اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اپنے سردار کی طرف بڑھتے رہو اور جب دشمن اس پر غالب ہو جائے تو فوراً اس کی کمک اور مدد کے لئے اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اسے زندہ نہ چھوڑو۔

یہ کہہ کر قوم غسان مدد کے لئے آمادہ ہوگئی تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنے سردار کو بچالیں۔ ادھر مسلمانوں نے حضرت جندب ؓ کی بہادری اور شجاعت دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ ان کی یہ بہادری دیکھ کر روئے اور فرمایا جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان خرچ کرتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں ایہا العالمین! اس کے اس فعل کو قبول فرمائیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں بھی جنگ یرموک میں حاضر تھا۔ میں نے جندب بن عامر ؓ سے زیادہ بہادر اور شریف جبکہ وہ جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ لڑ رہے تھے کسی لڑکے کو نہیں دیکھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب موت آجاتی ہے تو پھر نہ بہادری کام دیتی ہے نہ کثرت اسلحہ۔ جب انہیں لڑتے لڑتے زیادہ وقفہ ہو گیا تو انہوں نے جبلہ بن ایہم غسانی کے تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس نے اسے سست کر دیا مگر جبلہ نے پلٹ کر تلوار ماری تو آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی اور اس طرح حضرت عامر بن طفیل ؓ کے خواب کی تعبیر پوری اور محقق ہوگئی۔ جبلہ آپ کی لاش کے چاروں طرف گھومنے لگا اور تیسرے آدمی کے انتظار میں ہوا۔ اس کی قوم نے اسے چیخ کر بلایا اور کہا آپ لوٹ آئیں۔ آپ اپنا فرض انجام دے چکے۔ یہ اکڑتا اور غرور کرتا ہوا پلٹا اور اپنی صلیب کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ باہان نے اس کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کا بہت ممنون ہوا۔

مسلمانوں کو حضرت عامر بن طفیل ؓ اور ان کے صاحبزادے کی وجہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ قبیلہ دوس نے آپس میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا:

الجنة الجنة خذوا ثبارسيد كم عامر و بولده من اعداء الله۔

لوگو! جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے اپنے سردار عامر اور ان کے بیٹے کا بدلہ خدا کے دشمن سے لے لو۔

قبیلہ ازد جو اس قبیلے کا حلیف تھا اس کے ساتھ ہوا اور انہوں نے غسان لخم اور جذام پر ایک متفقہ حملہ کر دیا اور اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے حریفوں کو تہہ تیغ کرنے لگا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف چلنے میں جلدی کرو اور جنت نعیم میں جہاں حوریں تمہاری ملاقات کے لئے منتظر ہیں جلدی پہنچو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وطن سے زیادہ محبوب وطن اور کوئی نہیں ہے۔ یاد رکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے صابرین کو ان کے غیر پر اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ان کی طرح معرکوں میں شامل نہیں ہوتے۔ قوم ازد نے یہ سن کر قبیلہ دوس کے ہمراہ ہو کے اور تیزی کے ساتھ حملہ کیا اور ان کا شعار اور قبیلے کی نشانی اور علامت یہی الفاظ تھے: **الجنة الجنة۔**

جنگ یرموک میں مسلمانوں کا شعار

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے موسیٰ بن محمد نے عطا بن مراد سے روایت کی ہے کہ میں نے چند آدمیوں سے

دریافت کیا کہ جنگ یرموک میں سے مسلمانوں کے لشکر کا شعار[1] اور ان کی خاص پہچان کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا شعار لفظ امت امت اور قبیلہ عبس کا یا آل عبس یا آل عبس اور اہل یمن کا جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے یا انصار اللہ یا انصار اللہ! اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے لشکر کا یاحزب اللہ یا حزب اللہ اور دوس[2] کا یا آل اللہ یا آل اللہ اور حمیر کا الفتح الفتح دارم اور سکاسک کا الصبر الصبر اور بنی مراد کا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ انزل اور یہ تمام کے تمام جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شعار ہی تھے۔

کہتے ہیں کہ جب قبیلہ دوس نے حملہ کیا تو اس کی متابعت ازد نے بھی کی اور یہ نصرانی عربوں کی طرف بڑھے اور حملہ آور ہو گئے۔ چاہا کہ اُن سے صلیب کو چھین لیں۔ یہ سوچ کر ان کو چیرتے پھاڑتے صلیب تک پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر ایک مسلمان نے اس نصرانی کو جو صلیب لئے ہوا تھا ایسا نیزہ مارا کہ وہ گرا اور صلیب الٹ کر زمین پر آ رہی ہے۔ نصرانی عرب صلیب کو گرتے دیکھ کر مسلمانوں کی طرف تیزی سے بڑھے اور چاہا کہ پھر اسے واپس لے لیں مگر دوسیوں اور ازدیوں نے مار مار کر ان کا ناس کر کے رکھ دیا۔ دوسی اور ازدی چونکہ سیاہ شتر کے سفید تل کی نسبت رکھتے تھے ان کے بھی چند آدمی شہید ہوئے اور وہ ان کے بیچ سے نکل کر الگ ہو گئے۔ غسانیوں نے صلیب کے حاصل کرنے کے ارادہ سے پھر حملہ کیا اور اب اس قدر گھمسان کا رن پڑا کہ ایک خلقت کثیر قتل ہو گئی۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ہاشم بن عامر اور ان سے حویرث اور ان سے نافع بن جبیر اور ان سے عبداللہ بن عدیؓ نے بیان کیا ہے کہ میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد وہاں پچیس ہزار تھی۔ ابن حویرث اس تعداد کو سن کر غصہ ہوئے اور کہا جس نے یہ روایت تم سے بیان کی اس نے غلط بیان کیا بلکہ مسلمانوں کی تعداد یرموک میں اکتالیس ہزار تھی اور یہ میں نے معتبر راویوں سے سنا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ معتبر ہے کیونکہ جنگ اجنادین میں مسلمانوں کی تعداد بتیس ہزار تھی اور اس کے بعد پھر بھی کمک آئی تھی۔

عبدالحمید سہیل رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب دوسیوں اور ازدیوں نے مشرکین پر حملہ کیا تو ان کی صفیں کی صفیں ہلا کر رکھ دیں اور نہایت ذلت کی موت مارنے لگے۔ مشرکوں نے بھی ایک زبردست حملہ کیا۔ جس سے مسلمانوں کے بھی پیر اکھڑ گئے اور اپنے مورچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ حضرت غیاض بن غنم اشعریؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا نشان تھا یہ نشان لئے ہوئے بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں آواز دی اور کہا کہ فوج کا ثبات اور اس کا ثابت قدم رہنا اس کے نشان پر موقوف ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نشان لینے کے لئے ان کی طرف دوڑے اور ان دونوں نے اس کے حاصل کرنے کی مسابقت کی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ پہلے پہنچے اور انہوں نے علم لے کر لڑنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک برابر لڑتے رہے۔ جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے رومیوں کو شکست نہ دی۔ جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں پر نہایت سخت آیا اور اس میں مسلمان تین دفعہ شکست کھا کے بھاگے مگر ہر مرتبہ خواتین اسلام نے چوبیں اور پتھر مار مار کر اور لڑکوں کو دکھلا دکھلا کے انہیں لڑائی کی طرف لوٹا دیا۔ میدان کارزار برابر اس طرح لڑائی کے شعلے اگلتا رہا۔ حتیٰ کہ آفتاب نے شہیدوں کا رنگ اختیار کر لیا۔ آسمان نے خون شہداء پر تاروں کی چادر ڈال دی اور صحن دنیا پر ایک نیا منظر پیش ہو گیا۔ مشرکین جن کی اکثر جمعیت قتل ہو چکی تھی رات

---

1. شعار اس نشانی اور علامت کو کہتے ہیں کہ جس کے سبب ایک دوسرے کی پہچان اور تمیز کر لے۔
2. پیچھے ہے کہ دوس کا الجنتہ الجنتہ تھا۔ ممکن ہے کہ وہ محض ازد کا ہو۔

ہونے پر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے اور ہتھیار بندی میں رات گزارنے لگے۔

مسلمان جن کا کم نقصان ہوا تھا مگر جو تیروں سے البتہ زیادہ زخمی ہوئے تھے یہ بھی اپنے خیموں کی طرف پلٹے اور رومیوں کی طرح اسلحہ بند ہی رہے۔ انہیں سب سے پہلے نماز کا فکر ہوا چنانچہ انہوں نے سب سے اول بارگاہ خداوندی میں حاضری دی۔ پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں دو نمازیں ایک ہی ساتھ پڑھائیں اور فرمایا لوگو! اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت فرمائیں جس وقت تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو رحمت کا انتظار کیا کرو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مصیبت کے بعد ضرور نازل ہوتی ہے اب آگ روشن کرلو، اپنی حفاظت رکھو اور تکبیر وتہلیل کے نعرے لگاتے رہو۔

یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہاتھ ہاتھ میں پکڑا اور زخمیوں کو تلاش کر کے ان کی مرہم پٹی خود اپنے ہاتھ سے کرنے لگے۔ یہ دونوں حضرات لوگوں کو تسلی دیتے اور فرماتے جاتے تھے لوگو! تمہارے دشمن بھی تمہاری طرح رنج وغم اور درد والم میں مبتلا ہے اور تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس کی انہیں کوئی امید نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دونوں حضرات تمام رات لوگوں کے خیموں اور فرودگاہوں میں مرہم پٹی کرتے اور دلاسا دیتے پھرتے رہے حتیٰ کہ صبح نے آکر ان دونوں کے گشت کو کم کیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت رومی میدان سے ہٹ کر یرموک میں پہنچے تو باہان نے تمام سرداران لشکر اور افسران فوج کو جمع کیا اور انہیں زجر وتوبیخ کر کے کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہی حال ہو جاتا ہے اور تمہاری بزدلی خوف اور بے صبری ان مٹھی بھر عربوں کے مقابلہ میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ انہوں نے اس سے معذرت کی کہا کل ہم ان سے دل کھول کر لڑیں گے۔ ابھی تو ہمارے بہت سے شہ سواران کے مقابلے کے لئے نکلے تک بھی نہیں کل ہم ان کے چھکے چھڑ دیں گے اور کل کا میدان آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔ باہان کا یہ سن کر غصہ ٹھنڈا ہوا اور اس نے انہیں حکم دے دیا کہ وہ کل کے لئے بالکل تیار رہیں۔

دونوں فریقوں نے رات بھر اپنی اپنی حفاظت کی۔ رومی چونکہ کثرت سے قتل ہوئے تھے اس لئے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور وہ رات بھر فکر میں رہے۔ مسلمان اپنے دین قیم اور دین واثق کی بنا پر قوی دل رہے اور ان میں کسی طرح کا ضعف محسوس نہیں ہوا۔

مسلمانوں کا لڑائی کے لئے تیار ہونا

کہتے ہیں کہ جس وقت صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے نماز پڑھائی۔ ابھی پوری طرح مسلمانوں نے نماز سے فرصت بھی نہیں حاصل نہیں کی تھی کہ صلیبیں اور رومیوں کے نشانات جو جھاڑ کے کانٹوں اور بن کے درختوں کی تعداد میں تھے نظر آئے اور اس شان وشوکت کے ساتھ آگے بڑھے کہ گویا وہ ابھی تازہ دم ہیں اور کسی دشمن سے اب تک ان کا مقابلہ بالکل نہیں ہوا آ کے میدان میں صفیں مرتب ہونے لگیں اور لشکر قرینے سے کھڑے ہونے لگے۔ باہان کا تخت اسی ٹیلے پر جہاں کل تھا آج بھی نصب کیا گیا۔ تاکہ وہ لڑائی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہے۔ اس نے حکم دیا کہ لشکر بالکل تیار ہو جائے اور تاوقتیکہ مسلمان پیش دستی نہ کریں اس وقت تک ان پر حملہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ صف بندی کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔

افواج اسلام کے سرداروں نے جب رومیوں کو میدان کی طرف اس طرح پیش قدمی کرتے دیکھا تو ہر سردار نے اپنی ماتحت فوج

کو آواز دی اور قتال کی ترغیب دے کر جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمان سیدھے نماز سے فارغ ہو کے گھوڑوں کی طرف دوڑے۔ ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے اپنے سردار کے جھنڈے تلے آ کھڑے ہوئے۔ ہر سردار نے اپنا اپنا مورچہ قبضہ میں کیا۔ اور اپنی فوج کو نصیحت کرنے کے بعد خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت کے نازل ہونے کا یقین دلایا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے صفوں کے بیچ میں ایک چکر لگایا اور جہاد کی فضیلت ان کے ذہن نشین کرا کے ان چیزوں کی طرف جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے مجاہدین صابرین کے لیے تیار کی ہیں توجہ دلائی اور عمر بن سعید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے مامور کیا۔ پیدل پر سعید بن عمرو بن نفیل کو مقرر کیا۔ قوم مزینہ اور انصار کے پانچ سو تیر اندازوں کو میمنہ اور پانچ سو کو میسرہ اور پانچ سو کو قلب پر متعین کر کے ان تمام کے پاس گھومے اور فرمایا آپ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ اگر دشمن ہماری طرف بڑھے تو تیروں سے آپ ان کا چھتراؤ کر کے رکھ دیں۔ اللہ بزرگ و برتر کو تیر چلاتے وقت یاد کر لیں اور اس بات کا دھیان رکھیں کہ تیر متفرق ہو کر نہ نکلیں بلکہ تمام تیر ایک ہی کمان سے نکلتے ہوئے دشمن کی طرف گرتے نظر آئیں۔ اگر رومی خود تم پر حملہ آور ہو جائیں تو تاوقتیکہ میں کوئی حکم نہ دوں اس وقت تک برابر اپنی اپنی جگہ آپ حضرات کھڑے رہیں اور انچ بھر ادھر ادھر نہ سرکیں۔ یہ حضرات حسب حکم کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت یزید رضی اللہ عنہ کے پاس جن کے ہاتھ میں اس وقت علم تھا اور جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان کارزار کے لئے تیار ہو رہے تھے آئے اور فرمایا بیٹا! اگر تم نے نیک کام کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ نیکی کریں گے تم تقویٰ اور صبر کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے جتنا ہو سکے ڈرتے رہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین مبین اور حضور سرور عالم ﷺ کے شرع متین کی مدد و اعانت کرو۔ بے صبری اور خوف سے علیحدہ رہو۔ رب قدیر نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اولوالعزم لوگوں کا سا صبر کرو۔ اس وادی یرموک میں ہر شخص صبر کی چادر اوڑھنے والا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں شکست کھا کے بھاگتا ہوا نہ دیکھیں اس سے بالکل بچتے رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کی طرف نگاہ رکھو۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں حتی الامکان جہاں تک میری طاقت وہمت میں ہوگا صبر ہی کروں گا۔ میں اللہ بزرگ و برتر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معین و مددگار رہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے نشان کو حرکت دی۔ اور ساتھیوں کو بلایا اور جو رومی ان کے متصل تھے ان پر جا گرے۔ رومیوں نے بھی ادھر سے جواب دیا اور اس طرح ایک عظیم معرکہ برپا ہو گیا۔

حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دشمن کے چھکے چھڑا دیئے ان کی فوج بھی ابتلائے حسنہ میں مبتلا ہو گئی۔ ان کی جنگ فوج کے قلب کی جانب سے تھی یہ اسی طرح جواں مردی اور دلیری دکھلا رہے تھے کہ ایک رومی سردار جو نہایت سخت ڈیل ڈول کا تھا ایک نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے جس میں سونے کی ایک صلیب جڑی ہوئی تھی دس ہزار رومیوں کو لے کر نکلا اور مسلمانوں کے میمنہ کی طرف جہاں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور آپ کی فوج مقرر تھی چلا اور حملہ کر دیا۔ مسلمان حملے کی تاب نہ لا کر پیچھے مڑے اور اتنے ہٹے کہ دشمن کے اوائل لشکر جو میمنہ کے قریب تھا گھسا چلا گیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی لوٹ لوٹ کر حملہ کرتے تھے۔ کبھی آگے بڑھ جاتے اور کبھی پھر واپس آنے پر مجبور ہوتے تھے حتیٰ کہ رومی ان پر غالب آ گئے اور ان کے میدان کو صاف کرتے کرتے اس ٹیلے تک جس پر خواتین اسلام بیٹھی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے پیچھے ہٹاتے ہٹاتے چلے گئے اور اس ٹیلے کو گھیر لیا۔ ایک انصاری عورت نے یہ دیکھ کر چیخنا شروع کیا کہ کہاں اسلام کی حمایت کرنے والے اور کہاں ہیں دین کی اعانت کرنے والے؟

کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام ؓ چونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اس لئے علاج کی غرض سے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت آپ نے اس انصاریہ کا چیخنا سنا تو حضرت اسماء ؓ سے فرمایا یہ عورت کیوں چیخ رہی ہے؟ اور کہاں ہیں دین کے مددگار اور کہاں ہیں مسلمانوں کے طرفدار کیوں کہہ رہی ہے؟

حضرت عفرہ بنت عثمان ؓ [1] نے کہا یا ابن عمتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کا میمنہ مغلوب ہو گیا۔ اور رومیوں نے یہاں تک پہنچ کر ہمیں گھیر لیا۔ یہ انصاریہ اسی واسطے چیخ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! دین کا مددگار میں ہوں۔ مجھے ایسے وقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ بیٹھے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کپڑے کو جو آپ کی آنکھ پر پڑا ہوا تھا اتار کے پھینک دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے چھوٹا نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ الفاظ کہتے ہوئے کہ میں ہوں زبیر بن عوام، میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا رومیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور رومیوں پر نیزے کے بھرپور ہاتھ مارتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے انہیں مارتے مارتے الٹے پاؤں لوٹنے پر مجبور کیا اور ان کے گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت لیث بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عنایت کریں آپ نے تن تنہا بغیر کسی کی مدد کے تمام رومیوں کو پسپا کر کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ رومی اپنے لشکر تک ہٹتے چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی پھر ادھر پھرے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے تھے لوٹو لوٹو جنت سامنے ہے جنت، سامنے ہے جزم و احتیاط سے کام لو اور اے اہل اسلام صبر کرو۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے ساتھیوں اور آپ نے پھر حملہ کیا اور شکست اٹھانے کے بعد رومیوں کو ہٹا کے رکھ دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ جرجیر ارمنی نے ارمن کی تین ہزار جمعیت کے ساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ آپ کے ساتھی حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کے پاس سوائے آپ کی قوم کے پانچ سو آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا۔ آپ ارمنوں پر حملہ کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا اہل اسلام! کیا موت سے بھاگتے ہو؟ صبر کرو صبر کرو۔

یہ سن کر آپ کے ساتھی لوٹے اور ارمنوں پر حملہ کر دیا اور ان پر مار مار کے وہ مصیبت نازل کی جو آج تک کبھی ان پر نہیں آئی تھی حتیٰ کہ ارمنی اپنے لشکر کی طرف لوٹے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مورچے پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھی آپ کے گرد جمع ہوئے۔ آپ نے انہیں غصہ میں آ کر کہنا شروع کیا تم پر کیا مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان کافروں بغیر ختنہ کئے ہوئے عجمیوں کے آگے آگے ہو لئے اور شکست کھا کر بھاگ پڑے حالانکہ تم دین کے حامل اور رحمان کے بندے تھے کیا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا:

﴿وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۝﴾ (الانفال: ۱۶)

"جو کوئی سوائے دشمن کے چکمہ دینے یا کسی دوسری جماعت میں پناہ لینے کے لیئے لڑائی کے روز پیٹھ دے کر بھاگ پڑے پس تحقیق وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔"

---

[1] ایک نسخہ میں عفیرہ بنت غفار ہے۔

کیا تم نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن شریف میں نہیں پڑھا کہ:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾ (التوبة: ١١١)

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کی جانوں اوران کے مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔''

تم لوگ موت سے بھاگتے ہو جنت سے گریز کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ غزوہ احد اور حنین کے طرح کی ایک شیطانی لغزش تھی۔ اب آپ حملہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضرت شرحبیل حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر انہیں دعا دی اور آپ اپنی اس جمعیت کو لے کر اپنے مورچوں پر جو حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب تھا کھڑے ہو گئے اور اپنے مورچے کی حفاظت اور صیانت کی غرض سے اسی جگہ کھڑے رہے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے لوٹ کر اپنے مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے اور اپنے شعار کے کلمات کو دہراتے ہوئے اپنے دشمن پر جا پڑے۔ آپ کا شعار اس وقت وہی تھا جو مسلمانوں نے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں اختیار کیا تھا کہ: یانصر اللہ انزل یامنصور امته امته.

''اے اللہ! تیری مدد نازل ہو یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی خبر لیجئے۔''

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت ان کی یہ آواز سنی تو آپ بھی اپنی فوج کو لے کر چلے اور آپ نے رومیوں کے میمنہ پر اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا اور اس طرح ایک گھمسان کا رن پڑنے لگا اور رومیوں پر حملے کر کر کے انہیں پیچھے لوٹا دیا۔ یا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں کہ انہوں نے دشمن کو مار مار کر اس زور سے ایک حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹاتے ہٹاتے باہان کے خیمے تک بڑھتے چلے گئے۔ باہان ان بہادران اسلام کو دیکھ کر تخت سے کود کر بھاگا اور رومیوں کو چیخ چیخ کر آوازیں دے دے کے ان پر غصے ہونے لگا۔ رومی پھر پیچھے کو لوٹے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ انہوں نے آواز سنتے ہی اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس طرح آوازیں لگانے لگا۔ لا الہ الا اللہ یا منصور امت امت یا نصر اللہ انزل۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں کو تہ تیغ کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت مسلمانوں کے لئے وقف کر رکھی تھی اور مسلمان بڑھ بڑھ کے رومیوں کو مار رہے تھے کہ دفعتہً انہوں نے کہنے والے کی آواز سنی کہ جو کہہ رہا تھا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ اقرب ایہا الناس الثبات الثبات اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد نازل ہو اللہ جل جلالہ کی اعانت قریب ہو۔ لوگو! ثابت قدم رہو! ثابت قدم رہو۔

حضرت عامر بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس آواز دینے والے کی طرف غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے بیٹے یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نشان کے نیچے ہیں۔ تمام سرداران افواج اسلامیہ نے رومیوں پر سختی کے ساتھ حملہ کیا اور نہایت بے جگری کے ساتھ لڑے۔ رومیوں میں زنجیر والے لوگوں سے زیادہ کوئی ثابت قدم نہیں تھا۔ جس وقت مسلمان ان کے پاس پہنچتے تھے تو وہ اپنے مورچے پر نہایت استقلال کے ساتھ ڈٹے رہتے تھے اور حملہ آوروں کو پیچھے لوٹا دیتے تھے۔ رومی تیراندازوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جو قوم ارمن کے قلب میں بیٹھے ہوئے تھے اور جس وقت یہ مل کر تیراندازی کرتے تھے تو سورج ان کے تیروں میں چھپ جاتا تھا۔ اگر خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان یقیناً ہلاک ہو جاتے۔ مگر مسلمان نہایت خوشی اور سرور کی حالت میں واپس ہوئے اور رومیوں کا اتلاف جان ان سے کہیں زیادہ ہوا۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ کی ایک گھبرو کے ساتھ جنگ

کہتے ہیں کی رومی گھبروؤں میں سے سال کے پورے کی طرح کا ایک گھبرو سنہری زرہ پہنے اور طلائی خود جس میں سونے کے جڑاؤ کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی لگائے ہوئے نکلا۔ یہ ایک عمدہ گھوڑے پر جس کے اوپر لوہے کی ایک زرہ پڑی ہوئی تھی سوار تھا ہاتھ میں نیزہ اس نے نکلتے ہی گھوڑے کو ایک چکر دیا اور خود کو میدان میں ظاہر کر کے اپنے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ مسلمان اس کے ڈیل ڈول اور جسامت کو دیکھنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مسلمانو! اس کے قد و قامت سے نہ ڈرو بہت سے لمبے تڑنگوں کا دل چڑیا کے دل سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ تم میں سے کون شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی استعانت کے بھروسہ پر اس کے مقابلہ میں نکلے گا؟

یہ سن کر اہل عرب کے غلاموں میں سے ایک سیاہ پیدل غلام ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لئے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور جب اس نے اس گھبرو کے قریب ہونے کا ارادہ کر لیا تو اس کے آقا (مالک) یعنی حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اسے آواز دی اور جس وقت وہ لوٹ کے آپ کے پاس آ گیا تو آپ خود اس گھبرو کی طرف بڑھے۔ آپ ایک نہایت شجیع اور بہادر شخص تھے۔ آپ نے گھوڑے کو چکر دے کر اس کے گرد گھومنا شروع کیا۔ گھبرو بھی گھومنے لگا۔ یہ دونوں چونکہ نہایت عمدہ نیزہ باز تھے۔ اس لئے نیزہ بازی کرنے لگے اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ نیزوں سے شرارے اٹھنے لگے۔ آخر باز وست پڑ گئے اور یہ دونوں حریف ایک دوسرے سے کچھ دیر کے لئے جدا ہو کے پھر بڑھے اور تلواریں نکال نکال کر ایک دوسرے پر پل پڑے۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اس کے ایک تلوار ماری جو اوچھی پڑی۔ ادھر حریف نے آپ کے ایک ہاتھ مارا۔ دشمن کا بازو چونکہ قوی تھا اس لئے تلوار زور سے پڑی اور ڈھال، سپر اور کپڑوں کو کاٹتی ہوئی آپ کے بائیں بازو کو زخمی کرتی چلی گئی، زخم کاری لگا اور ہاتھ بے کار ہو گیا۔ آپ نے جس وقت اپنے زخم کو زیادہ دیکھا تو گھوڑے کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف سرپٹ ڈال دیا۔ گھبرو نے آپ کو اس طرح بھاگتا دیکھ کر اپنے گھوڑے کو ڈانٹ پلائی اور تعاقب کرتا ہوا آپ کے پیچھے چلا۔ آپ کا گھوڑا چونکہ نہایت تیز تھا اس لئے آپ مسلمانوں کے لشکر میں آ شامل ہوئے۔ خون زخم سے فوارے کی طرح چھوٹ رہا تھا قوم حمیر کے شہسوار آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا سردار! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا بہادران حمیر! کسی لڑائی میں ہتھیاروں اور ان کی مضبوطی پر بھروسہ مت کرو۔ ہمیشہ اللہ عزوجل کی ذات پاک پر جنگ میں توکل کیا کرو۔ انہوں نے کہا سردار کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے اس غلام کے پاس زرہ نہ دیکھ کر ازروئے شفقت کے اسے واپس بلا لیا تھا اور میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ میں گھوڑے پر سوار بھی ہوں اور زرہ اور عمدہ اسلحہ بھی میرے پاس موجود ہیں اس لئے اس کے بجائے اس کے مقابلہ میں میں نکلوں۔ مگر میرے ساتھ جو کچھ معاملہ پیش آیا وہ تم خود دیکھ ہی رہے ہو۔ اس سے پہلے کبھی بھی مجھے ایسا زخم نہیں لگا تھا۔ اس کے بعد قوم حمیر نے آپ کا زخم باندھ دیا اور آپ اپنے نشان کے نیچے جسے آپ ہی کی قوم کا ایک شخص اٹھائے ہوئے تھا کھڑے ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشر الحمیر! اگر تمہارا سردار زخمی ہو کر واپس آ گیا تو کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہے جو اس کا بدلا لے لے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شہسوار جو یمنی نیزے اور چمکتی ہوئی تلوار سے مسلح تھا آگے بڑھا اور دلیرانہ گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہوا اس گھبرو کے پاس پہنچا اور ایک چکر دے کے نیزے کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ دشمن کے سینے میں پار ہوتا چلا گیا حریف گرا اور اس کی روح دوزخ کے کسی کونے میں پہنچ گئی۔ حمیری سردار نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سامان اتارنا چاہا مگر رومیوں کے ایک چھوٹے سے دستہ نے اس پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے حمیر کا یہ شہسوار گھوڑے سے نہ اتر سکا بلکہ گھوڑا بڑھا کے

ان کے مقابلہ میں آیا اور انہیں مار مار کر پیچھے لوٹا دیا۔

اس کے بعد یہ حمیری شہسوار اس مقتول گھبرو کے پاس آیا اور اس کا سامان اتار کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے وہ اسی کو دے دیا۔ اس نے اپنی قوم کو اسے سپرد کیا اور خود پھر گھوڑا بڑھا کے میدان کی طرف چلا۔ ایک دوسرا آدمی اس کے مقابلے میں آیا مگر اس نے فوراً اس کو قتل کر دیا۔ تیسرا حریف بھی آیا وہ بھی تہ تیغ کر دیا گیا چوتھا دشمن نکلا۔ جس نے اس حمیری شہسوار کو شہید کر دیا اور چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر حمیری کا اسباب اتارے مگر انصار کے تیر اندازوں میں سے ایک شخص نے اس کی شست باندھ کے ایسا تیر مارا کہ اس کے سینے میں گھستا چلا گیا اور اس طرح یہ رومی بھی فی النار والسقر ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ رومی یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور مسلمانوں کی جماعت سے ڈرنے لگے۔ بعض سرداروں نے بعض کو آواز دینی شروع کی۔ یہ سردار جو اس تیر سے ... گیا تھا رومیوں کے نزدیک بہت مرتبہ کا آدمی تھا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ والی نابلس تھا۔ سرداروں اور بطارقہ کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر باہان نے انہیں تسکین دی۔ ملک لان جس کا نام مربوس تھا شاہانہ زرہ اور حریر کے کپڑے پہنے کمر میں جواہرات کا مرصع پٹکا باندھے آگے بڑھا او۔ دونوں صفوں کے درمیان میں گھوڑے کو چکر دے کر خود کو ظاہر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں والی لان ہوں میرے مقا۔ بلے کے لئے کوئی سردار ہی نکلے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں اسلامی پرچم لئے زرہ پہنے اور اس کے اوپر چمڑے کا کمر بند (پٹکا) باندھے سبز گھوڑے پر سوار ہو کے اس کے مقابلہ میں نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ یہ کون شخص مقابلہ کے لئے نکلا ہے۔ کہا گیا حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے یہ سن کر ان کے پاس کہلا بھیجا کہ نشان کسی آدمی کے جسے تم چاہو سپرد کر کے پھر میدان کی طرف بڑھو۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنی قوم کے ایک شخص کو وہ نشان دے دیا اور فرمایا تم اسے لئے ہوئے میری جگہ کھڑے رہو۔ اگر یہ کافر میرے اوپر حاوی ہو گیا تو اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا کہ وہ جسے چاہیں اسے عنایت کر دیں اور اگر میں لوٹ آیا تو میں آ کر تم سے لے ہی لوں گا۔ یہ کہہ کر آپ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے اس کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) ''میں دشمنوں کے نالائق اولاد پر عنقریب حملہ کروں گا بیندہ دینے والے تیز نیزے کے ساتھ اے سختی حدن
کہ تو قیصر روم کے واسطے آئے گی اور تمام رومی اپنے اپنے شہروں میں بھاگتے ہوں گے۔''

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی نصرت

کہتے ہیں کہ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار ان کے حریف نے بھی سنے مگر چونکہ عربی کم جانتا تھا اس لئے انہیں سمجھ نہ سکا اور پوچھنے لگا یا عربی! تم نے یہ کیا پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وہ کلام پڑھا ہے جو اہل عرب لڑائی کے وقت پڑھا کرتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں شجاعت و بطالت کا جذبہ موجزن ہو اور جو کچھ ہم سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کا اعتقاد دلوں میں راسخ ہو جائے۔ اس نے کہا تمہارے نبی کریم کی زبان سے کیا وعدہ کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے زمین کے طول اور عرض میں فتح دیں گے اور ہم شام، عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے۔ ترک خزر اور لان سے ہم لڑیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت و اعانت سے ان پر فتح مند اور غالب ہو جائیں گے۔ اس نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ ظالم کی کبھی مدد نہیں فرماتے اور تم ہم پر ظلم کرتے ہو اور جس چیز کا تمہیں کچھ حق نہیں ہے اس کو

ہم سے مانگتے ہو۔"

آپ نے فرمایا ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ زمین کے حقیقی مالک اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کا وارث بنا دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو کچھ عربی زبان جانتا ہے۔ اگر تو عبادت صلیب سے توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں شامل ہو جائے اور تیری روح سعادت کو قبول کرے۔ اس نے کہا میں دین مسیح کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ یہی دین حق ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہہ کر مسیح علیہ السلام معبود ہیں اور نہ اس بات کا عقیدہ رکھ کہ وہ مصلوب یا مقتول ہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب تک چاہا زمین پر زندہ رکھا اور پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھا لیا اس نے کہا میں اپنے قول میں کسی طرح نہیں پھر سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن سے صلیب کو نکالا اٹھا کر آنکھوں پر رکھا بوسہ دیا اور استعانت طلب کرنے لگا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا اور فرمانے لگے۔ کمبخت! تجھ پر تیرے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر جو تیرے اس قوم میں ہم نوا ہیں لعنت! یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی آپ کے حملے کا جواب دیا اور دونوں محارب اس طرح لڑنے لگے۔ دونوں نے گھوڑوں کو چکر دیئے۔ دونوں فریقوں کی آنکھیں ان کا تماشہ دیکھنے لگیں۔ مسلمانوں نے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے لئے دعا کرنی شروع کی۔ آپ نے جب حریف کی شدت اور سختی دیکھی تو شکست خوردہ لوگوں کی طرح میدان سے بھاگے۔ دشمن نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ نے کچھ دور جا کر گھوڑے کو آہستہ آہستہ کیا اور جب سمجھ لیا کہ اب دشمن بالکل قریب آ گیا ہے تو ایک دم گھوڑے کی باگ پھیر کر نیزہ ہاتھ میں لے کر پھرتی کے ساتھ اس کے سینہ پر نیزہ مارا۔ مگر دشمن نے وار خالی دیا اور بالکل صحیح وسالم رہا اور کہنے لگا یا معاشر العرب تم اس مکر و فریب کو نہیں چھوڑتے۔ آپ نے فرمایا بے وقوف! کیا تو نہیں جانتا کہ مکر و حیلے ہی کا نام حرب ہے اور فریب ہی اس کی اصل ہے۔ اس نے کہا پھر تمہیں اس تمہارے مکر نے کیا فائدہ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر پھر دونوں حریف جنگ کے فنون آشکارا کرنے لگے اور یہاں تک لڑے کہ دونوں کی تلواریں بے کار ہو گئیں اور ان کے ٹوٹ جانے کے بعد یہ دونوں بہت بری طرح آپس میں لپٹ گئے۔ مشرک چونکہ نہایت عظیم الجثہ تھا اور آپ کثرت صیام و قیام کی وجہ سے نحیف الجسم اس لئے اس نے اس زور سے آپ کو دبایا کہ آپ کا بند بند سست پڑ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ آپ کو زمین سے اٹھا کر قتل کر دوں۔ دونوں فریق انہیں دیکھ رہے تھے۔ ضرار بن ازورؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ دیکھ کر غصہ سے میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میں نے اپنے دل میں کہا ضرار! تف ہے تجھ پر کہ یہ کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کو شہید کر دے اور تو بیٹھا دیکھتا رہے۔ آخر تجھے اس کی مدد سے کس نے روک رکھا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چوکڑی بھرنے والے ہرن کی طرح پیدل ہی ان کی طرف چلے اور بھاگ کر ان کے قریب ہو گئے۔ ان دونوں کو ان کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں جو خنجر تھا انہوں نے اس کو پیچھے سے اس رومی کی کمر میں اس زور سے بھونکا کہ دل تک چیرتا چلا گیا۔ یہ کشتہ ہو کے نیچے گرا اور حضرت شرحبیل بن حسنہؓ اس کی گرفت سے چھوٹ گئے۔ حضرت ضرارؓ نے اس کا گھوڑا پکڑا اور اس پر سوار ہو گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے اس کے پاس جا کے اس کا اسباب اتارا، اور یہ دونوں حضرات اسلامی لشکر میں چلے آئے۔ مسلمانوں نے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو مبارک باد دی اور حضرت ضرار بن ازورؓ کا شکریہ ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ چونکہ والی لان کا سامان حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے لے لیا تھا۔ حضرت ضرارؓ نے ان سے لینا چاہا اور کہا کہ یہ میرا حق ہے کیونکہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے کہا چونکہ یہ میرا حریف تھا اس لئے مجھے ہی حق پہنچتا ہے کہ دونوں حضرات حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں آئے اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے یہ سوچ کر کہ

ممکن ہے یہ میرے فیصلے پر راضی نہ ہوں حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی بارگاہ عالی میں لکھ دیا کہ:

''یا امیر المومنین! ایک شخص میدان قتال میں ایک کافر کے مقابلے کے لئے نکلا، دشمن سے لڑا اور اپنی انتہائی کوشش کر چکا۔ دوسرا مسلمان اس کی اعانت کے لئے نکلا اور اس نے اس رومی کافر کو قتل کر دیا تو اس کا سامان ان دونوں مسلمانوں میں سے کس کا ہے۔''

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس خط میں ان دونوں حضرات میں سے کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ مقتول کا سامان قاتل کے واسطے ہے۔ چنانچہ جواب موصول ہونے پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت شرحبیل بن حسنہؓ سے وہ سامان لے کر حضرت ضرار بن ازورؓ کو دے دیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ سے کسی مسلمان نے دریافت کیا کہ حضرت ضرارؓ نے وہ سامان کس طرح لے لیا۔ آپ نے فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہے جسے چاہیں وہ عنایت کر دیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضرارؓ نے والی لان کو تہ تیغ کر دیا تو تمام رومیوں میں اس سے غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور ان میں سے ایک بہادر سوار نکل کے ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ اس کے مقابلے میں تشریف لے گئے اور اسے قتل کر کے اس کا سامان اتار لیا۔ دوسرا آیا اسے بھی آپ نے مار دیا۔ تیسرا آیا اسے بھی تہ تیغ کیا۔ چوتھا آیا اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان تمام کا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ آج حضرت زبیر بن عوامؓ نے رومیوں کے مقابلہ میں بہت کوشش کی ہے اور خداوند تعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان کو خوب خرچ کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں نصیب اعداء وہ تھک نہ جائیں۔

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں آواز دی اور قسم دے کر انہیں لوٹنے کے لئے فرمایا آپ اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ رومیوں میں سے ایک اور بطریق (سردار) نکلا جو والی لان کا داماد اور اس کا بادشاہ تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور جاتے ہی قتل کر ڈالا۔ اس کے سامان تاج، پٹکے صلیب، زرہ اور سر بند کا تخمینہ کیا گیا تو پندرہ ہزار کی ملکیت کا یہ سامان ہوا۔

یوم التعویر اور اس کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ جب اس کی خبر باہان کو دی گئی تو وہ غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا کہ ایک دن میں دو بادشاہ ہم میں سے قتل کر دیئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسیح (علیہ السلام) ہماری مدد نہیں کریں گے۔ اس کے بعد اس نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ساتھ متفق ہو کر تیر چلائیں۔ انہوں نے متفقہ طور سے مسلمانوں کی طرف تیر چلانے شروع کر دیئے اور ایک ہی دفعہ میں ایک لاکھ تیر پھینک دیئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں اولوں کی طرح تیروں کا مینہ برس رہا تھا۔ لوگ کثرت سے زخمی ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ سات سو مسلمان یک چشم ہو گئے اور اسی واسطے اس دن کا نام یوم التعویر (یک چشم ہونے کا دن) رکھا گیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو یک چشم ہوئے تھے حضرات ذیل بھی ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ، سعید بن زید بن عمر بن نفیل تمیمی، ابوسفیان صخر بن حرب، راشد بن سعید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس سانحہ اور واقعہ کے بعد جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کرتا تھا تو دریافت کرتا تھا کہ تمہاری آنکھ کو کیا صدمہ پہنچا تھا؟ تو وہ جواب دیتا تھا کہ صدمہ مت کہو بلکہ امتحان اور آزمائش کہو۔

راوی کا بیان ہے کہ ان تیروں کی بارش سے مسلمانوں کے لشکر میں ایک کہرام مچ گیا چاروں طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں **واعینا وابصراہ واحد قناہ** افسوس ہماری آنکھیں جاتی رہیں۔ افسوس ہماری بینائی جاتی رہی اور اس قدر اضطراب واقع ہوا کہ گھوڑوں کی باگیں پشتوں کی طرف پھیر دیں۔ باہان معلون نے جب مسلمانوں کا اضطراب اور گھبراہٹ دیکھی تو تیراندازوں اور رومیوں کو اور زیادہ ترغیب دینے لگا۔ اپنے آدمیوں کو آواز دی۔ مسلسلہ (زنجیر والے لوگ) مسلمانوں کی طرف چلے۔ جرجیر قناطر اور قوریر نے حملہ کر دیا۔ مگر باہان نے انہیں منع کیا اور کہا کہ حملے سے رکے رہو اور ان عربوں کو محض تیروں کا نشانہ ہی بنائے رکھو ان کے مغلوب کرنے کی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے۔ یہ سن کر تیراندازوں نے تیروں کی بارش میں اور زیادتی کرنی شروع کر دی۔ زنجیر والے لوگ اپنے اسلحہ سے مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ تلواریں ہاتھوں میں آتش کے شعلوں کی طرح دمکنے لگیں۔ لڑائی نے میدان پر قبضہ جمالیا۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں پر رحم کر کے جو انہیں چشم زخم پہنچے تھے بھاگنا شروع کیا۔

عبادہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتا سواروں کو پیچھے مڑتا اور گھوڑوں کو پلٹتے دیکھا تو میں نے کہا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللھم انزل علینا نصرك الذی نصرتنا به فی الموطن کلھا**۔ بارالہا! جو مدد آپ ہم پر ہر جگہ نازل فرماتے رہے ہیں وہی یہاں ہم پر نازل فرمائیے۔ اس کے بعد میں نے حمیر کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا یا معاشر الحمیر! جنت سے دوزخ کی طرف بھاگتے ہو۔ حاملان قرآن! آخر کیسا بھاگنا ہے کیا تم ننگ و عار سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم اللہ واحد قہار و جبار کے سامنے نہیں ہو۔ کیا وہ حالات پوشیدہ سے واقف کار نہیں ہیں افسوس تم کفار سے بھاگتے ہو۔

میری اس بات کا جواب کسی نے نہ دیا اور وہ ایسے بہرے ہو گئے کہ گویا بالکل ہی نہیں سنتے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا قبیلہ تو جواب سے گونگا ہو گیا۔ اب میں نے قبائل عرب کے ہر قبیلے کو آواز دینی شروع کی۔ مگر ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ میں نے زیادہ تر **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** کا ورد کیا اور برابر اسے ہی پڑھتا رہا۔ آخر نصرت خداوندی نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور ابھی بہت ہی کم وقفہ گزرا تھا کہ آسمان سے ہماری مدد آ گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ مسلمان لوٹتے لوٹتے اس ٹیلے تک جہاں عورتیں پناہ گزین تھیں پہنچ گئے اور سوائے صاحب رایات حضرات کے اور کوئی مقابلہ میں نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس معرکہ میں موجود تھا۔ میں نے یوم التعویر کے معرکہ سے زیادہ سخت اور کوئی معرکہ نہیں دیکھا۔ گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے۔ تمام مسلمان بھاگ پڑے تھے محض سرداران لشکر اپنے ہاتھوں میں نشانات لئے ہوئے لڑ رہے تھے حتیٰ کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، یزید بن ابوسفیان عمرو بن عاص، مسیب بن نجبہ الفرازی، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، فضل بن عباس، شرحبیل بن حسنہ، ضرار بن ازور اور مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا کہ یہ حضرات نہایت بے جگری کے ساتھ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے اس بے باکی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ انہیں اپنی جانوں کی مطلق پرواہ نہیں تھی۔ میں نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ چند نفوس آخر کب تک اس طرح لڑیں گے۔ مگر یہ برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان خواتین کے حملے سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزووں میں شامل ہوا کرتی تھیں ہماری مساعدت فرمائی۔

یرموک میں خواتین اسلام کی جنگ

راشد زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑائی میں جایا کرتی تھیں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی پانی پلایا کرتی اور میدان کارزار میں لڑا کرتی تھیں۔ میں نے خواتین قریش سے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ وہ غزووں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو کر اس قدر لڑی ہو جتنی کہ یہاں جنگ یرموک میں یہ بے جگری کے ساتھ لڑیں اور خلافت فاروقی میں انہوں نے کارہائے نمایاں کئے۔ جس وقت مسلمانوں پر عرصہ حیات بالکل تنگ ہو گیا۔ عرب قتل ہونے لگے رومی ان میں آ کر مل گئے اور انہیں ہر جگہ تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تو خواتین قریش نے مردانہ وار اٹھ کر ان کا مقابلہ کیا۔ مہاجرین کی عورتیں لخم اور جذام کے قبیلوں کی عورتوں سے مل گئیں۔ جنگ برابر قائم تھی شعلے بھڑک رہے تھے کہ انہوں نے اپنی قومیت' ماؤں کے نام اور اپنے لقبوں کو زور زور سے یاد کر کے لڑنا شروع کیا اور اولادوں کو گود میں اٹھا اٹھا کر گھوڑوں کے مونہوں پر چوبیں مار مار انہیں جنگ کی طرف لوٹا دیا۔

بعضوں نے مشرکین کا مقابلہ کیا اور بعضوں نے مسلمانوں کو مار مار کے جنگ کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا اور جب تک وہ لڑائی اور میدان کارزار کی طرف نہ پھر گئے اس وقت تک انہیں چین نہ لینے دیا۔ یہ برابر لڑ رہی تھیں۔ مردوں کی حمایت کرتی جاتی تھیں کہ رومیوں نے ان پر ہجوم کیا۔ رومیوں کے حملے سے لخم، جذام اور خولان کی عورتیں پسپا ہو کر پیچھے ہٹیں مگر حضرت خولہ بنت ازور، ام حکیم بنت حرث، سلمیٰ بنت لوی اور لبنیٰ بنت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان عورتوں کی طرف بڑھیں اور ان کے چہروں اور سروں پر چوبیں مار مار کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے بیچ میں سے نکل جاؤ تم نے ہماری جماعت کو بھی سست کر دیا۔

یہ سن کر خواتین پھر لڑائی کی طرف مڑیں اور بے خوف وخطر لڑنے لگیں۔ حضرت ام حکیم بنت حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلوار لئے ہوئے ان کے آگے آگے تھیں اور کفار کو پیچھے ہٹا دیتی تھیں۔ اس روز سوائے نصیحت کے عورتوں کی زبان پر اور کوئی الفاظ نہیں تھے۔ حضرت ام حکیم بنت حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہا مارتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ معاشر العرب! ان بغیر ختنہ کئے ہوئے کفار کو مار لو۔ یہی حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی جاتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں جو ہندی تلوار تھی اس سے مشرکین کو تہ تیغ کرتی جاتی تھیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے سوا کسی مرد کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ آپ بلند آواز سے نصیحت کر رہے تھے کہ معاشر المسلمین! یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے کہ اس میں اللہ جلالہ نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم اس امتحان میں پورے اترو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام آؤ۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شجاعت کے ساتھ اپنے شوہر زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش بدوش اپنے گھوڑے کی باگیں ان کے گھوڑے کی راسوں سے ملاتے ہوئے لڑ رہی تھیں اور جب وہ رومیوں پر کوئی حملہ کرتے تھے تو آپ بھی برابر اسی طرح رومیوں پر حملہ کرتی تھیں۔

مسلمان مردوں نے جب خواتین اسلام کی یہ بہادری اور ان کا اس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر لڑنا دیکھا تو ایک دوسرے سے جو اس کے قریب تھا کہنے لگا کہ اگر ہم ان عورتوں کی طرح بھی نہ لڑے تو ہمارا ان عورتوں کے بجائے چوڑیاں پہن کر پردے میں بیٹھ جانا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر وہ میدان جنگ کی طرف پھرے اور لڑنے لگے۔ خداوند جل وعلی نے واقعی جنگ یرموک کے روز خواتین قریش کو ہی جرات وہمت دی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد الرحمٰن بن فضل نے اور ان سے یزید بن ابوسفیان نے ان سے مکحول (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے روایت کی ہے کہ جنگ یرموک رجب ۱۵ھ میں واقع ہوئی ہے۔

حضرت خولہ بنت ازورؓ کا یرموک میں زخمی ہونا

حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومیوں میں سے ایک کافر نے ہم پر حملہ کیا تو حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں اور تلوار سے اس پر مسابقت کرنے لگیں۔ آپ کی تلوار آپ کے ہاتھ سے گری اور اس کافر کی تلوار آپ کے سر پر پڑی جس سے خون جاری ہو گیا اور آپ زمین پر گر پڑیں۔ حضرت عفیرہ بنت عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں زمین پر گرتا دیکھ کر چلائیں اور کہا کہ خدا کی قسم! ضرار اپنی بہن کی وجہ سے غمگین ہو گئے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اس رومی پر حملہ کیا اور اس کے تلوار کا ایک ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ اس کا سر دور جا کر گر پڑا۔ اس کے بعد آپ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ ان کا سر اپنے زانو پر اٹھا کر رکھا اور کہنے لگیں کہ کیا حال ہے؟ ان کے سر سے خون بہہ رہا تھا جس نے ان کے سر کے بالوں کو لالے کے پھول کی طرح سرخ رنگ کر دیا تھا۔ یہ کہنے لگی اچھی ہوں خدا کا شکر ہے۔ مگر میرا گمان یہ ہے کہ میں چند ساعت کی مہمان ہوں۔ اگر تمہیں میرے بھائی ضرار کا کچھ پتہ ہو تو بتلاؤ؟ انہوں نے کہا یا ابنت ازور! مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

یہ سن کر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی **اللھم اجعلنی فداء لاخی لا تفجع به الاسلام۔**
الٰہی! مجھے میرے بھائی کا فدیہ (عوض) کر دیجئے اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درد نہ پہنچا۔

حضرت عفیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھ سکیں۔ ہم چند عورتوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے خیمے میں لا کر لٹا دیا۔ جب رات ہو گئی تو میں نے انہیں دیکھا وہ تندرستوں کی طرح لوگوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخم کا ان پر کوئی اثر نہیں۔ ان کے بھائی نے بھی انہیں دیکھا چونکہ سر میں زخم تھا کہنے لگے یہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک کافر نے مار دیا تھا جسے حضرت عفیرہ نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا بہن! تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ میں نے تمہارے ایک زخم کے بدلے میں ان کے بہت سے زخم کھول دیئے اور ان کے بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کر دیا۔

لڑائی کا الاؤ اسی طرح گرم تھا اور آغاز دن سے سورج کے غروب ہونے کے قریب تک اسی طرح اپنے شعلے بھڑکا تا رہا رات جوں جوں قریب آتی جاتی تھی اس کی گرمی اور شدت اور تیز ہوتی جاتی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے سرداران لشکر اپنے اپنے نشانات لئے ہوئے برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ رات کی ظلمت نے ان دونوں حریفوں کے لشکروں کے مابین پردہ ڈال دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز قبیلہ بنی حمیر، لخم اور جذام کو ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف لوٹے۔ اس یوم التعویر کے دن چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ رومی کام آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس روز نو تلواریں ٹوٹیں۔ بعض حضرات جو جنگ یرموک میں حاضر تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس روز لڑنا سو بہادر اور شجیع جوانوں کے لڑنے کے برابر تھا۔

حازم بن معن رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میدان کارزار میں مشرکین کے اندر سے سبز اور ابلق گھوڑوں پر جو بڑے ڈیل ڈول گھوڑے تھے سوار ہو کر ریشمی کپڑے پہنے ہوئے بہت سے آدمی نکلے قلب لشکر میں گھسے چلے آئے اور سب نے ایک دفعہ ہی حملہ کر دیا۔ جرجیر کی ایک صلیب اپنے درمیان میں بلند کی۔ ان کا میمنہ ہمارے میسرہ کی طرف اور میسرہ ہمارے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا اور

ہم نے جس طرح جنگل میں جانور بھاگتے ہیں اس طرح ان کے سامنے سے بھاگنا شروع کر دیا۔ ہم بھاگ کے عورتوں کی طرف چلے اور ان عورتوں نے ہمارے مونہوں پر مار مار کر ہمیں اس طرف لوٹنے پر مجبور کیا۔ وہ مارتی جاتی تھیں اور چیخ چیخ کر کہتی جاتی تھیں الله الله لا تغموا لاسلام بهز متكم واتقوا الله ربكم ۔ اللہ بہت بڑے ہیں لوگو! اپنی ہزیمت سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اور اپنے رب سے ڈرو۔

نجم بن مفرح کا یرموک میں خطاب

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس قبیلہ بنی محارب کے ایک شخص نجم بن مفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ شخص عرب میں نہایت فصیح، بلیغ، خوش بیان، بلند آواز اور نہایت اعلیٰ درجہ کے مقرر سمجھے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ فصحائے عرب ان کی نظم اور نثر سننے کے لئے ان کے پاس دور دور سے آیا کرتے تھے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبدالملک بن محمد اور انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حسان بن کعب اور انہوں نے عبدالواحد اور انہوں نے عوف اور انہوں نے موسیٰ بن عمران یشکری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت نصر بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع نیل میں جنگ یرموک کا قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس طرح فرمایا کہ مسلمان ہزیمت کھانے کے بعد جب بھاگ پڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے بعد انہیں بنی محارب کے ایک شخص نجم بن مفرح کی تقریر کے سوا اور کسی کا کلام یا وعظ نصرت الاسلام کی طرف نہ لوٹا سکا۔ ان کی ہر ایک تقریر سجع اور قافیہ سے مزین ہوتی تھی اور یہ اپنے[1] ہر ایک کلام کو نہایت حسن ترتیب سے مجتمع کیا کرتے تھے۔ ہم نے ان کی اس تقریر کو جو انہوں نے یرموک کے دن کی تھی یاد کر لیا تھا۔ فصحائے متاخرین مثلاً اصمعی ابوعبیدہ لغوی انہی کے طرز کی پیروی اور اپنے کلام میں انہی کی متابعت کیا کرتے تھے۔ جنگ یرموک میں انہوں نے جو تقریر کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

لوگو! اس دن کے بعد ایک اور دن آنے والا ہے جس کا تم میں سے ہر شخص معائنہ کرنے والا ہے۔ جنت میں تم تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک سختیوں میں صبر نہ کرو اور خواہ کتنی ہی مصیبت نازل ہو جائے مگر جہاد سے حذر نہ کرو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرض سموات میں اگرچہ جنت بنائی ہے مگر اس کی کنجی سختی جھیلنے والوں کے لئے مرحمت فرمائی ہے۔ شہادت کا درجہ چونکہ تمام چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اور حصول رضائے رب کا ایک آلہ ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ کاسہ شہادت پی کر اپنے رب کو راضی کر لو اور جنت کے مستقبل کو اپنے لئے ماضی کر لو۔ یہ آتش حرب مشتعل ہے جس کا اشتعال دیرپا اور مستقل ہے ہلاکت اور بربادی آ گئی ہے۔ نفاق و شقاق کی گھٹا گئی ہے۔ کیا تم اس زمانہ کے نبی کے اصحاب نہیں ہو۔ اور کیا ابواب رحمت کے بواب نہیں ہو۔ کیا تم باری تعالیٰ جل مجدہ کی نصرت واعانت سے ناامید ہو گئے۔ کیا تمہارے اوج کے مہ وخورشید سو گئے۔ اپنے صبر واستقلال سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو مسرور کر دو اور اپنے حسن نیت کا ثبوت دینے کے لئے مشرکین کو مار کر دور کر دو۔ ہزیمت کھا کر بھاگنے سے احتراز کرو اور جبار وقہار مولا کے عذاب سے جو بھاگنے والوں کے لئے ہے اعراض کرو۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں اس اللہ جبار وقہار کی کہ جس کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے اس فلک دوار کی اور جن کے قبضہ میں جان ہے ہر جاندار کی اور جن کی ذات عالم ہے ہر شے کے مقدار کی کہ حوریں بناؤ سنگار کئے تمہارے انتظار میں ہیں اور ماء معین اور آب کوثر کے پیالے لئے ہوئے تمہارے بلانے کے اصرار میں ہیں۔

1. میں نے بھی حتی المقدور مسجع اور مقفع ترجمہ کر دیا ہے اگرچہ اردو میں اب متروک ہے۔

پس جس شخص کی تمنا دار بقا ہے اس کے لئے یہ آج کی مصیبت راہ ہدیٰ ہے اگر صحیح اور درست کرلو گے تم اپنی طلب تو پالو گے تم اپنا رب اگر محقق کرلو گے تم اپنا حملہ تو یاد رکھو فتح پائے گا تمہارا عملہ، ایسا نیزہ مارو کہ دشمن کا سینہ چور ہو جائے تا کہ تمہیں وصال حور ہو جائے۔ رومیوں پر تلواریں چلاؤ اور سیدھے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ صبر کرو صبر تا کہ کامل ہوا جر۔ مومنین کو اپنے حسن عمل سے شاد کرلو اور راہ ضلالت کی راہ روی کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو یاد کرلو۔ کفار کی جہالت کی موافقت نہ کرو اور نہ ان کے کسی قول کی مطابقت کرو۔ بلکہ اپنے اسلاف کے اعمال صالحہ کے نقش قدم پر چلو اور ان کے سبب سے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے کان اس پر دھرو۔ اللہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں اور اس طرح آیت نازل فرماتے ہیں:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور: ۵۵) بڑھو بڑھ گئے مقابلین کوشش کر رہے ہیں۔

مجاہدین: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

کہتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ سر بند باندھے حملہ کر رہے تھے اور اپنا نام لے لے کے کہ میں ہوں خالد بن ولید رومیوں کو ڈراتے جاتے تھے کہ آپ کی طرف ایک سردار جس کا نام نسطور تھا ریشمی کپڑے پہنے ہوئے نکلا اور آپ کو اپنے مقابلہ میں بلانے لگا۔ آپ چونکہ لڑائی میں مشغول تھے۔ اس لئے آپ نے نہ زیادہ اس کی طرف توجہ فرمائی اور نہ یہ سمجھے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مگر جب اس کو کسی زبان میں کچھ بڑبڑاتا ہوا دیکھا تو آپ فوراً سمجھ گئے اور اس کی طرف چلے دونوں میں سخت معرکہ شروع ہوا۔ عین معرکہ میں آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھانا چاہا مگر اس نے ٹھوکر کھائی اور اس کا منہ زمین پر جا کر لگا گھوڑے کی وجہ سے آپ بھی گھوڑے کے سر کی طرف مسلمانوں نے آپ کو جھکتا ہوا دیکھا تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا۔ آپ نے گھوڑے کی باگ تھام کے اسے شاباش دی۔ نسطور نے آپ کو جھکا ہوا دیکھ کے آپ کی پیٹھ پر تلوار ماری جس سے آپ کی پشت سست پڑ گئی۔ گھوڑا سنبھلا اور کھڑا ہو گیا۔ جھٹکا لگنے کی وجہ سے آپ کا کلاہ (ٹوپی) زمین پر گرا۔ آپ نے آواز دے کے لوگوں کو اس کے اٹھانے کے لئے فرمایا۔ بنی مخزوم کا ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے اٹھا کر اسے پیش کر دیا۔ آپ نے اسے لے کر فوراً سر پر رکھ لیا۔ دریافت کیا گیا کہ یا ابا سلیمان آپ ایسی شدید لڑائی میں مشغول ہیں اور کلاہ اٹھانے کو فرماتے ہیں۔

آپ نے فرمایا حضور آقائے دو جہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کو منڈوایا تھا تو میں نے آپؐ کے بالوں میں سے کچھ بال اٹھا لئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تھا خالد! انہیں کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں بطور تبرک کے اپنے پاس رکھوں گا اور لڑائی میں دشمنوں پر ان کے وسیلے سے استعانت کیا کروں گا؟ آپؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک تمہارے پاس یہ بال موجود رہیں گے۔ اس وقت تک تم انشاء اللہ العزیز مظفر منصور ہو گے۔ میں نے وہ بال اپنے کلاہ کے اگلے حصہ میں رکھ لئے تھے اور اس وقت سے اب تک جب کبھی بھی میں اس کلاہ کو اپنے سر پر رکھ کر دشمنوں سے لڑا ہوں ہمیشہ ان پر فتح ہی پائی ہے۔

یرموک میں رومیوں کی ہزیمت

کہتے ہیں کہ آپ نے وہ کلاہ لے کر سر پر رکھا سرخ سر بند مضبوط باندھا اور نسطور پر حملہ کر دیا اور تلوار کا اس زور سے ایک ہاتھ مارا

کہ اس شانے سے اس شانے تک تلوار نکلی چلی گئی۔ چاہا کہ ایک دوسرا ہاتھ بھی رسید کر دیا جائے مگر اس کے ساتھیوں نے ہلہ کر دیا اور اسے پکڑ کر کھینچتے چلے گئے اس کا دم ان کے ہاتھوں میں ہی نکل گیا جس کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ لڑائی کو ایک خدائی صاعقہ سمجھ کر چکا چوند ہو گئے۔ آپ لڑائی کے لئے بلاتے تھے مگر یہ لڑائی سے گریز کرتے بھاگتے اور اپنے لئے موت کا پیغام سمجھتے تھے۔ آخر آپ کے مقابلہ میں کوئی شخص نہ نکلا۔ آپ نے رومیوں میں گھس کر اس قدر شمشیر زنی کی کہ آپ کے بازو شل ہو گئے۔ حضرت حرث بن ہشام مخزومی ؓ کو آپ پر رحم آیا اور یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ایہا الامیر! حضرت خالد بن ولید ؓ نے اپنا فرض ادا کر دیا اور ان کی تلوار پر جتنا حق تھا وہ پورا کر چکی۔ اب اگر آپ انہیں استراحت کا حکم فرمائیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ ان کی طرف چلے۔ اور انہیں قسم دے دے کر یہ فرمانے لگے۔ خالد آگے مت بڑھو اور تھوڑی سی دیر آرام کر لو۔ آپ نے کہا یا امیر المومنین! خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح جام شہادت لبوں تک پہنچ جائے اور میں پی لوں۔ اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری نیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے پھر حملہ کر دیا اور جب تک اپنے حملے کے نتیجے کو ظاہر نہ کر دیا اس وقت تک واپس نہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اس حملہ میں آپ کا ہاتھ بٹایا اور ہزیمت کھانے کے بعد آپ کی تقویت کے لئے پھر رومیوں کی طرف پلٹے۔ خواتین اسلام آگے آگے ہوئیں اور حملہ کر دیا۔

دونوں فریقوں میں لڑائی ہونے لگی۔ آخر رومی ہزیمت کھا کے بھاگے اور ہزاروں کی تعداد میں وہیں ڈھیر ہو کے رہ گئے۔ اسی طرح رومی مسلسل اکثر مارے گئے اور بہت سے گھوڑوں کے سموں میں روند دیئے گئے۔ آخر آفتاب اپنی کرنوں کے نیزے تانے مغرب کی طرف مائل ہوا۔ دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہوئے خون بہہ رہا تھا۔ زمین مقتولوں کی نعشوں سے پٹی پڑی تھی۔ دونوں لشکروں میں زخمی ہی زخمی نظر آ رہے تھے البتہ رومیوں میں زیادہ تھے اور مسلمانوں میں کم۔ ہر ایک قوم اپنی اپنی اصلاح اور اپنے اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول ہوئی۔ عورتوں نے کھانا تیار کرنا زخموں کو دھونا ان پر مرہم پٹی لگانا اور جن چیزوں کی مردوں کو ضرورت ہوئی ان کے فراہم کرنے کی کوشش شروع کی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کے لڑائی میں تھک جانے کی وجہ سے فوج کے چاروں طرف گشت کرنے کے لئے کسی صاحب نشان کو حکم نہیں دیا بلکہ مہاجرین کی ایک جماعت ساتھ لے کر اس کام کو خود اپنے ذمے رکھا اور گشت کرنے لگے۔ اثنائے گشت میں آپ نے دفعتہً دو سواروں کو بھی گشت کرتے دیکھا کہ وہ بھی آپ کی طرح گشت میں مشغول ہیں اور جس وقت آپ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو وہ دونوں محمد رسول اللہ کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ آپ انہیں معلوم کرنے کے لئے ان کی طرف بڑھے اور جس وقت ان کے قریب ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں حضرات حضرت زبیر بن عوام ؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا اور کہا یا ابن عمۃ رسول اللہ ﷺ! آپ دونوں حضرات یہاں کیسے تشریف لائے؟ حضرت زبیر بن عوام ؓ نے کہا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے (یعنی حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے) مجھ سے کہا کہ مسلمان چونکہ بہت زیادہ تھک رہے ہیں۔ اس لئے آج شاید تمام رات یہ آرام کرنے میں مشغول رہیں اور گشت کا کام نہ کر سکیں۔ کیا تم ان کی حفاظت وصیانت میں میرا ہاتھ بٹا سکتے ہو؟ میں نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے یہ سن کے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ حضرات اب آرام کریں حفاظت کے لئے ہم کافی ہیں مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور صبح تک برابر گشت لگاتے رہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل حمص کے رؤسا میں سے ایک رئیس ابوالجعید نامی تھے جس نے حمص کی سکونت ترک کر کے

مضافات حمص کے ایک گاؤں میں جس کا نام زرعت تھا وہاں کی آب و ہوا کی عمدگی کی وجہ سے رہائش اختیار کر لی تھی جس وقت رومی یرموک کے میدان میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے تو وہ (رسد وغیرہ کے لئے) اس گاؤں میں ابوالجعید کے پاس بھی آئے۔ابوالجعید نے ان دنوں میں ایک نئی شادی کی تھی اور اس روز عروسی (ولیمہ) کھانے کا انتظام کر رہا تھا۔پہلی بیوی اس کھانے کی منتظمہ تھی۔ابوالجعید نے رومیوں کو ایک پرتکلف دعوت دی،عمدہ عمدہ کھانے کھلائے،شراب پلائی اور بہت تعظیم و تکریم سے ان کے ساتھ پیش آیا۔رومیوں نے کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس سے اس کی نئی بیوی کی خواہش کی۔اس نے انکار کیا اور بہت سخت وشست کہا مگر یہ برابر اس کی ہم بستری کا اصرار کرتے رہے۔آخر جب اس نے انہیں بہت برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کی اس نئی بیوی کو زبردستی اٹھا لیا اور تمام رات اس سے منہ کالا کرتے رہے۔

ابوالجعید غم اور غصے کی وجہ سے رونے لگا اور ان کے حق میں بہت بددعائیں کیں۔رومیوں کو اس پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے اس کے لڑکے کو پکڑ کر قتل کر دیا۔اس کی ماں (پہلی بیوی) نے لڑکے کا سر اپنی گود میں رکھا اسے لے کر رومیوں کے سردار کے پاس آئی۔سر کو اس کے سامنے رکھ کے شکایت کرنے لگی اور کہا کہ دیکھ تیرے لشکریوں نے میرے لڑکے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ تو ان سے اس کا بدلہ لے۔اس سردار نے اس کے کلام اور عرضداشت پر کچھ توجہ نہ کی۔اس عورت نے جب سردار کی بالکل توجہ نہ دیکھی تو کہا خدا کی قسم تم عربوں پر کبھی فتح نہیں پا سکتے اور بددعا کرتی ہوئی چلی آئی۔ابھی بہت تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے کیف کردار کو پہنچ گئے۔

اہل حمص کے رئیس ابوالجعید کا مسلمانوں سے عہد لینا

کہتے ہیں کہ جب نسطور قتل ہو گیا تو ابوالجعید مسلمانوں کے لشکر میں آیا اور حضرت خالد بن ولید ؓ کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔یہ لشکر جو آپ کے مقابلہ میں پڑا ہوا ہے۔اگر یہ اپنے آپ کو آپ حضرات کے سپرد بھی کر دے تو چونکہ اس کی ایک بہت بڑی تعداد ہے اس لئے پھر بھی آپ کو ان کے قتل کرنے میں ایک مدت مدید چاہئے۔اگر میں ان کے ساتھ ایک رات کے اندر ایسا مکر کروں کہ آپ ان پر فتح پا جائیں تو آپ مجھے کیا عنایت کریں گے اور میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں گے۔مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہ دیں گے اور ساتھ ہی یہ اعانت کریں گے کہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہل بیت سے جزیہ نہیں لیں گے اور اس کا تجھے ایک اقرار نامہ لکھ دیں گے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب ابوالجعید مسلمانوں سے اقرار نامہ لکھوا چکا اور معاہدہ پر توثیق کے لئے دستخط ثبت ہو چکے تو یہ رومیوں کے لشکر میں گیا۔رومی یاقوصہ نامی ندی سے جو وہاں ایک بہت بڑی ندی تھی واقف تھے یہ رومیوں کو سکھا بہکا کے جہاں جنگل میں بہت زیادہ پانی بھرا ہوا تھا لایا اور اس ندی کے داہنے کنارے پر انہیں ٹھہرا کے کہنے لگا۔یہ عربوں کے آنے کی جگہ ہے یہاں وہ لوگ آیا کرتے ہیں۔میں ان سے بہت جلدی ایسا مکر کرنے والا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ عنقریب ہی ہلاک ہو جائیں گے۔تم اسی جگہ بیٹھے رہنا یہاں سے نہ ہلنا۔اس طرح یہ تاقوصہ ندی کو عربوں اور رومیوں کے درمیان حائل کر گیا کہ ایک طرف رومی ہو گئے اور دوسری طرف عربی تھے۔رومیوں کو اس کی گہرائی کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ کتنی گہری ہے انہیں یہاں بٹھلا کے یوم التعویر کے دن جب اس نے پوری طرح سمجھ لیا کہ اب عربی ہی مظفر و منصور ہیں تو یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی طرف چلا۔آپ اس رات بہ نفس نفیس فوج کے چاروں طرف گشت لگا رہے تھے اور چند مسلمان مہاجرین کے ہمراہ رات کو پہرہ دے رہے تھے۔یہ آ کے آپ سے

کہنے لگا آپ بالکل بے فکر ہیں کسی طرح کا آپ نے بندوبست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا جب کل کی رات ہو تو لشکر میں کثرت سے آگ جلوا دینا۔ یہ کہہ کر یہ رومیوں کو چکمہ دینے اور کوئی حیلہ ومکروفریب ان سے کرنے کے لئے پھر پلٹ گیا۔ دوسری رات ہوئی تو مسلمانوں نے دس ہزار جگہوں سے بھی زیادہ آگ روشن کرادی۔ جب تمام جگہ آگ روشن ہوگئی تو ابوالجعید پھر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ مسلمانوں نے اس سے کہا۔ تیرے کہنے کے بموجب ہم نے ہر جگہ آگ جلادی ہے اب اس کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے پانچ سو بہادر تیار ہو کے میرے ساتھ رہیں تاکہ میں انہیں جو کچھ کہوں وہ اس کو پورا کرتے رہیں۔

رومیوں کا ناقوصہ ندی میں ڈوبنا

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں میں سے پانچ سو آدمی منتخب فرمائے جن میں منجملہ دیگر حضرات کے حسب ذیل اشخاص بھی شامل تھے:۔

ضرار بن ازور، عیاض بن غنم بن طارق ہلالی، رافع بن عمیرۃ الطائی، عبداللہ بن قرط، عبداللہ بن یاسر، عبداللہ بن اوس، عبداللہ بن عمر بن خطاب۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور غانم بن عبداللہ اللیثی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جس وقت یہ حضرات بالکل تیار ہوگئے تو ابوالجعید انہیں غیر معروف راستہ سے لے کر رومیوں کے لشکر کی طرف چلا اور جس وقت ان کے بالکل قریب ہوگیا تو مسلمانوں کے چند آدمی لے کر ندی کے گھاٹ کی طرف آیا۔ اس گھاٹ کو سوائے اس ابوالجعید اور باشندگان یرموک کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے اس نے ان مسلمانوں کو بتلا کر ان سے یہ کہا کہ تم اب رومیوں پر حملہ کردو اور پھر شکست کھا کے اس گھاٹ کی طرف بھاگ آؤ اور مجھے اور ان رومیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ایک آواز لگائی اور رومیوں پر حملہ کردیا۔ پھر شکست کھا کے گھاٹ کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے بھاگتے ہی ابوالجعید نے زور زور سے چلانا شروع کیا۔ یا معاشر الروم! ان شکست خوردہ مسلمانوں کو آگے رکھ لو اور انہیں پکڑ لو جانے نہ پائیں انہوں نے تمہارے فریب دینے کو دیکھ لو آگ روشن کررکھی ہے، سامان جنگ سے بالکل آراستہ ہیں اور اب میدان جنگ سے بھاگ پڑے ہیں۔ رومی یہ سمجھ کر کہ کہنے والا بالکل سچ کہہ رہا ہے جلدی میں ان کے پیچھے بھاگ پڑے۔ عجلت میں کوئی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوگیا اور کوئی پیدل ہی چل نکلا۔ ابوالجعید ان کے آگے آگے اڑا چلا جارہا تھا حتیٰ کہ ان تمام کو ندی پر لا کھڑا کیا اور کہنے لگا یہی گھاٹ ہے۔ اس سے اتر اتر کر ان کا تعاقب کرو۔ رومی گھبراہٹ میں بغیر سوچے سمجھے بڑھنا شروع ہوئے اور ندی میں ایک دوسرے کے اوپر لگاتار گرنے لگے۔ حتیٰ کہ ٹڈی دل کی طرح ہزارہا آدمی اس کے اندر گر گئے اور رومیوں کا اس میں ڈوب ڈوب کر اس قدر اتلاف جان ہوا کہ جس کا احاطہ اور ادراک زبان اور دل سے کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ چونکہ رومی اس میں ڈوب ڈوب کر بہت کم ہوگئے تھے اس لئے عربوں نے اس ندی کا نام ناقوصہ رکھ دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ رومیوں کی سرگزشت ہے۔ ان کے اگلے آدمی کو پچھلے کی خبر تک نہ ہوئی کہ اس پر کیا گزری حتیٰ کہ سپیدہ صبح نے رات کی تاریکی کو چیر کر انہیں اصل حالات سے مطلع کیا اور انہوں نے آفتاب کی روشنی کی مدد سے یہ معلوم کیا کہ مسلمان اپنے خیموں میں بحفاظت تمام موجود ہیں اور انہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ البتہ انہوں نے ہم پر رات ایک ایسی مصیبت کا پہاڑ اٹھا کے ڈال دیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہماری ہزارہا کی تعداد گھٹ گئی ہے۔ بعض نے بعض سے دریافت کیا کہ رات

ہمارے لشکر میں وہ چیخنے والا کون تھا۔ دوسرے نے کہا وہ وہی تھا جس کی عورت کے ساتھ تم نے زنا کیا تھا اور جس کے لڑکے کو تم نے قتل کر دیا تھا اس نے اب تم سے اس طرح اپنا بدلہ لے لیا۔

باہان کا قوریر سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کرنا

راوی کا بیان ہے کہ صبح ہوئی تو باہان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔ یہ اس اپنی مصیبت عظمیٰ اور اپنے لشکر کے واقعہ ہائلہ کو سن کر سمجھ گیا کہ میری موت اب قریب ہی آ گئی ہے اور عرب ضرور مظفر و منصور ہوں گے۔ یہ سوچ کر اس نے قوریر کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے یہ مشورہ طلب کیا کہ عرب ہم پر غالب ہو گئے ہیں۔ اگر اب انہوں نے ہم پر متفقہ حملہ کیا تو ہم میں سے کوئی متنفس زندہ نہیں رہ سکتا۔ آیا تیرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ہم ان سے لڑائی کی تاخیر کے متعلق کچھ گفت و شنید کریں تاکہ التوائے جنگ کے ایام میں اپنی جان بچانے کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔ قوریر نے کہا بہت بہتر ہے۔ ایسا ضرور کرنا چاہئے۔

باہان نے قوم لخم کے ایک آدمی کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں جا کے یہ پیغام پہنچا دے کہ جنگ ایک ڈھلتے[1] ہوئے سائے کی طرح ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔ اسی طرح دنیا بھی ایک گھومنے والی چیز ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ مکر کیا ہے اب ظلم اور بغاوت نہ کرو ظالم ہمیشہ گرا کرتا ہے۔ آج جنگ کو ملتوی رکھ کل جو کچھ ہمارے آپ کے مابین فیصلہ ہونا ہوگا ہو جائے گا۔ لخمی یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ پیام پہنچا دیا۔ آپ نے چاہا کہ اس کی اس درخواست کو قبول کر لیا جائے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا ایہا الامیر! ایسا نہ کیجئے ورنہ قوم کے لئے بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔

یہ سن کر آپ نے لخمی سے کہہ دیا کہ تو باہان کے پاس جا کر کہہ دے کہ ہمیں چونکہ جلدی ہے اس لئے لڑائی میں تاخیر نہیں کر سکتے۔

ایلچی یہ سن کر باہان کے پاس آیا اور جواب سے مطلع کر دیا۔ اسے یہ بڑا شاق گزرا اور یہ سراسیمہ اور حیران سا ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے عربوں سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ میری صلح کی درخواست کو اس طرح ٹھکرا دیں گے بلکہ مجھے قوی امید اور پورا بھروسہ تھا کہ وہ میری اس عرضداشت کو قبول کر لیں گے۔ صلیب کی قسم! میرے سوا اب ان کے مقابلہ پر کوئی نہیں نکل سکتا۔ یہ کہہ کے اس نے رومیوں، ارکان سلطنت والیان ملک اور ان لوگوں کو جن پر انہیں سختی اور شدت کے وقت پر پورا پورا بھروسہ تھا آواز دی اور تیاری جنگ کے لئے انہیں حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ باہان کے حکم کے ساتھ ہی اس کا لشکر تیار ہو گیا۔ اس نے صلیب آگے کی اور یہ لشکر کا پیشرو ہو کے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ مسلمانوں نے بھی فوراً بڑھ کے اپنا مورچہ اپنے قبضہ میں کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا چکے تو آپ نے انہیں بہت جلدی تیار ہو جانے کا حکم دیا اور یہ تیار ہو ہو کے اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر آ آ کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اصحاب رایات کی صف بندی کی اور اس لشکر میں جو لشکر زحف کے نام سے مشہور تھا کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس بات کا یقین کر لیا کہ اب ہم انشاء اللہ العزیز مظفر و منصور رہیں۔

آفتاب عالمتاب جب اپنی تیز تیز کرنوں کے ساتھ دنیا کی طرف بڑھا تو جرجیر جو رومیوں کے والیان ملک میں سے تھا میدان کی طرف نکلا اور کہنے لگا کہ میرے مقابلہ میں عربوں کے سردار کے سوا اور کوئی شخص نہ نکلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ سنا تو

---

[1] اصل کتاب میں تو یہ ہے کہ جنگ ایک ڈول ہے مگر اردو میں اس کا محاورہ نہیں بلکہ سائے کا محاورہ ہے۔

فوراً تیار ہو گئے اور اپنا نشان حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے فرمانے لگے ابو سلیمان! اس کے مستحق تم ہی ہو۔ اگر میں اس سردار کی لڑائی سے واپس آ گیا تو اسے میں واپس لے لوں گا۔ اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو جب تک حضرت عمرؓ اپنی رائے مبارک سے کسی کو تجویز فرمائیں اس وقت تک تم اسے اپنے پاس رکھنا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا آپ توقف فرمائیں۔ اس کے مقابلہ میں میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ مجھے ہی بلاتا ہے اور میں ہی اس کے مقابلے میں جاؤں گا اجر و ثواب میں البتہ تم میرے شریک ہو۔

یہ کہہ کر آپ میدان کارزار کی طرف چل دیئے۔ تمام مسلمانوں کو آپ کا جانا ناگوار گزرا اور ہر ایک نے بڑھ بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا۔ مگر آپ نے جب زیادہ اصرار کیا تو مسلمانوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جرجیر کے قریب پہنچ گئے۔ جرجیر نے جب آپ کو دیکھا تو کہا کیا آپ ہی اس لشکر کے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ میں نے میدان کارزار میں تیرے بلانے کو منظور کر لیا ہے اب تو ہے اور عرصہ میدان۔ تمہاری ہزیمت میں اب کچھ کسر باقی نہیں رہی مگر یہ کہ پہلے میں تجھے قتل کروں اور تیرے بعد باہان کو۔ اس نے کہا صلیب کی امت تم پر غالب آ جائے گی۔ اور یہ کہہ کر حملہ کر دیا۔ آپ نے بھی حملہ کا جواب دیا۔ دونوں حریفوں میں جنگ ہونے لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز تمام مسلمان آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور باری تعالیٰ جل مجدہ سے آپ کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ جرجیر اپنے حریف سے پشت دے کر لشکر کی طرف بھاگا اور مشرکوں کے لشکر کے میمنہ کی طرف رخ کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ جرجیر بجلی کی طرح پھر پیچھے لوٹا اور دونوں حریفوں کی تلواریں ایک ساتھ پڑیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی ضرب نے سبقت کی اور آپ کی تلوار اس شانے پر پڑ کر دوسرے شانے کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ آپ نے زور سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ مسلمانوں نے تکبیروں کی آوازیں بلند کیں۔ آپ اسی جگہ ٹھہر گئے اور اس کی لاش کو دیکھ کر اس کے ڈیل ڈول پر تعجب کرنے لگے۔ اس کے اسباب میں سے آپ نے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو آواز دی اور کہا ایہا الامیر! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنا کام جو آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے واجب فرمایا تھا پورا کر چکے۔ اب آپ تشریف لے آئیں۔ آپ وہیں ٹھہرے رہے اور تشریف نہ لائے۔ مسلمانوں نے آپ کو قسمیں دے دے کے مراجعت پر مجبور کیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے نشان لے کر کھڑے ہو گئے۔

باہان نے جب جرجیر کو اس طرح قتل ہوتا ہوا دیکھا تو چونکہ جرجیر ارکان سلطنت کا ایک رکن سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا قتل اس پر بہت شاق گزرا اور اس نے یہ چاہا کہ بھاگ پڑے مگر پھر اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ ہرقل کے پاس جا کر کیا عذر بیان کروں گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں خود جنگ کے لئے نکلوں۔ اگر میں مار دیا گیا تو اس ننگ و عار سے چھٹکارا ملے گا اور اگر صحیح و سالم رہا تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے بادشاہ کے حضور میں اس طرح زیادہ سرخروئی حاصل ہوگی۔ یہ سوچ کر اس نے لوگوں کو مطلع کیا کہ میں بذات خود لڑائی کے لئے نکلنا چاہتا ہوں۔ یہ سامان جنگ سے مزین ہوا۔ پر تکلف لباس پہنا سونے کے ایک مجسمہ کی طرح چمکتا ہوا باہر نکلا اور سرداروں رہبانوں اور پادریوں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ ہرقل بادشاہ اس معاملے میں تم سے زیادہ جانتا ہے اسی واسطے اس نے ان مسلمانوں سے صلح کا ارادہ کیا تھا مگر تم نے اس کی مخالفت کی۔ یاد رکھو! اب میں خود ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔

یہ سن کر سلطنت کے سرداروں میں سے ایک سردار جو اپنے دین و مذہب کا نہایت متبع احکام انجیل کا فرماں بردار اور رہبان و کنائس کی تعظیم و تکریم کا دلدادہ تھا اور ساتھ ہی جرجیر کا نسب و حسب میں قرابت دار آگے بڑھا۔ جرجیر کے قتل سے اسے چونکہ سخت صدمہ ہوا تھا اس لئے یہ باہان سے کہنے لگا۔ صلیب کی قسم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے میں نکلوں گا اور میں جرجیر کا ان سے بدلہ لوں گا۔ یا خود قتل ہو جاؤں گا یا اس کے قاتل کو تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا۔ مجھ پر جہاد فرض ہو گیا ہے۔ میں مسیح (علیہ السلام) کے اس فرض

کو جو مجھ پر عائد ہوگیا ہے ضرور پورا کروں گا اور اب مجھے سوائے مبارزت کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ باہان نے اسے اس کی رائے پر
چھوڑا اور یہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہوگیا اور اس کا نام جرجیس[1] تھا اس نے زرہ پہنی۔ زرہ پر لوہے کا لباس چڑھایا۔ تلوار حمائل کی
بچھوہ ہاتھ میں لیا۔ راہبوں نے اس کی فتح کی دعائیں مانگیں کنیسوں میں جو بخور مستعمل ہوتے ہیں ان کی اسے دھونی دی۔ عموریہ کا
راہب اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں جو صلیب لٹک رہی تھی اسے دے کر کہنے لگا یہ صلیب (مسیح علیہ السلام) کے زمانہ کی ہے
جو رہبانوں کی وارثت میں یکے بعد دیگرے چلی آتی ہے اور وہ اس سے ہمیشہ مس کرتے اور اسے چومتے رہتے ہیں یہ لے یہ جنگ
میں تیری مدد کرے گی۔ جرجیس اسے لے کے میدان کی طرف چلا اور نہایت فصیح عربی میں اپنے مقابل کو بلانے لگا حتیٰ کہ لوگوں کو اس
کی فصاحت سے یہ گمان ہوگیا کہ یہ نصرانی عرب ہے۔

حضرت ضرار بن ازور شعلہ نار کی طرح اس کی طرف چلے اور جس وقت اس کے قریب ہو گئے تو اس کا ڈیل ڈول قد و قامت اور
سامان جنگ دیکھ کے اپنے نکلنے پر نادم ہوئے۔ پھر دل میں کہنے لگے اگر اس کی موت آ گئی ہے تو یہ لوہے وغیرہ کا سامان اسے اس کی
موت سے کبھی نہیں روک سکتا۔ اس کے بعد آپ پیچھے لوٹے مسلمانوں نے گمان کیا کہ یہ ڈر کے بھاگ آئے۔ حتیٰ کہ ایک کہنے والے
نے یہ کہہ دیا کہ ضرار! اس رومی سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں حالانکہ ہم نے اس سے پہلے کبھی ان کو اس طرح بھاگتا نہیں دیکھا۔
حضرت ضرار نے کسی آدمی سے کلام نہیں کیا اور سیدھے آپ اپنے خیمہ میں پہنچے کپڑے اتارے اور محض شلوار (ازار) بدن پر رکھی
کمان سنبھالی۔ تلوار حمائل کی ڈھال ہاتھ میں لی اور پھر ہرن کی طرح ٹاپیں بھرتے ہوئے میدان کی طرف چلے یہاں پہنچے تو حضرت
مالک نخعی کو دیکھا آپ نے اس سردار کی طرف سبقت فرمائی ہے۔ حضرت مالک نخعی بہت زیادہ دراز قامت شخص تھے حتیٰ کہ جس
وقت آپ گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے تو آپ کے دونوں پیر زمین پر لگے رہتے تھے اور گھسیٹتے ہوئے چلا کرتے تھے۔
حضرت ضرار بن ازور نے انہیں دیکھا کہ آپ جرجیس کو ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھے چلے جا رہے
ہیں **تقدم یا عدو الله یا عبادالصلیب الی الرجل النجیب ناصر محمدن الحبیب** خدا کے دشمن! صلیب کے بندے محمد
کے مدد کرنے والے نیک انسان کی طرف بڑھ اور آگے آ۔

حضرت مالک نخعی اور حضرت ضرار بن ازور کی یرموک میں بہادری

رومی کے دل میں آپ کا خوف چھا گیا تھا اس لئے اس نے کچھ جواب نہ دیا آپ اس کے گرد گھومنے لگے۔ چاہا کہ نیزہ ماریں مگر
چونکہ اس کے بدن پر لوہا ہی لوہا تھا اس لئے ضرب کے واسطے کوئی جگہ سمجھ میں نہ آئی۔ آخر آپ نے غور کر کے اس کے گھوڑے کے چوتڑ
پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کی نوک دوسری طرف نکل آئی۔ گھوڑا نیزے کی حرارت کی وجہ سے تڑپا اور ہاتھ پیر پھینکنے لگا۔ حضرت
مالک بن نخعی نے چاہا کہ میں کھینچ کے نیزہ نکالوں مگر وہ اس کی پسلیوں میں بالکل پیوست ہو چکا تھا اس لئے نہ نکل سکا اور وہیں ٹوٹ
گیا۔ گھوڑا زمین پر گرا۔ جرجیس اس کی پشت پر تھا اور چونکہ وہ زین کے ساتھ زنجیروں میں مربوط ہو رہا تھا اس لئے گھوڑے کی پیٹھ سے
حرکت بھی نہ سکا۔ مسلمانوں نے حضرت ضرار بن ازور کی طرف دیکھا کہ آپ ایک خوبصورت ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے
وہاں پہنچے۔ تلوار کی ایک ضرب سے جرجیس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس کا تمام اسباب اتار کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔
حضرت مالک بن نخعی ان کے پاس آئے اور کہا ضرار! یہ کیا کیا تم میرے شکار میں شریک ہو گئے۔ آپ نے کہا میں شریک نہیں

[1] ایک نسخہ میں سرجیس ہے۔

بلکہ اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا تم کبھی مالک نہیں ہو سکتے اس کے گھوڑے کو میں نے مارا ہے۔ آپ نے کہا اب سابع لقاعد آ کل جامد بسا اوقات دوڑنے والے بیٹھے رہ جاتے ہیں اور کاہل پیٹ بھر کے کھا لیتے ہیں۔ حضرت مالک بن نخعیؓ یہ سن کر ہنسے اور کہا بہت اچھا اپنے شکار کو اٹھا لو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کریں آپ نے کہا میں تو یہ مذاق (مزاح) میں کہہ رہا تھا آپ ہی لے لیں۔ واللہ! میں اس میں سے کچھ نہیں لوں گا یہ تو آپ ہی کا حق ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس اسباب (سامان) کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا اور لے کر چل دیئے۔ یہ اسباب اتنا زیادہ اور بھاری تھا کہ آپ پسینے میں شرابور ہو گئے۔

زبیر بن عوامؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کو دیکھا کہ حضرت ضرار بن ازورؓ اس اسباب کو اٹھائے ہوئے پیدل چلے آ رہے تھے اور حضرت مالک بن نخعیؓ سوار تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ضرار بن ازورؓ اس تمام اسباب کو لے کر حضرت مالک بن نخعیؓ کے خیمہ میں آئے اور وہ اسباب رکھ دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا واللہ! یہی قوم ہے جس کے افراد نے اپنی جانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں ہبہ اور وقف کر دیا ہے اور جنہیں دنیا کی مطلق پرواہ نہیں۔

کہتے ہیں کہ جرجیس مارا گیا تو باہان کے بازو بالکل ٹوٹ گئے اس نے اپنی قوم کو آواز دی اور انہیں جمع کر کے کہنے لگا بادشاہ کے مقربو! سنو اور میرا پیغام بادشاہ تک پہنچا دو کہ میں نے اس دین کی مدد ونصرت اور بادشاہ کی حمایت میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس کی نعمتوں کے عوض میں لڑنے کے اندر کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر میں آسمان کے رب اور اس کے مالک کے اوپر کسی طرح غالب نہیں آ سکتا۔ کیونکہ دراصل عربوں کو ہمارے اوپر اسی نے حاوی کر رکھا ہے۔ اسی نے ہمارے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ ہمارے شہروں کو ان کے قبضہ میں دے دیا اور اس طرح ہم بالکل مغلوب ہو گئے۔ اب میں بادشاہ کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گا اور اسے کس طرح اپنی صورت دکھاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اب میں خود میدان کی طرف نکلوں۔ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی جگہ اب میں خود دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تم میں سے صلیب کسی کے سپرد کر کے پھر مسلمانوں کی طرف جاؤں۔ اگر میں قتل ہو گیا تو یہ کلنک کا ٹیکہ خود بخود دھٹ جائے گا اور بادشاہ کی زجر وتوبیخ سے میں خود بچ جاؤں گا اور اگر فتح ونصرت نے میرا ساتھ دیا۔ مسلمانوں سے بدلہ لے لیا اور جنگ سے صحیح وسالم واپس پھر آیا تو بادشاہ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ میں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی مدد میں کوئی کمی نہیں کی۔ اعیان سلطنت اور ارکان دولت اس تقریر کو سن کر کہنے لگے۔ بادشاہ! جب تک ہم موجود ہیں آپ لڑائی کے لئے کسی طرح کی تکلیف نہ کریں۔ البتہ ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے جس وقت ہم ایک ایک کر کے میدان کارزار میں کام آ جائیں گے تو پھر آپ خود بہ نفس نفیس تشریف لے جانا۔ باہان نے چاروں کنیسوں کی قسم کھائی اور کہا کہ میرے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص لڑائی کے لئے نہ نکلے۔ باہان کی قسم سن کر سب خاموش ہو گئے اس نے اپنے لڑکے کو جو وہاں موجود تھا بلایا اور اپنی صلیب اس کے سپرد کر کے کہہ دیا کہ میری جگہ کھڑا رہے۔ اس کے بعد اس کے سامنے سامان حرب پیش کیا گیا اور اس نے اسے زیب بدن کیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس سامان جنگ کو یہ پہن کر میدان کارزار کی طرف نکلا ہے اس کی قیمت کا اندازہ ساٹھ ہزار دینار تھا۔ کیونکہ وہ تمام کا تمام موتی یاقوت اور جواہر سے مرصع تھا۔ جس وقت یہ تیار ہو کے میدان حرب کی طرف جانے لگا تو عموریہ کا ایک راہب اس کے پاس آیا اور کہنے لگا (ایہا الملک! میں میدان جنگ میں تیرے واسطے تیری فتح مندی کی کوئی سبیل نہیں دیکھتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ خود میدان جنگ میں جائے اس نے کہا کیوں راہب نے کہا اس لیے کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے بہتر یہی ہے کہ تو خود ہی اس ارادہ سے باز آ جائے اور اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دے اس نے کہا میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا ننگ وعار سے بہتر مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں۔ راہبوں نے اسے دھونی دی فتح کی دعائیں مانگیں اور یہ ایک سونے کے پہاڑ کی

طرح چمکتا ہوا میدان کی طرف نکلا۔

باہان ارمنی کا میدان جنگ میں آنا

باہان دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اپنے مدمقابل کو طلب کرنے لگا اور اپنا نام لے لے کے اس سے لوگوں کو ڈرانے لگا۔ سب سے پہلے اسے حضرت خالد بن ولید ؓ نے پہچانا اور فرمایا یہ باہان سردار قوم ہے خدا کی قسم یہ لڑائی کے لئے جو نکلا ہے تو کوئی اہم بات ہے اور اس کے لشکر میں ہزیمت کے آثار ضرور نمایاں ہوں گے ورنہ یہ خود کبھی نہ نکلتا۔

کہتے ہیں کہ باہان اپنا نام لے لے کے مسلمانوں کو خوف دلا رہا تھا حتیٰ کہ اس کے مقابلہ میں قبیلہ دوس کا ایک لڑکا یہ کہتا ہوں نکلا واللہ میں جنت کا بہت مشتاق ہوں۔ باہان کے ہاتھ میں سونے کا ایک عمود تھا اس نے اس زور سے اس نوجوان کے وہ عمود مارا کہ اس کا طائر روح قفس عنصری سے جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گیا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت دوسی جوان گرنے لگا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے مرنے اور اذیت اٹھانے کا بالکل فکر نہیں کرتا میں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فوراً سمجھ لیا کہ اس کا یہ اشارہ اور عدم رنج وفکر حوران بہشت کے معائنہ کرنے کی وجہ سے ہے جو اسے اس وقت نصیب ہوا ہے۔ باہان اس کی نعش کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اس کا دل دوسی نوجوان کو مار ڈالنے سے قوی ہو گیا اور یہ ہل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور اس کی طرف یہ دعائیہ کلمات کہتے ہوئے دوڑے **اللھم اجر قتلہ علی یدی**۔ الٰہی! اس کے قتل کو میرے ہاتھ سے پورا کرائیے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا اور ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے میں پہنچ کر اس کا کام تمام کردوں۔ سب سے پہلے حضرت مالک بن نخعی ؓ اس کے پاس پہنچے۔ میدان کارزار میں اس کی برابری کرنے لگے اور فرمایا گھبرو! اس شخص کے مار ڈالنے پر گھمنڈ اور غرور نہ کر۔ یہ ہمارا ساتھی اپنے پروردگار کی ملاقات کا نہایت مشتاق تھا بلکہ ہم میں سے ہر شخص جنت کے اشتیاق میں ہے اور چاہتا ہے کہ جلد سے جلد میں وہاں پہنچ جائے اگر تو بھی وہاں ہمارا ہمسایہ بننا چاہتا ہے اور یہ خواہش ہے کہ میں بھی ان کے پڑوس میں رہوں اور حیات نعیم کی نعمتوں میں شامل ہو جاؤں تو کلمہ شہادت کا اقرار کرلے اور اگر یہ نہیں تو کم از کم ادائے جزیہ کا وعدہ کرلے ورنہ یاد رکھ یہ تلوار ہو گی اور تیرا سر۔ اس نے کہا کیا آپ میرے ساتھی خالد بن ولید ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں مالک بن نخعی رسول اللہ ﷺ کا ساتھی (صحابی) ہوں۔ باہان نے کہا تو میں تم سے ضرور لڑوں گا یہ کہہ کر آپ پر حملہ کر دیا۔ یہ ملعون چونکہ نہایت شجیع اور بہادر تھا اس لئے دونوں میں نبرد آزمائی ہونے لگی۔ اس نے اپنا عمود سیدھا کر کے آپ کے خود پر اس زور سے مارا کہ خود آپ کی پیشانی میں گھستا چلا گیا اور اس کے صدمہ کی وجہ سے آنکھ کے اوپر کی ہڈی پھر کے ترچھی ہو گئی اسی روز سے آپ کا لقب اشتر[1] پڑ گیا۔

باہان اور حضرت مالک نخعی ؓ کی یرموک میں جنگ

کہتے ہیں کہ جب حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے باہان کی اس ضرب کا جو آپ کو پہنچی تھی صدمہ محسوس کیا تو چاہا کہ لشکر میں واپس لوٹ جاؤں مگر پھر غور کیا اور دل میں یہ سوچا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ناصر ومددگار ہیں۔ خون چونکہ آپ کے چہرہ مبارک سے بہہ رہا تھا اس

[1] اشتر: اشتر بمعنی آنکھ کے پپوٹے کی ہڈی کا ترچھا ہو جانا۔

لئے خدا کا دشمن یہ سمجھا کہ آپ کا کام تمام ہو گیا۔ یہ سوچ کر اس بات کا منتظر ہوا کہ آپ کب گھوڑے سے گرتے ہیں۔ مگر آپ نے اچانک ایک حملہ کیا۔ اسی وقت مسلمانوں کی آواز آپ کے کانوں میں آئیں۔ مالک! اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو وہ تمہارے مقابل پر ضرور تمہاری مدد فرمائیں گے۔ حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد مانگی۔ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور نہایت زور کے ساتھ تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ مگر وار اوچھا پڑا اور ایک معمولی سا زخم اس کے آیا۔ میں نے دل میں یقین کر لیا کہ موت وقت سے پہلے کبھی نہیں آتی اور ایک محفوظ قلعہ کی طرح امن وحفاظت میں رہتی ہے۔ باہان نے جب زخم کے اثر کو محسوس کیا تو دم دبا کے لشکر کی طرف بھاگ پڑا اور اپنی فوج میں گھس گیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب باہان حضرت مالک بن نخعی ؓ کے مقابلہ میں سے بھاگ پڑا تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے زور سے چلا کر مسلمانوں سے فرمایا دین کے مدد کرنے والو اور اے کفار پر سختی کرنے والو! جب تک مشرکین کے دلوں میں خوف ہے اس وقت تک ان پر حملہ کرتے رہو۔ یہ کہتے ہی آپ نے حملہ کر دیا۔ آپ کے ساتھ ہی آپ کا لشکر بھی بڑھا۔ ہر مسلمان سردار کے ساتھ اس کی فوج چلی اور تہلیل وتکبیر کے نعرے بلند کر کے کافروں پر پل پڑی۔ تھوڑی سی دیر تک تو رومی حملہ کا جواب دیتے رہے مگر جب آفتاب انہیں اندھیرے میں اکیلا چھوڑ کر مغرب کی طرف چلا گیا اور آسمان کا مغرب والا کنارہ بھی ظلمت کدہ بن گیا تو ان کے پیر اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے اور اس بری طرح بھاگے کہ پھر نہ سنبھل سکے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قید اور قتل کرتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ ان میں سے ایک لاکھ رومی تہ تیغ ہو گئے۔ چالیس [1] ہزار گرفتار ہوئے۔ ناقوصہ ندی میں اس قدر ڈوب کر مرے جن کی تعداد کا اندازہ کرنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اکثر پہاڑوں سے ٹکرا کے جہنم رسید ہوئے۔ بہت سے جنگل اور پہاڑوں میں متفرق ہو کے ادھر ادھر مارے پھرنے لگے۔ مسلمانوں کے سوار ان کے پیچھے ہوئے اور انہیں قتل وگرفتار کر کر کے پہاڑ اور جنگلوں سے لانے لگے۔ مسلمان اسی طرح قتل اور گرفتار کرتے رہے حتیٰ کہ ان سیاہ بختوں کو رات کی سیاہ چادر نے اپنے اندر امان دی اور جس وقت کچھ رات چلی گئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے ہر طرف احکام صادر فرمائے کہ صبح ہونے تک انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ مسلمان یہ سنتے ہی لشکر کی طرف پھرے۔ ان کے ہاتھ مال غنیمت، سراپردوں، سونے چاندی کے برتنوں، فرشوں، قالینوں اور غالیچوں سے پر تھے اور یہ لشکر کی طرف چلے آ رہے تھے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے کچھ آدمیوں کو مال غنیمت کی فراہمی اور اس کو جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ مسلمانوں نے یہ رات اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت شامل ہونے کی وجہ سے نہایت فرحت وانبساط کے ساتھ گزاری حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو رومیوں کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ کیونکہ رومی اکثر رات کی تاریکی میں ناقوصہ ندی کے اندر ڈوب گئے تھے اور بہت سے یرموک کے غاروں اور گڑھوں میں جا پڑے تھے۔

عامر بن یاسر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ روات بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے یہ ارادہ کیا کہ مشرکین کے مقتولین کی تعداد کا شمار کیا جائے مگر آپ ان کی کثرت کی وجہ سے اس پر قادر نہ ہو سکے۔ آپ نے حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائی جائیں اور ان میں سے ایک ایک لکڑی ہر مقتول کے اوپر رکھ کر پھر ان لکڑیوں کا شمار کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار ہے اور قیدی چالیس ہزار اور جو ناقوصہ ندی میں ڈوب کر مر گئے وہ علیحدہ رہے۔ جانبازان اسلام کا

---

[1] ایک نسخہ میں گرفتار بھی ایک لاکھ ہیں۔

شمار کیا گیا تو چار ہزار شہداء کی لاشیں دستیاب ہوئیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یرموک کے میدان میں کچھ مقتول سرا یسے بھی پائے جو مشتبہ تھے کہ آیا یہ نصرانی عرب کے ہیں یا مسلمان شہداء کے۔ آخر آپ نے ان کے غسل کا حکم دیا۔ نماز جنازہ بھی پڑھی اور دوسرے شہداء کے ساتھ سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مسلمان پہاڑ اور جنگل میں رومیوں کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک چرواہے کو انہوں نے دیکھا کہ اس سے دریافت کیا کہ کیا کوئی رومی ادھر سے گزرا ہے اس نے کہا ہاں ایک سردار جس کے ساتھ چالیس ہزار کے قریب جماعت تھی میرے پاس سے ہو کے گیا ہے۔

باہان کا قتل

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سردار باہان معلون تھا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے اس کا تعاقب کیا اس کے اور اس کی فوج کے قدموں کے نشانات پر آپ چلے جا رہے تھے۔ لشکر زحف آپ کے ہمراہ تھا حتیٰ کہ دمشق میں آپ نے اس کو دیکھا۔ جس وقت مسلمان اس کی فوج کے بالکل قریب ہو گئے تو انہوں نے تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نیز آپ کے لشکر نے حملہ کیا تلواروں کی پیاس بجھائی اور مقتل عظیم برپا کر دیا۔ باہان جان بچانے کیلئے گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ ہو گیا مگر ایک مسلمان موت کا فرشتہ بن کر اس کے سامنے آیا۔ اور اس نے اگرچہ اپنی جان بچانے کے واسطے بہت ہاتھ پیر مارے مگر اس نے اسے تلوار کی ایک ہی ضرب سے ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت کر دیا۔ راویوں میں یہ اختلاف ہے کہ کس مسلمان نے اسے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قاتل حضرت نعمان بن جہلمۃ از دیؓ ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عاصم بن خوال ؓ ہیں۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان کے قتل کے بعد اہل دمشق حضرت خالد بن ولید ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا ہمارے اور آپ کے مابین وہی سابق معاہدہ برقرار رہے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں وہی رہے گا۔ اس کے بعد آپ رومیوں کی تلاش میں نکلے اور جہاں انہیں دیکھتے رہے قتل کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ثنیۃ العقاب تک پہنچ گئے۔ ایک روز آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ اگلے روز حمص کی طرف چلے یہاں اقامت کی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو آپ کے اس قیام کی خبر پہنچی تو آپ بھی یہیں تشریف لے آئے۔ امراء اسلام اور سرداران افواج اسلامیہ رومیوں کے تعاقب میں شام کے ہر ایک حصہ میں چونکہ متفرق ہو گئے تھے وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اپنی تمام جمعیت لے کر دمشق پہنچے اور یہ لشکر یہیں مقیم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مال غنیمت جمع کیا اور اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر بارگاہ خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو حسب ذیل الفاظ میں فتح کی خوشخبری لکھی۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ کا بارگاہ خلافت میں یرموک کی فتح کی اطلاع دینا

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

وصلوات اللہ علی نبیہ المصطفیٰ ورسولہ المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ از جانب ابوعبیدہ عامر بن جراح اما بعد! میں اس ذات واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان نعمتوں کے عوض میں جو خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے میرے اوپر نازل فرمائی ہیں میں ان کا بہت بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصا اس بات پر کہ انہوں نے محض اپنے فضل و کریم اور بہ برکت نبی

الرحمتہ وشفیع الامت حضرت محمد رسول اللہ ؐ نے ہمیں ان نعمتوں کے لئے مخصوص فرمایا"۔
یا امیرالمومنین! جناب کو واضح ہو کہ جس وقت میں نے یرموک کے میدان میں کچھ پڑاؤ کیا تو کچھ دن کے بعد باہان بھی اپنے لشکر کو لے کر ہم سے قریب ہی آ پڑا۔ مسلمانوں نے اس سے قبل کبھی اتنی جمعیت اور لاؤ لشکر نہیں دیکھا تھا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور احسان سے ہماری مدد کی اور دشمن کی جمعیت کو توڑ کے رکھ دیا۔ ہم نے دشمن کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمیوں کو قتل اور چالیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہو گئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی شہادت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ میں نے معرکہ کارزار میں چند مقطوعہ سر ایسے بھی دیکھے جو شناخت میں نہیں آ سکے انہیں بھی میں نے ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ عاصم بن خوال ؓ نے دمشق میں باہان کو قتل کر دیا ہے۔ قبل از واقعہ انہی کے آدمیوں میں سے ایک شخص نے جسے ابوالجعید کے نام سے پکارتے ہیں اور جو اہل حمص میں سے ہے ان پر ایک حیلہ کے ذریعہ سے ایک نئی مصیبت کا پہاڑ ڈال دیا تھا یعنی ان کو ایک ندی میں جسے ناقوصہ کہتے ہیں ڈبو دیا تھا اور اس میں ان کے اس قدر آدمی غرق ہو گئے تھے کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے اور کوئی حیطہ شمار میں نہیں لا سکتا اس کے علاوہ جنگل اور پہاڑوں میں جو مشرکین قتل ہوئے ان کی تعداد جب میں نے معلوم کی تو ستر [1] ہزار ہوئی۔ بہرحال ہمیں اللہ جل جلالہ نے ان کے اموال، قلعوں، شہروں اور جانوں کا مالک کر دیا ہے۔ میں یہ خط جناب کو فتح کے بعد دمشق سے لکھ رہا ہوں۔ میں نے مال غنیمت جمع کر لیا ہے اور اس میں سے خمس علیحدہ نکال لیا ہے اب جناب کے حکم کا منتظر ہوں کہ اس مال غنیمت اور خمس میں جناب کا ارشاد کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ برکاتہ۔

اس خط کو آپ نے لکھ کر ملفوف کیا اور اس پر مہر لگا کے حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کے سپرد کر کے دس مسلمان مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ کیے اور فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین ؓ کی خدمت اقدس میں اس مسرت نامہ کو لے کر چلے جاؤ اور آپ کو فتح کی بشارت دے دو۔ اس کا اجر تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ اور مہاجرین وانصار کے دس جانباز ان اسلام آپ کے ساتھ ہوئے اور راستہ قطع کرنا شروع کیا۔ دن رات بلکہ ہر گھڑی اور ہر آن چلنے میں برابر کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ مدینہ رسول اللہ ؐ کے قریب پہنچ گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عوف مالکی ؒ کا اپنے والد ماجد مرحوم ومغفور کی روایت سے بیان ہے کہ یرموک کے میدان میں جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کا شیرازہ پراگندہ کر دیا انہیں ہزیمت دے دی اور جو کچھ ازل میں مقدر ہو چکا تھا وہ ہو بہو پورا ہو گیا تو خلیفۃ المسلمین امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب ؓ نے شب ہزیمت روم میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حضرت آقائے دو جہاں جناب محمد رسول اللہ ؐ اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے عاشق صادق اور یار غار حضرت صدیق اکبر ؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین عمر فاروق ؓ نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور اپنے آقا ومولا محمد رسول اللہ ؐ سے مخاطب ہو کے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ؐ! میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی طرف منعطف ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا۔ میں نے سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ رسول اللہ ؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا عمر! خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ان کے دشمنوں

[1] ایک نسخہ میں نوے ہزار ہے۔

کو ہزیمت دی ان میں سے اتنے اتنے مارے گئے۔اس کے بعد حضور سرورکون ومکان نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

''ہم نے ان لوگوں کے واسطے جوزمین نہ برائی چاہتے ہیں اور نہ فتنہ وفساد اس دوسرے گھر کومقرر کیا ہے اور عاقبت متقیوں کے لئے ہے''۔

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو تمام مسلمان سجدہ ریز ہونے کے لئے مسجد میں آئے۔حضرت عمر فاروق ؓ نے انہیں نماز پڑھائی اورانہیں اپنے خواب سے مطلع فرمایا۔مسلمانوں نے اس سے بشارت حاصل کی اور بہت خوش ہوئے اور سمجھ لیا کہ شیطان نبی ؐ کی شکل[1] سے متشکل اور متمثل نہیں ہوسکتا جوکسی قسم کا شبہ رہ سکے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نیز دس مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فتح شام کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ میں آئے تو اس کا مضمون رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھا۔حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ نے اسے پڑھ کر سجدہ شکرادا کیا۔مسلمانوں کوسنایا تو ان کی زبانوں سے تہلیل وتکبیر اور درود وشریف نیز شکرایزدی تعالیٰ کی آوازیں بلند ہوئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ غنائم کوتقسیم کردیا ہے۔انہوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کے جواب کا انتظار ہے ابھی تک تقسیم نہیں کیا البتہ اس میں سے خمس علیحدہ کرلیا ہے۔یہ سن کر آپ نے قلم دوات منگا کر حسب ذیل حکم نامہ لکھنا شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے عامل شام کی طرف۔السلام علیک

امابعد میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی تعریف کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اوران کے نبی برحق محمد رسول اللہ ؐ پر درود شریف بھیجتا ہوں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کوجو فتح اوران کے دشمنوں کوشکست دی میں اس سے بہت خوش ہوا۔ میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچ جائے تم مسلمانوں میں وہ مال غنیمت تقسیم کردو۔اہل شمشیر لوگوں کوزیادہ دو ہر حق دار کوحصہ رسد جتنا اس کا حق ہوتقسیم کردو۔مسلمانوں کی حفاظت اور نگہبانی کرو۔ان کے صبر اور کام کا شکریہ ادا کرو۔جب تک میرا کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے اسی جگہ پڑے رہو۔تمام مسلمانوں کومیرا سلام کہہ دو۔والسلام علیک ورحمتہ اللہ۔

یہ لکھ کے آپ نے حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کو دیا۔یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ سے رخصت ہوئے۔دمشق میں پہنچے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کوسلام کر کے حضرت امیر المومنین ؓ کا حکم نامہ دیا۔آپ نے اسے چاک کر کے مسلمانوں کوسنایا اور مال غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے۔ہر سوار کے حصہ میں چودہ چودہ ہزار مثقال اور پیدل کے حصہ میں آٹھ آٹھ ہزار مثقال سونا اوراتنی اتنی ہی چاندی

---

[1] یہ مسئلہ محقق ہے کہ شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ کی شکل میں متشکل ہوکر خواب میں آسکتا ہے مگر حضور کی شکل میں نہیں آسکتا۔اسی طرح غالباً ہر نبی کی شکل سے متشکل نہیں ہوسکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کا کام ہدایت ورشد ہے۔اگر شیطان کونبی کی شکل میں متشکل ہونے کی قدرت دے دی جائے تو یہ سلسلہ اوراس کا نظام بالکل باطل ہوجائے۔نبی اور شیطان کی شکل اور شناخت میں کوئی ذریعہ امتیاز باقی نہ رہے حالانکہ رویا نبوت کا چالیسواں حصہ ہے اوراس طرح جوخرابی ہے وہ خود واضح ہے بخلاف باری تعالیٰ جل مجدہ کی شکل کے کہ آپ معبود ہیں نہ ہادی وراشد و مضل بل الخبیر واللہ اعلم

آئی دوغلہ [1] گھوڑے کے بانٹ میں آپ نے ایک حصہ لگایا اور اصیل [2] وعمدہ نسل کے گھوڑے میں دو حصے۔ برزون [3] گھوڑوں کو آپ نے عربی گھوڑوں کے ساتھ ملا دیا۔ جب آپ اس طرح تقسیم فرما چکے تو دوغلے گھوڑوں کے مالکوں نے اپنے گھوڑوں کو عربی گھوڑوں کے برابر ملا دینے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے اسی طرح سے تمہارے اندر مال غنیمت تقسیم کیا ہے جس طرح حضور ؐ نے اپنے صحابہ کے مابین تقسیم فرمائی۔ انہوں نے اس پر اصرار کیا اور آپ کے قول کو مسترد کر دیا۔ آپ نے دوغلے، عربون اور معمولی گھوڑوں نیز لوگوں کے اس اختلاف کو دربار خلافت میں لکھ کر بھیج دیا۔ وہاں سے حضرت عمر فاروق ؓ کی طرف سے حسب ذیل حکم صادر ہوا۔

اما بعد! تم نے رسول اللہ ﷺ کی سنت شریفہ کے عین مطابق کیا ہے اور اس سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ عربی گھوڑوں کو دو اور دوغلوں کو ایک حصہ دو اور یاد رکھو کہ رسول اللہ ؐ نے اصیل گھوڑے کو اصیل اور دوغلے کو دوغلہ ہی رکھا ہے اور دوغلہ کے لئے ایک حصہ اور اصیل کے لئے دو حصے مقرر فرمائے ہیں''۔

بارگاہ خلافت سے جب یہ فرمان صادر ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا خدا کی قسم! ابوعبیدہ نے سوائے اتباع سنت رسول اللہ ؐ کے تم میں سے کسی آدمی کو حقیر یا ناچیز سمجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ جب مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے آپ سے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں مجھ سے یہ سفارش کرانا چاہتا ہے کہ آپ اس کے دوغلہ گھوڑے کو عربی النسل گھوڑوں میں شامل کر لیں اور اسے دو حصے مرحمت فرما دیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا واللہ ایسا کرنا میرے نزدیک مٹی چھاننا بہتر ہے۔

غنم بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا حضرت زبیر بن عوام ؓ کے پاس یرموک میں دو گھوڑے تھے جن پر آپ باری باری سے سوار ہوا کرتے تھے۔ یعنی ایک دن ایک پر سواری فرماتے تھے اور دوسرے دن دوسرے پر۔ جب تقسیم غنائم کے وقت آیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے آپ کو تین سہم یعنی ایک آپ کا اور دو آپ کے گھوڑے کے عنایت فرمائے۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ نے کہا کیا آپ مجھے اسطرح حصے مرحمت نہیں کریں گے جس طرح رسول اللہ ؐ نے خیبر کے روز مجھے عنایت فرمائے تھے۔ اس روز میرے پاس دو گھوڑے تھے۔ رسول اللہ ؐ نے چار میرے گھوڑوں کے اور ایک میرا اس طرح مجھے پانچ حصے مرحمت فرمائے تھے۔

حضرت مقداد بن عمرو ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو مخاطب کر کے کہا بدر کے روز میں اور آپ دونوں موجود تھے میرے ساتھ محض دو گھوڑے تھے اور کسی کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا۔ رسول اللہ ؐ نے میرے دونوں گھوڑوں کو ایک ایک حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا مقداد! تم سچے ہو میں رسول اللہ ﷺ کی ہی اتباع کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت زبیر ؓ کو تین حصے ہی دے دیئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ حاضر ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے سامنے شہادت پیش کر دی کہ واقعی رسول اللہ ؐ نے خیبر کے روز حضرت زبیر بن عوام ؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے یہ شہادت سن کر حضرت زبیر بن عوام ؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے۔ یہ دیکھ کے عرب کے وہ لوگ جن کے پاس چار چار اور پانچ پانچ گھوڑے تھے آپ کے پاس آئے

---

[1] یہ ہجین کا ترجمہ ہے۔ [2] یہ عتیق کا ترجمہ ہے۔
[3] برذون: [illegible] نسل کا گھوڑا۔ ایک نسخہ میں براذین کے بجائے قادمین ہے یعنی تیز گھوڑے۔

اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی مثال دے کر اپنے لئے بھی یہی مطالبہ کرنے لگے۔ آپ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے استصواب کیا اور اجازت چاہی۔ آپ نے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

''زبیرؓ سچے ہیں رسول اللہ ﷺ نے واقعی ان کو خیبر کے روز پانچ سہم عطا فرمائے تھے ان کے سوا کسی اور کو اتنے سہم نہ دیئے جائیں''۔

عروہ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ابوالزبیرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصہ میں مال غنیمت عمان میں سے ایک غلام آیا تھا اور وہ کسی طرح آپ کے یہاں سے بھاگ گیا تھا۔ آپ نے اسے یرموک کی غنیمت میں دیکھا اور تقسیم غنائم سے پہلے اسے پہچان کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ محافظ غنیمت نے آپ سے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ دونوں میں ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتفاقاً حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ادھر آ نکلے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا ایہاالامیر! یہ میرا غلام ہے جو مجھے عمان کی غنیمت میں سے ملا تھا اور میرے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ اب چونکہ میں نے پھر اسے دیکھ لیا ہے اس لئے میں اسے لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن عمتہ رسول اللہ ﷺ تم سچ کہتے ہو یہ تمہارا ہی غلام ہے۔ میں نے ہی تمہیں عمان کی غنیمت میں سے اسے دے دیا تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ ان کے سپرد کر دیا۔

زید المرادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک باندی بھاگ کر دشمنوں میں جا ملی۔ یرموک کے دن ہم نے پھر اسے گرفتار کر لیا اور غنائم میں وہ بھی داخل کر دی گئی۔ ہم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے اس کی واپسی کے متعلق گفتگو کی تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت بابرکت میں لکھا۔ وہاں سے آپ کے پاس جواب آیا کہ

''اگر باندی حربیہ[1] ہے تو اس میں سہام ہے ورنہ نہیں اور جب اس میں سہام جاری نہیں ہوتا تو اسے مال غنیمت کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ایسا ہی کیا مگر قوم آپ کے اس فیصلہ سے راضی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان اللہ پاک کی قسم! جن کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا یہ خط ہے اس میں آپ نے مجھے تمہارے متعلق یہی ہدایت فرمائی ہے۔ قوم نے یہ سن کر سر تسلیم خم کر دیا اور وہ باندی غنائم کی طرف واپس کر دی گئی۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ راویوں کا بیان ہے کہ جب اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے یرموک فتح کرا دیا تو ہرقل کو بھی خبر پہنچی کہ میرے لشکر نے شکست کھائی اور باہان اور جرجیر قتل کر دیئے گئے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد یہ اس بات کا منتظر ہوا کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں؟

واقعات فتح بیت المقدس

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے دمشق میں ایک مہینہ قیام کیا۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے سرداران افواج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اور کس طرف جانا چاہیے؟ تمام کی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ ان دو مقاموں یعنی قیساریہ اور بیت المقدس میں سے کسی ایک کی طرف فوج کشی کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں

---

[1] شاید یہ مطلب ہے کہ اگر وہ لڑتی ہوئی پکڑی گئی ہے تو اس پکڑنے والے کو دے دینی چاہیے اور اگر ویسے ہی ہاتھ آئی ہے جیسا کہ دوسرا مال غنیمت تو مال غنیمت میں رکھنی چاہیے۔ واللہ اعلم۔

میں سے آپ حضرات کسے ترجیح دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا آپ مرد امین ہیں۔ آپ جس طرف چلنے کے لئے ارشاد فرمائیں گے۔ تعمیل ارشاد کے لئے ہم موجود ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں لکھ کر استصواب کرلیں کہ میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کا ہے۔ آپ جس طرح کا حکم دیں لشکر کشی کردی جائے۔ آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ تمہاری رائے بہت زیادہ انسب اور صائب ہے میں ایسا ہی کروں گا یہ کہہ کر آپ نے حسب ذیل خط لکھا:

''میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف جانے کا ہے جناب کے حکم کا منتظر ہوں''۔ والسلام

یہ خط آپ نے حضرت عرفجہ بن ناصح نخعی کو دیا اور حکم دیا کہ ابھی روانہ ہوجائیں۔ یہ چل کر مدینہ طیبہ میں پہنچے اور حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں وہ عرضداشت پیش کی۔ آپ نے مسلمانوں کو وہ پڑھ کر سنائی اور اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین سب سے بہتر اور مبارک رائے یہ ہے کہ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو پہلے بیت المقدس پر فوج کشی کرنے کا حکم دیں کہ وہ وہاں پہنچ کر اول اس کا محاصرہ کرلیں پھر وہاں کے لوگوں سے لڑیں۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد قیساریہ کی طرف رخ کریں۔ وہ فتح بیت المقدس کے بعد خود ہی انشاء اللہ العزیز فتح ہوجائے گا۔ مجھے میرے آقا جناب محمد رسول اللہ ؐ نے اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ نے فرمایا محمد مصطفیٰ ؐ نے سچ فرمایا تھا اور اے ابوالحسن! تم نے بھی سچ کہا۔ اس کے بعد آپ نے دوات قلم منگوا کر حسب ذیل ہدایت نامہ لکھنا شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے ابوعبیدہ عامل شام کی جانب

میں ان اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے برگزیدہ نبی ؐ پر درود ونعت بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط پہنچا تم نے جو یہ مشورہ طلب کیا ہے کہ میں کس طرف رخ کروں؟ اس کے متعلق ابن عم رسول اللہ ؐ نے بیت المقدس پر فوج کشی کا مشورہ دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اسے ضرور فتح کرادیں گے۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وحسبنا اللہ ونعیم الوکیل۔

اسے لکھ کر آپ نے ملفوف کرکے عرفجہ بن ناصح نخعی ؓ کو دیا اور حکم دیا کہ بہت جلد پہنچ جائیں۔ یہ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت جابیہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بیت المقدس کا اردہ سن کر بے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو بلا کر ان کی تحویل میں پانچ ہزار لشکر دیا۔ ایک سرخ نشان بنا کے ان کے حوالے فرمایا اور کہا یا ابن ابی سفیان! میں تمہیں دین کا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔ جس وقت تم شہر ایلیا کے قریب پہنچ جاؤ تو تہلیل وتکبیر کے نعرے بلند کرنا۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بجاہ سید المرسلین محمد رسول اللہ ؐ نیز ان انبیاء علیہم السلام اور صالحین عظام کے واسطے سے جو بیت المقدس میں مدفون اور ساکن ہیں دعا کرتا ہوں کہ وہ بیت المقدس کی فتح مسلمانوں پر آسان فرمائیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نشان لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئے۔

دوسرا سیاہ علم آپ نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ؐ کے سپرد کرکے ان کی ماتحتی میں اہل یمن حضر موت، کہلان، طے، خولان اور ہنس ازد کے پانچ ہزار سوار دے کر انہیں بھی بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنی فوج کو حضرت یزید بن ابوسفیان کی فوج سے علیحدہ رکھنا۔ تیسرا سفید جھنڈا آپ نے حضرت مرقال بن ہاشم بن ابی وقاص کے لئے مرتب کیا اور عرب و

غیر عرب قوم کے پانچ ہزار سواران کی سرکردگی میں دے کرانہیں بھی ادھر روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ تم اپنے دونوں پیشواؤں سے علیحدہ اور دور بیت المقدس کی شہر پناہ کے متصل قیام کرنا۔ چوتھا پرچم حضرت مسیب بن نخبۃ الفرازی کے لئے ترتیب دیا اور قوم نخع، جشم، غطفان اور فزارہ کے پانچ ہزار جوان ان کی قیادت میں دے کرانہیں بھی رخصت کیا۔ پانچواں پھریرہ حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی کے سپرد کر کے ان کی قوم کے پانچ ہزار آدمی ان کی سیادت میں دیئے اور انہیں بھی چلنے کو فرمایا۔ چھٹا رایہ آپ نے حضرت عروہ بن مہلہل بن زید الجبل کو تفویض کیا اور پانچ ہزار سپاہی ان کے زیرِ نشان کر کے انہیں چلنے کے لئے فرمایا۔

بیت المقدس پر افواج اسلامیہ کی فوج کشی اور اس کا محاصرہ

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کی طرف جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی کل تعداد تیس ہزار تھی، روزانہ ایک سردار اپنا ماتحت لشکر لے کر روانہ ہو جاتا تھا تاکہ خدا کے دشمنوں کے دل میں روزانہ ایک لشکر پہنچ جانے سے رعب بیٹھ جائے۔ اسی طرح چھ روز تک برابر سرداران لشکر روانہ ہوتے رہے۔ سب سے پہلے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پرچم لہراتا ہوا بیت المقدس پہنچا۔ آپ نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ آپ کی فوج نے بھی فلک شگاف نعرے اور تہلیل و تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ اہل بیت المقدس نے جب ان کی آوازوں کا شور سنا تو کانپ گئے دل ہلنے لگے اور شہر پناہ پر چڑھ کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے مگر جس وقت مسلمانوں کی قلت تعداد پر نظر پڑی تو انہیں حقارت کی نظر سے دیکھ کے چپ ہو رہے اور یہ سمجھے کہ بس کل تعداد یہی ہے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے باب ارحا[1] کے قریب خیمے نصب کئے اور فوج کو لے کر فروکش ہو گئے۔ دوسرے دن حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، تیسرے روز حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ علی التواتر تشریف لائے اور باب عربی پر تشریف فرما ہو گئے۔ چوتھے دن حضرت مسیب بن نخبۃ الفرازی رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی طرف اور پانچویں روز حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی رضی اللہ عنہ ان کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔ چھٹے روز حضرت عروہ بن مہلہل یزید الجبل راہ رملہ کے قریب مواب داؤد علیہ السلام کے سامنے اترے اور وہیں انہوں نے ڈیرے لگا لئے۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس کی طرف روانہ فرمایا اور ان کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اور سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی بیت المقدس میں پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ غطفانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بیت المقدس میں آتا رہا اسی نے سب سے پہلے بیت المقدس کے سامنے نماز پڑھی۔ تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔

جب لشکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بقیہ لشکر، خواتین اسلام، ذریات، مال غنیمت اور جن مویشی اور مال پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو قبضہ دیا تھا ساتھ لئے ہوئے وہیں ٹھہرے رہے اور اپنی جگہ کو نہیں چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں تین دن تک پڑا رہا۔ ان ایام میں انہوں نے قاصد کے انتظار میں لڑائی نہیں چھیڑی مگر وہاں کے کسی باشندے نے ان کے ساتھ گفتگو نہ کی۔ البتہ شہر پناہ کو منجنیقوں، کمانوں، تلواروں ڈھالوں، جوشنوں اور بڑے بھاری بھاری تکلفات سے مضبوط کر لیا۔

---

[1] ایک نسخہ میں اریحا ہے۔

حضرت میتب بن نخبۃ الفرازی ؓ کہتے ہیں کہ ہم شام کے جتنے شہروں میں گئے۔ہم نے اس شہر کو سب سے زیادہ پر تکلف اور سب سے زیادہ باسامان دیکھا۔ہم جس شہر میں جاتے تھے وہاں کے باشندوں میں خوف وہراس پیدا ہو جاتا تھا۔ہیبت دلوں میں بیٹھ جاتی تھی اور وہ ہمارے مقابلہ میں نہایت عاجزی سے پیش آتے تھے مگر ان ایلیا کے باشندوں کے مقابلہ میں ہم تین دن پڑے رہے۔ان کے کسی آدمی نے ہمارے ساتھ بات تک نہ کی۔ان کا کام محض اپنے شہر پناہ کو مستحکم کرنا تھا اور بس۔آخر جب چوتھا روز ہو گیا تو ایک بدوی حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ سے کہنے لگا ایہا الامیر! یہ قوم بہری ہے جو سنتی نہیں، اندھی ہے جو دیکھتی نہیں، گونگی ہے جو بولتی نہیں۔آپ ہمیں لے کر ان کی طرف بڑھئے اور اچانک ان پر حملہ کر دیجئے [1]

پانچواں روز ہوا تو مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی اور امراء مسلمین میں سے گھوڑے پر سوار ہو کر باشندگان بیت المقدس سے سب سے اول بات چیت کرنے کے لئے جو شخص بڑھا وہ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ تھے۔آپ نے اسلحہ زیب تن کیا ترجمان ساتھ لیا اور دیوار پناہ کے پاس اس حیثیت سے جا کر کھڑے ہو گئے کہ وہ وہاں سے آپ کا کلام سن سکیں۔چونکہ باشندگان بیت المقدس بالکل چپ تھے اس لئے آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ تم ان سے یہ کہو کہ امیر عرب تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم دعوت الی الاسلام اور کلمہ اخلاص یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اجابت کے متعلق کیا کہتے ہو تا کہ ہمارے پروردگار اللہ جل جلالہ اس کی بدولت تمہارے تمام سابقہ گناہوں کو بخش دیں اور تم اس طرح اپنے خونوں کو محفوظ کر لو۔اگر تمہیں اس کا انکار ہے اور ہماری اس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو جیسا کہ تمہارے دوسرے شہروں کے باشندوں نے جو تم سے قوت وطاقت نیز حرب وضرب میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے ہم سے صلح کر کے اپنا جان ومال مامون ومصئون کر لیا ہے اسی طرح تم بھی ہم سے صلح کر کے اس شہر کو محفوظ کر لو اور اگر ان دونوں باتوں کا انکار ہے تو یاد رکھو تم خود اپنے لئے ہلاکت وبربادی کا گڑھا کھود رہے ہو اور قعر جہنم بھی تمہارے انتظار میں ہے۔

مترجم یہ سن کے آگے بڑھا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا تم میں سے کون شخص مجھ سے بات کرے گا۔یہ سن کے ایک پادری جو بالوں کا بنا ہوا لباس پہن رہا تھا آگے ہوا اور کہنے لگا ان کی طرف سے میں مخاطب ہوں کیا کہنا چاہتے ہو؟ ترجمان نے کہا یہ امیر ہیں ایسا ایسا فرماتے ہیں اور تمہیں تین باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔اسلام جزیہ اور تلوار۔پادری نے ترجمان کی گفتگو بیت المقدس والوں تک پہنچائی تو انہوں نے کلمات کفر بک بک کے آسمان سر پر اٹھا لیا اور کہنے لگے کہ ہم اگرچہ قتل ہو جائیں مگر یہ آسان ہے اس سے کہ ہم اپنے مذہب میں تبدیلی روا رکھیں۔

ترجمان نے حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ سے یہ گفتگو دہرائی تو آپ دوسرے سرداروں کے پاس آئے اور رومیوں کے اس قول سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب تمہیں ان کے متعلق کس بات کا انتظار ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے محض یہاں آنے کا حکم فرمایا تھا لڑائی کے متعلق کوئی فرمان نہیں دیا تھا۔اب ہم حضرت امین الامت ؓ کی خدمت بابرکت میں لکھتے ہیں۔اگر لڑائی کے متعلق وہ حکم نافذ فرمائیں گے تو ہم لڑنے کے لئے موجود ہیں۔

حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں رومیوں کا جواب تحریر کر کے آئندہ کے لئے لائحہ عمل کے متعلق استفسار لکھا اور آپ کی رائے طلب کی۔آپ نے خط پڑھ کر حضرت میسرہ بن ناصح ؓ کے ہاتھ میں جواب روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ لڑائی شروع کر دینی چاہئے۔خط کے پیچھے پیچھے میں بھی آ رہا ہوں۔مسلمان آپ کا یہ خط پڑھ کر بے حد خوش ہوئے اور صبح

---

[1] یہ طوارق کا ترجمہ ہے،طوارق وہ حادثات ہیں جو آسمان سے شب کے وقت نازل ہوں، نیز فال دینے والے بھی مراد ہیں بھی ترجمہ کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

کی انتظار میں یہ رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹ دی۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمان باشندگان بیت المقدس سے لڑائی کے لئے اتنے شائق تھے کہ یہ رات انہوں نے اس قدر انتظار کے ساتھ کاٹی جیسا کہ کوئی شخص آنے والے کے انتظار میں بسر کیا کرتا ہے۔ ہر سردار یہی چاہتا تھا اور ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ اس کی فتح کا سہرا میرے ہی سر رہے اور میں ہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھوں اور آثار انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں۔ آخر خدا خدا کر کے سفیدہ صبح نے جلوہ ریزی کی۔ موذنوں نے خدائے برتر و توانا کے نغمے گائے۔ مسلمان جوق در جوق اپنے پروردگار اور معبود حقیقی و یکتا کی بارگاہ میں سر بسجود ہونے کے لئے بڑھے۔ ہر سردار نے اپنی اپنی فوج کو اللہ عزوجل کے سامنے لا کھڑا کیا اور صف بندی کے بعد خدائی مرکز کے چاروں طرف جماعت میں امام کی زبانوں سے قرآن شریف تلاوت ہونے لگا۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت میں یہ آیت پڑھی:

﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۝﴾

(المائدہ: ۲۱)

''اے قوم ارض مقدس میں جو تمہارے لئے اللہ پاک نے لکھ دی ہے داخل ہو جاؤ اور پیٹھ دے کے الٹے نہ پھرو ورنہ خسران میں پڑ جاؤ گے''۔

اہل بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ

کہتے ہیں کہ ہر سردار نے اپنی جماعت کی امامت میں یہی آیت تلاوت کی اور اس طرح گویا وہ ایک ہی وقت پر مجتمع ہو گئے۔ جس وقت یہ خدا کے مقربین نماز سے فارغ ہو گئے تو آپس میں پکارنے لگے اللہ کے لئے لڑنے والو! تیار ہو جاؤ۔ سب سے پہلے بنو حمیر اور یمن کے بہادر حملہ آور شیروں کی طرح لڑائی کے لئے نکلے۔ اہل بیت المقدس نے انہیں دیکھا۔ لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ کمانوں کو چلوں پر چڑھایا اور منتشر ٹڈیوں کی طرح مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ مسلمانوں نے انہیں اپنی ڈھالوں پر لینا شروع کیا اور اس طرح اپنے آپ کو بچانے لگے۔ صبح سے آفتاب کے غروب تک نہایت جانبازی کے ساتھ نبرد آزمائی ہوتی رہی۔ اگر چہ وہاں ایک مقاتلہ عظیم برپا ہو رہا تھا مگر اہل بیت المقدس کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نہ رعب تھا اور نہ خوف اور نہ مسلمانوں کو انہوں نے اتنی مہلت ہی دی کہ وہ ان کے شہر پر کسی طرح قبضہ کر سکیں۔

آخر جب سورج بالکل ہی غروب ہو گیا تو مسلمان اپنے خیموں کی طرف پلٹے نماز پڑھی کھانا پکایا اور طعام شبینہ کا انتظام کیا۔ ان کاموں سے فارغ ہوئے تو لکڑیاں چونکہ کثرت سے موجود تھیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ روشن کر دی اور اس کی روشنی میں بعض نمازیں پڑھنے لگے۔ بعض نے تلاوت قرآن شریف کی۔ بعض نے جناب باری میں گریہ وزاری سے دعائیں مانگیں اور بعض جو شدت حرب کی وجہ سے تھک گئے تھے پڑ کر سو گئے۔ صبح ہوئی تو مسلمان پھر لڑائی کی طرف لپکے۔ اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف کی کثرت کی۔ تیر انداز حضرات آگے آگے ہوئے اور اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ تیروں کو چلانا شروع کیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان اسی طرح دس دن تک لڑتے رہے۔ بیت المقدس والے ان ایام میں بجائے رنج و غم کے خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے قلوب میں نہ کسی قسم کا رعب تھا اور نہ کوئی چہروں پر گھبراہٹ گیارہوا روز ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا اسلامی پرچم جسے ان کے غلام سالم اٹھائے ہوئے تھے لہراتا ہوا نظر پڑا۔ علم کے پیچھے پیچھے شہسواران

مسلمین اور بہادران موحدین تھے جنہوں نے جناب امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ بائیں طرف۔ خواتین اسلام اور مال غنیمت ان حضرات کے ساتھ ساتھ تھا۔ ان حضرات نے یہاں پہنچ کر یہاں تہلیل و تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند کئے جن کی آوازیں آسمان تک گونجتی چلی گئیں۔ ادھر سے بھی تمام قبائل نے انہیں نعروں کے ساتھ استقبال کیا اور اس طرح تمام بیابان تکبیروں کی آوازوں سے بھر گیا۔

بیت المقدس والوں کے دلوں میں رعب طاری ہوا۔ سرداروں، رئیسوں اور بہادروں نے سب سے بڑے کینسہ کی طرف جس کا نام قمامہ [1] تھا راہ لی۔ وہاں پہنچ کر پوپ [2] کی خدمت میں حاضر ہوئے تعظیم و تکریم کے بعد اسے تعظیمی سجدہ کیا۔ اور اس کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ اس نے کہا یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ انہوں نے نہایت عاجزی اور طاقت کے ساتھ جواب دیا مقدس باپ مسلمانوں کا سردار بقیہ فوج لے کر یہاں آ پہنچا ہے یہ اسی کا شور ہے۔ پوپ کا یہ سنتے ہی رنگ فق ہوگیا چہرے پر مردنی چھا گئی اور کہنے لگا افسوس! افسوس! انہوں نے کہا اے ہمارے سب سے بڑے مقدس باپ! یہ کیا؟

اس نے کہا انجیل مقدس کی قسم! اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور سردار ہی ہے تو تمہاری ہلاکت اور بردباری قریب ہی پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح۔ اس نے کہا جو علم ہم کو متقدمین سے وراثت میں ملتا ہوا چلا آ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طول و عرض زمین فتح کرنے والا ایک گندم گوں [3] رنگ اور خوب سیاہ [4] سیاہ آنکھوں والا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی عمر نامی شخص ہوگا۔ یاد رکھو اگر وہی آ گیا ہے تو پھر تم کو نہ اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت ہے اور نہ لڑائی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ چل کر اس کی صورت و ہیئت دیکھوں۔ اگر وہی ہوا تو میں اس کے ساتھ ضرور مصالحت کرلوں گا اور جو وہ چاہے گا اس کے مطالبہ کو فوراً مان لوں گا۔ لیکن اگر وہ نہ ہوا تو میں کبھی اس شہر کو اس کے سپرد نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس شخص کے سوا جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے ہمارے اس شہر کو اور کوئی شخص فتح نہیں کرسکتا۔

یہ کہہ کر پوپ اچھل کے کھڑا ہوا۔ راہب، بشپ اور پادری اس کے گرد ہوئے جنہوں نے اس کے سر پر صلیب بلند کی اور انجیل اس کے سامنے کھولی۔ سرداران روم نے اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہر پناہ کی طرف چلا۔ دیوار کے قریب اس راستہ کی طرف جس سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تشریف فرما ہوئے تھے آیا تو اس نے مسلمانوں کو جھانک کر دیکھا۔ مسلمان اس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو آ آ کے سلام کرتے، تعظیم و تکریم بجالاتے اور پھر حملہ آور شیروں کی طرح لڑائی میں مشغول ہوتے جاتے تھے اور ان کا اسی طرح تانتا بندھا ہوا تھا۔ پوپ کے آگے آگے جو شخص چلا کرتا تھا اس نے اس کے حکم کے بموجب مسلمانوں کو آواز دی کہا یا معاشر المسلمین! لڑائی سے روکو تاکہ ہم تم سے کچھ بات چیت کرسکیں اور جو کچھ تم سے پوچھنا ہے پوچھ لیں۔ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ رومیوں میں سے ایک شخص نے عرب کی نہایت فصیح زبان میں بولنا شروع کیا کہ ہمارے پاس اس شخص کی تمام علامات اور صفات محفوظ ہیں جو ہمارے اس شہر نیز روئے زمین کو فتح کرے گا۔ اگر تمہارا سردار وہی شخص ہے تو ہم بغیر لڑے بھڑے اور بغیر مقابلہ کئے تمہارے سپرد اپنا یہ شہر کردیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوا تو یاد رکھو کہ ہم قیامت تک کبھی تمہارے حوالے نہ کریں گے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ تشریف لائے اور

---

[1] ایک نسخہ میں عمامہ ہے۔ [2] جاثلیق کا ترجمہ، جاثلیق سب سے بڑے پادری اور رئیس نصاریٰ کو کہتے ہیں اور سب سے بڑا چونکہ پوپ ہی ہوتا ہے اس لئے اس کا یہ ترجمہ کردیا گیا واللہ اعلم۔ [3] یہ اسمر کا ترجمہ ہے۔ [4] یہ احور کا ترجمہ ہے۔

ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے آدمیوں سے کہا تمہیں بشارت ہو یہ وہ شخص نہیں ہے تمہیں چاہیے کہ اپنے شہر، دین و مذہب اور حرم کے لئے خوب دل کھول کر ان سے لڑو۔ یہ سن کر انہوں نے آوازیں بلند کیں۔ کلمہ کفر کا اظہار کیا اور آگے بڑھ کر سخت معرکہ کی لڑائی کرنے لگے۔ پوپ لوٹ کر قمامہ میں چلا گیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے ایک لفظ تک نہ کہا بلکہ الٹا لڑنے کا حکم دے گیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ لوٹ کر آئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے دریافت کیا ایہاالامیر! کیا رہا؟ آپ نے فرمایا مجھے اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ میں ان کے سامنے گیا جیسا کہ تمہیں معلوم ہے اور ان شیاطیون میں سے جو انہیں گمراہ کرتے ہیں ایک شیطان نے مجھے جھانک کر دیکھا اور کچھ تامل کیا۔ ایک نظر دیکھنا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہو گیا اور بغیر مجھ سے کسی بات کے کئے ہوئے پھر وہ فوراً ہی پیچھے لوٹ گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت ممکن ہے کہ اس میں کوئی راز اور رائے مخفی ہو جس پر ہم بعد کو مطلع ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد دونوں حضرات نے مسلمانوں کو لڑائی کے متعلق احکام جاری کئے اور سختی کے ساتھ لڑنے کی تاکید کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے سختی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اس وقت چونکہ سردی اور جاڑو کا موسم تھا اس لئے رومیوں نے اپنے دماغ میں سودائے خام پختہ کر لیا تھا کہ ایسے کڑے وقت میں یہاں نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سردیوں کے زمانہ میں یہ ہم پر قادر ہو سکتے ہیں۔

بیت المقدس میں یمن کے تیراندازوں کی بہادری

کہتے ہیں کہ مسلمان ان کی طرف چلے اور حملہ کیا۔ اہل یمن کے تیرانداز جن کی کمانیں پہاڑی درختوں کی تھیں جن کا تیر بہت زیادہ چلا کرتا ہے آگے بڑھے اور لیٹ لیٹ کے کمانوں کو سینوں تک تان کے بے تحاشا رومیوں پر تیر چلانے لگے۔ رومی اپنی بے پرواہی کی وجہ سے چونکہ بہت کم احتیاط کر رہے تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے دیکھا کہ تیر لگ لگ کے رومیوں کو سر کے بل اوندھا کر دیتے اور ان کی پشتوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔

عون[1] بن مہایل رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یمنی عربوں کی بہادری محض خوشنودی باری تعالیٰ ہی کے لئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تیر چلا رہے تھے اور رومی بارش کے قطروں کی طرح پے در پے شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے ٹپک رہے تھے۔ رومیوں نے تیروں کو جب اس طرح سینوں سے پار ہوتا دیکھا تو احتیاط کو کام میں لائے اور شہر پناہ کو ڈھالوں، چمڑوں اور ان چیزوں سے جو تیروں سے محفوظ رکھتی ہیں ڈھانپ دیا۔ میں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ بڑے دروازے کی طرف جس پر ایک عظیم القدر سردار جس کے سر پر ایک سونے کی صلیب اور گرداگرد بڑے بڑے نیچے کرتے پہنے ہوئے غلام تھے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ ان غلاموں کے ہاتھ میں چلوں پر چڑھی ہوئی کمانیں اور عمود تھے۔ اور سردار انہیں لڑائی کی ترغیب دے رہا تھا۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی ڈھال میں چھپے ہوئے برابر اس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ اس برج کے پاس جس کے اوپر یہ سردار تھا پہنچ گئے اور اپنی کمان کو سیدھا کر کے شست باندھنے لگے اور پھر تیر چھوڑ

[1] ایک نسخہ میں عوف بن مہایل ہے۔

دیا۔ چونکہ برج بہت اونچا تھا۔ نیز یہ سردار زرہ اور سامان جنگ بھی بہت زیادہ پہن رہا تھا اس لئے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تیر اول تو اتنی اونچی دیوار پر پہنچنا مشکل ہے پھر اگر پہنچا بھی تو کمزور ہونے کے بعد اس کی اس زرہ اور سامان جنگ پر کیا اثر کرے گا جو اس سردار کو یہ زخمی کر سکے۔ مگر بخدائے لم یزل میں نے دیکھا کہ تیر کمان سے نکلا اور باوجود دیوار کی اس بلندی کے اس زور سے اس کے جا کر لگا کہ وہ سردار الٹا ہو کے پرلی طرف نیچے گرا۔ اس کے گرتے ہی رومیوں میں ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گیا اور رونے پیٹنے کی آوازیں آنے لگیں جس سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ سردار مر گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کا چار مہینے کامل محاصرہ رکھا۔ روزانہ بلاناغہ سخت معرکہ ہوتا تھا۔ مسلمان سردی برف اور بارش پر نہایت پامردی کے ساتھ صبر کرتے تھے۔ اہالیان بیت المقدس نے جب مسلمانوں کا سخت محاصرہ دیکھا اور ان بلاؤں کو جوان پر مسلمانوں کی طرف سے پہنچ رہی تھیں اندازہ کیا تو یہ پھر قمامہ کی طرف گئے اور پوپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اول سجدہ تعظیمی کیا پھر اس کی قدر و منزلت بجالا کے کہنے لگے۔ مقدس باپ! ان عربوں کا محاصرہ ہم پر دائمی ہو گیا ہے ہمیں امید تھی کہ بادساہ کی طرف سے ہمارے لئے کوئی مدد یا کمک آئے گی۔ مگر وہ بھی اپنے لشکر کی ہزیمت کی وجہ سے خود اپنی ہی جان بچانے کی فکر میں پڑ گیا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں طرفین کا نقصان جان نہ ہوتا ہو۔ مگر یہ عرب کے باشندے ہم سے بھی زیادہ لڑائی کے خواہش مند معلوم ہوتے ہیں جس روز سے انہوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہے ہم نے محض حقارت کی وجہ سے ان سے اب تک کوئی کلام نہیں کیا۔ مگر اب پانی سر سے گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے پاس چل کے مطالبہ سنیں اور عندیہ معلوم کریں کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟ اگر ان کا مطالبہ معمولی اور ماننے کے قابل ہے تو ان کے حسب خواہش اس کو ہم پورا کر دیں گے اور اگر زیادہ کٹھن اور دشوار ہو یا عزت کے منافی تو پھر دروازہ کھول کر ایک فیصلہ کن جنگ کر لیں یا انہیں مار دیں یا خود کٹ کر مر جائیں۔ پوپ نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا اور اپنا مقتدانہ لباس پہن کے شہر پناہ کی طرف چلا۔ صلیب اس کے آگے آگے تھی۔ راہبوں اور پادریوں نے بخورات کی انگیٹھیاں اور کھلی ہوئی انجیلیں لے لے کر اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہر پناہ کی اس دیوار پر جس کے نیچے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ تشریف فرما تھے آیا۔ ایک شخص نے عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ آواز دی اور کہا یا معاشر العرب! دین نصاریٰ کا سب سے بڑا عالم شریعت مقدسہ عیسوی کا اسقف اعظم اور صاحب شریعت تمہارے پاس آیا ہے کہ تم سے کچھ گفتگو کرے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تمہارا سردار ہمارے پاس آئے۔

پوپ کا حضرت ابوعبیدہؓ سے گفتگو کرنا

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو اس کی اطلاع کی گئی اور بعینہٖ آپ کے سامنے وہ الفاظ دہرائے گئے۔ آپ نے فرمایا واللہ! میں بھی اسے اسی طرح سے جواب دوں گا جس طریق اور حیثیت سے اس نے مجھے بلایا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے۔ امراء اسلام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوئی۔ ترجمان کو ہمراہ لیا اور اسقف (اعظم پوپ) کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ترجمان نے کہا یہ عرب کے سردار ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ پوپ نے ترجمان کی وساطت سے کہا آپ حضرات ہم ارض مقدس کے باشندوں سے کیا چاہتے ہیں؟ یاد رکھو یہ شہر نہایت مقدس ہے جو بری نیت سے اس کی طرف آنکھ اٹھائے اور اس کے فتح کرنے کا قصد کرے تو سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت جلد اس پر غضب نازل ہونے والا ہے اور وہ عنقریب ہی ہلاک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ شہر واقعی بزرگ اور مقدس شہر ہے۔ ہم اس کی شرافت اور بزرگی سے خوب واقف ہیں۔ اسی شہر سے ہمارے آقا مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم اپنے پروردگار کے پاس آسمانوں میں تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب العزت سے دو گوشہ کمان کی برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تھے۔ یہی شہر انبیاء علیہم السلام کا معدن اور وصال حق کے بعد ان کا مسکن (قبور) رہا ہے۔ ہمیں اس کا استحقاق تم سے زیادہ پہنچتا ہے۔ ہم اس پر اس وقت تک برابر محاصرہ رکھیں گے جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دوسرے شہروں کی طرح اس کا مالک نہ کر دیں۔

پوپ نے کہا آخر تم چاہتے کیا ہو؟ آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو قبول کرا دینا۔ جن میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اس کلمہ توحید کے قائل ہو جاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تمہارا حال بالکل ہمارے حال کے یکساں اور مطابق ہو جائے گا اور جو کچھ ہم پر فرض ہے وہی فرض تم پر عائد ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ کلمہ نہایت عظیم کلمہ ہے ہم اس کے پہلے ہی سے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن تو نے جھوٹ بولا حالانکہ تو وحدانیت کا شمہ برابر بھی قائل نہیں۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں یہ خبر دی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ المسیح ابن اللہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں لا الہ الا اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ پاک ہے وہ اور وراء الوراء ہے اس چیز سے جو اس کی طرف ظالم منسوب کرتے ہیں۔ پوپ نے کہا دوسری بات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے شہر کے اوپر ہماری سیادت تسلیم کر لو اور مصالحت کے بعد ہمارے ماتحت ہو کر ہمیں دوسرے شام کے شہروں کی طرح جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا یہ پہلی بات سے بھی زیادہ دشوار بات ہے۔ ہم کبھی قیامت تک بھی ذلت وحقارت اور ماتحتی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیسری بات تلوار ہے ہم اس وقت تک اسے کبھی میان میں نہیں کر سکتے جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں تمہارے اوپر مظفر ومنصور نہ کر دیں۔ یاد رکھو فتح وظفر کے بعد ہم تمہاری اولاد کو غلام اور عورتوں کو باندیاں بنائیں گے۔ اور جو شخص کلمہ توحید کی مخالفت کر کے کلمہ کفر پر قائم رہے گا اسے تہ تیغ کر دیں گے۔

اس نے کہا جب تک ہمارے اندر ایک متنفس بھی زندہ رہے گا اس وقت تک ہم کبھی اس شہر کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتے اور کس طرح سے کر دیں جبکہ ہمارے پاس جنگ کا تمام ذخیرہ آلات حرب۔ سامان حصار بہترین اسلحہ اور سخت معرکہ کی فوج موجود ہے۔ جن لوگوں سے آج تک تمہاری مڈبھیڑ ہوئی ہے اور انہوں نے تمہاری اطاعت میں داخل ہو کر جزیہ کا وعدہ کر لیا ہے ہم ان جیسے نہیں ہیں ان پر تو مسیح (علیہ السلام) کا غضب نازل ہوا ہے اور ہم ایک ایسے شہر میں آباد ہیں کہ جس وقت مسیح علیہ السلام سے کوئی دعا کرتے ہیں تو وہ فوراً در اجابت تک پہنچتی ہے اور مسیح (علیہ السلام) اس کو معاً قبول کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن واللہ! تو نے جھوٹ کہا ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانايا كلان الطعام۔ مسیح بن مریم محض اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں ان کی والدہ (صدیقہ۔ سچی۔ یا ولی) تھیں۔ یہ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ [1]

﴿خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (آل عمران: ۵۹)

---

[1] یعنی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہوتے تو کھانا نہ کھایا کرتے حالانکہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے جو خدا ہونے کے منافی ہے۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔

''انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا تھا پھر اس مٹی کو کہا تھا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی۔''

اس نے کہا میں مسیح (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم بیس برس بھی ہمارا محاصرہ کیے پڑے رہے تو کبھی بھی ہمارے اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے۔ اسے محض ایک ہی شخص جس کی تمام علامات اور صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فتح کر سکتا ہے اور وہ علامات اور صفات میں تمہارے اندر نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا صفات ہیں؟ جو اس شہر کے فاتح کے اندر ہوں گی۔ اس نے کہا وہ صفات تو میں تم سے بیان نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا بیان کیے دیتا ہوں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو کچھ دیکھا اور پڑھا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس شہر کا فاتح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک صحابی ہے جس کا نام عمر اور لقب فاروق ہے۔ وہ مرد خدا نہایت سخت اور اللہ کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل نڈر اور بے باک ہوگا اور اس شخص کی صفات میں تمہارے اندر ملاحظہ نہیں کرتا۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد آپ اس پوپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا تو اس شخص کو دیکھ کر پہچان لے گا؟ اس نے کہا کیوں نہیں جبکہ اس کی تمام صفات حتیٰ کہ اس کا حسب ونسب بلکہ اسکی عمر کے سال اور دن تک ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا واللہ وہی شخص ہمارا خلیفہ اور ہمارے نبی کا صحابی ہے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر تمہیں ہمارے قول کی صداقت معلوم ہو گئی ہے اس خون ریزی کو موقوف کرو اور اپنے خلفیہ کے پاس خبر بھیج دو کہ وہ یہاں بہ نفس نفیس تشریف لے آئیں۔ جس وقت ہم انہیں دیکھ لیں گے ان کی تمام صفات اور علامات پہچان لیں گے اور ان کے حلیہ سے یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ جائے گی تو ہم خود بخود شہر کے دروازے کھول دیں گے اور بلا چوں چرا جزیہ دینے لگیں گے۔

آپ نے فرمایا بہت بہتر میں ان کی خدمت میں عرضداشت بھیج کر انہیں یہی بلالوں گا مگر اتنے وہ یہاں تشریف لائیں تم لڑائی چاہتے ہو یا اس کا التواء؟ اس نے کہا یا معاشر العرب! تم اپنے ظلم سے کسی طرح باز نہیں آتے۔ ہم نے تم سے خون ریزی کے موقوف کرنے کی غرض سے صاف اور سچی بات کہہ دی مگر تم پھر بھی لڑائی کے سوا کوئی اور بات نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس دنیا کی زندگی سے لڑائی ہی زیادہ مرغوب اور محبوب ہے۔ اسی کی بدولت ہمیں خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے بخشش وعفو کی امید ہے۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لڑائی کے التواء کا حکم دے دیا اور واپس چلے آئے۔ پوپ بھی اپنے مامن کی طرف پلٹ گیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے سرداران لشکر افواج اسلامیہ اور مسلمانوں کو جمع کر کے پوپ کی تمام باتوں سے مطلع کیا۔ مسلمانوں نے تکبیر وتہلیل کے فلک بوس نعرے بلند کیے اور کہا ایہا الامیر! آپ حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں ضرور یہ حال لکھ دیں۔ ممکن ہے کہ حضور جلالت مآب حضرت امیر المومنین یہاں تشریف لے آئیں اور باری تعالیٰ جل مجدہ اس شہر کو ہمارے لئے فتح کر دیں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی جناب صبر کریں اور ذرا توقف فرمائیں۔ میں رومیوں سے یہ کہہ لوں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین تشریف لے آئے ہیں اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے روبرو پیش کروں۔ ممکن ہے کہ وہ انہیں دیکھ کر دروازہ کھول دیں اور ہم اس تکلیف سے بچ جائیں۔ اس بات پر رائے متفق ہو گئی۔

سیف الاسلام قائد اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت جلالت الملک امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ صبح ہوئی تو چونکہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا اس لئے آپ کے ساتھ چند حضرات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ ترجمان نے پوپ کو اس کی اطلاع کی کہ خلیفۃ المومنین تشریف لے آئیں ہیں۔ مسلمانوں

نے کہا جن صاحب کو تم طلب کرتے اور بلاتے تھے وہ آ گئے ہیں۔ پوپ یہ سن کر شہر پناہ پر کھڑا ہوا اور ترجمان سے کہنے لگا کہ تو ان سے یہ کہہ دے کہ وہ ذرا آگے اور سامنے آ کر کھڑے ہوں تا کہ میں انہیں اچھی طرح دیکھ سکوں۔ حضرت خالد بن ولید ؓ آگے بڑھے اور بالکل اس کے سامنے ہو کے کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا مسیح کی قسم! یہ ان کے مشابہ ضرور ہیں مگر وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان کے اندر نہیں پائی جاتیں۔ اس کے بعد آپ کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ تمہیں اپنے دین کی قسم! تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں ان کے بعض ساتھیوں (اصحاب) میں سے ہوں۔ اس نے کہا نوجوان عرب! آخر تم میں یہ مکر و فریب کب تک رہے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم جب تک ہم اس شخص موصوف کو نہیں دیکھ لیں گے اس وقت تک کبھی تمہارے واسطے اس شہر کے دروازے نہیں کھولیں گے اور نہ اب ہم میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ بات کرے گا۔ خواہ تم یہاں ہمارا محاصرہ کیے ہوئے بیس برس تک پڑے رہو۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور کوئی بات نہیں کی۔

اب مسلمانوں نے پھر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے عرض کیا کہ آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ان کو تمام کیفیت سے مطلع کر دیں۔ ممکن ہے کہ حضور پرنور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس قطعہ زمین کو بقعہ نور بنا دیں اور یہ جگہ آپ کے قدموں سے متشرف ہو جائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حسب ذیل عریضہ لکھنا شروع کیا۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ کا مکتوب خلیفۃ المسلمین کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعالی خدمت حضرت عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ

از طرف ابوعبیدہ عامر بن جراح عامل شام۔ اما بعد السلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو و اصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ ہم نے شہر ایلیا کو اپنے محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ اہالیان شہر سے لڑتے ہوئے ہمیں چار ماہ ہو گئے ہیں روزانہ ان سے مقابلہ ہوتا ہے وہ بھی برابر ہمارا مقابلہ کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو برف، سردی اور بارش سے ایک مصیبت عظمیٰ کا اگرچہ سامنا ہے مگر وہ اللہ غالب و بزرگ و برتر کی مہربانیوں پر امید کرتے ہوئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے اور برابر اس پر صبر کر رہے ہیں۔ آج جس روز کہ میں آں جناب کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں ایک اسقف اعظم جس کی یہ لوگ نہایت عزت و تکریم کرتے ہیں شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر کہنے لگا کہ ہمیں اپنی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو سوائے نبی ؐ کے ایک صحابی کے جس کا نام عمر ہوگا اور کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ان کا حلیہ صفات اور علامات بھی مسطور ہیں۔ انہوں نے ہم سے خون ریزی کے بند کر دینے اور آپ کے یہاں تشریف لانے کی خواہش اور درخواست کی ہے۔ اگر جناب بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرمائیں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی ذات گرامی سے امید واثق ہے کہ وہ آپ کے دست مبارک پر اس شہر کو فتح کرا دیں۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وعلی جمیع المسلمین۔

اسے لکھ کر آپ نے ملفوف کیا اور مہر لگا کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا یا معاشر المسلمین! میرے اس خط کو لے کر حضرت امیر المومنین ؓ کی خدمت اقدس میں کون شخص جائے گا۔ اس کا اجر اللہ جل جلالہ پر ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ فوراً بولے ایہا الامیر! اس بات کا قاصد میں ہوں۔ انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو ساتھ لے کر حاضر ہوں گا آپ

نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے ارادوں میں برکت عنایت فرمائیں یہ لو خط اور چلے جاؤ۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ اپنی کو ہاا[1] اونٹنی پر سوار ہوئے اور انتہائی کوشش کے ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ وہ مدینۃ الرسولؐ میں ایک روز رات کے وقت داخل ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ فرماتے ہیں کہ میں رات کو ایسے وقت پہنچا کہ کسی شخص سے ملاقات نہ کر سکا۔ مسجد کے دروازہ پر اونٹنی ٹھہرائی اسے باندھ کر مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر پر سلام کیا اور مسجد کے ایک کونے پر پڑ کر سو رہا۔ چند راتوں کا چونکہ جاگا ہوا تھا پڑتے ہی آنکھ لگ گئی اور سوائے حضرت عمر فاروقؓ کی اذان کی آواز کے مجھے کوئی دوسری چیز نہیں جگا سکی۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ نے اندھیرے سے اذن دے دی۔ جس وقت آپ اذان دے چکے تو مسجد میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے الصلوٰۃ رحمکم اللہ۔ میں اٹھ کھڑا ہوا وضو کیا۔ حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور جس وقت آپ محراب میں سے اٹھ کر تشریف لے جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ کو سلام کیا۔ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے مصافحہ کیا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم میسرہ ہیں۔

اس کے بعد آپ نے دریافت کیا یا ابن مسروق! شام کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! خیریت ہے اور آپ کو وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا یا امیر المومنین! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کو ذلیل کر دیا ہے شام سے انہیں نکال دیا ہے۔ مسلمانوں کو ان پر مدد اور غلبہ دیا ہے۔ مسلمانوں نے ان کے شہر ایلیا کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ سخت ضیق میں مبتلا ہیں روزانہ ذلت' ضعف اور دہشت ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر آپ یہیں مقیم رہیں اور ان کے پاس تشریف نہ لے جائیں تو اور زیادہ مناسب ہوگا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ بارگاہ خلافت ہمارا مطالبہ نہایت حقیر اور ہمارا قتل ایک معمولی چیز تصور کی گئی ہے جسے اس طرح ٹھکرا دیا گیا۔ یہ سوچ کر ان کے دلوں میں اور زیادہ رعب پڑے گا اور وہ ذلت وحقارت کو اختیار کر کے بہت کم میدان میں ٹھہریں گے اور انشاء اللہ العزیز جزیہ ادا کرنے لگیں گے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کی یہ رائے سن کر ارشاد فرمایا۔ **جزاك الله في الدارين خيرًا**۔ پھر فرمایا آیا آپ حضرات میں سے کسی صاحب کی رائے اس کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا میری رائے اس کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا ابوالحسن! وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا رومیوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے اور ان کا درخواست کرنا ہی مسلمانوں کی فتح ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو سردی، جنگ اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے سخت مصائب کا سامنا ہو رہا ہے اس لئے میری رائے میں اگر آں جناب تشریف لے جائیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے ہاتھ اس شہر کو ضرور فتح کرا دیں گے اور آپ کو اللہ جل جلالہ راستہ کی تکالیف، بھوک پیاس، قطع مسافرت، جنگل کے کانٹوں اور پہاڑ کی چڑھائی کے عوض میں اجر عظیم مرحمت فرمائیں گے اور جب تک آپ وہاں پہنچیں گے برابر ثواب دیتے رہیں گے۔ آپ کے پہنچنے سے مسلمانوں کو ڈھارس بندھے گی۔ آرام، اطمینان اور بہترائی نصیب ہوگی اور فتح میسر آئے گی۔ لیکن اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو مجھے یقین نہیں کہ آپ کے نہ پہنچنے سے وہ مایوس ہو کر صلح کر لیں گے۔ بلکہ میری رائے میں چونکہ بیت المقدس ان کے نزدیک ایک نہایت متبرک اور معظم جگہ

---

[1] کوما دراصل اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا کوہان بلند ہو۔ اس صورت میں یہ لفظ اونٹنی کی صفت ہے اور اگر یہ اس کا نام تھا تو ترجمہ سے وہ بھی عیاں ہے اور اسی لئے اس طرح ترجمہ کر دیا گیا کہ دونوں مطلب مستنبط ہیں۔

ہے اس کا وہ حج کرتے ہیں اس لئے اسے چھوڑ کے بھاگیں گے نہیں بلکہ وہ اپنے شہروں، ملکوں اور سلطنت سے مدد طلب کریں گے اور ان کے سردار، امراء و رؤساء ان کی کمک کو آئیں گے اور اس طرح مسلمانوں پر ایک سخت مصیبت نازل ہو جائے گی۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ ان کے پاس تشریف ہی لے جائیں۔

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مشورہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا حضرت عثمان ذوالنورین ؓ نے دشمن کے مکر پر نظر کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کے حال پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے دونوں مشورے عمدہ ہیں جزاھما اللہ خیرا۔ [1] میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہی مشورے پر عمل کروں گا۔ میں انہیں محمود المشورہ اور مبارک صورت میں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے خادمان خلافت کو سامان سفر تیار کرنے کے لئے حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر ؓ مسجد نبوی ؐ میں تشریف لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہ ؐ کی قبر شریف پر تشریف لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہ ؐ کی قبر شریف پر حاضر ہوئے۔ قبر رسول اللہ ؐ اور قبر حضرت ابوبکر صدیق ؓ پر سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امور خلافت سپرد فرمائے اور انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا قائم مقام کر کے شام کی طرف رخصت ہونے لگے۔ دوست احباب و اہل و عیال نے آپ کو الوداع کہا اور سلام کر کے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین عمر ؓ کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی سواری میں ایک سرخ اونٹ تھا جس پر ایک خورجی [2] تھی جس کے ایک تھیلے میں زاد راہ کے لئے ستو اور دوسرے میں چھوہارے بھرے ہوئے تھے سامنے پانی کی ایک مشک لٹک رہی تھی اور پشت پر کھانے کے لئے ایک بڑا پیالہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت جو جنگ یرموک کے بعد مدینہ طیبہ میں واپس آ گئی تھی جس میں سے منجملہ دیگر حضرات کے زبیر بن عوام ؓ اور حضرت عبادہ بن صامت ؓ بھی تھے آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپ قطع مسافرت کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جب کسی منزل میں جناب فروکش ہوئے تو صبح تک وہیں رہتے تھے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کے اول یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

الحمد لله الذی اعزنا بالاسلام و خصنا بنبيه عليه السلام و اكرمنا بالايمان وهدانا من الاسلام و جمعنا من بعد الشتات على كلمة التقوىٰ والف بين قلوبنا و نصرنا على عدونا و مكن لنا فی بلاده وجعلنا اخوانا متحابين فاحمدو الله عباده الله على هذا النعمة السابغه و المنن الظاهره و اسالوه المزيد منها و الشكر عليها على ما اصبحته تتغلبون فيه من النعمة السابغه و المنن الظاهره فان الله يزيد المستريدين الراغبين فيما لديه و يتم نعمة على الشاكرين.

''تمام تعریفیں اللہ جل وجلالہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کے سبب عزت بخشی۔ ہمیں اپنے نبی ؐ کے لئے مخصوص فرمایا۔ ایمان سے مفتخر کیا۔ اسلام کی ہدایت دی۔ تفرق و تشتت کے بعد کلمہ تقوی پر مجتمع کیا۔ دلوں میں الفت دی، دشمن

---

[1] اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں دونوں جہان میں جزاء خیر عنایت فرمائیں۔ [2] یہ غرارتان مثنیۃ کا ترجمہ ہے غرارہ بمعنی جوالاس چیز کو کہتے ہیں جس میں غلہ وغیرہ بھر کے خچر یا گدھے وغیرہ پر لادتے ہیں سواری کے اونٹ پر لادنے کے ساتھ کا ترجمہ خورجی ہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور چونکہ خورجی میں دو ہی تھیلے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو ادھر اور دوسرے کو ادھر لٹکا دیتے ہیں اس لئے مثنیۃ کا ترجمہ کرنے کی دو خورجیاں تھیں کچھ ضرورت نہیں۔

کے مقابلہ میں نصرت عطا کی۔ دشمنوں کے شہروں میں آباد کیا اور ہمیں ایک دوسرے کا بھائی بنا کر محبت کو ہم میں مربوط کر دیا۔ خدا کے بندو خدائے عزوجل کی ان نعمتوں اور ان کے ان احسانوں پر ان کی تعریف کرو۔ اس سے اور زیادہ مانگو اور ان نعمتوں نیز اس پر کہ جب تم صبح کو اٹھتے ہو تو پھر یہ تمام نعمتیں موجود ہوتی ہیں شکر بھیجو کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ زیادہ چاہنے والوں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی رغبت کرنے والوں کو اور زیادہ عنایت کرتے ہیں اور اپنی نعمتوں کو شکر کرنے والوں پر پوری کر دیتے ہیں''۔

دعا کے بعد آپ پیالے میں ستو بھرتے کھجوریں اس کے پاس رکھتے اور سب ہمراہیوں کو فرماتے کہ کھاؤ اور خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں او آپ بھی ان کے ساتھ تناول فرمانے لگتے۔ اس کے بعد منزل سے کوچ فرمادیتے۔ آپ اسی طرح منزل درمنزل کوچ کرتے چلے جارہے تھے۔

حضرت عمرو بن مالک عبسی ؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق ؓ نے ملک شام کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وقت میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اثنائے راہ میں آپ پانی کے ایک ایسے چشمہ پر گزرے جو کہ قوم جذام کی ملکیت میں تھا اور اس وقت اس قوم کا ایک قافلہ یہاں فروکش ہورہا تھا۔ پانی کا یہ چشمہ ذات المنار کے نام سے مشہور تھا۔ مسلمان بھی اسی کے کنارے پر ٹھہر گئے۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ تشریف فرما تھے۔ اصحاب رسول اللہ ؐ آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس قافلہ کے چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین! ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جس نے دو حقیقی بہنوں سے نکاح کر رکھا ہے۔ آپ یہ سن کر غصہ میں بھر گئے اور فرمایا کہ اسے حاضر کیا جائے وہ شخص حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ اس نے کہا میری بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان دونوں میں کوئی قرابت بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ دونوں حقیقی بہنیں ہی۔ آپ نے فرمایا تو کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا مسلمان نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں تو مسلمانوں ہوں آپ نے فرمایا تو یہ نہیں جانتا کہ یہ دونوں تجھ پر حرام ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب مبین میں فرماتے ہیں:

﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (النساء: ۲۳)

(یہ بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنیں جمع کرو مگر جو پہلے گزر چکا''۔

اس نے کہا میں نہیں جانتا اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ یہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا اور فرمانے لگے تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ پر وہ دونوں حرام ہیں۔ تجھے چاہئے کہ ایک کو ان میں سے چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے کہا کیا آپ میرے اوپر حکومت کرتے ہیں اور میری عورتوں کے بارے میں مجھے دھمکاتے ہیں۔ یہ دین ایسا دین ہے کہ اس میں داخل ہو کر مجھے تو کوئی بہتری اور فلاح نہیں پہنچی اور نہ میں اس میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا اچھا میرے قریب ہو جا۔ وہ آپ کے پاس ہوا تو آپ نے اس کے سر پر چند درے مارے اور فرمایا خدا کے نیز اپنی جان کے دشمن اسلام کو برا کہتا ہے حالانکہ یہ وہ دین ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے فرشتوں، پیغمبروں اور برگزیدہ لوگوں نے پسند کیا ہے۔ انّ دونوں عورتوں میں سے یا تو ایک کو چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ مفتری کی حد قائم کر کے اس حد کو جاری کر دوں گا۔ اس نے کہا میں انہیں کس طرح چھوڑ دوں میں تو ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ البتہ آپ دونوں کے مابین قرعہ ڈال دیجئے جس کے نام وہ

نکل آئے گا میں اسے ہی رکھ لوں گا اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔اگر چہ مجھے دونوں سے محبت ہے۔حضرت عمرؓ نے قرعہ ڈالا اور تین دفعہ وہ ایک ہی کے نام پر نکل آیا۔اس شخص نے اسے رکھ لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں جو تجھ سے کہنا چاہتا ہوں اسے گوش ہوش سے سن اور خوب یاد رکھ جو شخص ہمارے دین میں داخل ہو کر مرتد ہو جاتا ہے ہم اسے قتل کر دیتے ہیں۔اسلام کے چھوڑ دینے سے بچتے رہنا۔نیز اس بات سے بھی محترز رہنا کہ پھر میرے پاس یہ خبر پہنچے کہ تو اپنی بیوی کی بہن (سالی) کے پاس گیا ہے ورنہ تجھے میں سنگسار کر دوں گا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں سے روانہ ہو کر آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں قبیلہ بنی مرہ کے کچھ آدمی آباد تھے ان میں سے آپ نے بعض آدمیوں کو دیکھا کہ انہیں سزا دینے کے لئے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔انہیں دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا انہیں کیوں سزا دی جارہی ہے کہا گیا ان کے ذمہ خراج ہے جسے وہ ادا نہیں کرتے اس لیے انہیں سزا دی جارہی ہے۔آپ نے فرمایا یہ اس کے دینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا گیا کہ ان کا عذر یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم اسے ادا کر سکیں۔آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور ایسی تکلیف جسے یہ برداشت نہیں کر سکتے (تکلیف مالا یطاق) مت دو۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے:

لاتعذبوا الناس فی الدنیا یعذبکم اللہ یوم القیمة.

''لوگوں پر دنیا میں عذاب مت کرو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں قیامت کے روز عذاب دیں گے۔''

چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا۔

یہاں سے رخصت ہو کر آپ وادی القریٰ میں تشریف لائے۔لوگوں نے آپ کو اطلاع دی کہ یہاں پانی کے چشمہ پر ایک بوڑھا شخص رہتا ہے اس کی ایک بیوی ہے اور ایک دوست۔اس دوست نے ایک روز اس بوڑھے سے یہ کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنی عورت میں میرا حصہ (ساجھا) بھی کرے۔میں تیرے اونٹوں کو چراؤں گا انہیں پانی پلاؤں گا۔ان کی حفاظت کروں گا۔ایک دن تیری بیوی تیرے پاس رہے گی اور ایک روز میرے پاس۔اس بوڑھے نے کہا بہت بہتر اور خوشی سے منظور کر لیا۔آپ نے یہ سن کر ان کی حاضر کا حکم دیا وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کم بختو! تمہارا کیا مذہب ہے؟ ان دونوں نے کہا اسلام۔آپ نے فرمایا جس واقعہ کی مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی اصلیت کہاں تک ہے؟ انہوں نے کہا وہ کیا واقعہ ہے آپ نے جو کچھ سنا تھا وہ بیان فرما دیا۔بوڑھے نے کہا یا امیر المومنین یہ بالکل صحیح ہے۔آپ نے فرمایا کیا تم دونوں یہ نہیں جانتے کہ یہ دین اسلام میں حرام فعل ہے۔انہوں نے کہا خدا کی قسم ہمیں خبر نہیں کہ یہ کام حرام ہے۔آپ نے اس بوڑھے سے فرمایا تجھے ایسی کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا۔اس نے کہا میں بالکل بوڑھا ہوں، ہاتھ پیروں نے جواب دے دیا اولاد نہیں جس پر اعتماد کروں۔میں نے سمجھا کہ یہی اونٹوں کے چرانے پانی پلانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے کام آجایا کرے گا اسے بھی اپنی بیوی میں شریک کر لوں۔یہ سوچ کر میں نے اسے شریک کر لیا۔اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حرام ہے تو اب ایسا نہیں کروں گا آپ نے فرمایا اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ لے

تیرے سوا اس پر کسی کا حق نہیں اس کے بعد آپ اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خبردار! اب سے اس عورت کے پاس جانے سے محترز رہنا۔ اگر مجھے معلوم ہو گیا تو پھر اس کے پاس گیا ہے تو گردن اڑا دوں گا۔ اس کے بعد آپ پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور چلتے رہے حتی کہ آپ شام کی حدود میں داخل ہو گئے۔

حضرت اسلم بن برقان نے جو آپ کے غلام تھے بیان کیا ہے کہ جب ہم حدود شام میں داخل ہو گئے تو دفعتہً ہم نے چند سواروں کا ایک دستہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جلدی جا کر اس دستہ کی خبر لاؤ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ یہ یمن کے مسلمانوں کا ایک دستہ ہے جسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق ؓ کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا صاحبزادے کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا وہاں خیریت ہے اور وہاں کے باشندے اچھی طرح ہیں۔ میں نے کہا خیریت ہے انہوں نے کہا امیر المومنین کا کیا ارادہ رہا آیا وہ ادھر تشریف لا رہے ہیں یا نہیں میں نے کہا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم یمنی عرب ہیں ہمیں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اس غرض سے ادھر روانہ کیا ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے متعلق خبر معلوم کر سکیں۔ میں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لوٹا اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا ابوعبداللہ خاموش رہو۔ اتنے میں وہ لوگ بھی ہم تک پہنچ گئے۔ پہلے انہوں نے سلام کیا پھر حضرت عمر فاروق ؓ کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسلمین یہ ہیں کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین جناب کے انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں اور گردنیں بلند ہوتی ہوتی تھک گئیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جناب کے دست مبارک پر بیت المقدس فتح کرا دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جابیہ میں تشریف آوری اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے ملاقات

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دستہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف پلٹا وہاں پہنچ کر بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسلمانو! حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تمہیں مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں میں ایک جنبش پیدا ہو گئی اور سب نے چاہا کہ سوار ہو ہو کے استقبال کے لئے دوڑ جائیں مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں قسم دے کر فرمایا میری طرف سے ہر مسلمان کو قسم ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ازاں بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ مہاجرین وانصار کے ہمراہ استقبال کے لئے نکلے۔ جس وقت آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلحہ سے مسلح کمان مونڈھے پر لٹکائے ایک اونٹنی پر جس کے اوپر سوت کی ایک جھول پڑی ہوئی ہے اور جس کی مہار کانوں کی ہے سوار ہوئے آ رہے ہیں۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے بھی آپ کو دیکھا اپنی

اونٹنی کو بٹھلایا اور اتر گئے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ادھر اونٹ کو روکا اور بٹھلا کے پاپیادہ ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ فرمایا اور معانقہ کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آ آ کر سلام کرنے لگے۔ پھر دونوں حضرات سوار ہو کے باتیں کرتے ہوئے لوگوں کے آگے آگے تشریف لے چلے حتیٰ کہ بیت المقدس [1] میں پہنچ گئے۔ قیام کے بعد حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد ایک نہایت عمدہ تقریر کو جو حسب ذیل ہے:

خلیفۃ المسلمین کا لشکر اسلامیہ سے خطاب کرنا

الحمد لله الحمد القوی المجید الفعال الما یرید۔ تمام تعریفیں ان اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جو ستودہ صفات، صاحب قوت بزرگ اور ہر اس چیز کے بنانے والے ہیں جس کا وہ ارادہ فرما لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے مکرم فرمایا۔ حضور اکرم محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ہمیں ہدایت بخشی ہمیں ضلالت اور گمراہی سے علیحدہ کر دیا۔ دشمنی کے بعد ہمارے دلوں میں محبت بھر دی۔ بغض وعداوت کی جگہ ہمارے قلوب الفت ومودت سے آشنا کر دیئے۔ لہٰذا تم ان نعمتوں پر ان کی تعریف کرو تا کہ تم ان کے اور زیادہ کے مستحق ہو جاؤ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: **لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید**۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لیے اور زیادہ کر دوں گا اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں **من یهد الله فهو المهتد ومن یضلل فلن تجدله ولیًا مرشدا** جسے اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت بخشتے ہیں وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرتے ہیں اس کے لیے تو کوئی راہ بتانے والا نہیں پائے گا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ایک پادری جو یہاں بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اس نے پھر مکرر کہا تو آپ نے مسلمانوں سے فرمایا اس کی طرف دیکھتے رہو اگر اس نے پھر یہی کہا تو اس کی گردن اڑا دو۔ پادری [2] آپ کے اس قول کو سمجھ گیا اور خاموش ہو رہا۔ آپ نے پھر تقریر شروع کر دی:

اما بعد! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ان اللہ تبارک وتعالیٰ سے جن کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور ایک وہی ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں جن کی اطاعت ان کے دوستوں (اولیاء) کو نفع دینے والی اور جن کی معصیت ان کے دشمنوں کو قعر مذلت اور بدبختی میں گرانے والی ہے۔ لوگو! زکوٰۃ ادا کرو تا کہ تمہارے قلوب پاک ہو جائیں۔ مگر تمہارا نفس اس کے بدلے میں

---

[1] یہاں جہاں تک میرا خیال ہے مصنف سے تسامح ہوا ہے بیت المقدس میں تو آپ تقریر وغیرہ کرنے کے بعد تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ آگے سے معلوم ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے راستہ میں سے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں مجھ سے آ کر ملو اور حضرت ابوعبیدہؓ جابیہ میں آ کر مقیم ہو گئے تھے یہیں سے آپ نے دیکھنے کے لئے آدمی بھیجے تھے جنہوں نے آ کر خبر کی تھی اور آپ استقبال کے لئے گئے تھے اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہی آئے ہیں اور یہیں تقریر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ شبیر احمد انصاری مترجم

[2] غالباً یہاں یہ شبہ کیا جائے گا کہ سائل کو بجائے جواب دینے کے قتل کی دھمکی دی گئی اور یہ مذہب کی تحقیق کے خلاف ہے۔ اول تو یہ سوال نہیں تھا بلکہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے اعتراض تھا دوسرے عین تقریر میں اعتراض یا سوال کرنا کیا معنی سخت گستاخی ہے۔ تیسرے مباحثہ یا مناظرہ نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے سامنے تقریر تھی اور وہ بھی امیر المومنین کی اس لئے آداب سیاست کا بھی تقاضا تھا جو آپ نے حکم فرمایا۔ شبیر احمد انصاری مترجم

مخلوق سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اپنے اس دینے کا شکریہ چاہے جو کچھ سنتے ہو۔ اس کو سمجھو۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے دین کی حفاظت رکھے اور سعید وہ شخص ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے یاد رکھو اور اس بات سے خبردار رہو کہ سب سے زیادہ برا کام دین میں نئی بات کا اختراع ہے (بدعات) تم اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت کو مضبوط پکڑو۔ اور اسی کو اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ سنت میں میانہ روی اختیار کرنا (اقتصاد) بدعت میں اجتہاد کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت اپنے لئے لازم کرلو۔ کیونکہ اس میں شفاء تسکین قلب، آرام، فوز کبیر اور ثواب ہے۔ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اسی طرح تقریر کرنے کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں آج تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا تھا **الزموا سنت اصحابی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی یشهد من لم یشهد ویحلف من لم یحلف**۔ کہ میرے صحابہ کی سنت کو لازم پکڑلو۔ پھر ان لوگوں کی جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر جو ان سے متصل ہیں (تبع تابعین) ان کے بعد جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ جس شخص سے گواہی اور شہادت نہیں لیں گے وہ شہادت دے گا اور جس سے قسم نہیں کھلوائیں گے وہ قسم کھائے گا۔ پس جو شخص وسط جنت میں داخل ہونا چاہیے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ تنہائی اور علیحدگی (یا فرقہ بندی) شیطان کا کام ہے۔ تم میں سے کوئی شخص کسی غیر عورت کے پاس خلوت نہ اختیار کرے۔ کیونکہ وہ دراصل شیطان کی رسیوں میں سے ایک رسی ہے جس شخص کو اپنی خوبیاں اچھی معلوم ہوں اور ساتھ ہی اپنی برائیوں پر بھی نظر رکھتا ہو اور انہیں برا سمجھتا ہو وہ مومن ہے نماز کو سب سے زیادہ مقدم سمجھو اور نماز پڑھو۔"[1]

یہ تقریر کر کے آپ بیٹھ گئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ سے رومیوں کی تمام لڑائی کا حال کہنا شروع کیا۔ آپ اس وقت متحیر اور خاموش تھے کبھی روتے تھے اور کبھی سکوت میں آجاتے تھے۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ آج وہ اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے شہروں میں مقیم تھے اور جس وقت آپ نے سنا تھا کہ اسلامی لشکر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی ہے تو آپ بھی فوج میں آکر شامل ہو گئے تھے۔ نیز جس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں تو آپ بھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ استقبال کے لئے گئے تھے اور آپ کی بے حد قدر و منزلت کی تھی۔

اب جب کہ ظہر کا وقت ہوا تو مسلمانوں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اس وقت کی وہ اذان پڑھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) چاہتے ہیں کہ اس وقت کی اذان تم پڑھو اور ان ہجرت خوردہ (ہجور) اور بچھڑے ہوؤں کو ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات یاد دلاؤ۔ انہوں نے کہا بہت بہتر چنانچہ انہوں نے اذان دینی شروع کی۔ جس وقت انہوں نے اللہ اکبر کہا تو مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بدن کانپنے لگے اور جسم پر کپکپی آ گئی۔ جب انہوں نے اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو مسلمان بے تحاشا رونے لگے اور اس قدر روئے کہ قریب تھا کہ ذکر اللہ اور ذکر رسول سے ان کے دل پھٹ

---

[1] جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جابیہ میں آپ اول مقیم ہوئے اور وہیں تقریر کی تھی اب جابیہ سے بیت المقدس کی طرف تشریف لے جانے کا حکم فرمایا۔ مصنف نے نہ معلوم کیوں اس کی تشریح نہیں کی حالانکہ جابیہ میں رہنا اس قدر مشہور ہے کہ بعض اہل تواریخ کا قول ہے کہ جابیہ میں ہی بیت المقدس والوں کے سفیر پہنچے اور وہیں عہد نامہ ہوا۔ شبیر احمد نصاریؔ۔

جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کا یہ درد اور رونا دیکھ کر چاہا کہ اذان موقوف کر دیں۔ مگر آپ نے پھر پوری ہی کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہو چکے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر المومنین! سرداران لشکر نیز شام کی تمام فوج کھانے میں عمدہ عمدہ غذائیں، پرندوں کا گوشت اور صاف روٹی نیز وہ چیزیں جو غریب اور ضعیف مسلمانوں کو میسر نہیں آتیں اور نہ ان تک پہنچتی ہیں کھاتے ہیں حالانکہ تمام مسلمان برابر ہیں۔ ہر ایک کو فنا ہونا مٹی میں ملنا اور اسی میں رہنا ہے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چونکہ ہمارے ان شہروں کا نرخ ارزاں ہے اس لئے ہمیں اسی قیمت میں جس میں کہ ہم ایک مدت تک حجاز میں اپنا پیٹ پالتے رہے۔ یہ چیزیں جنہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے مل جاتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو حسب منشاء خوب کھاؤ پھر کچھ حرج نہیں۔ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک تم ان تمام مسلمان فقراء کی جو شہروں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ ایک فہرست مرتب کر کے نہ دے دو تا کہ میں ان میں سے گھر کے ہر ایک آدمی کے لئے گیہوں، جو، شہد، زیت (زیتون) اور جن جن چیزوں کی انہیں احتیاج اور ضرورت ہے۔ ایک معین مقدار مقرر کر دوں۔ تقریر کے بعد آپ نے مسلمان ضعفاء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ چیزیں تمہیں تمہارے سرداروں کے پاس سے ملا کریں گی اور یہ ان چیزوں کے سوا ہوں گی جو میں بیت المال سے تمہارے پاس روانہ کیا کروں گا۔ اگر تمہارے سردار تمہیں یہ چیزیں نہ دیں اور روک لیں تو مجھے خبر کر دینا تا کہ میں انہیں تمہارے اوپر سے معزول کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے چلنے کا حکم فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لباس جو آپ بیت المقدس میں پہن کر گئے تھے

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے اونٹ پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ کے بدن مبارک پر بالوں کا ایک بنا ہوا خرقہ (گدڑی۔ دلق) تھا جس میں چودہ پیوند جن میں سے بعض چمڑے کے لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے عرض کیا یا امیر المومنین! اگر جناب اونٹ کے بجائے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور ان کپڑوں کو اتار کر دوسرا سفید جوڑا زیب تن فرمالیں تو اس سے دشمنوں کے دلوں میں ایک ہیبت بیٹھ جائے گی۔ مسلمانوں نے یہ نہایت لجاحت اور انکساری کے ساتھ عرض کیا آپ نے انہیں منظور فرمالیا اور ان کپڑوں کو نکال کے سفید کپڑے پہن لئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ کپڑے مصر کے تیار کئے ہوئے تھے اور ان کی قیمت پندرہ درہم تھی۔ آپ نے ایک دستار[1] جو نہ نئی تھی اور نہ بالکل پرانی اور جسے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اپنے مونڈھے پر ڈالی۔ رومیوں کے تاتاری نسل کے گھوڑوں میں سے ایک سبز گھوڑا آپ کے سامنے سواری کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ گھوڑے نے نہایت سبک رفتاری کے ساتھ ایل کر کے چلنا شروع کیا۔ آپ اس کی اس خوش خرامی کو دیکھ کر فوراً اس کے اوپر سے کود پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہاری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میری اس لغزش سے درگزر کرو۔ قریب تھا کہ تمہارا امیر اس عجب و تکبر کی وجہ سے جو اس کے دل میں آ گیا تھا ہلاک ہو جائے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے:

---

[1] یہ مندیل کا ترجمہ ہے اگر چہ مندیل رومالی کو بھی کہتے ہیں مگر ساتھ ہی دستار اور دستار چہ کو بھی کہتے ہیں۔ یہاں دستار چہ ہی مراد ہے۔ یعنی وہ دستار جو کمر سے باندھتے ہیں۔ یا بڑا پٹکا۔

لایدخل الجنۃ من قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر۔[1]

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

مجھے تمہارے ان سفید کپڑوں اور گھوڑے کی اس خوش رفتاری نے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ کپڑے نکال ڈالے اور اپنے پہلے ہی کپڑے جن میں پیوند در پیوند لگے ہوئے تھے زیب تن فرمالئے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت امام المجتہدین حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر شریف کے پاس بیٹھے ہوئے فتوح الشام اور فتح بیت المقدس کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت عبادہ بن عوف دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ جو ایک اہل فضل حضرات میں سے تھے نیز جو اپنی گفتگو میں مسجع عبارت بولا کرتے تھے وہ ہمیں فتوحات سنا رہے تھے جس وقت وہ یہاں تک پہنچے اور حضرت عمر فاروق ؓ کے دوبارہ پیوند در پیوند لباس کو زیب تن فرمانے کے متعلق فرما چکے تو کہنے لگے کہ میں اس سے آگے جو کہنے والا ہوں اس میں مجھے تسامح[2] معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضرت آپ بیان فرمائیے اور کچھ شبہ نہ کیجئے شبہ کرنا دوزخ کی طرف لے جانا ہے کیونکہ صدق ایک امانت ہے اور کذب خیانت۔ کہنے لگے جب حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنا وہی پہلا لباس پہن لیا اور فقیرانہ شان اختیار کر لی اور کائنات آپ کے زہد وصبر کی وجہ سے تعجب کر کے انگشت بدنداں ہوگئی تو دنیا اپنے لباس فاخرہ سے مزین ہو کے اپنی خواہشوں کے حدوث کے ذریعہ اور واسطہ سے اپنی امیدوں کی عمدہ چادروں (بردہائے یمانی) میں لپیٹ کے خود کو دکھلانے لگی اور اپنی شہوتوں اور خواہشوں کے کالبد کو اپنے قد رعنا کے آئینے میں رکھ کر اپنی منزل مقصود کی طرف آپ کے مجاہدہ کے زوال کی طلب میں منہ کھولے ہوئے بغیر نقاب ڈالے خراماں خراماں چلی اور اپنے جمالی لباس کے معاوضہ کے لئے بناؤ سنگار کے آئینہ میں آپ کے عارض زہد کے جلوہ کی برابری کے لئے بڑھی اور استدراجی قدم بڑھاتی ہوئی آپ کی ترک خدمت کے لئے اپنی دوستی کو آپ کے وصل کا ذریعہ بنا کر آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے اپنے طاعت کے تقدس کو اپنے عصمت کے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا کہ اس نے وہاں پہنچ کر جب اپنے فریب کے تمام جال بچھا دیئے تو کہنے لگی یا عمر! تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا حالانکہ سلطنت میں میری اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ولایت اور مملکت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک حسب منشاء نہ پہنے اور عمدہ غذائیں نہ کھائے اور رعیت پر پوری طرح ظلم نہ کرے۔

آپ نے فرمایا بے وقوف! بھاگ جا میں تیرے چاہنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ تیرے جال میں پھنسنے والا کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ میں محض تیرے ہی ساتھ معاندت کرنے کے لیے مخصوص ہوں اور خود کو اسی کام کے لیے خاص کر دیا ہے۔ مجھے تیرے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھ میں نے دعوت سید الامم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقامت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے تا کہ میں روم و عجم کے بلاد فتح کر کے اس تبلیغ کے فرض کو پورا کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اجتہاد کی تیغ ودوم سے اس کے چہرہ کی تواضع کی اور وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کی آیت کے معنی کی تصدیق فرما دی۔ میں نے یہ کلام حضرت عبادہ بن عوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن کر اسے بے حد پسند کیا اور میرے دل میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی خوب راسخ ہو گئے کہ ان من البیان لسحرا بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔

---

[1] ایک نسخہ میں اس طرح ہے لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ وزن مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان۔ یعنی جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

[2] تسامح آسانی ہلکا پن۔

خلیفۃ المسلمین کا ریشمی کپڑوں کو جلانے کا حکم دینا

کہتے ہیں کہ آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے چلے۔ راستہ میں ایک پہاڑ آئی آپ راستہ قطع کرنے کی غرض سے اس پر چڑھے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت ریشم کے کپڑے جو انہیں جنگ یرموک میں ہاتھ آئے تھے پہنے ہوئی ملی۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کے چہروں پر مٹی ڈال دی جائے اور کپڑے پھاڑ دیئے جائیں۔ [1] آپ برابر پہاڑ کی گھاٹی پر چلتے رہے حتیٰ کہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے۔ جس وقت آپ نے بیت المقدس کو دیکھا تو فرمایا **الله اکبر اللهم افتح لنا فتحا یسیرا و جعل لنا من لدنك و سلطانا نصیرا**۔ بارالہا! ہمارے لئے آسان فتح کیجئے اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مدد دینے والا غلبہ عنایت کیجئے۔"

اس کے بعد آپ آگے چلے۔ مسلمانوں کے قبائل اور علمبردار حضرات نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ آگے بڑھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی فرودگاہ کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ آپ کے لئے نصب کیا گیا اور اس میں آپ مٹی کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر اٹھ کر چار رکعت نماز ادا فرمائی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں تکبیر و تہلیل کا ایک شور بلند ہو گیا اور اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کی آواز گونجنے لگی۔ سکان بیت المقدس اس شور کو سن کر فصیل پر چڑھے۔ پوپ نے کہا کم بختو! عربوں کو کیا ہوا کہ خواہ مخواہ بغیر لڑائی کے اس طرح شور کرنے لگے آخر دیکھو تو۔ ایک شخص جو عربی زبان جانتا تھا مسلمانوں کے لشکر کی طرف جھکا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! ہمیں بھی اپنے اس قصہ سے مطلع کرو کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا چونکہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اس لئے ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان تکبروں کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ نصرانی یہ سن کے پوپ کے پاس آیا اور اسے اس کی اطلاع دی۔ یہ سن کے چپکا ہو رہا اور نیچی گردن کر کے زمین کو دیکھنے لگا اور کچھ جواب نہیں دیا۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ سے فرمایا عامر! [2] تم رومیوں کے پاس جاؤ اور میرے آنے کی اطلاع کر دو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ شہر پناہ کی فصیل کے پاس تشریف لائے اور زور سے آواز دے کر فرمانے لگے بیت المقدس کے باشندو! ہمارے سردار حضرت امیر المومنین تشریف لے آئے ہیں تم نے جو کہا تھا اس کے متعلق اب کیا کرنا چاہئے؟ لوگوں نے پوپ کو اس کی اطلاع دی۔ یہ اپنے کینسہ سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہن کے

---

[1] یہ واقعہ بھی اسلام کی سادگی کی ایک عمدہ تصویر ہے اس لئے اسے ہم بالتفصیل درج کرتے ہیں تا کہ اسلام کی عظمت اور صداقت معلوم ہو۔ جناب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امراء اور سرداران لشکر کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں آ کر مجھ سے ملیں۔ چنانچہ حضرت یزید بن ابوسفیان، حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نیز دوسرے سردار اور امراء نے جابیہ میں آپ کا استقبال کیا۔ شام میں رہ کر ان افسروں میں عرب کی سادگی نہیں رہی تھی اس لئے یہ حضرات آپ کے سامنے اس ہیئت سے آئے کہ بدن پر حریر اور دیبا کے حلے پر تکلف قبائیں زرق برق پوشاک تھی اور ظاہری شان و شوکت اس قدر آ گئی تھی کہ عجمی معلوم ہوتے تھے، آپ دیکھتے ہی طیش میں آ گئے اور سخت غصہ کی حالت میں گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجیب اختیار کر لی اور عربی سادگی چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ ریشمی لباس اس غرض سے پہنا ہے کہ ہمارے بدن پر ہر وقت ہتھیار رہتے ہیں فرمایا تو کچھ حرج نہیں۔ شبیر احمد انصاری مترجم ۱۲ صفر المظفر ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۳/ اگست ۱۹۲۷ء۔

[2] یہ حضرت ابو عبیدہ کا نام ہے۔ ابو عبیدہ کنیت ہے۔

نکلا۔ سرداران لشکر، پادری، رہبان اور بشپ اس کے ساتھ ہوئے۔ وہ صلیب جسے یہ اپنی عید کے سوا کبھی نہیں نکالتے تھے سامنے اٹھائی گئی۔ والی بیت المقدس ان کے ہمراہ ہوا اور پوپ سے کہنے لگا مقدس باپ! اگر آپ ان کی صفات حقیقیہ سے بخوبی واقف ہیں اور ان کی علامات اصلیہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں تو خیر ورنہ ہم ان کے لئے کبھی دروازہ نہیں کھول سکتے۔ آپ ہمیں اور ان عربوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے یا تو ہمیں ہی وہ مٹا دیں گے ورنہ ہم انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔

یہ کہہ کر وہ فصیل پر چڑھا سرداران لشکر اس کے گرد کھڑے ہوئے صلیب آگے کی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا معزز شیخ [1] کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے یہاں تشریف لے آئے ہیں ان کے پاس آ کے امان، ذمہ اور ادائے جزیہ کا عہد نامہ مرتب کرالو۔ پوپ نے کہا معزز مخاطب! اگر تمہارے امیر جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے آ گئے ہیں تو انہیں بلا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دو تا کہ ہم ان کی صفات اور تعریفیں پہچان سکیں۔ مگر اس طرح کھڑا کیجئے کہ وہ آپ کے تمام آدمیوں سے علیحدہ ہمارے بالکل سامنے ہوں تا کہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں۔ اگر وہ ہمارے وہی ساتھی (صاحب) ہوئے جن کی تعریف انجیل مقدس میں ہے تو ہم ان کے پاس آ کے امان مانگ لیں گے اور ادائے جزیہ کا اقرار کر لیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوئے جن کا ذکر انجیل مقدس میں ہے تو پھر ہمارے تمہارے مابین تلوار ہے اور بس۔

کہتے ہیں یہ سن کے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو پوپ کی باتوں سے مطلع کیا اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ تن تنہا تشریف لے جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس سوائے اس پیوند در پیوند کملی کے لڑائی کا کوئی ہتھیار موجود نہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں دشمن جناب کے ساتھ بے وفائی اور غداری سے نہ پیش آ جائے اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (التوبہ: ۵۱) ”آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے، ہمارے لئے صاحب وہی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسا کرنا چاہئے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنا اونٹ طلب کیا وہ پیش کیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کا لباس وہی پرانی کملی تھی اور سر پر ایک قطوانی گلیم کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ جس وقت آپ شہر پناہ کے قریب پہنچ گئے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ اور تمام سرداران روم فصیل پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! یہ ہیں امیر المومنین جو میرے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ پوپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک نظر ڈالی اور غائر نظر دیکھ کے چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم! یہ شخص وہی ہے جس کی صفت و نعت اور علامات ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہوگا اور یہ یقینی امر ہے۔ اس کے بعد اہل بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کم بختو! دوڑو اور اس شخص کے پاس جاؤ امان اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی یہی شخص ہے۔“

یہ سنتے ہی رومی جن کی جان محاصرہ کی وجہ سے پہلے ہی ضیق میں تھی آپ کی طرف دوڑے۔ دروازہ کھولا اور آپ کے پاس آ کے

---

[1] یہ شیخ الباہی کا ترجمہ ہے باہی بمعنی نیک سیرت مگر اس کا ترجمہ یہاں موقع کے لحاظ سے بھی کر دیا ہے۔

عہد و میثاق اور ذمہ کی درخواست کر کے جزیہ کا اقرار کرنے لگے۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ حالت دیکھ کر درگاہ خداوندی میں عجز و انکسار کر کے فرض عبدیت بجالائے اور اونٹ کی پالان پر ہی سجدہ شکر میں گر پڑے۔ سر اٹھایا تو ان سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے جیسا کہ تم نے درخواست کی ہے اگر تم اسی پر جمے رہے اور ادائے جزیہ کا اقرار کیا تو تمہارے لئے ذمہ اور امان ہوگا جاؤ اب اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ رومی اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

حضرت عمر فاروق ؓ بھی اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ رات بھر خیمہ میں رہے صبح ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ [1] جس روز آپ اس میں تشریف لے گئے ہیں اس روز دوشنبہ کا دن تھا۔ جمعہ تک آپ نے اس میں اقامت فرمائی اور شرق کی طرف ایک خط کھینچ کے محراب کا نشان بنا دیا۔ اسی جگہ وہ مسجد ہے جو آپ کے نام کی طرف منسوب [2] ہے (مسجد عمر) پھر اپنے ہمراہیوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ رومیوں نے غداری کا ارادہ کیا۔ ابوالجعید جس نے جنگ یرموک میں رومیوں کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا مع اپنے بال بچوں اور مال و اسباب کے بیت المقدس میں مقیم تھا اس سے یہ رومی کہنے لگے ہمارا ارادہ کہ مسلمان جس وقت نماز میں مشغول ہوں اور سجدہ میں چلے جائیں تو ان کے ساتھ غدر کر دیں اس وقت نہ ان کے پاس اسلحہ ہوں گے نہ اور کوئی ایسی چیز جو انہیں ہمارے حملوں سے محفوظ رکھ سکے۔ تیری اس معاملہ کے متعلق کیا رائے ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو اور نہ غدر کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں انہیں اس کی خبر کر دوں گا اور تم مغلوب ہو جاؤ گے۔

انہوں نے کہا پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا تم زینت اور متاع دنیا کو ان کے سامنے ظاہر کرو۔ متاع دنیا اور مال و اسباب ایسی چیزیں ہیں کہ انہیں دیکھ کر دنیا والوں سے ان پر کبھی صبر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر وہ مال و اسباب اور متاع دنیا کی طرف متوجہ ہوئے ان کے حصول کی کوشش کی اور خواہاں ہوئے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جو تم کرنا چاہتے ہو وہ کرو۔ رومیوں نے یہ سن کر مقدور بھر کوشش کر کے جتنا وہ مال جمع کر سکتے تھے کیا اور مسلمانوں کے راستہ میں ڈال دیا۔ مسلمان آتے جاتے اسے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ کسی نے اسے طمع کی نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہاتھ لگایا بلکہ یہ کہتے ہوئے گزر جاتے تھے:

الحمد لله الذى اورثنا ديار قوم لهم مثل هذا من الدنيا ولو سويت الدنيا عند الله جناح بعوضة ماسقى الكافر منها شربة ماء.

---

[1] یہاں بھی آپ کے تدبر رواداری اور حسن سلوک کے متعلق جو آپ نے اپنی رعایا اور مفتوح قوم کے ساتھ روا رکھی ایک بات تحریر کرتا ہوں۔ بیت المقدس میں داخل ہو کر آپ کنیسہ قمامہ کا معائنہ فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ پوپ نے کہا کہ آپ نماز یہیں پڑھ لیں مگر آپ نے باہر نکل کر زینہ تنہا نماز ادا کی اور پھر پوپ سے فرمایا اگر آج میں تمہارے کنیسہ میں نماز پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ کر لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز پڑھی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے زینہ کے متعلق بھی تحریر لکھ دی کہ یہاں نہ اذان دی جائے نہ جماعت کی جائے۔ اللہ اللہ یہ ہے مسلمانوں کا طرز عمل اور اس پر بھی دشمن منہ کو آتے ہیں۔ ۱۲ منہ شبیر احمد انصاری مترجم۔

[2] جس وقت آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے تو سب سے پہلے آپ نے مسجد میں محراب داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سجدۂ داؤد کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا۔ پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے ادھر ادھر پھرتے رہے اور نماز کا وقت آ گیا جس کا ذکر پہلے حاشیہ میں آ چکا ہے۔ پوپ نیز دوسرے اہل الرائے لوگوں کے مشورہ سے صخرہ کے مقام کو جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام سے باری تعالیٰ جل جدہٗ نے کلام کیا تھا مسجد کے لیے منتخب فرمایا۔ یہاں خاک اور دھول بہت پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے دامن میں بھر بھر کر اٹھانا شروع کی۔ یہ دیکھ کر تمام آدمی اس میں لگ گئے اور تھوڑی دیر میں جگہ صاف ہو گئی پھر یہاں مسجد کی تعمیر کی گئی جو اب تک مسجد عمر کے نام سے موسوم اور موجود ہے۔ ۱۲ شبیر احمد انصاری مترجم۔

''تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں ایسی قوم کے ملکوں کا مالک کر دیا جن کے پاس دنیا کی اتنی چیزیں ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کوئی کافر دنیا سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیتا۔''

حضرت عوف بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! کسی مسلمان نے اس مال واسباب اور متاع دنیا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ اسے چھوا۔ ابوالجعید یہ دیکھ کر رومیوں سے کہنے لگا یہی ہے وہ قوم جن کی تعریف اللہ عزوجل نے توریت اور انجیل میں بیان کی ہے۔ یہ ہمیشہ حق پر رہیں گے اور جب تک یہ حق پر رہیں گے ان سے کوئی قوم آنکھ تک نہیں ملا سکتی اور نہ کوئی ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس میں دس دن تک قیام فرمایا۔

شہر بن حوشب رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ صلح [1] اور معاہدہ کے بعد جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے دس روز وہاں اقامت فرمائی۔ میں ان ایام میں مضافات فلسطین کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ میں اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کے دست مبارک پر اسلام لاؤں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی کتاب کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی تھی بہت بڑے عالم تھے۔ مجھ سے چونکہ انہیں بے حد انس اور محبت وشفقت تھی اس لئے مجھے انہوں نے ہر ایک چیز کی تعلیم دی تھی اور کوئی چیز چھپا نہیں رکھی تھی ان کی موت کا جب وقت آیا تو مجھے بلا کے کہنے لگے بیٹا! تمہیں خود معلوم ہے کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ سب میں نے تمہیں سکھلا دیا ہے اور کوئی چیز تم سے نہیں چھپائی۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں بعض جھوٹے لوگ تمہارے پاس آ کر تمہیں فریب دیں اور تم ان کی متابعت اختیار نہ کر لو۔ میں اس دیوار کے سوراخ میں جسے تم دیکھ رہے ہو ان دو ورقوں کو رکھتا ہوں۔ انہیں نہ چھیڑنا اور نہ انہیں اس وقت تک کھول کے دیکھنا جب تک تم یہ نہ سن لو کہ نبی آخر الزمان جن کا نام محمدؐ ہے مبعوث ہو گئے ہیں۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ساتھ بھلائی اور بہتری چاہیں گے تو تم ان دونوں پر عمل کرو گے۔ اس وصیت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور میں نے انہیں دفن کر دیا۔

---

[1] چونکہ بیت المقدس ایک مرکزی مقام ہے ہر اہل کتاب اس کی تعظیم کرتا ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے اسے ارض مقدس کا خطاب دیا ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کا مسکن رہا ہے۔ اسلام سے قبل نیز کچھ دن اسلام کے ظہور کے بعد یہ عبادات کا قبلہ رہا ہے۔ نیز اس کا فاتح دنیا کا سب سے بڑا وہ مدبر ہے جسے دنیا کی تدبیر کے ساتھ ساتھ عقبیٰ کی تدابیر کے عقدہ لانیحل کے انحلال کا فخر بھی حاصل ہے اس کا فاتح وہ شخص ہے جس کا جاہ وجلال رعب وداب اور جس کی سطوت و جلالت اور جلال وہیبت باوجود فقیرانہ لباس میں چھپے رہنے کے دنیا کے ہر ایک بڑے چھوٹے انسان کے دل میں موجود ہے اور جس کا نام ہی دنیا کے بڑے بڑے اولوالعظم بادشاہوں اور قیصر وکسریٰ کے بدنوں میں لرزہ ڈالنے کو کافی ہو جاتا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی رواداری، بے لوثی، مذہب میں غیر تعصبی، رعایا پروری، عدل واحسان مساوات اور وفائے عہد کا وہ نظارہ جو اس نے عہد نامہ کی صورت میں ایسے مقام پر دکھلایا آپ پر ظاہر کر دیں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یورپ باوجود ادعائے تہذیب آج تک اس قسم کا کوئی ایک بھی نمونہ پیش نہیں کر سکا۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل اسلام کا وہ فاروق اعظمؓ دکھلا چکا ہے۔ ہم نے فتح بیت المقدس میں جابجا دانستہ اسی واسطے حاشیے دیئے ہیں تاکہ اسلام کے اس فرزند اعظم جس کی ہیبت اور اسلامی جلال دنیا کے ہر ایک باشندے کے دل میں مستول اور جاگزیں ہو گئی تھی فقیرانہ شان، عفو وکرم، سادگی پسندی، خشیت ایزدی، معرفت الٰہی، معاملہ فہمی، شان عبودیت، توحید شناسی، دور اندیشی اور حق معلوم ہو سکے۔

فاروق اعظمؓ کا سفر اور وہ بھی وہ سفر جس سے دشمنوں کی دل میں اسلام کا رعب ڈالنا مقصود تھا اس حیثیت میں کہ نہ نقارہ ونوبت نہ خدم وحشم نہ لاؤ لشکر بلکہ نہ معمولی ڈیرہ خیمہ کچھ بھی ساتھ نہیں۔ نہ سر پر تاج نہ بدن پر حریر ودیبا نہ گلے میں تلوار حمائل نہ ہاتھ میں نیزہ اللہ اللہ! بلکہ اس کی ملکوتی صفات انسان کے

(گزشتہ سے پیوستہ)

ساتھ جس کی مدینہ طیبہ سے شام کی روانگی کی خبر زمین کو ہلا دیتی تھی۔ سواری کا ایک گھوڑا یا (اونٹ) اور چند مہاجرین وانصار بدن پر پیوند در پیوند کی ایک چادر اور اگر عمدہ ایلیل کرنے والا گھوڑے دے دیا جاتا ہے، سفید لباس زیب تن کرنے کو کہا جاتا ہے تو فوراً اتر پڑتا ہے، کپڑے نکال ڈالتا ہے اور وہی پرانے کپڑے پہن لیتا ہے اور کہتا ہے خداوند تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف کریں تمہارا سر دار عجب وتکبر میں مبتلا ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے، اسلام کی جو عزت ہمارے لئے خداوند تعالیٰ نے بخشی ہے ہمیں وہی کافی ہے۔ قیمتی لباس اور گھوڑے کی ضرورت نہیں۔ کیا اس سے زیادہ فقیرانہ شان، سادگی پسندی اور شان عبودیت ہو سکتی ہے؟ راستہ میں اگر ذمیوں پر خراج نہ دینے کی وجہ سے سختی دیکھتے ہیں تو وجہ دریافت فرماتے ہیں اور جب معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا یہ عذر ہے کہ ہمارے پاس اتنا نہیں جو ہم خراج میں دے سکیں تو فوراً آپ ان کے چھوٹنے کے احکام نافذ فرما دیتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص عفو وکرم اور رعایا پروری کی مثال دے سکتا ہے؟ شہر کے قریب پہنچ کر اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر غوطہ کا دلفریب سبزہ زار اور دمشق کے بلند اور شاندار مکانات دیکھ کر عبرت انگیز لہجہ میں آیت کم ترکوا من جنات وعیون الخ پڑھنا کیا معرفت الٰہی خشیت ایزدی اور توحید شناسی کی ایک زندہ تصویر نہیں ہے۔ امراء اور سرداران لشکر کو حریر اور دیبا کے کپڑے پہنے دیکھ کر فرماتا کہ اتنی جلدی تم نے عجمیت اختیار کر لی، عربی سادگی چھوڑ دی اور سنگریزے اٹھا کر مارنا کیا سادگی پسندی، اور دوراندیشی کی عمدہ مثال نہیں ہے۔

پوپ کے کہنے کے باوجود کنیسہ میں نماز نہ پڑھنا اور یہ فرمانا کہ اگر آج میں تمہارے کنیسہ میں نماز پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر قبضہ کر لیتے اور پھر زینہ کے متعلق بھی تحریر دے دینا کیا اس بات کی ضمانت نہیں کہ جناب کے دل میں دوراندیشی، رعایا پروری اور حق پروہی کہاں تک تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا فوجیوں کی شکایت کرنا کہ عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں اور مسلمان غرباء کو دستیاب نہیں ہوتیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر عمدہ غذائیں کھانے کی اجازت دیدینا اور سپاہیوں نیز غرباء کے لئے کھانا متعین کر دینا کیا معاملہ فہمی کی ایک زندہ مثال نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان دینا۔ اللہ اکبر کا نعرہ سننا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ہچکی کا بندھ جانا اور دیر تک اس کا اثر رہنا کیا خشیت ایزدی اور توحید شناسی اور محبت رسول کا مجسم ثبوت نہیں۔ صخرہ کے مقام کو خود صاف کرنا اور اپنے دامن میں مٹی بھر بھر کر ڈالنا کیا عظمت خداوندی اور شان فقیرانہ کی نظیر نہیں ہے۔ مفتوح قوم کو اس قدر مراعات دینا ان کے معبودوں کو برقرار رکھنا رعایا کی خیر خواہی کرنا (جیسا کہ عہد نامہ سے معلوم ہو گیا) کیا رعیت پروری اور معدلت گستری کی کوئی اس سے زیادہ مثال دے سکتا ہے؟ غرض ایسے جامع کمالات شخص کا ایسے مقدس شہر کے متعلق عہد نامہ دیکھنے کے قابل ہے اور اسی لئے ہم اس کو یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ہم پہلے حاشیہ میں بتلا چکے ہیں کہ آپ نے جابیہ میں قیام فرمایا تھا۔ بعض مورخین جیسے طبری وغیرہ لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کا معاہدہ جابیہ میں ہی مرتب ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ رئیسان شہر بیت المقدس ان سے ملنے کے لئے چونکہ انہیں آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اس طرف روانہ ہوئے تھے۔ آپ فوج کے حلقہ میں تشریف فرما تھے کہ دفعتہً کچھ سوار جن کی کمروں میں تلواریں چمک رہی تھیں گھوڑے اڑاتے نظر آئے۔ مسلمانوں نے فوراً اسلحہ سنبھال لئے۔ آپ نے پوچھا خیر ہے؟ لوگوں نے سواروں کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے اپنی خداداد فراست سے سمجھ لیا کہ بیت المقدس کے عیسائی ہیں۔ فرمایا گھبراؤ نہیں یہ تو امان طلب کرنے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آ کر عہد نامہ مرتب کرالیا۔ بلاذری اور ازدی نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح بیت المقدس میں ہی ہوا بہر حال معاہدہ حسب ذیل ہے:۔

''یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمر نے ایلیا کے باشندوں کو دیا۔ یہ امان ان کی جان ومال، گرجا وصلیب تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائیگی نہ وہ گرائے جائیں گے نہ ان کے کسی حصہ یا احاطہ کو نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کے صلیبوں اور مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے متعلق ان پر کوئی جبر نہیں ہوگا نہ ان میں سے کسی کو کچھ مضرت پہنچائی جائے گی۔ باشندگان ایلیا کے پاس یہودی رہنے نہ پائیں گے۔ ایلیا والوں پر یہ فرض ہوگا کہ وہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیتے رہیں۔ رومیوں کو اپنے یہاں سے نکال دیں۔ رومیوں میں سے جو یہاں سے نکلے گا جب تک وہ اپنے مامن تک نہ پہنچ جائے اس کی جان ومال کو امان ہے۔ نیز اگر ان میں سے کوئی شخص یہیں رہنا چاہے اس کو بھی امن ہے اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا۔ ایلیا والوں میں سے اگر کوئی شخص رومیوں کے ساتھ جانا چاہے تو جب تک وہ اپنی جائے امن تک نہ پہنچ جائے تو ان کو ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو بھی امن ہے۔ جب تک یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں اس وقت تک جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ سبحانہ، رسول اللہ، خلفاء (رضی اللہ عنہم) اور مسلمانوں کا ذمہ ہے۔ ۱۵ھ میں یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے اور خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن ابوسفیان (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اس پر گواہ ہیں۔

حضرت کعب بن احبار کا وصیت نامہ کو پڑھنا

حضرت کعب بن احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کا شوق نہیں تھا کہ تعزیت کے ایام گزریں تو میں انہیں کھول کر دیکھوں۔تعزیت کے دن گزر جانے کے بعد میں نے ان دونوں ورقوں کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ان میں لکھا ہوا تھا:

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم النبین لا نبی بعدہ الخ یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ ان کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جو نبیوں کو پورا (ختم) کرنے والے ہیں۔ان کے بعد اور کوئی نبی نہیں،ان کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور دار ہجرت مدینہ طیبہ،نہ وہ بدخواہ ہوں گے نہ درشت مزاج اور نہ یاوہ گو۔ان کی امت شکر اور حمد کرنے والی ہوگی جس کے افراد ہر حالت میں باری تعالیٰ کا شکریہ اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔ان کی زبانیں تہلیل وتکبیر کی آوازوں سے تر رہیں گی وہ ہر ایک دشمن پر جوان کے ساتھ معاندت سے پیش آئے گا۔فاتح اور منصور رہیں گے،وہ اپنی شرمگاہوں [1] کو دھوئیں گے پردہ کی چیزوں کو چھپائیں گے۔ان کے سینوں میں قرآن ہوں گے۔آپس میں ایسے مہربان ہوں گے جیسے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں پر قیامت میں وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ ایمان میں سبقت کرنے والے مقربین،شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے''۔

یہ پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کیا اس سے بہتر اور اعظم کوئی دوسری چیز مجھے میرے والد نے سکھلائی ہے (یعنی نہیں) اپنے والد کے انتقال کے بعد جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا میں ٹھہرا رہا اور توقف کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے سنا کہ مکہ معظمہ میں نبی ﷺ مبعوث ہوئے ہیں اور وہ مکرر سہ کر اپنی باتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔میں نے کہا خدا کی قسم ضرور وہی ہوں گے۔میں برابر ان کے حال اور کاموں کے متعلق دریافت کرتا رہا۔حتیٰ کہ مجھے خبر ملی کہ وہ مکہ معظمہ چھوڑ کر یثرب کی طرف ہجرت فرما گئے ہیں۔میں ان کے امور کی برابر نگاہ رکھتا رہا۔یہاں تک کہ آپ نے غزوے کیئے جہاد فرمایا اور دشمنوں پر غالب ہوئے۔میں نے چاہا کہ دربار رسالت میں حاضر ہوں۔مگر مجھے معلوم ہوا کہ اس عالم سے انتقال فرما گئے ہیں اور وحی منقطع ہوگئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ جن کا میں انتظار کر رہا تھا شاید وہ وہ نہیں تھے۔میں اسی خیال میں رہا حتیٰ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل

(گزشتہ سے پیوستہ)

غالباً کوئی فاتح اپنی مفتوحہ قوم کو اس سے زیادہ کیا معنی اس قدر بھی مراعات نہیں دے سکتا۔ان مراعات کی قدر ومنزلت آپ کو اس وقت معلوم ہوسکتی ہے جب آپ اس تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس سختی کو دیکھیں جو یورپ کے صلیبی فدائیوں نے اس شہر پر قبضہ کرتے وقت یہاں کے باشندوں کے ساتھ روا رکھی تھی اور جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔یہ عہدہ نامہ صاف ہے اور تشریح کا محتاج نہیں۔عیسائیوں کی جان ومال،مذہب،گرجا اور صلیبیں محفوظ رہیں گی۔عمارات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔احاطوں میں دست درازی نہیں کی جائے گی،غرض بالکل صاف ہے البتہ غالباً آپ کو یہ الفاظ کھٹکتے ہوں گے کہ باشندگان ایلیا کے یہودی رہنے نہیں پائیں گے۔سواصل بات یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کے خیال میں یہودیوں نے صلیب دے کر قتل کر دیا تھا اور یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں ہوا تھا اس لئے ان کی خاطر سے یہ شرط منظور کی گئی تھی کہ یہودی بیت المقدس میں نہیں رہنے پائیں گے۔رومی چونکہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور وہی درحقیقت مسلمانوں کے دشمن تھے مگر ان کے ساتھ بھی رعایتیں ملحوظ کی گئیں کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور اگر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔دونوں صورتوں میں انہیں امن ہوگا اور ان کے گرجا اور معبد محفوظ رہیں گے۔اللہ اللہ! یہ ہے مساوات،عدل واحسان رعایا پروری اور مذہب میں غیر تعصبی۔والسلام شبیر احمد انصاری مترجم بھوکر ہیڑوی ضلع مظفرنگر ثم الراجوپوری۔۱۳ صفر المظفر ۱۳۴۶ھ

[1] ایک نسخہ میں چہروں کے ہے۔

رہے ہیں فرشتے گروہ درگروہ اتر رہے ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے اور زمین والوں سے وحی منقطع ہوگئی۔

اس خواب کے بعد مجھے خبر ملی کہ ان کے بعد ایک خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جن کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ابھی بہت کم ہی مدت ہوئی تھی کہ ان کی فوجیں ہمارے پاس شام کی طرف آئیں اور پھر اس کے بعد ان کی وفات کی خبر بھی پہنچ گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے بعد ایک اور شخص گندمی رنگ کے خلیفہ ہوئے ہیں جن کا نام عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تاوقتیکہ میں اس دین کے متعلق خوب اچھی طرح تحقیق نہ کرلوں اور اس کی حقیقت سے کما حقہ واقف نہ ہوجاؤں۔ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گا۔ میں برابر اس کی تحقیقات کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں تشریف لائے اور اہالیان بیت المقدس سے صلح کی۔

میں نے ان کے وفائے عہد پر نظر دوڑائی اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے ساتھ کیا تھا اس پر نگاہ ڈالی تو مجھ پر منکشف اور محقق ہوگیا کہ نبی امی محمد ﷺ کی امت یہی حضرات ہیں۔ اب میں نے اپنے دل میں اس دین کے اندر داخل ہونے کا مکالمہ کیا اور میں پس وپیش ہی کرتا رہا کہ آیا داخل ہوں یا نہیں؟ حتیٰ کہ ایک رات میں اپنے کوٹھے پر کھڑا ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان نے اس وقت یہ آیت پڑھنی شروع کی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (النساء: ۴۷)

''اے وہ لوگو! جو کتاب دیئے گئے ہو (اہل کتاب) ایمان لاؤ اس چیز کے ساتھ جو ہم نے نازل کی ہے (قرآن شریف) درآنحالیکہ وہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے (توریت انجیل وغیرہ) پہلے اس بات سے کہ مٹا ڈالیں ہم مونہوں کو پس پھیر دیں ہم ان کو ان کی پیٹھوں پر یا لعنت کریں ہم ان پر جیسا کہ لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں (یہودیوں) پر اور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم کیا گیا''۔

میں یہ آیت سنتے ہی ڈرا اور خدا کی قسم مجھے خوف ہوا کہ کہیں صبح ہونے سے قبل ہی میرا منہ نہ پھیرا جائے۔ مجھے صبح ہونے سے زیادہ اور کسی بات کا اشتیاق نہیں تھا حتیٰ کہ صبح ہوئی اور میں اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ لوگوں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہیں۔ میں بیت المقدس کی طرف چلا۔ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت جناب صخرہ کے قریب مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے بعد میں آپ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کعب بن احبار ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام میں داخل ہوجاؤں۔ کیونکہ میں نے کتب سماویہ میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی صفات دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تھی۔

''یا موسیٰ! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اپنے نزدیک کسی کو بزرگ تر اور اکرم نہیں پیدا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ اور نہ شمس وقمر اور نہ زمین وآسمان۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے، میں انہیں آخر زمانہ میں مبعوث کروں گا ان کی امت مرحومہ ہوگی اور وہ خود نبی الرحمۃ ہوں گے۔ (ان کی شان اور صفت یہ ہوگی کہ) وہ نبی امی، تہامی، قرشی، مومنوں کے ساتھ رحیم اور کافروں پر شدید ہوں

گے۔ان کا باطن ان کے ظاہر کے مثل ہوگا۔ان کا قول ان کے عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔ان کے نزدیک قریب اور بعید سب برابر ہوں گے۔ان کے صحابہ آپس میں رحم اور میل جول رکھنے والے ہوں گے''۔

آپ نے فرمایا کعب! تم جو کہتے ہو آیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا جو میرے کہنے کو سنتا اور دلوں کا بھید جانتا ہے اس کی قسم بالکل سچ ہے۔آپ نے فرمایا:

الحمد الله الذی اعزنا و اکرمنا و شرفنا و رحمنا برحمة التی وسعت کل شئی وهدانا بمحمد صلی الله علیه وسلم.

''شکر اور تعریف ہے اللہ پاک کی جنہوں نے ہمیں عزت دی بزرگی عنایت فرمائی مشرف کیا اپنی اس رحمت سے نوازا جو تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور محمد ﷺ کے ذریعے سے ہمیں ہدایت بخشی''۔

کعب کیا تم ہمارے دین میں داخل ہو سکتے ہو؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کی اس کتاب میں جو آپ کے دین و مذہب کے اوامر بتلانے کے لئے آپ کی طرف نازل کی گئی ہے کیا کہیں (سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔آپ نے فرمایا ہاں۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ وَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۝﴾ (البقرہ: ۱۳۲، ۱۳۳)

''اور یہی وصیت کی تھی ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب نے اے بیٹو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے واسطے دین کو پسند کرلیا ہے پس نہ مروتم مگر دراں حالیکہ تم مسلمان ہو۔کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے معبود اور تیرے آباؤ اجداد ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہی معبود ہے اور اسی کے حکم بردار ہیں''۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا﴾ (آل عمران: ۶۷)

''نہ ابراہیم یہودی تھے اور نہ نصرانی البتہ ایک سیدھے راستہ پر چلنے والے مسلمان تھے''۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ﴾ (آل عمران: ۸۳)

''کیا اللہ کے دین کے سوا کسی دوسرے کو پسند کرتے ہو؟''

ازاں بعد یہ پڑھی:

﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ۸۵)

''جو شخص دین اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کا اتباع کرے گا پس ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا''۔

بعد ازیں پڑھا:

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ (الانعام: ۱۶۱)

کہہ تو کہ مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف راہ دکھلائی‘‘۔

پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ﴾ (الحج: ۷۸)

’’تم پر تمہارے دین میں کوئی تنگی مقرر نہیں کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا (یعنی اس کی پیروی کرو) اس نے پہلے سے (یعنی قبل از قرآن) تمہارا نام مسلمان رکھا ہے‘‘۔

حضرت کعب رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آیات سنیں تو فوراً میں نے کہا یا امیر المومنین! اشهدان لا اله الاالله واشهدان محمد عبده ورسوله۔ آپ میرے سلام لانے سے بے حد خوش ہوئے اور کچھ توقف کے بعد فرمایا کعب! کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ چلو نبی ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کرو اور زیارت سے متمتع ہو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں ایسا ہی کروں گا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد امیر المومنین کی مدینہ طیبہ واپسی

کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل بیت المقدس سے عہد نامہ ہو جانے اور ان کے ادائے جزیہ کے اقرار کے بعد بیت المقدس سے کوچ فرما دیا۔[1] تمام لشکر جابیہ تک آپ کے ساتھ آیا۔ یہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور قیام فرما کے اول دفتر[2] ترتیب دیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر جو نعمتیں مبذول فرمائی تھیں ان میں سے خمس نکالا اور پھر شام کو دو حصوں پر تقسیم فرمایا ایک حصہ پر حوران سے حلب اور اس کے مضافات میں تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا اور یہ ہدایت کی کہ صلیب پر فوج کشی کریں

---

[1] یہاں مجھے بیت المقدس کے متعلق کچھ بعد کے معلومات وحالات بھی بتلا دینے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بیت المقدس مرکزی مقام ہے۔ آپ کو جیسا کہ اصل کتاب سے معلوم ہو چکا ہے، بیت المقدس حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں ۱۵ھ کو مطابق ۶۳۶ء کو فتح ہوا اور ۴۹۰ھ تک مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ ۴۹۱ھ مسلمانوں کے واسطے ایک ادبار کا سال تھا۔ مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔ جنہوں نے انہیں بہت کمزور کر دیا۔ مسلمانوں کی یہ کمزوری دیکھ کر عیسائیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ بیت المقدس کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھنے لگے۔ مگر پھر بھی اسلام کو سوتا ہوا شیر تصور کر کے محض منصوبے ہی کرتے رہے۔ ادھر دولت فاطمیہ جو مصر میں تھی اور جو اسلام کے لئے اکثر موقعوں پر مضعف ثابت ہوئی ہے، اس نے حکومت سلجوقیہ کی مخالفت میں عیسائیوں کو شہ دے دی کہ آپ شام پر حملہ کریں اور دولت سلجوقیہ کو فتح کر لیں ہمیں کسی قسم کا رنج نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم حتی الامکان آپ کی مدد کریں گے۔ بلکہ فاطمی خلیفہ ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ نے ان سے کچھ معاہدہ بھی کر لیا۔ آخر عیسائی درندے آگے بڑھے۔ شام کے شہروں پر قبضہ کیا اور اپنی اس حقیقی آرزو کا یعنی فتح بیت المقدس کو بھی ۴۹۲ھ میں انہوں نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس وقت بغداد میں ابوالعباس المستظہر باللہ سرور خلافت پر متمکن تھا۔ اس نے اگرچہ دور ہی دور ہاتھ پیر مارے مگر بالکل بے سود۔

عیسائیوں نے چونکہ بیت المقدس میں مسلمانوں پر بے حد مظالم توڑے تھے۔ بچوں کا قتل، حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کرنا، علماء وفقہا پر مٹی کا تیل چھڑک کر جلا دینا، مفسرین ومحدثین کو بھٹیوں میں جھونک دینا۔ محراب داؤد میں چھپے ہوئے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کر دینا۔ چند گھنٹوں میں سات ہزار مسلمانوں کا شہید کر دینا، مسجد حرام میں آٹھ روز تک برابر خونی معرکہ گرم رکھنا۔ تو ایک ادنیٰ افعال تھے۔ مسلمان مقتولین کی مجموعی تعداد ستر ہزار سے بھی زائد تھی۔ لوٹ کھسوٹ کے مال میں چھ سات چھکڑے معری بھر لئے تھے اس لئے اس خونی منظر کا سماں سن کر خلافت فاطمیہ کا دل پسیج گیا اور اس نے ایک قاصد کے ذریعے عیسائیوں کو ڈانٹ پلائی۔ مگر عیسائیوں نے قاصد کے پیچھے پیچھے مصر پر بھی فوج کشی کر دی اور مصریوں کو ہزیمت دیدی۔ سلجوقی بے چارے پہلے ہی تباہ ہو چکے تھے آخر بیت المقدس پر عیسائیوں کا بھی پرچم لہرانے لگا اور پورے اکیانوے (۹۱) سال تک لہرایا۔

اس کے بعد رجب المرجب ۵۸۳ھ کو سلطان صلاح الدین غازی ایوبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیت المقدس کی طرف جا کر وہاں خیمہ زن ہوا۔ اس وقت

اور تاوقتیکہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھ سے فتح نہ کرادیں برابر لڑتے رہیں۔

دوسرا حصہ جو ارض فلسطین، ارض قدس اور سائل پر مشتمل ہیں حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کی قیادت میں دیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے انہیں زیر اثر رکھا اور فرمایا کہ وہ اہل قیساریہ کی طرف بڑھیں اور تاوقتیکہ اللہ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھ سے فتح نہ کرادیں۔ اس وقت تک برابر مقاتلہ جاری رکھیں۔ زیادہ تر فوج آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو جن کے ساتھ حضرت خالد بن ولید ؓ بھی تھے مرحمت فرمائی۔

مصر کی طرف حضرت عمرو بن عاص ؓ کو روانہ کیا۔ حمص کے عہدہ قضا پر حضرت عمرو بن سعید انصاری ؓ کو مقرر فرمایا اور اس کے بعد آپ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر مدینۃ الرسول ﷺ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت عمر ؓ کی مدینہ تشریف آوری

اہالیان مدینۃ الرسول ﷺ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عمر ؓ شام میں عمدہ عمدہ میوے، فراوانی اور نرخوں کی ارزانی دیکھ کر نیز چونکہ شام بلاد الانبیاء ارض مقدس اور محشر کی جگہ ہے حشر کا میدان یہیں ہوگا یہ سوچ کر شاید وہیں نہ قیام فرمالیں۔ یہ روزانہ مدینہ منورہ سے نکل نکل کر آپ کا انتظار کیا کرتے اور خبریں معلوم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ تشریف لائے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم سے تمام مدینہ جنبش میں آگیا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے آنے اور آپ کو دیکھنے سے بے حد خوش ہوئے۔ آپ کو سلام کیا مرحبا کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جو فتح بخشی تھی اس کی مبارک باد دی۔ آپ سب سے پہلے مسجد میں تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی قبروں پر سلام کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت کعب احبار کی طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے تم نے جوان دو ورقوں کے اندر لکھا ہوا دیکھا تھا مسلمانوں سے بیان کرو۔ انہوں نے بیان کیا اور لوگوں نے اس سے اپنے اپنے ایمانوں کو تقویت بخشی۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

☆☆☆

(گزشتہ سے پیوستہ) بیت المقدس میں ایک لاکھ سے زائد عیسائی تھے جن میں سے ساٹھ ہزار بالکل مسلح تھے۔ پانچ روز کی لڑائی کے بعد سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے فتح کرلیا اور پھر اسلامی پرچم اس پر لہرانے لگا۔ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے ساتھ جو مراعات روا رکھیں ان پر تاریخ شاہد ہے اس نے مسیحوں کی طرح جلادی کا ثبوت نہیں دیا بلکہ اسلامی وسیع النظری کو کام میں لایا۔

بغداد میں اس وقت تخت خلافت پر ناصر لدین اللہ احمد ابوالعباس متمکن تھا۔ سلطان کے پرائیوٹ سیکرٹری عماد نے آستانہ خلافت بغداد کو فتح کی خوش خبری لکھی۔ صفر المظفر ۵۸۵ھ میں خلافت بغداد نے ایک سفیر کے ذریعہ سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اکتوبر ۱۱۸۷ء میں یورپ کو یہ اطلاع ہوئی کہ بیت المقدس کو سلطان صلاح الدین نے فتح کرلیا ہے۔ اس خبر سے یورپ میں ایک کہرام مچ گیا۔ پوپ این ثالث کا یہ سنتے ہی دم نکل گیا اور وہ دوزخ میں چلا گیا۔ ولیم آرچ بشپ نے اپنی تقریروں سے تمام یورپ میں مسلمانوں کے خلاف آگ بھڑکا دی اور سب کو لڑنے کے لئے آمادہ کردیا۔

فرانس اور انگلستان جو مدت سے ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان تھے متحد ہوگئے اور یورپ کے بڑے بڑے ملکی وسیاسی رہنما نواب اور سلاطین نے انجیلوں کو ہاتھ میں اٹھا اٹھا کر بیت المقدس کے چھین لینے کی قسمیں کھائیں اور چل کھڑے ہوئے۔ شاہ فرانس اور شاہ انگلستان رچرڈ عکا میں مسلمانوں میں جاچڑھے۔ مگر خدا کے فضل وکرم سے سلطان کا بال تک بیکا نہ کرسکا اور ۱۹۱۴ء تک مسلمان بیت المقدس پر قابض رہے۔

۱۹۱۴ء میں ایک جنگ عظیم ہوئی اور اس میں بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب تک یعنی ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳۴۲ھ تک نکلا ہوا اور غیروں کے ہاتھ میں ہے جس سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ (شبیر احمد انصاری مترجم)

۲ یعنی جس میں لشکریوں اور اہل عطیہ کے نام درج تھے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسین بن عباس نے جو ابوسفیان کے لقب سے مشہور ہیں اور ان سے ابو جعفر بن احمد بن عبد الناسخ نے اور ان سے عبداللہ بن اسلم زہری اور ان سے عبداللہ بن یحییٰ رزقی اور ان سے ان لوگوں نے جن کا ذکر اور نام لال کتاب میں بیان ہو چکا ہے اور تمام حضرات کی روایات قریب ہی قریب ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ زیادتی اور نقصان سے بچائیں۔ کیونکہ صدق دراصل ایک امانت ہے اور کذب خیانت۔ اس ذات وحدہ لاشریک لہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر وغائب کے جاننے والے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی خبر پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدہ حق کے سوا کسی حدیث اور بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلتیں، بزرگیاں اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل رفض کی جو اہل سنت سے خارج ہیں اس کے ذریعے آبرو خاک میں ملا دوں کیونکہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آتے اور نہ اس دین کا پھریرا اُن کے قلعوں کی چوٹیوں پر لہراتا ہوا دکھائی دیتا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام تر کوششیں محض اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور انہی کے متعلق فرماتے ہیں: **ملك المقتدر فمنهم من قضیٰ نحبه ومنهم من منتظر۔**

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب ؓ نے جب سرداران شام کو شام کے مختلف علاقوں میں مقرر فرمایا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو امیر شام بنا کر حلب، انطاکیہ، [1] مفرق اور جوان کے متصل قلعے تھے ان کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمرو بن عاص ؓ کو مصر بھیجا اور حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو ساحل شام پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ چل کر قیساریہ میں خیمہ زن ہوئے۔

یہ شہر بہت زیادہ آباد تھا جس میں آدمیوں کا ہجوم اور فوج کی کثرت تھی۔ قسطنطین ملک ہرقل کا بیٹا یہاں کا فرماں روا تھا جس کے پاس نصرانی عربوں، رومیوں اور روسیوں کی اسی ہزار فوج تھی۔ اس نے جب حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کو یہاں محاصرہ کرتے دیکھا تو اپنے باپ ملک ہرقل سے کمک کا خواہاں ہوا۔ ہرقل نے والی مرعش لادن بن منجال کے ساتھ روسی بہادروں کی بیس ہزار جمعیت اور غلے اور چارے کی کشتیاں بھر کر اس کے پاس روانہ کر دیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے یہ دیکھ کر اور خیال کر کے کہ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا دربار خلافت میں اس کی اطلاع دی اور لکھا۔

حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کا دربار خلافت میں عرضداشت بھیجنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یزید بن ابوسفیان شام کے ایک صوبہ کے عامل کی طرف سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں۔ سلام علیک۔ **فانی احمد الله الذی لا اله الاهو الحی القیوم واصلی علی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم!**

امابعد، یا امیر المومنین! میں قیساریہ میں پہنچا یہ شہر آدمیوں اور فوج سے پر ہے۔ فتح کرنے کی کوئی امید نہیں۔ قسطنطین نے

---

[1] ایک نسخہ میں معرہ ہے۔

اپنے باپ سے کمک طلب کی ہے اور اس نے والی مرعش لادن بن منجال کے ساتھ دوسیوں کی بیس ہزار فوج یہاں روانہ کی ہے۔ روزانہ رسد کی کشتیاں جن میں چارہ اور غلہ بھرا ہوا ہوتا ہے آتی رہتی ہے کمک چاہتا ہوں۔ والسلام۔

یہ خط آپ نے حضرت عمرو بن سالم بن حمید نخعی ؓ کے ہاتھ روانہ کیا۔ جس وقت یہ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ کو سلام کیا اور خط پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ خط کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا یزید بن ابوسفیان ؓ کے پاس سے۔ آپ نے اسے کھول کر پڑھا جس وقت آپ اس کی آخری سطریں پڑھ چکے تو حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کے کام اور ان کی درخواست کے متعلق غور وفکر کرنے لگے اور سوچتے رہے کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے پاس آئے۔ حضرت امیر المومنین انہیں دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ اور معانقہ کے بعد دونوں حضرات بیٹھ گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل وکرم سے اچھا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کام میرے سپرد کر رکھا ہے اس میں ان کی اعانت اور مدد چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر دریائے فرات کے کنارے کسی بکری کی جان بھی ضائع ہوگئی تو اس کے سبب سے عمر ضرور ماخوذ ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کا خط دکھلا کر فرمایا کہ وہ قیسار یہ شام میں ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین! آپ مسلمانوں کی طرف سے رنج وغم نہ کیجئے اور نہ اتنی بے صبری فرمائیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مشرکوں کو ذلیل کر کے آپ کو ضرور فتح عنایت فرمائیں گے۔ آپ یزید کی کمک کیجئے اور ان کے پاس خط لکھئے۔ یہ سن کر حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو خط لکھا کہ وہ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کی کمک کریں اور اس کو خط روانہ کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی اور حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کے پاس دس ہزار۔ جس وقت حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ کا حکم نامہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے حضرت حرب بن عدی ؓ کی زیر سیادت تین ہزار فوج کر کے انہیں حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کی کمک اور مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اور اب ان کے پاس سترہ ہزار جمعیت رہ گئی جو اکثر یمینوں پر مشتمل تھی۔ یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے اہل قنسرین اور عواصم سے پانچ پانچ ہزار مثقال سونے اور چاندی، ایک ہزار ریشمی کپڑوں اور پانچ سو[1] بار شتر انگور اور زیتون کے اوپر صلح کر لی تھی۔ صلح کے مکمل ہونے کے بعد جب اہل قنسرین اور عواصم نے تاوان صلح ادا کر دیا اور صلح کی دفعات منظور کر لیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں صلح نامہ لکھ کر دے دیا اور آپ حضرت خالد بن ولید ؓ نیز چند سادات مسلمین اور سرداران مومنین کے ساتھ شہر میں داخل ہوگئے اور ایک مسجد کا حصار کھینچ دیا۔ اہل حلب نے جب صلح قنسرین کے متعلق نیز عربوں کا اپنی طرف آنا سنا تو گھبرا اٹھے اور ایک اضطراب شدید ان میں پھیل گیا۔ حلب پر اسوقت دو حقیقی بھائی حکمراں تھے اور ایک قلعہ میں جو شہر سے علیحدہ بنا ہوا تھا رہا کرتے تھے۔ ایک کا نام ان میں سے یوقنا تھا اور دوسرے کا نام یوحنا ان کا باپ شہر حلب اس کے پرگنوں[2] مزروعہ زمینوں[3] اور متعلقہ دیہاتوں[4] کا ایک طرف تو پہاڑیوں اور دوسری جانب فرات کی حدود تک مالک ہوگیا تھا اور برستوں تک حلب کا یہ صوبہ اسی کے قبضہ واقتدار میں رہا تھا کسی شخص نے اس سے اس کے متعلق جھگڑا یا جنگ نہیں کی تھی۔ ہرقل بادشاہ روم نے اس کے مکروفریب اور برائی سے ڈر کر حلب کو

---

[1] یہ دلق کا ترجمہ ہے دلق بمعنی بار شتر نیز ساٹھ صاع کا بھی ایک دلق ہوتا ہے جو قریب قریب بار شتر کے ہی ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

[2] یہ اعمال کا ترجمہ ہے اعمال بمعنی پرگنہا۔ [3] یہ ضباع کا ترجمہ ہے ضیعہ مزروعہ زمین۔

[4] ۔ اساتیق کا ترجمہ ہے اساتیق بمعنی دیہات۔

اسے بطور جاگیر کے بخش دیا تھا۔ روم کے والیان ملک اس سے ڈرتے۔ اس کی تعظیم وتکریم کرتے اور اپنی اپنی حکومتوں اور جمعیتوں کی حفاظت کے خیال سے اس سے دست وگریباں نہیں ہوتے تھے کہ ایسا نہ ہو ہمارے مقبوضات بھی یہ فتح کرلے۔ کیونکہ یہ ایک کم سن جوان شخص تھا اور اپنے قصد اور ارادہ سے تمام اقصائے بلاد کو ہلا کر رکھ دیا کرتا تھا۔ والیان ملک کو اس کی طرف سے خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر اس کے ساتھ جنگ کی جائے تو یہ اپنی قوت سیاسی تدبیروں، کثرت شر اور اپنے بنی عم کی شدت کی وجہ سے ہماری سلطنتوں پر بھی قبضہ نہ کرلے۔

جنگ حلب

بہرحال جب یہ [1] عواصم میں آیا تھا تو اس نے اپنی رہائش کے لئے حلب کے قلعے کو منتخب کر کے اسے نہایت مستحکم اور استوار کرلیا تھا اور اپنی حفاظت اور صیانت کی غرض سے اس کی تعمیر کرا کے اس کے چاروں طرف شہر پناہ بنوادی تھی اور شہروں کو آباد کر کے اسے خوب مضبوط اور محصور کرلیا تھا اور جس وقت اس کا جہاں سے کوچ ہوگیا تھا تو اس کے بعد اس کا جانشین اور بادشاہت کا مالک اس کا بڑا بیٹا یوقنا ہوا تھا جو نہایت شجیع، بہادر، جنگ جو، لڑائی کی طرف اقدام کرنے والا، جنگ کے شعلوں سے نڈر اور اس کی بلاؤں سے بے خوف، مال کا نہایت حریص اور پکا دنیا دار تھا۔ بخلاف دوسرے بیٹے کو جو نرم طبیعت، تارک الدنیا، راہب اور اپنے زمانہ کے تمام آدمیوں سے زیادہ عالم تھا اور جس نے ریاست اور بادشاہت سے قطعاً اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ نیز اس نے جب یہ سنا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس طرف کا رخ کیا ہے تو اس نے اپنے بھائی یوقنا سے کہا تھا کہ آپ نے اس کے متعلق کیا تدابیر اختیار کی ہے اور کیا ارادہ ہے؟

اس نے جواب دیا تھا کہ عربوں سے لڑنے کا قصد ہے۔ میں انہیں قبل اس کے کہ وہ میری ریاست کے حدود کے اندر قدم رکھیں مزہ چکھادوں گا تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ اب تک جوانہوں نے والیان شام وغیرہ سے مقابلہ کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں یہ یوحنا انجیل اور مزامیر (یعنی مزامیر داؤد جو زبور سے مشتق اور دعاؤں کی قسم سے ہیں) پڑھا ہوا تھا۔ اس کا کام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کنیسوں اور گرجاؤں کی تعمیر کرنا، صعوموں کو آباد کرانا، پشب، راہبوں اور پادریوں کے کپڑے بنانا اور ان کے تمام کاموں کا متکفل ہونا تھا اور بس۔

یوقنا اور یوحنا کا باہم مشورہ

جب ان دونوں بھائیوں کو عواصم کی فتح کی خبر پہنچی کہ وہ جنگ کے بعد فتح ہوچکا ہے اور قنسرین والوں نے دب کے صلح کرلی ہے۔ نیز عرب وہاں داخل ہوگئے ہیں اور ان کا لشکر معرات، عواصم اور بقاع سے حدود فرات تک چھاپے مارتا رہتا ہے تو یوحنا اپنے بڑے بھائی یوقنا سے کہنے لگا۔ بھائی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی روز رات کو مجھ سے خلوت میں ملیں تاکہ میں آپ سے کچھ مشورہ کر سکوں۔ اپنی رائے سے جناب کو مطلع کروں اور آپ کی رائے سے میں مستفید ہوں۔ یوقنا نے کہا بہت بہتر۔ رات نے جب اپنی تاریکی کی چادر فضائے عالم پر ڈال دی تو یہ قلعہ میں اپنے باپ کے مکان پر جمع ہوئے اور ایک جگہ بیٹھ کے مشورہ کرنے لگے۔ یوقنا نے کہا بھائی! ان ننگے بھوکے عربوں کے ہاتھوں بادشاہوں پر جو جو افتاد نازل ہوئی ہیں وہ خود تمہیں معلوم ہیں۔ نیز اہل شام پر جو

---

[1] عواصم انطاکیہ کے دیہات۔

مصائب انہوں نے توڑے ہیں قتل، غارت گری، لوٹ وہ بھی تمہیں بخوبی معلوم ہیں۔ یہ شام کے جس شہر پر جاتے ہیں اسے ہی فتح کر کے اس کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اب تم مجھے اس کے متعلق مشورہ دو کہ گویا میں ان کے سامنے ہوں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

یوحنا نے کہا بھائی جان! آپ نے اپنے کام میں جب مجھ سے مشورہ لیا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کو کامل مشورہ دوں اور اگر آپ قبول کریں تو بے غل وغش نصیحت کروں۔ یہ صحیح ہے کہ میں آپ سے عمر میں چھوٹا اور فنون جنگ سے کم واقف ہوں مگر باعتبار بصیرت آپ سے زیادہ عالم ہوں۔ مسیح اور قربان کی قسم! اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا تو آپ کی بات بھی بڑھی ہی رہے گی اور مال وجان بھی محفوظ رہے گا۔ اس نے کہا میں تمہیں واقعی اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں تم اپنی رائے بیان کرو۔

یوحنا نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربوں کے پاس ایک ایلچی بھیجیں اور اگر جناب کو منظور ہو تو میں خود ایلچی ہو کر آپ کی طرف سے ان کے پاس جاؤں۔ نیز جتنا وہ چاہیں انہیں مال واسباب دیں اور صلح کی درخواست کریں اور جب تک انہیں آپ غالب دیکھیں ایک معینہ رقم سالانہ انہیں ادا کرتے رہیں۔ یوقنا یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور یوحنا کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسیح تیرا برا کریں کتنی بزدلانہ رائے ہے۔ تیری ماں نے تجھے راہب اور پادری ہی جنا ہے۔ بادشاہ محارب اور مقاتل نہیں پیدا کیا۔ راہب بڑے بزدل ہوتے ہیں ان کے دل بالکل نہیں ہوتا کیونکہ مسور کی دال، زیتون اور ساگ پات کے سوا گوشت کبھی کھاتے نہیں جو طاقت پیدا ہو۔ نہ کسی دوسری نعمتوں کو ہی چھیڑتے ہیں۔ لڑائی کے فنون سے آگاہ نہیں ہوتے اور جوانمردوں سے ملاقات رکھتے ہیں جو کچھ ہمت ہی پیدا ہو۔ میں ایک بادشاہ اور بادشاہ زادہ ہوں۔ میرے ان کے مابین تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے۔ بادشاہ کبھی عاجز اور مغلوب نہیں ہوا کرتے۔ کم بخت! بھلا یہ تو بتلا کہ ہم عربوں کے ہاتھ میں اپنا ملک دے کر اپنی قسمت کی باگ ڈور انہیں کس طرح سپرد کر دیں اور وہ بھی بغیر لڑے بھڑے۔

یوحنا اپنے بھائی کی یہ بات سن کے ہنسا اور اس کی باتوں پر بے انتہا تعجب کر کے کہنے لگا یا اخی! مسیح کی قسم! معلوم ہوتا ہے کہ تیری موت قریب ہی آ گئی کیونکہ تو ظالم ہے خونریزی اور قتل وغارت کو پسند کرتا ہے۔ تیری فوج فرا ہرقل کے اس لشکر سے جس نے یرموک کے میدان میں عربوں کے ہاتھ سے ہزیمت کھائی۔ نیز جو لشکر اجنادین کے میدانوں میں ان سے شکست کھا کے بھاگ چکا ہے زیادہ نہیں ہے۔ اس قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے ہم پر غلبہ دیا ہے۔ اللہ سے ڈر اور اپنے قتل پر خود ان کی اعانت نہ کر۔

یوحنا کی ان باتوں نے یوقنا کے غصہ کی آگ پر تیل کا کام کیا وہ اور زیادہ غصہ میں بھر گیا اور لال پیلا ہو کے کہنے لگا تو نے عربوں کی تعریف کے پل باندھ دیئے اور ان کی مدح وسرائی کرتے کرتے خواہ مخواہ زبان کو رگڑ کے پھینک دیا۔ جن فوجوں اور لشکر کا تو نے ذکر کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں مجھے ان پر نہ قیاس کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں جن جن شہروں کا تو نے ذکر کیا ہے مجھے تو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی معلوم نہیں کہ اس نے بغیر لڑے بھڑے اور بغیر کوشش کیے اپنے شہر کو ان کے سپرد کر دیا ہو۔ خواہ وہ سپردگی جنگ کے بعد غلبہ سے ہوئی ہو یا صلح سے میں نے پہلے ہی سے مال اسی واسطے جمع کر رکھا ہے کہ آڑے وقت میں اپنی جان بچا سکوں اور لڑائی کے وقت وہ میرے کام آئے۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں سے ضرور لڑوں گا۔ اگر صلیب نے میری مدد کی اور مسیح (علیہ السلام) نے ان کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی تو میں ان عربوں کو مار مار کر پیچھے ہٹاتا ہٹاتا حجاز میں داخل کر دوں گا۔ تمام بادشاہوں پر کلنک کا سیاہ ٹیکہ لگا دوں گا اور شام کی طرف اس کا بادشاہ ہو کر واپس پھروں گا۔ اس وقت ہرقل کو بھی اتنی مجال نہیں ہو گی کہ میرے ساتھ منازعت کی آنکھ ملا سکے اور اگر عربوں نے مجھے شکست دے دی تو میں اپنے اس قلعہ میں آ کر قلعہ بند ہو جاؤں گا۔ میں

نے اس میں اس قدر رسد اور کھانے پینے کا سامان جمع کر رکھا ہے کہ وہ مجھے ایک طویل مدت تک کافی ہوگا اور میں اس میں نہایت عزت کی زندگی بسر کر کے اپنی بقیہ عمر کاٹ دوں گا۔ عربوں کے معاملے میں مجھ سے زیادہ گفتگو نہ کر۔ میں صلح کا ہاتھ ان کی طرف کبھی نہیں بڑھا سکتا اور نہ اپنا مال بغیر طلب کے اس طرح بے دریغ خرچ کر سکتا ہوں۔ صلح کے متعلق مجھے اب رائے نہ دینا ورنہ ان سے پہلے مجھے تیرے سے نبٹنا پڑے گا اور اس بری طرح سے تیرے ساتھ پیش آؤں گا کہ پھر بنائے نہیں بنے گی۔

یوقنا کا لشکر جمع کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا کے سر پر جنگ کا بھوت سوار تھا جس نے اسے سبز باغ دکھا دکھا کے لڑائی پر آمادہ کر رکھا تھا۔ یوحنا اس کی بات سن کے نہایت برافروختہ ہوا اور یہ کہہ کے اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا کہ تجھے مجھ سے بات کرنا اس وقت تک قطعاً حرام ہے۔ جب تک میری رائے اور مشورے پر کاربند نہ ہوا گلا روز ہوا تو یوقنا نے جو کچھ اس کے پاس ارمنوں اور نصرانیوں کی فوج تھی جمع کی اور اپنے سامنے بلا کے اسے کھڑا کیا اس میں سے جس شخص نے ہتھیار مانگے اس کو ہتھیار دیئے مال تقسیم کیا اور عربوں کو اس کے سامنے کمزور اور سست ظاہر کر کے کہنے لگا کہ وہ بہت تھوڑے آدمی ہیں اور ہماری جمعیت کافی ہے۔ عرب متفرق ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک جماعت قیساریہ کی طرف چلی گئی ہے اور ایک جمعیت مصر کی جانب۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا نے قبل اس کے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ حلب تک پہنچیں آپ سے لڑنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کراکس نامی کو ایک ہزار ہتھیار بند سپرد کر کے اسے اپنی درالسلطنت کا محافظ مقرر کیا کہ وہ اسے تاخت و تاراج سے بچائے اور خود اپنی جمعیت لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ مسلمانوں کی جمعیت اس وقت علاوہ ان حضرات کے جو غیر مسلح تھے بارہ ہزار تھی یوقنا نے نشانات اور صلیبیں آگے آگے کیں ان صلیبوں میں ایک صلیب سونے اور جواہر کی بنی ہوئی بھی تھی جس کی یہ بے حد تعظیم کیا کرتا تھا اور اس کے گرد ایک ہزار غلام جو ریشمی کپڑے جن پر سونے کا حاشیہ نکلا ہوا تھا پہنے ہوئے موجود تھے۔

حضرت ابن ثعلبہ کندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے قنسرین کو صلح [1] سے فتح کر کے وہیں قیام فرمایا تھا اور آپ ابھی یہیں اقامت گزیں تھے کہ دربار خلافت سے آپ کے نام حکم موصول ہوا تھا کہ وہ کسی قدر لشکر سے حضرت یزید بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کریں۔ چنانچہ آپ نے تین ہزار لشکر ادھر روانہ کر کے خود حلب پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تھا اور بنی ضمرہ سے ایک شخص کعب بن ضمرۃ الضمری کو منتخب کر کے ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر کر دیا تھا۔ کعب بن ضمرۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دلیر سخت جانباز اور بڑے بہادر شخص تھے۔ جب ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے تھے تو خواہ تھوڑا لشکر ہو یا زیادہ کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک ہزار فوج کے ساتھ حلب کی طرف روانہ کیا تھا اور فرمایا تھا کعب! اگر تمہارا مقابلہ ایسے لشکر سے ہو جائے جس سے مقابلہ کرنے کی تم طاقت نہ رکھو تو تم ہرگز نہ لڑنا۔ والی حلب کے حالات اور اس کا ارادہ معلوم کر لینا اور اس سے احتیاط رکھنا میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں یہ مقدمۃ الجیش ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔

یوقنا نے خبر رسانی کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے تھے انہوں نے اسے خبر دی کہ مسلمانوں کا لشکر حلب کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ عربوں کی جمعیت کس قدر ہوگی؟ انہوں نے کہا وہ ایک ہزار ہیں اور حلب سے چھ میل کے فاصلے پر خیمہ

---

[1] فتح دو طرح ہوتی تھی لڑ کر یا تو شہر فتح کر لیتے تھے یا وہاں کے باشندے صلح کر لیتے تھے اور شہر فتح ہو جاتا تھا۔

زن ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے اپنے نصف لشکر کو کمین گاہ میں چھپایا اور نصف کو جس میں سرداران لشکر بھی شامل تھے ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو مسلمان نہر پر ٹھہرے ہوئے گھوڑوں کو پانی پلانے اور وضو کرنے میں مشغول تھے۔ اچانک مسلمانوں نے یوقنا اور اس کے سرداروں کو آتے دیکھا کہ صلیب آگے آگے چلی آ رہی ہے تو ایک نے دوسرے کو پکارنا شروع کیا۔ گھوڑوں پر سوار ہونے لگے۔ کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کے لشکر کے آگے آگے ہوئے اور یوقنا کے لشکر کی طرف دیکھ کے اس کا اندازہ لگانے لگے۔ چونکہ یوقنا نے نصف لشکر کو چھپا دیا تھا اس لئے آپ نے پانچ ہزار کا تخمینہ لگایا پھر یوقنا اور اس کے لشکر کو دیکھ کے اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے اور فرمایا اللہ کے دین کے مددگارو! میں نے دشمن کا لشکر دیکھ لیا ہے اور اس کا تخمینہ بھی لگا لیا ہے وہ پانچ ہزار ہے جو تمہارے لئے بجائے مال غنیمت کے ہوگا۔ کیا تمہارا ایک آدمی ان کے پانچ آدمیوں کو بھی مقابلہ نہیں کر سکتا؟ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم کیوں نہیں۔

لشکر اسلامیہ اور یوقنا کی افواج میں لڑائی ہونا

اس کے بعد مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو شجاعت اور بہادری دلانے لگے اور بڑھتے بڑھتے ایک جماعت دوسری جماعت سے بالکل مل گئی۔ یوقنا اپنے ساتھیوں، آدمیوں، غلاموں، جوانوں اور سرداروں کو مخاطب کر کے چلایا اور مسلمانوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ انہوں نے حکم سنتے ہی یکبارگی ایک متفقہ اور سخت حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور پل پڑے۔ دونوں لشکر مل کے ایک ہو گئے۔ لڑائی بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگی۔ دونوں جمعیتیں موت سے نڈر ہو کے اس قدر لڑیں کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور انہوں نے ابھی یہ یقین ہی کیا تھا کہ فتح وظفر ہمارے ساتھ اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ ہے کہ دشمن کا چھپا ہوا لشکر اپنی کمین گاہ سے نکل کے مسلمانوں کے عقب سے آتا ہوا دکھلائی دیا اور ان کے قریب ہو کے حملہ آور ہو گیا۔

حضرت مسعود بن عون عجیؒ کہتے ہیں کہ جس لشکر کو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بطور ہراول کے حلب کی طرف روانہ کیا تھا اس میں میں بھی شامل تھا ہم لڑائی میں مشغول تھے اور یہ مطلق گمان نہیں تھا کہ دشمن نے کچھ فوج کمین گاہ میں محفوظ کر رکھی ہے جو پیچھے سے آ پڑے گی۔ اچانک گھوڑوں کے سموں کی آواز ہمارے کانوں میں آئی اور ہم اس وقت اس کی آمد سے مطلع ہوئے۔ جب یہ محفوظ فوج آ کے ہم پر حملہ آور ہو گئی ہم نے حصول غنیمت کے یقین کے بعد اپنی ہلاکت اور ہزیمت کا یقین کر لیا اور چونکہ دشمن عقب سے آیا تھا اس لئے ہم ان کے وسط لشکر میں ہو گئے۔ اب سوائے لڑائی اور قتال کے کچھ چارہ کار ہی نہیں تھا۔ مسلمان تین دستوں میں منقسم ہو گئے تھے جن میں سے ایک دستہ نے تو ہزیمت کھائی۔ دوسرا اس آنے والی فوج کے مقابلہ میں ہوا اور تیسرا حضرت کعب بن ضمرہؓ کے ہمراہ ہو کے یوقنا اور اس کی صلیب پرست فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قوم کندہ کو جزائے خیر عنایت کریں جن کی اس وقت تمام کوشش اور جہاد محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے تھی کہ اس نے نہایت جان توڑ مقابلہ کیا اور اس کے تمام افراد ایک ابتلاء حسنہ میں مبتلا ہو گئے۔ اپنی جانوں کو اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ان کے اس روز ایک ہی جگہ میں سو آدمی کام آ گئے۔ کافروں کی اس آنے والی فوج نے ایک سخت معرکہ قتال بپا کر رکھا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ کو مسلمانوں کی حالت پر نہایت رنج وقلق ہو رہا تھا۔ آپ مشرکین سے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور زور زور سے کہتے جاتے تھے۔

یامحمد یامحمد نصر اللہ انزل یا معاشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعة ویاتی النصر و انتم الاعلون.

''یا محمد یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدد فرمائیے اور اے اللہ کی نصرت نازل ہو، مسلمانو! ثابت قدم رہو یہ بھی ایک ساعت ہے جس کے بعد مدد آئے گی اور تم ہی غالب رہو گے۔''

مسلمان آ آ کے آپ کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے ان کی طرف دیکھا مسلمانوں کے جسم زخموں سے چور چور ہو رہے تھے اور ان میں سے ایک سو ستر آدمی کام آ چکے تھے جن میں سے سرداران لشکر حسب ذیل حضرات تھے۔ عباد بن عاصم نخعی، زمر بن عامر بیاضی، حازم بن شہاب مقری، سہیل بن استیم، رفاعہ بن محسن، غانم بن برد، فاعلہ بن محصن ظفری، عامر بن درالضمری، قیس بن طالب ضمرئی، نجبہ بن دارم ضمری، عیان بن سیف ضمری، لجام بن ضمرہ ضمری، مجکوم بن ماجد یشکری، سنان بن عروہ اور سعید بن بفلح جو یوم السلاسل اور جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہو کے لڑے تھے رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت مسعود بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ! ہم نے سعید بن بفلح کی شہادت پر بہت افسوس کیا تھا۔ ہم نے آپ کے بدن پر چالیس زخم دیکھے تھے اور کل آپ کے (خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کی نصرت کریں) سینہ پر ہی تھے پیٹھ پر ایک بھی نہیں آیا تھا۔ یہ چالیس سردار تھے جو جام شہادت لبوں سے لگا کے ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گئے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے مشرکین کے بہت سے آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار کے سفر آخرت نہ اختیار کیا ہو۔

دشمن نے جب باوجود قلت تعداد کے مسلمانوں کی یہ ثابت قدمی اور ان کا استقلال دیکھا اور مشرکین کو انہوں نے جو قتل کیا تھا اس کی کیفیت ملاحظہ کی تو پیرا کھڑ گئے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر یوقنا نے انہیں روکا۔ ثابت قدمی کی تلقین کی اور کہا بدبختو! عربوں کی حقیقت ہی کیا ہے مچھر اور مکھیوں جیسے ہیں اگر اڑا دیئے گئے اڑ گئے چھوڑ دیئے گئے تو اور دلیر ہو گئے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو آپ کے علم کے نیچے شہید ہو گئے تھے۔ تو بہت افسوس کیا اور اسی غم کی حالت میں آپ اپنے ہطال نامی گھوڑے سے جس پر سوار ہو ہو کے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر اکثر غزوؤں میں جہاد فرمایا تھا نیچے اتر آئے زرہ پر زرہ پہنی۔ کمر کو پٹکے سے مضبوط باندھا گھوڑے کے چہرے اور نتھنوں پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ ہطال! آج کا دن تیرے واسطے نہایت محمود ہے اسے غنیمت سمجھ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں جہاد وقتال کے لئے ثابت قدم رہ، یہ کہہ کر آپ اس پر سوار ہو گئے اور جب اس کی زین پر پوری طرح جم گئے تو مسلمانوں کے آگے کھڑے ہو کے مقتول مسلمانوں کی نعشیں دیکھنے لگے۔ آپ اپنے کام میں نہایت متفکر تھے۔ علم ہاتھ میں تھا اور اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ شاید حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف سے کوئی فوج یا طلیعہ (مقدمۃ الجیش) پہنچ جائے مگر کسی کا نشان تک نہ دیکھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اگرچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ادھر تشریف لانے کا قصد تھا مگر انہیں اہل حلب کے وہاں پہنچ جانے نے روک دیا۔ کیونکہ جب یوقنا فوج لے کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چل دیا تو اہل حلب اور رومیوں کے مشائخ جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے یا قوم! یہ تم خوب جانتے ہو کہ حاملان دین نصاریٰ نے عربوں کی اطاعت کر لی ہے۔ بعض نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے اور بعض ان کی ذمہ داری میں داخل ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان سے جنگ کے ساتھ پیش آئے ہیں مگر جو جنگ سے پیش آئے اور جنہوں نے ان کا مقابلہ کیا وہی آخر مغلوب ہوئے اور خسران میں بھی رہے ہیں۔ ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے کیا آپ لوگ

امیر المومنین کی خدمت میں جا کر صلح کی درخواست کر کے جو کچھ وہ طلب کریں دے کے اپنے شہر کو مامون و محفوظ نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا اور امیر المومنین سے صلح کر کے حلب کو مامون کیا تو وہ مسلمان ہمارے سردار یوقنا پر اگر غالب و منصور ہو گئے تو اس آنے والی مصیبت سے ہم بے خوف اور مطمئن رہیں گے اور صلح کی وجہ سے ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچ گی اور اگر یوقنا نے ان سے صلح کر لی تو ہم صلح میں اس سے پہلے پیش قدمی کرنے والے شمار ہوں گے اور اگر سردار یوقنا ان پر غالب رہا اور وہ صحیح و سالم واپس آ گیا تو ہم اپنی صلح کے متعلق اس سے کوئی ذکر اذکار نہیں کریں گے۔ اس کے اوپر تمام کی رائے متفق ہو گئی اور روسائے قوم میں سے تیس آدمی منتخب ہو کے دوسرے راستہ سے صلح کے لئے چل دیئے۔

جس وقت یہ مسلمانوں کے لشکر کے قریب جو حلب کا ارادہ رکھتا تھا پہنچے تو زور زور سے لفون لفون پکارنا شروع کیا۔ عربوں کو اس لفظ کے معنی پہلے ہی معلوم ہو چکے تھے کہ یونانی زبان میں لفون امان کو کہتے ہیں۔ نیز امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کے تمام عمالوں (گورنروں) کے نام یہ حکم بھیج دیا تھا کہ لفون کے معنی چونکہ لغت میں امان کے ہیں اس لئے جب کبھی کسی شخص کو یہ لفظ کہتے سنو تو اس کے قتل کرنے میں جلدی مت کرو تا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ قیامت میں تم سے ان کے متعلق مطالبہ نہ فرمائیں اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے بری ہو گا اس فرمان کے سبب عرب اور بھی زیادہ اس لفظ پر توجہ کرتے تھے۔

اہل حلب کا قنسرین میں حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آنا اور گفتگو مصالحت کرنا

جب انہوں نے اہل حلب کی زبان سے یہ الفاظ سُنے تو عجلت سے ان کے پاس گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں انہیں لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل حلب ہیں جو اپنے لئے صلح اور امان طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ صلح ہی کے لئے آئے ہیں۔ اگر انہوں نے مجھ سے مصالحت چاہی تو ان سے ضرور صلح کر لوں گا۔ آپ کو اس واقعہ ہائلہ اور جنگ کی خبر بالکل نہیں تھی اور یہ لوگ یوقنا اور اس کے ساتھیوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ جس وقت یہ یہاں آئے تھے رات کا وقت تھا لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی۔ مسلمان بارگاہ خداوندی میں ہاتھ باندھے ان کا کلام پاک پڑھ رہے تھے۔ نمازوں کی نیتیں بندھ رہی تھیں اور قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی۔

باشندگان حلب یہ دیکھ کر آپس میں کہنے لگے انہی کاموں نے انہیں ہم پر غالب کر رکھا ہے۔ ترجمان نے ان کی یہ باہمی سرگوشی سنی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا ہم وہ قوم ہیں کہ ہمارے خالق نے ہم پر عنایت کرنے میں سبقت فرمائی ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور ان کے رسول ﷺ کے احکام اور دین میں تحریف نہیں کرتے اور نہ اپنے کاموں کا بدلہ چاہتے ہیں۔ (یعنی کسی لالچ سے جیسے جنت وغیرہ کوئی کام نہیں کرتے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ اور رضائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور بس) اور دشمنوں کے مار ڈالنے میں ذرا نہیں جھجکتے۔ ترجمان نے انہیں اس کا ترجمہ سنایا اور اس کے بعد دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم حلب کے باشندے، تاجر اور رئیس ہیں اور آپ حضرات سے صلح کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ تمہارے سردار نے ہم سے لڑنے کا قصد کر رکھا ہے۔ قلعہ کو آلات حرب سے مسلح اور مستحکم کیا ہے۔ برسوں کا کھانا اور سالہا سال کے لئے اس میں ذخیرہ جمع کیا ہے فوج بھرتی کی ہے اور بہت سا لشکر آراستہ کر رکھا ہے پھر تم کیسے صلح کرتے ہو؟ ہم تم سے صلح نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہمارا سردار فوج لے کر لڑائی کے ارادہ سے چل

پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کب؟ انہوں نے کہا صبح! اور ہم تو اس کے بعد دوسرے راستہ سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہوگا کیونکہ وہ باغی ہے اس نے بغاوت کی طرف اقدام کیا ہے۔ صلح پر راضی نہیں ہوا بلکہ خواہشات نفس کی اطاعت کی ہے اور جو ایسا کیا کرتا ہے وہ ہمیشہ ہلاک ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو یوقنا کے چل پڑنے کی خبر سن کر اپنے ہراول (طلیعہ) کی طرف سے فکر ہوا۔ آپ نے فرمایا لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کی قسم! کعب اور ان کے ساتھی ہلاک ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہہ کر آپ نے سر جھکا لیا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ اہل حرب نے ترجمان سے کہا کہ امیر المومنین سے صلح کے متعلق گفتگو کر۔ اس نے آپ سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے جھڑک کر فرمایا ہم صلح نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر روسائے حلب کو اپنی جانوں کا فکر ہوا اور انہوں نے کہا ہمارے پاس اطراف وجوانب کے گاؤں اور دیہات کے آدمی بہت زیادہ جمع ہو رہے ہیں۔ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کی زیر قیادت آ جائیں گے۔ نیز دوسرے علاقے فتح کرانے میں مدد ومعاون ہوں گے اور آپ کے عدل وانصاف کے سایہ میں اپنی عمریں کاٹ دیں گے۔ لیکن اگر آپ نے صلح سے انکار کر دیا تو لوگ آپ کی طرف سے متنفر ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اپنے اپنے شہروں اور گاؤں میں پناہ ڈھونڈیں گے اور ہر چہار طرف یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ آپ حضرات صلح نہیں کرتے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ کے پاس رعایا کا ایک آدمی باقی نہیں رہے گا۔

ترجمان نے جب آپ کو اس کا ترجمہ کر کے بتلایا تو آپ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک پستہ قد آدمی جس کا چہرہ سرخ تھا اور جو عقلاء روم میں شمار ہوتا تھا اور عربی زبان کا فصیح تھا آگے آیا اور زور زور سے چیخ چیخ کے کہنے لگا ایہا الامیر! باری تعالیٰ جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام پر جو صحف نازل فرمائے ہیں ان کے علوم میں سے میں چند باتیں جناب کے سامنے بیان کرتا ہوں انہیں ذرا توجہ سے سنئے۔ آپ نے فرمایا کہو ہم سنیں گے اگر وہ حق ہوئیں تو ہم ان پر عمل کریں گے اور اگر غیر حق ہوئیں تو نہ ہم انہیں سننا چاہتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرنا۔ اس شخص کا نام وحداح تھا یہ کہنے لگا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ہے۔

> ''میں تواب اور رحیم ہوں۔ میں نے رحمت کو پیدا کر کے مومنین کے قلوب میں اس کو جگہ دی۔ جو شخص رحم نہیں کرتا میں بھی اس پر رحم نہیں فرماتا جو شخص دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے میں بھی اس کے ساتھ احسان سے ہی پیش آتا ہوں۔ جو شخص خطاؤں سے درگزر کرتا ہے میں اس کی لغزشوں سے درگزر کرتا ہوں اور جو گناہوں کو معاف کر دیتا ہے میں اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہوں جو شخص میری طلب کرتا ہے مجھے پا لیتا ہے۔ جو رنج وفکر کی حالت میں مجھ سے فریاد کرے گا میں قیامت کے دن اسے مطمئن کروں گا اور اس کے رزق میں کشائش اور فراخی دوں گا۔ عمر میں برکت، اہل و عیال کی کثرت اور اس کے دشمنوں پر اس کی نصرت کروں گا جو شخص اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے گا وہ دراصل میرا ہی شکر بجا لایا کرے گا۔''

ہم بھی آپ کے پاس رنج وغم اور اندوہ والم کی حالت میں آئے ہیں۔ آپ ہماری لغزشوں کو معاف کریں۔ ہمیں امان دیں اور ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ یہ سن کر رو پڑے اور یہ آیت پڑھی ان اللہ یحب المحسنین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

اللھم صلی علی محمد و علی جمیع الانبیاء فبھذا واللہ ارسل نبیہ ارسلہ اللہ الی جمیع الخلق و الحمد للہ علی ھدایتہ لنا اللہ جل جلالہ.

''جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء علیہم السلام پر رحمت نازل ہو خدا کی قسم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلقت کی طرف اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ بس اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت پر جوانہوں نے ہمیں فرمائی ہے ہم پر لاکھ لاکھ شکر اور تعریف واجب ہے۔''

حضرت ابوعبیدہؓ کا حلب والوں سے شرائط صلح طے کرنا

یہ کہہ کر آپ روسائے مہاجرین وانصار نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف جو آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ تاجر اور بازاری مصیبت زدہ لوگ ہیں جو دادخواہ ہو کر پناہ مانگنے آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ مصالحت اور احسان کر کے ان کے دلوں کو خوش کر دیں کیونکہ جب شہر ہمارے قبضہ اور اقتدار میں ہوگا تو یہ بازاری لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے ان سے ہر طرح کا معاملہ پڑے گا۔ یہ رسد وغیرہ میں ہماری معاونت کریں گے۔ دشمن کی نقل وحرکت اور ان کے ارادوں سے مطلع کرتے رہیں گے اور جاسوسی کا کام انجام دیں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائیں۔ اس قوم کا شہر قلعہ سے بالکل قریب ہے ہمیں اس قوم سے یہ امید نہیں کہ یہ دشمن کے ارادوں اور پوشیدہ کاموں سے ہمیں خبر دیتی رہے گی اور ان کے عزم اور حرکت سے مطلع کرتی رہے گی۔ یہ قوم محض مکر وفریب کی نیت سے ہمارے پاس آئی ہے۔ کیا آپ نے ان کے سردار کے متعلق نہیں سنا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں حرب وضرب کی غرض سے نکلا ہے۔ پھر یہ ہم سے صلح کرنے کس طرح آ گئے۔ بے شک انہوں نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دستہ کے ساتھ مکر کیا ہے اور ان سے یہ بری طرح پیش آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمہیں نیکی اور بہتری کی امید نیز کامل اعتماد رکھنا چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مدد ہی فرمائیں گے اور دشمنوں کو کبھی ہم پر مسلط نہ کریں گے۔ اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائیں جو بہتر مشورہ دے نیک بات کہے یا چپکا اور خاموش رہے۔ میں ان سے صلح میں ایسی شرائط طے کرلوں گا جو مسلمانوں کے مفاد اور ان کی خیر خواہی پر مشتمل ہوں گی۔ یہ کہہ کر آپ اہل حلب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں صلح کے لئے قنسرین والوں کے برابر مال دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! قنسرین ہمارے شہر کی نسبت سے بڑھا ہوا ہے۔ آبادی بھی اس کی زیادہ ہے۔ دراصل ہمارا شہر ہمارے سردار کے ظلم وجور کی وجہ سے بالکل خالی ہے کیونکہ وہ ہمارا مال اور نوجوان لڑکے لے کر قلعہ کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا ہے۔ شہر میں ہمارے پاس ضعیف لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں اور نہ مال ہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ عدل واحسان فرمائیں اور نرمی کو کام میں لا کر تاوان کے مال کو کچھ کم کر دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تم کس قدر دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا قنسرین والوں سے نصف۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہمیں منظور ہے مگر اس شرط سے کہ جس وقت ہم تمہاری سرزمین میں قدم رکھیں اور تمہارے سردار سے ہمارا مقابلہ ہو تو تم رسد سے ہماری مدد کرو۔ ہمارے لشکر میں خرید وفروخت رکھو۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق جو تمہیں خبریں پہنچیں وہ ہم سے نہ چھپاؤ ہم پر جاسوس نہ مقرر کرو اور جس وقت تمہارا سردار ہمارے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگے تو اس وقت اسے قلعہ میں نہ گھسنے دو۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! یہ آخری

شرط کہ تم اپنے سردار کو قلعہ میں نہ گھسنے دینا ہم پوری نہیں کر سکتے۔ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ اپنے سردار یا اس کے لشکر اور جمعیت کا مقابلہ کر سکیں۔آپ نے فرمایا اگر یہ شرط تمہارے امکان سے باہر ہے تو بہت بہتر انہیں قلعہ میں آنے سے نہ روکنا مگر تم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا عہد اور میثاق ہے اور ایمان کی قسم! کہ یہ بات سچے دل سے کہنا اور ہماری ہر ایک شرط کو جنہیں تم نے منظور کر لیا ہے پوری کرنا۔ اس کے بعد انہیں وہ تمام قسمیں دلائیں جوان کے اعتقاد میں درست اور ٹھیک تھیں۔انہوں نے قسمیں کھائیں اور اپنے مردوں، لڑکوں، عورتوں، غلاموں، چوپاؤں اور سب گھر والوں کی طرف سے صلح کر لی۔

صلح کی دفعات طے ہو جانے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا تم نے قسمیں کھا لیں اور ہم نے تمہارے قولوں اور قسموں کو قبول کر لیا۔یاد رکھو! اگر کوئی شخص تم میں سے ہمارے خلاف کرے گا یا اپنے سردار کے کسی امر اور اس کی کسی بات کو جانتے ہوئے ہم سے چھپائے گا تو اس کا قتل کرنا مال کا ضبط کر لینا اور اولاد کا چھین لینا ہمارے لئے حلال ہو جائے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی ذمہ داری کا ہم سے کوئی مطالبہ نہ فرمائیں گے نیز اگر تم نے کسی وقت نقض عہد کر دیا اور جتنی شرائط طے کی ہیں ان میں سے کسی ایک کو فراموش کر دیا تو پھر ہمارے ساتھ نہ کوئی عہد ہے اور نہ ہم پر کوئی ذمہ اور ہم اب آئندہ سال سے تم سے جزیہ لیا کریں گے۔

اہل حلب کی معاہدہ کرنے کے بعد واپسی

حضرت سعید بن عامر تنوخیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی پیش کردہ شرائط پر اہل حلب راضی ہو گئے اور آپ نے ان سے عہد لے کر ان کے نام لکھ لئے۔جس وقت وہ اپنے شہر کی طرف لوٹنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا ابھی ٹھہرو تا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسے شخص کو کر دوں جو تمہیں تمہارے مامن تک پہنچا آئے۔کیونکہ اب ہم پر تمہاری حفاظت تاوقتیکہ تم صحیح وسالم اپنے شہر تک نہ پہنچ جاؤ واجب ہو گئی ہے۔انہوں نے کہا ایہا الامیر! ہمیں کسی شخص کی جو ہمارے ساتھ چلے ضرورت نہیں۔ہم اسی راستہ سے جس سے کہ آئے تھے واپس چلے جائیں گے۔آپ نے انہیں اجازت دے دی اور بقیہ رات حضرت کعب بن ضمرہؓ اور آپ کے ہمراہیوں کے رنج وقلق میں کاٹ دی۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ اسی رات واپس ہو گئے اور چونکہ معاہدہ طے کرنے میں دیر ہو گئی تھی اس لئے قبل اس کے کہ یہ اپنے مسکن تک پہنچیں صبح ہو گئی۔جس وقت یہ شہر کے قریب پہنچے تو انہیں یوقنا کے ایک سردار نے شہر کی طرف آتے دیکھا، کہنے لگا تم کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے سمجھا کہ یہ حلب کا باشندہ ہے اس لئے اس سے صلح کی کیفیت بیان کر دی۔یہ سن کر چپکا ہو رہا اور چلا گیا۔اہل حلب نے ان آنے والوں کا استقبال کیا اور کیفیت دریافت کی۔انہوں نے صلح کے متعلق خبر دی اور یہ اسے سن کر بے حد خوش ہوئے۔وہ سردار یوقنا کے لشکر کی طرف چلا۔یوقنا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور یہ گمان کر رکھا تھا کہ کوئی دم میں اب فتح کیا چاہتا ہوں۔دل میں یہ خیالی پلاؤ دم پخت ہو رہا تھا کہ اچانک وہ سردار اس کے پاس پہنچا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سردار! جو بلا آپ کے سر پر منڈلا رہی ہے آپ اس سے غافل ہیں۔ اس نے کہا کم بخت! کیا ہوا اور کیا بلا نازل ہوئی اس نے کہا آپ کے شہریوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عنقریب قلعہ، عورتوں اور مال واولاد کے مالک ہوا چاہتے ہیں۔

یوقنا کو اس خبر کے سنتے ہی اپنے قلعہ کا فکر پڑا کہ کہیں عرب میری غیبت میں اس پر نہ قابض ہو جائیں۔نیز حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دستے کے متعلق فتح کی جو امید بندھی ہوئی تھی وہ بھی منقطع ہو گئی۔مسلمان اب تک دو سو سے کچھ زیادہ کام

میں آ چکے تھے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے دل میں لڑائی کی ٹھان لی تھی اور یہ یقین کر لیا تھا کہ ہم بلاشک یہیں شہید ہو جائیں گے۔

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس روز بذات خود لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کو جنگ میں ثابت قدم رکھتا تھا۔ مشرکین کو مسلمانوں سے باز رکھتا تھا اور اپنی جان سے زیادہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جب جنگ نے مجھے بالکل مجبور کر دیا اور لڑائی کی طرف سے میں مایوس ہوا تو اپنے ساتھیوں کی طرف پناہ لی مگر باوجود اس بات کے مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف سے کامل بھروسہ تھا کہ وہ میری مدد فرمائیں گے اور یہ بلا دور ہو جائے گی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے علم کا انتظار کر رہا تھا کہ اب وہ نمودار ہو مگر اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ایک دن اور ایک رات کامل جنگ کو ہو گیا تھا اور دوسرے دن کی صبح نے ہماری جنگ کا نظارہ دیکھنے کے لئے آفتاب کو افق مشرق سے ہمارے پاس بھیج دیا تھا۔ خدا کی قسم ہمارے کسی آدمی نے اس اثنا میں نہ نماز پڑھی تھی اور نہ کھانا ہی تناول کیا تھا پانی کی صورت تک نہیں دیکھی تھی میں یاس وامید میں کھڑا قنسرین کے راستہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں اسلام کا پرچم لہراتا ہوا آتا دکھلائی دے مگر اس کے کہیں نشان تک نہ تھے۔ دفعتاً دشمن کے لشکر میں صبح کے وقت ایک حرکت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے اس میں شور وغل کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا بادشاہ کی طرف سے ان کے پاس کمک پہنچ گئی ہے مسلمان جس کلمہ سے رنج وسختی میں مدد لیتا ہے یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ رسول اللہؐ کی زندگی اور آپ کی عیش کی قسم! میں ابھی اس کلمہ کو پورا بھی کرنے نہیں پایا تھا کہ میں نے دشمن کے لشکر کو اپنا مورچہ چھوڑتے ہوئے پیچھے کی طرف لوٹتے ہوئے دیکھا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور الحمدللہ حمد الشاکرین پڑھا اور گمان کیا کہ کسی چیخنے والے نے آسمان سے چیخ کر انہیں بھگا دیا ہے یا جنگ بدر کی طرح ملائکہ نے آ کر ہماری مدد کی ہے جب میں نے اپنے مقابلے میں دشمن کو نہ دیکھا تو چاہا کہ ان کا تعاقب کروں۔ مگر مسلمانوں نے چیخ کر مجھے آواز دی اور کہا کعب! کہاں جاتے ہو واپس پھرو اور کسی جگہ خیمہ زن ہو کے ہمیں آرام دو تا کہ ہم اپنے فرائض ادا کریں۔ گھوڑوں کو ستانے کا موقع دیں۔ جس محنت ومشقت میں ہم اب تک مبتلا رہے ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے۔ اللہ پاک نے اس قوم کو اپنے ارادے قوت اور مشیت ہی سے ہمارے پاس سے دفع کیا ہے۔ میں یہ سنتے ہی ایک جگہ خیمہ زن ہو گیا۔ مسلمانوں نے پانی پیا وضو کیا اور جو نمازیں فوت ہو گئی تھیں ادا کیں کھانا کھایا اور آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب حضرت کعب بن ضمرہؓ کی کوئی خبر نہ ملی۔ صبح ہوئی تو آپ نے نماز پڑھ کے مسلمانوں کی طرف دیکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے اندر سے خطاب کیا اور فرمایا یا ابا سلیمان! اگرچہ باری تعالیٰ جل مجدہ کا ہم پر شکر واجب ہے کہ اہل حلب پر ہم کو فتح دی مگر تمہارا بھائی ابوعبیدہ رنج وغم کی وجہ سے تمام رات نہیں سویا۔ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت کعب بن ضمرہؓ کے ساتھی کام آ گئے۔ کیونکہ جو وفد ہم سے صلح کے متعلق گفت وشنید کرنے آیا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ ان کا سردار جنگ کے ارادے سے ہماری طرف چل پڑا ہے اور وہ اب تک یہاں نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مڈبھیڑ کعب سے ہو گئی اور ان کا دستہ شہید ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم آپ کی طرح میں بھی مسلمانوں کے رنج وغم کی وجہ سے نہیں سویا۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوچ کرنے کا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا حلب کی طرف کوچ کرنا

اس کے بعد آپ نے لشکر کو درستی سامان کا حکم دیا اور سامان درست ہونے کے بعد لشکر نے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت

خالد بن ولیدؓ لشکر کے مقدمہ میں تھے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ساق میں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ جہاں حضرت کعب کا دستہ مقیم تھا پہنچے۔ تمام مسلمان پڑے سو رہے تھے اور انہوں نے اپنی حفاظت وصیانت کے لئے ایک دربان (پہرے دار) مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دست مبارک میں اسلامی پرچم تھا جو آپ کے سر پر لہلہا رہا تھا اور آپ بڑھے چلے آ رہے تھے۔ پہرہ کے سپاہی نے دور سے نشان آتا دیکھ کر چیخنا شروع کیا النفیر یاانصار الدین۔ دین کے مددگارو ہوشیار ہو جاؤ! اور دشمن کی طرف بڑھو۔ یہ سوئے ہوئے شیر ڈکارتے ہوئے اٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور علمبردار کی طرف چلے۔ جس وقت آپ کے قریب ہوئے تو آپ کو پہچان کر آپس میں زور زور سے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ تو اسلام اور مسلمانوں کا علم ہے جسے حضرت خالد بن ولیدؓ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی جگہ فروکش ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپ کو سلام کیا۔ ساقہ لشکر جو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ تھا وہ بھی آ گیا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت کعب بن ضمرہؓ کو مع الخیریت دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں شکر بھیجا اور حمد وثنا کی۔ لڑائی کی جگہ کو ملاحظہ فرمایا۔ مقتولین کی نعشوں کو دیکھا۔ چونکہ مسلمانوں نے شہداء کی نعشوں کو سپرد خاک نہیں کیا تھا اس لئے انہیں دیکھ کر آپ کی خوشی رنج سے بدل گئی اور فوراً آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری ہو گئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے یہ ہمراہی کس طرح شہید ہو گئے اور کس نے انہیں شہید کیا۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے یوقنا کی لڑائی کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس کا مقابلہ کر رہے تھے میرے تمام ساتھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے اور اتنے لڑے تھے کہ ان میں حرکت کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ لڑتے لڑتے جب آج صبح ہو گئی تو یکایک وہ چیخ اور چلا کر بغیر لڑے بھڑے واپس پھر گئے۔

آپ نے فرمایا پاک ہے وہ ذات جو مسبب الاسباب ہے۔ کاش ان شہداء کے سامنے ابوعبیدہ قتل ہو جاتا اور یہ ابوعبیدہ کے نشان کے نیچے شہید نہ ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے ان کے دفن کے لئے گڑھے کھودنے کا حکم دیا اور ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے سب پر ایک ہی نماز پڑھی اور مع ان کے خون آلود کپڑوں کے انہیں سپرد خاک کر دیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

یحشر اللہ تعالٰی الشہداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیمۃ و دماء ہم علی اجسادھم[1] اللون لون الدم والریح ریح المسک و النور یتلا لا علیہم ویدخلون الجنۃ.

"اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان شہداء کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھائیں گے کہ ان کا خون ان کے جسموں پر ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک نور ان پر چمکتا ہوگا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے"۔

دفن کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا خدا کا دشمن یوقنا اپنی قوم کی طرف واپس گیا ہے۔ جس وقت اسے یہ معلوم ہوگا کہ میری قوم نے مسلمانوں سے صلح کر لی ہے تو انہیں نہایت بری طرح سے سزا دے گا اور چونکہ اب وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے دشمنوں کو ان سے دفع کریں لہٰذا مجھے ان کی حفاظت کے لئے ان کے

[1] ایک نسخہ میں علی نحورھم ہے یعنی ان کے سینہ پر خون ہوگا۔

پاس پہنچ جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ نے حلب کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

جس وقت آپ حلب میں پہنچے تو یوقنا اور اس کی فوج کو دیکھا کہ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور باشندگان شہر کے قتل کے درپے ہے۔ یوقنا نے یہاں پہنچ کر اہل حلب سے کہا کہ کم بختو اتم نے اپنی جان بچانے کے لئے عربوں سے معاہدہ کرلیا ہے اور ہمارے مقابلے میں تم ان کے مددگار اور معاون بن گئے ہو۔ انہوں نے کہا واقعی ہم نے ایسا کیا ہے کیونکہ وہ ایک منصور قوم ہے۔ اس نے کہا بدبختو! مسیح (علیہ السلام) تمہارے کام سے خوش نہ ہوں گے۔ مسیح کی قسم! میں تمہارے بچے بچے کو قتل کردوں گا ورنہ تم اس معاہدہ کو توڑ کر میرے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے جنگ میں چلو اور جس شخص نے تمہیں صلح کی رائے دی اور سب سے پہلے اس کی طرف اقدام کیا ہے اسے میرے سامنے لاؤ تاکہ سب سے پہلے میں اسے ہی قتل کردوں۔ انہوں نے جب اس کی نہ سنی اور نہ اس کے حکم کی تعمیل کے لئے قدم بڑھایا تو اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو پکڑ لاؤ تاکہ میں انہیں قتل کردوں۔ کیونکہ فلاں سردار نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں فلاں شخص مصالحت کے لئے گئے تھے جو مجھے راستہ میں آتے ہوئے ملے اور میں نے انہیں پہچان لیا۔ غلام یہ سنتے ہی حلب والوں کے گھروں پر چڑھ گئے اور انہیں ان کے فرشوں اور گھروں کے دروازوں پر قتل کرنے لگے۔

یوقنا کے بھائی یوحنا نے جو اس وقت قلعہ میں موجود تھا جب اہل شہر کا چیخنا اور چلانا سنا تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اسے لوگوں کو قتل کرتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت تک تین سو آدمی قتل کردئے گئے تھے اس نے زور سے یوقنا کو مخاطب کیا اور کہا ذرا رحم کر اور یہ کام نہ کر مسیح (علیہ السلام) تجھ پر غصے ہوں گے۔ کیونکہ جب مسیح علیہ السلام نے دشمن کے مارنے سے ممانعت فرمائی ہے تو خود ان لوگوں کو قتل کرنا جو دین نصاریٰ کے حامل ہیں کس طرح جائز ہوگا؟ یوقنا نے کہا ان لوگوں نے عربوں سے معاہدہ کرلیا ہے اور ہمارے مقابلہ میں یہ ان کے مددگار ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا اس میں ان کی کوئی خطا نہیں۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے وہ لشکری آدمی نہیں ہیں۔ مسیح کی قسم! عرب ہمیشہ تجھ پر قابض رہیں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جو ان کی پشت پناہی کررہا ہے جو تجھ سے قصاص لینا چاہتا ہے۔ یوحنا نے کہا مسیح (علیہ السلام) تجھے قتل کریں گے جیسا کہ تو ان بے گناہوں کو قتل کررہا ہے۔

یوقنا نے کہا صلیب کی قسم! میں ان میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہی ان کو صلح کی رائے دی تھی اس لئے سب سے پہلے تیرا کام بھی تمام کردینا چاہئے۔ یہ کہہ کر یہ اپنے بھائی کی طرف جھپٹا اسے پکڑ کر اپنے قبضہ میں کیا اور تلوار سونت کے چاہا کہ اس کی گردن اڑادوں۔ یوحنا نے جب اپنے آپ کو بھائی کے پنجہ میں گرفتار پایا۔ تلوار میان سے باہر دیکھی اور سمجھ لیا کہ اب کام تمام ہوا چاہتا ہے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا **اللهم اشهد على انى مسلم وانى مخالف لدين هولاء القوم و ان اشهدان لا اله الاالله واشهدان محمد رسول الله وان المسيح نبى الله۔ الها العالمين!** آپ اس بات پر گواہ رہیے کہ میں مسلمان ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف اور میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ کہ مسیح علیہ السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اپنے بھائی سے کہا اب جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ اگر تو نے مجھے قتل کردیا تو میں سیدھا جنت النعیم میں پہنچوں گا۔ یوقنا پر اس کا اسلام لانا سخت گراں گزرا۔ نیز اہل شہر کی مصالحت اور مسلمانوں کے خوف نے اسے اور چوکنا کردیا اور اس نے طیش میں آکے اپنے بھائی کے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے جسم سے اس کا سر دور جا کر گرا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ یوحنا کی روح پر رحمت فرمائیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا حلب میں پہنچ کر یوقنا سے ان کی جان بچانا

یوحنا کی شہادت کے بعد یوقنا پھر اہل شہر کی طرف متوجہ ہوا۔ باشندگان حلب فریاد کرتے تھے اور یہ نہیں سنتا تھا۔ سوال کرتے تھے اور یہ جواب نہیں دیتا تھا اور نہ ان کے قتل سے ہی ہاتھ روکتا تھا۔ آخر شور و غوغا کی آوازیں بلند ہوئیں اور چیخ و پکار سے تمام شہر کی فضا گونج اٹھی۔ یوقنا کے لشکر نے ہر چہار طرف سے شہر کو گھیر رکھا تھا اور اہل حلب اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے کہ دفعتہً رحمت ان پر نازل ہوئی اور ان کی کمک کو اسلام کا لشکر پہنچ گیا۔ دور سے اسلامی پرچم لہراتے ہوئے دکھلائی دیئے اور بہادران اسلام اور دلیران عظام توحید کے نعرے لگاتے ہوئے نشان کے چاروں طرف نظر آئے۔ مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر کے آگے آگے تھے اور قائد اکرم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ایک جہت میں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل حلب کے شور و غل اور رونے پیٹنے کو دیکھا اور سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے کہا ایہاالامیر خدا کی قسم آپ کی ذمہ داری اور صلح کے لوگ جیسا کہ آپ نے ذکر فرمایا تھا ہلاک ہو گئے۔ یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو ڈانٹ پلائی مہمیز کیا نشان ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے اور حملہ کر دیا۔ مشرکین کے لشکر میں پہنچ کر شیر کی طرح گونجے اور للکار کر فرمایا مشرکو! ہمارے معاہدین کے پاس سے بھاگ جاؤ۔ پھر نیزہ ہاتھ میں لیا اور نہایت پھرتی سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اسلام کے دوسرے بہادروں نے بھی آپ کے ساتھ تلواریں میان سے نکالیں اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ مشرکین پر پل پڑے۔ یوقنا یہ حال دیکھ کے قلعہ کی طرف بھاگا اور اس کے سردار بھی اس کے ساتھ ہی فرار ہو گئے۔

حضرت محصن بن عترہؓ[1] کہتے ہیں کہ جنگ حلب کے روز جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے قتل سے اہل حلب کو پناہ دی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا رنج و قلق دور ہوا۔ رومی اہل حلب کے پاس سے بھاگ کر دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔

ایک گروہ نے قلعہ میں بھاگ کر پناہ لی اور دوسرے نے جنگل میں پہنچ کر مگر جو قلعہ میں پہنچ گئے تھے وہ بچ گئے اور جو جنگل میں پناہ گزین ہوئے تھے وہ مجاہدین کی تلواروں کی پیاس بجھانے کے کام آئے۔ ہمارے مقتول معاہدین کی تعداد تین سو تھی اور ہم نے یوقنا کے تین ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ یہ ایک عجیب واقعہ تھا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ جب قتل ہونے والے قتل ہو چکے اور شہر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے امن و امان قائم کر دیا تو اہل حلب نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے یوقنا کا اپنے بھائی کو مار ڈالنے کا واقعہ نیز اپنا تمام قصہ بیان کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب یوقنا مسلمانوں کی آب دار تلواروں کے سامنے سے بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا تو اس نے قلعہ پر منجنیقیں اور ڈھلواسیں لگوائیں ہتھیاروں اور آلات حصار سے اسے مستحکم و مضبوط کیا اور دیواروں پر اسلحہ چڑھائے اور لڑائی کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ اہل حلب چالیس سردار گرفتار کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے دریافت فرمایا کہ انہیں تم نے کیوں قید کیا ہے؟ انہوں نے کہا یوقنا کے آدمی ہیں جو بھاگ کر ہمارے پاس آ چھپے ہیں۔ ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ جناب سے انہیں چھپائے رکھیں کیونکہ یہ ہماری صلح میں داخل نہیں ہیں۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سات آدمیوں نے اسے قبول کیا اور باقیوں نے انکار کر دیا جن کی گردنیں آپ کے حکم کے موافق مار دی گئیں۔

آپ نے اہل حلب سے فرمایا تم نے اپنی صلح میں ہمارے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کیا ہے تم بھی انشاء اللہ العزیز بہت جلدی ہمارا رویہ اور طریقہ ایسا دیکھو گے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ گے۔ اب تمہارا اور ہمارا حال یکساں ہے۔ جو ہمارے لئے ہے وہ تمہارے لئے

---

[1] ایک نسخہ میں محصن بن عمرو عدوی ہے۔ ۱۲ منہ

اور جو ہمارے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے۔ تمہارے اس سردار نے چونکہ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی ہے اس لئے اگر تم کوئی ایسا پوشیدہ راستہ یا چور دروازے جانتے ہو کہ ہم اس کے ذریعہ سے قلعہ میں پہنچ کر اس سے لڑیں تو بتلا دو۔ اگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس پر فتح دی تو اس مال غنیمت میں سے جو ہم تمہاری اس قوم سے لوٹیں گے تمہارے اس عمدہ اور جمیل کام کے عوض میں تمہیں بھی حصہ دیں گے۔

انہوں نے کہا ایہا الامیر! واللہ ہم ایسا کوئی راستہ نہیں جانتے۔ کیونکہ یوقنا نے قلعہ کے راستوں کو بند اس کی سڑکوں کو منقطع اور اس کے چور دروازوں کو پیچ در پیچ کر دیا ہے جن کی ہمیں خبر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا بھائی یوحنا زندہ ہوتا تو آپ کے لئے اس کا فتح کرنا بہت آسان کام تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر کیا گزری؟ انہوں [1] نے جو کچھ اس پر گزری تھی بیان کی اور کہا کہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور ہم اس کے ان کلموں کے سوا جو اس کی زبان سے نکلتے تھے نہیں سمجھے۔ محض آخر میں اس نے یہ کہا تھا کہ بارالہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسیٰ (علیہ السلام) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور محمد صلی اللہ بھی آپ کے بندے اور رسول ہیں جن پر آپ نے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے اور آپ نے ان کو سید المرسلین بنایا ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو خطاب کر کے کہا تھا اب جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گزر اور جب وہ مسلمان ہو گیا تھا تو یوقنا نے اسے قتل کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اسے کس جگہ قتل کیا تھا ان کے بتلانے کے بعد آپ فوراً اٹھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیا اور اس کے قتل کی جگہ پہنچے۔ مقتول چت پڑا ہوا تھا۔ چونکہ قتل کے وقت اشارہ کرتے ہوئے انگلی کھڑی کی تھی جو کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی وہ آسمان کی طرف تھی اور تمام جسم چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھایا کفن پہنایا نماز جنازہ پڑھی اور مقام ابراہیم [2] میں دفن کر دیا۔

جس وقت آپ وہاں سے تشریف لائے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سردار کو نیک ہدایت فرمائیں آپ اس قوم کی طرف دیکھیں۔ اگر یہ فی الواقع ہمارے لشکر اور گروہ میں داخل ہو گئی ہے تو ہمیں اپنی قوم کے پوشیدہ راستوں سے مطلع کر دے گی۔ باشندگان حلب نے اس شخص سے کہا خدا کی قسم! ہم آپ ہی کے گروہ میں داخل ہیں اور واللہ ہم اس کے پوشیدہ اور پیچ در پیچ راستوں سے واقف نہیں۔ ہم کبھی آپ کے ساتھ غدر اور بے وفائی نہ کریں گے آپ مطمئن رہیں۔ اسی وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں مجھے اس کام میں آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ یہ سنتے ہی ایک شخص مسمی یونس بن عمرو غسانی جو شام کے شہروں، پہاڑوں اور اس کے پیچیدہ اور آسان راستوں سے بخوبی واقف اور شام کی سرزمین میں سفر کئے ہوئے تھا کہنے لگا۔ اللہ پاک عزوجل سردار کے کام کی اصلاح فرمائیں۔ میں شام کے شہروں کے حالات سے چونکہ واقف ہوں اس لئے اگر جناب میری رائے کی طرف توجہ فرمائیں تو زیادہ انسب ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابن عمرو! میرے نزدیک تم مسلمانوں کے سچے بہی خواہ ہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ اس نے کہا ایہا الامیر! آپ اس بات کو سمجھیں کہ اللہ پاک وتبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے شام کے شہروں کو فتح کر دیا گمراہ کافروں اور ان کے حامیوں کو

---

[1] پہلے آ چکا ہے کہ حلب والوں نے یوقنا کی تمام داستان اور اپنے بھائی کے مار ڈالنے کا واقعہ بیان کیا اور یہاں پھر دریافت فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

[2] مقام ابراہیم سے مراد کعبہ کا مقام ابراہیم نہیں۔

قتل کرایا۔ اب جو شام کی باقی ماندہ فوج ہے وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں کے پیچھے ہے جن میں جانے آنے کے لئے درمیان میں درے، تنگ و تاریک راہیں، دشوار گزار راستے اور ویران جنگل پڑتے ہیں نیز چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کو متعدد جگہ شکست دے دی اس لئے ان کے دل خوفناک اور دہشت زدہ ہیں جنہیں مسلمانوں سے لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ لہٰذا آپ اس قلعہ کا محاصرہ کرلیں اور دستے اس کے اطراف و جوانب میں روانہ کریں کہ وہ دوسرے شہروں کو تاخت و تاراج کرتے رہیں۔ قلعہ والوں کے پاس اتنی رسد اور سامان خورد و نوش نہیں ہے کہ وہ کچھ دن اس میں رہ کر گزار سکیں انشاء اللہ کھولنے پر مجبور ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولید ؓ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا خدا کی قسم رائے تو یہی ہے مگر میں آپ کو ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ ہمیں لے کر قلعہ کی طرف چلیں اور حملہ کر دیجئے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے ابھی فتح کرا دیں۔ کیونکہ اگر محاصرہ نے طول پکڑا تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ رومیوں کا لشکر اگر دوسری طرف سے آ کے ہم پر حملہ آور ہو گیا تو اس طرح وہ ہمارے اور قلعہ کے مابین حائل ہو جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا ابوسلیمان! تم نے واقعی مشورہ ٹھیک اور عمدہ دیا اور سچی بات کہی۔

اس کے بعد آپ نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سوار گھوڑوں سے کود کود کر اور لوگ کپڑے اتار اتار اور ہلکے ہو ہو کے قلعہ کی طرف بھاگے۔ غلام اور آقا باہم مل گئے۔ قبیلے اپنی اپنی بڑائی بیان کرنے لگے ہر جماعت اور گروہ اپنے اپنے فخر میں مست ہو گئی۔ ہر ایک اپنا اپنا نسب ظاہر کرنے لگا اور ایک نے دوسرے کو اشعار سے جواب دینا شروع کیا۔

حلب کا محاصرہ

حضرت مسروق بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے شام کے قلعوں کی لڑائی میں کبھی آج تک اتنی بڑی اور سخت جنگ نہیں دیکھی جتنی حلب کے قلعہ کے محاصرہ کے دن ہوئی تھی۔ ہم اسی وجہ سے اس لڑائی کو چکی کی گردش سے تشبیہ دیا کرتے تھے کہ چکی بھی اس چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے جو اس کے دو پاٹوں کے بیچ میں آ جاتی ہے اور اس لڑائی کا بھی یہی حال تھا کہ اس نے اکثروں کو پیس کر رکھ دیا تھا۔ ہم نے اس کی سب سے پہلی جنگ میں خود اپنی طرف سے مسابقت کی تھی اور ابتدائے جنگ میں ہم ان کی طرف بڑھے چلے گئے تھے۔ بہادران یمن اور سادات ربیعہ و مضر ایک دوسرے کو آواز دیتے اور بلاتے جلدی جلدی قلعے کی طرف لپکے اور چلے جا رہے تھے۔ اگرچہ قلعہ میں جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس میں بغیر راستہ ہی کے گھس پڑنا چاہتے تھے جس وقت وہ اس سے بالکل قریب ہو گئے تو ڈھلواسیوں اور منجنیقوں نے چلنا شروع کیا اور پتھروں کی ہر طرف سے بارش اور بوچھاڑ ہونے لگی۔ میں اور میرے ساتھی قلعہ کی زمین سے بہت ہی قریب تھے کہ ہم گھبرا کر جلدی جلدی پیچھے لوٹے۔ ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اور یہ سمجھ لیا کہ ہم میں سے شاید کوئی بچ سکے۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور پتھروں نے ان کی ایک کثیر جماعت کو کچل کے پھینک دیا۔ بعض شہید ہوئے اور بعضوں کے سر پھٹ گئے۔ منجملہ دیگر حضرات کے جو جنگ قلعہ حلب میں کام آئے یہ حضرات بھی تھے:۔

عامر بن اصلع ربعی، مالک بن خزعل ربعی، حسان بن حنظلہ۔ مروان بن عبداللہ، سلیمان بن فارغ عامری، عطاف بن سالم کلابی، سراقہ بن مسلم بن عوف عدوی۔ عاصم بن فادح عدوی، سفیان عدوی، زید بن سفیان عدوی، سواد بن مالک عدوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جتنے آدمی اس جنگ میں شہید ہوئے ان میں چار آدمی بنی ربیعہ کے۔ ایک اولاد عامر سے ایک بنی کلاب سے اور سات آدمی بنی عدی سے تھے اور باقی دوسرے حضرات تھے۔

حضرت مسروق بن مالک ؒ کہتے ہیں کہ واللہ اس سانحہ کے بعد برسوں ہم ایک خلقت کثیر کو لنگڑا اور لنجا دیکھتے رہے۔ کوئی شخص پیر سے لنگڑا ملتا تھا اور کوئی ہاتھ سے لولا یا لنجا اور ان سب کو ہم نے حلب کی جنگ میں دیکھا تھا۔ آخر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے شہر سے باہر اپنا نشان کھڑا کیا اور مسلمانوں سے پکار کر کہا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں تم سب ایک جگہ میرے پاس جمع ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ایہاالناس! آج آپ نا تجربہ کاری کے ساتھ لڑے اب تم شہداء کو دفن کر دو اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرو۔ مسلمان نعشوں کو سپرد خاک کرنے اور زخمیوں کے زخم باندھنے دوڑے رومی مسلمانوں کی شکست سے بہت خوش ہوئے۔ یوقنا اپنی فوج کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ مسلمان اب اس قعلہ کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے اور نہ اس کے پاس اب کبھی آ سکتے ہیں۔ مسیح کی قسم! اگر انہوں نے اب اس کا محاصرہ رکھا تو میں ان کے ساتھ مکر کروں گا اور قلعہ سے ان کے لشکر کی طرف جاؤں گا۔

یوقنا کے وزیر کا حلب میں مسلمانوں پر شبخون مارنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن سلیمان دنیوری نے جو فتوحات شام کے مسلمانوں میں ایک ثقہ راوی ہیں بیان کیا ہے کہ مجھ سے عمرو یہ کہتے کہ یوقنا نے اپنی فوج کے دو ہزار سردار اور بہادر اشخاص منتخب کر کے ایک رات انہیں یہ حکم دیا کہ وہ قلعہ سے بہت جلدی نیچے اتریں۔ مسلمانوں کی فوج کی طرف جائیں اور جب ان کے لشکر کی آگ بجھ جائے تو شب خون کر کے انہیں لوٹ لیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اپنے وزیر کو ان پر سردار مقرر کیا۔ یہ انہیں لے کر قلعہ سے باہر آیا۔ مسلمانوں کے لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی اس لئے یہ فوج کے چاروں طرف پھرتا رہا۔ یہ برابر گشت کر رہا تھا کہ ایک جگہ آگ کی روشنی بجھی اور یہ وہاں پہنچ گیا۔ اس طرف یمن کے بدو جیسے مراد بنی کلاب۔ عک اور ان کے غلام وغیرہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان عکی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس روز غیر مسلح اور اپنے دشمنوں کی طرف سے اپنی کثرت کے باعث بالکل مطمئن تھے اور بے فکر تھے۔ ہمارے نگہبان اور پہرے کے سپاہی بھی بالکل غافل تھے۔ انہیں بھی کچھ خبر نہ تھی ہم رومیوں کے شور وغل سے بیدار ہوئے۔ انہوں نے ہم پر ہجوم کیا اور اپنی زبان میں آوازیں دینے لگے۔ گرد وغبار اپنے بیچ میں اٹھا رکھا تھا اور ہم بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم میں انہوں نے تلوار رکھ رکھی تھی جو بڑھ بڑھ کے اپنا کام کر رہی تھی۔ ہم میں سب سے زیادہ شریف اور بہادر وہی شخص تھا جو اپنی جان بچانے کی غرض سے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور اسے بالکل خبر نہ تھی کہ یہ مجھ پر کیا بلا ہے کہاں سے آئی ہے اور کس طرح ٹلے گی؟ حملہ مسلمانوں کے لشکر میں ہو رہا تھا۔ مسلمان پکار رہے تھے رب کعبہ کی قسم! ہم مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوڑ دوڑ و یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے خیمہ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر دور سے آواز دیتے تھے۔ ایہا الامیر! یوقنا ہم پر مع اپنے لشکر کے آ پڑا ہے اسی وقت مع چند آدمیوں کے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے گرد گھومنے لگے۔ رومیوں کے سردار نے جب عربوں کی طرف دیکھا کہ وہ تیار ہو کے ان کے پاس آ گئے ہیں تو اس نے اپنے آدمیوں کو آواز دی اور کہا عرب ہم تک پہنچ گئے ہیں جس کسی نے کوئی چیز اٹھائی ہو وہ اسے پھینک کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان ؒ کہتے ہیں کہ علاوہ ان لوگوں کے جو انہوں نے ہمارے شہید کر ڈالے رومیوں نے پچاس (یا ساٹھ) آدمی گرفتار کر لئے جو اکثر قوم حمیر، ربیعہ اور مضر کے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد وحمایت کرتے ہوئے قلعہ کی طرف واپس

ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے جب یہ حال دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک سو آدمیوں کے مابین حائل ہو کے انہیں روک کر قتل کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ یوقنا کیا آدمی جب قلعہ کے پاس پہنچے تو اس نے قلعہ کھول دیا اور وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ صبح ہوئی آفتاب عالمتاب رات کا سماں دیکھنے کے لئے باہر نکلا تو یوقنا نے ان پچاس اسیر مسلمانوں کو جن کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اپنے سامنے بلایا اور ایسی جگہ پر کھڑا کیا کہ قلعہ کی دیوار کے نیچے یہ حضرات مسلمانوں کو دکھلائی دے رہے تھے۔ ان کی زبانوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری تھا اور ان کے نعرے مسلمان سن رہے تھے۔ یوقنا نے انہیں اپنے سامنے بلوا کر سب کو شہید کر ڈالا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے جب یہ دیکھا تو تمام لشکر میں منادی کرادی کہ خدا اور رسول اور امیر ابوعبیدہ کی طرف سے ہر ایک لشکری پر قسم ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت خود کرے اور کسی دوسرے پر مطلق بھروسہ نہ کرے اور نہ آپس میں بات چیت ہی کرے۔ مسلمانوں نے خوب احتیاط کی اور سامان جنگ تیار کیا اور مستعد و ہوشیار لڑائی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

یوقنا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا

یوقنا دوسرے مکر کی فکر میں ہوا اور سوچنے لگا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ کیا مکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ محاصرہ بدستور تھا۔ دوسرے اس کے جاسوس رات دن اس کے پاس خبریں پہنچاتے رہتے تھے اور سب سے بڑے خفیہ نویس اور جاسوس نصرانی عرب تھے جو یونانی زبان میں ترجمہ کر کے اسے بتلاتے تھے۔ ایک روز یہ اپنے قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا فوجی افسر اس کے گرد کھڑے ہوئے تھے اور اسے قلعہ کے محاصرہ نے عجیب ضیق میں مبتلا کر رکھا تھا۔ خصوصاً یہ سن سن کر اس کی تشویش اور بھی زیادہ بڑھتی جاتی تھی کہ باشندگان شہر اس کے جب کسی آدمی کو کہیں دیکھ لیتے ہیں تو اسے پہچان کر مسلمانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اس وقت اچانک اس کے پاس اس کا ایک جاسوس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار! اگر آپ کو عربوں کے ساتھ مکر کرنا منظور ہے تو اس وقت اس کا اچھا موقع ہے۔ اس نے کہا یہ کیوں کر اور تجھے اس کی کیا خبر اس نے کہا بطنان والوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عربوں کی رسد دانہ اور چارے کے کفیل ہو گئے ہیں اور اب عرب رسد لینے کے لئے وادی بطنان میں گئے ہیں۔ میں نے خود ان کے بار برداروں، خچروں اور آدمیوں کو دیکھا ہے۔ پرانے پرانے پوستین پہن رہے ہیں۔ ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے ہیں اور بہت تھوڑے آدمی ہیں۔ گاؤں میں جا کر رسد حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

یوقنا نے یہ سنتے ہی رؤسائے قوم میں سے ایک ہزار آدمی منتخب کئے اور کہا تیار ہو جاؤ۔ مسیح کی قسم! عربوں کا راستہ بند اور ان کے سامان رسد اور بار برداری کو منقطع کر دوں گا۔ رات کی تاریکی نے جب اپنی سیاہ چادریں ڈال دیں تو یوقنا نے قلعہ کا دروازہ کھولا اور ان ایک ہزار آدمیوں کو ادھر روانہ کر دیا۔ جاسوس آگے آگے تھا اور یہ برابر رات کی تاریکی میں بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ ایک جگہ پہنچے اور انہیں وہاں ایک گلہ بان جو گائے بیلوں کا ایک گلہ نہایت سرعت کے ساتھ کسی گاؤں کی طرف ہانکے لئے چلا جا رہا تھا ملا۔ یہ اسے دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور اس کے قریب ہو کے کہنے لگے کیا تجھے عربوں کا کچھ حال معلوم ہے۔ ادھر تیرے پاس ہو کے گئے ہوں۔ اس نے کہا ہاں غروب کے وقت جبکہ سورج زرد پڑ گیا تھا سو آدمی تیز رو گھوڑوں پر اس جنگل سے رسد حاصل کرنے کے لئے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ خچر نیز دوسرے جانور بھی تھے۔ انہوں نے کہا تو ان جانوروں سمیت ان کے ہاتھ سے کس طرح بچ گیا؟ اس نے کہا چونکہ یہ جنگل ان کی مصالحت میں داخل ہے اس وجہ سے ہم ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔ یہ سن کر اس دستہ کا افسر کہنے لگا اس

جنگل کی صلح سے ہم بے خبر تھے اب معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صلح میں داخل ہے۔ مسیح علیہ السلام تمہاری اس رسد رسانی اور عربوں کی قوت و مدد دہی کے متعلق ضرور کچھ حکم فرمائیں گے۔ اب تو ہمیں یہ بتلا کہ وہ کس راستہ سے گئے ہیں۔ یہ مشرق کی طرف اشارہ کرے کہنے لگا اس طرف کو گئے ہیں۔ یہ سردار اپنی اس فوج کو لے کر ادھر چلا اور گلہ بان سے متعرض نہ ہوا۔

رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی

یہ برابر بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ طلوع فجر کے وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچ گیا۔ اسلامی دستہ پر مناوش نامی ایک سردار مقرر تھے۔ مناوش بن ضحاک طائی نے جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو یہ مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے یا بنی العرب! یہ رومیوں کا ایک سردار ہماری طرف آیا ہے اسے آگے دھر لو۔ جہاد کی کوشش کرو اور سختی پر صبر کرو اور جنت کے مالک ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا آپ کے ساتھی بھی حملہ آور ہو گئے۔ رومی سپہ سالار بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا اور مسلمانوں پر حملے کرنے لگا۔ مسلمان نہایت ثابت قدمی کے ساتھ لڑے گھمسان کا رن پڑا اور ایک سخت معرکہ برپا ہو گیا۔ حسب ذیل مسلمان جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گئے۔

مناوش بن ضحاک طائی۔ غیلان بن ماسوران۔ عظریف بن ثابت۔ منیع بن ثابت۔ منیع بن عاصم کھلان بن مرہ۔ مطر بن حمید۔ یاسر بن عوف۔ بشیر بن سراقہ۔ شیبہ بن امتلع۔ منہال بن یشکر۔ نجام بن عقیل۔ مسیب بن نافع، حنظلہ بن ماجد، مناوش بن شلیط۔ ربیعہ بن فازع۔ مرہ بن ماہر۔ نوفل بن عدی۔ عطا بن یاسر۔ عفال بن جماہر۔ سالم بن خفاف فضل بن ثابت۔ اقرع بن قارع اور معیط بن عامر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ تمام حضرات قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے۔ منجملہ سو آدمیوں کے تیس اشخاص کام آئے اور بائی شکست کھا کر اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور رومی سامان رسد خچر اور اونٹوں کے مالک ہو گئے۔ رومی سپہ سالار اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ان اونٹوں کے بوجھ گرا دو ان کے پیر کاٹ ڈالو اور جن جانوروں پر سامان رسد لدا ہے انہیں اپنے ساتھ لے لو اور چل کر پہاڑ پر عربوں کی آنکھ سے چھپ کے پناہ گزین ہو جاؤ ورنہ وہ کوئی دم میں ہوا کی طرح اڑ کر تمہارا قلع وقمع کر کے رکھ دیں گے۔ جب رات ہو جائے گی تو ہم پہاڑ سے نکل کر قلعہ کی طرف چلیں گے اور ان سے نڈر ہو جائیں گے۔ رومیوں نے یہ سنتے ہی اونٹوں کے کجاوے گرا دیئے۔ سینوں پر نیزے مارے اور ان جانوروں کو جن پر رسد تھی اپنے ساتھ لے کے پہاڑ کے اوپر ایک گاؤں میں چلے گئے۔ پہرے دار مقرر کئے اور بقیہ دن، رات کی انتظار میں یہاں کاٹنے لگے۔

حضرت یعقوب بن صباح طائی [1] کہتے ہیں کہ میں بھی اس روز اس دستہ میں تھا جس میں میرے چچا مناوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ہماری جمعیت بہت تھوڑی تھی کہ رومیوں نے ہمیں آ دبایا۔ ہم نے جب باوجود اپنی قلت تعداد کے رومیوں کی کثرت اور ان کی شدت کو دیکھا تو ہم اپنی جان بچا کر بھاگ پڑے اور مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جلدی سے ہمارے پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا؟ اور یہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارے ساتھ جنگ ہو گئی۔ حضرت

---

[1] ایک نسخہ میں عوف بن صباح ہے۔

مناوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز ان کے ساتھ اکثر شہسواران اسلام شہید ہو گئے۔ غلہ اور جانور جو کچھ ہمارے ساتھ تھے لوٹ لئے گئے۔ آپ نے فرمایا رومی محاصرہ میں ہیں۔ کسی شخص میں اتنی جرات نہیں جو قلعہ سے باہر نکل سکے۔ پھر کس شخص نے تمہارے ساتھ ایسا کیا۔ ہم نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑے سردار کو جس کے ساتھ کافی جمعیت تھی آتے دیکھا اس کے ساتھ لڑائی کا نہایت عمدہ سامان کثیر لشکر جو حرب میں نہایت مستعد تھا موجود تھا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی کس قدر تعداد ہو گی اور وہ کہاں سے آیا البتہ اس نے آتے ہی ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمارے سردار نیز اکثر احباب کام آئے اور انہوں نے جو کچھ ہمارے پاس تھا چھین لیا۔

آپ نے یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کے فرمایا۔ ابوسلیمان ان کاموں کے اہل تم ہی ہو اور ایسے کام ہمیشہ تم ہی انجام دیتے ہو۔ مجھے اللہ پاک پر کافی بھروسہ ہے اور ان کے بعد تم پر۔ نیز میں ہمیشہ سب کاموں میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے استخارہ کرتا رہتا ہوں۔ تم اپنے ساتھ جس قدر مسلمان کو چاہو لے لو اور اللہ پر بھروسہ کر کے ادھر روانہ ہو جاؤ۔ جس وقت اس جگہ پہنچو تو ان لوگوں کے قدموں کے نشانات تلاش کرو اور جہاں کہیں وہ ہوں ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑھتے چلو۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں ان تک پہنچا دیں اور تم ان سے مسلمانوں کا بدلہ لے لو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ جنگل والے ہماری صلح میں ہیں اور ہم اپنی طرف سے کبھی نقض عہد نہیں کرتے اور نہ قول دے کر واپس لیتے ہیں۔ ہاں اگر انہوں نے ہمارے ساتھ مکر کیا ہے تو پھر ہمارے لئے بھی جائز ہے کہ ہم ان کو قتل کر دیں۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ سے ان دیہاتیوں کے معاملہ میں ڈرتے رہنا خداوند جل وعلی تم پر رحم فرمائیں اب روانہ ہو جاؤ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا یوقنا کے سردار کا تعاقب کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سنتے ہی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اسلحہ زیب تن فرمائے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تن تنہا جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! کہاں جاتے ہو؟ آپ نے کہا تعمیل ارشاد کے لئے جلدی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ جناب نے حکم دیا ہے اس کو بجا لانے کے لئے بہت جلد پہنچتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا جس قدر مسلمانوں کی جمعیت چاہو ساتھ لے جاؤ۔ آپ نے کہا میں تنہا جانا چاہتا ہوں اور کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کہا تنہا کس طرح جا سکتے ہو؟ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے کہا اگر وہ ایک ہزار یا زیادہ سے زیادہ دو ہزار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی فضل واعانت سے میں انہیں کافی ہوں گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یہ سب کچھ صحیح ہے واقعی تم ایسے ہی ہو مگر پھر بھی تم اپنے ساتھ قبیلہ طے کے کچھ آدمی لے لو جن میں ضرار بن ازور اور ربیعہ بن عامر وغیرہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت ضرار بن ازور وغیرہ جیسے کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے۔

جس وقت آپ اس معرکہ کی جگہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ان کے گرد جنگل کے لوگ اپنی جان کے خوف نیز اس خیال سے کہ عرب ہم پر ان کے متعلق کہیں مطالبہ نہ کریں رو رہے ہیں۔ جس وقت آپ شعلہ جوالہ کی طرح اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے ان دیہاتیوں کے پاس پہنچے تو یہ شور و فریاد کر کے آپ کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے ترجمان سے جو آپ کے ساتھ تھا دریافت کیا کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے آدمیوں کے خون سے بری الذمہ اور اب تک آپ کی صلح میں شامل ہیں۔ آپ نے اللہ سے اس بات کی قسم لی کہ ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے قسم کھائی آپ

نے فرمایا پھر وہ کون شخص تھا جو ہمارے آدمیوں پر آپڑا۔ انہوں نے کہا یوقنا نے اپنے ایک سردار کی ماتحتی میں ایک ہزار جانباز فوج دے کر قلعہ سے ادھر روانہ کیا تھا۔ آپ کے لشکر میں اس کی طرف سے چند جاسوس رہتے ہیں جو اسے آپ کی دم دم کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ سردار کس راستہ سے گیا ہے۔ انہوں نے کہا اس راستہ سے۔ آپ نے فرمایا ابھی تم نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔ انہوں نے کہا یہ جو آپ کو خبر دے رہے ہیں یہ حلب کے باشندے ہیں جو یہاں سامان خورد ونوش خریدنے آئے ہیں۔ اگر آپ ابھی کچھ دیر اور نہ تشریف لاتے تو ہمیں بھی پتہ نہ چلتا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے آپ نے فرمایا اسی اونچے راستہ سے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے انہیں اس پہاڑ پر چڑھتے دیکھا ہے آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا انہوں نے سمجھا ہوگا کہ مسلمانوں کا لشکر یقیناً ہمارا تعاقب کرے گا اور یہ سمجھ کر وہ پناہ لینے کسی مقام پر چھپ گئے ہیں تاکہ رات ہونے پر وہ اپنے قلعہ کی طرف چلے جائیں۔ آپ حضرات کو چاہئے کہ آپ ان کے تعاقب اور طلب میں گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دیں۔ یہ کہتے ہی آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان منعطف کر کے چھوڑ دی۔ آپ آگے آگے تھے اور آپ کا دستہ آپ کے پیچھے پیچھے گھوڑے اڑائے چلا جا رہا تھا۔ معاہدین میں سے بھی آپ نے اپنے ہمراہ ایک شخص کو لے لیا تھا تاکہ وہ اس قوم نیز راستہ کو بتلاتا چلا جائے۔

جس وقت آپ دور پہنچ کے اس پہاڑی کے راستہ پر لگ گئے تو آپ نے گھوڑا روک لیا اور اس معاہد سے فرمانے لگے کہ اس راستہ کے سوا آیا کوئی دوسرا راستہ بھی اس قلعہ کی طرف جاتا ہے۔ اس نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں انشاء اللہ العزیز آپ فتح یاب ہوں گے۔ آپ نے اپنے دستہ کو اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس راستہ کو روک کر اسی جنگل میں قیام فرمالیا۔ ابھی بہت ہی تھوڑی رات گزری تھی کہ گھوڑوں کی سموں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں اور اس اندھیرے میں گھوڑوں کے ٹاپوں نے مسلمانوں کو اپنی آمد سے مطلع کر دیا۔ سپہ سالار لشکر فوج کے آگے آگے اپنی اس جمعیت کو چلنے کی تاکید کرتا بڑھا چلا آ رہا تھا۔ جس وقت وہ آپ کے دستہ کے بالکل قریب پہنچ گیا تو آپ نے شیر ببر کی طرح گونج کڑ کار تے ہوئے اس کی طرف ایک جست بھری اور اس پر جا پڑے۔ آپ کے ساتھی اس فوج کی طرف لپکے۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ یہی یوقنا ہے محض اسی کا قصد کیا اور اس کے پاس پہنچ کر تلوار کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ سپہ سالار دو ٹکڑے ہو کے دور جا گرا۔ مسلمانوں نے میانوں سے تلواریں باہر کیں اور ان کے جوہر دکھلانے لگے۔ رومی سامنے سے بھاگے مگر مسلمانوں نے انہیں آگے دھر لیا۔ فرشتہ اجل بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگا اور اس شخص کے سوا جس کی اجل دور کھڑی ہنس رہی تھی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

جب رومی موت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے جانور اور تمام اسباب وغیرہ اپنے ساتھ لئے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف چل پڑے۔ رومی سپہ سالار کا سر نیزہ کی نوک پر تھا اور یہ اسلامی دستہ فتح ونصرت کا پرچم اڑاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سے نکل کر رنج وافسوس کی حالت میں ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب ان کے قریب پہنچے تو آپ اور آپ کے دستہ نے تہلیل وتکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ مسلمانوں کے لشکر نے ان کی تہلیل و تکبیر کا جواب اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے دیا اور استقبال فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا قلعہ کے محاصرہ کو سخت کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ علاوہ سامان اور جانوروں کے سات سو مقتولین کے سر اور تین سو قیدی تھے۔ حضرت

ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے قیدیوں پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم فدیہ ادا کر دیں گے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے کہا آپ قلعہ کے سامنے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دے دیجئے۔ اس طرح خدا وند تعالیٰ اور مسلمانوں کے دشمنوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل قلعہ کے سامنے ان کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں مار دی گئیں جن کو یوقنا اور اس کے ہمراہی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ سے کہا ہم اب تک یہ سمجھتے رہے کہ یہ قلعہ والے ہمارے محاصرہ میں محصور ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ ہماری غفلت اور موقع کے منتظر رہتے ہیں اور ہماری ناتجربہ کاری اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے اونٹوں اور جانوروں کو لے بھاگتے ہیں اس لئے یہ بہتر اور قرین مصلحت وصواب ہے کہ آپ پاسبانوں، پہرے کے سپاہیوں نیز ہر شخص کو ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائیں اور قلعہ کے ہر ایک راستہ پر فوج مقرر کر دیں تاکہ وہ کسی طرح اپنے قلعہ سے باہر نہ نکل سکیں اور اس طرح حتی المقدور ہم انہیں محاصرہ کی مصیبتوں میں مبتلا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ یا ابا سلیمان واقعی تمہارا مشورہ نہایت عمدہ ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ، ضرار بن ازور، سعید بن عمرو بن طفیل عدوی، قیس بن ہبیرہ اور میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بلا کر انہیں قلعہ کے چاروں طرف مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے راستوں کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ اپنے ساتھ جس قدر چاہیں فوج رکھیں اور اس کے ہر ایک راستہ اور سڑک کو آمد و رفت سے روک دیں حتیٰ کہ اگر کوئی چڑیا بھی ادھر اڑ کر جائے تو اس کا بھی شکار کر لیں۔ ان حضرات نے یوقنا پر محاصرہ کو بالکل سخت کر دیا اور ایک مدت تک اسی طرح قلعہ کو گھیرے پڑے رہے۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اس طویل قیام کی وجہ سے گھبرا اٹھے اور یہ ارادہ کر کے کہ اگر قلعہ سے ہٹ کر کسی فاصلہ کے مقام پر ہم نے قیام کیا تو ممکن ہے کہ قلعہ والے کوئی غفلت کریں اور ہم اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قلعہ کو آ دبائیں اور فتح کر لیں۔ آپ نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور قلعہ سے چند میل کے فاصلہ پر نیرب نامی گاؤں کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے۔

آپ چاہتے تھے کہ کسی حیلہ سے یوقنا تک پہنچ جائیں اور یہی ارادہ کر کے آپ قلعہ سے ہٹ کر اس جگہ مقیم ہوئے تھے مگر یوقنا نہ قلعہ سے باہر آتا تھا اور نہ اس کے دروازے ہی کو کھولتا تھا۔ آپ کو یہ دیکھ کر سخت فکر دامن گیر ہوا اور اسی فکر میں آپ حضرت خالد بن ولید ؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالد بن ولید ؓ سے فرمایا ابوسلیمان! میری رائے میں خدا کے دشمن جاسوس ہماری تمام خبریں یوقنا تک پہنچاتے اور اسے ڈراتے رہتے ہیں۔ ابوسلیمان! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم لشکر میں گھومو اور چکر لگاؤ اور لوگوں کی آزمائش کرو ممکن ہے کہ تم کسی جاسوس کو پکڑ لو۔

حضرت خالد بن ولید ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے لوگوں کو لشکر میں گشت کرنے کا حکم دیا۔ بذات خود ان کے ساتھ ہوئے اور یہ تاکید کی کہ جس کسی غیر شخص کو دیکھو یا کسی پر شبہ سمجھو اسے فوراً گرفتار کر لو۔ آپ برابر گشت کرتے پھر رہے تھے کہ دفعتہً آپ نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی عباء الٹ پلٹ کر رہا ہے۔ آپ کو اس پر شبہ ہوا اور آپ اسے غور کر کے دیکھنے لگے۔ آپ دیکھتے جاتے تھے اور دل ہی دل میں اس کی صورت شناسائی سے انکار کرتے جاتے تھے۔ اس نے جب آپ کو اس طرح اپنی طرف غور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک طرف کو کٹ کر چلنے لگا۔ آپ نے اسے آواز دی اور سلام کیا اور فرمایا برادر عربی! کن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا یمنی ہوں۔ آپ نے فرمایا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے اگرچہ ارادہ کیا تھا کہ کسی اور غیر قبیلہ کا نام لے دوں مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کی زبان پر حق جاری کرا دیا اور اس نے کہا غسان سے۔ آپ نے یہ سنتے

ہی فوراً اسے گرفتار کرلیا اور فرمایا خدا کے دشمن تو تو ہمارے دشمنوں کا جاسوس اور نصرانی عرب ہے۔ اس نے کہا میں نصرانی نہیں بلکہ مسلمان ہوں۔

آپ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ایہاالامیر! مجھے اس شخص کے نام نے عجیب تعجب میں ڈال رکھا ہے کیونکہ میں نے اسے آج تک کبھی نہیں دیکھا اور یہ کہتا ہے کہ میں قبیلہ غسان سے ہوں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ یہ صلیب کے بندوں میں سے ہے۔ آپ نے فرمایا ابوسلیمان! اس کا امتحان کرلو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کس طرح؟ آپ نے فرمایا قرآن ونماز سے۔ اگر وہ ان کو صحیح پڑھے تو مسلمان ہے ورنہ کافر۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس سے فرمایا برادر عربی! اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور اس میں جہر کے ساتھ قرات کرو۔

وہ آپ کے اس کلام کے معنی ہی نہ سمجھا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو جاسوس ہے جو ہم پر مسلط ہو کر آیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پھر اس سے اس کا حال دریافت کیا اور اس نے اقرار کرلیا کہ واقعی میں جاسوس ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اکیلا ہی ہے یا تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم تین آدمی تھے۔ دو قلعہ کی طرف گئے ہیں تا کہ یوقنا کو آپ کے حالات سے مطلع کردیں۔ اور میں یہاں رہ گیا تھا کہ آپ کی حرکات وسکنات اور ان کے بعد کے حالات دیکھتا رہوں کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ان باتوں میں سے جو تجھے مرغوب ہو قبول کرلے قتل یا اسلام؟ ہمارے یہاں تیسری بات نہیں اس نے کہا اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد آپ حلب میں مراجعت فرما ہوگئے اور برابر چار یا پانچ ماہ تک تامہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے۔ قلعہ کا محاصرہ نہایت سنگین تھا اور برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں آپ نے دربار خلافت میں کوئی اطلاع نہ دی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو جب حالات معلوم ہونے میں دیر ہوگئی تو آپ نے حسب ذیل ہدایت نامہ لکھ کر بارگاہ خلافت سے آپ کے نام روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے غلام عمر کی طرف سے عامل شام ابوعبیدہ کی جانب!

سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوعبیدہ! کاش تمہیں میری اس حالت کی خبر ہوتی جو تمہارے خط نہ پہنچنے اور سلسلہ خط وکتابت کے منقطع ہونے سے ہو رہی ہے کہ میرا جسم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دم بدم گھلا جاتا ہے اور میرا قلق واضطراب لحظہ بہ لحظہ ان کی حالت معلوم کرنے کے واسطے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میرا قلب تمہارے پاس نہیں ہوتا اور تمہارے حالات معلوم کرنے کے لئے نہیں تڑپتا۔ جب تمہاری خبر معلوم نہیں ہوتی یا تمہارا قاصد نہیں پہنچتا تو میرا طائرِ عقل پرواز کرجاتا ہے۔ عقل پراگندہ ہوجاتی ہے اور فکر حیران اور سرگشتہ ادھر ادھر بہکا پھرتا ہے اور معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گویا تم مجھے فتح وغنیمت کی خوش خبری ہی لکھ رہے ہو''۔

اے ابوعبیدہ! یہ تم ہمیشہ یاد رکھو کہ میں اگرچہ تم سے دور اور تمہاری نظروں سے غائب ہوں مگر میرا دل تم سب کے پاس رہتا ہے اور میں برابر تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں تم سب مسلمان بھائیوں کے لئے اتنا بے چین اور بے آرام ہوں جتنی مشفقہ والدہ اپنی اولاد کے لئے جس وقت تم میرا یہ خط پڑھو فوراً اسلام اور مسلمانوں کے لئے (جواب) بھیج کر قوت

بازو کا کام دو (یعنی جواب لکھو) مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ ملاطفت نامہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ملا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں مخاطب کر کے فرمانے لگے معاشر المسلمین! جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ تمہارے لئے دعا گو اور تم سے تمہارے کاموں کے جواب میں خوش ہیں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ضرور تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل الفاظ میں جواب لکھنا شروع کیا۔

حلب سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعالی خدمت عبداللہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ان کے عامل شامل (گورنر) ابوعبیدہ کی طرف سے۔ سلام علیک۔

فانی احمداللہ الذی لا الہ الااللہ ھو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

امابعد! یا امیر المومنین جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے ہمارے ہاتھ سے قنسرین فتح کرادیا ہے اور ہم نے عواصم کو تاخت و تاراج کرلیا۔ حلب صلح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے۔ مگر اہل قلعہ نے سرکشی اختیار کی اور ایک خلقت کثیر مع اپنے سردار یوقنا کے قلعہ بند ہو گئی۔ ہمارے ساتھ یوقنا نے چند مرتبہ مکر کیا۔ ہمارے بہت سے آدمی شہید کردئے جنہیں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے جام شہادت پلوادیا (اس کے بعد آپ نے ان شہداء کے نام لکھے جو کام آئے تھے نیز یوحنا کا حال لکھا اور جو کچھ اس کے بھائی نے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ تحریر کیا از آں بعد لکھا کہ) اللہ پاک جل جلالہ بھی یوقنا کی تاک میں ہیں اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حیلہ اور مکر کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ اس پر چل نہ سکا۔ اس وقت میرا ارادہ اور قصد محاصرہ چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ کے مابین جو شہر آباد ہیں ان میں جانے کا ہے۔ آپ کے جواب کا منتظر ہوں تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام۔ والسلام علیک۔

اسے لکھ کر آپ نے سربمہر کیا اور حضرت عبداللہ بن قرط یمانی اور جعد بن جبران یشکری کو دے کر روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ یہ دونوں حضرات اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف چلے۔ دن رات چلنے کی کوشش کی۔ عتیقہ کے راستہ پر پہنچے وہاں سے چل کر ارض جفا (حفان) کو قطع کرتے ہوئے صکاصکہ جو تیما کے قریب عرب کا ایک قلعہ ہے وارد ہوئے یہاں انہیں ایک سوار جو ایک پوری زرہ پہنے چمکتا ہوا خود لگائے اور رکاب میں نیزہ رکھے ہوئے تھا اس طرح آتا ہوا دکھلائی دیا کہ گویا وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکلا ہے یا کسی لڑائی اور مہم پر جا رہا ہے۔ جب اس نے ان دونوں حضرات کو دیکھا تو ان کی طرف چلا۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ نے حضرت جعدہ بن جبران یشکری رضی اللہ عنہ سے کہا خدا خیر کریں اس سوار نے ایسی جگہ اور ایسی حالت میں ہمارا سامنا کیا ہے۔ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں عرب کے سوار یا پیادوں سے خوف نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو صاحب خیمہ ہو کر ہمارے ساتھ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت نہ ہو گیا ہو۔ جب وہ سوار ان دونوں حضرات کے بالکل قریب آ گیا تو انہیں سلام کیا اور کہنے لگا۔ آپ حضرات کہاں سے تشریف لا رہے ہیں اور کہاں جانے کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے قاصد ہیں اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا رہے ہیں اور آپ کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا میں ہلال بن بدر طائی

ہوں۔ انہوں نے کہا اور اس کا کیا سبب ہے کہ ہم آپ کے پاس سامان حرب دیکھ رہے ہیں۔

اس نے کہا حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کے حکم نامہ کے بموجب جو آپ نے ہمیں جہاد کے لئے شام جانے کے واسطے روانہ فرمایا ہے۔ میں اپنے قبیلہ قوم اور ساتھیوں کی ایک جماعت لے کر شام کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے جب تمہیں اس جنگل میں جاتے ہوئے دیکھا تو تمہارے پاس اس غرض سے چلا آیا کہ تم سے دریافت کروں کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ میرے تمام ساتھی میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور جدھر سے آیا تھا اسی طرف کو لوٹ گیا۔ ان حضرات نے بھی اپنی اپنی اونٹنیاں بڑھائیں اور چل پڑے۔ اسی وقت دفعتہً گھوڑے اور اونٹ آتے دکھلائی دیئے۔ ہلال بن بدر بھی ان کی طرف چل کر اپنے ساتھیوں میں جا ملے اور اپنی قوم کو رسول اللہ ؐ کے دونوں صحابہ ؓ کے حال سے مطلع کیا۔ وہ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور شام کی طرف چل دی۔

حضرت عبداللہ بن قرط اور جعدہ بن جبیر ؓ[1] مدینہ طیبہ پہنچے۔ مسجد نبوی ؐ میں داخل ہوئے حضرت عمر بن خطاب ؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو وہ خط دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بے حد خوش ہوئے۔ جناب باری عزاسمہ کی جناب میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اللھم کف المسلمین شر کل ذی شر الیھا! آپ ہر شر کرنے والے کے شر سے مسلمانوں کی کفایت کیجئے (یعنی انہیں بچائے) اس کے بعد آپ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں میں یہ الفاظ پکار دے کہ الصلوۃ جامعہ۔ جماعت تیار ہے۔ جب لوگ آپ کے پاس مجتمع ہو گئے تو آپ نے ان کے سامنے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا خط پڑھا ابھی خط پوری طرح ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ کے پاس حضر موت اور اقصائے یمن یعنی ہمدان، سبا اور مارب کے کچھ سوار آئے اور شام کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے اندر برکت عنایت فرمائیں تم کتنے آدمی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سواروں سے کچھ زیادہ ہیں۔ تین سو ہمارے ساتھ اونٹنیاں ہیں جن پر ہم دو دو سوار ہو سکتے ہیں۔ نیز ہمارے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جو پیدل ہیں اور سواری نہیں رکھتے اگر جناب حضرت امیر المومنین ان کے لئے سواریوں کا انتظام کر دیں تو ہم دشمن کے قریب پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا ایک سو چالیس اشخاص ہیں۔ آپ نے فرمایا عرب ہیں یا غلام؟ انہوں نے کہا عرب بھی ہیں اور غلام بھی جنہیں ان کے مالکوں نے جہاد اور دشمن کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

آپ نے اسی وقت اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ؓ کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ مال صداقت میں سے ستر سواریاں لاؤ تاکہ یہ ایک ایک پہ دو دو بیٹھ سکیں۔ نیز اپنا خورد ونوش کا سامان اور اپنی ضروریات کی چیزیں بھی ان پر بار کر سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فوراً ستر اونٹ لائے اور ان کے سپرد کر دئے اور فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائیں جلدی کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤ اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں سرعت سے کام لو۔

[1] کسی نسخہ میں جبران اور کسی میں جبیر ہے۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے نام حسب ذیل والا نامہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد۔ تمہارا خط مع قاصدوں کے پہنچا۔ دشمنوں پر فتح ونصرت کی خبر نیز مسلمان شہداء کے حالات سن کر خوشی ہوئی۔ تم نے جو حلب اور انطاکیہ کے مابین جو شہر ہیں ان میں جانے کے متعلق اور محاصرہ اٹھا دینے کی بابت تحریر کیا ہے۔ یہ تمہاری رائے غیر انسب ہے اور میری رائے کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس شخص کے تم قریب پہنچ گئے اس کے شہر اور دیار کے مالک ہو گئے اسے چھوڑ کر دوسری طرف سفر کرنے سے تمام اطراف وجوانب میں یہ خبر مشہور ہو جائیگی کہ نہ تم اس پر قادر ہوئے اور نہ اس کا کچھ بگاڑ سکے۔ اس سے تمہاری ہوا خیزی ہو کر لوگوں کے دلوں میں تمہاری کمزوری اور اس کی علوہمتی بیٹھ جائے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ جس شخص نے آج تک تمہارا مقابلہ نہیں کیا وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے گا۔ رومی لشکر اور شام کے ہر چھوٹے بڑے کو تم پر جرأت پیدا ہو گی۔ بادشاہوں میں تمہارے متعلق معاہدات ہونے لگیں گے اور ان کے لشکر ہر طرف سے رجوع کر کے تمہارے مقابلہ میں آجائیں گے۔ لہٰذا اس وقت تک کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھوں سے قتل نہ کرا دیں یا وہ خود اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہیں قلعہ تمہارے سپرد نہ کر دے یا جل جلالہ وعم نوالہ اور کوئی حکم نہ فرما دیں کہ وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والے ہیں، تم وہاں سے ہرگز قدم نہ ہٹاؤ (بلکہ محاصرہ سخت کرنے کے لئے) ہر جگہ دشت وجبل، گھاٹیوں، تنگ راستوں، کشادہ سڑکوں، پیچیدہ راہوں اور چھوٹے چھوٹے ناکوں تک میں فوجیں متعین کر دو اور غنیمت وغارت کا سلسلہ مغرب کے حدود سے لے کر فرات تک پہنچا دو جو شخص تم سے صلح کرے اس سے صلح کر لو اور جو سلامت روی اختیار کرے اس سے تم بھی اسی طرح پیش آؤ۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر نیز تمام مسلمانوں پر میرے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ میں اپنے خط کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس حضرموت وغیرہ اور اہل مشائخ یمن کی ایک جماعت جس نے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان کو پیش اور وقف کر دیا ہے بھیج رہا ہوں۔ اس میں عرب غلام سوار اور پیادے سبھی طرح کے آدمی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح متواتر تمہارے پاس کمک پہنچتی رہے گی''۔ والسلام

آپ نے اسے ملفوف کر کے سربمہر کیا اور حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سپرد کر کے روانگی کا حکم دے دیا۔ یہ اس آنے والی جمعیت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی یہ جماعت نہایت کوشش کے ساتھ چلی جا رہی تھی اور راستہ میں حضرت عبداللہ بن قرط نیز ان کے ساتھی سے بلاد شام اور ان کی فتوحات کے متعلق پوچھتی اور حالات معلوم کرتی نہایت تیزی سے بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ افواج اسلامیہ کے مستقر کا ذکر آ گیا کہ اس وقت مسلمانوں کی فوج کہاں اور کس جگہ مصروف پیکار ہے؟ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سپہ سالار لشکر اسلام نے اپنی جمعیت سے قلعہ حلب کا محاصرہ کر رکھا ہے اور قلعہ میں رومیوں کا ایک بہت بڑا سردار اپنی فوج اور بہادروں کو لئے ہوئے محصور ہے۔ انہوں نے کہا یا ابن قرط! اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اپنی دوسری قوم کی طرح مسلمانوں سے مصالحت نہیں کر لیتے۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا معاشر العرب! ہم نے جنگ یرموک کے بعد کسی شخص کو آج تک اتنا بہادر اور جری نہیں دیکھا جتنا وہ شخص ہے اس نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیا۔ غفلت کے وقت کم بخت مسلمانوں کے لشکر کے کسی سمت آپڑتا ہے۔ آدمیوں کو قتل اور مال کو لوٹ کے پھر

قلعہ ہی میں گھس جاتا ہے۔ کبھی رات کے اندھیرے میں چھپ کر رسد لانے والوں کی تاک میں بیٹھ جاتا ہے اور جب وہ قریب آتے ہیں تو ان پر لوٹ مار کر کے انہیں گرفتار اور ان کے چوپاؤں، رسد اور اسباب کو پکڑ لے جاتا ہے اور حالانکہ ہمارے محاصرہ میں ہے مگر ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے اس سے ہم خوفزدہ اور چوکنے رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ منجملہ ان دیگر حضرات کے جو حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سن اور سمجھ رہے تھے ملوک کندہ [1] میں سے بنی ظریف کے غلاموں میں کا ایک غلام تھا جس کا نام دامس اور کنیت ابوالہول [2] تھی یہ اپنے نام اور کنیت دونوں سے مشہور تھا نہایت سیاہ فام حتیٰ کہ اس کی سیاہی میں چمک پائی ہے دراز قامت اور سال کے پورے کی طرح ڈیل ڈول میں بہت طویل جس وقت بڑے گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پیر زمین سے لگتے اور اس پر خط کھینچتے ہوئے چلے جاتے تھے اور جب اونچی سانڈنی پر بیٹھتا تو اس کی دونوں رکابیں سانڈنی کے دونوں پیروں سے مل جاتیں اور انہیں رگڑتی ہوئی چلتیں تھیں نہایت بہادر، شجیع اور جانباز سوار تھا حتیٰ کہ بلاد کندہ، وادی حضر موت جبل مہرہ اور ارض شجر میں اس کی بہادری زبان زد عوام تھی اور اس کی بہادری کے کام نہایت گراں قدر نگاہوں سے دیکھے اور سراہے جاتے تھے اور اسی وجہ سے اس کی بہت بڑی قدر تھی۔ اہل بادیہ (جنگل کے رہنے والے یعنی بدو) اس کے نام سے گھبراتے تھے اور اہل شہر کو یہ چٹکی بجانے میں لوٹ لیتا تھا اور وہ دم نہ مارتے تھے۔ اصیل اور عمدہ گھوڑوں کے سوار اگر یہ بھاگ پڑتا تھا تو اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے تھے اور اگر اہل عرب کو یہ جنگل میں مل جاتا یا انکی مجلسوں میں اس کا ذکر آ جاتا تھا تو یہ اس کی ہیبت، شجاعت اور دبدبہ سے ڈر کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ اس نے بھی یوقنا اور اس کے ان کاموں کا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کئے تھے تذکرہ سنا۔ قریب تھا کہ یہ اپنے غصہ کی آگ میں خود ہی جل کر خاکستر ہو جائے اور اسے ضبط کرنے کی وجہ سے گھٹ کر اس کا جسم پارہ پارہ بن جائے کہ اس نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا عربی بھائی خوش ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! میں کوشش کروں گا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ میرے ہاتھوں سے اس کی مٹی پلید کرادیں گے۔ آپ یہ سن کر اسے آنکھ کے ایک گوشہ سے گھور کر دیکھنے لگے اور فرمایا سیاہ فام عورت کے تو ند! تیرے نفس نے بڑی خواہش کی ہے کہ وہ اسے نہیں مل سکتی اور اتنی بڑی چیز کا طالب گار ہوا ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ بڑے سخت افسوس کی بات ہے کہ تو نے اتنا نہیں سمجھا کہ شہسواران مسلمین اور بہادران موحدین اپنی تمام قوت کے ساتھ اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور اس کی فوج سے رات دن برسر جنگ رہتے ہیں مگر باوجود اس کے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور اس نے ملوک روم کو جھانسہ دے دیا اور زمین کے زبردستوں پر غالب ہو گیا۔ دامس ابوالہول یہ سن کے غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا عبداللہ! خدا کی قسم! اخوت اسلام سے مجبور ہوں اگرچہ مجھ پر لازم نہ ہوتی تو جنگ کی ابتدا میں [illegible] ہر شخص کو حقیر سمجھنے سے احتیاط کرو اور اگر میری بہادری اور شجاعت کے متعلق کچھ معلوم کرنے کا شوق ہے تو جو میرے لواحق یہاں موجود ہیں ان سے دریافت کرو اور جو میری بطالت وبراعت کے کارنامے معلوم کرنا چاہو تو میرے گھر والوں سے پوچھو کہ ان کے ذکر کرنے سے عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور سینے تنگ ہو جاتے ہیں بہت سے لشکروں کو میں نے قتل کر کے رکھ دیا۔ اکثر جمعیتوں کو پراگندہ بہت سی محفلوں کو برباد اور بہت سے شہروں کو تاخت وتاراج کر پھینکا دشوار گزار اور ہیبت ناک راستوں سے میں گزرا۔ جانکسل جنگلوں اور خوفناک پہاڑوں میں میں گیا۔ بڑے بڑے بہادروں کو موت کے گھاٹ میں نے اتارا۔ اچھے اچھے سورماؤں کا مال میں نے چھینا مگر آج تک کسی نے مجھ سے بدلہ نہیں لیا۔ کسی کو میرا تعاقب کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کسی ہمسایہ نے مجھ پر کبھی اقدام نہیں کیا اور نہ

---

[1] کندہ بالکسر قبیلہ یمن کے ایک مورث اعلیٰ کا نام ہے اس قبیلہ میں سے بنی ظریف کا جو پر ایک اور قبیلہ ہے اس کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا۔

[2] اک نسخہ میں ابوالہول ہے۔

مجھے کبھی کوئی ان سے ننگ وعار آیا۔ خدا کے فضل وکرم سے میں ایک بہادر شہسوار اور میدان میں جم کر لڑنے والا سپاہی ہوں پشت دے کر بھاگنے والا بزدل نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر یہ غصہ میں ہی بھرا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر آگے بڑھا اور لوگوں کے آگے آگے چلنے لگا۔ عرب کی بعض قوم نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا برادر عربی! آپ غصہ کو تھوک دیں۔ خدا کی قسم! آپ ایسے شخص سے مخاطب تھے کہ اس کے نزدیک دور قریب ہے اور سخت آسان۔ یہ شجاعت وبراعت میں اپنے زمانے کا یکتا اور اپنی مثال آپ ہے۔ کسی شخص کو مجال نہیں کہ اسے دوڑا سکے اور کسی جری کو اتنی طاقت نہیں کہ میدان میں اسے گھبرا سکے۔ اگر لڑائی کے لئے نکلتا ہے تو اس کی ابتداء خود ہی کرتا ہے اور اگر کسی کام کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اسے کر کے ہٹتا ہے۔ جس چیز کی طلب میں ہوتا ہے اسے پالیتا ہے اور جو اس کے مقابلہ میں پشت دے کر بھاگ پڑتا ہے اسے پکڑ لیتا حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس کی بے حد تعریف کر دی اور اس کی بہادری کے پل باندھ کے رکھ دیئے۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ تمہارے اس مبالغہ میں مسلمانوں کی بہتری اور کشود کار مضمر فرمائیں گے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ جمعیت برابر کوشش کرتی ہوئی چلی جارہی تھی حتی کہ حلب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئی۔ آپ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے اور مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ جس وقت یہ آنے والی جمعیت مسلمانوں کے پاس پہنچی تو فوجی لباس سے آراستہ ہوئی تلواروں کو میانوں سے کھینچا۔ ہتھیاروں کو زیب تن اور نشانوں کو بلند کیا۔ تکبیروں کے نعرے لگائے اور حضور آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اسلامی لشکر نے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے ان کا جواب دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے ان کا استقبال فرمایا اور سلام کیا۔ انہوں ؓ نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور ہر ایک فرقہ اور جماعت اپنے اپنے یگانوں، قبیلوں اور خویش واقارب کے پاس متمکن اور فروکش ہو گئے۔

یوقنا باوجود محاصرہ کے روزانہ رات کو آنکھ بچا کر مسلمانوں کی طرف اپنے کچھ آدمی بھیج دیتا تھا جو قتل وغارت کر کے پھر قلعہ ہی میں گھس جاتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ مقابلہ میں ہو کر بہت کم لڑتا تھا اور دن میں آج تک کبھی قلعہ سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت کا منتظر رہتا تھا کہ کب یہ محاصرہ میں کمی کریں اور کب میں ان پر چھاپہ ماروں جس وقت آنے والے مسلمانوں نے اپنے اپنے قبیلوں، طئی، سنس، [1] بنہان، کندہ اور حضرموت کو رات کے وقت سخت پہرہ دیتے ہوئے دیکھا تو دامس ابوالہول اپنے قبیلہ ظریف سے کہنے لگا خدا کی قسم! تم بڑا سخت اور کڑا پہرہ دے رہے ہو۔ انہوں نے کہا دشمن مقابلہ پر ہے۔ پہرہ کس طرح نہ دیں۔ اس نے کہا دشمن قلعہ میں ہے۔ تم کھلی اور فراخ زمین میں ہو۔ پھر دشمن تمہارے مقابلہ میں نہیں ہے جو تمہیں ڈرائے پھر خوف کس بات کا۔ انہوں نے کہا ابا الہول! اس قلعہ کا مالک ایسا بڑا خوس سردار ہے جو ہمیشہ ہماری غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ اگر ذرا ہمیں غافل دیکھتا ہے تو فوراً ہمارے لشکر کے کسی سمت آپڑتا ہے اور مار دھاڑ کرتا ہوا امن تک پہنچ جاتا ہے۔ دامس ابھی جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ لشکر کے اندر ایک طرف سے شور وغوغا بلند ہوا اور شور عظیم کی آوازیں آنے لگیں۔ دامس اپنی تلوار کو کھینچتے اور ڈھال کو مونڈھے پر ڈالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور جدھر سے شور وشر کی آوازیں آرہی تھیں، ادھر چل دیئے۔ یوقنا مسلمانوں کو غافل پا کر اپنے پانچ سو بہادر اور سورماؤں کو لے کر مسلمانوں پر آچڑھا تھا۔ دامس ابوالہول نے وہاں پہنچتے ہی دشمن کے وسط میں پہنچ کر تلوار سنبھالی اور حسب ذیل

[1] ایک نسخہ میں ہنس ہے۔

رجز یہ اشعار پڑھ پڑھ کے اس سے کام لینا شروع کیا۔

(ترجمہ اشعار) ''میں ابوالہول ہوں اور میرا نام دامس ہے میں نیزہ مار مار کر تمہاری جماعت پر حملہ کرتا ہوں شیر ہوں شیر اور سخت لڑنے والا بہادر ہوں اور دشمنوں کی صفیں چیر کر رکھ دیتا ہوں۔''

دامس کا حال

کہتے ہیں کہ دامس اشعار پڑھتے جاتے اور اپنی تلوار سے ان کے چہروں کو رنگتے جاتے تھے۔آپ کے ساتھ بنی ظریف کے بہادروں اور سواروں کا ایک دستہ بھی تھا۔یوقنا نے جب اس ناگہانی بلا کو اپنے اوپر اترتے دیکھا تو فوراً رجعت قہقری کر کے بھاگا۔دو سوآدمی اس کے کھیت رہ گئے۔دامس نے قلعہ تک حملہ کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا قبیلہ کندہ کی ایک جماعت بھی انکے ساتھ تھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان لوگوں کو آواز دی اور فرمایا تمہیں میری طرف سے قسم ہے اس رات کے ایسے اندھیرے میں تم ان کا تعاقب نہ کرو۔یہ سنتے ہی لوگوں نے دامس سے کہا ابوالہول! سردار تمہیں نیز ہم لوگوں کو لوٹنے کی قسم دے رہے ہیں۔اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں لوٹ چلو۔دامس نیز ان کی قوم اپنے خیمہ کی طرف لوٹ آئی۔قوم کندہ بلاء حسنہ میں مبتلا ہوگئی تھی۔باری تعالیٰ جل مجدہ نے رحم فرمایا اور لوگوں رومیوں کے قتل اور ان کی ہلاکت سے بہت خوش ہوئے۔

جب صبح ہوئی تو مسلمان اپنے معبود برحق کی خدمت میں سجدہ ریزی کے لئے حاضر ہوئے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں ان کے معبود کے سامنے لا کھڑا کیا اور یہ اس کی تحمید وتمجید میں مشغول ہوگئے۔نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد مجاہدین اپنے اپنے خیموں اور فرودگاہوں کی طرف لوٹ گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سالار لشکر اسلامیہ کی خدمت میں چند سرداران لشکر اور روساۓ مسلمین کے اور کوئی نہ رہا رات کے سانحہ کا ذکر آ گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ہمارے سردار کی امداد فرمائیں۔میں نے رات قوم کندہ کو دیکھا کہ وہ ابتلاء حسنہ میں مبتلا ہوگئی تھی مگر اس نے نہایت ثابت قدمی اور پامردی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے بہادروں اور دلیر لوگوں نے دشمن کی شرارت کو ہم سے بہت جلدی دفع کر دیا۔آپ نے فرمایا ابوسلیمان! خدا کی قسم تم بالکل سچ کہتے ہو۔قوم کندہ نے اپنی ثابت قدمی اور جرأت سے لوگوں کو بہت زیادہ مدد پہنچائی۔واللہ میں رات لوگوں سے سن رہا تھا کہ ابوالہول نے بہت اور عمدہ کوشش کی ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیکھا تھا جس کی طرف وہ اشارہ کرتے جاتے تھے۔

یہ سنتے ہی روساۓ کندہ میں سے ایک شخص جس کا نام سراقہ بن مرداس بن مکرب کندی تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ امیر کو نیکی عنایت فرمائیں۔دامس ابوالہول نہایت جری آدمی ہے جو مدمقابل لوگوں کو عاجز دلیروں کو خوفزدہ بہادروں کو ذلیل اور حریفوں کو نیست ونابود کر دیتا ہے۔بڑی جماعت سے نہیں گھبراتا اور اچھے اچھوں پر تاخت وتاراج کر دیتا ہے۔حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے تم نے سراقہ کی گفتگو جو انہوں نے اپنے غلام دامس کے متعلق کی ہے سنی ہے۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا واقعی ان کا قول صداقت پر مبنی ہے میں نے بھی اس کی شجاعت وبراعت کے متعلق اس کی بہت تعریف سنی ہے۔ایک شخص نعمان بن عشیرہ مہری مجھ سے کہتے تھے کہ ایک مرتبہ اس نے تن تنہا ہم پر بھی تاخت کی تھی ہم دریا کے ایک ساحل پر پڑے ہوئے اور قریب ستر آدمیوں کے تھے۔اس نے کہا ایسا داؤ اور مکر کیا تھا کہ تمام قافلہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب لوٹ لیا تھا۔

قصہ یہ ہوا تھا کہ قوم مہرہ سے یہ اپنا بدلہ لینا چاہتا تھا جو کبھی کسی وقت کا اس کے ذمہ تھا قوم مہرہ کے اگر چہ ستر آدمی تھے مگر وہ اس کی بہادری، شجاعت، سختی اور شدت سے خوف کھاتے اور مال، چوپاؤں اور اولاد کو ساتھ لئے ہوئے اس کے ڈر کے مارے پہاڑوں اور دریا کے ساحلوں پر پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ یہ ان کی تک و دو میں تھا اور ان کی دم دم کی خبریں معلوم کرتا رہتا ہے۔ جب اُسے یہ بالکل پکی اور صحیح خبر مل گئی کہ وہ دریا کے کنارے پر پڑے ہوئے ہیں تو یہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اس سے مدد چاہنے لگا۔ اس نے لاپرواہی اختیار کی اور کوئی آدمی اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ یہ تمام شہروں سے خواہ وہ سیدھی سڑک پر ہوں یا پیچ در پیچ راستوں پر خشکی پر ہوں یا دریا کے کنارے ہر ایک سے واقف تھا۔ جب اپنی قوم کی طرف سے بالکل مایوس ہو گیا تو اپنے خیمہ میں آیا اسباب کا پشتوارہ اپنے کندھوں پر رکھا اور تن تنہا چل کھڑا ہوا۔ اس کے پاس اس کی قوم کے چند آدمی آئے اور اس سے کہنے لگے کہاں کا ارادہ ہے اور یہ تمہارے ساتھ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا یا قوم! اپنی عار اتارنے اور اپنا بدلہ لینے کے لئے میرا ارادہ بنی شعر پر تاخت و تاراج کرنے کا ہے۔

قوم کے بڑے بوڑھے اس سے کہنے لگے تیرے بھی کام عجیب عجیب ہیں حالانکہ تو جانتا ہے کہ بنی شعر کے ستر آدمی ہیں اور پھر اکیلا ان پر غارت کا ارادہ رکھتا ہے۔ بھلا جو شخص ستر کے مقابلہ میں جایا کرتا ہے وہ کہیں کپڑوں کی پوٹلی ہی اٹھا کر چل دیا کرتا ہے۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو جوفراء کے پاس جا رہا ہے۔ جوفراء[1] حضارمہ کے قبیلہ بنی حیاس کی ایک باندی تھی جو مضافات حضر موت کے ایک گاؤں میں جس کا نام اسفل (سفلہ) تھا رہا کرتی تھی۔ دامس کو اس سے بڑی محبت تھی (اور جو کچھ یہ مال و متاع، گھوڑے اور اونٹ لوٹ میں لایا کرتا تھا وہ سب اسے ہی دے دیا کرتا تھا نہ مال و اسباب کی زیادتی اور کثرت کی پرواہ کیا کرتا تھا اور نہ زیادہ دے کر بس کیا کرتا تھا بلکہ یہی چاہتا تھا کہ اسے دیئے جاؤں۔ تھوڑا بہت تو وہ دینے پر راضی بھی نہیں ہوتا تھا اس لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ اسی کے پاس جا رہا ہے۔ دامس یہ کہنے لگا خدا کی قسم! تمہارا گمان بالکل باطل ہے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کو تم بہت جلدی معلوم کر لو گے اور میں محض حق کا ہی ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر اس کی قوم لوٹ آئی اور اسے اکیلا چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنی قوم اور قبیلہ کے چراگاہ میں آیا اور ان کے اونٹوں میں سے سواری کے لئے ایک اونٹنی پکڑی اس پر سوار ہوا تلوار اور ڈھال اپنے سامنے رکھیں پشتوارہ کو اپنے خیمے کجاوہ کے اوپر رکھا اور اپنے حلیف قبیلہ کی طرف چل دیا۔ ایک دن اور ایک رات برابر چلتا رہا حتی کہ آخر شب میں اس نے اپنی اونٹنی کو ایک جنگل کی طرف پھیرا اور اس میں پہنچ کر یہ اس سے اتر پڑا اسباب اتارا اور اس کے زانوں کو اس کی باگ سے باندھ کر اسے چرنے کے لئے چھوڑ دیا وہ پیر بندھی ہوئی چرنے لگی۔ خود اس غرض سے کہ چونکہ وہ قوم مجھ سے قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھے دیکھ لے دو پتھروں کے درمیان میں چھپ گیا۔ جب اسے وہ تمام دن وہیں پڑے پڑے گزر گیا اور رات ہو گئی تو پھر یہ اونٹنی کے پاس آیا اسے بٹھلا کے اس پر اسباب لادا اور اس کے کجاوہ پر بیٹھ کر قوم کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب رات کچھ گزر گئی تو اس نے اس قوم اور قبیلے کی آگ جلتی ہوئی دیکھی۔ اس نے اپنی اونٹنی کو ایک دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ ایک اونچی جگہ پر جو قوم سے بلند تھی نیز جس پر بڑے بڑے[2] درخت کھڑے ہوئے تھے چڑھ گئی۔ اس نے وہاں اسے بٹھلایا اور اس غرض سے کہ یہ یہاں چرنے نہ لگے اسے ان درختوں سے باندھ دیا تا کہ اس کے چرنے اور جگالی کی آواز وہ قوم نہ سن سکے۔

---

[1] ایک نسخہ میں جواد ہے۔ [2] یہ طلح کا ترجمہ ہے طلح وہ درخت جو ریگستان میں اُگ کر بہت بڑے بڑے ہو گئے ہوں۔

اس کے بعد وہ اپنے پشتوارہ کے پاس آیا اسے کھولا اور اس میں سے مختلف کپڑے نکال نکال کر ایک جگہ رکھنے لگا پھر ان درختوں کے پاس گیا اور قد آدم لکڑیاں کاٹ کاٹ کر انہیں ترتیب اور صف بندی کے ساتھ پتھروں سے نصب کر کے قوم کے گھروں، دروازوں اور خیموں کی طرف ان کا رخ پھیر کر ان پر ازاریں اور شلواریں ڈال دیں۔ اسی طرح چالیس لکڑیاں بشکل آدم نصب کر کے خود سرخ اور زرد جوانی جوڑا پہنا۔ اس ٹیلے سے نیچے اترا قوم کے پاس آ کے اس کے خیموں کی گرد اس چکر میں پھرتا رہا کہ ان پر کس طرح اور کس داؤ سے حملہ کروں۔ رات چونکہ بہت گزر گئی تھی اس لئے توقف کیا اور فجر کے طلوع تک اپنے داؤ پیچ کرنے کا انتظار کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو ساحل۔ کر قریب پہنچا۔ تلوار برہنہ کی ڈھال ہاتھ میں لی ان کی طرف چلا اور جب ان کے قریب پہنچ گیا تو انہیں آواز دی اور کہا میں ابوالہول ہوں تمہاری موت تمہارے پاس پہنچ گئی ہے۔ یہ آج کی صبح سختی اور مصیبت کے ساتھ تم پر آئی ہے اور دریا اور خشکی دونوں طرف سے ادبار کی گھٹا چھائی ہے۔ یہ کہہ کر خود ہی زور زور سے پکارنے لگا اے آل ظریف! اے آل کندہ! بنی ظریف کا بدلہ لے لو بنی ظریف کا بدلہ لے لو۔

یہ سنتے ہی قوم میں بھگی پڑ گئی مرد اپنے آپ کو بھول گئے۔ عورتیں چلانے لگیں اور آدمی گھروں سے نکل نکل کر پہاڑوں کی طرف بھاگ پڑے۔ دامس ان کے پیچھے پیچھے بھاگا مگر جب انہوں نے اس کو اکیلا دیکھا تو ایک دوسرے کو ترغیب اور شجاعت دلانے لگا۔ لوگ لڑنے کے لئے اس کی طرف پلٹے اور اسے اکیلا دیکھا کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور چاہا کہ قتل کر دیں اس نے ان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ حملہ کرتا تھا اور پیچھے کو لوٹ جاتا تھا پھر بڑھتا تھا اور ایک آدھ کو قتل کر کے پھر پیچھے کو واپس ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے جب اس کے حملہ کی شدت جوانمردی اور صولت دیکھی تو چاہا کہ سبقت کر کے اس بلند ٹیلہ پر پہنچ جائیں اور پھر اس کے عقب سے اس پر حملہ کر دیں۔ مگر جب اس نے ان کا یہ ارادہ معلوم کیا تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ یہ اگر ٹیلہ پر پہنچ گئے تو انہیں میرا تمام مکر کا جال جو میں نے لکڑی اور کپڑوں سے بن رکھا ہے معلوم ہو جائے گا۔

یہ سوچ کر یہ نہایت کوشش کے ساتھ آگے بڑھا اور سبقت کر کے ان سے آگے ہو کر یہ کہتا ہوا کہ گویا کسی جماعت سے کہہ رہا ہے ان سے پہلے ٹیلہ پر چڑھ گیا اے آل ظریف اے آل کندہ! ہوشیار ہوشیار قوم نے تمہارا قصد کیا ہے ایسا نہ ہو تم پر حملہ کر دے۔ میں تمہاری طرف سے انہیں کافی ہوں۔ ہاں اگر میرے اور کچھ آنچ آتے دیکھو گے تو تم بھی حملہ کر دینا۔ بنی شعر نے جب ٹیلہ کی طرف آنکھ اٹھائی تو صبح کی کچھ کچھ سفیدی میں انہیں وہ کپڑے والی لکڑیاں آدمی دکھلائی دیں اور انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ یہ آدمی کھڑے ہیں۔ ان کے ڈر کی وجہ سے یہ دریا کی طرف پلٹے۔ دامس نے پکار پکار کے کہنا شروع کیا۔ یا قوم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے مطلق نہ ہلے اور نہ اس ٹیلہ سے نیچے اترے اس تمام قوم کو میں اکیلا کافی ہوں گا۔"

دامس کے مقابلہ سے قوم مہرہ کا بھاگنا

قوم مہرہ نے اپنی پشت کی جانب بھاگنا شروع کیا کسی نے جلدی میں اپنی بیوی کو اپنی سواری میں اپنے پیچھے بٹھلایا کسی نے بیٹے کو ساتھ لیا کسی نے جس قدر اس سے ہو سکا اپنا مال اپنی سواری پر لادا اور بھاگ پڑا۔ دامس ابوالہول ان خیموں کی طرف آیا۔ وہاں غلام، لڑکے، بوڑھے اور بوڑھیاں باقی رہ گئی تھیں اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں کو پکڑ کر لائیں۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کی اور اس کے کہنے کے بموجب وہ تمام اسباب ان اونٹوں پر لاد دیا۔ اس نے غلاموں کی مشکیں باندھیں اسباب ساتھ لیا اور اپنی قوم کی طرف چل پڑا۔ جب اس ٹیلہ کے پاس آیا اونٹوں کو کھڑا کر کے نہایت تیزی کے ساتھ اس پر گیا۔ لکڑیوں کے اوپر سے کپڑے اتارے اور

پھر ان میں آ ملا۔ جب انہیں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کی قوم نے اس کے فعل پر بہت تعجب کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے اس قصہ کو سن کر سراقہ بن کندہ سے فرمایا کہ تم اپنے اس غلام کو لے کر میرے پاس آؤ تا کہ میں بھی اسے دیکھوں اور اس کی گفتگو سنوں۔ حضرت سراقہؓ اسے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام دامس ہے۔ اس نے کہا اللہ پاک سبحانہ امیر کی شان دوبالا کریں ہاں میرا نام دامس ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے متعلق عجیب وغریب واقعات سنے ہیں۔ خدا کی قسم تم واقعی ان کے اہل ہو کیونکہ بڑے سخت آدمی ہو۔ یاد رکھو تم اور تمہاری قوم آج تک ایسی جگہ لڑتی رہی ہے جہاں نہ پہاڑ تھے اور نہ کوئی قلعہ بلکہ پہاڑوں اور قلعوں کو پہچانتے تک نہیں تھے۔ تم نے واقعی رات دشمن کا مقابلہ نہایت سختی اور جانبازی کے ساتھ کیا مگر اب ذرا اپنے اوپر رحم کرنا اور یوقنا سردار سے بچتے اور احتیاط کرتے رہنا۔

اس نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سردار کو نیکی عطا فرمائیں میں نے کئی مرتبہ قوم مہرہ پر تاخت وتاراج کیا ہے اور چند مرتبہ ان کا مال واسباب لوٹا ہے ان کے پہاڑ بڑے اونچے اونچے بلند اور نہایت پیچیدہ پیچیدہ دروں اور بہت بڑے بڑے پتھروں کی سلوں والے ہیں۔ یہ پہاڑ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب وہ میرے کام میں مخل نہیں ہوئے تو یہ کس طرح مانع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں نہایت ہوشیار سمجھتا ہوں۔ کیا اس قلعہ کے متعلق تمہاری سمجھ میں کوئی بات آئی ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنے گھر سے اس گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ رہا تھا تو میں نے اثناء راہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر (تاویل) میرا خیال ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا تو بہت عمدہ اور نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟

اس نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا میری قوم اور میں ایک دوسری قوم پر تاخت کے ارادے سے چلے ہیں۔ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہوں اور جلدی جلدی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح اپنی قوم میں جا ملوں۔ میں تیزی کے ساتھ چلا جا رہا ہوں حتی کہ جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا ہوں تو میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ ٹھہری ہوئی اور متحیر ہے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے ہی لوٹتی ہے۔ میں نے اس سے کہا یا قوم! تیرا کیا حال ہے اور کس چیز نے تجھے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے! لوگوں نے مجھے جواب دیا کہ کیا تم اس پہاڑ کو نہیں دیکھ رہے ہو جو ہماری راہ میں سد سکندر کا کام دے رہا ہے اس میں کوئی جگہ یا کوئی درا ایسا نہیں جس میں سے ہم آگے گزر سکیں۔ میں نے کہا ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کیا اس میں یہ سامنے شگاف نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کہا ہے افسوس اس شگاف میں بھی کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جس میں سے ہم گزر سکیں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس لئے کہ اس میں ایک بہت بڑا اژدہا بیٹھا ہوا ہے جو شخص اس کے پاس سے گزرے گا اس کو یہ ہلاک کر دے گا۔ میں نے کہا یا قوم کیا تمام اکٹھے ہو کر بھی تم اس پر حملہ نہیں کر سکتے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں اس کے منہ سے تو آگ کے شرارے نکل رہے ہیں اور کوئی طریقہ ایسا سمجھ میں نہیں آتا جو اسے مار سکیں۔ میں نے کہا تم اس کے پیچھے جا کر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرو۔ انہوں نے کہا چونکہ یہ نہایت عظیم الجثہ ہے تمام شگاف میں پھنسا ہوا ہے اس لئے اس کے پیچھے بھی نہیں جا سکتے۔

یہ سن کر میں نے انہیں چھوڑا اور خود اس کے پیچھے پہنچنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔ تلاش اور جستجو کے بعد ایک بہت تنگ راستہ دکھلائی دیا۔ میں ہزار دقت کے بعد بڑی مشکل سے اس میں گھس اور اس اژدہے کے پیچھے پہنچ کر اسے قتل کر ڈالا۔ میری قوم بھی میرے پاس آنے لگی مگر نہایت کوشش اور سخت مشقت کے بعد مجھ تک پہنچ سکی۔ میرے پاس آ کے اس نے دیکھا کہ اژدہا مرا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ سب دشمن سے بے خوف ہو کے پہاڑ پر چڑھے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نہایت خوش تھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا خواب نہایت عمدہ اور بہترین خواب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دامس! تمہارا یہ خواب مسلمانوں کے لئے بشارت اور ہمارے دشمنوں کے واسطے سبب

خسارت ہے۔

اس کے بعد آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم اسی جگہ بیٹھ جاؤ اور منادی کو فرمایا کہ مسلمانوں کو منادی کے ذریعے مطلع کردو کہ وہ یہاں آئیں۔ چنانچہ روسائے مسلمین اور امراء مومنین جمع ہوئے آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے فتح بخشی مدد فرمائی ہمیں مظفر ومنصور فرمایا، جس شخص نے کفر کیا اسے خسران میں رکھا۔ اس کے بعد فرمایا معاشر المسلمین! اپنے بھائی دامس کا خواب سنو جو شخص اعتبار کرے اس میں اس کے لئے عبرت ہے اور جو شخص نصیحت قبول کرے اس کے لئے موعظت ونصیحت۔ جو شخص دور ہے وہ قریب آجائے تاکہ اسے خوب سنے اور جو نزدیک ہے وہ گوش ہوش سے سنے۔ حضار مجلس آپ کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ آپ کی تقریر سنیں۔ آپ اس وقت کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

الحمد لله و صلى الله على رسوله و سلم۔ یا معاشر الناس! اللہ پاک عزوجل نے جن کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں اپنی کتاب مبین میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہمارے دشمنوں پر غلبہ اور ہماری ہی حسب مراد ہم سے ہماری ہی فتح وکامیابی کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اللہ پاک عزوجل اپنے وعدہ کے کبھی خلاف نہیں کیا کرتے۔ میں نے یہ نذر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر میرے ہاتھ سے اس قلعہ کو فتح کرا دیں گے تو میں حتی المقدور اپنی استطاعت کے موافق لوگوں کے ساتھ احسان کروں گا۔ اب میرے دل میں یہ بات پوری طرح جم گئی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس قلعہ نیز اہل قلعہ پر ضرور ظفر مند ہوں گے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیونکہ اس غلام کا خواب مجھے یہی بتلا رہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے دامس ابوالہول کا گٹا پکڑ کر کھڑا کیا اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تجھ پر رحم فرمائیں جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا ہے اپنے ان سب بھائیوں کے سامنے بیان کردے۔ دامس کھڑا ہوا اور اپنے خواب کو من وعن بیان کرنے لگا۔ جس وقت یہ اپنا تمام خواب بیان کر چکا تو مسلمان حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے ایہا الامیر! اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائیں۔ یاد رکھو وہ پہاڑ جو اس نے اپنے خواب میں نہایت بلند اور دشوار گزار قلعوں اور گھاٹیوں کے مابین دیکھا ہے وہ بلاشک ہمارا دین اسلام اور ہمارے آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت راشدہ ہے اور وہ اژدہا جس نے لوگوں کو منع کیا ہے اور دامس اپنی تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں ہوئے اور مار دیا وہ کوئی امر حسن ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے ان کے ہاتھوں سے اسے انجام دلانا چاہتے ہیں۔

مسلمان آپ کی یہ تعبیر سن کر نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا ایہا الامیر! ہمیں آپ اس کے متعلق کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اول سراً وجہراً اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ کرنے کا۔ دوسرے اس کے بعد بطور رغبت وصبر دشمنوں پر سختی و شدت کرنے کا۔ اللہ پاک عزوجل تمہاری حفاظت فرمائیں۔ تم اپنے اپنے خیموں میں لوٹ جاؤ۔ سامان اور آلات حرب کو جس کے ہم زیادہ محتاج نہیں ہیں درست کرو میں کل صبح تمہیں تمہارے دشمنوں کی طرف روانہ کردوں گا۔ ہاں اگر میری اس رائے کے خلاف کوئی اور تجویز پاؤ گے تو دوسری بات ہے کیونکہ میں ان لوگوں سے جن پر مجھے اعتماد ہے ہمیشہ مشورہ کرتا رہتا ہوں اور اجتہاد فی الرائے کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔

مسلمانوں یہ سن کر متفقہ آواز سے کہنے لگے ایہا الامیر! اللہ سبحانہ آپ کی رائے کو توفیق اور آپ کو آپ کے دشمن پر مظفر ومنصور فرمائیں۔ اللہ پاک دعاؤں کے سننے والے جاننے والے اور اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہ کہہ کر لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے آئے اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔ کسی نے تلوار کو تیز کرنا شروع کیا۔ کوئی تیر وکمان کو درست کرنے لگا۔ کسی نے زرہ کو

ٹھیک کر کے رکھا اور کوئی گھوڑے کی ملائی دلائی میں لگ گیا اور اس طرح یہ تمام دن ان ہی کاموں میں صرف ہو گیا۔

دامس کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب سوچنا

صبح ہوئی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے دامس کو بلا کر فرمایا خدا کے بندے اس قلعہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اور کیا داؤ یا حیلہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے؟ جو کارآمد ہو سکے۔ اس نے کہا ایہا الامیر! یہ قلعہ ایک نہایت بلند اور مضبوط قلعہ ہے جو فوجوں کی فوجوں کو عاجز اور اپنے حملہ آوروں کو بے دست و پا کر دیتا ہے۔ اس کے محصورین کو اس کے محاصرہ کرنے والے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور نہ وہ محصورین لڑائی کے وقت ان سے ضیق میں آ سکتے ہیں۔ البتہ میری سمجھ میں ایک ایسی ترکیب اور ایک ایسا عمدہ حیلہ آیا ہے کہ اس کے سوا یہ کسی اور طرف سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ میں انشاء اللہ العزیز اس حیلہ اور مکر کو ان کے ساتھ چلوں گا اور اس اپنی ترکیب کو جامہ عمل پہناؤں گا۔ مجھے ذات باری تعالیٰ جل مجدہ سے کامل امید ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے املاک کے مالک اور ان کے مقبوضات پر قابض ہو جائیں گے اور انہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا دامس! وہ کیا ترکیب اور حیلہ ہے اس نے کہا اللہ پاک عزوجل سردار کو نیک توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ خود راز کے افشا کرنے اور پوشیدہ بات کے ظاہر اور رائیگاں کرنے کی مذمت و شرارت اور اسے چھپانے اور عالم آشکارانہ کرنے کی خوبیوں سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ بھید چھپا ہوا ہی بہتر اور اچھا ہوتا ہے (کہتے [1] ہیں کہ سب سے اول دامس نے ہی یہ کلمہ کہا اور اس نے مشہور اور زبان زد عوام ہو کر مثل کی صورت اختیار کر لی) آپ نے فرمایا اچھا اس حیلہ اور مکر میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہو گی تاکہ انہیں مہیا کر لیا جائے اور ہمیں اس میں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا کہ آپ اپنے تمام لشکر کو لے کر قلعہ پر چڑھ جائیں اور اس کے مقابلہ میں فروکش ہو جائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی ہیبت بیٹھ جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لڑائی کے لئے موجود اور تیار ہیں۔ میں اپنا وہ داؤ اور حیلہ کروں گا۔ مجھے اللہ پاک کی ذات سے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میرا داؤ ٹھیک بیٹھے گا اور ہم فائز المرام ہوں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ لشکر کوچ کر کے قلعہ کے پاس اور قلعہ کے نیچے فروکش ہو گیا۔ تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ اسلحہ میانوں سے نکالے اور دشمنان خدا کو ڈرانا شروع کیا۔ رومیوں کی ایک جماعت قلعہ کی فصیل پر آ کھڑی ہوئی اور لشکر اسلام کو دیکھنے لگی۔ مسلمانوں کی چستی و چالاکی دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس پر ہیبت طاری ہوئی اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رعب ڈال دیا حتیٰ کہ وہ اپنے قلعہ میں مضطرب و بے چین ہو گئے۔ ایک دوسرے کے پاس گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا ہم لڑیں گے اور کسی نے کہا ہم قلعہ میں ہی بیٹھے رہیں گے کیونکہ یہ ہم پر کسی طرح قادر نہیں ہو سکتے۔ آخر ان کی رائے یہی قرار پائی کہ قلعہ کے اوپر سے ہمیں لڑنا ہی چاہئے۔ چنانچہ یہ قلعہ کے برجوں اور دیواروں پر چڑھ کر مسلمانوں پر پتھر اور تیروں کی بارش برسانے لگے۔ ایک دن اور ایک رات برابر اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ دوسرے روز لڑائی موقوف ہو گئی مگر مسلمان قلعہ کو گھیرے وہیں پڑے رہے اور برابر سینتالیس دن تک پڑے رہے۔ ان ایام میں دامس لگاتار حیلہ اور داؤ کرتے رہے مگر انہیں کوئی اذیت نہ پہنچا سکے۔

---

[1] وہ کلمہ یہ ہے انت تعلم ما فی ازاعۃ الاسرار من اشرو الاضرار ومن کتم سرہ کانت الخیرۃ فیما لدیہ۔ یہ ترجمہ وہی ہے کہ بھید کا چھپانا ہی بہتر ہے۔

کہتے ہیں کہ جب سینتالیس یوم پورے گزر گئے تو دامس حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آ کر کہنے لگے ایہاالامیر! میں عاجز آ گیا ان ایام میں بڑی بڑی تدبیریں سوچیں اور کیں مگر ایک کارگر نہ ہو سکی۔ اب ایک اور تدبیر سمجھ میں آئی ہے اور اللہ پاک عزوجل سے امید ہے کہ اس کی وجہ سے ضرور فتح ونصرت ہمارے قدم چومے گی اور ہم خدا کے دشمنوں پر فائز المرام ہوں گے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا آپ اپنے روسائے لشکر میں سے میرے ساتھ تیس آدمی کر کے انہیں میری ماتحتی کا حکم دے دیں اور یہ ہدایت کر دیں کہ میں جس طرح کہوں وہ اسی طرح بلاچوں وچرا میرے کہنے کو مانتے رہیں اور جو کچھ میں انہیں حکم دوں اس کو وہ بلا کسی پس وپیش کے بجالاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں انشاء اللہ العزیز بہت جلد ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ نے بہادران اسلام اور شجاعان ایمان سے تیس آدمی منتخب کر کے اس کے ساتھ کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ یا معاشر المسلمین! میں تم پر دامس کو سردار مقرر کرتا ہوں اور تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم ان کی اطاعت سے سرتابی اور ان کے حکم سے سرمو تجاوز نہ کرنا۔ اللہ پاک وتبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ یہ یاد رکھو میں اس وجہ سے انہیں تم پر سردار مقرر نہیں کر رہا ہوں کہ وہ تم میں حسب ونسب کے لحاظ سے بہتر ہیں یا شہ سواری میں کامل جری اور تم سے بہت زیادہ دلیر اور بہادر ہیں نہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں تمہیں حقیر سمجھ کر تم پر ایک غلام کو سردار مقرر کر رہا ہوں بخدا میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس لشکر کے نظم ونسق کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں نہ ہوتی تو میں سب سے پہلے ان کی محکومی میں اپنے آپ کو دے کر آپ حضرات کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔ میں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ سے ہمیں ضرور فتح مرحمت فرمائیں گے۔

یہ سن کر وہ تمام افسران فوج جنہیں آپ نے محکومی کا حکم دیا تھا آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خداوند تعالیٰ ہمارے سردار کو نیکی عطا فرمائیں، ہمارے دلوں میں جناب کی نسبت کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ خدانخواستہ ہماری قدر ومنزلت نہیں کرتے یا ہماری مسابقت نہیں فرماتے اور تعظیم وتکریم نہیں کرتے۔ آپ کی پہلی ہی تقریر ہم پر اپنا کافی اثر کر گئی تھی اور اب تو ہم آپ کے بالکل مطیع، فرماں بردار اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ہم پر کسی بے دین کافر کو بھی سردار مقرر کر دیں گے تو ہمیں یہ مجال نہیں ہوگی کہ آپ کے حکم کو رد کر دیں کیونکہ ہم نے کماحقہ اس امر کو جان لیا ہے کہ آپ ہمیشہ دین کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی نگہبانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم پر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی اطاعت فرض ہے پھر آپ کی اور اس کے بعد اس شخص کی جسے آپ اپنی طرف سے ہم پر دنیا کے اندر سے مقرر کر دیں۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے ان کے کلام پر اعتماد فرمایا جزائے خیر کی دعا دی شکریہ ادا کیا اور کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں یہ خوب سمجھ لو کہ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس قلعہ کو اس شخص کے ہاتھ سے ضرور فتح کرائیں گے کیونکہ یہ نہایت مبصر، باریک بین اور حسن بصیرت شخص معلوم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل پر بھروسہ کرو اور ان پر اعتماد کر کے اس شخص کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں یہ ضرور یاد ہوگا اور تم یہ بات خوب جانتے ہو کہ حضور آقائے دوجہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روسائے عرب اور سادات مسلمین پر ان کے قبیلوں کے غلاموں کو سردار مقرر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ دامس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دامس ابوالہول! آپ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ اسی وقت اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر جا کر ڈیرے ڈال دیں اور اپنے ہر سپاہی کو ہدایت کر دیں کہ بہت کم ادھر ادھر چلے پھریں بلکہ جہاں تک ہو سکے حتی المقدور چھپے رہنے کی کوشش کریں۔ دو ایسے آدمیوں کو جن پر جناب کو کامل اعتماد ہو نیز جن کی خصلتیں نیک اور جو مسلمانوں کے پکے خیر

خواہ ہوں آپ ہمارے اوپر نگراں مقرر کر دیں کہ وہ ہمارے حالات خبریں اور ہماری تمام باتوں کی خبر رکھیں مگر وہ ہر شخص سے چھپے رہیں اور ان کے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ ہو۔ ہتھیار اور اسلحہ وہ اپنے ساتھ سوائے ایک ایک خنجر کے اور کچھ نہ رکھیں اور محض ہمارے حالات کے معلوم کرنے میں منہمک رہیں۔ جس وقت وہ دشمن کے مقابلے میں ہمیں غالب اور فتح مند دیکھیں تو چپکے سے آ کر آپ کو اطلاع کر دیں تا کہ آپ اپنی جمعیت کو لے کر ہم میں آ ملیں۔ مگر اس بات کی جناب انہیں ضرور تاکید فرما دیں کہ وہ ایک جگہ نہ ٹھہرے رہیں بلکہ ادھر ادھر اور علیحدہ علیحدہ پھرتے ہی رہیں ان کے لئے یہی زیادہ مناسب اور بہتر ہوگا اور اسی میں ان کی سلامتی بھی مضمر ہے۔ واللہ المستعان۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یہ سن کر فوراً سمجھ گئے کہ یہ شخص نہایت صاحب بصیرت معاملہ فہم اور ذی رائے شخص ہے۔

داس اپنے آدمیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جب تک یہ لشکر کوچ کرے اس وقت تک ہمیں اس جنگل کے کسی حصہ میں چھپ جانا چاہئے کیونکہ لشکر کے کوچ کرتے وقت رومی قلعہ پر چڑھ کر ضرور لشکر کو جاتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ اس وقت بلند مقامات پر کھڑے ہوئے ہوں گے اس لئے ہمیں چھپنے اور پوشیدہ جگہ تلاش کرنے میں بہت بڑی دقت ہوگی۔ ہر شخص کے پاس محض تلوار اور ڈھال ہونی چاہئے۔ ان کے سوا اور کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ لوگون نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور جب یہ تیار ہو کے داس کے پاس آ گئے تو داس کھڑے ہوئے زرہ پہنی اور خنجر کپڑوں کے نیچے چھپایا توشہ دان کو ساتھ لیا اور انہیں لے کر چل کھڑے ہوئے جب لشکر سے کسی قدر فاصلہ پر پہنچ گئے تو یہ چھپتے چھپاتے پہاڑ کے ایک غار پر پہنچے۔ اپنی جماعت کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور جب وہ اس میں داخل ہو گئے تو خود اس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے داس کی ہدایت کے بموجب تمام کام درست کر کے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ کے وقت مسلمانوں میں ایک بہت بڑا شور و غل پیدا ہوا۔ اہل قلعہ فصیل پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ آپس میں چیخ چیخ کر مسلمانوں پر آوازیں کسنے لگے۔ مسلمانوں میں ہر طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوئیں اور تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ مسلمانوں کا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی زیر قیادت روانہ ہو گیا۔

رومی بے انتہا خوش ہوئے اپنے سردار کے پاس آئے اور کہنے لگے سردار! دروازہ کھولنے کا حکم دے دیجئے تا کہ ہم عربوں کا تعاقب کر کے اگر ممکن ہو سکے تو ان میں سے کسی کو قتل یا گرفتار کر لیں۔ اس نے انہیں منع کیا اور یہ تمام دن اسی قلعہ میں رکے رہے حتیٰ کہ عشاء کا وقت آیا۔ حضرت داس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دستہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا قلعہ کی طرف تم میں سے کون شخص جانے کے لئے تیار ہے ممکن ہے کہ وہاں پہنچ کر کوئی خبر معلوم ہو جائے یا کسی شخص کو گرفتار کرنے کا موقع ہاتھ آ جائے اور ہم اس سے کچھ دریافت کر سکیں۔ یہ سن کر کسی نے آپ کو کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ہماری اس جماعت میں تمام آدمی نفس کے بخیل موت سے ڈرنے والے اور جان بچانے کے خواہاں ہیں۔ مگر میں تم سب کی طرف سے فدیہ ہوں۔ تم دیکھتے رہو کہ کس طرح چھپ کر کام کیا کرتے ہیں؟ یہ کہہ کر آپ اٹھے انہیں وہیں چھوڑ اور تھوڑی سی دیر کے لئے غائب ہو گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک کافر کو پکڑ لائے اور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہنے لگے جوانان عرب! اس شخص کو پکڑو اور اس سے قلعہ کی خبریں دریافت کرو۔ مسلمانوں نے اس سے پوچھنا شروع کیا مگر اس کی زبان کوئی مسلمان نہ سمجھ سکا۔

داس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں سے کہا اچھا تم یہیں بیٹھے رہو میں آتا ہوں آپ پھر غائب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد

ایک اور کافر کو پکڑ لائے مگر اس نے بھی اسی زبان میں گفتگو کرنا شروع کی جسے مسلمان مطلق نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے پھر کہا اچھا اور ٹھہرو اور پھر چلے گئے اور چار گھبرو اور پکڑ لائے ان کی زبان بھی نہ سمجھ سکے۔ یہ پھر گئے اور تین مشرکوں کو پھر گرفتار کر کے لائے اور ان سے بات چیت کرنا چاہی تو لغت عرب کا ماہر ان میں سے بھی کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان پر لعنت فرمائیں کیا وحشی اور بے ہودہ زبان ہے۔ یہ کہہ کر آپ پھر اٹھے اور ان سب کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گئے اور آدھی رات تک غائب رہے۔ ان کے ساتھیوں کو دیر ہو جانے کی وجہ سے سخت قلق ہوا اور رنج کرنے لگے۔ بعض نے بعض سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن ان کی حالت سے باخبر ہو گیا یا تو وہ شہید کر دئے گئے یا گرفتار ہو گئے۔ کچھ دیر یہ حضرات ذکر کرتے رہے۔ پھر قصد ہوا کہ لشکر کی طرف چلیں۔ ابھی یہ ارادہ ہی ہوا تھا کہ آپ ایک رومی شخص کو کھینچتے ہوئے آتے دکھلائی دئے۔ مسلمان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو کے بے تحاشا آپ کی طرف بھاگے۔ پیشانی کو بوسہ دیا دیر ہونے کی وجہ دریافت کی اور کہا ایہا الدامس! ہمارے دلوں میں آپ کی طرف سے عجیب عجیب شبہات گزر رہے تھے اور ہمیں دیر ہو جانے کی وجہ سے آپ کی جدائی بہت شاق معلوم ہو رہی تھی۔ آپ نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں میں جب تمہیں چھوڑ کر یہاں سے گیا تو میں قلعہ کی دیوار کے قریب ایک جگہ چھپ کے کھڑا ہو گیا۔ لوگ اپنی اپنی زبانوں میں گفتگو اور بات چیت کرتے ہوئے میرے برابر سے گزرتے جاتے تھے مگر میں ان سے کچھ تعارض نہیں کرتا تھا بلکہ میرا منشاء یہ تھا کہ میں ایسے شخص کو گرفتار کروں جو عربی زبان میں بات کرتا ہوا گزرے مگر ایسا کوئی شخص نظر نہ پڑا اور میں نے مایوس ہو کے لوٹ آنے کا قصد کر لیا۔ لوٹتے وقت ایک زور کا دھماکہ ہوا کہ جیسے کوئی شخص دیوار کے اوپر سے گرا ہو۔ میں فوراً جدھر سے آواز آئی تھی ادھر بھاگا تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے آپ کو قلعہ کے اوپر سے گرا دیا ہے۔ میں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور آپ کے پاس پکڑ لایا۔ اب تم دیکھو کہ یہ کون شخص ہے؟ مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کلام کیا۔ اس نے بھی رومی زبان میں ہی بڑبڑانا شروع کیا اس شخص کا پیر اتر گیا تھا اور پیشانی ورم کر آئی تھی۔

دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا اس شخص کے گرنے میں کوئی راز ضرور ہے اور اس کی زبان ہم میں سے کوئی شخص نہیں سمجھتا جو کچھ معلوم ہو سکے۔ تم کچھ دیر اور صبر کرو میں انشاء اللہ تمہارے پاس ایسے شخص کو گرفتار کر کے لاؤں گا جو عربی زبان جانتا ہو۔ یہ کہہ کر آپ پھر جلدی کر کے روانہ ہو گئے اور تھوڑی سی دیر میں پھر ایک شخص کو جس کی گردن میں آپ نے اپنا عمامہ ڈال رکھا تھا گھسیٹتے ہوئے لئے چلے آئے۔ مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا تو شہر کا رہنے والا ہے یا قلعہ کا؟ اس نے کہا میں اہالیان قلعہ سے ہوں۔ حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کیا تو رومی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی عرب ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ تو ہمیں قلعہ کا کوئی پوشیدہ راز یا چور دروازہ بتلا دے اور ہم تجھے اس کے عوض رہا کر دیں نیز تیرے ساتھ ہم میں سے کوئی شخص پھر کسی طرح کا تعرض نہ کرے۔ اس نے کہا اول تو میں ایسا کوئی راستہ جانتا نہیں جو آپ کو بتلا دوں دوسرے اگر جانتا بھی تو میرا دین مجھے یہ کس طرح اجازت دیتا۔ مجھے اپنے پیشوا مسیح کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ آپ یہ سن کر سخت خشمگین ہوئے اور فرمایا اچھا تو ان قیدیوں سے دریافت کر کہ آیا ان میں سے کوئی شہر کا باشندہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمارے اور اہالیان شہر کے مابین معاہدہ اور صلح ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نصرانی عرب نے ان سے سوال کیا اور پھر ان سے اس طرح کہنے لگا کہ ان میں شہر کا کوئی شخص نہیں تمام قلعہ کے لوگ ہیں اور میں بھی ان کو پہچانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس شخص سے ہماری طرف سے دریافت کر کہ تو نے شہر پناہ کے اوپر سے خود کو کیوں گرا دیا تھا اور اس کا باعث کیا ہوا تھا۔ یہ دریافت کر کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ کہتا ہے کہ آپ حضرات سے صلح

کرنے کے بعد یوقنا شہر والوں پر بہت غصہ ہوا تھا اور انہیں بہت زیادہ ڈرایا اور دھمکایا تھا۔ جب عرب قلعہ چھوڑ کر واپس ہو گئے تو یوقنا قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا اور سائے شہر کو مجتمع کر کے انہیں قلعہ میں لایا اور زندانی قدرت ان سے مال طلب کرنے لگا۔ میں بھی چونکہ ان میں تھا کہ یہ افتاد اور بلاء نازل ہوتی ہوئی دیکھی تو رہائی پانے کے لئے عقوبت سے ڈر کر بھاگ کے قلعہ کی دیوار سے کود پڑا اور مجھے گر کر اس وقت ہوش آیا جس وقت کہ میں آپ کے پنجہ میں گرفتار ہو چکا تھا۔ میں اہل شہر سے ہوں۔ اگر تم عرب ہو تو میں تمہاری صلح میں ہوں تمہیں مجھ سے بے وفائی نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی اور ہو تو میں تمہاری حسب خواہش فدیہ دے کر تم سے اپنی جان چھڑانے کا خواہش مند ہوں مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔

آپ نے اس نصرانی عرب سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ ہم اہل عرب ہیں تجھے بے خوف رہنا چاہئے۔ ہماری طرف سے تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ کیا کہ اس شہری کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جو ہمیں کرنا ہے اس کا تماشا دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے رومی اور نصرانی عربوں کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں اڑا دیں اور اس شہری کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے توشہ دان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں سے بکری کی ایک کھال نکال کے اول اپنی کمر پر ڈالی۔ زاں بعد ایک خشک روٹی نکال کر اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے بسم اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے استعانت چاہو ان پر بھروسہ کر و خود کو پوشیدہ رکھو اور اپنے امور میں حزم واحتیاط کو کام میں لاؤ۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات اس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کی نیت میں اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں چلئے۔

یہ کہہ کر وہ حضرات فوراً کھڑے ہو گئے۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ ان کے آگے آگے ہوئے اور یہ حضرات چل پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو شخصوں کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ ان کو اطلاع دے دیں کہ آج صبح طلوع آفتاب کے وقت قلعہ کی طرف لشکر بھیج دیں اور اب ہم ادھر جا رہے ہیں۔

حضرت دامس رحمتہ اللہ علیہ کا بھیس بدل کر قلعہ کی طرف جانا

کہتے ہیں کہ یہ حضرات حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف چلے اور دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رات کے اندھیرے میں پشت پر بکری کی کھال ڈالے چاروں ہاتھ پیروں سے اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے چھپتے چھپاتے چلے جا رہے تھے جب آہٹ یا کوئی کسی قسم کی چاپ محسوس ہوتی تو فوراً جس طرح کتا ہڈی کو چباتا ہے اسی طرح آپ اس سوکھی روٹی کو توڑنے لگتے تھے۔ مسلمان آپ کے پیچھے پیچھے تھے کبھی چھپتے تھے اور کبھی چلنے لگتے تھے۔ کبھی پتھروں کی آڑ میں ہو جاتے تھے اور کبھی پر چل پڑتے تھے۔ اسی طرح یہ حضرات بڑھتے بڑھتے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ قلعہ کے اوپر سے انہیں پہرہ والوں کی آوازیں اور لوگوں کی بات چیت کی بھنبھناہٹ سنائی دینے لگی۔ پہرہ سخت ہو رہا تھا۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلعہ کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا اور برابر گھومتے رہے حتیٰ کہ ایک ایسے برج کے پاس پہنچے جہاں کے چوکیدار پڑ کے سو گئے تھے اور اوپر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی اس سے زیادہ اور برج بھی کوئی چھوٹا نہیں تھا۔ حضرت دامس رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا قلعہ کی بلندی اور مضبوطی تم خود دیکھ رہے ہو۔ پھر سنگین پہرہ اور رومیوں کی بیداری کسی حیلہ اور فریب کو نہیں چلنے دیتی۔ ایسی صورت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا یا دامس! ہمارے سردار نے آپ کو ہم پر افسر مقرر کیا ہے۔ آپ نہایت جری اور دل کے مضبوط شخص ہیں اور ہم آپ کے تابع فرمان آپ جس کام میں مسلمانوں کی بہتری دیکھیں ہمیں حکم دیں

ہم اس سے نہیں ہٹ سکتے۔ خدا کی قسم! اگر ہمارے جسم کٹ کٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اور روحیں عالم بالا کو چلی جائیں تو ہم پر یہ زیادہ آسان اور اس سے سہل ہے کہ ہم بلا فائدہ اور کوئی کام کئے بغیر واپس پھر جائیں۔ آپ کا حکم دینا اور ہمارا کام کرنا اور اس کو بجا لانا۔ ہم آپ سے کام میں پیچھے نہیں رہ سکتے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ العزیز تلواروں کے سائے، اللہ پاک کی اطاعت دین اسلام کی نصرت اور اپنے مسلمان بھائیوں کی رضامندی ہی میں جان دینے والے ہیں۔ حضرت دامس ؒ نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہارے کاموں کو مقبول فرمائیں اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری نصرت کریں۔ اگر تمہارا یہی ارادہ اور ایسی ہی نیت ہے تو اس قلعہ کی دیواروں پر چڑھ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو آدمیوں کو چونکہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں بھیج دیا تھا کہ وہ ہماری اطلاع دے دیں اور کہہ دیں کہ فجر کے وقت لشکر کو ادھر بھیج دیا جائے اس لئے اٹھائیس آدمی ان کے پاس رہ گئے تھے۔ ان سے انہوں فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس قلعہ پر چڑھ جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا یا ابوالہول! یہ ہم کس طرح کر سکتے ہیں اور بغیر سیڑھی (مزدبان) کے قلعہ پر کیونکر چڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو پھر سات ایسے آدمیوں کو کہ اگر ان کے مونڈھوں پر اس تمام برج کا بوجھ بھی ڈال دیا جائے تو ان پر کسی طرح گراں نہ گزرے اور جو جست بھرنے والے شیروں کی مانند تھے منتخب کئے پھر خود اکڑوں بیٹھے اور ان سات شخصوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ میرے شانوں پر جس طرح میں بیٹھا ہوں اسی طرح بیٹھ کر قلعہ کی دیوار کو ہاتھ سے تھام لے اور مجھ پر کافی زور دے دے۔ جس وقت وہ آپ کے مونڈھے پر دیوار تھام کے اکڑوں بیٹھ گیا تو آپ نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ وہ دیوار کا سہارا لے کر اس پہلے شخص کے مونڈھے پر اسی طرح بیٹھ جائے اور دیوار پر وزن تولے رکھے۔ پھر تیسرے کو دوسرے پر اور چوتھے کو تیسرے پر اسی طرح بیٹھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ ساتوں آدمیوں کو لگا تار اسی طرح علی الترتیب اپنے اوپر بٹھا لیا۔ جب آپ نے سمجھ لیا کہ اب ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھ چکے ہیں تو اس ساتویں شخص کو جو سب کے اوپر بیٹھا تھا اس کے ساتھی کے شانے پر کھڑا ہونے کا حکم دیا وہ شخص قلعہ کی دیوار کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا تو چھٹے کو حکم دے دیا۔ اسی طرح پھر پانچواں پھر چوتھا پھر تیسرا پھر دوسرا اور پھر پہلا کھڑا ہو گیا اور ہر شخص نے دیوار پر ہاتھ سے سہارا رکھا۔ سب کے آخر میں آپ خود کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہوتے ہی سب سے اوپر والا شخص دیوار کے کنگروں تک پہنچ گیا اور اس نے ان کنگروں کو پکڑ کر ایک ایسی جست کی کہ قلعہ کے برج میں جا پہنچا۔ اس برج کے چوکیدار کو اس نے دیکھا کہ وہ شراب کے نشہ میں مدہوش پڑا ہے اس نے اس کے ہاتھ اور پیر پکڑ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا دیا اور مسلمانوں نے اس کے گرتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ آگے بڑھا تو وہاں دو اور چوکیدار شراب کے نشہ میں پڑے ہوئے پائے۔ اس نے انہیں بھی اپنے خنجر سے ذبح کر کے مسلمانوں کی طرف پھینک دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کے اس نے اپنا عمامہ اپنے ساتھی کی طرف کہ جس کے شانے پر یہ سوار ہو کے قلعہ پر آیا تھا لٹکایا اور جس وقت اس نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو ایک رسی اسی کام کے واسطے دیدی تھی جس نے اپنے ساتھی کو اس کے ذریعہ کھینچ لیا تھا۔ بہرحال ان دونوں نے پھر تیسرے اور پھر ان تینوں نے چوتھے کو کھینچا اور اسی طرح یہ ساتوں قلعہ کے اوپر چڑھ گئے پھر ان ساتوں نے ان بقیہ لوگوں کو جو وہاں کھڑے تھے کھینچنا شروع کیا اور ایک ایک کر کے تمام آدمیوں کو کھینچ لیا۔ سب کے بعد حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی طریقہ سے اوپر پہنچ گئے

اوران کے پاس پہنچ کے ان سے فرمانے لگے تم اسی جگہ کھڑے رہو حتیٰ کہ میں تمہارے پاس اس قوم کی خبر لے کر آؤں کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہ کرنا۔

یہ کہہ کر آپ وسط قلعہ کی طرف جہاں یوقنا کا مکان تھا چلے اور اس کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ رومی لشکر کے سردار اور افسر نیز اکابر قوم یوقنا کے گرد تھے اور یوقنا ان کے درمیان میں دیباج کے سنہرے فرش پر آبدار موتی پہنے اور جوہرات کا جڑاؤ پٹکا باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ مشک اور عود عنبر کی سونے چاندی کی انگیٹھیوں میں تبخیر ہو رہی تھی اور قوم کھانے پینے میں مشغول تھی۔ یہ دیکھ کر دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آدمیوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا بہادران قوم! یہ یاد رکھو! ان میں چونکہ لڑنے والی جماعت بہت زیادہ ہے اس لئے اب اگر ہم ان پر حملہ آور ہو گئے تو ان کی کثرت اور زیادتی کی وجہ سے ان سے کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ہم انہیں کھانے پینے پر چھوڑتے ہیں اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے۔ ہاں البتہ جس وقت صبح ہو جائے گی تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے اپنی تلواروں کی پیاس بجھالیں گے۔ اس وقت اگر ہم ان پر فتح یاب ہوئے تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے انہیں ذلیل کرادیا تو یہ عین ہماری خوشی اور خواہش کے موافق ہوگا۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو چونکہ صبح نزدیک ہوگی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہمارے ان دو آدمیوں نے اطلاع دے دی ہوگی اس لئے ہماری اعانت کے واسطے اسلامی لشکر پہنچ جائے گا۔

مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں آپ کے خلاف نہیں کر سکتے۔ نیز اب ہم دشمن کے قلعہ میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ہمیں سوائے صدق جہاد، حزم واحتیاط اور ہماری قوت بازو کے اور کوئی چیز پناہ نہیں دے سکتی۔

حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں دروازے کی طرف جاتا ہوں شاید دروازے کے نگہبانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے تمہارے لئے دروازہ کھول سکوں۔

حضرت دامس ابوالہول کا حلب کے قلعہ کو فتح کرنا

کہتے ہیں کہ قلعہ کے دو دروازے تھے جن کے مابین ایک دہلیز تھی بواب (پاسبان) ان دونوں کو اندر سے بند رکھتے تھے۔ کچھ آدمی یہاں ہتھیار بند رہتے تھے اور ان کے علاوہ باری باری سے تین آدمی نگہبانی کا کام کیا کرتے تھے۔ جب دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں آئے تو انہوں نے دروازہ کو اندر کی طرف سے بند پایا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت سٹپٹائے اور انہیں یہ نہایت ناگوار معلوم ہوا اور دروازہ کے ستون کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں ایک پتھر کو رکھے ہوئے دیکھا آپ نے وہ پتھر ہٹایا اور اس سوراخ میں سے جو پتھر ہٹانے کے بعد ظاہر ہوا تھا آپ دروازے کے اندر یعنی اس دہلیز میں جو دونوں دروازوں کے مابین تھی داخل ہو گئے۔ دہلیز میں تمام پہرے والے شراب کے نشہ میں مخمور تھے۔ آپ نے اپنے خنجر سے اول تمام کا کام تمام کر دیا۔ ازاں بعد دونوں دروازوں کو جو دہلیز سے ایک قلعہ کے اندر کی طرف تھا اور دوسرا باہر کی جانب کھول کے اسی طرح ان کے کواڑوں کو بند رکھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آئے۔ اس اثناء میں صبح بھی قریب ہو گئی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جوانان عرب! میں تمہارے لئے دروازہ کھول آیا ہوں اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر آیا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ حضرات دروازوں کے پاس چلیں اور حزم واحتیاط کو کام میں لاتے رہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ بقیہ قوم بھی تمہارے خنجروں کا لقمہ اور مسلمانوں کی تلواروں کی پیاس بجھانے والی ثابت ہوں گی۔

مسلمان یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے خنجروں کو سنبھالا ڈھالوں کو لٹکایا اور چھپ چھپ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ یہاں آ کے آپ نے ایک آدمی کو اسلامی لشکر میں روانہ کیا تاکہ ہمارے قلعہ میں پہنچ جانے کی خبر دے دے۔ پانچ آدمیوں کو دروازوں پر متعین کیا اور خود بقیہ آدمیوں کو لے کر یوقنا کے گھر کی طرف چلے۔ جس وقت اس کے پاس پہنچ گئے تو تکبیروں کی آواز بلند کی۔ آواز سنتے ہی قلعہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر دروازے کی طرف لوٹے اور ہر شخص جنگ کے لئے تیار ہو ہو کے ایک ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ افسران رومی اس چھوٹے سے دستہ کی طرف چلے اور آپس میں چیخ چیخ کر کہنے لگے کم بختو! یہ مصیبت کس طرح نازل ہو گئی اور عربوں کا یہ حیلہ اور مکر ہم پر کیونکر چل گیا۔

یوقنا نے اپنی فوج کو للکار کر حکم دیا کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لو۔ مسلمانوں نے بھی تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور ایک متفقہ آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ فضائے آسمانی میں گونجنے لگا جس سے رومیوں کے خیال میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مسلمانوں سے یہ قلعہ ڈٹا اور بھرا پڑا ہے۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ ہر بہادر اور جری لڑائی کے کرشمے اور جنگ کے کرتب دکھانے لگا۔ شور وغا بلند ہوا نیزے بیکار ہو گئے۔ تلواریں بڑھ بڑھ کر کام کرنے لگیں۔ خون کی ندیاں بہنے لگیں اور ہاتھ اور شانے کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ رومیوں پر بلائیں اتریں اور مسلمانوں کی تکبیریں قلعہ کی چار دیواری سے ٹکرا ٹکرا کر اپنی ہیبتوں سے دلوں کو پاش پاش کرنے لگیں۔

ابن اوس رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں بھی اس جنگ میں شریک تھا اور رومیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں میں بھی مسلمانوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ رومی نہایت سختی اور بے جگری کے ساتھ حملہ کر رہے تھے اور مسلمان حملہ آور شیروں کی طرح رومیوں کو بکریوں کی طرح موت کے گھاٹ اتارتے جاتے تھے۔ میں نے حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ شدید اور سخت لڑنے والا اس دن کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد میں نے ان کے بدن پر تہتر زخم شمار کئے تھے جو تمام کے تمام جسم کے اگلے حصہ پر تھے۔ لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی اور ہمارا ہر ایک آدمی ایک دوسرے کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے ساتھی کو بچاتا جاتا تھا۔ ہم تئیس آدمی رہ گئے تھے اور چار بزرگ جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ گئے تھے وہ حضرات حسب ذیل تھے:۔

اوس بن عامر حزمی بنی حزم ۱؎، ابو حامد بن سراقہ حمیری ۲؎، فارع بن مسیب تمیمی ۳؎ اور فزارہ بن مراد عوفی ۴؎ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دامس رحمہ اللہ کی مدد کو پہنچ جانا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نوفل بن سالم نے اپنے دادا عویلم بن جازم سے روایت کی ہے کہ میں (یعنی عویلم) بھی قلعہ حلب میں حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستہ میں کھڑا ہو کر لڑ رہا تھا ہم میں سے جو شہید ہو چکے تھے وہ ہو چکے تھے مگر یہ حضرات بھی شہید ہو گئے۔ ملاعب بن مقدام بن عروہ حضرمی جو غزوہ حدیبیہ اور جنگ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے۔ مرارہ بن ربیعہ عامری۔ ہلال بن امیہ کعب کے بھتیجے وہ کعب جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہوئے تھے۔ اب ہم بیس آدمی رہ گئے تھے اور قلعہ میں جو بلائیں نازل ہو رہی تھیں انہیں ہم ہی خود جان رہے تھے۔ پانچ ہزار رومی آہنی دیوار بن کر ہمارے سامنے ڈٹے کھڑے تھے ہم پر ہجوم کر رکھا تھا اور ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک جیش زحف کے ایک ہزار بہادر لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہماری کمک کے لئے پہنچ گئے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہماری وجہ سے نہایت متفکر اور اندوہ گیں تھے اور ہماری خبر لینے کے لئے

متواتر کوشش فرما رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ قریب ہی آ کر خیمہ زن ہو گئے تھے۔ حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن دو آدمیوں کو خبر دینے کے لئے روانہ کیا تھا وہ پہلے حضرت خالد بن ولید ؓ ہی سے ملے تھے اس لئے جلدی کر کے آپ ہی ہماری کمک کو دوڑ پڑے تھے اور ہمیں نہایت سختی اور ابتلاء میں مبتلا پایا تھا۔ آپ کے آنے سے قلعہ میں ایک شور بلند ہو گیا اور رومی آپ کی آواز سنتے ہی بادل کی طرح پھٹ گئے۔

حضرت اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رومی قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ہمارے پاس سے ان کا ہجوم منتشر ہو گیا تو ہماری جان میں جان آئی دل مضبوط ہوئے اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ اور انہی جیسے دوسرے دلاوران اسلام گردنیں مارتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے لڑائی نے اہمیت پکڑی ہم نے جان توڑ حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو خاک وخون میں غلطاں کر کے اکثروں کو گرفتار کر لیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر قلعہ میں ہمارے پاس پہنچ گئی۔ رومیوں نے جب یہ دیکھا تو ان کی کھوئی ہوئی عقل اب واپس آئی کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہتھیار پھینک دیئے لڑائی سے ہاتھ روکے اور زور زور سے پکارنا شروع کیا لفون لفون (امان امان) یہ سنتے ہی مسلمانوں نے بھی شمشیر بے نیام کو میان میں اور ان کے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ بھی عساکر اسلام کے ساتھ اب یہاں پہنچ گئے اور آپ کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی فوج قلعہ کے پاس آ گئی۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ رومی امان طلب کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے تلوار دودم کو میان میں کر کے ان کے سروں سے موت کی منڈلاتی ہوئی چیل کو دور کر دیا ہے اور آپ کی تشریف آوری اور رائے عالی کے منتظر ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں نے توفیق رفیق اور ہدایت کو مشعل راہ بنالیا ہے ایسا ہی چاہئے تھا۔

یوقنا والی حلب کا اسلام لانا

اس کے بعد آپ نے قلعہ کے مرد زن کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر کر دئے گئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سب سے پہلے سردار یوقنا اور اس کے افسران لشکر کی ایک جماعت نے اسلام کی طرف سبقت کی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے مال واسباب اور اہل وعیال کو ان کے سپرد کر دیا۔ کاشت کاروں اور نواحی قلعہ کے جو دیہاتی رہ گئے تھے آپ نے ان کے ساتھ مراعات کر کے ان کے جرائم کو معاف کر دیا اور اس بات کا عہدہ لے لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح والوں اور اہل جزیہ کی طرح رہیں گے اور کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ان کے بڑے بوڑھوں کو چھوڑ دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں تک چلے گئے۔ بعد ازاں آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا سامان نکال لائیں۔ مسلمانوں نے سونا چاندی اور سونے چاندی کے ظروف اس قلعہ سے اس قدر نکالے جو زائد از شمار تھے۔ آپ نے ان میں سے خمس نکالا اور باقی کو مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔

حضرت دامس ابوالہول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہوشیاری اور فنون جنگ کی عجائبات لوگوں میں مشہور ہوئیں اور آدمی آپ ہی کے قصے ہر طرف دہرانے لگے۔ آپ کے زخموں کا علاج کیا گیا اور جب تک آپ اور آپ کے ساتھیوں کے زخم مندمل نہ ہو گئے اس وقت تک مسلمان یہیں اقامت گزین رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت دامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوہرا حصہ دیا تھا۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے امراء اور اکابر مسلمین کو جمع کر کے اپنے کام میں مشورہ

کیا اور فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جن کے لئے ہزار ہزار حمد اور لاکھ لاکھ شکر ہے اس قلعہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرا دیا اور اب کوئی جگہ سوائے انطاکیہ کے جو ملک ہرقل کا دار السلطنت اور رومیوں کی عزت کی صدارت کی کرسی ہے ایسی باقی نہیں رہی جہاں سے ہمیں دشمن کے خروج کا خوف ہو۔ وہی ایک جگہ ایسی باقی ہے جہاں ملک ہرقل کے علاوہ اس کے دوسرے باجگذار سلاطین اور ولیان ملک بھی مجتمع ہیں۔ ایسی صورت میں اب ہمیں انطاکیہ کی طرف قصد اور اس پر فوج کشی کرنا چاہئے اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

یہ سنتے ہی سب سے پہلے سردار یوقنا والی حلب کھڑا ہوا اور عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا ایہا الامیر! اللہ غالب و بزرگ و برتر نے آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد اور تائید جو فرمائی ہے اور ہر جگہ فتح ونصرت کے ساتھ آپ کا ساتھ جو دیا ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آپ کا دین دین قیم اور صراط صراط مستقیم اور آپ کے نبی بلاشک وشبہ نبی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی۔ انجیل مقدس میں ان کا ذکر آیا کہ وہ خاتم الانبیاء حق و باطل میں تفریق کرنے والے، کریم اور یتیم ہوں گے ان کے والدین کی وفات ہو جائے گی اور ان کی کفالت ان کے دادا اور چچا کریں گے۔ ایہا الامیر! کیا ایسا ہی ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں ہمارے نبی وہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) یوقنا! میں تمہارے معاملے میں بہت حیران ہوں کل تو تم ہمارے ساتھ لڑ رہے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہمارے لشکر کو ہزیمت دے دو۔ ہماری رسد روک لیتے تھے راستہ بند کر دیتے تھے کہ ہم تک سامان خورد ونوش نہ پہنچ سکے اور آج یہ کہہ رہے ہو۔ نیز میں نے تمہارے متعلق یہ سنا تھا کہ تم عربی قطعاً نہیں جانتے مگر اب نہایت فصاحت سے بول رہے ہو۔ یہ اتنے میں کہاں سے سیکھ لی؟

یوقنا کا اپنا خواب بیان کرنا

یوقنا نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایہا الامیر! کیا اس پر آپ کو تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا سردار! جناب کو واضح ہو کہ میں کل رات آپ کے متعلق غور وفکر کر رہا تھا کہ یہ ہمارے قلعہ تک کس طرح پہنچ گئے اور انہوں نے اسے کیونکر فتح کر لیا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ اور کوئی گروہ ضعیف اور کمزور نہیں تھا اور اب یہ ہمارے اوپر اس طرح غالب آ گئے۔ یہی خیال کرتا کرتا اور دل میں یہی سوچتا سوچتا میں سو گیا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو چاند سے زیادہ روشن اور عمدہ اور خالص مشک کی بو سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا گیا یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اب گویا میں سوال کر رہا ہوں کہ اگر یہ سچے اور برحق نبی ہیں تو اپنے رب سے میرے لئے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے عربی زبان سکھا دیں۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا یوقنا! میں وہی محمد ہوں جس کی بشارت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر تو چاہئے تو کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اسے بوسہ دیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام لے آیا۔ آپ ﷺ نے میرے واسطے عربی زبان کی دعا فرمائی اور میری آنکھ کھل گئی'' ۔ اس رات میرا منہ بہت تیز خوشبو والے مشک کی طرح معطر تھا اور میں عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں اٹھ کے اپنے بھائی یوحنا کے مکان میں آیا اس کے کتب خانہ کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ بعض کتب میں ان کے متعلق حالات پڑھے۔ ان کی صفات جو ان میں لکھی ہیں معلوم کیں اور جو ہونے والے واقعات ہیں ان کو دیکھا، ہو بہو تمام صفات صحیح پائیں اور آپ کے حالات و واقعات میں یہ بھی معلوم کیا کہ سب سے زیادہ آپ کے دشمن یہود ہوں گے ایہا الامیر! کیا یہ صحیح ہے اور ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ قوم نہایت سختی کے

ساتھ آپ کی طلب اور تلاش میں رہی اور برابر دشمنی کرتی رہی حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان پر فتح بخشی اور ہم نے ان کے سردار کو قتل کر کے ان کے قلعے ان سے چھین لئے۔ یوقنا نے کہا میں نے ان کی سیرت اور صفات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ انہیں ان کے اصحاب۔ مسلمین یتامی اور مساکین کے لئے کچھ ہدایات اور وصایا فرمائیں گے۔ کیا ایسا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ ہدایت نازل ہوئی ہے:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ٥﴾ (الشعراء: ۲۱۵)

''(اے محمد ﷺ) مومنین میں سے جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ہے ان کے لئے اپنے بازو جھکا دیجئے (یعنی ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیے)''

یتیم اور مسکین کے متعلق فرمایا ہے:

﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى٥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى٥ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى٥ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ٥ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ٥﴾ (والضحیٰ: ۶ تا ۱۰)

''کیا تمہیں (اللہ پاک نے) یتیم نہیں پایا پس جگہ دی اور راہ بھولا ہوا پایا پس ہدایت کی اور نادار پایا پس مالدار کیا پس یتیموں پر غصہ نہ کیجئے اور سائلوں کو نہ جھڑکیئے''۔

یوقنا نے کہا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ضال کیوں فرمایا اور ضلالت کی صفت سے کیوں منسوب کیا حالانکہ آپ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے نزدیک نہایت مرتبہ والے اور کریم تھے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ[1] نے فرمایا ضال کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی محبت کی وادی میں سرگرداں اور پریشان حال پھرتے دیکھا تو اپنے دیدار اور حضوری کی طرف تمہیں راہ بتا دی۔ اپنے مکاشفہ اور مقام کی طرف تمہاری راہبری کی تاکہ ہمارے پاس آنے کا راستہ تم پر آسان ہو جائے اور مقام مشاہدہ میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کی توفیق عنایت کر دی یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے تمہیں جستجو کے دریا میں تلاش کی کشتی پر ادھر ادھر پھرتے دیکھا تو سواحل حق کا تمہیں راستہ بتا دیا اور مشاہدہ کی حقیقتوں کے سایہ تک تمہیں پہنچا دیا تاکہ تمہارا قلب اغیار سے علیحدہ ہو کر یکسوئی کی طرف مائل ہو جائے یا یہ کہ تم اپنے دل میں ظاہر بین اشخاص کے لئے متفکر اور خبروں کے جنگل میں متوحش اور ادھر ادھر خبریں حاصل کرنے کے لئے محبوب حقیقی تک پہنچنے کے شوق میں پریشان تھے اور تمہیں اب تک کوئی خبر نہیں ملی تھی کہ اور نہ کسی ہمارے نشان تک پہنچے تھے حتیٰ کہ ہم نے اپنے خوشنودی کے طریقوں کو تم پر کھول دیا اور کشادہ اور فراخ جگہ تک تمہیں پہنچا دیا۔

یوقنا! اور اے خدا کے بندے! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ مومن کے نزدیک علم کے انبار سے کوئی خزانہ بہتر حلم و بردباری سے کوئی مال زیادہ نافع، غصہ اور غضب سے کوئی زیادہ رسوائی، دین سے کوئی زیادہ واضح نسب عقل سے کوئی زیادہ زیور، جہل سے کوئی زیادہ شرارت، تقویٰ سے کوئی زیادہ شرافت، ترک خواہش نفس سے کوئی زیادہ کرامت، صنعت وقدرت باری تعالیٰ میں غور وفکر کرنے سے کوئی زیادہ عمل فضیلت، صبر سے کوئی زیادہ نیکی، کبر وتکبر سے کوئی زیادہ برائی، نرمی اور افاقت سے زیادہ نرم کوئی دوا، خوف سے کوئی زیادہ تکلیف اور دکھ پہنچانے والی بیماری، حق اور سچائی سے کوئی زیادہ عادل قاصد، صدق سے کوئی زیادہ واضح دلیل، طمع سے کوئی زیادہ

[1] ایک نسخہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہی نام ہے۔ واللہ اعلم۔

ذلیل کرنے والا فقر، جمعیت اور حصول قوت کمال سے کوئی زیادہ بے نیازی، صحت سے کوئی زیادہ طمع، عفت سے کوئی زیادہ مبارک جینا، خشوع سے کوئی زیادہ اچھی بات، قناعت سے کوئی زیادہ بہتر زہد، خاموشی سے کوئی زیادہ محافظ، اور موت سے باوجود دور اور غایت رہنے کے کوئی زیادہ قریب نہیں ہے''۔

حضرت معاذ بن جبلؓ[1] کا یہ کلام سن کے خوشی کے مارے یوقنا کا چہرہ چمکنے لگا اور اس نے کہا میں نے اپنے بھائی یوحنا کی کتاب میں شب گذشتہ کو ایسا ہی پڑھا تھا اور یوحنا نے اس میں یہ بیان کیا ہے کہ میں نے توریت و انجیل میں اسی طرح دیکھا ہے۔

اس کے بعد یہ سجدہ میں گر پڑا اور شکر کی نیت سے زمین کو بوسہ دیا اور کہا خداوند تعالیٰ جل وعلی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہوں نے مجھے اس دین کی طرف ہدایت بخشی۔ خدا کی قسم! میرے قلب میں اب یہ دین راسخ ہوگیا ہے اور میں اب یہ پوری طرح سمجھ اور جان گیا ہوں کہ یہ دین حق ہے۔ میں جیسا کہ طاعت شیطان میں ہو کر لڑا ہوں اسی طرح بہت جلدی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بھی لڑوں گا۔ اس دین کی ضرور مدد کروں گا حتیٰ کہ اپنے بھائی یوحنا کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر ان زیادتیوں پر جو اس نے اپنے بھائی کے حق میں روا رکھی تھیں انہیں یاد کر کر کے زار و قطار رونے لگا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (یوسف: ۹۲)

''آج تمہارے لئے کوئی سرزنش نہیں اللہ پاک تمہارے لئے مغفرت فرمائیں گے وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں''۔

تمہارا بھائی اعلیٰ علیین میں حوروں کے ساتھ ہے اور تم اب جب کہ اسلام لے آئے ہو تو اپنے تمام گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہوگئے ہو جیسا کہ تمہاری والدہ نے تمہیں آج ہی جنا ہو۔

یوقنا یہ سن کر رو دیا اور کہا آپ مسلمانوں کو میری اس قوم پر گواہ رکھیئے کہ جس وقت میں جہاد فی سبیل اللہ اور مشرکین سے مقاتلہ کروں گا تو اس کا ثواب میرے بھائی یوحنا کے اعمال نامہ میں مندرج ہوگا اور میں یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں گا اور اپنی گذشتہ خطاؤں کا کفارہ اس طرح ادا کروں گا۔

آپ نے فرمایا یا عبداللہ! اب ہمیں تم یہ بتلاؤ کہ ہم کدھر کا رخ کریں۔ یوقنا نے کہا ایہا الامیر! اعزاز کا قلعہ نہایت مستحکم اور مضبوط ہے۔ فوج بھی وہاں بہت زیادہ ہے اور سامان خورد و نوش بھی اہل قلعہ کے پاس کافی ہے۔ وہاں کا حاکم میرا چچیرا بھائی دراس بن حوفناس ہے جو شدت حرب و ضرب میں اور شمشیر زنی میں گویا اپنی مثال آپ ہے۔ اگر جناب نے اسے چھوڑ کر انطاکیہ کا رخ کیا وہ حلب اور قنسرین پر تاخت و تاراج اور لوٹ مار شروع کر دے گا اور اپنی شرارت اور بدخوئی سے ان ممالک میں قتل و خون ریزی کر کے یہاں کے لوگوں کو گرفتار کر کے لے جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے متعلق کیا تدابیر ہمیں اختیار کرنی چاہیں؟ واقعی تم نے سچ کہا اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری زبان پر حق جاری کرا دیا۔

یوقنا نے کہا میری عقل میں اس وقت ایک بات آئی ہے اگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اسے پورا کر دیں۔ آپ نے فرمایا اللہ جل

[1] ایک نسخہ میں ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

حوالہ تمہاری زبان کو مبارک فرمائیں کہو کیا تدبیر سمجھ میں آئی ہے؟ یوقنا نے کہا ایہاالامیر! میری سمجھ میں یہ ترکیب آئی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوں۔آپ مسلمانوں کے سوسوار جو رومیوں کے لباس میں ملبوس اوران کی ہیئت میں ہوں میرے ساتھ کر دیں۔ میں انہیں لے کر اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ میرے بعد آپ کسی عرب سردار کو ایک ہزار جانباز جو تیز رو گھوڑوں پر سوار ہوں دے کر میرے تعاقب میں بھیج دیں۔ میں اپنے ان سوسواروں کو لے کر ایک فرسخ کے فاصلے پر اس صورت سے اس سردار کے آگے آگے چلوں گا کہ گویا میں شکست کھا کر اس سردار سے بھاگ رہا ہوں اور وہ میرا تعاقب کرتا ہوا مجھے دباتا ہوا چلا آرہا ہے۔ میں جس وقت اعزاز کے پاس پہنچوں گا تو میں اور میرے ساتھی چلانا اور شور وفریاد کرنا شروع کر دیں گے۔ دراس یقیناً ہماری آواز سن کر ہمارے پاس آئے گا اور سب سے پہلی ملاقات میں یہی سوال کرے گا کہ کیا ہوا؟ میں اس سے کہوں کہ مسلمانوں کو جل دینے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا مگر پھر جھانسہ دے کر نکل بھاگا۔ عرب میرا تعاقب کرتے ہوئے میرے پیچھے بڑے چلے آرہے ہیں۔ یہ سن کر وہ مجھے اور میرے آدمیوں کو قلعہ میں لے جائے گا۔ آپ کے عرب سردار کو چاہئے کہ وہ قریب ہی ایک گاؤں میں جس کا نام میرہ (تیرہ) ہے پوشیدہ طور پر ٹھہر جائیں اور وہیں قیام رکھیں۔ نصف رات گزر جانے پر ہم وسط قلعہ میں پہنچ کر دشمن کی فوج میں تلوار رکھ دیں گے اور ان کا کام تمام کرنے لگیں گے۔ جس وقت فجر کا وقت ہو جائے تو اس عرب سردار کو چاہئے کہ وہ اپنے ان ایک ہزار سواروں کو لے کر ہماری کمک کو پہنچ جائے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جب یہ ترکیب سنی تو خوشی کے مارے آپ کا چہرہ دمکنے لگا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے آپ نے اس ترکیب کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے کہا یا امین الامت! اگر یہ شخص غدر اور بے وفائی نہ کرے اور اپنے دین کی طرف نہ لوٹے تو یہ تدبیر نہایت عمدہ اور اٹل ہے۔ آپ نے فرمایا **ان ربك لبا لمر صاد** تیرا رب (بھی) گھات اور فکر میں ہے۔ یوقنا نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین ترک کر کے تمہارا مذہب اس وقت اختیار کیا ہے جب میرے دل سے صلیبوں اور ان تصویروں کی بالکل عظمت جاتی رہی جن کی میں تعظیم کیا کرتا تھا۔ میرے دل میں اب سوائے محبت رحمٰن اور عشق سید کون ومکاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور کچھ نہیں رہا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ دنیا کے تمام ادیان سے افضل اور تمام ملل کے میلان سے رافع واعلیٰ ہے۔ **واللہ علی ما اقول وکیل** میں جو کچھ کہتا ہوں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس پر وکیل ہیں۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے رسول اور بندہ محمد ﷺ کی سوگند جن کی میں نے خواب میں زیارت کی اور جن کے معجزات کا معائنہ کیا اگر تم مجھ سے بدگمانی رکھتے ہو اور تمہارے دل میں میری طرف سے کچھ شک وشبہ ہے تو مجھے اس کام پر نہ مقرر کرو اور نہ اس کی اجازت دو۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا عبداللہ! اگر تم مسلمانوں کی خیر خواہی کو اپنا شعار رکھو گے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بے وفائی نہ کرو گے تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تمہارے ہر کام میں جس کا تم ارادہ اور قصد کرو گے معاون ومددگار ہوں گے۔ ہمیشہ صدق کو کام میں لاؤ اور راہ روی اور سچائی کو مدنظر رکھو تا کہ طریقہ نجات پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے دین کی بناء اور مذہب کی اصل صدق ہے اور بس اپنے بھائی مومنین کا طریقہ اختیار کرو اور ان کے نقش قدم پر ہمیشہ اپنا قدم رکھو۔ جانتے ہو کہ مومنین صادقین کا طریقہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہوا کھالیا۔ ستر ڈھانپنے کے لئے جو کپڑا کافی ہوا پہن لیا جہاں جگہ دیکھی وہیں بسرام کر دیا تم اپنے ملک، حکومت اور امارات کے چھوڑ دینے کا جن پر تم نے لات ماردی ہے ذرہ برابر بھی غم نہ کرو کیونکہ جو تم نے چھوڑا ہے وہ فانی ہے اور جس چیز کی طلب میں ہو وہ باقی ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمتیں فانی اور مٹ جانے والی ہیں اور آخرت باقی اور ہمیشہ رہنے والی

ہیں۔

یوقنا! تم آج گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو گویا ابھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ یاد رکھو! دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ آخر میرا ٹھکانہ میری قبر ہے میری مجلس میری خلوت ہے۔ نصیحت قبول کرنا میرا تفکر وتدبر ہے۔ میری گفتگو اور بات چیت کرنا قرآن شریف ہے میرا رب میرا انیس ہے ذکر واذکار میرا رفیق ہے۔ زہد میرا ہمنشین اور مصاحب ہے۔ غمگین رہنا میری شان ہے زندگانی میرا اشعار ہے۔ بھوکا رہنا میرا کھالینا ہے۔ حکمت میرا کلام ہے۔ مٹی میرا بستر ہے۔ تقویٰ میرا زاد راہ ہے۔ چپ رہنا میرا مال غنیمت ہے۔ صبر میرا معتمد ہے۔ توکل میرا حسب ہے عقل میری راہبر ہے عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یوقنا! یہ خوب سمجھ لو مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں اعجب لثلثة غافل لیس مغفول عنه وموصل الدنیا والموت بطلبه وبانی قصور والقبر مسکنه۔ ''میں تین شخصوں پر تعجب کرتا ہوں اول ایسا غافل کہ جس سے غفلت نہیں کی گئی دوسرے دنیا کا وہ طالب کہ موت اس کی جستجو میں ہو۔ تیسرا وہ محلوں کا بنانے والا جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔ ہمارے آقائے دوجہاں حضور سرورکون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اعطی اربعًا اعطی اربعًا.

''جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور مل گئیں''۔

اس کی تفسیر کلام پاک میں اس طرح ہے کہ جس شخص کو ذکر اللہ اور یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا (یعنی جس شخص نے اللہ پاک کو یاد کیا اور اسے ذکر اللہ کی توفیق عنایت کی گئی) اسے اللہ عزوجل یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ دوسری جسے دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہوا فرماتے ہیں ادعونی استجب لکم۔ مانگو میں قبول کروں گا۔ تیسری جسے شکر کی توفیق دی گئی اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی۔ ارشاد ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبذول کروں گا۔ چوتھی جسے طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں استغفروا ربکم انه کان غفارا۔ اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روات حضرت عامر بن زید ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح شام میں میں بھی موجود تھا اور قنسرین و حلب کے فتح کے وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے ہمراہ آپ کے لشکر میں کام کر رہا تھا۔ رومی جو ہمارے مذہب میں داخل ہو گئے تھے میں اکثر ان کا جلیس رہا کرتا تھا میں نے ان میں سے کسی آدمی کو یوقنا سے زیادہ اعتقاد میں مخلص، اجتہاد میں کامل، نیت میں خالص، جہاد میں حامی اور رومیوں کی جنگ کے فنون کا ماہر نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اس نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور رب العالمین کو اپنے سے راضی کر لیا۔ قلعہ حلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد رومیوں میں اس نے وہ کام کیا جو اس کے ابنائے جنس میں کوئی نہیں کر سکا۔ مسلمانوں کو اس نے سوتے اقامت کرتے رات کو اور نہ دن کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑا اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر فتح اعزاز

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہی کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یوقنا کو نصیحت و موعظت کر کے جب فارغ ہو گئے تو آپ نے سو سوار منتخب کر کے انہیں رومیوں کا لباس پہنایا اور یوقنا کے ساتھ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان دس قبائل میں سے دس دس آدمی منتخب کئے تھے۔(۱) طی، (۲) فہر، (۳) خزاعہ، (۴) سنیس، (۵) نمیر، (۶) حضارمہ، (۷) حمیر، (۸) باہلہ، (۹) تمیم، اور (۱۰) مراد۔ اور پھر ہر قبیلہ ان کے دس آدمیوں میں سے ایک ایک کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ بنی طی پر جزعیل بن عاصم، فہر پر مرہ بن مراحم خزاعہ پر سالم بن عدی۔ سنیس پر مسروق بن سنان۔ نمیر پر اسد بن حازم حضارمہ پر ماجد بن عمیرہ حمیر پر اس کا سردار ذوالکلاع حمیری، باہلہ پر سیف بن قادح تمیم پر سعد بن حسن اور مراد پر مالک بن فیاض رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقرر ہوئے تھے۔

جب یہ حضرات چلنے کے لئے آراستہ و تیار ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میں تمہیں اس شخص کے ساتھ جس نے اللہ ذوالجلال والاکرام اور محمد رسول اللہؐ کی خوشنودی اور ان کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے روانہ کر رہا ہوں میں نے تم میں سے ہر طائفہ پر اول ایک حاکم مقرر کیا ہے اور پھر سب پر خداوند تعالیٰ کے اس نیک بندے کو حاکم مقرر کرتا ہوں جب تک یہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رضا پر قائم اور ان کے طریقہ پر گامزن ہے اس کی اطاعت کرتے رہنا اور جو کچھ یہ کہے اسے اجابت کے کانوں سے سننا۔

یوقنا کا فتح عزاز کے لئے جانا اور ان کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ ان حضرات نے اسلحہ زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ چل دیئے جس وقت یہ ایک فرسخ[۱] کے قریب نکل گئے تو حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کی ماتحتی میں ایک ہزار سوار دے کر انہیں ہدایت کی کہ ان کے پیچھے روانہ ہو جائیں اور اس عبد صالح کے حالات سے باخبر رہیں۔ نیز جس وقت قلعہ کے قریب پہنچ جائیں تو صبح فجر تک کمین گاہ میں چھپے رہیں اور پھر اپنے ان بھائیوں کی کمک کو پہنچ جائیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم کو توفیق عنایت فرمائیں اور راہ راست پر رکھیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ اپنی جمعیت کو لے کر روانہ ہو گئے اور فوج کے آگے آگے تمام دن چلتے رہے۔ جب رات ہوگئی اور قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو میرہ نامی گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ یہ گاؤں بالکل غیر آباد پڑا ہوا تھا۔ آپ یہاں چھپ رہے اور آنے والی بات کا انتظار کرنے لگے۔ یوقنا ان کے آگے آگے اعزاز کی سڑک پر تھے اور قلعہ اعزاز کا رخ کر رکھا تھا۔

حضرت خرعل بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستہ میں میں بھی تھا جب ہم اعزاز کے قریب پہنچ گئے تو یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے نوجوانان عرب! ہم اب دشمن کے قریب پہنچ گئے اور رومی چونکہ تمہاری زبان سے آشنا ہو گئے ہیں اس لئے اب آپس میں بات چیت کرنے سے احتراز و احتیاط کرو۔ میں محض تمہاری طرف سے مترجم ہوں خود ان سے کلام کرتا رہوں گا۔ تم بس اپنے کام میں ہوشیار رہو اور جس وقت مجھے دیکھو کہ میں نے دشمن کو قبضہ میں لے لیا ہے تو تم بھی جلدی کر کے اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ تقدیر کے توشہ کی خبر نہیں تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر پھر آگے کی طرف

---

[۱] فرسخ یعنی تین میل۔

روانہ ہو گئے۔

حضرت اکوس بن عباد مارنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کی جمعیت میں شامل تھا جب ہم اس گاؤں میں پہنچ گئے تو صبح کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک اس گاؤں کے غرب کی طرف سے یعنی جدھر سے ہم آئے تھے ادھر سے ہی ہمیں ایک اور لشکر آتا ہوا دکھلائی دیا۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ ہم سے اس لشکر کے متعلق میں دریافت کرنے لگے۔ جب آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ خود بہ نفس نفیس اس طرف تشریف لے گئے اور بہت تھوڑی سی دیر غائب رہ کے ایک نصرانی عرب کو اپنے ساتھ لے کر لوٹتے ہوئے آتے دکھلائی دیئے جب آپ اسے لے کر کمین گاہ میں واپس آ گئے تو آپ ہم سے خطاب کر کے فرمانے لگے جوانان عرب! یہ شخص کیا کہتا ہے؟ اس کی سنو! مسلمانوں نے کہا حضرت! آپ ہی اس سے دریافت فرمائیے کہ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پوچھو۔

مسلمانوں نے اس سے کہا تو کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا میں جبلہ بن ایہم کا بنی عم یعنی غسانی ہوں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا طارق بن سنان (شیبان) آپ نے فرمایا تجھے عرب ہونے کی قسم! ہمارے دشمنوں کے متعلق تو جو کچھ جانتا ہے ہم سے من وعن بیان کر دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں جو کچھ جانتا ہوں اور مجھے جس قدر معلوم ہے میں وہ تمام بلا کم وکاست بیان کر دوں گا۔ مگر تمہیں بہت جلد اپنے دشمنوں سے قبل اس کے کہ وہ تم پر آ پڑیں محفوظ ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں۔ اس نے کہا اس لئے کہ رات والی اعزاز نے تمہارے پاس اپنا جاسوس جس کا نام عصمہ بن عرفجہ ہے روانہ کیا تھا اس نے یوقنا کا وہ تمام حیلہ اور مکر جو اس نے تمہارے سردار سے بیان کیا تھا سنا اور اسے ایک کاغذ پر قلمبند کر کے اس کاغذ کو ایک کبوتر کی دم میں جو اسی غرض سے اپنے ساتھ لایا تھا باندھ کر اس کبوتر کو تمہاری نماز ظہر سے قبل ادھر چھوڑ دیا وہ کبوتر جب والی اعزاز کے پاس آیا اور اس نے وہ رقعہ پڑھا تو مجھے اس نے حاکم راوندان لوقا بن شامس نامی کے پاس اپنی کمک کے لئے روانہ کیا۔ میں نے لوقا کو اس کا یہ پیام پہنچا دیا اور وہ اس کی کمک کے لئے پانچ سو سواروں کے ساتھ چل پڑا۔ یہ جو سامنے لشکر آتا ہوا دکھلائی دیتا ہے یہ وہی ہے۔ اب گویا تم اس کے سامنے ہو مجھے اپنے قول میں بالکل سچا سمجھو احتیاط کرو اور اس کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ افتاد پڑی اور ان پر یہ گزری کہ جس وقت وہ قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے والی اعزاز کو اس ہیئت میں پایا کہ یہ اپنی پیش قدمی کے لئے قلعہ سے باہر نکل آیا تھا۔ قلعہ کو اسلحہ اور تیاری جنگ سے آراستہ اور مضبوط کر لیا تھا۔ فوج کو ترتیب اور صف بندی کے ساتھ کھڑا کر دیا تھا۔ تین ہزار رومی ایک ہزار نصرانی عرب جو قوم غسان لخم اور جذام سے تعلق رکھتے تھے بالکل اس کے ساتھ لیس کھڑے ہوئے تھے۔ اطراف وجوانب کے وہ آدمی جنہوں نے اس کی پناہ تلاش کی تھی ان چار ہزار کے علاوہ تھے۔ جب یوقنا ان کے پاس پہنچے تو اس بد بخت والی اعزاز نے اپنی کسی بات سے ان کے دل میں کسی قسم کا بھی وہم نہ آنے دیا بلکہ گھوڑے سے اتر کر ان کا استقبال کیا اور اس طرح ان کی طرف بڑھا کہ گویا ان کی رکاب کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں قضا سے بھی زیادہ تیز ایک چھری تھی جب وہ ان کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کے گھوڑے کا تنگ کاٹ دیا اور آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ آپ اس سر کے بل زمین پر آئے ادھر ان چار ہزار رومیوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ پر حملہ بول دیا۔ ایک ہی یلغار میں سب کو قید کر لیا اور سب کی مشکیں کس دیں۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب والی اعزاز کی قید میں ہو گئے تو اس بدبخت نے آپ کے چہرے پر تھوکا اور کہا جب تو نے اپنے دین سے انحراف کر کے اپنے دشمنوں کا مذہب اختیار کر لیا تو مسیح علیہ السلام اور صلیب تجھ پر ناراض ہو گئے۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم میں تجھے ملک رحم ہرقل کے پاس روانہ کر دوں گا اور وہ ان عربوں کی گردنیں

اڑا دینے کے بعد تجھے انطاکیہ کے دروازہ پر سولی دے گا۔ یہ کہہ کر وہ ان تمام قیدیوں کو ہمراہ لے کر قلعہ میں چلا گیا۔
واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے یہ خبر ہوگئی کہ جاسوس نے اپنے خط میں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کے چلنے کے متعلق والی اعزاز کے پاس کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ جب حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے نصرانی عرب سے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا۔ اس نصرانی عرب کو باندھ کر اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر حاکم راوندان کے انتظار میں چھپ کے بیٹھ گئے۔ جب کسی قدر رات گزر گئی تو گھوڑوں کے پوڑوں کی آوازیں آنے لگیں۔ آپ بالکل خاموش اسی طرح بیٹھے رہے جب وہ کمین گاہ کے عین وسط میں آ گئے تو آپ بہادران مسلمین اور شہسوار مواحدین کو لے کر اٹھے۔ چکی کی طرح ان کے گرد گھومے اور انہیں اس طرح جیسے کہ آنکھ کی سفیدی سیاہی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دو دو مسلمانوں نے ایک ایک رومی پر حملہ کیا انہیں پکڑا اور گرفتار کر لیا۔ ان کے کپڑے اتارے انہیں زیب تن کیا۔ صلیبیں بلند کیں ان ہی کے نشانوں کو ہاتھ میں لیا اور کھڑے ہو گئے۔

نصرانی عرب کا اسلام قبول کرنا

اس کے بعد حضرت مالک اشتر نخعیؓ اس نصرانی عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو قبول کر لے تاکہ تو نے جو کفر کی حالت میں اعمال سیہ کیے ہیں وہ مذہب اسلام میں آ کر ایمان کی وجہ سے محو ہو جائیں اور تو ہمارا بھائی ہو کر دنیا میں اپنی اس مستعار زندگی کو پورا کر دے۔ اس نے کہا میرا دل آپ کے ساتھ اور آپ کے دین کی طرف مائل ہے۔ اللہ پاک اس شخص کا برا کریں جس نے ہمیں اس بہتر اور عمدہ دین سے لوٹا کر دوسرے راستہ پر لگا دیا۔ خدا کی قسم میں اس گروہ میں سے ہوں جو جبلہ بن ایہم غسانی کے ہمراہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے من بدل دينه فاقتلوه جو شخص اپنا مذہب بدل دے اسے قتل کر دو۔
آپ نے فرمایا یہ واقعی تو نے سچ کہا مگر یہ حدیث لا الہ الا اللہ کے پڑھ لینے کے ساتھ منسوخ ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ (الفرقان: ۷۰)

''مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل صالح کیا پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔''

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل، وحشی کی توبہ منظور فرمائی حالانکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے متعلق آیات نازل فرمائی تھیں۔ غسانی یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله۔ یا ملک! میرا دل باغ باغ ہو گیا اور میرا ٹوٹا ہوا قلب پھر از سر نو درست ہو گیا۔ اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں اور قیامت میں تمہاری لغزشوں سے درگزر یں۔ آپ اس کے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ پاک جل جلالہ تمہیں نیک توفیق عنایت فرمائیں اور ایمان پر ثابت قدم رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اب اپنے آئندہ اعمال سے پچھلے گناہوں کی تلافی کرو۔ اس نے کہا ایہا الامیر! آپ مجھ سے کیا کام کرانا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا والی اعزاز کے پاس جا کے حاکم راوندان کے آنے کی خبر دو

کہ وہ تیری مدد کے لئے چل پڑا ہے۔

اس نے کہا مجھے بخوشی منظور ہے میں ایسا ہی کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر جناب کو میرا اعتبار نہ ہو تو آپ میرے ساتھ اپنا ایک ایسا آدمی جس پر جناب کو کوئی وثوق ہو روانہ کر دیں تا کہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اسے سنتا رہے کیونکہ نصف رات گزر چکی ہے پہرہ سخت ہے دروازہ مقفل۔ میں رومیوں سے جو کچھ کہوں گا وہ خندق کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہوں گا۔ آپ نے اس کے ساتھ اپنے چچیرے بھائی راشد بن قیس کو ہمراہ کر کے یہ ہدایت کر دی کہ وہ اپنے کام میں ہوشیار رہیں۔ یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔

جس وقت اعزاز کے قریب پہنچے تو رومی سخت پہرہ دے رہے تھے سپاہی اور چوکیدار دیواروں پر متعین اور ہوشیار بیٹھے تھے۔ رومی نرسنگے بجا رہے تھے اور وسط قلعہ میں ایک شور و غوغا کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ طارق نے راشد سے کہا کہ یہ کیا خدا کی قسم! یہ تو لڑائی اور جنگ و جدل کے آثار ہیں۔ یہ دونوں حضرات بالکل خاموش ہو گئے اور کان لگا کر سننا شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ جو طارق کا خیال تھا وہ واقعی درست ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ والی اعزاز دراس کے ایک لاوان نامی جوان اور بہادر لڑکا تھا جسے یہ اکثر اوقات تحائف و ہدایا دے کر یوقنا کے پاس روانہ کیا کرتا تھا کیونکہ دراس اور یوقنا میں قرابت تھی اور وہ یوقنا کے پاس ماہ دو ماہ نہایت عزت کے ساتھ مقیم بھی رہا کرتا تھا۔ یہ حسب دستور ایک دفعہ عید صلیب کے موقع پر جو یوقنا کے قلعہ والے کنیسا میں ہوا کرتی تھی آیا ہوا تھا۔ یوقنا کے گھر میں چونکہ بلا تکلف اس کی آمد و رفت تھی۔ ایک روز اس نے یوقنا کی لڑکی کو جو اپنی سہیلیوں اور کنیزوں کے ساتھ نہایت آراستہ اور پر تکلف لباس سے ملبوس اور زر و جواہر سے مزین تھی دیکھ لیا تھا اور اس پر سو جان سے عاشق ہو گیا تھا۔ یہ کسی سے اسے بلا ظاہر کئے اور اس عشق کو اسی طرح چھپائے ہوئے جب گھر آیا تھا تو اس نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور اس کے چونکہ محض یہی ایک اولاد تھی جس سے یہ بے حد محبت کیا کرتی تھی اس لئے اس نے اسے یہ امید دلائی تھی کہ میں تیرے باپ سے اس کا ذکر کروں گی اور یہ کہوں گی کہ وہ حاکم حلب کے پاس تیری نسبت کے لئے خط روانہ کرے۔ اس میں میرا جس قدر مال خرچ ہو گا خرچ کر کے تیری شادی ضرور کرا دوں گی۔ نوجوان لاوان کا عشق یہ سن کر ذرا سکون اختیار کر گیا تھا مگر اسی اثناء میں اہل عرب نے آ کر حلب کا محاصرہ کر لیا تھا اور ان کے دل یہ خبریں سن سن کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جب یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ اس کے باپ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے اور سو مسلمانوں کو بھی اس نے قید کر لیا تو انہیں اس نے اپنے بیٹے لاوان کے مکان میں لا کر بند کر دیا اور اس کو یہ تاکید کر دی کہ ان کی نگہداشت کافی رکھیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا مجھے اپنے دین کی قسم! یوقنا مذہب کے بارے میں میرے باپ سے زیادہ عالم ہے۔ اگر وہ ان عربوں کے ساتھ جن کا اس نے مذہب قبول کر لیا ہے حق نہ دیکھتا تو کبھی ان کا مذہب قبول نہ کرتا اور پھر خصوصاً جب کہ اس نے ان کے ساتھ کافی جنگ بھی کی ہو۔ نیز ملک ہرقل کے لشکروں نے ان سے ہزیمت کھائی اور ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے باوجود ان کے کمزور اور ضعیف ہونے کے ان کی مدد فرمائی ہے۔ پھر میرا دل یوقنا کی بیٹی سے متعلق ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے اور سب سے اٹل اور عمدہ رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں اس قوم کو اس قید و بند سے رہائی دے دوں اور چچا یوقنا سے اس بات کا عہد لینے کے بعد کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں گے اور ان کا مذہب اختیار کر لوں کیونکہ وہ مذہب بالکل حق اور سچا ہے اور میں اس کے سبب اپنی مراد کو بھی پہنچ جاؤں گا اور چچا یوقنا اپنی لڑکی کی شادی بھی مجھ سے کر دیں گے۔

یہ سوچ کر یہ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا ان کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا چچا جان! میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو نیز آپ

کے تمام قیدیوں کو اس قید سے رہائی دے دوں۔ میں آپ کو اپنے اہل، باپ اور بادشاہ سے زیادہ بزرگ اور معظم سمجھتا ہوں۔ یہ آپ خوب جانتے ہیں کہ گھر بار چھوٹنا انسان پر نہایت شاق گزرتا ہے مگر میں ایمان کو کفر پر ترجیح دیتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس قوم کا مذہب سچ اور ان کی عقل غالب اور ذکر تسبیح و تہلیل ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ جناب اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں اور اپنے نیز اپنے ساتھیوں کی رہائی کو اس کا مہر تصور فرمائیں۔

یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بیٹا! اگر تم دنیاوی غرض سے اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو اپنی شادی کی مجھ سے ہرگز توقع نہ رکھو۔ تمہیں چاہئے کہ محض خالصاً لوجہ اللہ اسلام کو اختیار کرو تا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو اس کا تمہیں اجر دیں۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری منزل مقصود تک پہنچا دوں گا اور اس طرح دنیا اور دین دونوں کی سرخروئی تم حاصل کر لو گے لاوان نے کہا **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله**۔ یہ کہہ کر ان سب کو چھوڑ دیا اور ان کے اسلحہ ان کے سپرد کر دیئے اور کہا آپ حضرات تیار ہو جایئے میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں وہ شراب کے نشہ میں ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کام تمام کر دوں گا۔

یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا آپ حضرات گواہ رہیئے میں نے اپنی اور آپ حضرات کی رہائی اور آزادی کو اپنی لڑکی کا مہر مقرر کر کے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ لاوان اپنے باپ کے پاس پہنچے تو اسے قتل پایا اور اپنی ماں بہنوں کو اس کے پاس دیکھا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا یہ کام کس نے کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور ان کا دیدار حاصل کرنے کے لئے کیونکہ ہم نے تیری وہ تمام گفتگو جو تو نے یوقنا کے ساتھ کی تھی سنی اور ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ تو اس اہم کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ رومی مجتمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور ہمارے باپ کو تیرے اس مشورے کی اطلاع ہو جائے گی تو وہ تجھے قتل کر دے گا۔ اس لئے ہم نے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ لاوان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس لوٹ کے آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنے اس دستہ کو لے کر نکلے۔ وسط قلعہ میں تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور رومیوں کو قتل کرنے لگے۔ تمام قلعہ میں شور و ہنگامہ برپا ہونے لگا۔ چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ رومی اپنی اپنی جگہ سے نکل نکل کر بھاگے حیرانی و پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کو بھول گئے۔ تلواریں اور خنجر لے لے کر مسلمانوں کی طرف دوڑے اور ایک عجیب منظر قلعہ میں برپا ہو گیا۔

جب یہ شور و ہنگامہ اور چیخ و پکار قلعہ میں ہو رہی تھی اس وقت طارق بن اسنان اور راشد بن قیس قلعہ کی خندق پر پہنچے تھے اور یہ آہ و وایلا سن کر کھڑے ہو کے اس کو معلوم کرنے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے قرائن سے معلوم کر لیا کہ قلعہ میں جنگ ہو رہی ہے تو ہم حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے جو کچھ وہاں سنا تھا بیان کر دیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ سو مسلمان قیدیوں کی حفاظت کے لئے یہاں رہ گئے اور باقی تمام گھوڑوں پر سوار ہو کے قلعہ کی طرف بھاگ پڑے۔ نیزے تنے ہوئے تھے باگیں چھوٹی ہوئی تھیں اور گھوڑے ٹاپیں بھرتے ہوئے قلعہ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاوان سے کہا تھا کہ ہماری فوج کمک کے لئے ہمارے پاس آنے والی ہے۔ جب یہ فوج قلعہ کے پاس پہنچی اور لاوان نے محسوس کیا کہ اب قلعہ کے پاس فوج آ گئی ہے تو اس نے رومیوں سے کہا کہ حاکم راوندان ہماری مدد کو پہنچ گیا ہے چور دروازہ کھول دو۔

انہوں نے جب اسے کھولا اور قلعہ میں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ اپنی فوج کو لئے ہوئے پہنچے تو تکبیر وتہلیل کے فلک شگاف نعروں سے زمین گونج اٹھی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فتح اللہ ونصرہ خذل من کفر (اللہ تبارک وتعالےٰ نے فتح ونصرت کی اور جس شخص نے کفر کیا وہ ذلیل ہوگیا) کی آوازیں لگائیں اور محمد رسول اللہؐ پر درود شریف بھیجا۔ اہل اعزاز نے جب یہ دیکھا اور سمجھ لیا کہ اب ہماری خیر نہیں تو ہتھیار ہاتھ سے پھینک دئے۔ اور لفون لفون پکارنے لگے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھتے ہی تلوار میان میں کی قیدیوں کو حراست میں لے لیا۔ مال واسباب قبضہ میں کیا اور حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے شکریہ کے بعد تمہیں اس لڑکے (لاوان) کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے فرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی کام کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی ویسے ہی مقرر فرما دیتے ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابولبابہ بن منذرؓ سے جو فتوحات شام کے تمام معرکوں میں اول سے آخر تک رہے ہیں دریافت کیا کہ فتح اعزاز اور قتل دراس کس طرح واقع ہوا تھا میرا دل اس میں متذبذب ہے اور میں اس کی صحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تلواریں میان میں کر لی گئیں اور حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے قیدی، مال، کپڑے، سونا، چاندی اور ظرف جمع کر لئے تو آپ نے انہیں قلعہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اس کام پر حضرت قیس بن سعیدؓ کو جو جنگ یرموک میں میری طرح یک چشم ہوگئے تھے۔ نیز جو میری طرح ہی غزوہ بدر میں جناب رسول اللہؐ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے مقرر کیا۔ انہوں نے تمام مال واسباب اور قیدیوں کو قلعہ سے باہر نکال لیا جب قلعہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت مالک اشتر نخعی کھڑے ہوئے اور قلعہ میں دراس کی نعش تلاش کرنے لگے۔ جب ایک جگہ اسے مقتول پایا تو آپ کہنے لگے۔ اس ملعون کو کس نے قتل کیا ہے؟ لاوان نے کہا میرے بھائی لوقا نے جو مجھ سے عمر نیز عقل میں بھی بڑا ہے۔ آپ نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے حالانکہ یہ تیرا باپ تھا اور ہم نے رومیوں میں آج تک نہیں سنا کہ کسی بیٹے نے تیرے سوا کبھی اپنے باپ کو قتل کیا ہو۔

لوقا نے کہا مجھے اس کام پر آپ کے دین کی محبت نے مجبور اور برانگیختہ کیا تھا کیونکہ اس قلعہ کے گرجا میں ایک معمر پادری رہتا ہے جس سے ہم انجیل پڑھا کرتے تھے اور وہ ہمیں رومی زبان نیز حلال وحرام کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں تن تنہا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کا نام چونکہ ابوالمنذر تھا اس لئے میں اسے ابوالمنذر کہہ کے اپنی طرف مخاطب کر کے کہنے لگا یا اباالمنذر! کیا آپ کبھی بلاد شام کی طرف توجہ مبذول نہیں فرماتے؟ دیکھیے عرب اس پر کس طرح قابض ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس کے اکثر صوبوں کو فتح کر لیا۔ بادشاہ کی فوج کو ہزیمت دے دی اور برابر آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں یہ دنیا میں سب سے زیادہ ضعیف قوم تھی اس لیے کبھی ہمارا خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ عرب کبھی اس طرح بڑھتے چلے جائیں گے۔ اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں باوجود ان کے کمزور اور ضعیف ہونے کے اس طرح سربلند کر دیا ہے۔ کیا آپ نے ان کے متعلق کتب روم، ان کے ملاحم یا یونانیوں کی پیشن گوئی کی کتابوں میں کچھ پڑھا ہے؟

اس نے کہا بیٹا! میں نے کتابوں میں یہ حال دیکھا اور پڑھا ہے اور میں نے ملک ہرقل کو بھی قبل از آنے عربوں اور اس قصہ کے وقوع سے مطلع کر دیا تھا۔ ملک ہرقل کے پاس والیان ملک، سردار اور مختلف پادری جمع ہوئے تھے اور اسے اس بات کی اطلاع دیدی گئی تھی کہ عرب ضرور بالضرور اس کی دارالسلطنت کے مالک ہو جائیں گے۔ ہم نے سنا ہے کہ اس قوم کے نبی نے یہ کہا تھا زویت لی

الارض فرائیت مشارقھا ومغاربھا وسیبلغ ملك امتی ما زوی لی منھا۔ میرے لئے زمین لپیٹی اور اکٹھی کی گئی میں نے اس کے پورب پچھم دیکھے اور قریب ہے کہ میری امت کا ملک اور قبضہ وہاں تک ہو جائے گا جہاں تک وہ میرے واسطے لپیٹی گئی ہے"۔

میں نے کہا پھر آپ مسلمانوں کے نبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا ہماری کتابوں میں یہ مسطور ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ حجاز میں ایک نبی مبعوث فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بھی ان کے متعلق بشارت دی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور۔ میں یہ سن کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ اپنا راز چھپانے کی غرض سے کہ کہیں فاش نہ ہو جائے مجھے بتانے میں اغماض کر رہا ہے۔ میں نے بھی اس سے سن کر کل تک اس راز کو چھپائے رکھا اور کسی سے ظاہر نہیں کیا۔ جب میں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار دیکھا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ وہی یوقنا ہے جس نے کل اپنے بھائی کو عربوں کی وجہ سے قتل کر دیا تھا ان سے لڑتا رہتا تھا اور سب سے زیادہ معاندت رکھتا تھا آج وہی ان کے دین میں موجود ہے اور ان کی حمایت کر رہا ہے ضرور اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ ان کے ساتھ حق ہے چنانچہ یہ خیال کر کے میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو کھڑا ہو باپ کو قتل کر دے اور یوقنا اور اس کے ساتھیوں کو چھڑا کر تو بھی اسی دین میں داخل ہو جا بلا شک وشبہ وہی دین برحق ہے۔ چنانچہ جب میرا باپ شراب پی کر سو گیا اور اسے نشہ نے پوری طرح دبا لیا تو میں نے اسے قتل کر دیا اور یہ سوچ کر چلا کہ یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو لاوان نے میرے سے پہلے ہی اس کام کو انجام دے لیا تھا۔ آپ نے فرمایا صاحبزادے! آخر تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا آپ کے دین کی محبت کی وجہ سے وانا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرا اسلام قبول فرمائیں اور تجھے نیکی کی توفیق عنایت کریں۔

اس کے بعد آپ قلعہ سے نکلے۔ حضرت سعید بن عمرو غنوی ؓ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا سوان آدمیوں کو جنہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ ان کے پاس چھوڑا اور خود فوج کو لے کر جہاں والی راوندان مقید تھا تشریف لائے ان پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے نیز اس کی فوج نے انکار کر دیا تو ان سب کی گردنیں اڑا دیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن قرط ازدی ؓ کا بیان ہے کہ فتح اعزاز اسی طرح واقع ہوا ہے اور وہ روایت کہ دراس کو اس کی لڑکیوں اور بیوی نے قتل کیا تھا غلط ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ سے ایک راہب کا سوالات کرنا

حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے حضرت سعید بن عمرو غنوی ؓ کو قلعہ کی حکومت پر مامور کر کے حلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا قیدیوں اور مال غنائم کو ہمراہ لیا مگر روانہ ہونے سے قبل آپ نے اعزاز کے قیدیوں کو شمار کرنا شروع کیا۔ قیدیوں میں ایک ہزار رومی جوان دو سو چپالیس بوڑھے اور راہب دو ہزار جوان عورتیں جن میں کنواری لڑکیاں بھی شامل تھیں ایک سو اسی بڑھیاں ہوئیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے راہبوں میں ایک راہب کو باوجود اسکے بڑھاپے کے نہایت ملیح صاحب وقار اور کشادہ پیشانی دیکھا۔ آپ نے اپنے دل میں کہا میرا گمان اور فہم وفراست صحیح ہے تو یہ راہب وہی ہے جس کے متعلق مجھ سے لاوان کے بھائی لوقا نے بیان کیا تھا۔ آپ نے لوقا کو بلا کر فرمایا آیا یہ وہی ہے جس کی بابت تم نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں آپ اس راہب کی طرف توجہ ہوئے اور فرمایا یا شیخ! جب تم علماء اہل کتاب میں سے ہو پھر امر حق کو اس کے مستحقین سے کیوں چھپاتے ہو؟

اس نے کہا خدا کی قسم! میں یحیٰ کو اس کے مستحقین سے کبھی نہیں چھپایا۔ البتہ رومیوں سے مجھے اس بات کا خوف ضرور ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ حق ہمیشہ کڑوا اور طبیعتوں پر ثقیل ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے اسی حق کے اظہار کی وجہ سے اپنے بھائیوں اور اولاد تک کو قتل کر دیا پھر میری تو کیا اصل ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو ہمارا دین قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اس وقت تک کبھی آپ کے دین میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک چند سوالات کر کے جنہیں میں نے انجیل مقدس میں دیکھا ہے اپنا اطمینان نہ کرلوں۔

آپ نے فرمایا وہ کیا سوالات ہیں بیان کرو تا کہ میں انہیں سن لوں۔ راہب ابھی انہیں بیان کرنے کو ہی تھا کہ قلعہ میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ مسلمان اس طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ فوراً کود کر کھڑے ہوئے تلوار میان سے کھینچی اور ادھر دیکھنے لگے کہ کیا قصہ ہے؟ آپ نے سمجھا کہ رومیوں نے غدر کر دیا مگر قلعہ کے اوپر مسلمانوں کو کھڑے ہوئے دیکھا جو چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے یا ایہا الامیر! ہوشیار ہو جائیے ہم منبج اور بزاعہ کی سڑک پر گرد و غبار اٹھا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم نہیں سمجھ سکے کہ وہ کیسا ہے؟ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نیز دیگر دلیران مسلمین اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ دیکھئے پردہ غبار سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ آناً فاناً میں وہ غبار ہٹا اور اس کے اندر سے عربی گھوڑے سمہری [1] نیزے۔ عامری خود، ہندی تلواریں اور اسلامی بہادر جن کے آگے آگے قیدی، مال اور مشکیں کسے ہوئے آدمی تھے ظاہر ہوئے آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اس آنے والے لشکر کی طرف عنان توجہ منعطف فرمائی تو دیکھا کہ مسلمانوں کا خون میں ڈوبا ہوا ایک ہزار لشکر جو بہادروں، نیزہ بازوں اور شیروں کی طرح حملہ آوروں پر مشتمل تھا حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عم رسول اللہ ﷺ کی زیر قیادت چلا آ رہا ہے۔

دراصل امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس لشکر کو منبج باب اور بزاعہ کی تاخت کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ وہیں سے چلا آ رہا تھا جس وقت قریب آیا تو فریقین سے تکبیروں کے نعرے بلند ہوئے۔ اللہ اکبر کی پیہم صدائیں فضائے آسمانی میں گونجنے لگیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو سلام کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں السلام علیکم کی سنت ادا کی اور سب نے یہیں قیام کر دیا۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے حضرت مالکؓ سے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے فتح اعزاز نیز حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں حلب کی طرف اب تک روانہ ہو جاتا مگر اس راہب اس کے سوالوں نے اب تک روک رکھا ہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے اس راہب سے فرمایا کہ کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا آپ یہ فرمائیے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں سے قبل از زمین و آسمان کس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے سب سے پہلے لوح و قلم کو پیدا کیا ہے۔ بعض روایات میں عرش و کرسی ہے بعض میں وقت و زمان اور بعض میں عدد و حساب بھی ہے۔ نیز یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے ایک جوہر (موتی) پیدا فرمایا اس پر نظر ڈالی تو وہ پانی پانی ہو گیا۔ پھر عرش کو یاقوت کی شکل میں پیدا کیا جیسا کہ ان کی کتاب مبین (قرآن شریف) سے ظاہر ہوتا ہے **وکان عرشه علی الماء** پھر پانی پر توجہ فرمائی وہ پانی کھولایا اور اس سے دھواں اٹھنے لگا۔ اس دھوئیں سے اول آسمان پیدا کیا تھا اور پھر زمین بنائی۔

---

[1] سمہر ایک جگہ ہے جہاں کے نیزے اپنی عمدگی میں مشہور ہیں اس طرح عاد کے خود اور ہندوستان کی تلوار۔

بعض روایات میں اسطرح سے بھی ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تھا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ چاہا تھا کہ عقل سے خلائق منتفع ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک عزوجل نے سب سے اول نور وظلمت کو پیدا کیا۔ اور اپنی ربوبیت کا ان سے اقرار لینا چاہا ظلمت نے انکار کردیا اور نور نے اقرار کرلیا نور سے راضی ہونے کی بدولت جنت پیدا کی اور ظلمت سے غصہ ہونے کی وجہ سے دوزخ پھر سعید لوگوں کی روحیں نور سے پیدا فرمائیں اور اشقیاء کی ظلمت سے اور اسی واسطے ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک نقطہ پیدا کیا ہے پھر ہیبت وجلال کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا وہ نقطہ اپنی شکل چھوڑ کر متغیر ہو کے الف کی صورت بن گیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنی کتاب کا مبتدا (شروع) قرار دے لیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی کتاب کو ایک نقطہ سے جمع فرمایا اور ایک نقطہ (قطرہ منی) سے اپنی مخلوق کو پیدا کردیا اور تمام تعریفیں ہیں اس مقدس ذات کے لئے جو اپنے قبضہ اور اقتدار سے اپنی مخلوق کو مارتی ہے اور پھر اسے ایک نفخہ (صور) سے زندہ کردے گی۔

راہب نے جب حضرت فضل ابن عباسؓ کی یہ تقریر سنی تو کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی علم ہے جس کی انبیاء علیہم اسلام نے خبر دی ہے۔ وانااشھدان لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان **محمد عبدہ ورسولہ۔ صلی اللّٰہ علیہ** وسلم۔ اہل اعزاز نے جب اپنے پادری کو اسلام لاتے دیکھا تو بہت کم آدمیوں کے علاوہ سب مسلمان ہوگئے۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اہل اعزاز اپنے پادری کو جس کے وہ معتقد تھے دیکھ کر مسلمان ہوگئے تو حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے حلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کرلیا مگر یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلنے سے انکار کردیا اور کہا کہ میرا منہ اس قابل نہیں ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو دکھلاسکوں۔ کیونکہ میں نے ان سے ایک وعدہ کیا تھا جسے میں پورا نہ کرسکا اب میں انطاکیہ کی طرف جاتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ عزوجل مجھے میرے دشمنوں پر فتح بخشیں اور ان پر میری اعانت فرمائیں۔

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا اللہ پاک عزوجل اپنے رسول برحق کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں لیس لک من الامر شئی ۔ تمہارے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے لہٰذا یوقنا! تم اپنے دل میں مطلق رنج نہ کرو۔ انہوں نے کہا دین اسلام کی قسم! میں اس وقت تک کبھی نہیں جاسکتا تاوقتیکہ اللہ پاک میرے بھائی مسلمانوں کے سامنے میرے چہرے کو سرخرو نہ کردیں۔[1]

حضرت یوقنا کا انطاکیہ میں جانا

یہ کہہ کر انہوں نے حضرت فضل بن عباسؓ کے لشکر پر نظر دوڑائی اور اس میں انہوں نے اپنے بنی عم اور قبیلہ کے دو سو آدمی جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہوچکا تھا دیکھے یہ حلب کے روسا میں سے تھے اور حلب ہی میں ان کے اہل وعیال موجود تھے۔ انہیں آپ نے اپنے ساتھ لیا اور انطاکیہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت فضل بن عباسؓ وغیرہ نے حلب کی طرف کوچ کردیا۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ انطاکیہ کی طرف بڑھے چلے جارہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ اس سے دو چار منزل پر رہ گئے تو آپ نے ان میں سے چار آدمیوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے منتخب فرمایا اور باقی اشخاص کو حکم دیا کہ تم چار روز تک یہیں قیام کرکے۔ اس کے بعد عم اور ارتاج کی سڑک سے اس طرح انطاکیہ میں آؤ کہ گویا تم عربوں سے شکست کھا کر بھاگے چلے آرہے ہو تاکہ میں جو کچھ داؤ یا حیلہ کرنا چاہتا ہوں وہ پورا ہوجائے میں اور یہ چار شخص حارم کے رستہ سے جارہے ہیں ہم اور آپ انشاء اللہ تعالیٰ انطاکیہ میں ملیں گے۔ چنانچہ

---

[1] یہ الا یا مر ویقیض اللہ بہ کا ترجمہ ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس کے سبب سے میرا چہرہ سفید نہ کردیں مگر اردو میں محاورہ ایسے موقع پر سرخرو کا ہے۔

آپ ان چار آدمیوں کے لئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ دیر سمعان کے پاس جو بحر اسود کے قریب تھا پہنچے۔ یہاں آپ نے سوار اور پیدلوں کی ایک فوج دیکھی جو سڑکوں اور راستوں کی حفاظت کر رہی تھی۔ جب اس نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پاس آ کے آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں حلب کا سردار ہوں عربوں سے شکست کھا کر بھاگا چلا آ رہا ہوں اور بادشاہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا اور یہ آپ کے ساتھ چار شخص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ میرے قبیلہ کے لوگ ہیں انہوں نے آپ کی بات کو سچا سمجھا اور اس لشکر کے سردار نے آپ کے ساتھ کچھ سوار کر کے انہیں یہ حکم دے دیا کہ وہ انہیں بادشاہ کے پاس پہنچا دیں۔ چنانچہ ان سواروں نے انہیں ساتھ لیا اور بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ اس وقت کنسیۃ الفتیان (ایک گرجا کا نام ہے) میں نماز ادا کر رہا تھا۔ ادائیگی نماز تک یہ کھڑے رہے اور جب بادشاہ نماز سے فارغ ہو گیا تو ان سواروں نے اپنے بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی کیا اور کہنے لگے ایہا الملک! جو فوج دیر سمعان کے قریب سڑکوں کی حفاظت کے لئے مامور ہے اس کے سردار بطرس نے اس شخص نیز اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ میں والی حلب ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم یوقنا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں یوقنا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم عربوں کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! واقعی آپ کو ٹھیک خبر پہنچی مگر میں محض عربوں کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمان ہوا تھا تا کہ ان کی شرارتوں کریہہ منظر صورتوں اور ناپاک بدبو سے رہائی حاصل کر سکوں۔ میں نے انہیں دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا تھا کہ قلعہ اعزاز کے حاکم کو قتل کر کے اس کا قلعہ میں تمہارے سپرد کر دوں گا اور اس غرض کے لئے میں نے عربوں میں سے ان کے سو سردار منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے تھے ان کو لے کر روانہ ہو گیا تھا اور ان کے حاکم سے یہ اجازت لے لی تھی کہ یہ سو سردار میرے حکم کے تابع ہوں گے میں جو کچھ کہوں گا وہ انہیں ماننا پڑے گا اور جس وقت میں انہیں لے کر قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا تو میں قلعہ والوں پر قبضہ کر لوں گا اور انہیں پکڑ کے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مگر جس وقت میں اعزاز میں آیا تو دراس نے جلدی میں میرے دل کی بات پر کچھ غور نہ کیا اور بغیر سوچے سمجھے اپنے جاسوس کی بات پر وثوق کر کے مجھے گرفتار کر لیا۔ عربوں نے قلعہ والوں پر تلوار رکھ دی اور بے دھڑک قتل کرنے لگے کیونکہ لوقا نے اپنے باپ کو قتل کر کے انہیں چھوڑ دیا تھا اور منجملہ ان کے میں بھی قید سے رہائی پا گیا تھا۔ اتنے میں عربوں کی فوج آ گئی اور اس نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی لوٹ مار شروع کر دی۔ میں نیز یہ چار شخص جو مسیح کے دین میں داخل ہیں انہیں لوٹ مار کرتے دیکھ کر آنکھ بچا کے بھاگ پڑے اور آپ کے پاس آ گئے۔ اگر مجھے اپنے دین کی محبت نہ ہوتی تو اپنے بھائی یوحنا کو کیوں قتل کرتا اور کامل ایک سال تک قلعہ بندرہ کے کس لئے ان کے ساتھ لڑتا رہتا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ والیان ملک اور سرداران فوج جو اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے ان کے کلام کی تائید کی اور کہا ایہا الملک! واقعی یوقنا سچ کہتے ہیں اور ان کی درستی اخلاص قلب عبادت اور دیانت کی کوئی شخص ہمسری نہیں کر سکتا۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا آپ بہت جلدی دیکھ لیں گے کہ میں عربوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں اور میری کوشش، عمل اور فعل ان کے ساتھ کیونکر رہتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی باچھیں کھل گئیں بہت خوش ہوا اور اپنا لباس جو وہ اس وقت پہن رہا تھا اتار کے بطور خلعت کے انہیں بخشا تاج اور پٹکا مرحمت کیا اور کہنے لگا یوقنا! اگر حلب تیرے ہاتھوں سے نکل گیا تو کچھ پرواہ نہیں میں تجھے انطاکیہ کا حاکم کر دوں گا اور اس طرح تم یہاں کے بادشاہ اور والی ہو جاؤ گے اور پھر یہاں کی ریاست ان کے سپرد کر دی۔ یوقنا نے بادشاہ کو دعا دی اور اس کی تعظیم بجا لائے۔

ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ جسر جدید (لوہے کا پل) کا پاسبان دوڑا ہوا آیا اور بادشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ہمارے پاس شہ سواران حلب کے دو سو سردار جو اپنے آپ کو ایک ہی قبیلہ کے ظاہر کرتے ہیں آئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم عربوں سے بھاگ کر آ رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے یوقنا سے کہا کہ سردار! تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں دیکھو۔ اگر واقعی وہ تمہارے رشتہ دار اور قبیلہ کے آدمی ہیں تو تم اپنے یگانوں میں پہنچ گئے اور میں انہیں تمہارے ساتھ ملا دوں گا تا کہ وہ تمہیں فوج کا کام دے سکیں۔ لیکن اگر وہ کوئی اور ہیں تو انہیں میرے پاس پکڑ لاؤ تا کہ میں ان کے متعلق کچھ غور وفکر کرسکوں۔ مگر ذرا احتیاط کے ساتھ کام کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عربوں کے فرستادہ اور ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے جیسے اہل بیجرہ، حماۃ، رستن، جوسیہ، بعلبک، دمشق اور حوران۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا بادشاہ سلامت ایسا ہی ہوگا۔

یہ کہہ کر یہ گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے ساتھ چند ملکیہ اور سربر یہ بھی گھوڑوں پر سوار ہو کے چلے جس وقت یہ اس لوہے کے پل پر پہنچے تو وہاں کھڑے ہوگئے اور حکم دیا کہ ان دوسو آدمیوں کو سامنے حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے ان کی شناسائی سے قطعاً انکار کر دیا کہ گویا آج سے قبل انہیں کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہم عربوں سے بھاگے ہوئے ہیں اور یہاں اس غرض سے آئے ہیں کہ بادشاہ کے شہر میں سکونت اختیار کر لیں۔ آپ نے انہیں مرحبا کہا۔ انہوں نے آپ کی حشمت وخلعت جو بادشاہ نے انہیں دی تھی دیکھ کر آپ کی تعظیم کی۔ پیدل ہوئے اور آپ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا آپ حضرات نے عربوں کے ہاتھ سے کس طرح خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا ایہا السید! ہم ملیح اور بزاعہ کی غارت کے لئے عربوں کے ایک سردار کے ساتھ نکلے تھے۔ جب ہم حلب کی طرف پلٹے تو ہم نے اعزاز کا راستہ پکڑ لیا۔ مگر جب اس میں پہنچے تو اسے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھا۔ آخر رات ہوتے ہی ہم نے بھاگ کر بادشاہ کے شہر کا راستہ اختیار کیا اور اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔

بادشاہ کا یوقنا پر مکمل بھروسہ کر لینا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تمام گفتگو بادشاہ کے مصاحب اور دربان بھی سن رہے تھے۔ جب یوقنا انہیں لے کر بادشاہ کے دربار میں آئے تو ان مصاحبوں نے بادشاہ سے وہ تمام گفتگو دہرائی۔ بادشاہ نے یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ کو خلعت بخشی نہایت احترام سے اس کا خیر مقدم کیا۔ اپنے قصر شاہی کے قریب ہی ایک مکان رہنے کے لئے مرحمت کیا اور ان کے قبیلہ کے ان آدمیوں کو ان کی خدمت کے لئے مامور کر دیا۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا یا ایہا الملک! آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا کی نعمتیں فانی ہیں مسیح علیہ السلام نے دنیا کو مردار سے اور اس کے طالبوں کو کتوں سے تشبیہ دی ہے کہ وہ اس کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

چنانچہ مسیح علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نہایت خوب صورت چڑیا جس کے پر عجیب عجیب رنگ برنگ کے تھے دیکھی۔ آپ نے اس کی کھال کھینچی تو وہ اندر سے نہایت کریہہ المنظر دکھلائی دی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دنیا ہوں میرا ظاہر نہایت اچھا اور باطن سب سے برا ہے۔ ایہا الملک! میں نے یہ مثال آپ سے اس لئے بیان کی ہے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی جسم حسد سے خالی نہیں جب کسی آدمی کی طرف دنیا مائل ہوتی ہے تو اس آدمی سے حسد کرنے والے بھی بہت پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے مجھے بھی خوف ہے اور اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میرے حاسد بادشاہ سے میری کچھ شکایت نہ کر دیں اور ایسی باتیں جو میں نے نہیں کیں انہیں میری طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ کا بہتان میرے ذمہ رکھ دیں۔ لہٰذا اگر جناب کے دل

میں میری طرف سے کچھ شک وشبہ یا نفرت ہے تو جس کام پر آپ نے مجھے متعین فرمایا ہے اس سے مجھے علیحدہ کر کے اس پر کسی دوسرے کو متعین کر دیں۔ میں کسی صورت سے جناب کا ساتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں''۔

یہ کہہ کر آپ رونے لگے بادشاہ نے کہا سردار! میں نے تمہیں اس عہدے پر اسی وقت مامور کیا ہے جب کہ اپنا پورا طمینان کر لیا ہے۔ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک وشبہ نہیں۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق مجھ سے کچھ بھی شکایت کرے گا تو میں اسے اسی وقت پکڑ کر تمہارے سپرد کر دوں گا اس وقت جو کچھ تمہاری سمجھ میں آئے اس کے ساتھ سلوک کرنا۔

یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو بوسہ دیا شکریہ ادا کیا اور چاہا کہ بادشاہ نے میرے متعلق جو کام سپرد کیا ہے اس کی طرف جاؤں۔ ابھی یہ اٹھنے ہی نہیں پائے تھے کہ مرعش سے چند سواروں کا ایک گروہ بطور قاصدوں کے آیا اور کہنے لگا کہ ہمیں بادشاہ کی بیٹی زیتونہ نے بھیجا ہے وہ عربوں سے نہایت خوف زدہ ہے اور چاہتی ہے کہ میں بادشاہ کے پاس پہنچ جاؤں تا کہ یہ دیکھ سکوں کہ عربوں سے بادشاہ کا کیا معاملہ رہتا ہے۔ اس غرض کے لئے اگر بادشاہ کچھ فوج بھیج دے جو آ کر مجھے لے جائے تو نہایت مناسب ہے۔

بادشاہ نے کہا اس کام کے لئے سردار یوقنا سے زیادہ اور کوئی بہتر نہیں یہی اس کا اہل ہے۔ یوقنا نے زمین چومی اور کہا مجھے جناب کا حکم بخوشی منظور ہے۔ بادشاہ نے انہیں دو ہزار سوار اور دو سو اپنے خاص آدمی جو قبیلہ مذبجہ اور قیاصرہ سے تعلق رکھتے تھے دیئے اور یہ انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ صلیب سر پر بلند تھی کوتل گھوڑے ہمراہ تھے اور پیدل لوگ زیوروں۔ حریر و دیباج کے لباسوں، سنہری تاروں کی گندھی ہوئی موتیوں کی لڑیوں سے سجے ہوئے آراستہ و پیراستہ برابر کوشش کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ مرعش میں پہنچے۔ زیتونہ جو بادشاہ کی چھوٹی بیٹی تھی اور جسے بادشاہ نے یہاں کی حکومت اور ریاست سپرد کر کے نوسطیر بن حارس کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی نہایت بہادر آدمی تھا اور اس کی بہادری اور شجاعت ہی کی وجہ سے اس کا نام سیف نصرانیہ (نصرانیت کی تلوار) پڑ گیا تھا اور جنگ یرموک میں اس کے ایک زخم لگا تھا جس کی وجہ سے اس نے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کے ہمیشہ کے لئے زیتونہ کو داغ مفارقت دے دیا تھا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ زیتونہ کو لے کر انطاکیہ کی طرف شاہراہ عام سے جو سب سے بڑی سڑک کہلاتی تھی اس خیال سے چلے کہ ممکن ہے اس سڑک پر کوئی مسلمانوں کا جاسوس یا معاہد مل جائے اور میں اس کے ہاتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع بھیج دوں کہ میں بادشاہ کے پاس انطاکیہ میں مقیم ہوں۔ جب آپ مرج الدیباج کے پڑاؤ میں پہنچے تو نصف رات گزر چکی تھی۔ اچانک رومیوں کے گھوڑے چونکنے ہوئے اور ان کا طلیعہ (ہراول) پلٹ کے ڈرتا ہوا آپ کے پاس بھاگا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ ہراول کے سواروں نے کہا سردار! یہاں پڑاؤ کے میدان میں ایک لشکر مقیم ہے۔ ہم چونکہ اس کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے جب غور کر کے دیکھا تو عرب معلوم ہوئے وہ تمام لشکر پڑا سو رہا ہے اور اس کے جانور دانہ اور چارہ کھا رہے ہیں۔ ہماری رائے میں یقیناً وہ مسلمان ہیں۔

آپ یہ سن کر دل میں بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسلحہ سے مسلح ہو جاؤ اور احتیاط کو کام میں لاؤ اپنے بھائیوں کی نگہداشت کرو۔ دین کی مدد کرنے کے لئے دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ۔ بادشاہ کی عزت (لڑکی) پر مرمٹو اسے دشمنوں کے پنجہ میں نہ جانے دو۔ اپنے مالک کی نعمتوں کا حق ادا کرو اور ایک وفادار لشکر بن جاؤ۔ جب لڑائی ہونے لگے تو انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کرو اور حتی المقدور ان کے قتل کرنے سے محترز رہو کیونکہ عرب اور ان کا سردار ضرور ایک روز بادشاہ کے اوپر چڑھ آئیں گے۔ اگر انہوں نے اس وقت تم میں سے کسی کو گرفتار کر لیا تو تمہارے پاس اپنے چھٹنے کے لئے فدیہ ہو گا۔ میں نے حکیم حرفناس کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ اس کا قول ہے

کہ جو شخص کام کے انجام پر نظر رکھے وہ امان میں رہے گا اور جو بلا سوچے سمجھے کرے گا وہ نقصان جان اٹھائے گا اور جو اکثر بے وفائی کرے گا وہ ایک روز ضرور بے وفائی کا شکار ہوگا بس اب تم برکت اور اعانت مسیح (علیہ السلام) پر چلے جاؤ۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ باگیں ڈھیلی ہوگئیں نیزے تن گئے اور اس لشکر نے مرج الدیباج کے پڑاؤ کا رخ کر دیا۔ سوتے ہوئے لشکر کے پاسبانوں نے جب آہٹ محسوس کی تو اپنے لشکر کو جگایا اور کہا کہ ہم گھوڑوں کے سموں کی آوازیں سن رہے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ہماری طرف کون قوم بڑھی چلی آ رہی ہے سویا ہوا لشکر بیدار ہوا اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لشکر کا استقبال کر کے کہنے لگا کہ ہم عیسیٰ بن مریم اور صلیب مکرم کے تابع لوگ ہیں تم کون ہو؟ قبل اس کے کہ ہماری تلواریں تمہارے سروں کی تواضع کے لئے بڑھیں ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ملک ہرقل کی فوج جبلہ بن ایہم غسانی کے تابع اور اس وقت اس کے بیٹے ایہم غسانی [1] کے زیر سیادت ہیں۔ آپ یہ سن کر گھوڑے سے پاپیادہ ہوگئے اور اسے سلام کیا۔ نصرانی عربوں نے رومیوں کو سلام کیا اور آپس میں ملے۔

ایہم بن جبلہ نے آپ سے دریافت کیا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا مرعش سے بادشاہ کی صاحبزادی کو لے کر آ رہا ہوں اور تم کہاں سے آتے ہو؟ اس نے کہا میں عمق میں رسد لینے کے لئے گیا تھا جب رسد لے کر واپس ہونے لگا تو مرج وابق میں آ کے مسلمانوں کا ایک دستہ جس میں غالباً دو سو سوار ہوں گے نہایت ساز و سامان کے ساتھ مل گیا۔ جب ہم اس کے بالکل قریب پہنچ گئے تو وہ لڑائی کے ارادے سے ہماری طرف جھپٹا۔ اس دستہ کا سردار نہایت جانباز بے حد چالاک آناً فاناً میں حملہ کرنے والا۔ جری اور ڈکارنے والا شیر تھا کہ جلتی ہوئی آگ بھی اس پر کچھ اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ ہماری طرف بڑھا اور ذرا سی دیر میں ہمارے بہادروں اور دلاوروں کو خاک وخون میں غلطاں کر دیا۔ ہماری جمعیت اگرچہ دو ہزار تھی وہ کل دو سو نیز ہم میں بڑے بڑے تیس مارخان جوان بھی موجود تھے جو شعلہ جوالہ کی طرح ادھر سے ادھر گھوم جاتے تھے اور نیزہ باز سوار بھی مگر وہ بہادر ہم میں ایسا کام کر رہا تھا جیسے آگ سوکھی لکڑیوں میں۔ جنگ ہو رہی تھی نائرہ حرب وضرب مشتعل ہو رہا تھا وہ ہم پر حملہ کر رہے تھے اور ہم ان پر حملہ کرتے جاتے تھے۔ آخر ہم نے ان سب کو اس کے بعد کہ ان کے ایک ایک سوار نے ہمارے کئی کئی سواروں کو تہ تیغ کر دیا تھا گرفتار کر لیا اور محض ان کا وہ سردار ہی ایسا باقی رہ گیا جو ہماری قید میں نہیں تھا ہم نے بہت چاہا کہ اسے بھی گرفتار کر لیں مگر ہمارے کسی بہادر کو اتنی جرات اور کسی طاقت ور کو اتنی طاقت نہیں تھی کہ اس کے پاس بھی پھٹک سکے۔ وہ برابر حملے کرتا جاتا۔ آخر ہم نے اس کے گھوڑے کو گرانے کی کوشش کی اور تیر مار مار کر اس کے گھوڑے کو مار ڈالا۔ جب گھوڑا چکرا کے گرا اور وہ سوار نیچے آیا تو ہم نے ہجوم کر کے اسے چاروں طرف سے گھیرا اور گرفتار کر لیا۔ جب اس کا حسب ونسب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی ضرار بن ازور ؓ ہے۔ اب ہم ان قیدیوں کو لے کر ملک ہرقل کی خدمت میں جا رہے ہیں تا کہ ان کے متعلق اس کی رائے معلوم کر سکیں کہ انہیں کیا کیا جائے؟ آپ کا دل یہ سن کر دھڑ کنے لگا۔ سخت پریشانی لاحق ہوئی مگر ضبط کر کے دل کو تسلی دی اور بظاہر خوشی وسرور کا لہجہ بنا کر اس سے کہنے لگے اپنے دین کی قسم تو نے اس نوجوان کو پکڑ کر نہایت فخر اور عزت کا کام کیا میں نے اس کے متعلق سنا ہے کہ اس نے شام میں بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑا اور بڑے بڑے رومی سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کے بعد یہ تمام انطاکیہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے قلعہ اعزاز فتح کر لیا اور حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے وہاں کی ولایت

---

[1] غالباً جبلہ بن ایہم کے لڑکے کا نام بھی اس کے باپ کی طرح ایہم ہوگا۔ مگر ایک نسخہ میں ایہم کے بجائے خود جبلہ ہی مرقوم کہ وہی خود موجود تھا۔

حضرت سعید بن عمرو غنوی ؓ کے سپرد کردی۔ حضرت فضل بن عباس ؓ سے ملاقات ہوگئی تو مسلمان مال غنیمت لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں حلب آئے آپ لوگوں کے مع الخیر واپس آنے اور اعزاز کے فتح ہو جانے سے بہت خوش ہوئے اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں رہ گئے؟ حضرت مالک بن اشتر نخعی ؓ نے آپ سے اس راز کو جوان کے اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ کے مابین ہوا تھا ظاہر کیا اور کہا کہ وہ انطاکیہ تشریف لے گئے ہیں تا کہ رومی کتوں کو کسی نئی مصیبت اور آفت میں مبتلا کر دیں۔ نیز انہوں نے فرمایا تھا کہ چونکہ میرا داؤ نہ چل سکا اس لئے میں مسلمانوں کے پاس کیا منہ لے کے جاؤں۔ میں ان سے ایک وعدہ کر کے آیا تھا اور وہ ایفا نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمنوں پر فتح یاب فرمائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ ہمیں ان کی ذات سے نفع کی اس قدر امید نہیں تھی جتنا کہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت بابرکت میں حسب ذیل نیاز نامہ لکھا:

خلیفۃ المسلمین کے نام حضرت ابوعبیدہ ؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ازطرف ابوعبیدہ عامر بن جراح بعالی خدمت امیر المومنین عمر بن خطاب

سلام علیك فانی احمد الله الذی لااله الاهو واصلی علی نبیه محمد صلی الله علیه وسلم۔ اما بعد!

اللہ پاک سبحانہ کا ہم پر ایسا احسان و کرم ہے کہ اس کے سبب سے تمام مسلمانوں پر ان کا شکر واجب ہوگیا ہے۔ انہوں نے کفار کے سب سے کٹھن قلعے اور بدکاروں کے دشوار گزار شہر فتح کر دئے۔ ان کے بادشاہوں کو ذلیل اور ان کی زمینوں، شہروں اور مالوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا قلعہ حلب فتح ہوا اور اس کے ساتھ ہی فتح اعزاز بھی ہوگیا۔ سردار یوقنا والی حلب اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہوگیا۔ کافروں پر مسلمانوں کی اعانت کرنے لگا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کریں۔ اس کے وجود کو دین کے لئے نصرت مسلمانوں کے لئے عبرت اور کافروں کے واسطے ہلاکت کا سبب بنائیں۔ اب وہ رومی کتوں پر ایک حیلہ چلنے کے لئے انطاکیہ میں گئے ہیں اور انہوں نے اپنی جان کو اللہ پاک اور اس کے رسول ؐ کے راستہ میں معرض ہلاکت میں ڈالا ہے۔ میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور ہمارا ارادہ انطاکیہ کی طرف جانے کا ہے تا کہ وہاں پہنچ کر رومی باغیوں (ہرقل وغیرہ) کی سرکوبی کر سکیں اس کے سوا ہمارے دشمنوں کا ایسا کوئی قلعہ باقی نہیں رہا ہے جو ہماری قیادت میں نہ آ گیا ہو۔ ہم اس کے فتح کرنے اس کے خزائن حاصل کرنے اور تخت چھین لینے کی امید جیسا کہ ہم سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعاؤں کا زادراہ روانہ فرماتے رہیے کیونکہ یہی مسلمانوں کا ہتھیار اور کفاروں کے لئے باعث ادبار ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

آپ نے یہ خط لکھ کر مال غنیمت سے خمس نکالا اور حضرت اباح بن غانم یشکری رحمتہ اللہ علیہ کی ماتحتی میں مہاجرین وانصار میں سے سو آدمی جن میں قتادہ بن عمرو، سلمہ بن اکوع، عبداللہ بن بشار اور جابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے دے کر بارگاہ خلافت میں روانہ کیا۔

حضرت ضرار بن ازور کی ماتحتی میں دوسو سواروں کا بطور ہراول دستہ کے انطا کیہ کو روانہ ہونا

اس کے بعد آپ نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کو بلا کران کی زیر سیادت دوسو سوار کیئے اور یہ حکم دیا کہ وہ تاخت و تاراج کرتے ہوئے بڑھتے چلے جائیں۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے دوسو آدمیوں کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ؐ کے غلام حضرت سفینہ ؓ بھی تھے اور آپ اپنی اس چھوٹی سی جمعیت کو لئے ہوئے بڑھتے چلے جارہے تھے۔ چند معاہدین بھی آپ کے ساتھ تھے جو آپ کو راستہ بتلاتے چلے جاتے تھے۔ آپ چلتے چلتے مرج وابق میں پہنچے سحر کا وقت تھا معاہد نے عرض کیا حضرت آپ یہیں آرام فرمائیے اور گھوڑوں کو دانہ چارہ کھلا لیجئے۔ جب اچھی طرح صبح ہو جائے گی تو پھر دشمن کا قصد کیجئے۔ آپ نے وہیں پڑاؤ کر دیا۔ گھوڑوں کو دانہ چارہ کھلایا اور تمام آدمی پڑ پڑ کے سو رہے اور ایسے سوئے کہ اس وقت آنکھ کھلی جب ایہم بن جبلہ ان کے سروں پر موجود تھا۔ یہ کم بخت اچانک آپڑا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ جب شور وغل ہوا تو حضرت ضرار بن ازور ؓ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ سو دوسرے آدمی جو آپ کے قریب ہی سو رہے تھے سوار ہو گئے مگر باقی ماندہ حضرات اس وقت بیدار ہوئے جبکہ نصرانی گھوڑے مار دھاڑ کرتے ہوئے بالکل ان کے سروں ہی پر پہنچ گئے۔ یہ حضرات سوار نہ ہو سکے بلکہ ان کے گھوڑے دشمن کے شور وغل سے بھاگ پڑے اور انہوں نے پیدل ہی لڑنا شروع کر دیا۔ ان کے دشمن اس وقت تک ان کے پاس نہیں پہنچ سکے جب تک ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے حریف کو موت کا راستہ نہیں دکھلا دیا اور آخر یہ سو کے سو حضرات گرفتار ہو گئے۔

اسلامی جنگل کے شیر حضرت ضرار بن ازور ؓ اپنی خواب گاہ کی کچھار سے گونجتے ہوئے نکلے اور ڈکار کے آواز بلند اس پیشہ کے دوسرے شیروں سے کہنے لگے جوانان عرب! سوئے ہوئے شیروں پر دشمن آپڑے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں وہ بھی تم جیسے عرب ہی ہیں بڑھو اور انہیں لے لو۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے نزدیک یہ افضل الساعات ہے۔ اپنے ارادوں میں عزم وثبات پیدا کرو اور بزدلی کو پاس نہ آنے دو۔ تم خود جانتے ہو کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الجنة تحت ظلال السیوف۔ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

''بسا اوقات چھوٹی سی جمعیت بڑے بڑے لشکروں پر اللہ پاک کے حکم سے غالب ہو گئی اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں''۔

حضرت سمرہ بن عامر ؓ جو مرج وابق میں حضرت ضرار بن ازور ؓ کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت ربیعہ بن معبر بن ابی عون ؓ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ یہ فصحائے عرب میں سے شمار ہوتے تھے اور ان کا کلام ہمیشہ مسجع اور مقفّٰی ہوا کرتا تھا اور نہایت حسن مقال سے یہ اپنے کلام کو ترتیب دیا کرتے تھے ہم ان کا کلام اور ان کی گفتگو اور تقریر غور سے سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں تو یہ ہماری طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے نوجوانان ربیعہ و مضر صبر کرو صبر کرو! جب تک مکروہات دنیا پر صبر نہیں کیا جاتا اس وقت تک خدا کی قسم جنت میں داخل نہیں ہوا جاتا۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی عرض سموات میں جنت ہے مگر وہ محفوظ بالمحنت ہے جتنے درجات ہیں ان سب میں اعلیٰ درجہ شہادت ہے مگر وہ معلق بہ رضائے عالم الغیب و الشہادت ہے۔ یہ جہاد قائم ہو گیا اور ایک دم سب کو گھیر لیا کیا تم نبی کریم ؐ کے صحابی نہیں ہو اور دربار رسالت کے آداب نہیں ہو؟ پھر کس لئے ثبات ونصرت ورحمت رب سے مایوس ہو گئے اور کیوں اتنے اپنی جانوں پر کنجوس ہو گئے محمد ؐ کی روح مبارک کو اپنے ثبات و

استقلال سے مسرور کرو اور اپنی نیتوں کی صفائی سے اپنے ارادوں کو مسور کرو۔ پیٹھ دے کر بھاگنے سے احتراز کرو ورنہ غضب جبار کا انتظار کرو۔ یاد رکھو نصر و ثبات دو منصور لشکر ہیں اور یہی دو فاتح لشکر ہیں۔ جو شخص طلب آخرت کرے گا اسے انشاء اللہ وہی گھر ملے گا۔ نیتیں صاف کرو اور رحمت پروردگار کا انتظار کرو بلکہ حملہ کرو تاکہ نتیجہ قتال کو پہنچو اور نیزے سیدھے کرو تاکہ حوروں کے وصال کو پہنچو۔ کفار کے سینے توڑ دو اور لڑ لڑ کے ان کا منہ موڑ دو۔ صبر پر اعتماد کرو اور کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ کفار کی ان کی جہالت میں موافقت کرنے سے پرہیز کرو اور ان کے راستہ پر گامزن ہونے سے اپنی عقل کے گھوڑے کو مہمیز کرو۔

حضرت سمرہ بن غانم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ تقریر سن کر ہمارے دل بڑھ گئے اور ہم نے نصرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہمارے آگے آگے تھے اور حسب ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:۔

(ترجمہ اشعار) خبردار (ان) نالائقوں جھوٹوں پر حملہ کر دو تاکہ تمہاری تلواریں اس لشکر کے خون سے اپنی پیاس بجھالیں۔ اپنے دین معظم کی طرف سے دنیا میں انہیں ہٹا دو اور عرش والے پروردگار کو راضی کر لو۔ جو شخص تم سے دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے۔ قیامت اور یوم جزاء کے روز وہ آج شیر کی طرح حملہ کرے اور ایسے رسول کو راضی کرے جو دنیا میں سچے تھے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بن ازور کی گرفتاری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ یہ پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے اور اپنی جانوں، تلواروں اور نیزوں سے برابر کام لے رہے تھے۔ نائرہ حرب اس قدر بلند ہو رہا تھا کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ان میں ایسا کام کر رہے تھے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں میں۔ ایہم بن جبلہ آپ کی بہادری اور حملہ دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا اور آپ کی شمشیر زنی سے انگشت بدنداں تھا۔ آخر اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ اس نوجوان کے گھوڑے کو تیروں سے چھلنی کر دیں۔ فوج نے یہ سنتے ہی گھوڑے پر تیر برسانے شروع کر دیے گھوڑا گرا اور آپ اس کی پیٹھ سے نیچے آئے۔ نصرانیوں نے آپ پر ہجوم کیا اور آپ کو پکڑ کے آپ کی مشکیں باندھ دیں۔ آپ کے بعد آپ کے ساتھی گرفتار ہو گئے اور یہ سب کو پکڑ کے انطاکیہ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں ان سے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ابوالمنذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی اس جنگ میں اس وقت موجود تھے جب حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے تھے۔ جب رات ہوئی تو آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف بھاگے کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ راستہ میں آپ کو اچانک ایک شیر مل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا ابوالحارث![1] میں رسول اللہ ﷺ کا خدمت گار ہوں اور غلام ہوں اور ایسا ایسا میرا حال ہے (یعنی اپنی تمام سرگزشت اور افتاد بیان کی) شیر دم ہلا کر ان کی طرف چلا وران کے پہلو میں آ کے کھڑا ہو گیا۔ پھر ڈکارا اور اپنے سر سے یہ اشارہ کیا کہ چلئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں چلا اور وہ میرے ساتھ ساتھ میرے پہلو میں چل رہا تھا حتیٰ کہ ہم دونوں اس سرزمین میں جو ہماری صلح میں داخل تھی پہنچ گئے اور پھر وہ مجھے وہاں چھوڑ کے چلا گیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جب لشکر میں پہنچے تو آپ نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے گرفتار ہونے کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کی قید کو سن کر

---

[1] یہ شیر کی کنیت ہے۔

دونے لگے اور فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بہن کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماں جائے بھائی! کاش مجھے خبر ہوتی کہ آیا تمہیں زنجیروں میں جکڑ دیا یا لوہے (کی کوٹھڑی) میں قید کر دیا یا کسی جنگل میں پھینک دیا یا تمہیں تمہارے خون سے رنگ دیا۔ پھر آپ بین (بیان) کر کر کے اس طرح اشعار پڑھنے لگیں:

(ترجمہ اشعار) کیا کوئی مخبر خراق کے بعد ہمیں خبر دینے والا نہیں رہا۔ تجھے اے قوم! ہم سے کس نے باز رکھا۔ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ یہ آخری ملاقات ہے تو میں رخصت کرنے کے لئے کھڑی ہوتی اور رخصت کرتی۔ اے درمیانی کوے کیا تو مجھے خبر دے گا اور کیا غائبوں کے آنے کی خوشخبری بخشے گا۔ وہ بھی دن تھے کہ وہ پاس رہ کے اپنے دیدار دکھایا کرتے تھے اور ہم ان کے رخ تاباں کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ہماری ہی طرح سے رہا کرتے تھے۔ اکثر راتوں میں ہم جمع ہو کے باتیں کیا کرتے تھے۔ اب حوادث زمانہ نے ہمیں جدا کر دیا اور پریشان بنا دیا اگر وہ کسی دن اپنی عزت کے ساتھ گھر کی طرف لوٹیں تو میں ان کے گھوڑے کی ٹاپ سننے اور استقبال کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں۔ میں نہیں بھولی جب لوگوں نے کہا ضرار مقید ہیں ہم نے انہیں دشمن کے گھر میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے۔ یہ دن غم واندوہ ہی کے ہیں اور ہم اس وقت تک ایسے ہیں جیسے بلا معنی کے الفاظ میں اپنے دل کو دیکھ رہی ہوں کہ ان کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے تو میرا دل ان کو پکارتا ہے۔ احباب پر ہر وقت سلام پہنچے۔ اگر چہ وہ ہم سے دور ہو گئے ہیں اور ملتے نہیں''۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ تمام عربی عورتیں جن کے خویش واقارب حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقید ہوئے تھے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے یگانوں کو یاد کر کر کے رونے لگیں۔ منجملہ دیگر خواتین اسلام کے حضرت مزروعہ بنت عملوق رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کے لوگوں سے زیادہ فصیحہ تھیں۔ ان کے بیٹے صابر بن اوس بھی چونکہ گرفتار ہو گئے تھے اس لئے یہ انہیں پکارتی جاتی تھیں اور حسب ذیل اشعار پڑھتی جاتی تھیں:

(ترجمہ اشعار) اے میرے بیٹے! میرے دل میں آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور میرے چہرے کو میرے آنسوؤں کی حرارت نے جلا دیا ہے، مصیبت کی آگ نے (میرے بدن میں) لپٹیں اٹھا رکھی ہیں اور میری انتڑیوں اور پسلیوں میں انہوں نے سوزش پیدا کر دی ہے میں نے سواروں سے سوال کیا کہ وہ مجھے تمہارے حالات سے آگاہ کریں تاکہ بہنے والے آنسو کچھ تسکین پڑ جائیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو تمہاری سچی خبر دیتا۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا ہی تھا کہ یہ کہتا کہ وہ اب آ رہے ہیں۔ بیٹا! جب سے تم غائب ہوئے ہو میرا عیش مکدر ہو گیا ہے دل پھٹ گیا ہے اور آنکھیں جاری ہیں فکر بٹ گیا ہے عقل بے خود و پریشان ہے۔ آنسوؤں میں خون ملا ہوا آتا ہے اور گھر چٹیل زمین ہے۔ اگر تم زندہ ہو تو میں اللہ کے لئے بطور دلیل کے روزہ رکھوں گی اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو یہ گرمی جانے والی نہیں''۔

حضرت سلمیٰ بنت سعید رضی اللہ عنہا نے جو نہایت عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں۔ ان عورتوں سے کہا کیا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اسی کام کا حکم فرمایا ہے کہ اس طرح رویا کرو۔ یاد رکھو تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے کیا تم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: ۱۵۵، تا ۱۵۷)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صابرین کو بشارت دے دیجئے وہ صابرین جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے

ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور انہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں یہی ہیں وہ لوگ کہ ان کے اوپر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں (اترتی) ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں''۔

عربوں کی بہو بیٹیو! صبر کرو اجر پاؤ گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری مصیبتوں کے بدلے میں ثواب ہے اور جو تم اپنے نزدیک رنج والم سمجھ رہی ہو وہ دراصل تمہارے لئے پند و نصیحت ہے۔ خواتین اسلام یہ سن کر خاموش ہو گئیں رونا موقوف کیا اور آپس میں ایک دوسری کی تعزیت کرنے لگیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا خط اور وہ مال خمس جو آپ نے ابن غانم یشکری کے ساتھ روانہ کیا تھا دربار خلافت میں پہنچا تو مدینہ طیبہ میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ لوگ مسجد نبوی ؐ میں جمع ہوئے تا کہ حلب اس کے محاصرہ کی لڑائی اور فتح کا قصہ سن سکیں۔ حضرت رباح ؓ سب سے پہلے اپنے مولیٰ رسول اکرم محمد ؐ اور خلیفہ اول جناب عتیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے قبروں پر سلام کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ ازاں بعد جلالتہ المآب حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور وہ خط پیش کر کے مال خمس جناب کے سپرد کر دیا۔

آپ نے اسے کھول کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمانوں نے اسے سن کر تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے۔ حضور اکرم محمد ؐ پر درود شریف کثرت سے بھیجا۔ آپ نے وہ خمس اپنی تحویل میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو جواب میں لکھا کہ تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اب تمہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی (یعنی اب کسی صورت سے تمہیں رکنا نہ چاہئے) یہ جواب دے کہ آپ نے رباح بن غانم ؓ کو مراجعت کا حکم دے دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آپ کا جب یہ خط پہنچا تو آپ اسی روز اپنی جمعیت کو لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ اور ایہم بن جبلہ کا یہ قصہ ہوا کہ جب یہ انطاکیہ کی طرف چلے تو انہوں نے اول اپنے آگے آگے ایک شخص کو روانہ کر دیا کہ وہ ملک ہرقل کو جا کر خوش خبری دے دے کہ اس کی بیٹی یوقنا (رحمۃ اللہ علیہ) ایہم بن جبلہ مع دو سو مسلمان قیدیوں کے صحیح وسلامت آ رہے ہیں۔ ہرقل نے جب یہ سنا تو شہر کو آراستہ کرنے گرجا کو سجانے، اس میں فرش وفروش کرنے، فقراء اور مساکین کو خیرات دینے کا حکم دیا۔ اس کا بھتیجا فورین رومیوں کی فوج لے کر نہایت ٹھاٹ اور زیب و زینت سے ان کے استقبال کے لئے نکلا۔ رعایا لباس فاخرہ سے ملبوس ہو کر شہر سے باہر نکلی۔ انطاکیہ کا ہر باشندہ حدود شہر سے باہر آیا۔ یہ دن بھی ایک مجمع عام کا دن تھا (یعنی کسی تقریب جیسے عید وغیرہ یا بادشاہ کی حضوری کا دن تھا جس میں لوگ اکثر جمع ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی کو دیکھتے ہی تمام امراء و رؤساء اور اعیان سلطنت پاپیادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہ ﷺ جن کی مشکیں کسی ہوئی تھیں شہر میں داخل ہوئے۔ رومی انہیں گالیاں دیتے سب وشتم کرتے اور ان کے اوپر تھوکتے جاتے تھے اور ایہم بن جبلہ کی فوج کے سرداران کے گرا گرد تھے بادشاہ کی لڑکی اپنے باپ کے محل میں داخل ہوئی۔ ایہم بن جبلہ اور یوقنا رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور تعظیم کے لئے زمین کی طرف جھک گئے۔ بادشاہ نے انہیں نیز ان کی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو خلعت عطا کی اور اس کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق حکم دیا کہ انہیں یہاں میرے سامنے لایا جائے۔

چنانچہ یہ حاضر کئے گئے یہ حضرات ہتھکڑیاں پہنے ہوئے تھے۔ اسی حیثیت سے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان کے کھڑے ہوتے ہی خداموں اور دربانوں نے ان سے چلا کے کہا بادشاہ کی تعظیم کے لئے زمین پر سجدہ کرو۔ مگر انہوں نے ان کے کہنے کی طرف

کچھ التفات نہ کیا اور جوں کے توں کھڑے رہے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے مصاحب نے یہ دیکھ کر ان سے کہا تم بادشاہ کے سامنے سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت ضرار بن ازور ؓ نے فرمایا اس لئے کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم مخلوق کو سجدہ کریں۔ ہمارے نبی ؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

بادشاہ ہرقل کے قیس بن عامر انصاری سے اسلام کے متعلق چند سوالات دریافت کرنا

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے پاس اپنا مکتوب گرامی روانہ فرمایا تھا اور ہرقل کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نبی ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تو اس نے اپنے مصاحبین رؤساء اور افسران ملک کو جمع کر کے یہ کہا تھا کہ یہ وہی نبی مبعوث ہوئے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہا السلام نے دی ہے۔ یہ حاکم وقت ہوں گے ان کی امت بہترین امت ہوگی اور یاد رکھو ان کا دین بدلا نہیں جائے گا اور ان کا مذہب یقیناً دنیا کے تمام مذہب پر غالب آئے گا حتیٰ کہ تمام مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔ یہ کہہ کر پھر اس نے ان سے ادائے جزیہ کے لئے کہا تھا کہ تم ان کو جزیہ ادا کرنے لگو۔ یہ سن کر وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس کی ایک نہ سنی تھی۔ اب جبکہ رسول اللہ ؐ کے یہ صحابہ اس کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو اس نے چاہا کہ میں اپنے رؤساء مصاحبین اور افسران فوج کو جنہوں نے میری اس وقت ایک نہیں سنی تھی مترجم کے بغیر اور بلا کسی واسطہ کے ان کی کچھ گفتگو سناؤں اور اپنے اس کلام سابق کی حقیقت ان کے سامنے واضح کر دوں اس کا مقصود محض اپنی فوج کی اصلاح اور ان کے حالات کی بہبودگی اور بہتری تھی۔ چنانچہ اس نے خود ہی بلا واسطہ ترجمان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہا میں علم کبریٰ کے متعلق تم سے چند سوالات عظمیٰ کروں گا۔ ان کا جواب تم میں سے کون صاحب دیں گے؟

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت قیس بن عامر انصاری ؓ کی طرف بوجہ ان کے سن رسیدہ ہونے کے نیز اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ؐ کے جمیع حالات، معجزات اور غزوات کا مشاہدہ کیا تھا، اشارہ کیا۔ جب تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے بادشاہ سے کہا کہیے جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا ابتداء نبوت میں آپ کے نبی ؐ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا یہی سوال ایک دفعہ ہمارے نبی ؐ سے مکہ معظمہ کے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن ہشام تھا کیا تھا میں بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ؐ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا تھا کہ کبھی تو شہد کی مکھیوں جیسی آواز ہوتی ہے پھر یہ آواز منقطع ہو جاتی ہے اور میں جو کچھ اس سے معلوم کرتا ہوں یاد کر لیتا ہوں اور وحی کا یہ طریقہ مجھ پر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں متمثل ہو کر آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی روایت ہے کہ جب بھرے جاڑوں میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو اس کے منقطع ہونے کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔ جناب کی ابتداء وحی آپ کے رویائے صادقہ تھے کہ جب آپ کوئی خواب دیکھتے تھے تو وہ طلوع آفتاب کی طرح آسمان وجود پر فوراً ظاہر ہو جاتا تھا۔ ان کے بعد آپ ؐ کو خلوت سے محبت ہو گئی تھی اور تنہائی و علیحدگی حاصل کرنے کے لئے آپ غار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں کئی کئی شب گزار دیتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ سے کہا پڑھو۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے یہ کہتے ہی اس نے

مجھے پھر پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا کہ میں نے اس سے تکلیف محسوس کی پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے اسی طرح پکڑ کر دبایا جس سے مجھے تکلیف معلوم ہوئی اور پھر چھوڑ کر کہنے لگا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں اس نے سہ بار مجھے پکڑ کے اسی زور سے دبایا اور مجھے اس کی اذیت معلوم ہوئی پھر چھوڑا اور کہا:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ (العلق)

آپ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھیے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے آپ پڑھیے اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ بزرگ ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا اس کی تعلیم دی۔ آپ ؐ ڈرتے ہوئے وہاں سے پھرے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا مجھے کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ۔ انہوں نے کپڑا اوڑھایا حتیٰ کہ آپ ؐ کے دل میں جو خوف پیدا ہو گیا تھا وہ جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ ؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ؓ سے تمام قصہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے انہوں نے کہا آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ یتیم کا بار اٹھاتے ہیں، فقراء کو کھانا کھلاتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں محتاجوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی غمگین نہیں کریں گے''۔

اس کے بعد حضرت قیس ؓ نے یہ پوری حدیث بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ ؐ فرماتے تھے کہ میں انہی ایام میں ایک دفعہ چلا جا رہا تھا کہ دفعتہً میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھا کے اوپر کو دیکھا تو زمین اور آسمان کے مابین میں ایک کرسی پر وہی فرشتہ جو غار حرا میں ملا تھا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس کے رعب سے ڈرا اور لوٹ کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے پاس آ کے کہا مجھے کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت شریفہ نازل فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝﴾

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو! لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک کرو اور پلیدی کو دور کرو (یعنی تقویٰ اختیار کرو) اس کے بعد وحی پے درپے آنے لگی۔

حضرت قیس ؓ نے اس کے بعد کہا کہ ایک روز میں مسجد میں آپ کے پاس تھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کے آیا اس نے دروازے پر اونٹ بٹھلایا اس کا پیر باندھا مسجد میں آیا اور کہا السلام علیکم! ہم نے کہا وعلیکم السلام! اس نے کہا آپ حضرات میں محمد ؐ کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ روشن چہرے والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یا ابن عبدالمطلب! میں چند مشکل مشکل اور بہت بھاری بھاری سوال لے کے آپ کے پاس آیا ہوں ذرا بار خاطر نہ گزریں۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا آپ کے رب کی نیز آپ سے پہلوں کے رب کی قسم! کیا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تمام کافہ انام کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ کو اللہ جل جلالہ نے رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں اللہ جل جل جلالہ نے ایک سال میں آپ کو ایک مہینے کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ ذوالجلال کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ کو اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ آپ ہمارے اغنیاء سے زکوۃ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم کر دیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ جو کچھ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں ایک قوم کا ایلچی ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنی سعد بنی بکر کے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری قوم میرے

پیچھے آ رہی ہے۔

ہرقل نے کہا تمہیں اپنے دین کی قسم! کیا تم نے ان کے معجزات بھی دیکھے ہیں۔ حضرت قیس بن عامر ؓ نے فرمایا میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا ہم سفر تھا ایک اعرابی آپ کی طرف آیا اور آپ کے بالکل قریب آ گیا آپ نے اس سے فرمایا کیا تو اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا آپ نے جو فرمایا ہے اس کی تصدیق کون کرتا ہے اور اس پر آپ گواہ کسے پیش فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت کو یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس درخت کو اپنی طرف بلایا۔ وہ جنگل کے ایک کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے بلاتے ہی وہ زمین پھاڑتا اور خط کرتا ہوا آپ کی طرف چل پڑا اور آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس سے آپ نے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے اقرار کیا اور کہا آپ واقعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے اسے لوٹنے کا حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔

ہرقل نے کہا ہم اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں کہ نبی آخر الزمان کی امت کا اگر کوئی شخص ایک گناہ کرے گا تو اس کے اعمال نامہ میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ایک نیکی کرے گا تو دس نیکیاں مرقوم ہوں گی۔ آپ نے فرمایا ہماری کتاب میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰)

”جو کوئی ایک نیکی لایا اس کے لئے ایسی ہی دس ہیں اور جو ایک برائی (گناہ) لایا وہ اتنی ہی سزا پائے گا“۔

ہرقل نے کہا جس نبی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے وہ تو قیامت میں نیز دنیا میں بھی لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی وہی تو ہیں۔ اللہ پاک اپنی کتاب عزیز میں فرماتے ہیں:۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۴۵، ۴۶)

”اے نبی! ہم نے تمہیں شاہد (گواہ) اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے ان کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے“۔

رہی عالم آخرت کی گواہی اس کے متعلق کلام مجید میں رب قدیر فرماتے ہیں وجئنا بك على هولاء شهيدا۔ اور ہم تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر بلائیں گے۔

ہرقل نے کہا ان کی صفت ایک یہ بھی ہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں کو یہ حکم دیں گے کہ وہ ان کے پاس ان کی زندگی میں جائیں۔ ان کی حیات نیز بعد از وفات ان پر درود شریف بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی ﷺ کی یہ بھی ایک صفت ہے۔ اللہ پاک کتاب مبین میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (احزاب: ۵۶)

”اللہ پاک اور ان کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لے آئے ہو ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو“۔

ہرقل نے کہا جس نبی کی توصیف مسیح علیہ السلام نے کی ہے وہ تو آسمان میں تشریف لے جائیں گے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان سے گفتگو فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ صفت بھی ہمارے رسول اکرم محمد ﷺ میں موجود ہے اللہ پاک ان کے حق میں فرماتے ہیں:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱)

"پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات"۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہاں اس وقت پوپ بھی بیٹھا ہوا تھا جو دین انصاریٰ کی اصل جڑ تھا وہ سن کے بادشاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا یا ایہا الملک! جس کا ذکر عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے کیا ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ تو ایک تاویل کاذبہ ہے۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ نے کہا رومی کتے! تو جھوٹا ہے اور یہ تیری ملعون داڑھی بھی جھوٹی ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جو عیسیٰ یہ ا[illegible]ے نبی ؐ دونوں کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں، موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں اور داؤد علیہ السلام نے زبور میں ان کی خبر دی ہے۔ ہمارے نبی ؐ سب سے بہترین دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں قرآن شریف نیز جمیع کتب میں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ان کی نبوت اور رسالت کی دلیلیں اور شہادتیں موجود ہیں اور ہمارے نبی وہی محمد بن عبدالمطلب مکی ہیں مگر کفر نے تمہاری معرفت پر ایک حجاب ڈال دیا ہے کہ تم انہیں نہیں پہچانتے۔

ہرقل نے کہا تم نے آداب مجلس کے خلاف کیا کہ ہمارے دین کی باتوں میں قطع کلام کر دیا تم کون شخص ہو؟ حضرت قیس بن عامر ؓ نے ارشاد فرمایا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ضرار بن ازور ؓ ہیں جن کے کارنامے مشہور ہیں۔ بادشاہ نے کہا وہی جن کے متعلق میں یہ سنتا رہا ہوں کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہیں کبھی سوار کبھی ننگے ہو کر جنگ کرتے ہیں کبھی ملبوس کہا ہاں! بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

پوپ کا حضرت ضرار ؓ کی زبان کاٹ دینے کا حکم

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب پوپ نے حضرت ضرار ؓ کی قطع کلامی سنی تو اسے غصہ آیا مگر اس نے کسی قدر تبسم کے ساتھ اس کو چھپانا چاہا مگر نہ چھپ سکا۔ آخر یہ سخت غصہ میں بھر کے بادشاہ کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مصاحبین، افسران فوج اور والیان ملک وغیرہ جتنے یہاں بیٹھے تھے یہ دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں بھی پوپ کا غصہ دیکھ کے بہت غصہ آیا۔ بادشاہ کو ان کا غصہ دیکھ کر اپنی جان کے لالے پڑے اور اسے یہ فکر ہوا کہ کہیں امرء وسلاطین مجھے قتل نہ کر دیں اس لئے اس نے لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ ضرار کو قتل کر دو۔ اور اس کا نشان نہ باقی رہنے دو۔ یہ سنتے ہی چاروں طرف سے تلواریں چلنے لگیں اور آپ کے جسم پر ایک سو چودہ زخم بہت گہرے گہرے آئے مگر اللہ رب العزت کو چونکہ آپ کی زندگی منظور تھی اس لئے کوئی مہلک زخم نہ آیا۔ پوپ کا دل یہ دیکھ کر ٹھنڈا ہوا۔ اس کی آتش غضب پر پانی پڑا اور اس نے کہا کہ اس کی زبان نکال لو۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! میں اس لعین کو نہیں چھوڑوں گا کہ یہ رسول اللہ ؐ کے صحابہ پر زیادتیاں نہ کر سکے۔ یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے زمین کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کی نعمتوں اور بادشاہت کے متعلق دعا کی اور کہا ایہا الملک! یہ بہتر نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اسے صبح تک جناب مہلت دیں۔ اگر یہ کل تک زندہ رہا تو ہم اسے شہر کے دروازے پھر کھڑا کر کے صلیب پر لٹکائیں گے تا کہ رومیوں کے دل جو اس کی گفتگو سے مجروح ہو گئے ہیں وہ شفایاب ہو جائیں۔ نیز اس شخص نے رومیوں کے آباؤ اجداد بیٹوں اور بھائیوں کو جو قتل کیا ہے اور اسکی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ناصور پڑ گئے ہیں ان کا بھی اندمال ہو سکے۔ پھر اس کی اہانت اور قتل کی خبر مسلمانوں میں بھی پہنچے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ کا اس سے یہ مطلب تھا کہ اسوقت حضرت ضرار ؓ کی جان چھوٹ

جائے گی اور کل تک اس قوم کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور بادشاہ پھر چھوڑ دے گا۔ بادشاہ نے ان کی رائے سن کر کہا اسے کل تک تم ہی رکھو۔ یہ انہیں لے کر اپنے مکان میں آئے۔ مرہم پٹی کی زخموں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی عضو کا کوئی رگ و پٹھہ نہیں کٹا ہے اور یہ اللہ پاک کے لطف و احسان کی بات ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادہ نے زخموں میں ٹانکے لگائے دوا لگائی اور کھانا کھلایا اور پانی پلایا تو آپ نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے صاحبزادے کو بیٹھا دیکھا چونکہ آپ کو خبر نہیں تھی کہ یہ بادشاہ پر کوئی داؤ کھیلنے کو یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے آپ یہ سمجھے کہ شاید یہ مرتد ہو گئے ہیں۔ آپ ان سے کہنے لگے اگر تم دونوں کافر ہو تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں میرے لیے مسخر فرما دیا ہے کہ میرا علاج معالجہ کرو اور اگر تم دونوں مومن ہو تو مرحبا جزاکما اللہ۔ نیز ممکن ہے کہ تم دونوں کی برکت سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ میری پریشانی کو حجاز میں اس ضعیفہ سے ملا کر جو دھاڑیں مار مار کر روتی تھیں دور کر دے اور جو رات دن میرے لئے اور میری بہن خولہ کے لئے جو لشکر میں ہیں دعائیں کرتی تھیں اور وہ میرے ان آنے والے واقعات کو جانتی تھیں۔ کیونکہ ان کے احباب میں میں ہی ایک رہ گیا تھا۔ ہمارے لشکر میں میری ایک بہن ہے جسے میرے حالات کی اب تک کچھ خبر نہیں۔ اگر ممکن ہو سکے تو تم میرا اسے سلام پہنچا دو اور میری حالت کی اسے اطلاع دے دو۔ کافروں سے میری گفتگو کس طرح ہو سکتی ہے۔ میری بہن میری ماں کو خبر کر دے گی اور انہیں میرا حال لکھ کر بھیج دیں گی۔ جب کچھ دیر آپ نے رات میں استراحت فرمائی تو پھر فرمایا تم دونوں کو خدا کی قسم میں جو کچھ کہوں تم لکھتے رہو۔ ابن یوقنا رحمتہ اللہ علیہ نے حرفاً حرفاً ان کے یہ اشعار لکھنے شروع کیے۔

(ترجمہ اشعار) اے دو شخصو! آگاہ رہو اور خدا کے لئے پہنچا دو میرا سلام میرے گھر والوں اور حطیم کعبہ کو جب تک تم دونوں زندہ رہو ہزار نعمتیں میسر ہوتی ہیں بزرگی اور اقبال کے ساتھ ہمیشہ رہے نصرت۔ جو کچھ تم دونوں نے نیکی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضائع نہیں ہوئی اور جو میں نے تکلیف پائی تھی وہ اب کم ہے۔ میرے ساتھ جو تم دونوں نے نیکی کی ہے اس کی وجہ سے مجھے راحت و آرام پہنچا۔ اسی طرح نیک کام خلائق کے درمیان میں یادگار رہتا ہے۔ میری خواہش محض یہ ہے کہ میں بیت اللہ میں مروں اور فقط اس وجہ سے یہ تمنا ہے کہ میں نے ایک ضعیفہ کو بیابان اور زمین بے آب و گیاہ میں چھوڑا تھا۔ وہ تدبیریں جن میں مضبوطی نہیں خام ہیں اور پران مصیبتوں کے جو آتی ہیں۔ عادت رکھنے والی زمین بے آب و گیاہ میں قیام کرنے والی ہیں۔ نیز رہنے والی ہیں شیح [1] ،قیصوم، عشب اور زہر پر۔ میں ان کا ایک خدمت گار تھا اور ان کی رضامندی چاہتا رہتا تھا اور اگرچہ میں فقیر تھا مگر حتی المقدور ان کی بزرگداشت کرتا تھا۔

اور میں انہیں اپنے ہاتھ کا شکار کھلاتا تھا جس میں خرگوش، وحشی موش صحرائی، سوسمار اور خشک کیا ہوا گوشت ہوتا تھا۔ ہرن ہرن کے بچے، بنق [2] کے ساتھ اور اس کے بعد نیل گاؤ اور جنگل کے رہنے والے جانور۔ اگر کھڑی ہو جاتی تھیں تو میں ان کی نگاہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بدی اور تنگی کی جگہوں میں میں ان کا مددگار رہتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے ملعونوں کے لشکر میں نیزوں سے جہاد کیا ہے اور میں نے بہترین خلائق یعنی محمد ﷺ کو راضی کیا ہے۔ شاید کہ میں محشر میں خلاصی پا لوں۔ جو شخص قیامت کے دن سے ڈرے گا اس سے اس کے معبود خوش ہوں گے اور صلیب کے بندوں

---

[1] سب گھاسوں کے نام ہے۔ [2] بنق ایک قسم کا آٹا ہوتا ہے جو درخت سے نکلتا ہے۔

کافروں کو ہلاک فرمائیں گے''۔

اس طرح میری بہن نے ہر کافر کے مقابلے میں جہاد کیا ہے حملہ اور بھاگ میں وہ نیزہ بازی سے علیحدہ نہیں ہوئیں۔ وہ کہتی تھیں کہ وقت سے پہلے ہی جدائی آ گئی۔ میرے بھائی یاد رکھو! مجھ سے جدائی پر صبر نہیں ہو سکتا۔ اے بھائی! اس جدائی اور فراق کو یاد رکھو۔ ہمارا ایسا کون شخص ہے جو تمہاری خوش خبری لے کر آیا کرے گا جب آدمی اپنے گھر بار سے سفر کرتا ہے پس یا تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا زمانہ کی موافقت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آگاہ ہو تم دونوں اس کے بھائی کی طرف سے اسے دعا پہنچاؤ اور کہو کہ غریب اور بے کس کافروں کے قبضہ میں ہو کر مر گیا۔ افتادہ پا تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اسلام اور پاکباز لوگوں کی نصرت دہی میں۔ اے کبوترو! اٹھاؤ اور لے جاؤ ایسے عاشق کا خط جو نشہ سے بھی آرام نہیں پاتا۔ اونچی زمین کے اڑنے والے کبوتر و شائق کا کلام پہنچا دو۔ اسلام کے لشکر اور روسائے مسلمین کی طرف۔ اور کہہ دو کہ ضرار قید میں ہتھکڑیاں پہنے بیٹھا ہے۔ وطن سے دور اور دشوار جگہ میں ہے۔ بلند زمین کے کبوتر ایک تنہا اور بے کس کی بات سن لے جو وطن سے دور اور ذلت کی قید میں ہے۔ اگر تجھ سے میرے احباب دریافت کریں تو کہہ دینا کہ آنسو بارش اور مینہ کی طرح برس رہے ہیں۔

اے بلند زمین کے کبوتر! میرے وطن میں خوش آوازی سے بولی بولنا اور یہ کہنا کہ اضرار قید میں آہ و نالہ کرتا ہے۔ بلند زمین کے کبوتر! اگر تو ہمارے خیموں میں جائے تو کہہ دینا کہ دشواری کا زمانہ آسانی پر اسی طرح رہتا ہے۔ ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ قیدی بے قراری کی گرمی میں ہے۔ اس کے پہلو اور سینہ کے درمیان میں بیماری ہے اس کی عمر کے اٹھارہ سال گزرے ہیں جو بلا غور و فکر کے معلوم ہو جاتے ہیں اس کے رخسار پر ایک تل تھا جسے اس کے آنسوؤں نے مٹا دیا۔ جو اس کی جدائی، دوری تباہی اور گھر سے جدا ہونے پر بہے تھے۔ جہاد کی خوشی میں نیکی کے لئے گھر سے روانہ ہوا تھا غدر کر کے اس پر ملعون لوگ پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تم میں برکت دے مجھے تم دونوں دفن کر دو اور میری قبر پر لکھ دو کہ یہ ایک بے کس مسافر تھا۔ حطیم اور زمزم کے کبوترو! خبردار ہو جاؤ۔ میرے حال کی میری ماں کو خبر دے دو۔ شاید زمانہ موافقت کر جائے اور ایک بار قبر بے کس کی زیارت ہو جائے۔ زیارت بدحالی کی حالت میں نہیں ہوا کرتی''۔

کہتے ہیں کہ جب ابن یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اشعار کو لکھ لیا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے اپنی وہ تدبیر جو آپ کرنے والے تھے تحریر کی اور اس خط اور ان اشعار کو ایک معتمد شخص کے ہاتھ ادھر روانہ کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جابر بن دوران دوسی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بھی لشکر اسلام میں موجود تھا۔ ہم بلاط کے مقام پر مقیم تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت معین بن اوس مخزومی کو مقدمہ لشکر پر متعین کر رکھا تھا کہ اچانک یہ آپ کے پاس ایک رومی شخص کو لے کر آئے اور کہا کہ یہ شخص اپنے آپ کو ایلچی بتلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو قاصد ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس آپ کے نام کا ایک خط ہے۔ آپ نے فرمایا کس کا؟ اس نے کہا یوقنا کا اور ایک اور شخص کا جو انطاکیہ میں قید ہے اور جسے لوگ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آپ نے وہ خط لے کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے اشعار سن کر بہت روئے۔

حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی تو وہ بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا امین الامتہ!

مجھے بھی میرے بھائی کے اشعار سنا دیجئے۔ آپ نے انہیں بعض اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی آپ تمام کرنے بھی نہیں پائے تھے کہ حضرت خولہ بنت ازور ؓ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کی قسم میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بھائی کا بدلہ ضرور لوں گی۔ لوگوں نے حضرت ضرار بن ازور ؓ کے اشعار یاد کر لئے اور ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ کو حضرت ضرار بن ازور ؓ کے متعلق سب سے زیادہ رنج وملال تھا۔

ہرقل کا دوسو مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان برابر فتوحات کرتے ہوئے انطاکیہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ اہل حازم، راوندات، عم، ارتاج، قورص اور باسوط وغیرہ کے قلعے فتح کرتے ہوئے لوہے کے پل (جسر الحدید) تک پہنچ گئے اور یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے حکم کے مطابق ڈیرے ڈال دیئے۔ ہرقل کو خبر پہنچی تو اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف گھر کر گیا۔ افسران فوج کو بلا کر لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ جسر حدید کے قریب خیمے نصب کئے گئے۔ والیان ملک نے اپنے اپنے ڈیرے وہیں لگوائے۔ ہرقل نے اسلحہ خانوں کو کھلوایا اور اپنی فوج اور بہادروں پر ہتھیار تقسیم کئے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ کو خلعت عطا کی اور کہا جرنل یوقنا! میں اپنی اس تمام فوج پر تمہیں کمانیر بناتا ہوں یہ سب فوج تمہاری کمان میں رہے گی۔ اس کی ترتیب اور صف بندی تم ہی کرو۔ وہ صلیب جو پادریوں کے خاص کنیساؤں میں رکھی رہتی تھی اور جو کسی اہم وقت یا بڑے بڑے دنوں میں نکلا کرتی تھی ان کے سپرد کی اور کہا کہ اس صلیب کو اپنے آگے رکھو۔ اس کی نصرت پر اعتماد کرو یہ تمہیں مدد دے گی۔ انہوں نے اس کو لے کر اپنے بیٹے کے سپرد کیا اور کہا کہ اسے اپنے سامنے اٹھائے رکھو۔ ملک ہرقل سوار ہو کے گرجا میں آیا۔ والیان ملک اور مصاحب اس کی رکاب میں ہوئے۔ یہاں پہنچ کر اس نے صلوۃ النصر (فتح کی نماز) ادا کی اور اس سے فارغ ہو کے رسول اللہ ؐ کے ان دوسو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لانے کا حکم دے دیا تا کہ ان کی قربانی کی جائے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ آگے بڑھے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا ایہا الملک! اور اے روم کے جلیل القدر بادشاہ آپ کو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس لئے ملک پر بادشاہ مقرر کیا ہے اور بندوں کی قسمت کی باگ دوڑ اس واسطے آپ کے ہاتھ میں دی ہے کہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آپ کے حلم وسعت اخلاق اور بردباری سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ آپ کے عقل کا دوش اس بارگراں کے متحمل ہونے کا اہل ہے۔ حکیم دیسورقورس کہتا ہے کہ عقل دراصل ایک بہت بڑی بزرگی کی سیڑھی (نردبان) ہے جس کا مالک نہایت ہوشیار اور عقل مند شخص ہوتا ہے کیونکہ عقل اجسام کی عزت اور خلائق کے لئے چراغ ہدایت ہوتی ہے۔ بس اے بادشاہ! آپ یہ سمجھیں کہ عرب اپنے ساز و سامان اور فوج فراہم کو لے کر ہم پر چڑھ آئے ہیں لڑائی کی تاک میں ہیں اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا یقینی اور ضروری ہے اور یہ معلوم نہیں کہ لڑائی کا پلہ کس طرف جھکے۔ اگر آپ نے ایسی صورت میں ان قیدی عربوں کو مار ڈالا اور ہمارا کوئی آدمی ان کے پنجہ میں گرفتار ہو گیا تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آئیں گے اور کیا سلوک اس کے ساتھ روا رکھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں اس وقت تک جب تک ہم یہ دیکھ نہ لیں کہ ہمارا کام کس طرح رہے گا اور یہ نازل ہونے والی بلا کیونکر ٹلے گی جوں کی توں رہنے دیں۔ نیز اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ اگر ہمارے ساتھیوں جرنلوں یا کرنلوں میں سے کوئی گرفتار ہو گیا تو اسے ان کے معاوضہ میں چھڑا لیں گے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مشورہ سن کر ارباب دولت کہنے لگے واقعی بادشاہ! کمانیر صاحب کا مشورہ نہایت مفید ہے۔

پوپ نے کہا ایہا الملک! آپ انہیں اسی کنیسہ میں مقید کرنے کا حکم دے دیں تو زیادہ انسب ہے۔ کیونکہ اول تو یہ کنیسہ (گرجا) ہمارے شہر میں سب سے عمدہ کنیسہ ہے۔ دوسرے اس میں خوبصورت خوبصورت لڑکیاں اور حسین حسین عورتیں ہیں انہیں آپ یہ حکم دے دیں کہ وہ سج سج کے اور زیب و زینت کر کے یہاں حاضر رہیں وہ قیدی جب ہماری عورتوں ان کے حسن اور جمال کو دیکھیں گے۔ عمدہ عمدہ ان کی خوشبوئیں سونگھیں گے تو خود ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائیں گے اور یہ مسلمانوں کے لئے ضعف کا باعث ہوگا۔ بادشاہ نے انہیں لانے کا حکم دیا جب وہ خدا کے شیر لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے آئے تو پادریوں نے زور زور سے انجیل پڑھنی شروع کی تکلفات و آرائش دکھلانا اور خوشبودار چیزوں کی تبخیر کی۔

مسلمانوں نے وہاں پہنچتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور کہا مشرک جھوٹے ہو گئے۔ قعر ضلالت کی منتہا میں گر پڑے۔ خسران کی ذلت کا کلنک ان کی پیشانیوں میں لگ گیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ ان کے ساتھ کوئی عبادت میں شریک ہے۔ انہی قیدیوں میں ایک رفاعہ بن زہیر نامی یمن کے رہنے والے شخص تھے جو یمن کے صحابہ میں نہایت فاضل، عالم اور کتب سابقین اور علم حمیریہ کے بہت بڑے ماہر تھے اکثر شعر کہا کرتے تھے اور کلام کو منظوم اور سنوار کے فصاحت کے ساتھ بولا کرتے تھے جب انہوں نے کنیسہ کو کافروں سے بھرا ہوا اور یہ دیکھا کہ صلیبوں کی تعظیم اور تصویروں کی پرستش کر رہے ہیں تو کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹے ہیں یہ مشرک اور اصحاب شیطان۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک رحمٰن جو عدد ہے نہ محسوب ہے[1] بلکہ اکیلا، تنہا، طاق ہے نہ کسی کی طرف منسوب۔ نہ اس کا کوئی ضد ہے نہ دوست نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کا کوئی گوشت پوست۔ نہ اس کے واسطے جسم ہے نہ اقامت اور نہ اس کی کوئی حد ہے نہ نہایت۔ اسی نے پیدا کیا ہے مخلوقات کو اور اسی نے بنایا ہے اس موجودات کو اسی نے پیدا کی ہے کائنات اور اسی کی تدبیر میں ہیں ارض و سموات۔ وہ اول ہے اس کے وجود کا آغاز نہیں وہ آخر ہے اس کی انتہا کا کسی کو معلوم راز نہیں۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ وزیر اور نہ کوئی مصاحب ہے نہ مشیر۔ لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر۔

کہتے ہیں کہ آپ کی اس تقریر سے کنیسہ میں جنبش آ گئی اور پادری اپنے اپنے عصا لے کے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شاہی دربان ان کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا اس شخص سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو۔ پادری یہ سن کر آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ بادشاہ نے آپ سے کہا برادر عربی! تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! آپ کو میرے نام سے کیا تعلق؟ میں آپ کی جنس سے نہیں ہوں جو آپ میرا نام دریافت کریں۔ پوپ نے کہا ایہا الملک! اس نے بالکل سچ کہا۔ یہ ہماری جنس سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ کوئی عالم ہے نہ حکیم کہ اس سے ہم مسائل حکمت دریافت کر سکیں بلکہ ایک بدوی (جنگلی و دہقانی) شخص ہے جو سوائے جنگلوں کی سکونت اور بدوؤں کی صحبت کے اور کچھ نہیں جانتا۔ دانائی و حکمت ہمارے شہروں سے ظاہر ہوئی اور ہمارے ہی حکماء دنیا میں مشہور ہوئے کیونکہ حکمت نے یونان سے جنم لیا یہیں پرورش پائی اور جب جوان ہو گئی تو سریانیوں نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی آؤ بھگت کی۔ رہے اہل عرب ان میں حکمت کب آئی جو وہ اس کو پڑھتے پڑھاتے اور اس کے وارث بنتے۔

تمام فضائل ہمارے ہی عالموں کے لئے مخصوص ہیں اور سارے عدل و انصاف ہمارے ہی بادشاہوں کے طرہ امتیاز، اسکندر، بطلیموس، موریق، یوسطیوس، ارمویل، جرجس، ارسطاطالیس، فیثا غورث نو صیدی جس نے انطاکیہ کی بنا ڈالی سفلیوس

[1] یعنی وہ کسی کی گنتی اور حساب میں شمار نہیں کیا گیا بالکل اکیلا اور تن تنہا ہے۔

ارمیوں جو نبی اور بادشاہ تھے۔ طاطا غورس جس نے رہاما، مینج اور اسطینس کو بنایا اور جو کاہن بھی تھا اور جس نے اپنے عہد کے بادشاہ کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو اپنے رب سے کلام کرے گا اور اس کی نئی شان ہوگی۔ اپنے ہاتھ سے فرعون کو ہلاک کر دے گا اور حکیم منافطین یہ سب ہمارے ہی حکیم تھے اور ہم ہی سے دراصل تمام علموں کے چشمے پھوٹ کر ہر جگہ بہے ہیں۔ نیز ہماری ہی قوم میں سے آرمینو تھا جس نے رومتہ الکبریٰ کی بناء رکھی اور اپنے ہی نام پر اس کا نام قرار دیا اور لیجئے سسطانیوس جس نے سب سے پہلے ایک ایسی کتاب تصنیف کی جس میں زمین کے اوپر کی چیزوں یعنی پہاڑوں، دریاؤں، درختوں اور جانوروں کی تصویریں بنائیں۔ ہر اقلیم کے رہنے والوں کا حال مع ان کی رنگتوں اور خاصیتوں کے لکھا۔ نیز ہر اقلیم کی معدنیات، سونا، چاندی اور جواہرات کا حال تحریر کیا اور یمن کے کل چشموں کا مع ان کے ناموں کے حال معلوم کر کے اور ساتھ ہی پہاڑوں، جنگلوں، گھاٹیوں، آبادیوں اور دنیا کی عجائبات کا پتہ لگا کے ان کے قصہ بھی اس میں مندرج کیا۔ نیز حکیم ایردروس قلنسب رومی بھی ہم ہی میں سے تھا جس کا قول ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ قیامت میں میرا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ نہ فرمائیں جن سے وہاں یہ کہا جائے گا کہ تم شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ دوزخ میں چلے جاؤ۔ وہ اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ اے مسکین! میری کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے والے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے جو نفوس کی مظلم حس روحانی نورانی کی معوق ہیں انکار کرنے والے اعالم علیین کی طرف ترقی کر اور حکمت کی طرف دیکھ کر حکمت ہی عالم روحانی کی سیڑھی ہے جو شخص اس کو کھو دیتا ہے وہ اپنے مولیٰ اور مصور کی طرف نہیں چڑھ سکتا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہاں جبلہ بن ایہم اور ان کا لڑکا بھی موجود تھے اور اس پوپ اور جبلہ بن ایہم کے مابین عداوت تھی اس لئے پوپ نے یہ تقریر دراصل جبلہ بن ایہم کے اوپر طعن وتشنیع کرنے کے لئے کی تھی۔ ان کی عداوت کا سبب یہ تھا کہ اس پوپ نے ایک بہت بڑا گرجا بنایا تھا جس میں یہ سال بھر کے بعد ایک میلہ لگایا کرتا تھا اور اطراف و جوانب کے رومی نذریں، مال، جانور اور موم لے کے وہاں آیا کرتے تھے اور یہ اس پوپ کی ایک رسم پڑ گئی تھی۔ بادشاہ نے یہ تمام زمین جبلہ بن ایہم کو بخش دی تھی اور اس نے اس گرجا کے چاروں طرف ایک شہر آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر رکھ دیا تھا اور وہ شہر جبلہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت رفاعہؓ کا ذکر

کہتے ہیں کہ جب حضرت رفاعہ بن زہیرؓ نے پوپ کی یہ گفتگو سنی تو ہنسے اور فرمایا تو نے ایسے لوگوں کی تعریف کی اور ایسی قوم کی توصیف کی جو جادہ فضیلت سے کوسوں دور اور راہ ضلالت میں ہمیشہ چور رہی ان کے لئے نہ بزرگی کی کوئی سبیل ہے اور نہ ان میں کوئی مرد عقیل ہے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی توحید کا نہ ان میں کوئی قائل ہوا اور نہ ان میں کوئی بے لوث عبادت کی طرف مائل ہوا۔ فضیلت و بزرگی اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی اولاد کے لئے مخصوص ہے جن کے واسطے بیت الحرام، زمزم، اور مقام نیز مشعر الحرام منصوص ہے اسی اولاد میں سے تبابعہ اقیال حماۃ اور اشبال ہے جن کا سب سے بڑا اقبال ہے اور زمین کے طول وعرض میں جن کی بادشاہت کا مثیل ڈھونڈنا محال ہے اور ملک صعب ذومراثد (اسکندر اول) یعنی دنیا کا سب سے بڑا مجاہد جو تمام جہاں کا مالک ہو گیا اور روئے زمین پر قابض ہو گیا ظلمات میں داخل ہو گیا۔ زمین کا وارث ہو گیا۔ آفتاب کے مطلع اور مغرب تک پہنچ گیا۔ زمین کے بادشاہوں کو ذلیل کر دیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس کا نام ذوالقرنین رکھ دیا نیز سباء بن یعرب بن قحطان، شداد بن عاد،

شدید بن عاد اور عمرو ذوالاذقان، ہدہد بن عاد، لقمان بن عاد، شعبان بن اکسیر بن تنوخ، عباد بن رقیم اور ہاد بن عتبان، یہ لوگ حکمت کی باتیں بتلاتے تھے اور موسیٰ بن عمران کی نصیحت فرماتے تھے۔

جہلہ بن سیاحتہ بن عجلان بن یاقد بن رخ وثمود بن کعنان یہ سب بھی ایسے ہی تھی اور لیجئے سباء بن یشجب جس نے ہم میں سب سے پہلے تاج پہنا۔ اس کے بعد حمیر پھر عاد بن حمیر پھر تبع پھر وائل ہوئے۔ نیز ہم میں سے ہی اللہ کے نبی حنظلہ بن ضعوان اہل الرس ہوئے۔ نفیل بن عبدالمدان بن خدم بن عبد یالیل بن جرہم بن قحطان بن ہود علیہ السلام جو پانچ سو برس زندہ رہے ہم ہی میں سے تھے۔ انہوں نے ہی قلعوں کو بنایا خزانوں کو نکالا لشکروں کو تابع کیا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان ہی کو اپنے نبی حنظلہ بن ضعوان کے علم کا وارث بنایا۔ سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم پر زندگی کو ختم کیا۔ ہمارے مراتب کو بڑھایا کیونکہ ہم میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا ہم سادات ہیں اور تم غلام۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے پادری کا مشکل سوال کرنا

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رفاعہ بن زہیر بن زیاد بن عبیدہ بن سریہ جرہمی رضی اللہ عنہ عرب کے علم الانساب (نسب دانی) کے نہایت ماہر عرب کے بادشاہوں اور ان کی سیرتوں کے پورے عالم تھے۔ نیز آپ نے کتب ہود، صالح اور حنظلہ علیہم السلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی فرمایا تھا جب آپ نے بادشاہ کے سامنے اس بے باکی سے یہ عالمانہ گفتگو کی تو پوپ نے چاہا کہ میں ان سے ایک مشکل سوال کر کے انہیں عاجز کر دوں چنانچہ کہنے لگا بلند ہمتوں[1] اور پاک طینتوں سے قلوب عقل روحانی کی نسیم تک پہنچ جاتے ہیں اور مقام لاہوت نیز ان طیور خفیہ (غالباً فرشتے مراد ہوں گے) مترجم) تک جوان ابصار سے غائب اور جو محیط بالا قطار ہیں رسائی ہو جاتی ہے نیز ایسے ایاضات عقلیہ کی طرف جو ادناس سے پاک ومصفی ہیں ترقی کر جاتے ہیں اور افکار نورانیہ کی جانب اور خیالات باطنیہ کی طرف ان کدورت اخلاق کے تصفیہ کے بعد جو ہیاکل جسمانیہ کی طرف سے افکار پر محیط ہیں چڑھ جاتے ہیں اور جب روشنی اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور ان سے تیرگی کی کدورت مٹ جاتی ہے تو پھر ارواح کے لئے ابدا لآباد کا عیش جس میں نہ انحلال ہے نہ اضمحلال میسر آ جاتا ہے اور اس وقت عنصر عنصر سے مل جاتا ہے صفائی صفائی سے اور کدر کدر سے۔

حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پادری صاحب! آپ کی گفتگو اور تقریر صداقت سے معرا ہے۔ اس نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا جب سیدھا راستہ جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے سامنے سے غائب اور اس پر پردہ حائل ہے تو پھر کس طرح قلوب علام الغیوب تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے بدوں کفر کے پاک ہونے کی صفائی کدورت سے کب علیحدہ ہو سکتی ہے۔ افکار غوامض اسرار سے جبکہ وہ پردہ غفلت میں ہوں کس طرح آشنا ہو سکتے ہیں اور خصوصاً جب کہ خواہشیں اپنے مفاد کی طرف پھرتی ہیں۔ ہمتیں اپنے مواضع سے قریب ہوتی ہیں۔ فکر اپنے عناصر کی طرف لوٹتے ہیں متحرکات فکر اپنے مساکن تک گردش کرتے ہیں۔ اذہان اپنے اماکن کی طرف پہنچتے ہیں۔ اشکال اشکال سے بسبب تاثیر خواہش کے جو اُن میں ہے جدا ہوتی ہیں اور اپنے اقطار عناصر سے اپنی صورتوں پر ان ہی پر گر پڑتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ انہی عربوں کا کلام ہے جن کے متعلق تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ حکمت ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہے اور عقل ان کے بازار میں نہیں بکتی۔ ملوک یمن سے ایک شخص سیف بن ذی نیرن نامی بادشاہ تھا جس نے ہمارے حضور اکرم ﷺ

---

1 میں نہیں سمجھا کہ یہ سوال کس طرح ہوا اور سوال کی نوعیت کیا ہے۔

کی بعثت سے سات سو برس پہلے آپ کی خبر دے دی تھی وہ نہایت ذکی شخص تھا اور غوامض علوم حکمیہ اور اسرار خفیہ بیان کیا کرتا۔ حکمت اور شکر نعمت کی باتیں بتلایا کرتا تھا اور بہت اچھی طرح نظم اور نثر بولا کرتا تھا۔ نیز منجملہ ان کے جو کچھ ہمارے فصحا نے بیان کیا ہے۔ ایک فصیح قیس بن مساعدہ حسب ذیل اشعار کہتا ہے۔

(ترجمہ اشعار) خبردار ہو جاؤ! ہم ایسے قبیلے سے ہیں جس کے لئے سبقت کی تھی عمدہ عمدہ نعمتوں نے اور وہ جہل سے دور ہو گئے تھے انہوں نے کسی دن حرام کی طرف نہیں دیکھا اور سوائے تقویٰ کے کسی چیز کو نہیں معلوم کیا۔ ہم میں توحید ہے اور ہمارے افعال اس پر شاہد ہیں اور اللہ عزوجل کی توحید عقل کے بدوں نہیں پہچانی جاتی۔ ہم آسمانوں کے اوپر سب چیزوں کو دیکھتے ہیں جیسے کے اور لوگ اشیائے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ ہم اپنی حقیقت کو نیز جہاں سے ہماری ابتداء ہوتی ہے اس کو جانتے ہیں اور اس عالم اشکال (دنیا) میں ہم محض تصویر نہیں ہیں اور ہم اگرچہ زمین کے مرکز (ثریا) پر ہیں مگر ہماری روحیں عالم نور ہیں روشنی طلب کر رہی ہیں اور اس لئے وہاں چڑھی ہیں تاکہ اس نور کی انہیں خبر ہو ان ارواح نے اپنی ذات کا نور عالم عقل میں دیکھا۔ بس وہ دنیا میں قیام کرنے کو راضی نہ ہوئیں اور انہوں نے اختیار کر لیا حقیقت پیکر ظاہری اور وہ تصویروں سے بزرگ ہیں"۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ قید سے چھوٹ آئے دریافت کیا کہ چچا جان! پوپ آپ کے کلام اور آپ پوپ کی گفتگو کو کس طرح سمجھتے تھے؟ آپ نے فرمایا بیٹا! میں نے عربی میں اس ملعون سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا تو انہوں نے کہا بادشاہان روم اور ان کے والیان ملک کی ریاست وسلطنت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک وہ عربی زبان نہ سیکھیں۔ کیونکہ وہ حجاز میں عربوں سے قریب ہیں۔ حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جب اپنے مناظرہ کی کیفیت مسلمانوں سے بیان کی تو اکثر لوگوں نے اسے قلم بند کر لیا۔

حضرت رفاعہؓ بن زہیر کے ایک بیٹے کا ذکر

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جاہل لڑکا تھا جو کفر کی طرف میلان رکھتا تھا اور آپ اس کے لئے استقامت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ قید تھا۔ جب گرجا میں یہ بھی دوسرے قیدیوں کی طرح آیا اور حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوپ کے ساتھ مناظرہ کرنے لگے تو یہ آپ کا لڑکا گرجا، اس کی زینت وصورتوں اور صلیبوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں تیز تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔ رومیوں کی عورتوں، ان کے لباس اور خوب صورتی پر مائل ہو گیا اور انہیں دوسری نظروں سے گھورنے لگا۔ آخر نہ رہا گیا اور رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے کے لئے صلبان کی تقبیل (بوسہ دینے) کے لئے دوڑ پڑا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حرکت دیکھی تو روئے اور فرمایا کم بخت! ایمان کے بعد کافر ہو گیا۔ بدبخت! رحمٰن کے دروازے سے دور ہو گیا ہے۔ اے راندہ درگاہ اور اے غافل روسیاہ! دروازے پر حاضر ہونے کے بعد ملک دیان سے پھر گیا اور شیطانوں کے غول میں گھر گیا۔ تو نے صاحب قدرت کے ساتھ کس طرح ناسپاسی کی اور اس عالی جاہ بادشاہ کے مقابلہ میں کیونکر بے ادبی کی۔ بیٹا! میں تیرے فراق میں کبھی نہیں رو سکتا اور اس دنیا میں تجھ پر کبھی آنسو نہیں بہا سکتا۔ کیونکہ دنیا کا چھوڑنا یقینی ہے اور اس دار فانی کو الوداع کہنا حتمی ہے۔ البتہ عالم آخرت کی جدائی سے ضرور قلق ہے جس کے راستہ میں ہر ایک کا تشنہ حلق ہے۔ میں اس وقت

اور راستہ پر چلوں گا اور تو اور طریق میں ہوگا۔ میں اور گروہ میں ہوں گا اور تو اور فریق میں ہوگا۔ تو ابلیس کے گھروں کی طرف جائے گا۔ تیرا حشر پادریوں اور رہبانوں کے ساتھ ہوگا۔ تو دوزخ کے چھٹے طبقے میں گرے گا اور وہیں ہمیشہ کے لئے جلے گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے گھر میں جس میں حوریں اور لازوال نعمتیں ہوں گی جاؤں گا اور انشاء اللہ وہیں کے فواکہات کھاؤں گا۔

بیٹے! آخرت کی زندگانی پر دنیا کو اختیار نہ کر اور دیکھ اپنے افعال سے مجھے رسوا پیش جبار نہ کر۔ بیٹے جب تو نے عالم الغیب کے ساتھ کفر کر لیا تو اپنے باپ کے بڑھاپے کو رسوا کر دیا۔ بیٹا! میری جو تیرے ساتھ امیدیں تھیں وہ خاک میں مل گئیں اور جو آرزوئیں تھیں وہ کفر کی آگ میں جل گئیں۔ بیٹا! تیرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے کس طرح خوش ہو گیا اور ان سے کیونکر ناخوش ہو گیا۔ کل کس سے شفاعت طلب کرے گا جب کہ مولا کریم تجھ پر غضب کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے چند وعظ کے طور پر اشعار پڑھے:

(ترجمہ اشعار) بیٹا! تجھے دنیا نے دھوکہ دے دیا اور تو نے علیم کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا! تو نعیم میں ہونے کے بعد شقاوت کی طرف چلا گیا۔ بیٹا کیا تو دوزخ کے عذاب سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو قیامت میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں شرمائے گا؟ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ تیرا باپ تیرے کفر کی وجہ سے کل کو غم واندوہ کے ہجوم میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تجھے پکاریں گے کہاں بھاگے گا؟ اور یہ کہیں گے کہ میرے بندے! کیا تو نے واحد اور صمد کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا تو نہایت بے آرامی میں ہوگا اور تیرا باپ اعلیٰ علیین میں مقیم ہوگا۔ بیٹا! کیا تو اس زمانے کو بھول گیا جب دودھ پلاتے وقت میں تجھ سے محبت کیا کرتا تھا۔ یاد رکھ! تجھے ایک ایسے پردہ نے ڈھانپ لیا ہے کہ اس سے تیری خلاصی مشکل ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو جواب دیا کہ تمہارے لڑکے پر اب دروازہ بند ہو گیا اور پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ پوپ نے اس کی ہتھکڑی کاٹ دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے ماء معمودیہ سے نہلایا جائے۔ چنانچہ اس میں اسے غسل دیا گیا۔ پادری اور رہبان اس کے گرد ہوئے اسے دھونی دی اور اسے بپتسمہ[1] دینے کے بعد والیان ریاست اور افسران فوج کی طرف سے خلعت پیش کی گئیں۔ پوپ نے سواری کے لئے ایک گھوڑا، خوبصورت عورت اور رہنے کو ایک مکان دیا اور بادشاہ نے جبلہ بن ایہم غسانی کی فوج میں اسے بھرتی کر دیا۔ اس کے بعد پوپ دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ جیسا کہ تمہارے اس ساتھی نے ہمارا دین قبول کر لیا ہے تم بھی اگر قبول کر لو تو تمہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس دین میں آ کر تم دنیا کی نعمتوں اور ہرقل کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کہا ہمارے دین کی صداقت وحقیقت اور ہمارے عقیدے اور یقین کی پختگی اور ثبات ہمیں مانع ہے کہ ہم کسی دوسرے مذہب میں داخل ہوں۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو ایمان کو کفر سے اور صداقت کو ضلالت سے بدل لیتے ہیں۔ بلکہ ہم وہ ہیں کہ تلواروں کے سائے میں اپنے ایمان کی حرارت کو سرد نہیں ہونے دیتے خواہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ پوپ نے کہا تمہیں مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازے سے دھکے دے دیئے ہیں اور اپنی جناب سے علیحدہ اور دور پھینک دیا ہے۔ حضرت رفاعہؓ نے فرمایا اسے اللہ جل جلالہ ہی خوب جانتے ہیں اور اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ ہم اور تم میں کون راندہ درگاہ اور کون مقبول بارگاہ ہے۔ خدا کی قسم! جناب مسیح علیہ السلام تم سے بری اور بیزار ہیں اور تم ان کے راستہ سے بالکل علیحدہ ان پر جھوٹی تہمتیں تراشنے والے ہو۔ اللہ غالب و بزرگ و برتر کے سامنے میدان قیامت میں وہ تمہارے دشمن ہوں گے کیونکہ وہ نہایت معظم بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے پاس تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے ان کی مخالفت کی ان کی شریعت کو بدل

[1] بپتسمہ پادریوں اور عیسائیوں کا اصطلاح اور مخصوص لفظ ہے۔ خاص قسم کا پانی چھڑکنا تبخیر دینا اور عیسائی بنا لینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ڈالا اور جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اسے تم نے مطلق نہ سمجھا۔ ہمارے نزدیک تم اپنے جہل کی وجہ سے گمراہ ہو اور امر واقع کے خلاف کہنے کی بدولت مسیح ؑ پر ظلم کرتے ہو۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں والکافرون ھم الظالمون۔ ہرقل نے آپ کو مخاطب کر کے کہا یا شیخ! سلسلہ کلام کو طول نہ دیجئے اور بات مختصر کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال بخوبی جانتے ہیں مناظرہ کو بہت گنجائش ہے نہ ہم آپ کو اپنا سمجھتے ہیں نہ آپ ہمیں۔ اس کے بعد کہا میں نے سنا ہے کہ تمہارے خلیفہ اور سردار پیوند کا کپڑا پہنتے ہیں حالانکہ ہمارا مال اور خزانہ اس قدر ان کے پاس پہنچا ہے کہ جو دائرہ حساب میں نہیں آ سکتا۔ اگر وہ شاہانہ لباس پہنیں اور اس میں تکلفات پیدا کریں تو انہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا طلب آخرت اور اپنے مولا کریم کا خوف انہیں یہ آرائش نہیں کرنے دیتا۔ ہرقل نے کہا ان کا دارالامارت (دربار یا قصر شاہی) کیسا بنا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کچی مٹی کا۔ اس نے کہا ان کے مصاحب اور دربان کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا مساکین اور فقراء مسلمین۔ اس نے کہا دربار میں فرش کیسا اور کس چیز کا بچھا رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا عدل و انصاف کا۔ اس نے کہا تخت کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا عقل و یقین کا بنا ہوا۔ اس نے کہا ان کے ملک کی ضروریات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا زہد و تقویٰ۔ اس نے کہا ان کا خزانہ کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب العالمین پر توکل جس قدر ہو سکے۔ اس نے کہا ان کے لشکر میں کون لوگ بھرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا دلیران مسلمین اور شہسواران موحدین ایہا الملک! کچھ لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب ؓ سے عرض کیا تھا کہ جب آپ سلاطین روم کے خزائن کے مالک ہو گئے اور ان کے افسروں اور سرداروں کو جناب نے ناک کے چنے چبوا دیئے اور وہ خوب ذلیل و خوار ہو گئے تو پھر آپ اب کیوں عمدہ لباس زیب تن نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ زینت حیات ظاہرہ چاہتے ہو اور میں رب السموات والارض کی خوشنودی اور رضامندی کا طلب گار ہوں۔ جب آپ نے یہ فرمایا اور آپ کی زبان سے یہ الفاظ ظاہر ہوئے تو اسی وقت قدرت کے منادی نے آواز دے کر لوگوں کی توجہ اس آیت شریفہ کی طرف منعطف کرا دی۔

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ (الحج: ۴۱)

"ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں قدرت دے دیں تو وہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں نیک کاموں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔"

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہرقل نے قیدیوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ وہ اسی کنیسہ میں قید رکھے جائیں۔ یہ کہہ کر وہ لشکر کی طرف چلا تا کہ خیموں کو دیکھے کہ کس طرح لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ لشکر میں آیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے گرد افسران فوج کے ڈیرہ جات نصب ہیں اور ہر ڈیرے اور خیمے کے مقابلہ میں لکڑی کا ایک ایک کنیسہ جن پر سونے کا کام بنا ہوا ہے بنائے گئے ہیں۔ گھنٹے اور ناقوس ان کے دروازوں پر آویزاں ہیں اور ان کی خوب زیب و زینت کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ لکڑی کے کنیسے جن میں یہ رومی ناقوس بجایا کرتے اور فخر کیا کرتے تھے بنے بنائے موجود رہتے تھے اور سفر کے اندر لشکروں میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تمام لشکر کا ایک چکر لگایا اور اس کا معائنہ کر کے یہ چاہا کہ میں شہر میں (انطاکیہ) لوٹ جاؤں مگر اسی وقت گھوڑے سرپٹ ڈالے۔ اس کے پاس چند سوار آئے اخوان الریاست اور درباریوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا عرب جسر حدید (لوہے کا پل) تک آ گئے ہیں اور اس پر ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ بادشاہ کو زوال سلطنت کا اسی وقت یقین ہو گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری سلطنت اور بادشاہت کا قائم

رہنا مشکل ہے۔ اس نے ان سواروں سے کہا تین سو بہادر سپاہی اس پر متعین ہیں۔ پھر عربوں کا قبضہ اس پر کس طرح ہو گیا؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! پل کے برجوں پر جو سردار مقرر ہے خود اسی نے وہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں حسن اتفاق یہ ہوا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ احسان فرمایا کہ بادشاہ کا دربان لشکر میں گشت کرنے اور برجوں میں جو فوج متعین تھی اسے تاکید کرنے پل تک جو روزانہ آیا کرتا تھا وہ ایک دن حسب معمول جب آیا تو اس نے اپنی فوج کے آدمیوں کو شراب کے نشہ میں مخمور پایا اور دیکھا کہ وہ پہرہ سے غافل پڑے سو رہے ہیں۔ اس نے فوج کے ہر دستہ کے افسر کو متنبہ کیا اور پچاس پچاس کوڑے مار دیئے۔ فوج کے کرنل یا سردار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر بادشاہ کے خوف نیز اپنے حزم واحتیاط کی وجہ سے چھوڑ دیا اور بادشاہ کو اس کی آ کے خبر کر دی۔ فوج کے افسروں کے دل میں یہ کینہ بیٹھ گیا مگر خاموش رہے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی روز یہاں اس نیت سے تشریف لائے کہ میں اس پل کے متعلق کیا تدبیر اور داؤ کر سکتا ہوں تو انہیں پتہ چلا کہ افسر بادشاہ کے فلاں مصاحب سے ناراض ہیں۔ آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی مگر انہوں نے بالکل اس کا انکار کر دیا۔ آپ نے اسرار کیا اور فرمایا مجھے تم اپنے بھید سے ضرور آگاہ کر دو۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہمیں اپنی طرف سے امان دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں امان ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس پل کو عربوں کے سپرد کر دیں۔ آپ کو ان کے قول کی جب پوری طرح تصدیق ہو گئی کہ یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مسلمانوں سے امان لینا۔ آپ نے فرمایا میں ان کے سردار کے پاس ایک خط لکھ دوں گا کہ وہ تمہیں امان دے دیں۔ میری رائے میں اگر تم ان کے دین میں بھی داخل ہو جاؤ تو بہت بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آپ ان کے دین میں داخل ہو کر پھر کیوں ان سے پھر گئے۔ آپ نے فرمایا حاشاللہ میں ان کے مذہب سے نہیں پھرا۔ بلکہ اس مصلحت سے یہاں آیا ہوا ہوں کہ کسی حلیہ سے یہ انطاکیہ ان کے سپرد کر دوں۔ انہیں جب اس کی تصدیق ہو گئی کہ یہ مسلمان ہیں اور ہم تو بالکل سچ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ پل ہم انہیں سپرد کر دیں گے۔ جب اس رائے پر سب متفق ہو گئے تو انہوں نے اپنی اس رائے کو پوشیدہ رکھا اور جب مسلمان آگے بڑھے تو اس فوج کا افسر چپکے چپکے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط دکھلا کر اپنے اور اپنی فوج کے لئے امان مانگنے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر کہ بغیر جنگ کے پل ہاتھ آتا ہے خوش ہوئے اور امان دے دی۔ مسلمانوں کا لشکر آگے بڑھا۔ اس متعینہ فوج نے پل کے اس دروازے کو ان کے لئے کھول دیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے۔

جب یہ خبر ہرقل کے پاس وہ چند سوار لے کر پہنچے تو اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور یہ اپنے خیمہ میں داخل ہو گیا۔

مسلمانوں کا انطاکیہ پر خروج کرنا

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان انطاکیہ کی حدود میں پہنچ گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابا سلیمان! ہم رومی کتوں کی سرزمین یعنی انطاکیہ میں پہنچ گئے ہیں۔ چند ساعت میں بادشاہ کا لشکر ہمارے مقابلے میں پہنچنے والا ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا امین الامتہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ٦٠)

''اور تیاری کروتم واسطے ان کی لڑائی کے جتنی کہ کرسکو قوت اور گھوڑے پالنے سے کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے''۔

اب آپ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیں تا کہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمان کا مظاہرہ کریں اور ایک ایک سردار کو فوج دے کر پے در پے ادھر روانہ کرتے رہیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ کی جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں ماتحتی میں تین ہزار فوج جو مہاجرین وانصار پر مشتمل تھی دے کر ادھر بطور ہراول کے روانہ کیا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت رافع بن عمیرۃ الطائی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دو ہزار سوار دے کر بھیجا۔ ان کے پیچھے پھر تیسرا نشان حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ کو مرحمت کیا اور تین ہزار جوان کے ساتھ کر کے انہیں بھی ادھر بھیج دیا۔ چوتھا علم حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کے واسطے بنایا اور ان کو بھی تین ہزار لشکر دے کر چلتا کیا۔ پانچواں نشان یعنی رایۃ العقاب جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس وقت سپرد کیا تھا جب کہ آپ نے انہیں الیہ کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا اور اپنے ساتھ لشکر زحف کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ کچھ دور جا چکے تو سب کے بعد بقیہ لشکر کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خود چلے۔ آپ کے لشکر میں منجملہ دیگر حضرات کے حسب ذیل افراد بھی تھے:۔

عمرو بن معدیکرب زبیدی۔ ذوالکلاع حمیری، عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق، عبداللہ بن عمر خطاب، ابان بن عثمان، بن عفان، فضل بن عباس، ابوسفیان صخر بن حرب، راشد بن ضمرہ، سعید بن رافع، زید بن عمرو، رافع بن سہیل، زید بن عامر، عبداللہ بن ظفیر، عبید بن اوس، ابولبابہ بن منذر، عوف بن ساعدہ، عباس بن قیس، عابد بن علیہ، دافع بن عنجدہ، عبداللہ بن قرحا ازدی، واحد بن ابی العون، مہاجر بن اوس، کعب بن ضمرہ، مسعود بن عون اور ان ہی جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے پیچھے پیچھے وہ خواتین تھیں جن کے احباب قید میں تھے جیسے خولہ بنت ازور، عفیرہ بنت غفار، مزروعہ بن عملوق، ام ابان بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔ مگر ان سب میں غمگین حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قید کا ایک نہایت اندوہناک اور غمگین مرثیہ کہا تھا جو حسب ذیل ہے:

(ترجمہ اشعار) کیا میرے بھائی کے بعد آنکھ سونے کی لذت محسوس کرے گی۔ بھلا چشم زخم والا کہیں سوسکتا ہے جب تک میں جیوں گی اپنے بھائی کو روتی رہوں گی اس سے زیادہ مجھے آنکھیں عزیز نہیں ہیں۔ اگر میں قتل ہو کر ان سے مل جاتی تو یہ مجھ پر اس جینے سے آسان تھا۔ میں ہمیشہ خوشی کے ساتھ راستہ کی طرف دیکھا کرتی تھی اور مضبوط رسی کے ساتھ ان کی وجہ سے چنگل مارا کرتی تھی۔ ہم اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو کوئی ہم میں سے مرتا ہے وہ مسکین کی موت کبھی نہیں مرتا۔ اب کہا جاتا ہے کہ ضرار گزر گئے اور میں رو رہی ہوں اور آنکھوں سے مینہ برس رہا ہے۔ مجھ سے انہوں نے کہا کب تک روئے گی میں نے کہا ٹھہرو جب میرے دل کی رگ کاٹ ڈالی گئی تو کیا میں نہ روؤں''۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں روانہ ہو گئے۔ رومی اپنے ڈیرے اور خیموں میں تھے کہ اچانک انہیں عربوں کے لشکر کے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ یہ جلدی جلدی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنی صفوں کو ترتیب دے کر کھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے انہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا پرچم لہلہاتا ہوا دکھائی دیا۔ ان کے بعد حضرت مسیب بن نجبۃ الفزازی رضی اللہ عنہ پہنچے۔ ان کے بعد حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ،

پھر حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ ان کے پیچھے حضرت خالد بن ولیدؓ اور سب کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنی فوج ظفر موج کے ہمراہ تشریف لے آئے اور ہر افسر نے ایک ایک جگہ اپنے اپنے ڈیرے ڈال دیئے۔

ہرقل کا رومیوں سے خطاب

ہرقل نے جب مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے خیموں اور ڈیروں سمیت یہاں فروکش ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی فوج کی نگرانی کے لئے اپنے بڑے سپہ سالار نسطاروس بن رومیل کو چھوڑا اور خود کنیسۃ القیسان (پادریوں والے گرجا) میں آیا۔ والیان ملک، افسران فوج، اخوان سلطنت اور مصاحبین کو جمع کر کے ان کے سامنے بحیثیت ایک مقرر کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

''دین نصاریٰ کے حاملو! اور ماء معمودیہ کے فرزندو! میں نے جس چیز سے تمہیں پہلے ہی ڈرایا اور متنبہ کیا تھا یعنی ارض سوریہ (ارض شام) سے تمہاری مملکت کے زوال اور تمہاری عزت وآبرو کے یہاں سے رخصت ہو جانے کے متعلق سو وہ چیز سامنے آ گئی اور وہ خطرہ جس سے میں نے تمہیں قبل ہی آگاہ کیا تھا آخر قریب پہنچ گیا۔ میں نے آج کے دن کے لئے تمہیں ڈرایا تھا مگر افسوس کہ تم نے میری ایک نہ سنی الٹے میرے قتل کے درپے ہو گئے اور یہ ٹھان لی کہ اسے زندہ نہ چھوڑا جائے۔ یہ قوم تمہارے وطن مالوف اور اس چمن بے خزاں میں گھس آئی ہے جس کی خوشبو تمہارے عزت کے تاج کے لئے ضروری اور لابدی ہے تمہیں چاہیے کہ اب تم اپنے حریم، مال اور اپنی جانوں کے لئے اس سے دل کھول کر لڑو اور جہاد و کوشش میں بزدلی کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دو۔ میں نے تمہارے واسطے حتی المقدور بہت کوشش کی۔ تمہارے دین اور ملک کے لئے اپنا بے شمار روپیہ، مال، خزانہ اور آدمی تک تلف کر دیئے مگر میری ایک نہ چلی اور میری ہر ایک کوشش رائیگاں اور فضول گئی اور کوئی نتیجہ عمدہ نکلتا ہوا کبھی معلوم نہ ہوا۔ اب اگر تم نے بزدلی دکھلائی یا سستی اور کاہلی سے کام لیا جنگ سے پیٹھ دے کر بھاگ پڑے۔ اپنے وطن عزیز کو اغیار سے صاف کرنے کی پوری سعی نہ کی اور عربوں کو تلواروں کی باڑوں کے سامنے رکھ کر انہیں موت کے دروازے تک نہ پہنچا دیا تو یاد رکھو تمہیں نہایت ذلت ونکبت کا سامنا ہوگا اور ایسی پسپائی اٹھانی پڑے گی کہ تم پھر کبھی نہیں سنبھل سکتے۔ کہاں ہیں تمہارے وہ اسلاف جن کے تم نام لیوا ہو وہ اپنی زندگی نہایت حشمت و جاہ سے گزار گئے اور آہ آج ان کے گھروں میں ان ملعون عربوں نے سکونت اختیار کر لی ان کے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا۔ صومعہ اور کنیساؤں کو برباد کر دیا۔ ان کے دیروں کو کھود کر ان کا کھنڈر کر ڈالا۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل تمہاری خواتین کو باندیاں بچوں کو غلام بنالیا۔ تمہارے قلعوں کے مالک شہروں پر قابض اور ملکوں پر مسلط ہو گئے اور تم ابھی خواب خرگوش میں ہو۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگا اور جو کچھ گزرنا تھا وہ گزر چکا۔ اب پانی سر سے گزرا چاہتا ہے بیدار ہو جاؤ اور اپنے حریف سے ڈٹ کر مقابلہ کر لو۔ تم سے پہلے بہت سی قومیں اپنے وطن عزیز اور گھر بار کی حفاظت کے لئے مردانہ وار میدان میں کام آ چکی ہیں مگر انہوں نے اپنی اور خواتین کی غیرت پر حرف نہیں آنے دیا۔

میری حکمت ودانائی کا تقاضا یہ تھا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے اور عربوں کے مابین مصالحت کا جال بن لو مگر چونکہ تمہارے جہالت کے اندھیرے نے تمہاری حکمت کے نور کو پہلے ہی بجھا دیا تھا اس لئے تم نے اس کا انکار کر دیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک سبز پتھر کا کتبہ افیانوس کے شاگرد ذطیماون کی قبر کے اوپر سے پایا گیا ہے اس میں مرقوم ہے کہ حکمت ودانائی عالم بالا کے لئے بمنزلہ ایک سیڑھی کے ہے جو شخص اسے کھو دیتا ہے وہ قرب باری کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حکمت قلوب کی زندگی، ذہنوں کا خزانہ، نفوس کا تزکیہ اور عقلوں کا نور ہے۔ جو شخص حکیم اور دانا نہیں ہے وہ ہمیشہ کا بیمار ہے جو شخص کام کا انجام سوچتا ہے وہ اونچ نیچ ضرور دیکھتا ہے

اور جو شخص اونچ نیچ دیکھتا ہے اور کسی چیز پر نظر غائر ڈالتا ہے وہ اس کی حقیقت اور اپنے خالق کو پہچان لیتا ہے اور جو شخص حقیقت اور خالق کو پہچان لیتا ہے وہ نیک کام سرانجام دیتا ہے اور جو نیک کام سرانجام دیتا ہے اس کا ذہن اور عقل ترقی کر جاتی ہے اور جس شخص کی عقل ترقی کر جاتی ہے اس کی روح پاک ہو جاتی ہے''۔

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر جبلہ بن ایہم غسانی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے روم کے جلیل القدر بادشاہ! ان عربوں کی جنگ ان کے خلیفہ عمر کے مدینہ میں ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آل غسان میں سے اس کی طرف ایک آدمی بھیج دوں تا کہ وہ اسے چپکے سے قتل کر دے۔ جب یہ لوگ اس کے قتل کی خبر سنیں گے تو شام کا ملک چھوڑ کے یہاں سے بھاگ پڑیں گے۔ ہرقل نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اور نہ اس طرح کسی کی موت آ سکتی ہے کیونکہ موت کے اوقات معینہ ہیں اور سانس کے اعداد مقرر ہیں ہاں یہ ایک دل خوش کن بات ہے جو سننے کے وقت کانوں کو بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اس لئے کر گزرو۔

ایک رومی کا خلیفۃ المسلمین کو شہید کرنے کے لئے جانا

کہتے ہیں کہ جبلہ نے اپنی قوم میں سے ایک شخص واثق بن مسافر کو اس کام کے لئے منتخب کیا جو لڑائی میں نہایت دلاور اور جری آدمی تھا اور اس سے کہا کہ تو یثرب چلا جا ممکن ہے کہ تو مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر تو نے اس کام کو سرانجام دے دیا تو میں تجھے جتنا تو مال اور ملک چاہے گا دے دوں گا۔ واثق بن مسافر غسانی مدینہ طیبہ کی طرف چلا اور رات کے وقت ایک روز مدینہ طیبہ میں پہنچا صبح ہوئی تو حضرت خلیفۃ المعظم عمر بن خطاب ؓ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ دعا مانگی اور مجاہدین شام کی خبر لینے [1] کے لئے مدینہ منورہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ واثق بن مسافر غسانی آپ سے پہلے ہی جا کے ابن وحداح انصاری ؓ کے باغ میں ایک درخت کے اوپر چڑھ کے بیٹھ گیا اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے خود کو چھپا لیا۔ جلالتہ المآب حضرت عمر بن خطاب ؓ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئے اور جب دھوپ تیز ی ہو گئی اور زمین تپنے لگی تو آپ وہاں سے اٹھ کر تن تنہا اس باغ میں آ کے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپ کو سوتا ہوا دیکھ کر اس نصرانی نے نیچے اترنے کا ارادہ کیا اور اپنے خنجر کو نکال لیا۔ اسی وقت جنگل میں سے ایک شیر نکل کے باغ کی طرف جھومتا ادھر ادھر دیکھتا اور کسی کی ملاقات کی تمنا اور آرزو میں آہ و نالہ کرتا ہوا آتا دکھلائی دیا اور حضرت عمر ؓ کے گرد گھومنے لگا۔ پھر آپ کے قدموں میں بیٹھ کے آپ کے تلوے چاٹنے لگا اور جب تک آپ بیدار نہ ہوئے اس وقت تک آپ کی برابر حفاظت کرتا رہا۔ آپ کی آنکھ کھلی شیر جنگل کو سیدھا ہوا۔

یہ نصرانی عرب درخت سے اترا آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا یا عمرؓ! آپ نے انصاف فرمایا اور آپ مامون ہو گئے اور بے خوف ہو گئے خدا کی قسم! کائنات آپ کی حفاظت کرتی ہے۔ درندے آپ کا پہرہ دیتے ہیں فرشتے آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور جن آپ کی توصیف کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو وہ تمام قصہ سنایا اور آپ کے دست شرف پر مشرف باسلام ہو گیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض اس قصہ کو مسلمانوں کے انطاکیہ پر خروج کرنے سے قبل کا کہتے ہیں لیکن ثقہ راویوں سے یہ

---

[1] چونکہ جناب کی عادت شریفہ تھی کہ صبح ہی نماز کے بعد جنگل میں اس غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے کہ شاید مجاہدین شام کا کوئی قاصد آتا ہو اور یہ آپ کی مجاہدین کے لئے نہایت محبت و الفت کی بات تھی۔

یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت کا ہے جب کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ انطا کیہ میں فوجیں لئے پڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب ہرقل کنیسۃ القسیان میں اپنی قوم کو نصیحت کر کے ان سے اس بات پر حلف لے چکا کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے ہم کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتے تو اس کی قوم اس کے ساتھ لشکر میں آئی۔ صلیبیں بلند ہوئیں۔ پادری اور بشب انجیلیں پڑھنے لگے۔ اہل کفر وطغیان میں ایک شور بدتمیزی واقع ہوا۔ شور وغوغا کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اسلامی فوج صف بستہ ہوئی۔ ہر سردار اپنی اپنی جگہ مستعد ہو کے کھڑا ہو گیا۔ علم اور نشانات جابجا دکھائی دینے لگے۔ مسلمانوں نے شہنشاہ علام الغیوب کے ذکر سے آوازوں کو بلند کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جانفزا صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فوج کو اسی ترتیب اور وضع پر کھڑا ہونے کا حکم دیا جس وضع اور ترتیب سے پہلے روز یہاں آئے تھے اور حضرت ربیعہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو نہایت فصیح اور مقفی عبارت بولا کرتے تھے جیسا کہ ہم ان کا پہلے ذکر کر چکے ہیں فرمایا کہ یا ربیعہ! مجاہدین اسلام کے دلوں کی طرف اپنے وعظ ونصائح کے تیر پھینکو اور قتال مشرکین پر مسلمین کو خوب ترغیب دلاؤ۔ حضرت ربیعہ بن عمر شاعر آگے بڑھے اور چونکہ بلند آواز تھے صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے:

''لوگو! آخر یہ توقف کب تک؟ بس اب حملے کے لئے تیار ہو جاؤ دیکھو ارواح کی طوطیوں نے کالبد کے پنجروں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خوشی خوشی اپنے مالک (خالق) کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ اپنے منادی کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی ادھر چل پڑی ہیں اور ہمیں نطق عبارت سے اشارہ کی زبان کے ساتھ یہ کہتی ہوئی چلی جا رہی ہیں کہ جب تمہارے موئد اور مددگار نے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے پھر اس کے خرچ کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہو؟ کیا حیات فانیہ کی محبت اور نفس ادنی اور ذلیل کی الفت میں ہمیشہ یہیں رہو گے؟ یہ تمہارے اوقات، تمہاری تائید اور نصرت میں ہیں۔ تمہاری ہمتیں طلب زینت دنیا سے یکسوئی حاصل کرنے والی ہیں اور مواعظ صادقہ کلام حق کے ساتھ ہمیشہ مقید رہا کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو گے خواہ چاروں طرف سے بند بروج کے اندر کیوں نہ ہو موت تمہارا کبھی پیچھا نہیں چھوڑ سکتی وہ آ کر رہے گی۔ یہ ہماری سعادت کے ستارے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں اور یہ ہمارے امیدوں کے درخت ہماری تائید کے پھل لانے والے ہیں۔ تمام اچھے کام اللہ ہی کی طرف منسوب ہیں جب محبت کے ستارے ان کی امیدوں کے آسمان میں نکلے۔ عشق کی صبح صادق ان کی تمناؤں کے افلاک میں ہوئی اور معرفت کے آفتاب نے ان کے عشق کے مشرق میں طلوع کیا اور جب انہوں نے متفق ہو کر حملے کا قصد کیا۔ اپنے نفوس کو رضا مندی باری میں آگے بڑھایا۔ ایک نے دوسرے پر سبقت کی اور نرمی نہ برتی تو اپنی طینتوں کی صفائی اور نیتوں کی بہترائی کے لئے اس آیت کے مضمون کے ماتحت پکار لئے گئے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوْا﴾ (الاحزاب: ۲۳)

''مومنین میں سے بعض وہ آدمی ہیں کہ انہوں نے سچ کہا۔''

جنگ انطاکیہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جابر بن اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا جب حضرت ربیعہ بن

عامرؓ اپنا وعظ ختم کر چکے تو سب سے پہلے رومیوں کے لشکر میں سے لڑائی کے لئے نسطاروس بن روبیل جو رومیوں میں ایک بہادر اور لوہے کا گویا ایک برج تھا نکلا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کو طلب کرنے لگے۔ حضرت دامس ابوالہول ؓ فاتح حلب بنی ظریف کے غلام اس کی طرف چلے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ لڑائی کے شعلے بلند ہوئے۔ مگر آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ اس کی پشت سے اچھل کر زمین پر آ گرے۔ نسطاروس آپ کی طرف جھکا آپ کو گرفتار کیا اور حقارت کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے خیمہ کی طرف لے گا۔ اور اپنے آدمیوں کے سپرد کر کے پھر میدان میں آ گیا۔ حضرت ضحاک بن حسان طائیؓ اس کے مقابلے کے لئے بڑھے۔ آپ صورت وشکل درازی قد اور شہسواری میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے بالکل مشابہ تھے جب آپ میدان میں تشریف لائے تو ایک رومی شخص جس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چند لڑائیوں میں دیکھا اور پہچانا تھا آپ کو دیکھ کر کہنے لگا یہ مسلمانوں کے وہی شہسوار ہیں جنھوں نے ہمارے ممالک کو فتح قلعوں کو مسخر دلاوروں کو قتل اور حامیوں کو گرفتار کر کے رکھ دیا۔

یہ سنتے ہی رومیوں کا ہر وہ شخص جو انطا کیہ کی جنگ میں موجود تھا آپ کی طرف دیکھنے لگا اور حضرت ضحاک کو یہ سمجھ بیٹھا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں۔ مشرکین کے ہجوم کی وجہ سے جو ان میں حضرت خالد بن ولیدؓ عنہ کے دیکھنے کے اشتیاق میں پیدا ہوا تھا خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں منجملہ دیگر خیموں کے نسطاروس کا خیمہ بھی سالم نہ رہا اور وہ اس کے تخت کے اوپر آ پڑا۔ فراشوں اور غلاموں کے یہ دیکھ کر حواس باختہ ہوئے اور انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے کہ اگر نسطاروس انہیں اس حالت میں دیکھ لے گا تو ہمیں قتل کر دے گا۔ لشکر کا چونکہ ہر آدمی نسطاروس اور اس کے حریف کے دو دو ہاتھ دیکھنے اور ان کے فنون جنگ ملاحظہ کرنے کا متمنی تھا۔ اس لئے ان غلاموں کو ایسا کوئی آدمی نہ ملا۔ جو خیمے کھڑے کرنے میں ان کا معاون و مددگار ہوتا۔ آخر ان تینوں فراشوں میں سے دو کی یہ صلاح ہوئی کہ حضرت دامس ابوالہول کو کھول کر ان سے اس کام میں اعانت لی جائے۔ یہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی ہتھکڑیاں کھولتے ہیں آپ اس خیمہ کے نصب کرانے میں ہماری ذرا مدد کیجئے ہم پھر آپ کو اسی طرح سے ہتھکڑیاں پہنا دیں گے اور جب سردار نسطاروس یہاں آئے گا ہم اس سے آپ کی رہائی کی سفارش کر دیں گے اور وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔

آپ نے فرمایا ہاں بہت بہتر۔ انہوں نے آپ کی ہتھکڑیاں کھول دیں آپ دفعتہً ان دونوں کی طرف جھپٹے اور ایک کو داہنے ہاتھ میں دوسرے کو بائیں ہاتھ میں لپک کے دبوچ لیا اور ایک کو دوسرے پر دے دے مارنے لگے ٹکرا کے ان دونوں کا دم نکل گیا تو آپ تیسرے کی طرف جھپٹے اور پکڑ کر اسے بھی ان ہی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ ایک صندوق کے پاس آئے اور اسے کھولا تو اس میں نسطاروس کے کپڑے رکھے ہوئے دیکھے آپ نے انہیں پہن لیا اور پھر نسطاروس کے ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا پیش قبض اور تلوار ہاتھ میں لی اور اپنی وضع کو بدل کر نصرانی عربوں کے لشکر کی طرف چلے۔ جبلہ بن ایہم اور اس کا بیٹا نیز اس کے قبیلہ کے معزز اشخاص بادشاہ کے لشکر میں گئے ہوئے تھے اور یہاں کوئی نہیں تھا البتہ جبلہ بن ایہم غسانی نے حازم بن یغوث کو اپنے تمام لشکر کا سپہ سالار بنا کر اس کو یہاں نگران کر کے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ حازم بن یغوث کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نسطاروس اور ضحاک بن حسانؓ کے مابین برابر جنگ جاری رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے گھوڑے تھک کر چکنا چور ہو گئے مگر دونوں حریف اپنے اپنے دشمن پر غالب نہ آ سکے۔ آخر دونوں جدا ہوئے نسطاروس تھک کر اس غرض سے کہ خیمہ میں جا کر استراحت و آرام کرے اپنے خیمہ کی طرف چلا مگر اس کے قریب پہنچ کر خیمہ کو سرنگوں اور فراشوں کو قتل

پایا۔ حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ کو جب وہاں نہ دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ اسی کے کرتوت ہیں آخر جلتا کلتا بادشاہ کے پاس گیا اور اسے تمام باتوں سے مطلع کیا اور کہا مسیح (علیہ السلام) کی قسم! یہ عرب پکے شیطان ہیں۔ لشکر کو جب حضرت دامس رحمتہ اللہ علیہ کے اس فعل کی خبر ہوئی تو وہ جنبش میں آیا۔ بادشاہ نے کہا وہ ابھی تک ہمارے ہی لشکر میں معلوم ہوتا ہے ہم نے اسے نکلتے یا بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نصرانی عربوں کا لشکر چونکہ ہم جنس ہے اس لئے وہ اس میں چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت دامس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لشکر میں حرکت دیکھی تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ میری ہی وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے چپکے سے تلوار نکالی اور حازم بن عبد یغوث کے سر پر اس زور سے رسید کی کہ اس کا سر اس کے تن سے دور جا کر پڑا۔ نصرانی عرب آپ کی جرات اور کام دیکھ کر مبہوت سے ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو آپ کے قتل سے روک دیا اور وہ دہشت زدہ ہو کے رہ گئے۔ آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان مسلمانوں کے لشکر کی طرف منعطف کر کے ڈھیلی چھوڑ دی اور گھوڑا ادھر سر پٹ پڑ گیا۔ مسلمانوں نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو تہلیل وتکبیر کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے سلام کیا اور اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے دعا دی اور فرمایا خدا کرے کہ تمہارے ہاتھ نہ بہکیں۔

کہتے ہیں کہ جبلہ بن ایہم غسانی کو جب اس کے چچیرے بھائی حازم بن عبد یغوث کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو اسے سخت غصہ آیا۔ بادشاہ کے پاس جا کے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا روم کے شہنشاہ! اب مجھ میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہی۔ یہ عرب حد سے آگے بڑھ گئے ہیں اور اپنے قدر ومرتبہ کو بھول کر آگے قدم رکھنے لگے ہیں اور ضروری ہے کہ ان پر حملہ کر دیا جائے۔ بادشاہ ابھی اجازت دینے ہی کو تھا کہ مسلمانوں پر ایک متفقہ حملہ کر دیا جائے کہ اچانک کچھ آدمی گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! فلنطانوس بن مطانیوس بن ارمونیا والی رومتہ الکبریٰ ومدائن جناب کی کمک کے لئے آیا ہے۔ (رومتہ الکبریٰ کا نام فلنطانوس کے دادا ارمونیا کے نام پر رومتہ الکبریٰ رکھا گیا تھا)۔

رومتہ الکبریٰ کے عجائبات

رواۃ کا بیان ہے کہ رومتہ الکبریٰ میں ایک بہت بڑا مکان بنا ہوا تھا جس کا نام ابوسوفیا (ابوسرفیا) تھا اس میں تانبے کی ایک تصویر جس پر سونے کا کام تھا بنی ہوئی تھی۔ اس مکان کے سونے کے سات دروازے تھے۔ اور ہر دروازے پر ایک مدور عمارت تھی جس کے اوپر ایک آدمی کی شکل بنی ہوئی تھی اور اس آدمی کے ہاتھ میں سونے کی سات تختیاں تھیں کہ ہر سال میں یہ آدمی ایک تختی کو اس عمارت کے اوپر آفتاب کے مقابلہ میں بلند کر دیتا تھا اور اس مکان کا کاہن اس تختی کو دیکھ کر اس سے اس اقلیم کے متعلق جو اس تختی سے مخصوص تھی حالات معلوم کر لیا کرتا تھا کیونکہ ہر تختی اقالیم سبعہ میں سے ایک ایک اقلیم کے ساتھ مخصوص تھی۔ اسی طرح ساتوں دروازوں کا حال تھا اور اہل رومتہ الکبریٰ اس علم کے ذریعہ سے جو ان کے متقدمین حکماء نے وضع کیا تھا تمام دنیا کے حالات گھر بیٹھے ہی معلوم کیا کرتے تھے۔ ان ساتوں دروازوں کے درمیان میں ایک ہشت پہلو تانبے کا مطلّی قبہ (گنبد) جو پیتل کے آٹھ مطلّی ستونوں پر قائم کیا گیا تھا بنا ہوا تھا جسے سیاہی اور سفیدی مائل ایک دیوار احاطہ کئے ہوئے تھی۔ اس دیوار میں ایک بہت بڑا دروازہ قائم کیا گیا تھا اور اس دروازے کے اوپر پتھر کی ایک صورت رکھی گئی تھی جو دیکھنے میں محض ایک سیاہ پتھر معلوم ہوتی تھی۔ جب اعتدال کا موسم اور زیتون کی فصل ہوتی تھی تو پتھر کی اس تصویر سے ایک سخت آواز سنائی دیتی تھی جو دنیا کے مشرق ومغرب میں برابر یکساں سنائی دیتی تھی اور وہ اس

قدر ہولناک ہوتی تھی کہ اس کی کرختگی سے قریب ہو جاتا تھا کہ قلوب پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں آواز کے اگلے روز دنیا کے ہر حصہ سے ذرار یز (ایک قسم کا پرندہ ہے) اڑاڑ کر جن کے پاس تین تین دانے زیتون کے ہوتے تھے۔ دودو پنجوں میں اور ایک چونچ میں یہاں آتے تھے اور اس تصویر کے اوپر ان دانوں کو ڈال دیتے تھے برابر اسی طرح ہوتا رہتا تھا حتیٰ کہ ان زیتون کے بیجوں سے وہ تمام گھر بھر جاتا تھا اور ان سے وہاں کے آدمی زیتون کا اس قدر تیل حاصل کر لیتے تھے جس قدر کہ انہیں سال بھر کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ نیز اسی بڑے اور عالی شان مکان میں ایک اور مکان بنا ہوا تھا جو ہمیشہ مقفل رہتا تھا اور جیسے رومتہ الکبریٰ کی بنیاد پڑی تھی اس وقت سے لے کر آج تک کبھی نہیں کھلا تھا۔

جب والی رومتہ الکبریٰ فلعطانوس نے ملک ہرقل کی کمک کا اردہ کیا تو اسے لشکر وغیرہ کی رسد کے لئے خزانہ کی ضرورت ہوئی وہ اس مقفل مکان کے پاس آیا اور اس کے کھولنے کا ارادہ کرنے لگا۔ اس مکان کے مہتمم یا متولی اعطماوس نے ظہور سے کہا ایہا الملک! اس مکان میں قفل پڑے ہوئے آج سات سوسال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ ظہور مسیح (علیہ السلام) سے ایک سو ستر سال قبل اس میں یہ قفل پڑا تھا۔ آپ کے باپ دادا میں سے کسی شخص نے اس سے تعارض نہیں کیا۔ اس کنیسہ کا جو آج تک متولی ہوتا رہا۔ اس کی وصیت برابر یہی ہوتی رہی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ اس لئے اگر جناب اپنے پیشتر حکماء اور بادشاہوں کی حکمت کو جس کی بنا انہوں نے ڈالی تھی کھول کر ضائع نہ کریں تو بہت بہتر ہے اس شہر کی بناء آپ کے دادا نے ڈالی تھی اور مکان کی تاسیس بھی انہوں نے ہی کی تھی۔ ان کا نام ارمونیا تھا قطاؤس تھا۔ انہوں نے جیسا کہ مجھے خبر پہنچی ہے اس شہر پر تین سو برس حکومت کی ہے اور اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ پھر آپ کے باپ نے تین سو ستر سال سلطنت کی اور اپنے باپ کی طرح یہی وصیت کی کہ اس کو نہ کھولا جائے۔ سو سال حکومت کرتے ہوئے آپ کو بھی گزر گئے ہیں اتنی مدت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی حکمت و دانائی اور طلسم ہوشربا کو کھول کر ضائع نہ کریں تو بہت بہتر ہے۔

بادشاہ نے اس کے کھولنے میں اصرار کیا اور آخر کھول کیا اس میں سوائے بیت المقدس اور بلاد شام کے نقشوں اور شاہان شام کی تصویروں کے اور کچھ نہ نکلا۔ بادشاہوں کی تعداد اور ہر ایک کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سب سے آخر میں لیطن یعنی ملک ہرقل کی تصویر اس ہیئت سے بنائی گئی تھی کہ گویا وہ اس کتبہ کو جو اس کے سامنے معلق تھا اور جس پر یونانی زبان میں حسب ذیل مضمون لکھا ہوا تھا بغور پڑھ رہا ہے۔ اے طالب علم (علم کے طلب گار) تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ علم حاصل کرتا اور اسے بار بار پڑھتا رہے۔ کیونکہ جب متعلم کے کانوں میں علم کے نکات ہمیشہ پہنچتے رہیں گے اور اس کے گوش سراپا ہوش بات کی باریکیوں سے سدا آشنا ہوتے رہیں گے تو اس کی قوت علم کے لئے یہ ازدیاد کا باعث اور اس کی دست اندازی علم کے واسطے یہ اعانت کا سبب ہوگا اس لئے کہ تمام علوم کا استخراج اور استنباط عقل و قیاس ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قیاس علم میں کثرت ریاضت کرنے کے بدوں حاصل نہیں ہوتا۔

علم دراصل تدبیر یعنی انجام کار معلوم کرنے کا نام ہے اور تدبیر علم کے محل اور موضع کا نام (کہ ہر چیز اپنے محل میں اگر قرار پکڑتی ہے تو تدبیر اپنے محل میں یعنی علم میں سماتی ہے اور اس کے بغیر نہیں رہتی یعنی آدمی بدوں علم کے کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ مترجم) اور علم عقل کے مواضع اور محل کا اسم ہے۔ (یعنی علم عقل میں سماتا ہے اور اس کے بدوں بالکل بیکار ہے۔ چنانچہ مشہور ہے ''یک من علم رادہ من عقل باید'' ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ مترجم) اور عقل علم کے تمام اشکال کی مہتمم اور پورا کرنے والی (کہ ہر شعبہ علم کو حاصل کر کے اس کی تہہ تک پہنچا دیتی ہے۔ مترجم) ہم نے حکمت و دانائی اور اسرار خفیہ میں یہ بات معلوم کی ہے کہ جب صحن زمین میں

ظلمت کا خیمہ نصب ہو جائے گا اور اس کے سایہ میں چاروں طرف ضلالت کا اندھیرہ چھا جائے گا تو ارض تہامہ [1] سے ہدیت کا ایک قمقمہ (مصباح الہدایت) روشن ہو کر اپنے نور سے دنیا کو جگمگانے لگے گا اور جہل کی اس تاریکی کو جس نے دنیا کے حس وادراک پر ایک بہت بڑا پردہ ڈال رکھا تھا ہٹا کے ہر جگہ اپنی روشنی پہنچانے لگے گا وہ دراصل خدا کا ایک نور ہو گا جو چراغ ہدایت بن کے لوگوں کو اپنے دین میں ملا کر توحید صانع کی طرف بلائے گا اور وہ شتر کھو دچشم کا مالک ہو گا جو دنیا کے تمام ادیان کو باطل کر دے گا۔ بادشاہ اس کی سہل دعوت سے ضیق میں آ جائے گا۔ پہاڑ اور زمین اس کی آواز پر لبیک کہیں گے اور جب اس کے نور کا غلبہ دنیا کے ہر ظلمت کدہ میں ہو جائے گا تو اس کی روح اس عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی اور روحانی کی طرف پرواز کر جائے گی۔ اور اس کے بعد اس کا جانشین ایک ایسا پتلا دبلا شخص ہو گا جس کا قلب نور صدق سے منور اور جس کا دل راستی اور صفائی سے معمور ہو گا۔ یہ شخص اس کی شریعت کو مضبوط اور ملت کو مستحکم کر دے گا۔ شام کو اس وقت جب کہ ایک سیاہ چشم والا شخص ملک قیصر کو بھگا دے گا سخت مصیبت کا سامنا ہو گا۔ وہ آدمی ایسا ہو گا کہ میانہ قد رکھتا ہو گا دبدبہ اور صولت کا ہو گا عدل اس کی صفت حق کی پابندی اس کا ہنر (منقب) پیوند کا کپڑا اس کا جبہ اور درّہ اس کی تلوار ہو گی۔ اس کے ایام حکومت میں بادشاہتیں تباہ ہو جائیں گی۔ اکاسرہ نیست ہو جائیں گے اور دولتیں مفقود ہو جائیں گی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کی حکومت کا زمانہ وہی ہو گا جب یہ گھر جس میں کہ حکمت کی تصویریں ہیں اور جنہوں نے نعمتوں کو گھیر رکھا ہے کھلے گا۔ پس خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کے قلب میں حکمت راسخ ہو گئی اور جس کے خالص عقل کے طاق میں حکمت کا چراغ روشن ہو گیا حق کو پہچانا اس کی پیروی کی اور باطل سے کنارہ کش رہا۔

کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ نے کتبہ کے اس مضمون کو پڑھا تو تعجب سے ششدر کھڑا رہ گیا۔ پھر عطماؤس مہتمم مکان سے کہنے لگا پدر مہربان! اس حکمت ودانائی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ایہا الملک! میں اس حکمت کے متعلق جو حکماء نے وضع کی اور اس علم کی بابت جو علماء نے ترتیب دیا کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ علم دراصل ایک بحر زخار ہے کہ اس کی تہہ تک سوائے ایک تجربہ کار غوطہ خور کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایک ایسا آب دار جوہر ہے کہ اس کی قدر سوائے ایک عقل کے نور رکھنے والے جوہری کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

میری رائے میں ہرقل کی دولت وحکومت کا زمانہ جاتا رہا۔ ارض سوریا میں اس کی مملکت کے ستون گر پڑے۔ اور اس کی بادشاہت استنبول یعنی قسطنطنیہ کی طرف بدل گئی ہیں۔ یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں حکیم مہرابیس نے اپنی معزز کتاب اسلاؤس یعنی جواہر الحکمۃ میں یہی بیان کیا ہے۔ وہ منجملہ دوسری اور باتوں کے اس میں لکھتا ہے کہ جب اس یتیم کا نور جو تمام اوناس سے پاک وصاف ہو گا جبل فاران سے روشن ہو گا تو اذہان اس کی حکمت کے نور سے منور ہو جائیں گے اور جو ظلمتیں آسمان جہل میں چاروں طرف مستولی ہوں گی وہ اس کے عزم وارادے کی قوت سے علیحدہ ہو جائیں گی۔ وہ لوگوں کو حکمت وموعظت حسنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعوت دیں گے۔ نیکی اور لطافت کی مہار پکڑ کر اپنی طرف کھینچیں گے اور آسمان تک بلند ہو جائیں گے۔ زمین ایلیا (بیت المقدس) پر ان کے ایک صحابی کے دبدبہ سے سختی آ جائے گی۔ وہ صحابی ہیبت کے محائل سے آراستہ عقل کے تاج سے مزین، زمین کی فتوحات کے فاتح اور سلاطین دنیا کے ذلیل کرنے والے ہوں گے۔ عدل ان کی ترازو اور پیوند در پیوند (مرقع) کپڑا ان کا لباس ہو گا۔ ان کے زمانہ حکومت میں صلیب منکسر ہو جائیں گی۔ گرجے منہدم ہو جائیں گے۔ قربانی کرنے کی جگہ افتادہ ہو جائے گی

[1] ایک شہر کا نام ہے مراد مکہ معظمہ ہے۔

اور ما ءمعمودیہ کے کنٹراونڈھے ہو جائیں گے اور کسی آدمی کو ان کے دبدبہ سے سوائے ان کی شریعت اور نبی کے اتباع کرنے کے نجات نہیں ملے گی۔

کہتے ہیں کہ جب فلنطانوس والی رومۃ الکبریٰ نے اباسوفیا کے متولی اور مہتمم سے یہ سنا تو اس نے اس راز کو اپنے دل میں چھپایا اور یہ ارادہ کیا کہ عربوں کے پاس جا کر انہیں دیکھنا چاہئے اور ملک ہرقل کی مدد کو پہنچنا چاہئے کیونکہ پوپ اسطولس نے جو شریعت مسیح ناصری کا حاکم ہے۔ مجھے خط بھیج کر دین نصاریٰ کی مدد کے لئے بلایا ہے۔ اگر میں نہ گیا یا توقف کیا تو وہ میری عزت وحرمت کو خاک میں ملا دے گا۔

یہ سوچ کر اس نے اپنے لشکر میں سے تیس ہزار فوج جو قوم کرجہ پر مشتمل تھی منتخب کی اور اپنی جگہ اپنے بیٹے (ولی عہد) اسفیلوس کو مقرر کر کے بیت الحکمت سے اسکندر یونانی کا نشان جو سونے، چاندی اور موتیوں سے بنا ہوا تھا اور جسے اسکندر نے ارض بالیوس کے فتح کے روز بلند کیا تھا نکالا۔ یہ نشان محض سال بھر میں ایک دفعہ یعنی عید صلیب اور شعانین کے روز کنیسہ اباسوفیا میں نکلا کرتا تھا یہ اسے اپنے ساتھ لے کے انطاکیہ کی طرف چلا اور جب اس کے باب ہادلیس پر (دادرس) جس کے معنی باب فارس کے ہیں پہنچا تو یہیں خیمہ زن ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب عرب انطاکیہ کے مالک ہو گئے تو انہوں نے ہادلیس یا دادرس کے لفظ کو ثقیل سمجھ کر اس کے معنی دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ فارس کے معنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام باب فارس ہی رکھ دیا۔

والی رومۃ الکبریٰ کا ہرقل کی مدد کو انطاکیہ پہنچنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر والی رومۃ الکبریٰ کی ملاقات کو گیا اس کا ڈیرہ ملک ہرقل کے خیمہ کے سامنے لگایا گیا۔ رومی بہت خوش ہوئے اور نصر و مدد کے لئے اس کے آنے کو فال نیک تصور کیا۔ ناقوس بجائے گئے۔ لشکر میں ایک شور عظیم پیدا ہوا آوازیں دور دور جانے لگیں۔ مسلمان ان کی آوازیں سن کر متحیر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے جاسوس جو معاہدی لوگ تھے آپ کے پاس آئے اور آپ کو والی رومۃ الکبریٰ کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی الٰہا العالمین! آپ کے دشمن ہم پر اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے نصرت چاہتے ہیں۔ آپ ان کی جمعیت کا شیرازہ پراگندہ کر دیجئے۔ ان کے کلموں کو متفرق، لشکروں کو ہلاک اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دیجئے۔ ہمارے کلمہ کو بلند اور ان کے کلمہ کو پست فرما دیجئے اور جس طرح اپنے نبی ؐ کی یوم احزاب میں مدد کی تھی اسی طرح ہماری مدد کیجئے۔ الٰہا! ان کے مکر و فریب کو ان کے سینوں میں بھر دیجئے اور ہماری ان پر مدد فرمائیے۔ مسلمانوں نے آپ کی دعا پر آمین کہا اور تضرع وزاری کرتے رہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ اپنی فوج کے ساتھ انطاکیہ میں آیا تو مسلمانوں کو خوف لاحق ہوا۔ مگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا اور ان کا پائے ثبات متزلزل نہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کی سیادت میں بنی طے کے تین ہزار آدمی دے کر ان سے فرمایا کہ یا صاحب رسول اللہ ؐ! رومی اپنے دین کی نصرت وکمک کے لئے دریا کے ساحل پر مجتمع ہوئے ہیں تم وہاں پہنچ کر بلاد سواحل پر تاخت وتاراج کر دو۔ مسلمانوں کی حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ قیامت میں مسلمانوں کے متعلق تم سے باز پرس کی جائے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور جبلہ ولاذقیہ پر پہنچ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تاخت وتاراج کی اور ان کے تمام مال واسباب کو لوٹ لیا۔ باب جبلہ پر جبلہ بن ایہم غسانی کا چچیرا بھائی عثان بن جرہم غسانی تھا جس کے پاس قسطنطین بن

ہرقل نے طرابلس، عکہ، صور صیدا اور بلاد قیساریہ سے بادشاہ کے لشکر کے لئے رسد جمع کر کے گیہوں اور جو کے ایک ہزار بار اپنے صاحب کے ہاتھ روانہ کئے تھے اور وہ مصاحب اس کے سپرد کر کے تاکہ یہ بادشاہ تک پہنچا دے واپس چلا گیا تھا آپ اپنی جمعیت کو لے کر اس پر جا پڑے اور یہ تمام بار اپنے قبضہ میں کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے جب انہیں آتے دیکھا تو زور زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے۔ ملک ہرقل نے جب مسلمانوں کی تکبیروں کے نعرے سنے تو اپنے جاسوسوں سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس طرح شور کر رہے ہیں۔ وہ کچھ دیر غائب رہنے کے بعد اس کے پاس آئے اور کیفیت سے اسے مطلع کیا کہ مسلمانوں نے اس رسد کو جو بادشاہ کے لشکر کے لئے آ رہی تھی اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ یہ اسے سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنے فوجی افسروں سے کہنے لگا کہ اب ان کے اور ہمارے مابین لڑائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ پاک جسے چاہیں گے مدد دیں گے۔ اس کے بعد اس نے سرداران صاحب نشانات اور ہرقلیہ، قیاصرہ اور ابلیہ کے فوجی افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں اور خود گھوڑے پر سوار ہو کے کھڑا ہو گیا۔ تمام والیان ملک یعنی والی رومۃ الکبریٰ، والی مرعش، والی اسکبادینس (اسکبابرس) حاکم طرسوس، حاکم مصیصہ، حاکم قونیہ، شاہ ماصر، شاہ اقطر شاہ قیساریہ، بادشاہ قوماط، بادشاہ انطر امتہ، بادشاہ طبرزند اور جبلہ بن ایہم غسانی آ آ کے اس کے گرد کھڑے ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کے لشکر کی صف بندی کرنے لگے اور فوج کا ہر والی اور پلٹنوں کا ہر افسر ملک ہرقل کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو فلنطانوس والی رومۃ الکبریٰ بادشاہ سے عربوں کے ساتھ لڑنے کی اجازت لینے کے لئے آگے بڑھا اور زین کے ابھار پر سجدہ تعظیمی کر کے کہنے لگا ایہا الملک! میں اپنے ملک کو چھوڑ کر دو سو فرسخ چل کے آپ کے پاس محض اس لئے آیا ہوں کہ مسیح کو راضی کروں اور آپ کی خدمت بجا لاؤں۔ یہ تمام افسران اور سرداران فوج جو اس وقت جناب کے سامنے کھڑے ہیں اپنا اپنا فرض ادا کر چکے ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو عربوں سے نہ لڑ چکا ہو۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں آج ان محمدیوں سے لڑ کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں اور قلب مضطر کو خوش کر دوں۔

بادشاہ نے اس کا دل خوش کرنے کے لئے اس سے کہا تم اپنی جگہ ٹھہرو اور بادشاہوں میں تمہاری جو عزت و حرمت ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دو بلکہ اس کا خیال رکھو۔ سلطنت میں تم مجھ سے بھی مقدم ہو۔ اس کام کے لئے کسی دوسرے کو جانے دو عرب اتنے بہادر نہیں ہیں کہ تم خود بہ نفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلو۔ اس نے کہا ان عربوں نے ہماری کوئی عزت و حشمت نہیں رکھی۔ اب ایسی کون سی وہ عزت باقی رہ گئی ہے جسے انہوں نے ذلیل نہیں کر دیا۔ ہمارا تمام سطوت و دبدبہ انہوں نے بیکار کر دیا۔ ہماری تحقیر کی۔ ہمارے پیشوایان اور بزرگان ملت کی تذلیل کی اور بشپوں اور پادریوں کو حقیر کر دیا۔ ہمارے ہر چھوٹے بڑے پر جہاد فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا ادنیٰ فقیر! ایہا الملک! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو شخص محبت کی آنکھ سے دنیا کو دیکھے گا اسے دنیا کی محبت اور اس کی آرائش و زیبائش کی طرف سے اس کے شہوات اور زیادہ کھینچیں گے اور جب وہ اس کی طرف اس وجہ سے اور جھکے گا تو اس کے سینہ کے صفحات پر جہل کے اور زیادہ نقوش ہو جائیں گے اور طلب معاد (آخرت) سے اس کو باز رکھیں گے۔ لیکن جو شخص خواہشات نفسانی و جسمانی کو چھوڑ کر اپنے پروردگار کی اطاعت و بندگی کی طرف چلے گا وہ محل انس میں دائرۃ القدس کے پاس پہنچ جائے گا اور جب تک تمہارے ان دلوں کا جو غفلت کے پردوں میں مسطور ہیں میلان ازلی فانی چیزوں کی طرف رہے گا اس وقت تک برابر تم پر سب سے زیادہ کمزور قوم میں مسلط ہوتی رہیں گی جو تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں گی۔ وطن سے جلاوطن کر دیں گی اور گھروں سے بے گھر بنا دیں گی۔ یہ محض تمہارے ہاتھوں کی کرتوت ہے کہ تم ہمیشہ اپنی ان خواہشوں کے بندے بنے رہے جو تمہیں ہلاکت کے غار تک

پہنچانے والی تھیں۔ کیونکہ تم نے حق کے خلاف کیا۔ رعیت پر ظلم توڑے کہ ان کے مال وجان ہمیشہ ضائع کرتے رہے۔ زنا کثرت سے کیا۔ بے ہودگیوں اور خیانتوں کے مرتکب رہے۔ بس اسی واسطے نہ تمہاری مدد کی گئی نہ کمک بلکہ تم برائی کے گڑھے میں دھکیل دیئے گئے۔

بادشاہ کا سب سے بڑا مصاحب جس کا نام سروند تھا وہ چلا کے کہنے لگا سردار! بادشاہ کا دل ایسے وقت میں جن باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور جس کا بار متحمل نہیں ہو سکتا وہ بار اسوقت اس پر نہ ڈالئے۔ بادشاہ خود آپ سے زیادہ ایسا وعظ کہہ چکے ہیں۔ والی رومۃ الکبریٰ نے اس بات کو ٹال دیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اس کے چیخنے اور بات کہنے سے اسے سخت رنج ہوا۔ خصوصا بادشاہ کے سامنے بات کٹنے سے نیز اس وجہ سے کہ بادشاہ نے بھی مصاحب کو کچھ نہ کہا مگر اس نے رات تک اسے چھپائے رکھا اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ جب چوتھائی رات گزر چکی تو اس نے اپنے ندیموں خاص لوگوں اور ان مقربین کو جو اس کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے والے تھے بلا کر ان سے کہا کہ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ بادشاہوں کے سامنے مجھے ہرقل کا مصاحب جھڑک کے ذلیل کر دے۔ تم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا گھرانہ بادشاہ کے گھرانے سے افضل میرا نسب بادشاہ کے نسب عالی اور میرا ملک اس کے ملک سے اقدم ہے حکیم اسلیس کہتا ہے کہ جو آدمی تجھے اپنے سے کم درجہ کا خیال کرے تو اس کے پاس کبھی نہ جاؤ۔ ورنہ یاد رکھ کہ ذلیل ہوگا بلکہ اپنے نفس کو اس کے عجب وتکبر کے مقابلہ میں بڑا شمار کر اور اس کی عزت چاہ کیونکہ نفوس کی عزت بادشاہوں کے مرتبہ کا مقابلہ کیا کرتی ہے نیکی کے غیر مستحق لوگوں کے ساتھ نیکی سے نہ پیش آ کیونکہ اس کی وجہ سے وہ تجھے برائی کی طرف کھینچے گی اس لئے کہ احسان ہمیشہ اعلیٰ نسب والوں کو گرویدہ کیا کرتا ہے اور احمقوں اور فرومایہ لوگوں میں وہ جا کر خود چھپ جایا کرتا ہے۔

نالائق، رذیل اور کم اصل آدمیوں کی تعریف وتوصیف بھی نہ کرنی چاہئے کیونکہ تو اس کے نفع کا خواہش مند ہے اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کی وجہ سے تجھے اذیت پہنچانے کا متمنی۔ ہم دوسو فرسخ بلکہ اس سے بھی زیادہ چل کر ایک ایسے شخص کے پاس آئے کہ ہمارے قصد وارادے نے ہمیں اس کا گھر، سلطنت اور اس کی عزت کا تاج دکھلا دیا اور ہم منجملہ اس کے خدمت گاروں کے ہو گئے۔ مگر اب عقل کا وہ نور جسے جوہر ادراک مرحمت کیا گیا ہے مجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ میں اس جہل کی جو حواس کا مکدر و مظلم ہے اتباع کروں۔ میرا ضمیر مجھے اس سے اس لئے روکتا ہے اور منع کرتا ہے کہ عزت ایک نہایت اشرف محل اور جلیل مقام ہے اور ذلت وخواری کمینہ پن اور ایک ذلیل چیز ہے۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں کے پاس جا کے ان کا دین اختیار کر لوں کیونکہ دراصل ان کا دین صحیح، سچا اور درست ہے اور ان کی شریعت وملت مضبوط واضح بالحق اور موید بالصدق ہے جو شخص اس شریعت پر گامزن ہوگا وہ قیامت کے ڈر سے بالکل مطمئن اور بے خوف ہو جائے گا آپ حضرات کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا ایہا الملک! آپ اپنا مذہب، ملک اور اپنی عزت ترک کر کے اپنا دل کس طرح خوش کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ایک ایسی قوم کی اطاعت کریں گے جن میں نہ بزرگی ہے نہ شرافت، نہ علم وحکمت جو ان کی قدر ومنزلت کو بڑھا دے۔ فلطانوس نے کہا دراصل حکمت بالغہ کا سرچشمہ اور علوم کاملہ کا مستقر انہی کے پاس ہے اور انہی کے قلوب حکمت وعلوم کے متحمل ہیں۔ کیونکہ ان کی توحید کے نور نے ان کے ذہنوں کو مصفّٰی کر دیا ہے اور ان کے ایمان کی چاندنی ان کے سردار کی برکت سے جن کا نام علام الغیوب ہے اقصائے عالم میں پھیل گئی ہے اس لئے کہ ان کی حکمت ربانیہ کی مقناطیس، نے اپنی تلبعیت اور شریعت کی پیروی کے لئے عقلوں کے جواہر کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ جو شخص اعلیٰ علیین کی طرف ترقی کا ارادہ کرے گا وہ جہل کی زمین کے کنارے پر کبھی نہیں بیٹھا رہے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ نور ظلمت کا روشن کرنے والا اور موت انتہائے حیات ہے۔

انہوں نے کہا ایہا الملک! ہم نے آپ کی اطاعت اس غرض سے نہیں کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہو کر ایسی شرافت و بزرگی حاصل کریں جس کا انجام ذلت و نکبت ہو۔ ہاں ہم آپ کو ایسی دائمی عزت حاصل کرنے سے نہیں روکتے جو ہمیں ذلت اور انتہائی منکبت سے نکال دے۔ اگر آپ ہمارے لئے ایسا طریقہ اور راستہ تلاش کرتے ہیں کہ جو ہمیں شقاوت سے نکال کر بقا کی طرف لے جائے تو آپ باطل کو چھوڑ کر شوق سے حق کے طلب گار ہو جایئے۔ ہم آپ کے تابع ہیں۔

فلنطانوس نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو خود میں نے اپنے نفس اور ذات کے لئے محبوب سمجھی ہے اگر تم میری موافقت نہ کرو گے تو میں تن تنہا اس طرف چلا جاؤں گا کیونکہ میں نے اپنے دل میں اچھی طرح غور کر لیا کہ دنیا و آخرت کی بہتری وفلاح کا ذریعہ وہی ہے۔ آیا تم اس کلام سے خوش ہوتے ہو اور اسے پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اچھا ہوشیار ہو جاؤ کل رات ہم گھوڑوں پر سوار ہو کے اس طرح گشت کریں گے کہ گویا نگہبانی اور حفاظت کی غرض سے لشکر کے گرد گھوم رہے ہیں اور عربوں کے لشکر میں چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔

یہ کہہ کر وہ متفرق ہو گئے اور فلنطانوس نے اپنا مال و اسباب درست کر کے اس کام کے سرانجام دینے کا اردہ کر لیا جسے ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

والی رومۃ الکبریٰ کا حضرت یوقنا کے ساتھ گفتگو کرنا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب فلنطانوس نے عربوں کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کا کوئی پیام لے کر اس کے پاس آئے اور جب وہ پیام پہنچا کے کھڑے ہونے کا اردہ کر رہے تھے تو فلنطانوس نے ان سے کہا تم بادشاہ کے کون مصاحب ہو؟ آپ نے فرمایا میں یوقنا والی حلب ہوں۔ اس نے کہا تم نے اپنے شہر اور سلطنت کو کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اس پر عرب غالب ہو گئے اور سب قصہ بیان کر دیا۔ مگر اسلام لانے کا بیان نہ فرمایا۔ اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ حاکم حلب اپنے دین سے منحرف ہو کے عربوں کے دین میں شامل ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پہلے ایسا ہی ہوا تھا مگر پھر بادشاہ اور اس کے دین کی طرف رجوع کر لیا۔ اس نے کہا تم پر ان کے حالات کیا منکشف ہوئے؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! میں ان کے دین میں داخل ہوا ان کے کاموں سے واقف اور ان کے بھیدوں سے مطلع ہوا وہ قوم باطل کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ اور نہ حق سے روگردانی کرتی ہے۔ رات کو مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے نہیں سوتی۔ اپنے رب کے ذکر کے سوا کوئی کلام نہیں کرتی۔ مظلوم کا ظالم سے حق دلواتی ہے۔ اس کے اغنیاء اس کے فقراء کی غم خواری کرتے ہیں۔ اس کے سردار مساکین کے لباس میں رہتے ہیں اور عزیز و ذلیل امر حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں۔

فلنطانوس نے کہا جب تم ان کے سردار سے واقف اور ان کی فضیلتوں سے آگاہ ہو گئے تھے تو پھر تمہیں کس نے منع کر دیا کہ تم اس کے پاس نہ رہو؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے دین کی محبت اور قوم کی صحبت ادھر کھینچ لائی کیونکہ میں نے ان کی جدائی کو گوارا نہ کیا۔ فلنطانوس نے کہا کہ پاک نفوس اور محتاط عقلیں جب امر حق کو دیکھ لیتی ہیں تو انہیں خالص نجات دینے اور بری زندگی سے خلاصی دلانے کے لئے یقین کی طرف کھینچ لیا کرتا ہے حتیٰ کہ وہ نفوس اور عقول اعلیٰ علیین کی طرف صعود کر جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر وہاں سے چل پڑے۔ آپ کے قلب میں فلنطانوس کا قول گھر کر گیا اور آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! اس نے جتنی باتیں کہیں ہیں وہ سب اس کے صفحہ دل میں نقش معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا کلام صاف

گواہی دے رہا ہے کہ اس کی عقل نے مذہب اسلام کی سچائی کو قبول کرلیا ہے۔ آپ نے یہ بقیہ دن اسی اضطراب وقلق میں گزارا۔ رات ہوئی تو پھر آپ چپکے سے فلنطانوس کے پاس آئے اور اسے گھوڑے پر سوار ہوتیہوئے دیکھا۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے فلنطانوس نے آپ سے کہا یوقنا! اللہ تبارک وتعالیٰ کے کون سے حجاب نے ظالمین کو متقین کے راستہ کی اتباع سے روک لیا ہے۔ جو شخص حق کی تلاش کرتا ہے وہ ضرور اسے مل جاتا ہے اور جو باطل کی متابعت کرتا ہے باطل اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایہا الملک! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کہ کیا ہے؟ اس نے کہا اگر تم بصیرت کی آنکھ اور دلیل وحجت کی بصارت سے دیکھتے تو ان کا مذہب کبھی نہ چھوڑتے۔ تم نے ایسی نعمتوں کی طرف توجہ کی جو خود زوال کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی طرف دیکھنے والوں کو عذاب کی طرف لے جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پاس سے چلے آئے۔ خفیہ خفیہ اس کے تجسس میں رہے حال دریافت کرنے کی کوشش کی اور جو راستہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف جاتا تھا وہاں بیٹھ گئے۔ فلنطانوس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکل کے اپنے بنی عم اور یگانوں کے پاس آیا۔ وہ بھی سامان درست کر کے چلنے کے لئے تیار تھے اس کے بنی عم اور ساتھ چلنے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ یہ اپنا مذہب چھوڑ اور دنیاوی عزت وتاج ترک کر کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز آپ کے قبیلہ کے دو سو آدمی انہیں یہاں ملے جو پہلے سے انہی کی انتظار میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فلنطانوس سے کہا ایہا الملک! کیا آپ نے مسلمانوں کے لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ خدائے قدیم وازلی کی قسم! میرا ارادہ ان کے پاس جا کے ان کے دین میں داخل ہونے کا ہے میں بھی منجملہ انہی کے ہو جاؤں گا۔ جو شخص فنا کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھتا ہے وہ آخرت کے لئے کام کرنے لگتا ہے اے یوقنا! تمہیں کیا چیز مانع ہے تم بھی ہمارے ارادے میں ہمارا ساتھ دو اور جو ہم کرنے والے ہیں وہ تم بھی کرو۔ آپ نے فرمایا ایہا الملک! آپ کو جاذب حق نے گمراہی کے راستہ سے کھینچ لیا۔ اس کے بعد آپ نے تمام قصہ اس سے بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ رومیوں پر ایک داؤ چلنے کا ہے۔ فلنطانوس نے انہیں بوسہ دیا ان کی بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تم اکیلے آدمی ہو یہ کام کس طرح کر سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! رسول اللہ ﷺ کے دو سو صحابہ جو بیس ہزار رومیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں میرے گھر میں ہیں میری رائے میں آپ جلدی نہ کریں اپنی قوم کے پاس واپس چلیں میں ایک آدمی کو حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں روانہ کردوں گا جو انہیں ایک خفیہ راستہ سے جسے ہم نے پہلے سے سوچ رکھا ہے لے آئے گا۔ کل آپ مع اپنے لشکر کے ہرقل کے گرد رہیں میں شہر جا کر رسول اللہ ﷺ کے ان دو سو صحابہ کو ہتھیار دے کر قید سے چھوڑ دوں گا مسلمانوں کا لشکر ادھر حملہ کر دے گا۔ آپ مع اپنے لشکر کے ہرقل پر ٹوٹ پڑنا اور خود بہ نفس نفیس ہرقل کو پکڑ کے اپنے قبضہ میں کر لینا۔ اگر جناب نے ایسا کیا تو گویا آپ نے جہاد کے فرض کو انجام دے دیا۔ میں، میرے قبیلے کے آدمی نیز دو سو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جست کر کے شہر پر حملہ کر دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہم اس سب کے مالک ہو جائیں گے اور اگر جناب کا یہ ارادہ ہے کہ میرا بھید کسی پر ظاہر نہ ہو اور میں اپنی دار السلطنت میں واپس چلا جاؤں تو آپ اپنے لشکر کی عنان کسی اپنے معتمد آدمی کے ہاتھ میں دے دیجئے۔

فلنطانوس نے کہا میں اسلام کو اس وقت قبول کر رہا ہوں جبکہ میری نیت دنیا کی حکومت سے بیزار ہوگئی ہے مجھے تخت وحکومت کی ضرورت نہیں جب یہ معاملہ طے ہو جائے گا اور میں اسلام کو مدد دے چکوں گا تو پھر مکہ معظمہ میں جا کر حج کر کے رسول اللہ ﷺ کی قبر

شریف کی زیارت کروں گا اور وہاں سے واپس آ کے بیت المقدس میں سکونت اختیار کرلوں گا اور اس وقت تک کہ میری روح اس قفس عنصری سے مفارقت نہ اختیار کرے میں وہیں رہوں گا۔ ہاں! یہ تو بتلاؤ کہ ہمارا پیام لے کر عربوں کے پاس کون شخص جائے گا اور عزم و ارادے سے انہیں کون مطلع کرے گا؟ آپ نے فرمایا ان کے ہمارے پاس چند جاسوس ہیں جوان کے ذمہ اور ہمارے معاہدہ کے لوگ ہیں میں انہیں سب بتلا دوں گا۔ یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ فلنطانوس اور ان کے سب آدمی شب کی تاریکی میں خیمہ میں کھڑے ہوئے یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک بوڑھا آدمی انہیں اپنی طرف آتا دکھلائی دیا۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ نے اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

انہوں نے حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو سلام کیا اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا سردار! حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اسلام کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں جزاک اللہ خیراً۔ انہوں نے خواب میں رسول اللہ ؐ کو دیکھا ہے۔ حضور ؐ نے انہیں والی رومتہ الکبریٰ کے حالات اس کا اپنی قوم سے گفتگو کرنا تم دونوں کا آپس میں باتیں کرنا اور جس چیز کا تم نے ارادہ کیا ہے اس سے بلاکم و کاست آگاہ کر دیا ہے۔ نیز والی رومتہ الکبریٰ کو بشارت دی ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل انطاکیہ فتح ہو جائے گا۔ رومیوں کی اس سے سلطنت اٹھ جائے گی اور ہرقل کا ملک اس سے چھن جائے گا۔ فلنطانوس کا چہرہ یہ سن کے خوشی کے مارے دمکنے لگا۔ ایمان میں زیادتی ہوئی اور اس کی زبان پر جاری ہوا الحمدللہ الذی ہدانا الاسلام والایمان تمام تعریفیں ان اللہ کے لئے ہیں جنہوں ہمیں اسلام اور ایمان کی طرف ہدایت کی۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فتح انطاکیہ کی بشارت

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے حضور مقبول ؐ کو خواب میں فرماتے دیکھا کہ یا ابوعبیدہ! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت کی تمہیں بشارت ہو۔ کل انطاکیہ صلح سے فتح ہو جائے گا والی رومتہ المدائن الکبریٰ اور یوقنا والی حلب کے مابین یہ گفتگو ہوئی ہے اور ایسا ایسا معاملہ گزرا ہے۔ وہ دونوں تمہارے لشکر کے قریب ہی ہیں۔ تم ان دونوں کے پاس اپنا حکم بھیج دو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے بیدار ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ خواب بیان کیا اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری ؓ کو اس طرف روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

فلنطانوس نے جب یہ سنا تو اس کے بدن میں رعشہ پڑ گیا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اشھدان لا الٰہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ۔ واقعی یہی دین سچا ہے۔ پھر یہ لوٹ کے بادشاہ کے لشکر کے پاس آئے اور اس کے گرد گھومنے لگا کہ گویا اس کا پہرہ دے رہے ہیں۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ علیہ والی رومتہ الکبریٰ کے پاس سے اپنے آدمیوں کو لے کر اس ارادے سے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں رخصت ہوئے تو راستہ میں انطاکیہ سے بادشاہ کا مصاحب آتا ہوا دکھلائی دیا۔ مشعلیں اس کے سامنے جل رہی تھیں اور حضرت ضرار بن ازور ؓ اور حضرت رفاعہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نیز دوسو قیدی اس کے ہمراہ تھے آپ نے اس مصاحب سے دریافت کیا کہ انہیں کہاں لے جاتے ہو؟ اس نے کہا بادشاہ نے ان کے متعلق یہ ارادہ کیا ہے کہ کل انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دیا جائے۔

یہ سن کر آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرہ چھا گیا اور دنیا تنگ دکھائی دینے لگی۔ آپ نے اس سے فرمایا بادشاہ کے سب سے

بڑے مصاحب! تم جانتے ہو کہ کل ہمارے ان کے مابین جنگ ہونے والی ہے اگر تم نے انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دیا تو جب وہ ہم میں سے کسی شخص کو گرفتار کر کے پکڑ لے جائیں گے تو کیا کچھ نہ کریں گے اللہ سے ڈرو اور اس کام میں جلدی نہ کرو انہیں میرے پاس چھوڑ دو اور بادشاہ کو اس کام سے باز رکھو حتیٰ کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔

مصاحب نے انہیں یہاں چھوڑا اور بادشاہ کے پاس جا کے جو کچھ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا تھا بیان کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اچھا انہیں سردار یوقنا ہی کے پاس رہنے دو۔ مصاحب بادشاہ کا یہ پیام لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ ملک ہرقل کہتا ہے کہ یہ تمہاری ہی حفاظت میں رہیں گے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ انہیں لے کر اپنے خیمہ میں آئے اور ان قیدوں کے انطاکیہ سے نکل آنے کا ملال کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ میں ان کے ذریعہ شہر پر خروج کروں گا۔ آپ نے انہیں خیمہ میں لا کر ان کی ہتھکڑیاں کاٹیں ہتھیار دیئے اور جو رادہ کر رکھا تھا اس سے آگاہ کیا اور والی رومتہ الکبریٰ کے متعلق کہ وہ بادشاہ پر حملہ کریں گے سب قصہ بتا دیا۔

حضرت ضرار بن ازور ؓ نے فرمایا خدا کی قسم! کل جہاد کر کے ہم اپنے رب کو راضی کریں گے۔ چونکہ آپ کو قید میں اٹھ ماہ گزر گئے تھے اس لئے آپ کے تمام زخم بھر آئے تھے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے قبیلہ کے آدمیوں کے پاس متفرق کر دیا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک کے پاس بھیج دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انطاکیہ سے قیدیوں کے لے آنے کا حکم دراصل ہرقل نے نہیں دیا تھا بلکہ اس کے خاص غلام بالیس بن ریبوس نے دیا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس رات خواب میں یہ دیکھا تھا کہ گویا آسمان سے ایک شخص اترا ہے اس نے اس کا تخت الٹ دیا ہے اور اس کے سر سے اس کا تاج اڑ گیا ہے اور وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ سوریہ سے تیرے ملک کا زوال قریب ہو گیا۔ بدبختی کی دولت جاتی رہی۔ شقاق و نفاق کی حکومت اٹھ گئی اور اتفاق و داؤد کی بادشاہت آ گئی۔ نیز گویا اس شخص نے اس کے لشکر میں پھونک ماری جس سے اس مین آگ لگ اٹھی اور یہ مرعوب ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اپنے دل میں اس نے اپنے ملک کے زوال کی تعبیر لی اور کسی سے کچھ ظاہر نہ کیا۔ اس نے عربوں کے آنے سے پہلے اپنا خزانہ اسباب اور تحفے و تحائف جو عمدہ عمدہ تھے دریا میں کشتیاں ڈال کر ان میں بھروا دیئے تھے اور چپکے چپکے ارباب دولت میں سے کسی کو خبر نہ ہو کھانے پینے کا بہت زیادہ سامان ان میں لدوا دیا تھا۔ جب اس نے رات کو یہ خواب دیکھا تو اس نے اپنی بیٹی اور تمام اہل و عیال کو خفیہ خفیہ کشتی میں سوار ہونے کے لئے بھیجا۔ پھر اپنے اخوان سلطنت کو بلا کر ان سے خواب کے متعلق بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ یہاں سے بھاگ جانے کا ہے تم بھی میرے ساتھ چلو۔

اس کے بعد اس نے اپنے غلام بالیس کو جو ہرقل کے بہت زیادہ مشابہ تھا بلا کر اسے اپنا لباس پہنایا پٹکہ دیا تاج سر پر رکھا اور اس سے کہا کہ میرا اارادہ عربوں سے مکر و فریب کرنے کا ہے تم یہاں میری جگہ رہو میں ان کے پیچھے کمین گاہ میں جا کر چھپوں گا۔ یہ تمام سامان اسے پہنا کے یہ گھر والوں کو لے کر کشتی کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو کر چل دیا۔ بالیس نے اس کی جگہ بیٹھتے ہی ان دو سو قیدیوں کو لانے کا حکم دیا اور حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ کی راستہ میں ملاقات ہو گئی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت ابن سعد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہرقل انطاکیہ سے دراصل مسلمان ہو کے نکلا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں اپنی قوم سے پوشیدہ یہ تحریر کر کے بھیجا تھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے کسی وقت سکون نہیں ہوتا آپ کوئی دوا ارسال کر دیجئے جسے میں استعمال کر لوں۔ آپ نے اس کے لئے ایک کلاہ (ٹوپی) روانہ کر دیا تھا۔ ہرقل نے

جب اسے سر پر رکھا تو فوراً درد جاتا رہا مگر جب اسے سر سے اتارا تو پھر ہو گیا۔ آخر جب یہ سر پر رکھ لیتا تو سکون ہو جاتا تھا اور جب اتار لیتا تو پھر درد شروع ہو جاتا تھا اسے اس پر بہت تعجب ہوا اور اس نے غلاموں کو اس کے ادھیڑنے کا حکم دیا۔ جب ادھیڑا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کیا مکرم اسم ہے اور کیسا بزرگ و سچا دین کہ ایک آیت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے شفاء دیدی۔ وہ ٹوپی ایک دوسرے سے ورثہ میں منتقل ہوتی ہوئی والی عمودیہ تک پہنچ گئی تھی۔ خلیفہ معتصم باللہ نے جب عمودیہ پر فوج کشی کی تھی تو معتصم کے درد سر لاحق ہو گیا تھا۔ والی عمودیہ نے اس کے پاس وہ ٹوپی بھیجی تھی جب اس نے اسے سر پر رکھا تو آرام ہو گیا تھا۔ معتصم نے اسے کھولنے کا حکم دیا تھا تو اس میں ایک پرچہ رکھا ہوا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی پایا تھا۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بالیس کا قصہ اسطرح ہوا کہ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں کا لشکر مرتب ہوا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ لشکر زحف کو لے کر آگے بڑھے کافروں کا لشکر گھوڑوں پر سوار ہوا۔ بالیس بن ربیوس لشکر کے درمیان میں ہوا اسے ہر شخص ہرقل گمان کرتا تھا اور کسی کو کسی قسم کا اس کی طرف شک وشبہ نہیں تھا۔ فلنطانوس والی رومتہ الکبریٰ کے لشکر نے بادشاہ کے لشکر کو درمیان میں لے رکھا تھا اور وہ اس کے چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ مع اپنے قبیلہ کے آدمیوں اور دوسو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسلحہ سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید ؓ نے بڑھ کر حملہ کیا۔ آپ کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے پھر ربیعہ بن قیس بن ہبیرہ نے ان کے بعد میسرہ بن مسروق عبسی نے ازاں بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ؓ نے پھر ذوالکلاع حمیری نے پھر فضل بن عباس ؓ ابن عم رسول اللہ ؐ نے۔ پھر مالک بن اشتر نخعی ؓ نے پھر عمرو بن معدیکرب زبیدی نے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب سرداران افواج کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ بقیہ لشکر کو لے کر حملہ آور ہو گئے۔ اب لوگ ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے۔ کثرت ازدحام نے ایک کو دوسرے پر چڑھا دیا۔ لڑائی کے شعلے چاروں طرف سے اٹھنے لگے۔ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نیز آپ کے عزیزوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازور ؓ تلوار لے کر سینہ سپر ہو گئے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ آپ کی تمام تر کوششیں محض اللہ ہی کے لئے تھیں۔ آپ نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔ رومیوں سے اپنا بدلہ لیا اور انہیں مار مار کر رکھ دیا۔ جب آپ کسی کو ان میں سے قتل کرتے تھے تو چیخ کر کہتے تھے یہ ضرار بن ازور کو قید کرنے کا بدلہ ہے۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا رخ نصرانی عربوں کی طرف تھا۔ آپ کے ہمراہی آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ حضرت رفاعہ بن زہیر ؓ اپنے ان ساتھیوں کو نصیحت کرتے شجاعت دلاتے اور کہتے جاتے تھے جنھوں نے تمہیں قید کیا تھا ان سے بدلہ لے لو۔ اکٹھے اور مجتمع ہو کر ایک متفقہ حملہ کرو اور یاد رکھو کہ جنت کے دروازے کھل گئے۔ حوریں بناؤ سنگار کئے تمہارے انتظار میں ہیں وہاں کے غلماں وقصور تمہارے پیشوائی کے لئے موجود ہیں اور بدلہ دینے والے تمہارے پاس ہے۔ جوانان عرب! تم میں سے کون شخص حوروں سے شادی کی خواہش کرتا ہے ان کا مہر جانوں کا خرچ کرنا ہے اس کو خرچ کر کے ان سے شادی کر لو۔ تم میں سے کون شخص عروس نوبہار حاصل کرنا چاہتا ہے اور کون شخص وہاں غلمان وقصور سے خدمت لینا چاہتا ہے؟ کون شخص باری تعالیٰ کے اس قول میں رغبت کرتا ہے کہ **متکئین علی رفرف خضر و عبقری حسان** (تکیہ لگانے والے ہیں اوپر بالشہائے سبز اور فرشہائے قیمتی کے) کہاں ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ ؐ کے ہمراہ بدر وحنین میں شامل ہوئے تھے؟ کہاں ہیں وہ جو اپنے قلب سے غفلت کا پردہ دور کرنا چاہتے ہیں؟

لوگو! اس قوم کی موافقت کرو جن کی ہمتیں دار بقاء کے لئے وقف ہیں اور ایسے دروازہ کی طرف جھکو جس کا مالک ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس قوم کو اس کے منازل تک پہنچا دیں تا کہ حسن افعال میں ان کی زیادتی ہو ان کے

سامنے سے جو پردے حائل تھے وہ ہٹا لئے ہیں تا کہ وہ اپنے اس گھر کو دیکھ لیں جس کی بنیاد نور و رحمت کی، دیواریں سونے کی، پلاستر مشک کا پانی حیوان کا مٹی کا فور و عنبر کی سنگریزے۔ دُرّ و جواہر کی چہار دیواری مجید ولطیف کے پردے کرم و احسان کے درخت لا الہ الا اللہ ٹہنیاں کی محمد رسول اللہ ؐ کے پھل سبحان اللہ والحمد للہ کے صحن سموات والارض کا چھت عرش رحمٰن کی ہے۔

جب یہ پردے ان کے سامنے سے ہٹا لئے جائیں گے تو وہ لوگ ان مکانات میں رہنے کے مشتاق ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم بغیر مولا کی راہ میں جان خرچ کئے ان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر انہیں احسان کی خلعت بخشی جائیگی اور رضوان کا تاج پہنایا جائے گا ان کے سر پر غفران کے علم بلند ہوں گے جن پر سر کمنوں سی لکھا ہوا ہوگا:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

''جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں تم مردے نہ گمان کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے ہیں''۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور ؓ دشمنوں کا مار مار کرتباہی و ہلاکت کی شراب کا مزہ چکھا رہے تھے کہ اچانک اپنے لشکروں کو چیرتا پھاڑتا اور فوجوں کو منتشر و پراگندہ کرتا ایک سوار دیکھا جو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ضرار بن ازور کا بدلہ ہے۔ آپ نے اسے بغور دیکھا تو وہ آپ کی بہن خولہ بنت ازور تھیں آپ نے زور سے آواز دے کر کہا یا بنت ازور خداوند تعالیٰ تمہیں اجر عظیم دے میں تمہارا بھائی ضرار بن ازور ہوں۔ حضرت خولہ بنت ازور ؓ ان کی طرف متوجہ ہوئیں سلام کیا اور چاہا کہ کچھ کلام کریں مگر آپ نے فرمایا یہ وقت سلام اور گفتگو کا نہیں۔ یا بنت ازور! کافروں سے لڑنا تمہارے ساتھ گفتگو کرنے سے افضل ہے۔ ہاں اپنے گھوڑے کی باگ میرے گھوڑے کی باگ سے ملا لو۔ میرے نیزے کے ساتھ اپنا نیزہ ملائے رکھو اور اللہ تبارک وتعالےٰ کی راہ میں جہاد کرو اگر ہم میں سے کوئی سا شہید ہو گیا تو سید البشر ؐ کے حوض کوثر کے پاس پھر انشاء اللہ العزیز ملاقات ہوگی۔

کہتے ہیں کہ آپ اپنی بہن سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ اچانک آپ نے رومی لشکروں کو ہزیمت کھا کے پیچھے کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ والی رومتہ الکبریٰ نے خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں جب یہ دیکھا کہ جنگ کے شرارے بہت اونچے ہو گئے ہیں اس کا دھواں آسمان کی طرف اڑا چلا جا رہا ہے اور چنگاریاں دور تک پھیل گئی ہیں تو انہوں نے اپنی فوج سے حملہ کر دیا اور بالیس کے پاس پہنچ کے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آپ اسے ہرقل ہی سمجھ رہے تھے۔ ایک چیخنے والے نے چیخ کر زور سے کہا کہ والی رومتہ الکبریٰ نے غدر کر کے ملک ہرقل کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ آواز بجلی کی طرح آناً فاناً فوج کے اس سرے سے لے کر دوسرے تک پہنچ گئی اور پھر اس قدر بھگدڑ مچی کہ الامان والحفیظ۔ مسلمانوں نے قتل عظیم برپا کر دیا اور اس قدر کشتوں کے پشتے لگے گئے کہ سوائے اجنادین اور یرموک کے اور کبھی نہیں لگے تھے۔ نصرانی عرب بارہ ہزار سے زیادہ قتل ہوئے۔

مسلمانوں نے جبلہ بن ایہم اور اس کے لڑکے کو تلاش کرنا شروع کیا مگر انہیں ان کا کچھ سراغ نہ ملا۔ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نیز ان کے اکابر قوم کشتیوں میں بیٹھ کر ملک ہرقل کے ساتھ چلے گئے تھے۔ جبلہ بن ایہم اور اس کے بیٹے کے ساتھ جو نصرانی سادات اور اکابر قوم بھاگے تھے وہ پانچ سو تھے۔ منجملہ دوسروں کے اس کے بنی عم میں سے عرفطہ بن عصمہ، عروہ بن اثق، مرھف بن واقد، ہجام بن سالم اور شیبان بن مرہ وغیرہ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پہنچ کر جزائر البحر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہی کی نسل سے یہ افرنجی (فرنگ ہرنگی قوم) لوگ ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ڈیرے خیمے حریری کپڑے خزانہ گھوڑے اور جو کچھ ساز وسامان تھا اپنے قبضہ میں کیا (۳۰) تیس ہزار آدمی گرفتار اور (۷۰) ستر ہزار رومی قتل ہوئے۔ نصرانی عرب شکست کھا کر بھاگ گئے بعض نے انطاکیہ میں پناہ لی۔ بعض قسطنطین بن ہرقل کے پاس قیساریہ میں پہنچ گئے۔ جب حرب اپنے آلات کو کام میں لا چکی اور اس کے شعلے بھڑک کر ٹھنڈے ہو گئے تو مال واسباب اور قیدی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر باری تعالیٰ عزاسمہ کا سجدہ شکرادا کیا۔ بعض مسلمانوں نے دوسرے مسلمانوں کو فتح کی بشارت دی۔ آپس میں سلام ودعا کے مراسم ادا کیے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ آپ کے ساتھی حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فلنطانوس رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہی تشریف لائے مسلمانوں کو سلام کیا۔ مسلمان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال کیا۔ مسلمان ان کی ملاقات کے لئے اٹھ کے آگے بڑھے اور فلنطانوس کی نہایت عزت وتکریم کی جلیل القدر اور اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم نے اپنے آقا ومولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے **اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ** جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی (سردار) آئے تو تم اس کی عزت وتکریم کرو۔

جب فلنطانوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کی حسن سیرت، تواضع اور کثرت عبادت دیکھی تو کہا خدا کی قسم! یہ وہی قوم ہے جس کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ پھر آپ کی جماعت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام [1] ہوئی اور جب تک تمام بلاد فتح نہیں ہوئے اس وقت تک برابر جہاد کرتی رہی۔ اس کے بعد حضرت فلنطانوس مکہ معظمہ گئے حج کیا مدینہ منورہ میں جاکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ آپ نے جب انہیں دیکھا تو آپ جلدی سے کھڑے ہوئے ان کے ساتھ مصافحہ فرمایا پھر تمام مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد یہ بیت المقدس کی طرف چلے گئے۔ اور جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ سے واصل نہ ہوئے اس وقت تک یہیں عبادت میں مشغول رہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت فلنطانوس رحمتہ اللہ تعالیٰ بالیس کو گرفتار کر کے حضرت ابوعبید بن جراحؓ کی خدمت میں لائے تھے۔ آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم فرما دیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انطاکیہ کے لشکر اور اس کے آدمیوں نیز اس کی مضبوطی اور قلعہ بندی کو دیکھا تو فرمایا الٰہی! آپ ہمارے لئے ان کی طرف راہ کر دیجئے اور ہمیں کامل فتح بخشئے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ کی طرف سے انطاکیہ پر اس وقت صلیب بن مرقس نامی سردار متعین تھا جو نہایت ضعیف الرائے آدمی تھا۔ اس نے شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے لڑنے کا ارادہ کر لیا مگر روسائے شہرات کو پوپ کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا تو مسلمانوں کے پاس جاکے جتنی مقدار پر ہوسکے صلح کر لے۔ یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین لاکھ دینار پر صلح کر لی۔ جب صلح کے متعلق گفت وشنید ہو چکی تو آپ نے اس سے فرمایا اس بات کا حلف اٹھاؤ کہ تم غدر نہیں کرو گے کیونکہ تمہارا شہر مضبوط گھاٹیوں اور پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اور نہایت محفوظ ہے۔ اس نے کہا بہت بہتر ہے میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ حضرت خالد بن

[1] یہ پہلے گزر چکا ہے کہ فلنطانوس حضرت یوقنا کے سامنے حضرت ابوعبیدہ کا جواب سن کر مسلمان ہو گئے تھے اب آپ کی قوم ہو گئی۔

ولید ؓ نے کہا اسے کون حلف دے گا؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا یوقنا (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) چنانچہ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھوا کر اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہو واللہ واللہ واللہ چالیس مرتبہ اور اگر میں تمہارے ساتھ غدر یا بے وفائی کروں تو اپنی زنار کو کاٹ دوں اور صلیب کو توڑ دوں۔ پادری اور گرجا والے مجھ پر لعنت کریں میں دین نصاریٰ کی مخالف کروں ماہ معمودہ میں اونٹ کو ذبح کروں اور یہودی لڑکے کے پیشاب سے میں اسے نجس اور ناپاک کردوں اور ہر سامنے آنے والے کو قتل کر ڈالوں یا اگر میں تمہارے ساتھ غدر کروں تو مریم علیہا السلام کے کپڑے پھاڑ کر اس کا سر بند بناؤں یا پادریوں کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دلہن کے کپڑے رنگوں یا مریم علیہا السلام کو زنا کی تہمت لگاؤں یا مذبح میں یہودی عورت کے حیض کا کپڑا ڈال دوں یا جرجیس کے گرجا کی قندیلیں بجھا دوں اور مقام مقالوس میں عزیر (علیہ السلام) کو ڈال دوں یا حائضہ یہودیہ سے نکاح کرلوں جو قیامت تک پاک نہ ہوں یا مذبح میں ڈال کر انجیل کے مضمون کی تکذیب کروں یا جمعہ کی صبح کو اپنے کپڑے دھولوں کینسوں اور گرجاؤں کو ڈھا دوں اور عیدوں اور جمعہ کو حلال سمجھوں ورنہ لاہوت کی عبادت کروں اور تالوت کا انکار کردوں یا یوم شعانین میں اونٹ کا گوشت کھاؤں ورنہ پیاس کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھوں اور اگلے دانتوں سے نوچ کر پادریوں کا گوشت کھاؤں یا یہود کے کپڑوں میں نماز پڑھوں اور یہ کہوں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) چمڑوں کے رنگنے والے تھے۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اس حلف کے بعد پانچ شعبان المعظم ۱۷ھ کو انطاکیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سامنے وہ نشان جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ان کیلئے مرتب فرمایا تھا موجود تھا۔ دائیں طرف حضرت خالد بن ولید ؓ اور بائیں جانب حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ تھے۔ قراء سورۂ فتح آگے آگے پڑھتے چلے جارہے تھے اور اس شان وشوکت کے ساتھ آپ کی سواری انطاکیہ میں داخل ہورہی تھی حتیٰ کہ آپ باب جنان پر پہنچ کر خیمہ زن ہوئے وہاں مسجد کے لئے ایک خط کھینچا اور حکم دیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ وہاں ایک مسجد بنائی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہاں کے حاکم کو پکڑ کر قتل کردیا گیا۔

حضرت میسرہ بن مسروق ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے شہر انطاکیہ کو نہایت پاک وصاف دیکھا یہاں کی آب وہوا نہایت عمدہ اور خوشگوار تھی۔ مسلمانوں کو یہ شہر بہت پسند آیا۔ اگر ہم اس میں ایک ماہ اقامت کرلیتے تو بہت زیادہ آرام ملتا۔ مگر حضرت ابوعبیدہ جراح ؓ نے ہمیں تین دن سے زیادہ یہاں نہ ٹھہرنے دیا۔ اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں حسب ذیل تہنیت نامہ لکھا۔

فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابوعبیدہ ؓ کا دربار خلافت میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح سلام علیك فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں باری تعالیٰ جل مجدہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں فتح بخشی غنیمت ونصرت دے کر ہماری اعانت کی۔ یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک عزوجل نے نصرانیت کا پائے تخت اور ان کی سب سے بڑی دارالسلطنت انطاکیہ کو مسلمان کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔ اس کے لشکر کو ہزیمت دی اور اس کے حاکم کو قتل کرادیا۔ ہرقل کشتی میں بیٹھ کر دریا کے راستہ سے کہیں بھاگ گیا۔ چونکہ انطاکیہ کی آب وہوا نہایت عمدہ ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں حب دنیا نہ گھر

کر جائے اور اپنے رب کی اطاعت سے منہ نہ موڑیں (یعنی ان کی طبیعت میں کسل نہ پیدا ہو جائے مترجم اس لئے میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں وہاں پہنچ کر جناب کے حکم کا منتظر ہوں گا۔ اگر جناب شام کے انتہائی حدود کی طرف جانے کا حکم دیں تو امتثال امر کے لئے حاضر ہوں اور اگر یہیں اقامت کا حکم فرمائیں تو ایسا ہی کروں۔ یا امیر المومنین! بعض ناخلف عربوں نے رومیوں کی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کرنا چاہا مگر میں نے اس غرض سے کہ کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جائے انہیں اس کام سے روک دیا ہے۔ ہاں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جسے فتنہ سے بچالیں اور شرح صدر کر دیں تو دوسری بات ہے ایسے لوگوں کے متعلق جلدی احکام نافذ فرمائیے (کہ کیا کیا جائے۔ مترجم) تمام مسلمانوں کو سلام عرض کر دیجئے۔" والسلام علیک رحمتہ اللہ۔

اسے آپ نے ملفوف کیا مہر لگائی اور مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا یا معاشر المسلمین! حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اسے کون شخص لے کر جائے گا۔ حضرت زید بن وہب ؓ عمرو بن سعید ؓ کے غلام فوراً بولے سردار! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں بارگاہ خلافت میں اسے میں پہنچاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا زید! تم خود مختار نہیں ہو بلکہ دوسرے کے مملوک ہو۔ اگر جانے کا ارادہ ہے تو پہلے اپنے مالک عمرو بن سعید ؓ سے اجازت لے لو۔ یہ فوراً اپنے آقا کے پاس پہنچے اور جھک کر ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینا چاہا۔ انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرو بن سعید ؓ نہایت عابد وزاہد شخص تھے۔ دنیا سے نفرت اور عاقبت سے لو لگائے رکھتے تھی۔ دنیا کی چیزوں سے رغبت نہیں تھی ایک تلوار ایک نیزہ ایک گھوڑا ایک اونٹ ایک توشہ دان ایک پیالہ اور ایک مصحف کے سوا دنیا کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں تھی جب مال غنیمت میں سے آپ کا حصہ آیا کرتا تھا تو آپ قوت لایموت کے سوا تمام اپنے قرابت والوں اور اپنی قوم کے آدمیوں کو دے دیا کرتے تھے اور اگر کچھ بچ جایا کرتا تھا تو اسے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے جسے حضرت عمر بن خطاب ؓ فقراء مسلمین مہاجرین وانصار پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن وہب ؓ نے ان کے پاس آ کے جب ان کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو آپ نے منع کیا اور فرمایا کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مولائی آپ مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں مسلمانوں کا قاصد بن کر حضرت عمر فاروق ؓ کی خدمت اقدس میں خوش خبری پہنچانے والا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ تم مسلمانوں کے لئے بشیر (خوش خبری دینے والا) بننا چاہتے ہو اور میں روک دوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں سخت نافرمان ٹھہروں گا جاؤ تم محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کیلئے آج سے آزاد ہو۔ مجھے اللہ پاک جل جلالہ کی ذات گرامی سے کامل امید ہے کہ وہ تمہیں آزاد کرنے کے عوض میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ زید بہت خوش ہوئے۔ خوشی خوشی امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس آئے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں آپ کے خط کے طفیل اور اس کی برکت سے آزاد ہو گیا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے انہیں ایک تیز رو اونٹنی جو یمن کے اونٹوں میں سے تھی مرحمت فرمائی اور جانے کی اجازت دے دی اور یہ چل پڑے۔

کہتے ہیں کہ حضرت زید ؓ قریب راستہ سے مدینہ طیبہ کی طرف برابر بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ حضرت زید بن وہب ؓ کا بیان ہے کہ ذیقعد کے پانچ روز باقی تھے کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ مدینہ میں ایک شور وغل ہو رہا تھا وہاں کے باشندے ایک شور عظیم پیدا کر رہے تھے اور بقیع وقبا کے دروازے کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کیا بات ہے؟ میں بھی ان کا حال معلوم کرنے کیلئے ان کے پیچھے پیچھے چلا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا

کہ شاید یہ کسی لڑائی کی طرف جانے کا قصد کر رہے ہیں۔ کچھ دور جا کے میں نے ایک آدمی کو دیکھ کر اسے پہچانا اور سلام کیا اس نے بھی مجھے شناخت کر لیا اور کہا کون ہو زید میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اکبر! کیا خبریں ہیں؟ میں نے کہا بشارت غنیمت اور فتح مگر امیر المومنین عمر بن خطابؓ کس کام میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا وہ مدینہ منورہ کے باہر تشریف فرما ہیں ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اُن کے ساتھ ہیں اور ان سب کا ارادہ حج کرنے کا ہے لوگ انہیں رخصت کرنے کے لئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔

میں یہ سن کر اپنی اونٹنی سے نیچے اترا اس کی مہار ایک جگہ باندھ دی اور دوڑ کے ادھر چلا حتی کہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ پیدل چل رہے تھے آپ کا غلام برقا اونٹنی کی مہار پکڑے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اونٹنی پر آپ نے ایک گلیم (قطوانیہ ایک قسم کی گویا اونٹنی کی جھول) ڈال رکھی تھی۔ آپ کا پیالہ اور توشہ دان اس کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ سواری کے ہودج آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں سمت اور حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ آپ کے بائیں طرف اور پیچھے پیچھے مہاجرین وانصار تھے اور آپ ان کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے متعلق نصائح فرماتے جاتے تھے۔ میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر زور سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے فرمایا وعلیک السلام تم کون ہو؟ میں نے کہا یا امیر المومنین میں زید بن وہب حضرت عمرو بن سعیدؓ کا غلام ہوں جو جناب کے پاس بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہیں خوش رکھیں کیا بشارت ہے؟ میں نے کہا یہ آپ کے گورنر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا خط ہے جس میں انہیں جناب کو یہ تحریر کیا ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انطاکیہ کو فتح کرا دیا ہے۔

آپ یہ سنتے ہی فوراً سجدہ میں گر پڑے اور اپنے منہ اور رخساروں کو مٹی سے ملنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ آپ کا چہرہ اور داڑھی غبار آلود ہو گئی تھی اور زبان پر یہ دعا جاری تھی:

اللهم لك الحمد والشكر على نعمتك البالغة.

''الٰہی آپ کی کامل نعمت پر آپ کا ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ حمد''۔[1]

اس کے بعد آپ نے فرمایا باری تعالیٰ عزاسمہ، تجھ پر رحم فرمائیں وہ خط لاؤ میں نے اسے پیش کیا۔ آپ اسے پڑھ کر رونے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا جناب کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے ساتھ ابو عبیدہ کی کرتوت پر اور اس لئے کہ مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے کمزور ہو گئی۔ پھر فرمایا ان النفس لا مارة بالسوء (تحقیق البتہ نفس برائی کا بہت بڑا حکم کرنے والا ہے) اس کے بعد آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ خط دیا اور انہوں نے اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دیا۔

حضرت زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ کچھ توقف کے بعد حضرت امیر المومنین کا رونا موقوف ہوا آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے یا زید! جب تم یہاں سے واپس جاؤ تو انطاکیہ کے انجیر، انگور، عناب اور میوہ جات خوب کھاؤ اور روغن زیتون سے نفع حاصل کرو اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کا زیادہ شکریہ ادا کرو میں نے کہا یا امیر المومنین اب میوہ جات کا موسم اور ان کی فصل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس طرح لکھنے لگے۔

---

[1] ہزار ہزار اور لاکھ لاکھ اردو کے محاورہ کی غرض سے شکر اور حمد کے الف لام کا ترجمہ ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب حضرت ابوعبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیک وانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ھو واصلی علی نبیہ۔ میں باری تعالیٰ جل مجدہ کے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے مسلمانوں کو مدد و نصرت اور متقین کو عاقبت عطا کر کے فرمائے ہیں۔ نیز وہ ہمیشہ ان کی اعانت اور ان پر مہربانی و لطافت فرماتے ہیں۔ تمہارا یہ لکھنا کہ ہم نے انطاکیہ کی آب و ہوا کے عمدہ ہونے کے سبب وہاں قیام نہیں کیا مناسب نہیں معلوم ہوتا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: ﴿يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ (اے رسولو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل صالح کرو) دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ﴾ (البقرۃ: ۱۷۲) (اے ایمان والو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو) تمہیں یہ چاہئے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیتے۔ جنگ میں جو انہیں تھکن اور تعب عارض ہو گئے تھے اس کو اتار لینے دیتے اور کافی عیش و آرام کر لینے دیتے تمہارا یہ لکھنا کہ میں حکم کا منتظر ہوں اگر آپ تحریر فرمائیں تو انتہائے حدود تک چلا جاؤں۔ سو تم وہاں موجود ہو حالات تمہارے سامنے ہیں۔ میں وہاں سے بہت دور ہوں، غائب اور دور کے آدمی کو ان حالات سے پوری واقفیت نہیں ہوا کرتی جو وہاں کے رہنے والے اور حاضر شخص کو ہوا کرتی ہے۔ دشمن تمہارے قریب ہے تمہارے جاسوس تمہیں ہر وقت خبریں دیتے رہتے ہیں اگر وہاں پر فوج کشی کرنا انسب اولیٰ ہو تو مناسب سمجھ کر وہاں فوجیں بھیج دو اور دشمن کے شہروں پر خود مسلمانوں کی فوج لے کر حملہ کر دو۔ ان کی ہر طرف سے راستے مسدود اور منقطع کر دو۔ لشکروں کے ساتھ نصرانی عربوں کے ایسے آدمی ہیں جن پر تمہیں کافی اعتبار ہو بھیج دو تاکہ وہ انہیں راستہ بتلا سکیں۔ جو شخص تم سے صلح چاہے اس سے صلح کر لو اور جو ان سے اقرار کر وا سے پورا کر دو۔ تمہارا یہ لکھنا کہ عربوں نے رومی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کر لینا چاہا تھا سو اگر حجاز میں اس شخص کے اہل و عیال نہیں ہیں تو اسے نکاح کر لینے دو۔ نیز جو آدمی کوئی باندی خریدنا چاہے تو اسے خرید لینے دو کیونکہ اس طرح وہ زنا سے محفوظ رہے گا۔ مسلمانوں سے سلام کہہ دینا والسلام علیک"۔

کہتے ہیں کہ اسے آپ نے ملفوف کر کے رسول اللہ ﷺ کی مہر لگائی اور زید بن وہب کو دے کر فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اسے لے کر چلے جاؤ اور عمر کو اپنے ثواب میں شریک کر لو۔ حضرت زید بن وہبؓ نے اسے لے کر چلنے کا ارادہ کیا مگر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا زید! ذرا ٹھہرو تاکہ عمر تمہیں اپنے کھانے میں سے کچھ تھوڑا سا دے دے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا ایک صاع[1] خرمے اور ایک صاع ستو نکال کے انہیں دیا اور فرمایا زید! عمر کو معذور سمجھو وہ اس سے زیادہ نہیں دے سکتا اس کے امکان میں اتنا ہی تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت زید کے سر پر بوسہ دیا۔ زید روئے اور کہا یا امیر المومنین میں اس قابل نہیں ہوں کہ جناب میرے سر کو بوسہ دیں۔ آپ امیر المومنین اور جناب سید المرسلین کے ہم نشین ہیں، اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جناب ہی سے چالیس[2] کا عدد

۱۔ ایک صاع آدھ پاؤ اور ڈیڑھ سیر پختہ کے برابر ہوتا ہے واللہ اعلم۔

۲۔ یعنی آپ اسلام میں جب داخل ہوئے اس وقت تک مسلمان کل انتالیس تھے۔ آپ سے پورے چالیس ہو گئے۔

پورا فرمایا تھا۔ یہ سن کر آپ روئے اور فرمایا میں اللہ ذوالجلال سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری شہادت کی وجہ سے مجھے بخش دیں۔
زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چلنے کا اردہ کر لیا میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔

اللھم احمله علیھا بالسلامت اطوله البعید وسھل له القریب انك علی کل شیء قدیر۔
الٰہی آپ اسے (زید کو) اس اونٹنی پر سلامتی کے ساتھ سوار کرا دیجئے۔ دور کے راستہ کو لپیٹ کر رکھ دیجئے اور اس کے لئے قریب کو آسان کر دیجئے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ میں آپ کی اس دعا سے بہت خوش ہوا کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ کی دعا کو اس وجہ سے کہ آپ اپنے رب کے مطیع اور رسول مقبول ﷺ کے تابع فرمان تھے رد نہیں فرماتے تھے۔ میں نے چلنا شروع کیا۔ زمین میری اونٹنی کے پیروں کے نیچے سے گویا نکلی جاتی تھی اور لپٹی چلی جا رہی تھی حتیٰ کہ میں واللہ تیرہویں روز حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کے پاس حازم میں جہاں آپ انطاکیہ سے چل کر مقیم ہو گئے تھے پہنچ گیا۔ جب میں مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو میں نے لشکر کے دائیں سمت سے ایک شور وغوغا کی آواز اور گھوڑں کی ہنہناہٹ سنی۔ آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور تکبیر وتہلیل کے نعرے فضائے آسمان میں گونج رہے تھے۔ میں نے یمن کے ایک شخص سے دریافت کیا کہ ان آوازوں کا کیا سبب ہے؟ اس نے نہایت خوشی کے لہجہ میں جواب دیا کہ مسلمانوں کی فتوحات جو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں مرحمت فرمائی ہیں۔

ان فتوحات کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کناروں پر جو شہر آباد تھے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے تاخت وتاراج کا سلسلہ شروع کیا۔ منبج، بزاعہ، بالس (تابلس) اور قلعہ نجم والے جن پر یہ تاخت وتاراج کی گئی تھی آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ ہمارے اس مال واسباب کو واپس کر دیں جو آپ نے تاخت وتاراج میں حاصل کی ہں تو ہم آپ سے صلح کر لیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وہ مال واپس کر دیا اور انہوں نے صلح کر لی۔ یہ صلح ان کے مال واپس کرنے کے بعد وسط محرم ۱۸ھ میں ڈیڑھ لاکھ دینار پر واقع ہوئی تھی اور وہاں کے حاکم جرفناس کو اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے آدمی، غلام گھوڑے اور مال واسباب لے کر بلاد روم کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد آپ منبج پر عباد بن رافع بن تمیمی ؓ کو نجم کے پل پر نجم بن مفرح ؓ کو بزاعہ پر اوس بن خالد ربعی ؓ کو اور بالس پر بادر بن عوف حمیری ؓ کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور بالس میں شرق کی جانب ایک قلعہ کی بنیا درکھ کر اس قلعہ کا نام بادر ہی کے نام پر رکھا تھا اور جس روز زید بن وہب ؓ آئے تھے اسی روز آپ بھی ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے۔

زید بن وہب ؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے حضرت خالد بن ولید ؓ آپ کے پاس تشریف فرما تھے اور صلح کا وہ مال جو جناب اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی اونٹنی کو خیمہ کے برابر میں بٹھلا دیا دونوں حضرات کو سلام کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو امیر المومنین کا حکم نامہ دیا اور حضرت عمر فاروق ؓ نے جو فرمایا تھا وہ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے مہر توڑی خط کھولا۔ اول چپکے چپکے پڑھا پھر مسلمانوں کو سنایا۔

جب مسلمان اسے سن چکے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! حضرت امیر المومنین نے شام کے انتہائی حدود پر فوج کشی کے متعلق میری رائے پر چھوڑ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں غائب ہوں جو مناسب سمجھو کرو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ میں کوئی کام تمہارے مشورے کے بغیر نہیں کیا کرتا تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟
یہ سن کر تمام مسلمان خاموش رہے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر دوبارہ اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کہا یا معاشر

المسلمین! اس شام کے تم مالک ہوگئے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اس تمام کا حاکم بنادیا۔ تمہارے دشمنوں کو نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ یہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ تم سے اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کے رسول مقبول ؐ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم اس سرزمین کے وارث ہوگئے اب اس کے پہاڑی علاقوں میں جانے کے متعلق کیا رائے ہے؟ مسلمان سن کر پھر خاموش رہے اور جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بار پھر فرمایا۔ اس سکوت کے کیا معنی اور یہ خاموشی کیسی کیا تمہارے اندر شجاعت کے بعد بزدلی آ گئی یا عیش ونشاط کے بعد کاہلی سما گئی یا جتنی نیکیاں کر لی ہیں ان پر اکتفا کر لیا۔ کیا تمہارا کوئی گناہ باقی نہیں رہا؟ سب بخشے گئے کیا نیکیاں زیادہ کمالیں؟ آخر کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ غالب و بزرگ و برتر کی طرف رغبت کرو اور ان سے اس بات کی دعا مانگو کہ وہ جہاد میں تمہاری اعانت فرمائیں۔ دنیا اور مافیہا سے تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی آواز پر جس شخص نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ تھے۔ آپ نے کہا: اے امیر المومنین! ہم کسی خوف وہراس کی وجہ سے خاموش نہیں رہے یا ہمیں کوئی جزع وفزع لاحق نہیں ہوا بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا ادب مانع تھا اور ہم ایک دوسرے کے رعب وجلال کی وجہ سے خاموش تھے اور ہر ایک یہ یہی چاہتا تھا کہ میں اپنے دوسرے بھائی کا مشورہ سنوں۔ ایہا الامیر! جناب کو واضح ہو کہ ہم تجارت پیشہ نہیں کہ تجارت کر سکیں یا جہاد فی سبیل اللہ اور طلب ما عند اللہ (اللہ کی نعمتوں) کے سوا کوئی اور کام کر سکیں۔ ہم آپ کے محکوم اور آپ کے سامنے ہیں آپ حکم فرمائیں ہم اللہ پاک، اس کے رسول مقبول ﷺ کے اور سردار کے حکم کے تابع ہیں۔ مجھے اپنا اختیار ہے اور محض اپنی جان کا مالک ہوں آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں اور جہاں چاہیں بھیج دیں انشاء اللہ العزیز تابع فرمان پائیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے فرمایا معاشر المسلمین! اگر کسی شخص کی کچھ اور رائے ہو اور وہ اپنے مشورہ سے ہمیں مستفید کرنا چاہئے تو چاہئے کہ وہ اپنا مشورہ پیش کرے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا ایہا الامیر! رومیوں پر فوج کشی کرنے کے بجائے ہمارا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا اور ان کی طلب میں نہ نکلنا ہماری سستی اور کاہلی کے مترادف اور اپنے دین و مذہب پر گویا سرزنش کرنا ہے۔ دشمنوں کی طلب وتلاش میں نکلنا اور مال غنیمت حاصل کرنا ہی دراصل اللہ پاک عزوجل کی تائید ونصرت ہے۔ یا امین الامتہ! میرا مشورہ یہی ہے کہ جناب پہاڑ کے ہر ایک درے میں فوج بھیج دیں اور شام کی تمام حدود میں فوج کشی کریں۔ ہمارے دشمنوں کے لئے انشاء اللہ العزیز یہ ضعف وہزیمت کا باعث اور مسلمانوں کی آنکھوں کے لئے نور وبصارت کا سبب ہوگا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ نے آپ کو جزائے خیر کی دعا دی اور فرمایا ابوسلیمان! میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یمن کے آدمی حضرت میسرہ بن مسروق عبسی ؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کردوں کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی مجھے اس کے متعلق مشورہ دیا ہے۔ یہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں میں پہنچ کر اول تاخت وتاراج کریں اور دشمنوں کے شہروں کے قریب جا کر قتل وغارت کر کے ان کے حالات میں پہلے تغیر کردیں۔ اس کے بعد ہمیں اطلاع دیں اس وقت جیسا مناسب ہوگا اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ نے کہا واقعی یہ بہت انسب رائے ہے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اسے راس لائیں۔

حضرت ابوعبیدہ ؓ کا حضرت میسرہ ؓ کو مرج القبائل کی طرف روانہ کرنا

آپ نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک پورا نیزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک سیاہ نشان بنایا اور سفید جلی حروف میں اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پھر اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے اسے ایک جنبش دی اور حضرت

میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے آپ نے ان سے فرمایا میسرہ تم چونکہ شام کی انتہائی حدود یعنی پہاڑوں کے دروں پر فوج کشی کرنے کے متعلق سب سے پہلے مشیر ہوا اس لئے یہ نشان لو جان توڑ کوشش کرو اور ایسی فتح حاصل کرو کہ دنیا میں تمہارا نام ہو جائے اور آخرت میں اندوختہ اور سامان بخشش۔ اس کے بعد آپ نے قبائل یمن میں سے تین ہزار بہادر اور شجیع منتخب کر کے ان کی سپردگی میں دیئے۔ جن قبائل میں سے آپ نے انتخاب کیا تھا وہ حسب ذیل ہیں:

کندہ، کھلان، طی، نبہان، سنبس ازور، مذحج، دیبان، احمس، خولان، عک، ہمدان، لخم اور جذام۔ یہ تین ہزار اشخاص معزز اور رئیس لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے تمام ہتھیار زیب بدن کر رکھے تھے اور اپنے اپنے قبائل کا مشہور لباس پہن رکھا تھا اوپر چادریں تھیں عمامے عدنی باندھ رکھے تھے اور کمر بند (پٹکا) میں گھنڈی تخمہ چمڑے کا لگا رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یمن کے ایک ہزار غلاموں کو منتخب کیا۔ یہ سرخ رنگ کے کپڑے پہن رہے تھے۔ سروں پر زرد عمامے تھے تلواریں گردنوں میں حمائل تھیں۔ ہاتھ میں چمکنے والے تازیانے تھے اور ہر ایک غلام اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ میں ایک پورے لشکر پر حملہ کر دوں گا۔ ان پر آپ نے حضرت دامس ابوالہول کو سردار مقرر کیا اور انہیں حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحتی میں دے کر ان سے فرمایا دامس ابوالہول! یہ غلام تمہاری کمان میں ہیں اور تم حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان دیکھو۔ ان کے مشورہ کے بدوں کچھ نہ کرنا یہ نہایت مبارک فال شخص ہیں ور ان کا مشورہ نہایت عمدہ اور نیک ہوتا ہے حضرت دامس ابوالہول نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا میں بسر و چشم اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔

کہتے ہیں کہ تمام عربوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے فرمان کو قبول کر لیا مگر قوم طی کے چند نفوس حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں جانے سے رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے روسا اور شاہان یمن کو چھوڑ کر قبیلہ عبس کے ایک آدمی کو کیوں سردار مقرر کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے انہیں بلا کر ان سے فرمایا آل طی! مسلمانوں میں تمہاری قوم نہایت ستودہ صفات قوم ہے اور تمہاری جنگ مسلمانوں کی جنگ ہے۔ اس لئے تمہارے دلوں میں کسی قسم کا تکبر نہ آنا چاہئے ورنہ یاد رکھو اس کے سبب ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں یہ بات غور و توجہ سے سننی چاہئے کہ مدد و نصرت اور فتح تعداد کثرت اور زیادہ بہادری پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے دشمن ہمیشہ اللہ پاک جل جلالہ کی نصرت و کمک سے مغلوب ہوتے ہیں۔ باری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

﴿اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۶۰)

''اگر اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری مدد کریں گے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہونے لگا۔''

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور معزز وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے اتقا کرے اور پرہیزگاری کے کام کرے۔ خدا کی قسم! میسرہ سبقت اسلام کے سبب دارالاسلام کی طرف ہجرت کے باعث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کے طفیل تم سب سے زیادہ افضل ہیں۔

قوم طی یہ سن کر چپ ہوگئی اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے نیچے آ کھڑی ہوئی۔ جب تمام فوج لیس ہو کے چلنے کے لئے آمادہ ہوگئی تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! میں ملک کے راستوں سے ناواقف ہوں یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاؤں کدھر توجہ کروں اور کون سے شہر پر فوج کشی کروں اور جو شخص راستہ نہیں جانتا اسے مسافرت ہلاک کر دیا کرتی ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اپنے والا نامہ میں جناب کو ہدایت فرمائی ہے کہ

لشکر کے ساتھ راہبر اور جاسوسوں کو روانہ کرنا اس لئے جناب ہمارے ساتھ جاسوس اور راہبر روانہ کر دیں، تا کہ وہ ہمیں راستہ بتلاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں بھول گیا تھا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یاد دلا دیا راہبر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کے آپ نے ہر جگہ کے معاہدین کو جو آپ کی ذمہ داری میں تھے نیز جو مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتے اور جنگ کی اونچ نیچ سے واقف تھے بلایا اور ان میں سے چار آدمیوں کو منتخب کر کے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ ان کی حسن خدمات کے صلہ کے متعلق آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ پھر ان سے یہ مشورہ طلب کیا کہ مسلمانوں کو دشمن کی تلاش میں پہلے کون سے درے کی جانب جانا چاہئے۔ ان سب نے مشورہ کر کے اس بات پر رائے قائم کی کہ شہر قورص کا درا جو پہاڑ کے تمام دروں سے بڑا ہے پہلے اس پر فوج کشی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ایہا الامیر! یہ درہ ان شہروں کی طرح کا نہیں ہے جو آپ نے فتح کئے ہیں بلکہ اس میں سخت سردی ہوتی ہے اور جا بجا پتھروں کے سوا اور کوئی چیز دکھلائی نہیں دیتی، راہیں تنگ گھاٹیاں تیرہ و تاریک خاردار جنگل اور خوفناک راستے ہیں۔ درخت بے شمار کھڈ حد سے زائد اور پیچ در پیچ گھاٹیاں پڑتی ہیں۔ اہل یمن نے کہا کچھ پرواہ نہیں تم ہمارے آگے آگے چلو (انشاء اللہ) ہماری بہادری اور شجاعت کے وہ کرتب دیکھو گے کہ عش عش کر اٹھو گے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی پرچم کو حرکت دی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے مسلمانوں کو سلام کیا قوم کے آگے آگے ہوئے اور گھوڑے کو ایڑی لگا کے بہادرانہ شان سے چل پڑے۔ حضرت ابوالہول اپنے سواروں کو لے کر چلے۔ معاہدین ان کے آگے آگے ہوئے اور تہلیل و تکبیر کے نعروں اور قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے لئے فتح و نصرت اور سلامتی کی دعائیں مانگیں اور انہیں الوداع کہا۔

حضرت عطاء بن جعد انفسانی کا بیان ہے کہ راہبر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم برابر کوشش کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ عقبہ جندراس کو قطع کرتے ہوئے نہر ساحور کو عبور کر کے ہم قورص کے قریب پہنچے وہاں رات کو رہ کر صبح سوار ہو کے دروں کی طرف چلے اور دشوار گزار راہوں اور جانگداز راستوں کو قطع کرنے لگے۔ درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے ہوئے تھے پانی چاروں طرف بہہ رہا تھا اور چلنے کا راستہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں گھوڑا کسی طرح پیچھے کو نہیں مڑ سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمیں اس وجہ سے کہ ہمارے گھوڑے اس میں نہیں دوڑ سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے ہیں وحشت سوار ہوئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر (خدانخواستہ) اس جنگل کا معاملہ دگرگوں ہو گیا تو مسلمانوں کے لئے یہ سخت مشکل کا سامنا ہو گا اور ان کے دشمن ان پر غالب ہو جائیں گے۔ راہبر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ وہ ہمیں ایک نہایت بلند پہاڑ جس کی چڑھائی حد درجہ مشکل تھی لے گئے مسلمانوں کو اس کی چڑھائی نہایت شاق گزری اور وہ اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر کر گھوڑوں کی راسیں ہاتھوں میں تھام تھام کے پا پیادہ چلنے لگے اور گھوڑوں کو اپنے پیچھے پیچھے کر لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبیدہؓ کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروقؓ کی جمعیت میں میں بھی شامل تھا آپ دروں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اونچے اونچے گنجان درخت اور بلند بلند پہاڑ ہمارے سامنے تھے اور ہم ان پر چڑھتے چلے جاتے تھے۔ میں یمن کے چمڑے کے بنے ہوئے موزے پہن رہا تھا کہ گھوڑے سے اتر کر جب پا پیادہ چلا تو خدا کی قسم! بہت تھوڑے عرصہ میں اس کے تلے گھس گھس کر اڑ گئے اور میرے پیر لہولہان ہو کر ان سے خالی رہ گئے۔ راستہ کی صعوبت نے پیروں سے خون چل رہا تھا۔ راہبر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم اسی حال میں ان کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ تین دن اور تین رات اسی حالت میں چلتے

رہے۔ روزانہ ہمارے راہبر ہمیں ہدایت کرتے رہتے تھے کہ مسلمانو ہوشیار رہو اور ہر طرح کی احتیاط رکھو ایسا نہ ہو کہ دشمن تمہیں اسی جگہ آگے رکھ لے اور تم کہیں کے نہ رہو بلکہ اسی تنگ راستہ میں ہلاک ہو جاؤ۔ آخر خدا خدا کر کے چوتھا دن ہوا اور ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جو اچھا خاصا فراخ اور کشادہ تھا جب ہم یہاں آئے تھے تو شروع گرمی کا موسم تھا سردی کے کپڑے اتار رکھے تھے اور گرمی کا لباس پہن رکھا تھا نیز گرمی کے مارے ٹھنڈ کی تلاش تھی۔ مگر جب یہاں پہنچے تو نظر اٹھا کر دیکھنے سے پہاڑ کے اوپر ہر طرف برف ہی برف دکھلائی دی۔ دامس ابوالہول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جڑاولی نہیں تھا کہ وہ سردی کے وقت اسے پہن لیتے۔ محض زرہ، موزے، دو چادریں اور ایک گرمی کے لباس کے سوا اور ایسی کوئی چیز پاس نہیں تھی جو سردی سے محفوظ رکھ سکتی۔ آپ کو سب سے زیادہ سردی محسوس ہوئی اور بدن کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ ان شہروں کے رہنے والوں کا برا کریں۔ گرمیوں میں جب ان کے یہاں اتنی سردی ہوتی ہے تو سردیوں میں کس قدر پڑتی ہوگی۔ آپ کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے کہا آپ کا تمام بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور رونگٹے کھڑے ہیں اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ جڑاول کیوں نہیں پہن لیتے؟ آپ نے فرمایا میں جو کچھ پہن رہا ہوں اس کے سوا میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں۔ لوگوں نے حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے متعلق اطلاع دی۔ آپ نے اپنی وہ پوستین جسے جناب نے زیب تن فرما رکھا تھا اتار کے انہیں دے دی۔ حضرت دامس ابوالہول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے زیب بر کیا اور جب بدن گرم ہوا تو کہا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو قطیفہائے بہشت سے ایک قطیفہ [1] پہنا دیں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے فرمایا ابا الہول! تم نے حلہ کہنے میں میرے ساتھ کیوں بخل کیا حالانکہ حلہ [2] قطیفہ سے بہتر ہوتا ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ راہبر آگے آگے تھے اور مسلمان برابر ان کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ روم کے شہر قطع ہو رہے تھے اور منزلیں طے ہوتی چلی جا رہی تھیں حتیٰ کہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کی زمین نہایت عمدہ تھی پانی کثرت سے تھا اور درخت بہت کم تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور جب سب آدمی آ آ کر یہاں جمع ہو گئے تو پھر آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ آپ نشان ہاتھ میں لئے ہمارے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ رومیوں کا ایک آدمی بھی دکھلائی نہیں دیتا تھا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خوف سے احتیاط کو کام میں لا کر شہروں کو چھوڑ دیا تھا۔ جب پانچواں دن ہوا تو چلتے چلتے پہاڑ کی جڑ کے شگاف میں ایک سیاہی دکھلائی دی۔ مسلمان اس کی طرف دوڑے جا کر معلوم ہوا کہ وہ رومیوں کا ایک گاؤں ہے جو بالکل خالی پڑا ہے البتہ مرغوں کی اذانیں اور بکریوں کے میمانے کی آوازیں آ رہی ہیں اس میں چونکہ نہ کوئی مانع نہ تھا کوئی ٹوکنے والا اس لئے مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور جب اس میں کسی کو نہ دیکھا تو یہ سمجھ گئے کہ وہ ہم سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی اور فرمایا مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ احتیاط کو کام میں لاؤ اور تیار رہو کیونکہ میری رائے میں قوم ہماری خبر پا کر کہیں کو بھاگ پڑی ہے۔ مسلمان گاؤں میں گھس گئے اور جو کچھ غلہ مال و اسباب تھا وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالہولؓ کو دیکھا کہ آپ اپنے کندھے پر تین کمبل اور دو چادریں اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یا ابوالہول! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سعید! یہ اس شہر کا جڑاول ہے میں نے کہا اب کیا اتنا

---

[1] ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جو پیچیدہ ہوتی ہے۔ [2] بردیان

سامان بھی کفایت نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا ابن عامر! ذرا خاموش رہو اس خبیث شہر کے جاڑے نے مجھے ہلاک کر کے رکھ دیا ہے میں اسے کبھی نہ بھولوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس گاؤں میں جو کچھ غلہ اور چارہ وغیرہ تھا سب اپنے قبضہ میں کیا اور آگے چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک چراگاہ میں آئے جو مرج القبائل کے نام سے موسوم تھا۔ یہ چراگاہ نہایت کشادہ اور وسیع تھی جب اس میں پہنچے تو مسلمانوں کے گھوڑے دائیں بائیں تمام جنگل میں پھیل گئے تھے لشکر نے یہاں پڑاؤ کیا۔ حضرت مسروق بن عبسیؓ خیمہ زن ہوئے اور دل ہی دل میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف پھر جانے کا مشورہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو یہ ہدایت کی تھی وہ ہم سے زیادہ دور نہ ہوں اور نہ کسی شہر پر اچانک گریں اور ہمیشہ احتیاط کرتے رہیں۔ آپ ابھی دل سے یہ مشورہ اور گفتگو کر ہی رہے تھے گھوڑے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے لوگ دشمن سے نڈر اور بے خوف تھے کہ اچانک ایک مسلمان ایک کافر کو چوپائے کی طرح گھسیٹتا ہوا لاتا دکھلائی دیا اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس کافر کا کیا حال ہے اور اسے کہاں سے پکڑ کے لائے ہو؟ اس نے کہا ایہا الامیر! میں اپنے ساتھیوں سے کچھ دور فاصلہ پر چلا گیا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے میں اس کی طرف دوڑا تو وہ یہی شخص تھا میں نے اسے پکڑ لیا اور اب جناب کے پاس حاضر کر دیا ہے۔''

آپ نے ایک معاہد کو بلا کر اس سے فرمایا کہ تم اس سے رومیوں کے متعلق حالات دریافت کرو۔ معاہدی اس سے مخاطب ہو کے گفتگو کرنے لگا اور دیر تک باتیں کرتا رہا۔ مسلمان تمام خاموش تھے اور کوئی کچھ نہیں بولتا تھا آخر جب بہت دیر ہو گئی اور معاہدی نے طول دے کر اپنے کلام کو کسی طرح ختم نہ کیا تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کمبخت! آخر یہ کچھ کہتا بھی ہے۔ اس نے کہا یا سردار! یہ کہتا ہے کہ جب بادشاہ انطاکیہ سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہوا اور اس نے مع اپنے گھر والوں کے قسطنطنیہ کا ارادہ کر لیا تو رومی چاروں طرف سے بھاگ بھاگ کر جو ادھر ادھر چلے گئے تھے بادشاہ کی طرف چلے نیز دوسرے رومیوں نے بھی اس کی طرف پناہ لی۔ بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ انطاکیہ صلح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے تو اسے یہ نہایت شاق گزرا وہ رویا اور کہا اے شام تجھے قیامت تک سلام ہے۔ اس کے بعد اس نے ان افسروں اور والیان ملک سے جو اس کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں عرب ہماری تلاش میں نہ چل کھڑے ہوں اس لیے اس کا بندوبست کرنا چاہیے چنانچہ اس نے تیس ہزار کی جمعیت فراہم کر کے تین افسروں کے ماتحت کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ دروں کی محافظت کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مابین کس قدر فاصلہ ہو گا۔ معاہدی نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ قریب دو فرسخ کے بعد ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر سر جھکا لیا نہ کسی کی بات کا کوئی جواب دیا اور نہ خود کسی کلام کی ابتداء کی۔ آل سہم کے ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن حذافہ سہمی تھا اور جو مسلمانوں میں نہایت دلیر اور بہادر آدمی تھا اور جن کے پاس لوہے کا ایک عمود رہتا تھا جس سے آپ لڑا کرتے تھے نیز جو نہایت نرم طبیعت اور لوگوں میں عجب مہربان شخص تھے کہا ایہا الامیر! میں جناب کو زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے اس گھوڑے کی طرح جو لگام کی آواز سے سر جھکا لیتا ہے کیوں دیکھ رہا ہوں حالانکہ ہم میں سے ایک ایک شخص رومیوں کے ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا عبداللہ! خدا کی قسم! میں نے کسی خوف یا دہشت کی وجہ سے سر نہیں

جھکایا بلکہ مجھے مسلمانوں کی طرف سے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ میرے نشان کے نیچے ہو کر کسی مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ یہ پہاڑ کے دروں میں سب سے پہلا نشان ہے اگر خدانخواستہ مسلمان کسی ابتلاء میں گرفتار ہو گئے تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ مجھے ملامت فرمائیں گے اور ہر راعی اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم موت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کچھ فوت ہونے کا فکر۔ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی جنت کے عوض میں فروخت کر دیا ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہے کہ وہ اس دار فنا کو چھوڑ کر ایک روز یقیناً دار بقا میں اقامت گزیں ہوگا وہ کبھی اس مصیبت اور ابتلاء سے نہیں گھبراتے جو کافروں کی طرف سے آگے پہنچے گی۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ آیا ہم پیش قدمی کر کے ان کی طرف بڑھیں یا ہم اسی جگہ رہ کے ان کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کافر سے پوچھو اگر وہ جگہ اس سے زیادہ کشادہ اور فراخ ہے تو ہم وہیں چلیں ورنہ یہیں ٹھہرے رہیں۔ کافر نے دریافت کرنے کے بعد کہا کہ عمودیہ کے بعد ان شہروں میں اس سے زیادہ کشادہ اور میدان نہیں ہے۔ اگر تم ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی جگہ عمدہ اور فراخ ہے۔ یہیں ٹھہرے رہو اور اگر اپنے دشمنوں کے آنے سے قبل یہاں سے واپس چلے جاؤ تو یہ سب سے زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن مار دینے کا حکم فرمایا۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر آتا ہوا دکھلائی دیا۔ اور منتشر ٹڈیوں کی طرح ان کے مقابلہ میں مقیم ہو گیا۔ دن گزر چکا تھا آفتاب عالم تاب مغرب کے دریا میں اپنا نور نکھارنے کے لئے غسل کرنے چلا گیا تھا اور تاریکی کی چادر پردے کے لئے ہر طرف ڈال دی تھی اس لئے لشکروں میں آگ روشن کی گئی اور رات لڑائی کے انتظار میں کاٹ دی صبح ہوئی تو حضرت میسرہ بن مسروقؓ نے مسلمانوں کو خداوند تعالیٰ کے درگاہ میں سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی۔ صبح کی نماز پڑھائی اور جماعت کے بعد خطیب کی طرح کھڑے ہو کر حسب ذیل تقریر کی۔

"لوگو! یہ ایک ایسا دن ہے جس کے بعد دوسرا دن بھی آنے والا ہے یہ تمہارا نشان سب سے پہلا نشان ہے جو دروں میں داخل ہوا ہے تمہارے بھائی تمہارے کام کے منتظر ہیں اور ان کی آنکھیں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یاد رکھو! دنیا ایک سرائے ہے اور آخرت اصل مقیم ہونے کا گھر۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اسے ذرا گوش ہوش سے سنو فرماتے ہیں:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرۃ: ۲۴۹)

"بسا اوقات تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جمعیت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔"

یہ تقریر سن کے مسلمانوں نے کہا میسرہ! تم اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور ان کے مقابلہ میں چلو ہمیں اللہ پاک کی ذات سے کامل امید ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ آپ کے سوار ہوتے ہی تمام لشکر سوار ہو گیا۔ غلام عربوں سے جدا ہوئے اور حضرت ابوالہول رحمۃ اللہ علیہ کے نشان کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ عرب بڑھ کے حضرت میسرہ بن مسروقؓ کے علم کے ماتحت ہوئے اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوشیار ہو کے فتح ونصرت کی دعائیں مانگنے لگے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حملے سے پہلے بطور وصیت کے یہ چند کلمات فرمائے:

''لوگو! میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم اس وقت ایسی قوم کی مانند ہو جاؤ جس کی موت قریب آ گئی ہو اور اس سے وہ قوم کسی طرح مفر نہ دیکھتی ہو اور جنت مع اپنے ساز و سامان کے اس کے سامنے ہو تم اس پر نظر کرو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے سامان تیار کیا ہے تم اس میں داخل ہونے کی جلدی کرو یہ جنت تمہارے سامنے ہے اور تم آج اسلامی لشکر ہو۔''

اس تقریر کے بعد آپ نے لشکر کو میمنہ، میسرہ قلب اور دو بازوؤں پر مرتب کیا۔ میمنہ پر حضرت عبداللہ بن حذفہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور میسرہ پر حضرت سعد بن سعید حنفی کو مقرر فرمایا۔ ایک ہزار غلام جو سرخ لباس سے ملبوس اور اسلحہ سے مسلح تھے انہیں حضرت ابوالہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت قلب فوج کے آگے رکھا اور خود حضرت ابوالہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کان لگا کے کھڑے ہوئے کہ وہ کیا کہتے ہیں مگر ان کی زبان سے آپ نے ایک کلمہ نہ سنا۔ بالکل خاموش کھڑے تھے اور کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے۔

حضرت ابوالہول اور نصرانی عرب کی گفتگو کرنا

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں کا لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوا بڑھ کے تین صفیں ترتیب دیں۔ ہر صف میں دس ہزار جوان کھڑے ہوئے۔ صلیبیں آگے کیں اور مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ ریشمی لباس سے ملبوس اور اچھے ساز و سامان سے مزین تھے۔ جب ان کی صفیں بالکل مرتب ہو گئیں تو ان میں سے ایک نصرانی عرب جو غسانی تھا اور جو عربی زبان سمجھتا تھا اور اس میں بات چیت اور گفتگو کر لیا کرتا تھا آگے بڑھا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب ہو کے اس طرح کہنے لگا۔ ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے اتنے بڑے ملک شام کے تم مالک ہو گئے مگر کیا اب بھی تمہیں صبر نہیں آیا جوان دروں اور بلند بلند پہاڑوں کی طرف آئے ہو تمہیں یہاں تمہاری موت گھسیٹ کر لائی ہے۔ یاد رکھو یہ تیس ہزار باگیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے صلیب کی قسم کھائی ہے کہ ہم بغیر جان دیئے کبھی میدان سے پشت نہ دیں گے۔ تم اگر اب اپنی سلامتی چاہتے ہو تو پابہ زنجیر ہو کر ہرقل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں قید کر کے اس کے پاس لے چلیں گے اور جیسا وہ حکم دے گا اس وقت ویسا کیا جائے گا۔

حضرت دامس ابوالہول یہ سن کر آگے بڑھے نشان آپ کے ہاتھ میں تھا اس کے قریب جا کر آپ نے فرمایا تیرا یہ کہنا کہ ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے بالکل سچ ہے لیکن تیرا یہ قول کہ اب تم اپنے آپ کو ہمارے قبضے میں دے دو خود تجھے ہی ظالم ٹھہراتا ہے کیونکہ تو نے یہ بات بلا سوچے سمجھے اور بغیر تجربہ کے یوں ہی کہہ دی ہے۔ یاد رکھ میں عربوں کا ایک غلام ہوں۔ ذی مرتبہ لوگوں میں میری کچھ قدر و قیمت نہیں مگر تو ذرا میرے قریب آ تا کہ میں تجھے خود تیرے خون میں رنگ کے زمین کو تیرے خون سے چورنگ کر دوں۔

یہ کہہ کر آپ نے نشان لئے ہوئے نیزے کو آگے کیا اور اس زور سے اس کے ایک نیزہ مارا کہ وہ جان توڑتا ہوا زمین پر جا کر گرا۔ آپ اپنے اس نیک کام سے بہت خوش ہوئے نیزے کو جنبش دی اور فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نشان کو چمکایا اور بلند کیا۔ رومی آپ کی طرف دیکھ کر کہ انہوں نے ہمارے ساتھی کو مار ڈالا۔ بہت غضب ناک ہوئے اور بہادران رومی سے آپ کی طرف نکل کے ایک اور شخص چلا۔ آپ نے اسے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ وہ آپ کے قریب ہی پہنچ جائے

بڑھ کے اس کے سینہ میں اس زور سے نیزہ مارا کہ پسلیوں کو توڑتا ہوا دوسری طرف پار ہو گیا۔ رومی یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور آپ کو دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ جب عربوں کے غلام کا یہ حال ہے تو ان کے بہادروں اور سرداروں کا کیا حال ہوگا۔ رومیوں میں سے کسی آدمی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ وہ نکل کر آپ کے مقابلے میں آتا۔ آپ اپنا نشان لئے ہوئے پا پیادہ رومیوں کی طرف چلے اور ان کی فوج کے قلب میں پہنچ کر ایک رومی کو تہ تیغ کر دیا۔

رومی یہ دیکھ کر چراغ پا ہو گئے اور ایک دوسرے کو آپس میں سرزنش کرنے گے اور ارادہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں مسلمان بھی آپ کی اس ہمت و شجاعت سے متعجب تھے اور آپ کی بہادری کی داد دے رہے تھے۔ آپ دونوں صفوں کے مابین ہل من مبارز کا نعرہ لگاتے حریف کو طلب کرتے اور شیر کی طرح ڈکار ڈکار کر رومیوں کو ڈرا رہے تھے کہ دفعتاً ایک صلیبی بچے نے جس کی ماتحتی میں دس ہزار رومی تھے بڑھ کر آپ پر حملہ کر دیا اور اس کے ساتھی ہجوم کر کے آپ پر ٹوٹ پڑے۔

لشکر اسلامیہ اور رومیوں کے مابین جنگ

مسلمانوں نے جب مشرکین کی یہ حالت دیکھی تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے چلا کر فرمایا الحملۃ الحملۃ! یہ سنتے ہی مسلمان چل پڑے اور دونوں جمعیتیں آپس میں مل کر ایک نظر آنے لگیں۔ حضرت میسرہؓ کا بیان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ غلاموں کی فوج کو نیکی عطا فرمائیں ان کی تمام تر کوششیں محض خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے ہی تھیں کہ انہوں نے ایک سخت لڑائی لڑ کے حضرت دامس ابوالہولؒ کو ان کی عین ہلاکت کے وقت انہیں چھڑا لیا۔ غلام لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے **نحن عبید لعباد الله و ضربنا مثل الحریق فی سبیل الله و تقتل من کفر بالله** ہم اللہ کے بندوں کے غلام ہیں ہمارا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستہ میں تلواریں چلانا آگ کی لپٹوں کی طرح جلا دینا اور جس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے ہم اسے قتل کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لڑائی برابر جاری تھی ایک آدمی دوسرے سے جدا نہیں ہوتا تھا بلا فصل جنگ ہو رہی تھی۔ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے حتیٰ کہ آفتاب بھی قبہ فلک پر اس تماشہ کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ دوپہر کا وقت تھا لڑائی کے شعلوں کے ساتھ آسمان سے حرارت کی چنگاریاں آ رہی تھیں جس سے اور زیادہ تنازت بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جنگ عین شباب پر تھی مار دھاڑ اور قتل ہر طرف ہو رہا تھا۔ مسلمانوں نے تائید خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کر کے فتح ونصرت کا یقین کر رکھا تھا اور کافروں نے اپنی خرابی و ہلاکت کا۔ آخر دونوں لشکر چکنا چور ہو کے جدا جدا ہوئے۔ ایک خلق کثیر قتل ہوئی رومی نو سو قید اور قریباً گیارہ سو موت کے گھاٹ اترے۔ مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار اور پچاس شہید ہوئے۔ گرفتار ہونے والے حضرات حسب ذیل ہیں:

عامر بن طفیل، راشد بن زبیر، مالک بن خاتم، سالم بن مفرج، دارم بن صابر، عون بن قارب، مشعر بن حسان، مفرج بن واصم، منبھا بن مرہ اور عدی بن شہاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جو پچاس مسلمان شہید ہوئے تھے منجملہ دیگر حضرات کے یہ شہداء بھی تھے:

حرث بن یربوع، سہم بن جابر، عبداللہ بن صاعد، جریر بن صالح، عید بن باہر، نعمان بن بجیر، زید بن ارقم، ضرادہ بن حاتم، رواحہ بن سہیل اور انہی جیسے دوسرے روسائے قوم۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

جب دونوں لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت دامسؒ کو تلاش کرنا شروع کیا مگر آپ کہیں نہ ملے اور نہ کسی جگہ آپ

کا پتہ چلا۔ مقتولین اور شہداء کی نعشوں میں ڈھونڈا مگر وہاں بھی کوئی نشان نہ ملا مسلمانوں کو آپ کے گم ہونے سے سخت تشویش ہوئی اور بے حد رنج و ملال اس سے انہوں نے فال بدتصور کی۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے فرمایا اگر دامس ابوالہول شہید ہوگئے یا گرفتار کر لئے گئے تو مسلمان ان کے سبب سے سخت ورنج ومصیبت میں کیے گئے۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضرت دامسؓ کی گمشدگی اور دوسرے مسلمانوں کی گرفتاری کا شکوہ اور شکایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حضرت دامسؓ نیز ان مسلمانوں کی خبر جو آپ کے ساتھ گرفتار ہوئے ہیں کون لائے گا مگر آپ کے اس قول کا جواب کسی نے نہ دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں نے پھر متفق ہو کر مسلمانوں پر ایک اچانک حملہ کر دیا اور اس زور سے مسلمانوں پر گرے کہ الاماں والحفیظ۔ عرب چونکہ چار ہزار تھے اور رومی تیس ہزار اس لئے مسلمانوں کے لئے ایک آدمی پر رومی دس دس بیس بیس اور پچاس چیلوں کی طرح گر پڑے تھے اور اسے قتل یا گرفتار کر لیتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ لڑائی نہایت پریشان کن تھی اور نیزہ وتلواران پر چاروں طرف سے چل رہے تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی تمام کوششیں محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے تھیں کہ آپ نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ آپ مشرکین کو مارتے جاتے تھے اور زور زور سے فرماتے جاتے تھے لوگو! میں تمہیں آخرت کی یاد دلاتا ہوں۔ یاد رکھو کہ وہ تم سے تمہارے گھر بار کی طرف لوٹنے سے زیادہ قریب ہے تم اس کا اس طرح استقبال کرو جس طرح والدہ اپنے فرزند کا کرتی ہے اور اس طرح پیٹھ دے کر نہ بھاگو جس طرح بکری شیر سے ڈر کر بھاگ جاتی ہے اگر ہماری قوم کسی مصیبت میں گرفتار ہوگئی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ ہماری سستی وضعف کا باعث اور کافروں کی ہم پر ہمت افزائی کا سبب نہ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا (مسلمانو!) اپنی اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ان کے قبضوں کو اپنے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لو تمہارے لئے نجات کا یہی ایک طریقہ ہے۔

حضرت زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی تلواروں کے میان پھینک دیئے اور کوئی آدمی ایسا نہ رہا جس کے ہاتھ میں اس کی تلوار کا میان ہو۔ اسی واسطے اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے۔ جنگ مرج القبائل اور جنگ حطمہ۔[1] جنگ حطمہ اسی واسطے رکھا ہے کہ اس میں میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ مسلمان تلوار کی لڑائی یہاں تک لڑے کہ انہوں نے گمان کر لیا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آدمیوں کی زبان پر جاری تھا کہ جب تک تلوار کا ایک ٹکڑا بھی باقی ہے اس وقت تک جنگ ضرور جاری رہے گی۔ مسلمان اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں کے ساتھ باری تعالیٰ جل مجدہ سے اعانت کے طلب گار تھے اور رومی کلمہ کفر کے ساتھ چلا چلا کے کہہ رہے تھے کہ صلیب غالب ہوگئی۔ مسلمان باوجود اس قدر پریشانی کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے تھے اور غلام لوگ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور جان توڑ کوشش کرتے جاتے تھے ان کی علامت اس وقت یا محمد یا محمد تھی اور عربوں کی النصر النصر۔

حضرت عطیہ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ واللہ! مجھے مسلمانوں پر بے حد قلق تھا اور ہم اس وقت نہایت رنج ومصیبت میں تھے کہ دفعۃً میں نے رومیوں کے لشکر میں سے ایک سخت ہیبت ناک آواز سنی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے اس طرف ایک غبار اٹھتا ہوا دکھلائی دیا۔ میں نے جب اسے بہ نظر تامل دیکھا تو وہ چلتا اور منتشر و پراگندہ ہوتا ہوا رومیوں کے لشکر کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کوئی لشکر ہے جو رومیوں کی کمک کے لئے آیا ہے میں اس کی تحقیق کرنے کے لئے اپنے گھوڑے کی راسیں اس طرف کر

[1] حطم بمعنی توڑنا۔

کے اسے چھوڑ دیا۔ گھوڑا تاپیں بھرتا ہوا اس طرف چلا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو میں نے ایک کہنے والے کی زبان سے سنا وہ کہتا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ دراصل مسلمانوں کا ایک گروہ تھا جو رومیوں کے وسط لشکر میں اپنی بہادری و شجاعت کے کرتب دکھلا رہا تھا۔

میں نے یہ آواز سن کر اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ فرشتوں کی آوازیں ہیں۔ میں آواز کی طرف لپکا تو وہ آواز حضرت دامس کی معلوم ہوئی۔ آپ اپنی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہوئے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے اور آپ کے ساتھ وہ دس قیدی بھی جنہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا اپنی اپنی بہادری کے کرشمے دکھا رہے تھے۔ کفار سے لڑتے جاتے تھے اور ایک دوسرے کی حمایت کرتے جاتے تھے۔ رومیوں نے ان پر ہجوم کر رکھا تھا مگر انہیں کچھ پرواہ نہیں تھی یہ برابر لڑائی میں مشغول تھے۔ حضرت دامس ابوالہول نہایت بے جگری کے ساتھ جہاد کر رہے تھے اور جب مسلمانوں پر رومیوں کا کوئی دستہ حملہ کرتا تھا تو خود سینہ سپر ہو کر تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے۔ آپ اپنی تلوار کے جوہر دکھلاتے جاتے تھے اور حسب ذیل اشعار پڑھتے جاتے تھے:

(ترجمہ اشعار) ''مجھے دشمنوں نے لوہے میں قید کر لیا مجھے اپنے مددگار سردار اور قوم عاد و بنی ثمود کے ہلاک کرنے والے کی قسم! اپنی مدد سے میری تائید کی۔ محمدؐ نے جو پاک اور ہدایت کرنے والے ہیں انہوں نے مجھے قید و بند سے آزاد کر دیا۔ یہ رسول بادشاہ اور بزرگ ہیں اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ نازل فرمائیں۔''

میں نے آپ کو دیکھ کر آواز دی کہ دامس! آپ کہاں تھے؟ اور یہ کیا قصہ ہے آپ کی وجہ سے تو ہم سب لوگ سخت متفکر تھے سردار حضرت میسرہ بن مسروق عبسی کو آپ کی طرف سے بے حد رنج تھا۔ آپ نے فرمایا بھائی! میں سخت جنگ کے اندر مبتلا تھا اور مجھے میرے دشمنوں نے گرفتار کر لیا تھا حتی کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا مگر حضور آقائے دو جہاں محمدؐ نے مجھے قید سے چھڑا دیا۔ یہ وقت پوچھنے کا نہیں ہے اور ذرا خاموش رہو۔

حضرت میسرہؓ بن مسروق کو حضرت دامس کا حال معلوم ہونا

عطیہ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی طرف دوڑا آپ نے مشرکین کے خون سے زمین چورنگ کر رکھی تھی اور آپ کے ہاتھ میں جو نشان تھا وہ کفار کے خون کی چھینٹوں سے سرخ ہو کر ہوا میں لہلہا رہا تھا میں نے آپ کو آواز دی سردار! جناب کو مبارک ہو آپ نے فرمایا اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کیا خوشخبری لائے؟ کیا مسلمانوں کی کوئی کمک پہنچ گئی ہے میں نے عرض کیا نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد سید البشر کی طرف سے مدد آئی ہے اور دامس ابوالہولؓ نیز ان کے تمام ساتھی قید روم سے آزاد ہو گئے ہیں۔

عطیہ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت دامس ابوالہولؓ اور آپ کے ہمراہی تشریف لے آئے۔ اس وقت وہ تمام ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ کوئی شخص خون کے دریا میں تیر کر آیا ہو۔ آخر دونوں لشکر جدا ہوئے اور جنگ کے وہ شرارے جو اڑ کر آسمان تک پہنچ رہے تھے فرو ہوئے۔ خدا کی قسم! ہمارے کل آدمی پچاس یا دو کم پچاس کام آئے تھے اور دشمن کے تین ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تلوار کی نذر ہو چکے تھے اور یہ تعداد ان مقتولین کے ماسوا تھی جو حضرت دامس ابوالہولؓ اور آپ کے ساتھیوں نے فراہم کی تھی کیونکہ آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے علیحدہ ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو گرفتار کر رکھا تھا موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے حضرت دامس ابوالہولؓ کو دیکھ کر اس طرف چلنے کا قصد کیا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو کر انہیں سلام کروں مگر حضرت دامسؓ نے انہیں قسم دے کر اس سے منع کیا اور کہا کہ جناب ایسا نہ کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے بڑھ کر ان سے معانقہ کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا دامس! کیا بات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا سردار! رومیوں نے ہجوم کر کے اول میرے گھوڑے کو قتل کر دیا تھا جب میں اس کے اوپر سے گر پڑا تو پھر مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں یہی کام میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا۔ ہم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے مگر جب رات ہوئی اور اس کی ظلمت کی چادر نے ہمیں اپنے اندر چھپا لیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا "**لا باس علیك یا دامس و اعلم ان منزلتی عند اللہ عظیمۃ** دامس! کچھ حرج نہیں یاد رکھو اللہ پاک کے نزدیک تمہارا مرتبہ بہت زیادہ بلند ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے ان بیڑیوں کو پکڑ کر کھینچا وہ کھل کر نیچے گر پڑیں۔ اسی طرح پھر آپ نے طوق و زنجیر کو کیا وہ بھی مجھ سے علیحدہ ہو گئیں۔ اس کے بعد میرے ہمراہیوں کے ساتھ بھی جناب نے ایسا ہی کیا اور فرمایا **البشر و انصر اللہ فانا محمد رسول اللہ** اللہ جل جلالہ کی مدد و نصرت سے خوش ہو جاؤ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کے بعد آپؐ ہم سے پوشیدہ ہو گئے ہم نے اپنی تلواروں کو میان سے کھینچا اور رومیوں پر جا پڑے حملہ کیا اور انہیں قتل کرنے لگے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہؐ نے ہماری ان کے مقابلہ میں مدد فرمائی اور ہم ان پر خروج کر کے صحیح و سالم جناب کے پاس آ گئے۔ یہ ہمارا قصہ اور حال ہے جو آپ کی جناب میں بیان کر دیا۔ یہ سن کر مسلمانوں میں تکبیر و تہلیل کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے اور انہوں نے حضرت بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا شروع کیا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ رومی فوج کا سپہ سالار جارس نامی ایک شخص تھا جب اس نے اپنی فوج کی ہزیمت اور اپنے آدمیوں کا قتل دیکھا تو اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) کی قسم! بادشاہ ناامید و نامراد ہو گیا تم اس کے حامی ہوا گر تم نہایت جانفشانی اور سختی سے نہیں لڑو گے تو میں قبل اس کے کہ عرب تمہیں قتل کریں خود تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا اور تمہارے تمام حالات سے بادشاہ کو اطلاع دے دوں گا۔ انہوں نے اس کے سامنے حلف اٹھایا کہ جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے اور ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں موجود رہے گا اس وقت تک ہم کبھی میدان سے نہیں ہٹیں گے جب اس نے ان سے اچھی طرح عہد و میثاق کرا لئے تو اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ پہاڑ کی تمام چوٹیوں اور خوف کی جگہوں میں آگ روشن کر دیں نیز تمام شہروں میں اس بات کی منادی کرا دیں کہ شہروں کے تمام آدمی یہاں میدان کارزار میں آ جائیں چنانچہ جگہ جگہ رات کو آگ روشن کرا دی گئی اور منادی کے بعد ہر طرف سے آدمی منتشر ٹڈیوں کی طرح آ آ کر اس کے پاس جمع ہونے لگے حتیٰ کہ دو روز تک برابر اس کے پاس آ آ کر جمع ہوتے رہے اور قریب بیس ہزار آدمیوں کے آ کر وہاں مجتمع ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کی مطلق پرواہ نہیں کی جب اگلا روز ہوا تو حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی۔ یہ دروں میں سب سے پہلی نماز خوف تھی اور آپ کا نشان سب سے پہلا نشان تھا جو درّوں میں داخل ہوا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو کھڑے ہو کر حمد و صلوٰۃ کے بعد مسلمانوں کے سامنے حسب ذیل تقریر فرمائی:

لوگو! جو بلائیں تم پر نازل ہو رہی ہیں تم ان پر صبر کرو اور ثابت قدمی کو کام میں لاؤ کیونکہ صبر مصائب کے وقت ہی کے لیے ہے یہ دراصل ہم پر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی ایک رحمت ہے کیونکہ اس وقت ہم دشمنوں کے نرغہ میں ہیں چاروں طرف سے دشمن نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور ہم اللہ پاک وتبارک وتعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر ان سے نہیں لڑا کرتے۔

حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تمہیں لے کر زیادہ دور نہ نکل آؤں۔ اب ہمارے اور ان کے درمیان سات روز کی مسافت حائل ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یہ خبر نہیں تھی کہ ہمارا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہو جائے گا۔"

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے کہا میسرہ اس تقریر سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اگر آپ ہمیں جنگ کی ترغیب دلانا چاہتے ہیں تو ہم پہلے ہی سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی ملاقات کے اس تشنہ لب شخص سے بھی زیادہ مشتاق ہیں جو ایک گھونٹ ٹھنڈے پانی کا خواہاں ہو۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ میں اس اہم کام میں تمہارا مشورہ طلب کروں۔ میں اپنی رائے میں مناسب دیکھ رہا ہوں کہ کسی آدمی کو حضرت امین الامۃؓ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دوں۔ ممکن ہے کہ وہ کسی طرح ہماری مدد ونصرت فرما سکیں اور ہمارے بھائی ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے کہا کہ واقعی جناب کی رائے بہت صائب ہے ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ایک معاہدی کو بلا کر اس سے ہر طرح کی مراعات اور نیکی کا وعدہ کر کے فرمایا کہ تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں چلا جا اور انہیں اطلاع دے دے کہ دشمن کے گروہ اور جمعیتیں ہر طرف کے قلعوں شہروں اور دیہات سے آ آ کر ہمارے مقابلہ میں جمع ہوگئی ہیں نیز وہ تمام کیفیت جو تو نے یہاں دیکھی ہے مفصل ان سے بیان کر دینا۔

کہتے ہیں کہ معاہدی نے یہ سن کر رومیوں کا لباس پہنا اور رومیوں سے آنکھ بچا کے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف چل کھڑا ہوا یہ برابر چلنے میں کوشش کر رہا تھا۔ آرام وتکلیف کی اسے مطلق خبر نہ تھی رات دن چلنے سے کام تھا حتیٰ کہ حلب میں وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں پہنچا اور سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے خیمے کا رخ کر کے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا چلنے اور مسافت قطع کرنے سے یہ اس قدر چکنا چور ہو گیا تھا کہ وہاں پہنچتے ہی یہ بھوکے خچر کی طرح گر پڑا۔ آپ نے یہ دیکھ کر اس کے اوپر پانی کے چھینٹے مارنے کے لئے فرمایا چھینٹے مارنے سے جب اسے ہوش آیا تو آپ نے سمجھا کہ شاید بھوکا ہے۔ آپ نے اس کے واسطے کھانا منگوایا جب اسے کھا پی کر ذرا ہوش آیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد راحت پائی تو اس سے آپ نے دریافت کیا کہ معاہدی بھائی کیا بات ہے آیا لشکر ہلاک ہو گیا؟ اس نے کہا سردار خدا کی قسم نہیں بلکہ دشمن نے اسے چاروں طرف سے گھیر کر اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام کیفیت بیان کی لڑائی کا حال' تلواروں کے میانوں کا توڑ دینا' حضرت ابوالہولؓ کی گرفتاری' ان کا قید سے رہائی پانا نیز لشکر کا سختی وشدت میں ہونا سب کچھ کہہ دیا۔

آپ کو سن کر سخت قلق ہوا اور مضطربانہ حالت میں جلدی سے کھڑے ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ آپ اس وقت اپنی زرہ درست کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اپنے پاس آتا دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے سلام کیا تعظیم بجالائے مرحبا کہا اور دریافت کیا ایہا الامیر! خیر تو ہے کیسے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لے آئے۔ معاہدی سے فرمایا کہ جو کچھ تو نے وہاں دیکھا ہے بیان کر۔ معاہدی نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے پھر تمام ماجرا دہرایا۔ آپ نے سن کر فرمایا اللہ پاک سبحانہ وتعالیٰ نے مدد فرمائی تائید ونصرت کی اور ذلیل ورسوا نہیں کیا۔ اس پر ان کا ہزار ہزار حمد اور لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ہمیں سختیوں پر صبر کی تلقین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ مصائب پر صبر کریں چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

"ایمان والو صبر کرو مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاں کو پہنچو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرہ: ۱۵۳)

"اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔"

ایہا الامیر! خالد نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول کے راستہ میں میں اپنی جان کا بخل نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ مجھے دوزخ سے نجات دے دیں اور جام شہادت نوش کرا دیں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمے کی طرف لپکے زرہ پہنی کلاہ مبارک سر پر رکھا تلوار حمائل کی گھوڑے پر سوار ہوئے اور رکاب میں نیزے کو مرکوز کر کے تیار ہو گئے۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے افسران لشکر کو اسلحہ سے مسلح ہونے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں میں چاروں طرف آوازیں بلند ہوئیں اور چاروں طرف سے دوڑ دوڑ کر اللہ جل جلالہ اور رسول مقبولؐ کے راستہ میں مسلمان آنے لگے اگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان تمام حضرات کو منع نہ فرماتے تو تمام کے تمام چل کھڑے ہوتے مگر آپ نے ان میں سے تین ہزار سوار منتخب کر کے انہیں چلنے کا حکم فرمایا اور ان کے بعد پھر ایک ہزار (یا بروایت دیگر) دو ہزار سوار حضرت عیاض بن غانمؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کئے۔

واقدیؒ بسلسلہ روات روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی کمک کے لئے دروں کی طرف تشریف لے چلے تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر درگاہ رب العزت میں عرض کی الٰہی! آپ ہمارے لئے ادھر کا راستہ آسان کر دیجئے۔ راستہ کی دوری کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ ہمارے لئے ہر سختی کو آسان کر دیجئے۔ ایسے شخص کو جو ہم پر رحم نہ کرے مسلط نہ فرمایئے اور طاقت سے زیادہ ہم پر بار نہ ڈالئے۔ یہ کہہ کر آپ دروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کا یہ حال تھا کہ انہیں رومیوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور آپ روزانہ ان سے شام تک معرکہ کی لڑائی لڑا کرتے تھے۔ رومیوں کی تعداد باوجود روزانہ قتل ہونے کے بڑھتی جاتی تھی۔ مسلمانوں کو اگرچہ زخم پہنچے تھے اور وہ لڑتے لڑتے چکنا چور ہو گئے تھے مگر دم خم وہی تھے اور ذرہ برابر ان میں بددلی پیدا نہیں ہوئی تھی وہ گویا ایک ایسی قوم تھی کہ اللہ پاک وتبارک و تعالیٰ کے حکم سے جس کی موت پردہ کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت زبیدیؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ درون کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سجدہ میں گر پڑے۔ ایک طولانی سجدہ کیا اور اس میں آپ نے دعا مانگنی شروع کی۔

"الٰہا العالمین! میں اس ذات گرامی کا جناب کو واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا اور جس کی بزرگی وفضیلت سے انبیاء علیہم السلام کو روشناس کرایا کہ آپ ان کے لئے راستہ کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ راستہ کی سختی اور تکلیف کو ان پر آسان کر دیجئے اور انہیں ان کے بھائیوں اور ساتھیوں تک پہنچا دیجئے یا قریب یا مجیب!"

کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ اور آپ کے ہمراہی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کسی کشود کار کے منتظر تھے کہ ان کے پاس آئے گی اور فتح ونصرت نازل ہوگی۔

عبداللہ بن ولید انصاریؒ نے ثابت بن عجلان اور انہوں نے حضرت سلیمان بن عامر انصاریؒ سے روایت کی ہے کہ مرج القبائل میں نیز جس روز ہم نے تلواروں کے میان توڑ دیئے تھے میں بھی حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کے لشکر میں شامل تھا۔ رومی ہر طرف سے مسلمانوں کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔ ہم روزانہ صبح کو لڑتے تھے اور شام کو آرام و راحت حاصل کرتے تھے۔ ایک روز لڑائی کے لئے رومیوں کی طرف سے ایک سردار نکلا جو دو زرہیں پہن رہا تھا۔ دونوں بازوں پر دو لوہے کے جوشن پہن رکھے تھے سر پر ایک جو دلگا رکھا تھا جو سونے کی طرح چمک رہا تھا اس پر جواہر کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی اور ہاتھ میں لوہے کا ایک عمود تھا جو اونٹ کے پاؤں کی طرح کا معلوم ہوتا تھا اس نے میدان میں آکر دونوں صفوں کے مابین گھوڑے کو ایک چکر دیا اور ہل من مبارز کا نعرہ لگا کر جنگ کے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ یہ ان تین سرداروں میں سے ایک سردار تھا جنہیں ملک ہرقل نے تیس ہزار فوج پر سردار بنا کر بھیجا تھا۔ یہ برابر گھوڑے کو چکر دے رہا تھا اور اپنی رومی زبان میں بڑبڑاتا جاتا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ترجمان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ اپنی بڑائی بیان کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ بہادر اور دلیر لوگ میرے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ معاشر المسلمین! آپ حضرات میں سے کون شخص اس کے مقابلہ کے لئے نکلے گا اور اس کی شرارت کا سد باب کر کے اسے کون سا بہادر موت کے گھاٹ اتارے گا۔ یہ سن کر قبیلہ نخع میں سے ایک شخص آگے بڑھا چونکہ یہ شخص رومیوں کی زرہ اور ان کا لباس پہن رہا تھا اس لئے ہم نے انہیں جاتا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ نصرانی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب اس رومی سردار سے لڑنے کے لئے نکلا ہے جب وہ اس سردار کے پاس پہنچا تو سردار اپنی رومی زبان میں گفتگو کرنے لگا اور یہ سمجھا کہ یہ میری بات سمجھ رہا ہے مگر جب اس نے قرینہ اور قیاس سے یہ معلوم کیا کہ یہ میرا کلام نہیں سمجھتا ہے تو اس نے ان کے اوپر فوراً ایک حملہ کر دیا اور اپنا عمود زور سے اس پر دے مارا۔ نخعی سنبھلا پیچھے کو ہٹا اور وار خالی دیا مگر عمود گھوڑے کے سر پر پڑا اور گھوڑا چکرا کر زمین پر آ رہا۔ نخعی جست بھر کر اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور چاہا کہ تلوار لے کر اس کی طرف بڑھوں مگر حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے اس پر رحم کھا کے اسے آواز دی اور کہا نخعی بھائی! بس تم واپس چلے آؤ اور اپنی جان کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نخعی یہ سنتے ہی پیچھے لوٹا مگر رومی سردار نے اس کا تعاقب کیا اور چاہا کہ اس کے پاس پہنچ کے اس کا کام تمام کر دوں چونکہ نخعی پیدل تھا اور یہ گھوڑے پر سوار، جب وہ اس کی طرف چلا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ فوراً اس کی طرف دوڑے اور ایک ایسی ڈانٹ پلائی کہ رومی سردار ہکا بکا سا رہ گیا اور آپ کی طرف دیکھنے لگا نخعی صحیح و سلامت مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا اور آپ نے میدان میں پہنچ کر اس سردار پر حملہ کر دیا وہ سردار بھی آپ کی طرف بڑھا اور آپ پر حملے کرنے لگا۔

دونوں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے اور گھوڑے کو ڈانٹے جاتے تھے۔ آپ کا وار اس کے بدن پر کثرت اسلحہ اور سامان کی وجہ سے کوئی اثر نہیں کرتا تھا اور اس کا حملہ آپ برابر اپنی ڈھال پر روک رہے تھے۔ دونوں حریف جان توڑ کوشش کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ میں اپنے مقابل کو موت کے گھاٹ اتار دوں حتیٰ کہ عمود کے بوجھ سے رومی کے بازو سست پڑ گئے مگر لڑائی طول کھینچ رہی تھی اور دونوں کے حملے برابر جاری تھے۔ آخر آپ نے پھرتی کے ساتھ بہت جلدی کر کے تلوار کا ایک ہاتھ اس کی داڑھی کے نیچے مارا اور آپ کی تلوار کا اگلا سرا رومی کے گلے پر اس زور سے بیٹھا کہ اس کا سر فضا میں اڑتا ہوا دکھلائی دینے لگا۔ گھوڑے نے کو قتل ہوتے ہی چاہا کہ میں رومیوں کے لشکر کی طرف ہوا ہو جاؤں مگر آپ نے اسے دوڑ کر پکڑ لیا اور اس رومی سردار کا تمام ساز و سامان اتار کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف لوٹ آئے چونکہ یہ سردار ملک ہرقل کے نزدیک نہایت معزز و مفتخر سمجھا جاتا تھا اور بادشاہ کا خاص آدمی تھا اس لئے رومیوں کو اس کا مرنا نہایت شاق گزرا اور وہ بہت چیخے چلائے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ اس سردار کے قتل کے بعد دوسرے سردار نے میدان میں آنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ مجھے اس کا بدلہ لینا ضروری ہے اب میں میدان میں پہنچ کر اس کے قاتل کو گرفتار کر کے ہرقل کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ تیرے مصاحب کا یہی قاتل ہے اب جو کچھ تیرے دل میں آئے تو اس کے ساتھ سلوک کر۔ یہ کہہ کر یہ مسلح ہوا زرہ پہنی اور ایک شہری گھوڑے پر سوار ہو کے مقتول کی نعش کے پاس آیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے اس کا اسباب اور ساز و سامان پہلے ہی اتار لیا تھا اور سر تن سے جدا ہوا علیحدہ پڑا ہوا تھا۔ یہ اسے دیکھ کر بہ نظر شفقت رویا اور کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) انجیل اور صلیب کی قسم میں ضرور بدلہ لوں گا یہ کہتا ہوا یہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آیا اور قریب ہو کے عرب کی فصیح زبان میں کہنے لگا معاشر العرب! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ بہت جلد تمہارے ان ظلموں کی وجہ ہے جو تم نے ہم پر روا رکھے ہیں اور تمہارے ان افعال کے باعث جو تم نے ہمارے ساتھ کئے ہیں تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اس سردار کے قاتل کو چاہیے کہ اب وہ میرے مقابلے کے لئے نکلے تا کہ میں اس سے اس کا بدلہ لوں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے جب یہ سنا تو اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا مگر حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ان کے آرام کرنے کی وجہ سے انہیں اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے منع کر دیا کیونکہ یہ اس سردار کے مقابلہ میں بہت کافی تھک چکے تھے اور خود اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ نے کہا ایہا الامیر! وہ مجھے میرا نام لے کر پکار رہا ہے اگر میں نہ گیا تو میں بڑا بزدل ٹھہروں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے تم پر رحم آتا ہے تم بہت تھک چکے ہو۔ انہوں نے کہا آپ مجھ پر دنیا کی مشقت اٹھانے کے متعلق تو رحم فرماتے ہیں اور آخرت میں عذاب دوزخ کے بارے میں کچھ شفقت نہیں فرماتے۔ رسول اللہؐ کی زندگی اور عیش کی قسم میرے سوا اس کے مقابلہ کے لئے کوئی شخص نہیں نکل سکتا۔

یہ کہہ کر آپ مقتول سردار کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے لڑائی کے کسی سامان کو سوا اس گھوڑے کے تبدیل نہیں فرمایا تھا ہاتھ میں وہی تلوار تھی اور وہی ڈھال۔ جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے گھوڑے کو دیکھ کو فوراً پہچان لیا کہ اس سردار کے قاتل یہی ہیں۔ یہ سوچتے ہی وہ پہاڑ کی طرح آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کو اتنی بھی مہلت نہ دی کہ آپ سنبھل بھی سکیں فوراً آپ کے پاس آیا ہاتھ لپکا کے آپ کی طرف بڑھا پکڑا اور کھینچ کے زین سے جدا کر لیا۔ پھر اسی وقت آپ کو گرفتار کر کے اپنی فوج میں لایا اور سپاہیوں کے سپرد کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسے ہتھکڑیاں اور بیڑیوں سے مقید کر کے ابھی اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر بٹھا کے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ تیرے مصاحب خلیص بن جریج کا قاتل یہی شخص ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو ان سپاہیوں نے اس کے حکم کے مطابق فوراً پابہ زنجیر کر کے قسطنطنیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ سردار اکڑتا اکڑتا اور اپنے کام پر فخر کرتا ہوا پھر میدان کی طرف پلٹا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ اب مسلمانوں میں سے تین شخصوں نے جدا جدا اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے ارادہ کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ میں اس کے مقابلہ میں پہنچوں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے ان کا ارادہ معلوم کر کے اپنے دل میں کہا ابن مسروق عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ گرفتار ہو گئے۔ تین مسلمان اس ملعون کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے ہیں تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ تو مسلمان کا علم اٹھائے ہوئے اس

کشادہ پیشانی سے ان کی گرفتاری دیکھ رہا ہے اور لڑائی سے پہلو تہی کرتا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کے سامنے کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔

یہ سوچ کر آپ نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ کو بلایا اور وہ نشان جو آپ کو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مرحمت کیا تھا انہیں دے کر فرمایا کہ "سعید تم یہ نشان لے کر کھڑے رہو میں اس معلون کے مقابلہ کو جاتا ہوں اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اجر اللہ غالب و بزرگ و برتر پر ہے اور اگر میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا ثواب حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے اعمال نامہ میں درج ہوگا۔

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے اسلامی پرچم ہاتھ میں لیا اور یہ مسلمانوں کا عظیم سپہ سالار شیر کی طرح ڈکارتا ہوا اس سردار کے مقابلہ میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اول گھوڑے کو ایک چکر دیا اور حسب ذیل اشعار پڑھے:

اللہ جبار و قہار نے یہ جان لیا ہے کہ آگ سے میرا دل داغ دیا گیا ہے یہ سبب قائم اللیل کے رومی سردار اپنے شریر بھائیوں سمیت جلدی جان جائے گا کہ عالم آخرت کس کے واسطے ہے اور میرا معبود بدلہ لینے والا ہے۔"

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ پڑھ کر اس سردار پر حملہ کیا سردار بھی آپ پر حملہ آور ہوا دیر تک دونوں حریف گھوڑے کو داتے رہے اور انہیں چکر دیتے رہے۔ لڑائی نے نازک صورت اختیار کی۔ دونوں گھوڑے کو داتے کو داتے بالکل قریب ہو گئے اور ایک نے دوسرے پر پوری طرح جست کی پھر دونوں لڑتے لڑتے دور چلے گئے اور ایک غبار میں آخر نظروں سے بالکل غائب ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اپنے سرداروں کی طرف دیکھ رہا تھا اور فتح و نصرت کی اس کے لئے دعائیں مانگتا جاتا تھا حتیٰ کہ پھر دونوں سردار ظاہر ہوئے مگر اس حال میں کہ وہ دونوں تقارب سے بتاعد کے قریب تھے اور چاہتے تھے کہ جدا جدا ہو جائیں کہ اس سردار نے حضرت میسرہ بن مسروقؓ سے کہا دیکھئے تمہارے دین کی قسم! یہ تمہارے لشکر کے پیچھے سے کیسا اور کس کا نشان اڑتا ہے؟ آپ نے اس کے کلام کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور فرمایا وذلک دعی اللہ والعزیز یہ اللہ پر کچھ بعید (دشوار) نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں جھوٹ نہیں کہتا بلکہ آپ سے سچ کہہ رہا ہوں یہ اگرچہ جھوٹ بول رہا تھا مگر آپ نے اس نیت سے کہ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں کے لئے کشود کار روانہ کر دیں اس کے قول کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس طرف دیکھا۔ رومی سردار نے آپ کو غافل دیکھ کر آپ کی طرف جھپٹا اور آپ کو پکڑ کے یہ چاہا کہ زین سے اٹھا کر گرفتار کر لوں کہ دفعتہً دور سے ایک نور کی طرح کا چمکتا ہوا نشان دکھلائی دیا۔ یہ نشان حضرت خالد بن ولید مخزومیؓ کے ہاتھ میں تھا جو فضائے آسمانی میں لہراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔

مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے تکبیر و تہلیل کے جان گداز نعرے مارنے شروع کئے ان کے سنتے ہی ان کے صولت و دبدبہ کی وجہ سے سردار کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی اور وہ مبہوت سا ہو کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھنے لگا کہ کیا ہوا۔ اس کے اس طرف متوجہ ہوتے ہی حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے اس پر ہاتھ مارا اور پکڑ کے یہ چاہا کہ زین سے اکھاڑ لوں مگر چونکہ وہ زین سے مربوط اور لوہے سے بندھا ہوا تھا اس لئے اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ آپ نے چاہا کہ اسے کھینچ ہی لوں مگر آپ اس پر بھی قادر نہ ہو سکے مگر پھر بھی آپ اسے اپنی طرف کھینچتے ہی رہے تاکہ اسے نیچے گرا دوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی ادھر ہی آنے کا ارادہ کیا اور جب آپ بالکل قریب آ گئے تو اس نے اب یہ سمجھ لیا کہ میری موت قریب ہی آ گئی ہے۔ یہ سوچ کر اس نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا اور چاہا کہ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کے ہاتھ پر ماردوں تاکہ ان کے ہاتھ سے چھٹکارا مل جائے مگر جلدی میں حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ کی طرف سے تلوار کا رخ پھرا اور وہ خود اس کے بائیں ہاتھ پر جا کر پڑی جس سے اس کا وہ ہاتھ کٹ کر زمین کے اوپر گر پڑا۔

حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ زین کی طرف پلٹے اور وہ رومی سردار ہاتھ کی تکلیف کی وجہ سے شور وفریاد اور آہ وواویلا کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ راستہ میں اسے اس کا غلام اور مصاحب ملے جنہوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھالیا اور خیمہ میں لاکے اس کے ہاتھ کو داغ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت مسروق عبسیؓ کے پاس پہنچنا

حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ سے ملاقی ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے رومیوں کے متعلق جو کچھ حالات گزرے تھے سب بیان کئے اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سخت تاسف کیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد کہا افسوس عبداللہ بن حذافہؓ ایسا شخص گرفتار ہو جائے۔ خدا کی قسم! خالد ان سے جدا نہیں ہوگا اور یا انہیں چھوڑائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت خالد بن ولیدؓ بقیہ دن ٹھہرے رہے۔ جب اگلا روز ہوا تو رومیوں کے لشکر میں سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ایک بوڑھا شخص آتا ہوا دکھلائی دیا۔ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کو تعظیمی سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارا سردار آپ کی اطاعت میں آنا چاہتا ہے۔ اس نے جب سے اس لشکر کو جو آپ کی کمک کے لئے آیا ہے دیکھا ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور وہ اسی لئے صلح کا خواہاں ہوا ہے۔ کیا آپ حضرات صلح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کے قیدی کو چھوڑ دیں گے نیز جس قدر آپ ہم سے زر تاوان طلب کریں گے وہ بھی ہم آپ کو دے دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے شہروں سے واپس چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تین باتوں کے سوا نہیں جا سکتے۔ رہا قیدی کا معاملہ سو اگر تم نے خوشی سے نہ دیا تو زبردستی دو گے۔ اس نے کہا کیا تم ہی عرب کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج لڑائی کو موقوف رکھیں ہم آج آپس میں مشورہ کرلیں گے اور ہمارا سردار اپنے ہاتھ کے درد کی وجہ سے کچھ آرام کرلے گا۔ ہمارے اندر جو کچھ مشورہ قرار پائے گا وہ کل سردار آپ کے پاس آکر طے کرلے گا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے وہ اسے منظور کرلے گا آپ نے فرمایا بہت بہتر ہمیں منظور ہے۔ وہ بوڑھا شخص لوٹ کے اپنے لشکر میں گیا اور اپنے سردار سے کہا انہوں نے تیری درخواست کو منظور کرلیا ہے۔

اب جنگ کے شعلے فرو ہو گئے اور لڑائی نے اپنے تمام ہتھیار رکھ دیئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ خیمہ زن ہو گئے۔ رات ہوئی تو رومی سردار نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ خیموں کے دروازوں پر آگ روشن کریں اور آج معمول سے زیادہ روشنی کریں۔ لشکریوں نے اس کے کہنے کے مطابق ایسا ہی کیا جب خوب آگ روشن ہو گئی تو انہوں نے خیموں کو اسی طرح ایستادہ رکھا اور ضروری ضروری سامان لے کر اول شب میں ہی یہاں سے چل دیئے۔ صبح ہوئی تو رومیوں کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نیز دوسرے مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے اور لڑائی کے لئے رومیوں کا انتظار کرنے لگے مگر جب ان کی طرف سے ان کا کوئی آدمی نہ نکلا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ رومی جھانسہ دے کر بھاگ گئے ہیں اس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سخت افسوس ہوا۔ آپ نے غصہ سے اپنی انگلیوں کو کاٹا اور ارادہ کیا کہ ان کا تعاقب کروں مگر حضرت میسرہ بن عبسیؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا کہ یہاں کے شہر نہایت دور دراز اور راستے سخت کٹھن ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ جناب مسلمانوں کے لشکر کی طرف رجوع فرمائیں۔

مسلمانوں نے رومیوں کے خیموں اور باقی ماندہ سامان کو اپنے قبضہ میں کیا اور فتح اور ظفر کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی

طرف چل پڑے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی وجہ سے ہر مسلمان غمگین تھا۔ راستہ قطع کرنے کے بعد یہ فوج ظفر موج حلب میں پہنچی۔ سپہ سالار اعظم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان سے ملاقات کی اور ان کے بخیر و عافیت پہنچنے سے آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر ان سے مانقہ فرمایا اور مرحبا کہا حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ نے آپ سے جنگ کا تمام قصہ بیان کیا۔ رومی جس قدر تہ تیغ ہوئے تھے نیز جتنے مسلمان کام آئے تھے سب آپ کو بتلائے اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری جس طرح عمل میں آئی تھی وہ بھی سب کہی۔ آپ کو حضرت عبداللہؓ کی گرفتاری سے سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا:

"اللهم اجعل له من امره فرجا و مخرجا"

بارالہا! آپ ان کے کام میں ان کے لئے کشائش اور ان کے نکلنے کے لئے کوئی سبیل کر دیجئے۔

اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے مسلمانوں کے دروں میں پہنچنے وہاں جنگ کرنے اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا۔ جب وہ خط جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں پہنچا تو آپ اسے پڑھ کر مسلمانوں کے صحیح و سلامت آنے اور ان کی فتح کے باعث خوش ہوئے۔ مگر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری پڑھ کر آپ کو بہت ملال ہوا اور آپ نے ان کا بے حد رنج کیا کیونکہ آپ کو ان سے بہت ہی زیادہ محبت تھی۔ پھر آپ نے فرمایا رسول اللہؐ کے عیش اور آپ کی بیعت کی قسم! میں ہرقل کو ایک خط لکھوں گا کہ وہ عبداللہ بن حذافہؓ کو چھوڑ دے اگر اس نے انہیں چھوڑ دیا تو خیر ورنہ میں خود اس پر فوج کشی کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے اسے حسب ذیل تہدید نامہ لکھنا شروع کیا:

حضرت امیر المومنینؓ کا ہرقل کے نام مکتوب

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جنہوں نے نہ کسی کو اپنا مصاحب بنایا اور نہ بیٹا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رحمت کاملہ ان کے نبی اور رسول محمد علیہ السلام پر۔ یہ خط خدا کے غلام امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے ہے۔ امابعد! جس وقت تمہیں میرا خط ملے اسی وقت اپنے قیدی یعنی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو اگر تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو مجھے تمہاری ہدایت کی امید ہے اور اگر انکار کیا تو میں ایسے آدمیوں کی فوج تیری طرف مرتب کر کے روانہ کروں گا کہ جنہیں ذکر اللہ سے نہ تجارت روکتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔" والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

آپ نے اسے لکھ کر ملفوف کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس بھیج دیا کہ اسے ہرقل کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ آپ نے ایک معاہدی شخص کو بلا کر اسے اجرت دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ اسے لے کر ہرقل کے پاس چلے جاؤ۔ معاہدی قسطنطنیہ گیا اور وہاں جا کر درباریوں سے کہا کہ میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔ حاجبوں اور درباریوں نے ہرقل کو خبر دی کہ عربوں کا ایلچی آیا ہے اس نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ کس کا خط ہے؟ اس نے کہا شہنشاہ عرب حضرت امیر المومنین کا۔ بادشاہ نے لے کر اسے پڑھا اور

خادموں سے کہا کہ ایلچی کو حفاظت سے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ہرقل سے گفتگو

کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی ؓ کو اپنے پاس بلایا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی ؓ کا بیان ہے کہ میں ہرقل کے پاس گیا سرداران روم اور افسران فوج اس کے گرد حلقہ کیے بیٹھے تھے۔ اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا قبیلہ قریش کا ایک مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کیا اپنے نبی کے گھرانے اور خاندان سے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے تمہارا نکاح کر دوں اور اپنے خاص مصاحبین میں داخل کر لوں۔ میں نے کہا اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے دین اور اس طریقہ کار کو جسے حضور اکرم ؐ لائے ہیں کبھی قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا تم ہمارے دین کو قبول کر لو میں تمہیں اتنا مال اور اس قدر باندیاں دوں گا۔

اس کے بعد اس نے جواہرات سے بھرا ہوا ایک طشت منگوایا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ سب جواہرات دے دوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مجھے اپنی اور اپنی تمام قوم کی بادشاہت بھی بخش دے تب بھی میں کبھی اسلام سے نہ پھروں۔ اس نے کہا گر تم ہمارے دین میں داخل نہ ہوئے تو میں بری طرح تمہیں قتل کروں گا۔ میں نے کہا گر تو میرا بند بند بھی علیحدہ کر دے گا اور آگ میں بھی جلا دے گا تب بھی میں مذہب کو ترک نہیں کروں گا اور جو کچھ کرنا ہے اب کر گزر۔

یہ سن کر وہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا اچھا اگر چھوٹنا چاہو تو اس صلیب کو سجدہ کر لو میں چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا نہیں تو پھر سور کا گوشت کھا لو تب چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا حاشاءاللہ میں کبھی نہیں کھا سکتا۔ اس نے کہا یہ بھی نہیں تو شراب کا ایک گھونٹ بھر لو۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں کبھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم تمہیں زبردستی کھانا پڑے گا اور پینا بھی اس کے بعد میرے متعلق اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے اس کے پاس سور کا گوشت اور شراب رکھ دو۔ جب بھوک پیاس لگے گی خود اسے کھائے پئے گا۔ غلاموں نے ایک مکان میں وہ گوشت اور شراب رکھ کر مجھے بند کر دیا اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کی رہائی

عامر بن سہیل نے یوسف بن عمران سے انہوں نے سفیان بن خالد سے انہوں نے ثقہ اور معتبر راویوں سے روایت کی ہے کہ انطاکیہ کی ہزیمت کے بعد قسطنطنیہ میں جا کر ہرقل اس دہشت کی وجہ سے جو اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی چند ہی دنوں میں مر گیا تھا بلکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر مرا تھا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کے ساتھ یہ گفتگو اس کے بیٹے نسطیوس (اور روایات دیگر قسطنطین) نے جس کا لقب بھی ہرقل [1] ہی تھا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ میں تین دن تک اس مکان میں بند رہا چوتھے روز مجھے پھر اس نے اپنے پاس بلایا اور غلاموں سے کہنے لگا کہ اس نے اس گوشت اور شراب کو کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا وہ تمام جوں کے توں موجود ہیں۔ اس کے وزیر نے کہا

[1] بادشاہان روم کا لقب بھی ہرقل تھا۔

ایہا الملک! یہ شخص اپنی قوم کا شریف معلوم ہوتا ہے ذلت کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ آپ جو کچھ اس کے ساتھ سلوک روا رکھیں گے وہی مسلمان ہمارے ان قیدیوں کے ساتھ بھی کریں گے جو ان کے ہاتھ پڑ جائیں گے۔

ہرقل نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم نے اس گوشت کو کیا کیا۔ میں نے کہا وہ اسی طرح رکھا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے کہا تم نے اسے کیوں نہیں کھایا۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے اور اگرچہ تین دن کے فاقہ کے بعد ہمیں کھانے کی اجازت دے دی ہے مگر میں نے ملحدوں کے طعن و تشنیع کی وجہ سے اسے چوتھے دن بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

ہرقل کا بارگاہ خلافت میں ہدیہ روانہ کرنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا تہدید نامہ ملا تو اس نے اسے پڑھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو بہت سا مال اور کپڑے دیئے نیز جناب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کے واسطے ایک بیش قیمت موتی (لؤلؤ) ہدیۃً پیش کیا اور ایک دستہ کی حفاظت میں آپ کو پہاڑوں کے دروں تک پہنچا دیا یہاں سے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ حلب میں تشریف لائے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ جب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر المومنینؓ آپ کو دیکھ کر سجدۂ شکر میں گر پڑے اور آپ کو باسلامت واپس آنے کی مبارکباد دی۔ آپ نے بارگاہ معلیٰ میں ہرقل کا موتی پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروقؓ نے مدینہ طیبہ کے سوداگروں اور تاجروں کو بلا کر اس کی قیمت دریافت کی۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم نے ایسا موتی آج تک نہیں دیکھا اس لئے اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب کو یہ عنایت فرمایا ہے تو آپ اسے رکھیں۔ خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ اس میں آپ کے لیے برکت مرحمت فرمائیں گے۔ آپ نے مسجد نبوی میں تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور جس وقت وہ جمع ہو گئے تو آپ نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر انہیں مخاطب کر کے فرمایا: لوگو! رومی کتے نے میرے واسطے یہ موتی بطور ہدیہ کے بھیجا ہے اور مسلمانوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین اللہ پاک جل جلالہ جناب کے لیے اس میں برکت فرمائے' آپ نے فرمایا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اگرچہ تم لوگوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے مگر مسلمانوں میں سے جو حضرات یہاں موجود نہیں ہیں بلکہ کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے ہیں نیز مہاجرین وانصار اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی وہ اولاد جو اب تک شکم مادر اور پشت پدر میں ہے ان سے کس طرح اجازت لوں گا۔ خدا کی قسم! عمر میں اتنی طاقت نہیں ہے جو قیامت میں ان کے مطالبہ کا جواب دے گا۔ اس کے بعد آپ نے اسے فروخت کر ڈالا اور اس کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دی۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انطاکیہ صلح کے ذریعہ سے فتح کر لیا اور حضرت میسرہ بن مسروق عبسیؓ جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر آئے ہیں دروں سے واپس آئے تو آپ حلب ہی میں حضرت عمرو بن عاصؓ کے انتظار میں مقیم ہو گئے کہ دیکھئے وہاں کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ واقدیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ثقات لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اہل معرات کفر وطاعت قاہر اور وہ جبل ابو قبیس جو ملک شام میں واقع ہے نیز اس کے نزدیک کے تمام قلعے اور شہر مسلمانوں نے فتح کر لیے تھے۔

ایک گاؤں میں چند مسلمانوں کا غلطی سے شراب پی لینا

حضرت عمرو بن عاصؓ کے ساتھ مسلمانوں کا پانچ ہزار کا لشکر جس میں جناب حضرت عبادہ بن صامت' عمرو بن ربیعہ' بلال بن حمامہ اور ربیعہ بن عامرؓ بھی شامل تھے قیساریہ کی طرف گیا تھا۔ حضرت سبیع بن حمزہ حرانیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت عمرو بن عاصؓ کے اس لشکر میں شامل تھا۔ جو آپ کے ساتھ قیساریہ پر تیغ زنی کرنے گیا تھا۔ جب ہم شام کے دیہات میں سے ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو جاڑا سخت پڑ رہا تھا۔ میں نے وہاں انگور تلاش کیا تو اس گاؤں کے اندر ایک گھر میں انگور کے درخت پر چند خوشے لٹکے اور ہلتے ہوئے دیکھے۔ یہ انگور بڑی قسم کے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک خوشہ لے کر کھالیا۔ اس خوشے کی ٹھنڈک کی وجہ سے مجھے جاڑہ چڑھ آیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان ملعونوں کا برا کریں۔ ان کا ملک سرد اور انگور ٹھنڈے اور پانی برف ہے لیکن ان شہروں کی سردی ہمیں ہلاک نہ کر دے۔ گاؤں کے ایک آدمی نے بھی یہ میری بات سن لی اور اس غرض سے کہ میں اسے کچھ نہ کہوں خوشامد کے طور سے وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا برادر عربی! اگر یہاں کے انگور ٹھنڈے معلوم ہوتے ہیں تو یہاں کا پانی پیو۔

یہ کہہ کر وہ ہمیں ایک بڑے مٹکے (خم) کے پاس جس میں شراب بھری ہوئی تھی لایا۔ میں نے نیز یمنی عربوں کی ایک جماعت نے اسے پانی سمجھ کر پی لیا۔ اس کے نشے کی وجہ سے ہم سب لڑکھڑاتے اور مستوں کی چال چلتے ہوئے لشکر میں آئے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے کسی سے سن لیا اور آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حسب ذیل حکم نامہ آپ کے پاس لکھ کر روانہ کیا۔

''حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ جس شخص نے شرب پی لی اس پر شراب کی حد واجب ہوگئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جیسا کہ اس کے متعلق حکم فرمایا ہے تم اس کے بموجب بغیر کسی لومتہ لائم کی پرواہ کیے ان لوگوں پر اللہ کے حدود جار کر دو۔''

یہ حکم نامہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے نیز ان لوگوں کو جنھوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی بلا کر درے (تازیانے) مار دیئے۔ مجھے ان کی تکلیف ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! جس کافر نے ہمیں شراب کا خم بتلایا تھا کہ وہاں جا کر ہم نے شراب پی لی اور ہم پر حد جاری ہوگئی میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر میں نے تلوار ہاتھ میں لی اور اس گاؤں میں گیا اور اسے تلاش کرنے لگا۔ جب میری نگاہ اس پر پڑی تو میں تلوار میان سے نکال کر اس کی طرف دوڑا۔ وہ مجھے اس طرح اپنی طرف آتا دیکھ کر پشت دے کر بھاگا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا وہ بھاگتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ آخر میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ میں نے کہا کمبخت! تو نے ہمیں ایک ایسی چیز بتلا دی جس کے پی لینے سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ خفا ہوتے ہیں اور میں نے اس کی وجہ سے بہت زیادہ چوٹ کھائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم پر حرام ہے۔ حضرت سبیع بن حمزہؓ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے آواز دی اور فرمایا کہ یہ شخص ہماری ذمہ داری اور امان میں ہے اس کے قتل کرنے سے احتیاط کرو۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ میرے واسطے انجیر' اخروٹ اور مویز لایا اور کہا کہ تم انہیں کھاؤ یہ تمہیں گرم رکھیں گے۔ میں نے انہیں کھایا تو وہ خوب لذیذ معلوم ہوئے۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ تیرا ستیاناس کریں میرے دڑے کھانے سے قبل تو انہیں لے کر کہاں چلا گیا تھا۔

واقدیؒ کہتے کہ حضرت سبیع بن حمزہؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ ہم یہاں سے چل کر ایک دوسرے گاؤں میں جس کا نام نخل تھا مقیم ہوئے۔ قسطنطین بن ہرقل کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اس کے

باپ کے لشکر میں سے جو لوگ ہزیمت کھا کر بھاگے تھے انہوں نے اس کے پاس پناہ لی تھی اور اس طرح اس کے لشکر کی تعداد اسی ہزار (۸۰۰۰۰) کے قریب پہنچ گئی تھی اس نے ایک نصرانی عرب کو بلا کر ہمارے لشکر کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ عربوں کے لشکر میں پہنچ کر ان کی تعداد اور ارادہ معلوم کر کے میرے پاس لوٹ آئے۔ وہ جاسوس ہمارے لشکر میں آیا اور تمام لشکر میں چکر لگاتا ہوا یمن کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے اپنے درمیان میں آگ جلا رکھی تھی اور اس کے گرد بیٹھے سینک رہے تھے۔ یہ جاسوس ان کی طرف مڑا اور ان کے پاس بیٹھ کے ان کی گفتگو سنتا رہا۔ جب چلنے کے ارادہ سے اٹھنے لگا تو اپنے دامنمیں الجھ کر گر پڑا۔ جلدی میں اس کی زبان پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے صلیب کے الفاظ جاری کرا دیئے۔

اہل یمن نے جب اس کے یہ الفاظ سنے تو فوراً سمجھ گئے کہ رومیوں کا کوئی جاسوس ہے۔ یہ خیال کرتے ہی وہ فوراً اس کی طرف جھپٹے اور جست کر کے ایک تلوار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس سے تمام لشکر میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ شور وغل سنا تو اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ لوگوں نے آپ سے جاسوس کے آنے اور اس کے قتل کرنے کا قصہ بیان کیا۔ آپ کو اس سے سخت غصہ آیا اور آپ نے اہل یمن کو بلا کر ان سے کہا کہ تمہیں کس نے اس کے قتل کو کہا تھا۔ اگر تم اسے میرے پاس لاتے تو میں اس سے رومیوں کی کچھ خبریں دریافت کرتا نیز نہ معلوم ہمارے لشکر میں کتنے جاسوس ہوں گے۔ ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا ہماری طرف سے جاسوسی کا کام کرنے لگیں کیونکہ قلوب باری تعالیٰ جل مجدہٗ کے قبضہ واقتدار میں ہیں وہ جس طرف چاہیں انہیں پھیر دیں۔ اس کے بعد آپ نے لشکر میں منادی کرا دی کہ اگر کسی کو کوئی مسافر یا جاسوس مل جائے تو وہ اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔

قسطنطین کی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرنا

کہتے ہیں کہ جب قسطنطین کو انتظار کرتے کرتے دیر ہو گئی تو سمجھ گیا کہ جاسوس قتل ہو گیا ہے۔ اس نے ایک دوسرا جاسوس خبر لانے کے لیے ہمارے لشکر میں روانہ کر دیا اور وہ اس گاؤں میں آیا مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا اس کا اندازہ لگایا اور جا کر بادشاہ کو خبر کر دی کہ میں ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو کر اس کا اندازہ لگا آیا ہوں وہ پانچ ہزار سوار ہیں مگر تمام کے تمام شیر کی طرح حملہ آور بہت بڑے کرگس کی طرح شکار کرنے والے معلوم ہوتے ہیں۔ نیز ان کے چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت کو مال غنیمت اور زندگی کو نادانی خیال کرتے ہیں۔

قسطنطین یہ سن کر کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) صلبان، انجیل اور قربان کی قسم میں مقدور بھر ان سے ضرور قسمت آزمائی کروں گا اور جہاں تک ممکن ہوگا ان سے خوب دل کھول کر لڑوں گا۔ اس میں دو ہی باتیں ہیں یا تو اپنی مراد کو پہنچوں گا یا خیر کے ساتھ موت کے ہم آغوش بنوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوج اور سرداران فوج کو جمع کر کے ایک چاندی کا نشان جس کے سر پر سونے کی سرخ صلیب تھی بنایا اور اپنے ایک سردار کو جس کا نام بکلاکون تھا اور جو اس کے تمام لشکر کا کمانڈر انچیف سپرد کر کے اس کی ماتحتی میں دس ہزار مسلح اور بہادر فوج دے کر اس سے کہا کہ تو میرے لشکر کا ہراول ہے۔ اس لشکر کو لے کر آگے آگے چل اور عربوں کے پاس پہنچ جا۔ یہ اس دس ہزار فوج کو لے کر ادھر چل پڑا۔ اس کے بعد اس نے ایک صلیبی نشان بنایا اور ایک دوسرے فوجی افسر کے جس کا نام جرجیس بن باکور تھا سپرد کر کے اس کی ماتحتی میں بھی دس ہزار فوج دی اور اس سے بھی اس پہلے سردار کے پیچھے پیچھے چلنے کو کہا۔ اگلے روز اپنے چچازاد بھائی قسطاس کو دس ہزار فوج دے کر قیساریہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود بھی باقی ماندہ فوج لے کر ادھر چل پڑا۔

بشار بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ ہم اس نخل گاؤں میں تھے کہ دفعتاً وہ پہلا سردار دس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلے کو پہنچا۔ ہم نے اسے دیکھ کر اس کی فوج کا اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کے قریب ہے ہم اپنے دل میں بہت خوش ہوئے اور ہم نے آپس میں کہا کہ ہم پانچ ہزار ہیں اور ہمارا دشمن دس ہزار کی تعداد میں گویا ایک آدمی کے مقابلہ میں محض دو دو آتے ہیں۔ ابھی ہم یہ تذکرہ کر ہی رہے تھے کہ دوسرے سردار کی ماتحتی میں ہمیں دس ہزار فوج اور آتی ہوئی دکھائی دی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا لوگو! یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ جو شخص اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اور یوم آخرت کی ملاقات کا ارادہ کر لیتا ہے وہ شخص دشمن کی کثرت اور ان کی کثرت کمک سے کبھی نہیں گھبراتا کیونکہ جہاد کا اجر وثواب سب چیزوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے راستے میں کافروں کی صفوں کے اندر شہید ہو جانے سے اور زیادہ فخر کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جنت کے باغوں میں اقسام اقسام کے پھل اور میوے کھائے گا اور اللہ جل جلالہ کی رحمت کاملہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

''جو لوگ اللہ کی راستے میں شہید کر دیئے گئے انہیں مردہ شمار نہ کرو بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔''

اگر تم اس جاسوس کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے تو میں ان فوجوں کے متعلق اس سے کچھ دریافت کر لیتا کہ وہ کتنی ہے۔ ہم نے حتی المقدور احتیاط سے کام لیا ہے لیکن اللہ عزوجل کا امر کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے افسران فوج کو مجتمع کر کے بطور مشورہ کے ان سے فرمایا کہ میری رائے میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں کہلا بھیجوں کہ ہمارے مقابلہ میں چونکہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ہماری کمک کے لیے کچھ فوج روانہ کر دی جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا لوگو! امین الامت کی خدمت میں آپ حضرات کے اندر سے کون شخص جائے گا؟ اللہ غالب و بزرگ و برتر پر اس کا اجر ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ ہماری کمک کے لئے فوجیں جیسا کہ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کی مدد کے لئے جو آج کل قنسرین [1] کا محاصرہ کئے پڑے ہیں بھیجی تھیں روانہ کر دیں۔ حضرت ربیع بن عامر ؓ نے کہا یا عمرو! اللہ کا نام لے کر اور ان پر

---

[1] یہاں یا تو مصنف سے تسامح ہو رہا ہے کہ یا کچھ میرا ہی دماغ مختل ہو رہا ہے واللہ اعلم بالصواب۔ کچھ عبارت وسیاق وسباق سے پتہ نہیں چلتا کیونکہ مصنف نے فتح بیت المقدس کے بعد یہ لکھا تھا کہ حضرت امیر المومنین نے بیس ہزار فوج حضرت ابوعبیدہ ؓ کی ماتحتی میں دے کر حلب کی طرف انہیں روانگی کا حکم فرمایا تھا اور پانچ ہزار حضرت عمرو بن عاص ؓ کے نشان کے نیچے دے کر انہیں مصر کے متعلق فرمایا تھا نیز پانچ ہزار حضرت یزید بن ابو سفیان کو مرحمت ہوئی تھی اور انہیں قیساریہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا اور جب یہ قیساریہ پہنچے تھے تو قیساریہ میں چونکہ قسطنطین کی اسی ہزار فوج تھی اس لئے انہوں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں کمک کے لئے تحریر کیا تھا اور دربار خلافت سے امیر المومنین نے حضرت ابوعبیدہ ؓ کو ان کی کمک کے لئے لکھا تھا اور آپ نے تین ہزار فوج ان کی کمک کے لئے روانہ کر دی تھی۔ گویا سیاق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ قیساریہ پر حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ گئے تھے اور آپ کے پاس کمک کی فوج پہنچ کر آٹھ ہزار فوج ہو گئی تھی اور اب مصنف یہ کہہ رہا ہے کہ قیساریہ پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے تھے اور حضرت یزید بن ابوسفیان قنسرین کا محاصرہ کئے ہوئے تھے نیز آگے چل کر سباق میں یہ کہتا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص نے حضرت زید کو دو ہزار فوج دے کر شہر صور کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا تھا مگر خیر اس کا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص مصر پر ابھی نہیں گئے تھے بلکہ یہ دونوں حضرات قیساریہ پر ہی آ گئے تھے اور اس کی فتح کے بعد پھر دونوں حضرات مصر پر گئے تھے جیسا کہ فتوح المصر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ مگر پھر مصنف کا تسامح اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ جب یہ دونوں حضرات قیساریہ پر تشریف لے گئے تھے تو پھر دس ہزار فوج ان کے پاس ہوئی پانچ ہزار نہ ہوئی۔ حضرت یزید کا کمک کو لکھنا' تین ہزار کا آنا آٹھ ہزار ان کے پاس ہو جانا سب غلط ہو گیا کیونکہ اس طرح تیرہ ہزار ہو گئی۔ پھر اگر ان میں سے دو ہزار فوج

بھروسہ کر کے آپ ہمیں لڑنے کا حکم دے دیں اور آپ کسی بات کی فکر نہ کریں کیونکہ جب ہم تھوڑے سے تھے اور ہماری تعداد بہت ہی کم تھی اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہماری اکثر مقامات میں مدد فرمائی تو کیا آج وہ ان باقی کافروں پر ہمیں فتح نہ بخشیں گے حالانکہ وہ بہت بڑے کارساز غلبہ دینے والے اور قادر ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت ربیعہ بن عامرؓ کی رائے پر قناعت فرمائی اور کہا کہ خدا کی قسم تم نے بالکل سچ کہا۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو جنگ کے واسطے تیار ہونے کے لیے فرمایا۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے تہلیل و تکبیر کے نعرے بلند ہوئے اور حضور پرنور آقائے دو جہاں محمدؐ پر درود شریف بھیجا۔ پہاڑوں' ٹیلوں' چٹیل میدانوں' پتھر کی چٹانوں' درختوں اور روئے زمین کی کل چیزوں نے مسلمانوں کی اللہ اکبر کا جواب دیا اور (بزبان حال) کہا الٰہی! اور اے ہمارے مولا و معبود ہم موحدوں کی آواز اور توحید کے نعرے بلند ہوتے ہوئے سن رہے ہیں۔ اہل تمجید و تحمید کے چہرے دیکھ رہے ہیں اور آپ کا ذکر خیر ان کی زبان پر جاری ہے وحوش و طیور کو مسلمانوں کے نعرے سن کر وجد آ گیا اور وہ اپنے مولیٰ اور معطی کا ان نعمتوں پر جو انہیں باری تعالیٰ جل مجدہ نے عنایت کی ہیں شکریہ ادا کرنے لگے۔ درندے اور بہائم اپنے رازق اور پروردگار کے سامنے سربسجود ہو کر تسبیح میں مشغول ہو گئے اور فضائے آسمان میں کھڑے ہو کر ایک ہاتف نے دنیا کی کل چیزوں کو مخاطب کر کے کہا پہاڑوں' معمورۂ زمین' فلزات اور دریاؤں میں اپنے رب کریم کی اکثر مخلوق تسبیح و تہلیل میں منہمک رہتی ہے اور اکثر چیزیں اسی کے نغمے گا گا کر اپنی عمر مستعار کو پورا کر دیتی ہیں۔

فضائے آسمانی کی آوازیں سن کر مشرکین کا لشکر لرزہ براندام ہو گیا اور معمورۂ زمین کی کل مخلوقات کی آواز سن کر تھر تھر کانپنے لگا۔ زمین پاؤں تلے سے نکل گئی اور قلوب مسلمانوں کی ہیبت سے پر ہو گئے۔ قسطنطین نے یہ آواز سنی اور مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھا تو پہلے سے دوگنی زیادہ نظر آئی اور کہنے لگا خدا کی قسم! جب میں یہاں آیا تھا یہ پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور اب ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان کی ملائکہ سے مدد فرمائی ہے۔ میرا باپ ہرقل نہایت دور اندیش اور دانا بینا آدمی ہے جس نے عربوں کو پہلے ہی پرکھ لیا تھا۔ میرا یہ لشکر باہان ارمنی کے اس لشکر سے زیادہ نہیں ہے جو وہ یرموک کے میدان میں ان کے مقابلہ پر لے گیا تھا کیونکہ اس کا لشکر دس لاکھ تھا اور میرا اس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ میں نے ان کے مقابلے میں نکل کر بڑی حماقت کی اور مجھے بہت بڑی ندامت اٹھانی پڑی۔ میں بہت جلدی کوئی حیلہ کر کے ان کے مقابلے سے پیچھے لوٹ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر اس نے ایک بشپ کو جو قیساریہ میں نہایت عظیم القدر اور عالم شخص تھا بلایا اور کہا کہ آپ سوار ہو کے ان عربوں کے پاس چلے جاؤ نہایت احسن طریقے سے ان کے ساتھ گفتگو کرو اور کہو کہ شاہزادہ آپ حضرات میں سے ایک فصیح و بلیغ جری اور شریف النسل شخص کو بلاتا ہے۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت یزید لے کر شہر صور پر چلے گئے تو گیارہ ہزار یہاں باقی رہی۔ گیارہ ہزار کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کا قسطنطین کی پہلی دس ہزار فوج کو دیکھ کر یہ کہنا کہ یہ دس ہزار ہیں اور ہم پانچ ہزار ایک ایک کے مقابلہ میں محض دو آتے ہیں غلط ہوا۔ پھر اس وقت حضرت عمرو کا صلاح کرتے ہوئے یہ کہنا کہ جیسے حضرت زید کی کمک اسی طرح ہماری مدد بھی شاید کریں غلط ہو کیونکہ جب یہ بھی آپ کے ساتھ قیساریہ میں تھے تو ان کی بھی مدد ہوئی نیز صلاح کے وقت ان کا یہ فرمانا کہ حضرت زید اس وقت قنسرین کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں غلط ہے کیونکہ قنسرین پہلے فتح ہو چکا ہے ہاں صور کا محاصرہ البتہ کہتے تو یہ صحیح تھا۔ ممکن ہے کتابت کی غلطی ہو مگر ہر نسخہ میں یہی ہے واللہ اعلم بالصواب۔ شبیر احمد انصاری مترجم ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ ہجری

کہتے ہیں کہ اس نے سیاہ دیباج کے کپڑے پہنے' بالوں کی ایک ٹوپی سر پر لگائی اور سبز خچر پر سوار ہو کر جواہر کی ایک صلیب ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کی طرف چلا اور لشکر کے قریب پہنچ کر ایک ایسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں سے مسلمان اس کی آواز سن سکتے ہوں کہنے لگا معاشر العرب! میں قسطنطین بن ہرقل کا قاصد ہوں اس نے آپ کی خدمت میں مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں آپ سے اس کا یہ پیغام پہنچادوں کہ آپ حضرات ایک فصیح' جری اور دلاور شخص کو میرے پاس روانہ کر دیں۔ خدا کی قسم وہ صلح چاہتا ہے اور فساد و خون ریزی کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے دین کا عالم ہے اور امور دنیاوی میں نہایت دور اندیش ہے۔ مفت میں خون بہانا اور ملک میں فتنہ وفساد کرنے سے اسے سخت نفرت ہے۔ تم بھی ہم پر ظلم و جور نہ کرو کیونکہ ظالم مغلوب کیا جاتا ہے اور مظلوم کی مدد ہوا کرتی ہے۔ مسیح ؑ نے ہمارے واسطے یہ حکم فرمایا ہے کہ ظالم و جابر کے سوا کسی سے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ رحیم قسطنطین پسر ہرقل یہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے اندر سے کسی فصیح اور مضبوط دل شخص کو یہاں بھیج دیجئے مگر وہ شخص شریف النسل ہو۔ یہ کہہ کر یہ چپکا کھڑا ہو گیا۔

کہتے ہیں جب حضرت عمرو بن عاص ؓ نے اس کی یہ گفتگو سنی تو مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا لوگو! اس خطنہ نا بریدہ شخص نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے سنا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ خوشنودی حاصل کرنے۔ رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے اور سگ رومی جو کچھ کہے گا اسے معلوم کرنے آپ حضرات میں سے کون شخص جائے گا۔ حضرت بلال بن حمامہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن جو نہایت سیاہ فام دراز قد تھے اور جن کی سیاہی میں دمک تھی اور جن کی دونوں آنکھیں انگاروں کی طرح چمکا کرتی تھیں اور بیر بہوٹی کی طرح سرخ رہا کرتی تھیں نیز جو نہایت بلند آواز تھے اٹھے اور کہنے لگے یا عمرو! اس کے پاس میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بلال! تمہیں رسول اللہ ﷺ کے غم نے بہت شکستہ حال کر دیا ہے نیز تم عربی نہیں بلکہ حبشی ہو اور عربوں کی گفتگو نہایت فصیح مسجع اور مقفی ہوا کرتی ہے۔ حضرت بلال ؓ نے کہا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی قسم! آپ مجھے ہی اجازت دیں تا کہ اس کے پاس میں ہی جاؤں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے بہت بڑی قسم دے دی بہت اچھا تم ہی جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اعانت طلب کرو۔ بات کرنے میں اس سے مطلق نہ جھجکو۔ فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرو اور شریعت اسلام کی بڑائی بیان کرو۔ حضرت بلال ؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حضرت بلال ؓ کا بطور قاصد روانہ ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت بلال ؓ سال کے پورے کی طرف نہایت قد آور اور ڈیل ڈول میں بلند تھے۔ آپ کے دونوں شانے بہت چوڑے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ قبیلہ شنوءہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی شخص دیکھتا تھا تو آپ کے عظیم الخلقت ہونے کی وجہ سے ڈر جاتا تھا۔ اس روز آپ کے شام کے بنے ہوئے سفید کپڑے کی قمیض پہن رہے تھے سر پر اونی عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپ نے تلوار حمائل کی۔ توشہ دان شانے پر رکھا' عصا ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں کے لشکر سے نکل کر ادھر چلے۔ بشپ نے آپ کو دیکھ کر ذلیل خیال کیا اور دل میں کہنے لگا کہ ان عربوں کی آنکھوں میں ہم بہت حقیر ہیں جو انہوں نے ہمارے پاس ہمیں حقیر سمجھ کر اس غلام کو بھیجا ہے۔

اس کے بعد آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے غلام! تم اپنے آقا کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ بادشاہ تمہارے سردار کو بلاتا ہے تا کہ اس کے ساتھ کچھ گفت وشنید کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بلال ہوں تمہارے بادشاہ کے کسی سوال کے جواب دہی سے عاجز نہیں ہونے کا۔ اس نے کہا اچھا میں بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دوں تم یہیں کھڑے رہو۔ یہ کہہ کر یہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا ایہا الملک! آپ سے گفتگو کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ایک غلام کو بھیجا ہے۔ اس سے آپ خود

اندازہ کرلیں کہ ان کی آنکھوں میں ہماری قدر و منزلت کا کیا حال ہے۔ غلام جو انہوں نے روانہ کیا ہے نہایت سیاہ فام دراز قامت اور ڈیل ڈول کا بہت بھاری ہے۔ اس کے بعد اس نے آپ کی ایسی صفات بیان کیں کہ جس سے اس کے دل میں آپ کی طرف سے خوف بیٹھ گیا اور ان سے کہا کہ تو ان کے پاس پھر جا اور یہ کہہ کہ نصرانی بادشاہ نے گفت وشنید کرنے کے لئے آپ کے سرداروں میں سے ایک سردار کے متعلق کہا تھا اور آپ نے ایک غلام کو بھیج دیا۔ ترجمان پھر حضرت بلال ؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے سیاہ فام شخص بادشاہ یہ کہتا ہے کہ ہم غلام سے بات کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارے لشکر کے سردار یا امیر سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بادل نخواستہ واپس چلے آئے اور حضرت عمرو بن عاص ؓ کو اس کی اطلاع کی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ؐ نے کہا اے ابوعبداللہ! جب آپ تشریف لئے جاتے ہیں تو اس لشکر کو کس پر چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔ ان سے زیادہ کوئی رحیم نہیں وہ اپنی مخلوق کے لیے ارحم الراحمین ہیں لیکن پھر بھی نشان کو تم سنبھالو اور اس لشکر کی باگ ڈور میرے بعد تم اپنے ہاتھ میں رکھو۔ اگر انہوں نے بے وفائی کی اور میرے ساتھ غدر کر دیا تو اللہ پاک جل جلالہ تم پر میرے خلیفہ اور مالک ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ ؐ نے آپ کا نشان ہاتھ میں لیا اور آپ کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ اس وقت زرہ کے اوپر ان کا ایک جبہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ سر پر زرد رنگ کا یمنی عمامہ تھا جسے آپ نے شملے کے لئے پیچھے کچھ چھوڑ کر باقی کے پیچ دے رکھے تھے۔ کمر میں پٹکا تھا تلوار حمائل تھی اور نیزے کو رکاب میں مرکوز کر رکھا تھا۔ آپ اس شان وشوکت سے دشمن کی فوج کی طرف چلے اور جب اس ترجمان کے پاس جسے قسطنطین نے بھیج رکھا تھا پہنچے تو کھڑے ہو گئے۔ ترجمان آپ کو دیکھ کر ہنسا۔ آپ نے اس سے فرمایا نصرانی عیسائی تجھے کس بات پر ہنسی آئی؟ تو اس نے کہا آپ کے لباس اور اسلحہ پر جو آپ نے زیب بدن کر رکھے ہیں۔ آپ نے ان ہتھیاروں کو کیوں اپنے ساتھ لیا کیا آپ کا ارادہ وہاں لڑنے کا ہے؟ آپ نے فرمایا ہتھیار تو عربوں کا اوڑھنا بچھونا ہیں اور مخصوص لباس بھی ان کا یہی ہتھیار ہیں۔ میں نے انہیں اس غرض سے اپنے ساتھ لیا ہے کہ قوت بازو ن کا کام دیں اور اگر دشمن کچھ بے وفائی کر جائے تو اپنی جان بچانے کے ساتھ ساتھ اس کی بھی گوشمالی کر دیں۔ ترجمان نے کہا مکر وفریب عربوں کا ہی شیوہ ہے ہماری عادتوں میں داخل نہیں۔ آپ مطمئن ہو کر تشریف لے چلیں۔ یہ کہہ کر وہ بادشاہ کے پاس گیا اسے اطلاع کی اور کہا ایہا الملک! عربوں کے لشکر کے سردار آپ کے پاس آرہے ہیں اور وہ ایسا ایسا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا کہ ان سے کہہ دو کہ تشریف لے آئیں۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حضرت عمرو بن عاص ؓ کی خبر سن کر سامان درست کرنا شروع کیا تخت کو خوب آراستہ کیا۔ پادریوں اور بشپوں کو دائیں بائیں بٹھایا اور افسران فوج کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ترجمان حضرت عمرو بن عاص ؓ کے پاس پہنچا اور اس نے آپ سے کہا کہ عربی بھائی بادشاہ نے اجازت دے دی ہے آپ تشریف لائیے۔

آپ یہ سن کر آگے بڑھے گھوڑے پر سوار آپ برابر چلے جارہے تھے۔ قیساریہ کا لشکر آپ کی زیب وزینت اور لباس سے تعجب کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ بادشاہ کے خیمہ کے دروازہ پر پہنچے یہاں آپ پا پیادہ ہو گئے۔ روم کے فوجی سردار آپ کے آگے آگے ہوئے اور بادشاہ کی طرف چلنے لگے۔ اس کے قریب پہنچے تو بادشاہ کی اور آپ کی آنکھیں چار ہوئیں۔ آپ نے اسے عرب کے دستور کے موافق دعا دی۔ بادشاہ نے آپ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا مرحبا کہا نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور کہا کہ تخت پر تشریف رکھئے مگر آپ نے اس پر بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کا فرش تمہارے فرش سے بہت زیادہ پاک ہے کیونکہ

انہوں نے تمام زمین کو فرش بنا کر ہمارے لئے مباح کر دیا ہے اور اس میں ہم سب برابر ہیں۔ پھر میں اللہ کا فرش چھوڑ کر بندے کے تخت کو کیوں اختیار کروں۔ یہ کہہ کر آپ زمین پر چہار زانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزے کو اپنے سامنے رکھا اور تلوار کو بائیں ران پر رکھ لیا۔ اس کے بعد فرمانے لگے رومی بادشاہ جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اور جو کہنا چاہتے ہو کہو۔

عمرو بن عاصؓ اور قسطنطین پسر ہرقل کی گفتگو

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام عمرو ہے اور میں سادات عرب اور ارباب بیت الحرم سے ہوں جن کی لوگ تعظیم کیا کرتے ہیں اس نے کہا عمرو واقعی آپ سادات عرب اور معزز شخص ہیں لیکن اگر آپ عرب ہیں تو ہم رومی ہیں۔ ہمارے اور آپ کے مابین قرابت ہے اور ہم تم نسبت میں ملتے جلتے ہیں اور جو اشخاص نسبت میں متصل ہوا کرتے ہیں وہ آپس میں خون نہیں بہایا کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا نسب تو ہمارا دین اسلام ہے اس کے بعد نسب ہمیشہ والدین کی طرف سے لاحق ہوا کرتا ہے اور جب دو بھائی مذہب میں مختلف ہو جایا کرتے ہیں تو ان میں سے ایک کے لئے یہ حلال ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے کو قتل کر دے اور ایسی صورت میں ان کا نسب منقطع ہو جایا کرتا ہے۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہمارا تمہارا نسب ایک ہے سو یہ کس طرح؟ ہم معزز قریش ہیں اور تم رومی بچے۔ اس نے کہا یا عمرو! کیا ہمارے اور آپ کے باپ حضرت آدمؑ نہیں تھے۔ پھر نوحؑ ہوئے پھر حضرت ابراہیمؑ۔ عرب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں اور رومی حضرت عیصو بن اسحاقؑ کی اور یہ اسحاقؑ حضرت اسماعیلؑ کے بھائی تھے اور یہ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں اور بھائی بھائی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ آپس میں لڑیں اور جو ان کے بڑوں نے ان پر تقسیم کر دیا ہے اس کے اوپر آپس میں کٹ مریں۔ آپ نے فرمایا واقعی تم نے سچ کہا کہ عیصو (عیص) حضرت اسحاقؑ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسماعیلؑ ان کے چچا ہوتے تھے۔ واقعی ہم ایک باپ کی اولاد ہیں اور حضرت نوحؑ ہمارے باپ ہوتے ہیں اور حضرت نوحؑ نے ہماری آپس میں تقسیم بھی کر دی تھی مگر وہ تقسیم خوشی سے نہیں کی تھی بلکہ جب آپ اپنے صاحبزادے حام پر ناراض ہو گئے تھے تو اس وقت تقسیم معرض عمل میں آئی تھی اور یہ یاد رکھو کہ حام کی اولاد اس تقسیم سے راضی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدت دراز تک وہ برابر (اپنا حق لینے کے لیے) خونریزی کرتی رہی تھی۔ یہ زمین جس پر تم قابض ہو دراصل تمہاری نہیں ہوئی تھی بلکہ عمالقہ کی تھی جو تم سے پہلے تھے کیونکہ حضرت نوحؑ نے تمام زمین کو اپنی اولاد یعنی سام حام اور یافث پر تقسیم کیا تھا اور اپنے بیٹے سام کو یہ شام کا ملک یمن، حضرت موت، غسان اور عمان بحرین تک دے دیا تھا۔ عرب تمام کے تمام سام کی اولاد سے ہیں جو یہ ہیں۔ قحطان، طسم، جدیس (جوریس) اور عمالق اور یہ علاق بھی جہاں کہیں ہیں ابو العمالقہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ تمام کے تمام یعنی قحطان، طسم، جدیس اور عملاق جنابرہ ہیں جو شام رہتے تھے اور یہی خالص عرب ہیں کیونکہ ان سب کی زبان عربی تھی اور یہ اس زبان پر مخلوق ہوئے تھے۔ حام کو حضرت نوح علیہ السلام نے ممالک غرب اور ساحل دیئے تھے اور یافث کو مشرق و مغرب کے مابین کا حصہ بخشا تھا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زمین کا وارث کر دیتے ہیں۔ اب ہماری خواہش ہے کہ اسی پہلی ہی تقسیم پر جو حضرت نوحؑ نے فرمائی تھی از سر نو پھر عملدرآمد ہو جائے اور جو نہریں شہر زمین اور مضبوط مضبوط مکانات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ہمارے حصہ میں آ جائیں اور جو خاردار درخت پتھر اور سنگلاخ زمین ہمارے پاس ہے وہ تمہارے پاس چلی جائے۔

قسطنطین پسر ہرقل نے جب آپ کا جواب سنا تو سمجھ گیا کہ یہ شخص نہایت عقلمند آدمی ہے۔ کہنے لگا واقعی آپ نے سچ فرمایا مگر تقسیم

تو جاری ہو چکی اور اس پر عمل درآمد بھی ہو گیا۔ اب اگر تم اس تقسیم کے خلاف کرو گے تو ظالم کہلاؤ گے اور میں یہ جانتا ہوں کہ تمہیں اس کام پر برانگیختہ اور اپنے شہروں سے الگ ایک بہت بڑی کوشش نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایہا الملک! واقعی تیرا گمان بالکل صحیح ہے کہ ہمیں ایک کوشش عظیم نے تمہارے شہروں کے آنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ ہم چنے اور جو کی روٹیاں کھایا کرتے تھے مگر جب ہم نے تمہارے عمدہ عمدہ کھانے دیکھے تو ہمیں بہت لذیز معلوم ہوئے اب ہم تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک ہم تمہارے شہروں کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہیں اپنا غلام نہ بنالیں اور اس بلند درخت کے سائے تک جس کی شاخوں پر سبز سبز پتے اور عمدہ عمدہ پھل ہیں نہ پہنچ جائیں اور اگر تم نے ہمیں اس سے منع کیا یا کسی طرح کی اس میں رکاوٹ ڈالی اور زندگی میں مزہ دینے والی چیزیں جو ہم نے تمہارے شہروں کی چکھ لی ہیں ان سے باز رکھا تو یاد رکھو ہمارے پاس ایسے ایسے جانباز سپاہی موجود ہیں جن کو تم سے جنگ کا بڑا اشتیاق ہے جتنا تمہیں دنیا کی زندگی کا کیونکہ وہ موت' آخرت اور جنگ کے خواہاں ہیں اور تم زندگی کے۔

یہ سن کر قسطنطین پسر ہرقل چپ ہو گیا اور اسے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ اپنی قوم کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ عربی اپنے قول میں بالکل سچا ہے۔ کنیسون' قربان' مسیح (علیہ السلام) اور صلبان کی قسم! ان کے مقابلہ میں ہم بالکل نہیں ٹھہر سکتے۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نصیحت کرنے کا یہ اچھا موقع دیکھا اور میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاشر الروم! جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ پاک عزوجل نے وہ چیز تمہارے پاس پہنچا دی ہے اگر تمہارا یہ منشاء ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے شہر بھی پاس رہیں تو تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے معتقدات اور اقوال کی تصدیق کر لو۔ کیونکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سچا اور پکا مذہب محض مذہب اسلام ہی ہے۔ لہٰذا کہو کہ **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ**۔

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا عمرو! ہمارے باپ دادا اسی مذہب پر مر گئے ہیں ہم اپنے مذہب سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا اگر اسلام اچھا نہیں لگتا تو ذلیل ہو کر اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا میں اسے بھی منظور نہیں کر سکتا کیونکہ رومی ادائے جزیہ کے لیے کبھی میری اطاعت نہیں کر سکتے۔ میرے باپ ہرقل نے انہیں جزیہ کے لیے پہلے ہی کہا تھا مگر انہوں نے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے امکان میں جہاں تک تھا میں نے تمہیں ڈرا اور سمجھا لیا اور حتی الامکان کوشش کر لی کہ تم کسی طرح خون ریزی سے بچے رہو مگر تم کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ اب ہمارے تمہارے درمیان محض تلوار حکم ہے اور بس اس کے سوا اب کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے تمہیں ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں تمہاری نجات کا طریقہ مضمر تھا مگر تم نے اس سے انکار کیا۔ میری دعوت کو اس طرح مسترد کر دیا جیسا کہ تمہارے باپ عیصو نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے پہلے اپنے بھائی یعقوب سے اپنی قرابت کا خیال نہیں کیا تھا۔ تم خیال کرتے ہو کہ ہم تمہارے نسب میں قریب ہیں لیکن میں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے سامنے تم سے نیز تمہاری قرابت سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ تم رحیم و کریم ہستی کے ساتھ کفر کرتے رہے ہو اور اس پر پوری طرح ایمان نہیں لاتے۔ تم عیصو بن اسحٰق ؑ کی اولاد ہو اور ہم حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم ؑ کی اور اللہ پاک جل جلالہ وعم نوالہ نے ہمارے حضور اکرم ﷺ کو حضرت آدم ؑ سے لے کر آپ کے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کی صلب مبارک تک خیر الانساب (عمدہ اور بہترین نسب والے) بنایا ہے اور آپ کے نسب میں ذرہ برابر فرق نہیں ڈالا۔ اول سب سے پہلے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد کو دنیا میں مفخر بنایا اور انہیں عربی زبان کی تعلیم دی۔ تمام عرب انہی کی اولاد سے ہیں اور حضرت اسحاق ؑ کو ان کے والد ماجد ہی کی زبان پر برقرار رکھا۔ پھر عرب کنانہ کو فضیلت بخشی پھر کنانہ میں قریش کو مکرم

فرمایا۔ پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبدالمطلب کا انتخاب کیا اور سب کے بعد ہمارے آقا و مولا جناب محمدؐ کو بنی عبدالمطلب میں سے سرفراز کیا اور آپؐ کو رسول بنایا نبوت مرحمت کی اور وحی دے کر آپ کی چوکھٹ پر حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں دنیا کے مشرق و مغرب میں پھرا مگر آپ سے زیادہ افضل اور مکرم کسی کو نہ دیکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم)

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر مبارک سن کر رومیوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ان کے دلوں میں ہیبت طاری ہو گئی اور قلوب تھر تھر کانپنے لگے۔ قسطنطین بن ہرقل کے دل میں خوف گھر کر گیا اور وہ کہنے لگا کہو واقعی آپ نے سچ کہا۔ انبیاء علیہم السلام قوم کے معزز خاندان میں ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا یا عمرو! کیا تمہارے ساتھیوں میں کوئی اور بھی تمہاری طرح اتنا حاضر جواب ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے تمام ہمراہی ایسے ہی ہیں بلکہ اگر میرے بجائے تم سے وہ گفتگو کریں تو اس وقت تم پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ میں تو بعض کا ان میں سے مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میری رائے میں تو یہ محال ہے کہ تم سا حاضر جواب تمہارے لشکر میں کیا تمام عرب میں بھی ہو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر بادشاہ چاہے گا تو میں اوروں کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آؤں گا۔ میرے قول کی تصدیق بادشاہ کے سامنے پھر خود ہو جائیگی۔ یہ کہہ کر آپ جست بھر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور پویہ مار کے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ مسلمانوں نے آپکو دیکھ کر درگاہ وحدانیت میں شکر ادا کیا اور یہ تمام رات پہرہ دے کر کاٹ دی۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور ارشاد کیا کہ لڑائی کیلئے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ مسلمان یہ سنتے ہی سوار ہو کے صف بندی کرنے لگے اور منظم ہو کر کھڑے ہو گئے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جنگ قیساریہ کے دن قسطنطین نے اپنی فوج کو تین صفوں پر منقسم کیا تیر اندازوں کو آگے اور میمنہ اور میسرہ کو خوب ترتیب سے کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ صلیب سب سے آگے بلند کی اور خود فوج سے نکل کے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب قسطنطین کے لشکر کی صف بندی اور جنگ کے لیے اس کی تیاری دیکھی تو آپ نے بھی مسلمانوں کو آراستہ کیا اور تمام لشکر کو ایک صف کر کے میمنہ پر رسول اللہؐ کے چند صحابہؓ کو مقرر کیا اور ان کیساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہؐ کو رہنے کا حکم فرمایا۔ میسرہ پر حضرت صابر بن حنانہ یعش کو جو مسلمانوں میں سے ایک یگانہ اور فرد شاہسوار تھے مامور فرمایا ابھی یہاں یہ ترتیب ہو ہی رہی تھی کہ دفعتاً رومیوں میں سے ایک سوار زرد ریشمی کپڑے پہنے زرہ اور جوشن لگائے گلے میں ایک سونے کی صلیب لٹکائے ہوئے نکلا اور گھوڑا دوڑا کے مسلمانوں کے میمنہ سے میسرہ تک اور میسرہ سے میمنہ تک اپنے نیزے سے ایک خط کھینچتا چلا گیا۔ پھر قلب کی طرف اسی طرح گھوڑے کو پویہ دیئے خط کھینچتا چلا آیا اور لشکر کے سامنے اپنے نیزے کو گاڑ کر کمان ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اسے چلے پر چڑھا کے میمنہ پر شست باندھی اور ایک مسلمان کو ادھر زخمی کر دیا۔ فوراً ہی پھر میسرہ کی طرف ایک تیر پھینکا اور ایک مرد مومن کو شہید کر ڈالا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے اس کے یہ کرتوت دیکھ کر مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا کیا آپ حضرات اس ملعون کے کاموں کو نہیں دیکھ رہے کہ یہ کیا کر رہا ہے تم میں سے کون سا بہادر اس کے مقابلے میں نکل کر مسلمانوں سے اس کی شرارت کو دور کر دے گا۔ یہ سن کر ایک ثقفی جوان جو ایک بوسیدہ پوستین پہنے اور ایک پرانا عمامہ باندھے ہوئے تھا آگے بڑھا اور اپنی اس عربی کمان پر جو اس کے ہاتھ میں تھی تیر چڑھا کر اس معلون کیطرف چلا۔ رومی تیر انداز نے اس کی طرف دیکھا اور اس میلی پوستین اور اس عربی کمان کے سوا کوئی زرہ وغیرہ سامان حرب اور کسی آلات جنگ کو اس کے پاس نہ دیکھ کر اسے معمولی آدمی اور فنون جنگ سے غیر ماہر خیال کیا اور

ذلیل نظروں سے دیکھ کر اس نے پہنچنے سے پہلے ہی ایک تیر کمان چڑھا کے شست باندھ کر اس پر چھوڑ دیا۔ تیر ثقفی کے سینہ میں آ کر لگا اور اس کی اس پوستین میں الجھ کر رہ گیا۔ رومی چونکہ تیر اندازی میں اپنے زمانہ کا فرد تھا اور اس کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا اور جس چیز پر اس کا تیر پڑتا تھا اسے بیندہ کر کے رکھ دیتا تھا اس لئے اس تیر کے کارگر نہ ہونے سے اسے سخت غصہ آیا اور جل بھن کر اس نے دوسرا تیرا کمان پر چڑھا کر پھر اس پر پھینکنا چاہا مگر قبل اس کے کہ یہ تیر چلائے ثقفی نے کمان کھینچ کر اس کی طرف اپنا تیر چھوڑ دیا چونکہ تیر چھوٹا تھا تیر کمان میں اس طرح رکھا ہوا تھا کہ وہ رومی کو نظر نہ آیا اس لیے یہ تیر چھوٹتے ہی رومی کے سیدھا حلق میں پہنچا اور گدی سے نکل کر پرلی طرف ہو گیا۔ رومی چکرا کے گھوڑے سے زمین پر گرا اور جان توڑ کر ملک الموت کیساتھ ہولیا۔

یہ دیکھ کر ثقفی گھوڑے کی طرف دوڑا اسے پکڑ کے اس پر سوار ہوا۔ رومی کے خود کو اپنے سر پر رکھا اور اس رومی کی نعش کو کھینچتے ہوئے مسلمانوں کی طرف لے آیا۔ ثقفی کے چچا کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا اور کچھ بات کہی مگر اس نے خوشی میں اس کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے کہا بھائی میں تم سے بات کرتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ گویا تم قیصر کی اولاد ہو۔ ثقفی مع اس رومی تیر انداز کے اسلحہ کے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس آیا اور آپ کو اس کے ہتھیار دے دیئے۔ رومیوں نے جب ثقفی کی یہ بہادری اولوالعزمی اور کام دیکھا تو انہیں بہت غصہ آیا مگر یہ نہ سمجھ سکے کہ اس نے اسے کیونکر مار ڈالا بلکہ آپس میں آسمان کی طرف اشارہ کرنے لگے جس سے مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے ملائکہ نے آ کر قتل کر دیا ہے۔

قسطنطین نے اپنے تیر انداز کی موت کو دیکھا تو یہ بھی بہت آپے سے باہر ہوا اور اسے اس کا مرنا نہایت شاق گزرا اپنے ایک فوجی افسر سے کہنے لگا کہ تو ان عربوں کے مقابلہ میں نکل کر دین نصاریٰ کی مدد کی حمایت کر۔ اس نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور مسلمانوں کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ یہ سرخ دیباج کا جوڑا پہنے ہوئے تھا اس کے نیچے نہایت مضبوط زرہ تھی جوشن بازو پر لگا رکھے تھے۔ گلے میں سونے کی ایک صلیب آویزاں تھی۔ غلام پیچھے پیچھے کوتل گھوڑے لیے ہوئے تھا تلوار ہاتھ میں تھی اور ڈھال دوسرے ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ دونوں صفوں کے بیچ میں آ کر ھل من مبارز کا نعرہ لگایا اور اپنے حریف کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ مسلمان اس کی طرف دیکھنے لگے اور اس کے گھوڑے کے چکر اس کی سواری اور اس کی صورت کو دیکھتے رہے مگر اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ نکلا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے مسلمان کا یہ توقف دیکھ کر فرمایا بہادران اسلام اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی راہ میں اپنی جان پیش کر کے اس کے مقابلہ میں کون شخص جائے گا اور اس کی شرارت اور بدی سے مسلمانوں کی کفایت وحمایت کون کرے گا۔ یہ سنتے ہی ایک عربی یہ کہتا ہوا کہ حضرت اس کام کو میں کروں گا آگے بڑھا اور اپنے آپ کو حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ تمہارے ارادے اور کام میں برکت عنایت فرمائیں چلے جاؤ۔ وہ مسلمان اس سردار کی طرف چلا اور پہنچتے ہی نہایت پامردی سے پیش دستی کر کے اس پر حملہ آور ہو گیا۔ رومی سردار بھی اس کی طرف بڑھا اور حملہ کرنے لگا۔ دیر تک دونوں گھوڑے کوداتے اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ آخر دونوں کی تلواریں ایک دفعہ ساتھ ہی اٹھیں اور اپنے اپنے حریفوں پر پڑیں مگر رومی سردار نے سبقت کر کے اپنا وار کسی قدر پہلے کیا اور اس کی تلوار مسلمان کی ڈھال پر جو بغیر استر اور بدوں دوسری تہہ کے محض چمڑے کی بنی ہوئی تھی پڑی اور ڈھال کو کاٹتی ہوئی صاف نکل گئی مگر مسلمان اس کی زد سے بالکل بچ گیا اور اس پر اس کا مطلق کچھ اثر نہ ہوا۔ مسلمان کی تلوار رومی کے خود پر بیٹھی۔ رومی کسی قدر پیچھے ہوا تو وہ خود کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی پیچھے کو ہی لوٹ گئی اور اس کا سر جوں کا توں سلامت رہ گیا۔ رومی سردار کی جان میں جان آئی تو اس نے مسلمان کے پھر ایک تلوار ماری جو ایک کاری زخم لگا کر واپس آئی۔ مسلمان یہ گہرہ زخم لے کر اپنے لشکر کی طرف چلا اور اسے میدان سے پشت دیتا دیکھ کر ایک دوسرے مسلمان نے مخاطب کر کے کہا افسوس سے جو شخص باری

تعالیٰ جل مجدہٗ کے راستہ میں اپنی جان کو ہبہ کر دیتا ہے وہ دشمن کے مقابلہ سے واپس نہیں آیا کرتا۔ اس نے کہا کیا یہ زخم تیری نظروں میں کافی نہیں ہے جو تو مجھے اس طرح توبیخ کرتا ہے۔ یاد رکھ جو شخص دانستہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اس پر باری تعالیٰ جل مجدہ ملامت فرماتے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے زخم کو باندھا اور پھر میدان کی طرف چل پڑا۔ اس کے بنی عم [1] کا کہنا اسے گراں گزرا تھا جب یہ پھر حرب و ضرب کی طرف چلا تو وہی اس کا بنی عم یعنی جس نے اسے طعنہ دیا تھا کہنے لگا بھائی جان واپس آ جاؤ اور یہ میرا خود اور ڈھال حفاظت کے لیے لیتے جاؤ۔ اس نے کہا بھائی خاموش رہو تمہارے اعتماد اور بھروسہ سے مجھے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کا زیادہ بھروسہ اور اعتماد ہے۔ اس کے بعد یہ زخمی شیر یہ اشعار پڑھتا ہوا اس رومی کی طرف دوڑا۔

> "(ترجمہ اشعار) لڑائی کی طرف نکلنے کے وقت مجھ سے کہتا ہے کہ تو اس ڈھال کو لے لے اور اپنی حفاظت کر۔ اس رومی سے جس نے نافرمانی اور ظلم کیا ہے۔ میں اللہ پاک کی سچی قسم کھاتا ہوں کہ میں خود کو سر پر کبھی نہ رکھوں گا بلکہ میں اپنے پروردگار پر جس نے پیدا کیا ہے نیک گمان رکھوں گا اور آراستہ و پیراستہ جنت میں داخل ہوں گا جہاں احمد ﷺ کی رفاقت میسر ہوگی۔"

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کے لئے فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں اور کہا الٰہی جو اس کی تمنا ہے وہ پوری کر ناوہ محض دوڑتا ہوا اس رومی سردار کے پاس پہنچا اور ایک ایسا جچا تلا تلوار کا ہاتھ مارا کہ وہ دم توڑتا ہوا ہی نظر آیا۔ اسے خاک وخون میں ملا کے یہ شخص آگے بڑھا اور رومی فوج پر حملہ کر دیا' دو چار آدمی قتل کئے دو ایک دلاوروں کو تہ تیغ کیا اور اس کے بعد خود بھی جام شہادت نوش کر کے آب کوثر کی تمنا میں ساقی کوثر محمد ﷺ کے پاس چلا گیا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اس کی روح پر اپنی رحمت نازل فرمائیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ شخص ہے جس نے جنت کو اپنی جان کے معاوضہ میں اللہ پاک سے خرید لیا ہے۔ الٰہی آپ اس کی تمنا کی موافق عنایت فرما دیجئے۔

رومی سردار قیدمون کا جنگ کے لئے روانہ ہونا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ملک ہرقل نے جب اپنے بیٹے قسطنطین کو قیساریہ کی طرف روانہ کیا تھا تو اس کے ساتھ اپنے افسروں میں سے ایک افسر کو بھی جس کا نام قیدمون تھا بھیجا تھا۔ یہ رومیوں میں نہایت بہادر شہسوار شمار ہوتا تھا اور اس کا مقابلہ فارس کی فوجوں تک اور جرامقہ کے لشکروں سے ہو چکا تھا۔ یہ ملعون کہتے ہیں کہ قسطنطین کا ماموں ہوتا تھا اور دنیا کی اکثر زبانیں جانتا تھا اس نے قسطنطین سے کہا کہ اس وقت جہاد مجھ پر فرض ہو گیا ہے ان عربوں سے میں ضرور لڑوں گا۔ قسطنطین نے اگرچہ اسے منع کیا مگر یہ اپنے قول سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے چل پڑا۔ یہ ایک زرہ پہن رہا تھا جس وقت یہ میدان میں پہنچا تو مسلمانوں نے اسے دیکھا کہ گویا ایک پہاڑ کا پہاڑ چلا آ رہا ہے۔ اس کے بدن پر جواہر وغیرہ سے جو چیز تھی وہ دور سے چمک رہی تھی۔ مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے لا الہ الا محمد رسول اللہ کے نعرے لگائے۔ اس نے میدان میں پہنچ کر مسلمانوں کی طرف منہ کر کے کچھ بڑبڑانا شروع کیا اور اپنی زبان میں اپنے مدمقابل کو بلانے لگا۔ شہسواران عرب اس کے لباس اور اس چیز کی وجہ سے جو اس کے بدن پر تھی ہر طرف سے اس کی طرف دوڑنے لگے اور ہر ایک یہ خواہش کرنے لگا کہ میں سب سے پہلے اس کے پاس پہنچ کر

---

[1] بنی عم یعنی چچا کا بیٹا۔

اسے تہ تیغ کردوں۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ نے بہادران اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا اس کے بدن کے لباس اور اسباب سے اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کا ثواب بدرجہا بہتر ہے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کے لالچ میں ہرگز ہرگز اس کی طرف نہ نکلے۔ خدانخواستہ اگر میدان میں پہنچ کر وہ شخص قتل کر دیا گیا تو یاد رکھو کہ جس چیز کی طلب وتلاش میں یہ شخص نکلا ہے وہ اسی چیز کی راہ میں قتل ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں شہید نہیں ہوگا۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے:

"من كانت هجرة الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرة الى الدنيا يصيبها او امرة يتز وجها فهجرة الى ماهاجر اليه"

"جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف ہے پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف ہی ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے جو اسے پہنچے گی یا عورت کی طرف ہے جس سے وہ نکاح کرے گا پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔"

کہتے ہیں کہ یمن سے ایک لڑکا جس کی ماں اور بہن اس کے ساتھ تھیں ملک شام کے ارادہ سے چلا تھا اور راستہ میں اس کی بہن نے اس سے کہا تھا کہ بھائی جلد سے جلد چلو تاکہ شام پہنچ کر وہاں کی عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیذ نعمتیں کھائیں۔ یہ سن کر اس نے اپنی بہن کو جواب دیا تھا کہ میں اس سبب سے نہیں جا رہا ہوں کہ وہاں اقسام اقسام کے کھانے اور طرح طرح کی چیزیں کھاؤں بلکہ میں اس ارادے سے چلا ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر اللہ پاک جل جلالہٗ اور ان کے رسول ﷺ کی رضامندی کے لئے لڑوں جہاد کروں اور اگر قسمت میں ہو تو جام شہادت نوش کر جاؤں۔ میں نے معاذ بن جبل ؓ [1] سے سنا ہے کہ آپ ؓ فرماتے تھے کہ شہداء اللہ پاک جل جلالہٗ کے نزدیک زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔ یہ سن کر ان کی بہن نے کہا تھا کہ جب وہ مر گئے تو پھر کس طرح رزق دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی یعنی حضرت معاذ بن جبل ؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"ان الله تعالىٰ يجعل ارواحهم فى حواصل طير خضر من طيور الجنة فتاكل تلك الطيور من ثمار الجنة وتشرب من انهار ها فتغذوا ارواحهمه فى حواصل الطيور فهوا الرزق الذى جعل الله لهم"

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پوٹوں (معدوں) میں کیا ہے۔ پس چڑیاں بہشت کے پھل کھاتیں اور اس کی نہروں کا پانی پیتی ہیں تو ان کی روحیں ان چڑیوں کے پوٹوں میں ہی غذا حاصل کر لیتی ہیں اور یہی وہ رزق ہے جو اللہ پاک نے ان کے لئے مقرر کیا ہے۔"

جب جنگ قیساریہ کا دن ہوا تو اس لڑکے نے جس طرح موت کے وقت مکانوں سے رخصت ہوا کرتے ہیں اس طرح اپنی ماں اور بہن کو رخصت کیا اور کہا کہ اب ہم انشاء اللہ العزیز رسول اللہ ﷺ کے حوض کے پاس جمع ہوں گے۔ یہ کہہ کر یہ میدان کی طرف نکلا اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جو بہت سی جگہوں سے جوڑا ہوا تھا [2] اور جگہ جگہ سے جس میں بند لگ رہے تھے۔ سواری میں ایک کم اصل گھوڑا تھا اس نے میدان میں پہنچ کر اس نیزہ کو رومی افسر کے مارا مگر اس کی نوک اس افسر کے زرہ میں الجھ گئی اور اس نے اگرچہ

---

[1] حضور اکرم ﷺ نے یمن میں حضرت معاذ بن جبل ؓ کو ہی والی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ سے سنا ہوگا۔

[2] یعنی ٹوٹ جانے کی وجہ سے اسے جگہ جگہ باندھ رکھا تھا۔

اسے بہت نکالنا چاہا مگر نہ نکال سکا آخر رومی سردار نے اس کے نیزے پر تلوار ماری نیزہ کٹا اور رومی نے بڑھ کر پھر دوسرا ہاتھ اس جوان کے سر پر مارا جس سے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور یمنی جوان اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں شہید ہو کر زمین پر آ رہا۔ قیدمون نے اس کی لاش کے گرد گھوڑے کو ایک چکر دیا اور پھر اپنے حریف کو طلب کرنے لگا۔ حضرت ابن قشم ؒ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے مگر قیدمون نے انہیں بھی شہید کر ڈالا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو یہ دیکھ کر اپنے نفس پر سخت غصہ آیا اور آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ کم بخت بدمعاش! مسلمانوں کے قتل کو دیکھتا ہے اور کچھ نہیں کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ملک شام میں آنے کے وقت جو نشان آپ کو مرحمت کیا تھا اس وقت وہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ اسے لیے ہوئے میدان کی طرف بڑھے اور قیدمون کے مقابلہ کے لئے ادھر جانے لگے۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے آپ کا قصد معلوم کر کے آپ سے فرمایا عبداللہ! ایسا نہ ہو کہ یہ نشان حملہ میں خارج ہو اس لئے اسے یہیں گاڑتے جاؤ۔ آپ نے اسے وہیں گاڑ دیا اور وہ پتھر میں اس طرح پیوست ہو کر کھڑا ہو گیا کہ گویا اس میں سے ایک درخت اگ کر اس کے اندر کھڑا ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے فتح و نصرت کے متعلق نیک فال لی اور قیدمون کے مقابلہ کے لئے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے آپ کے لئے درگاہ ایزدی میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔ قیدمون آپ کے لباس کو دیکھ کر ہنسا۔ اس ملعون کی آواز بہت بھاری تھی اور ڈیل ڈول میں بھی یہ کم بخت بہت چوڑا چکلا تھا۔ علاوہ اس کے آپ صائم بالنہار اور قائم اللیل (دن کو روزہ رکھنا اور رات بھر تہجد میں کھڑے رہنا) ہونے کی وجہ سے سخت نحیف البدن تھے جب آپ میدان میں پہنچے تو ہر ایک نے اپنے اپنے حریف پر حملہ کیا۔ دونوں کی تلواریں اٹھیں اور بجلی کی طرح چمک کر بہادروں کے سروں پر پڑیں۔ پہلا وار حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کا تھا مگر تلوار دشمن کی زرہ پر پڑی اور اچھل کے بے نیل و مرام واپس پھر آئی۔ قیدمون کی تلوار آپ کے سر پر لگی اور زخمی کر کے پیچھے لوٹ گئی۔ گھوڑے کودا کے پھر دونوں حریف مقابلے میں ڈٹے اور فنون حرب کے ہاتھ دکھلانے لگے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ اور قیدمون کی جنگ اور اس کی ہلاکت

حضرت سعدی بن روح ؒ کہتے ہیں کہ اس روز آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا اور سردی بے انتہا پڑ رہی تھی۔ یہ دونوں حریف ابھی میدان کارزار میں اپنے اپنے جوہر دکھلا ہی رہے تھے کہ بارش نے برسنا شروع کیا اور دفعتہً اس قدر پانی پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے مشک کا منہ کھول دیا ہے۔ یہ دونوں گھوڑوں سے اترے اور اسی دلدل اور کیچڑ میں کشتی لڑنے لگے۔ دشمن نے حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو ایک ریلا دیا کمر بند کی جگہ ہاتھ دے کر زمین سے اٹھایا چت دے کر مارا اور آپ کے سینہ پر بیٹھ کر خنجر نکال کے یہ چاہا کہ اسے سینے میں بھونک دوں۔ آپ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے کہ یہ غیاث المستغیثین (اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس) آپ کی زبان سے ابھی یہ الفاظ پورے بھی نہیں نکلنے پائے تھے کہ رومیوں کے لشکر میں سے زرد زرہ پہنے اور اصیل گھوڑے پر سوار ایک شخص نکلا اور ادھر آنے لگا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ نے انہیں دیکھ کر یہ گمان کیا کہ یہ اس سردار کو سواری کے لیے گھوڑا دینے اور میرے قتل پر اس کی اعانت کرنے آیا ہے مگر جب وہ ان دونوں کے قریب پہنچا تو گھوڑے سے پاپیادہ ہوا اور اس نے سردار کے دونوں پیر گھسیٹ کے آپ کے سینے سے علیحدہ کیا اور کہنے لگا عبداللہ! کھڑے ہو جایئے فریادرس کی طرف سے مدد آ گئی۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ نے نہایت تعجب اور حیرت سے اس کے منہ کی طرف دیکھا وہ اپنے چہرے پر ایک ڈھاٹا باندھے ہوئے کھڑا تھا اس نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور

اس رومی سردار کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کی گردن الگ جا کر پڑی۔ پھر آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا خدا کے بندے اس کا اسباب اتار لو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تیرے کام سے عجب شش و پنج میں مبتلا ہوں تو مشرکین کے لشکر میں سے آیا اور پھر رومی سردار پر ہی حملہ آور ہوا آخر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہی بد بخت اور راندۂ درگار طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں جس نے رسول اللہؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ پر یہ جھوٹ باندھا تھا کہ وہ میرے اوپر وحی نازل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بھائی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ وسیع ہے اور زمین وآسمان ومافیہا کی ہر چیز پر حاوی ہے جو شخص توبہ کرتا ہے گناہوں سے باز رہتا ہے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے التوبة تمحوما قبلها توبہ اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ یا ابن خویلد کیا تو یہ نہیں جانتا کہ جب اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نبی جناب محمد ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی ورحمتي وسعت كل شئي (میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے) تو ہر شخص نے حتیٰ کہ شیطان نے بھی رحمت میں شامل ہونے کی امید کی اور جب یہ آیت اتری کہ فسا كتبها للذين يتقون ويوتون الزكوة (پس قریب ہے کہ لکھ دوں گا میں اس کے واسطے ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) تو یہود اور نصاریٰ نے بھی کہا کہ ہم بھی صدقہ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جب یہ آیت آئی کہ والذين هم بايتنا يومنون (اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں) تو یہود ونصاریٰ نے یہ بھی کہا کہ ہم بھی اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی آیتوں یعنی صحف اور تورات وانجیل پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے اپنے مطلب کو صاف کرنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ میں یہود ونصاریٰ کو اس بات سے مطلع کر دوں کہ یہ بات محمد رسول اللہؐ کی امت کے لئے ہی مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

''وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے وہ کہ پاتے ہیں اس کی صفت کو لکھا ہوا اپنے نزدیک توراۃ اور انجیل میں حکم دیتا ہے ان کو ساتھ اچھی باتوں کے اور منع کرتا ہے ان کو بری باتوں سے۔''

طلیحہ نے کہا خدا کی قسم! میرا منہ اس قابل نہیں رہا کہ میں مسلمانوں کو منہ دکھاؤں اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلنے کا قصد کیا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ نے اسے روکا اور فرمایا طلیحہ میں تجھے اب ہرگز نہیں جانے دوں گا بلکہ اپنے ساتھ لشکر میں لے کر چلوں گا اس نے کہا مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں کچھ عذر نہیں مگر سخت دل اور اکھڑ طبیعت خالد بن ولید سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا بھائی! یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کا لشکر ہے اس میں ہمارے ساتھ وہ نہیں ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ میرے ساتھ لشکر میں آنے کے لئے راضی ہو گیا ہم دونوں لشکر کی طرف چلے۔ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو لوگ ہماری طرف دوڑے اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ شرحبیل! یہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ اس نے آپ کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کا بیان ہے کہ چونکہ طلیحہ نے اپنے عمامہ کے شملے سے اپنے منہ پر ڈھاٹا سا باندھ رکھا تھا اس لئے مسلمانوں نے اسے نہ پہچانا میں نے کہا کہ یہ طلیحہ بن خویلد اسدی ہے۔ مسلمانوں نے کہا کیا اس نے درگاہ مستجاب الدعوات میں توبہ کر لی ہے طلیحہ نے کہا کہ میں عنقریب ان افعال سے جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اسے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت اقدس میں لایا۔ آپ نے دیکھ کر اسے سلام کیا

مرحبا کہا اور خوش ہوئے۔

طلیحہ بن خویلد اسدی کے کچھ حالات

واقدیؒ نے بسلسلہ روایت بیان کیا ہے کہ جب طلیحہ بن خویلد اسدی نے دعوائے نبوت کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پر فوج کشی فرمائی تو اثنائے جنگ میں اس نے یہ سنا تھا کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب[1] ' سجاع[2] اور اسودہ عنسی[3] کو بھی کیونکہ ان تینوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا قتل کر ڈالا ہے۔ یہ سن کر اسے اپنی جان کا فکر پڑا تھا اور یہ آپ سے ڈر کر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ شام میں پہنچ کر یہ قوم کلب کے ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا اور اس نے اس کی اچھی طرح خاطر و مدارت کی۔ وہ شخص مسلمان تھا کچھ مدت کے بعد اس نے اس کا حال اور اس پر جو افتاد پڑی تھی از راہ شفقت دریافت کی۔ اس نے اپنا سب قصہ یعنی نبوت کا دعویٰ کرنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج کشی' اپنی ہزیمت اور فرار سب کچھ بیان کر دیا۔

کلبی یہ سن کر اس سے سخت برہم ہوا اور اسے اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور کہا خدا کی قسم! یہ سب کچھ تو نے مال و دولت کمانے کی غرض سے کیا تھا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تجھے اس مال سے بھی محروم کر دیا جو تو نے کمایا تھا۔ دولت مندوں پر یہ واجب ہے کہ وہ فقراء کے ساتھ اپنے مال میں مواسات کریں اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے انہیں دیا ہے وہ ان پر خرچ کریں۔ طلیحہ بن خویلد اسدی نے یہیں شام میں اقامت اختیار کر لی اور اپنے افعال شنیعہ سے توبہ کی۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو اس نے کہا جس شخص پر میں نے تلوار کو تیز کیا تھا وہ چل بسا۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان کے بعد تخت خلافت پر کون شخص بیٹھا ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطاب! اس نے کہا وہ بڑے سنگدل اور سخت طبیعت کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ ادھر میرے لئے کسی کو روانہ نہ کر دیں۔ نیز یہ اس بات سے بھی ڈر کر کہیں مجھے یہاں شام میں حضرت خالد بن ولیدؓ نہ دیکھ پائیں اور قتل کر دیں۔ یہ سوچ کر اس نے قیساریہ کا رخ کیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ کشتی میں سوار ہو کر دریا کے کسی جزیرہ میں پہنچ کر آباد ہو جاؤں گا۔ قیساریہ میں پہنچ کر اس نے قسطنطین بن ہرقل کے لشکر کو عربوں کے مقابلہ میں نکلتے ہوئے دیکھا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے میں اس لشکر کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دوں اور اس طرح سے اپنے اعمالنامہ میں سے کچھ گناہ دھو ڈالوں اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور مسلمانوں کا قرب حاصل کر سکوں۔ یہ سوچ کر اس لشکر کے ساتھ چلا اور جب حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو عین ہلاکت میں دیکھا تو یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ اب صبر کا پیالہ باقی نہیں رہا اور آپ کے پاس آ کر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے آپ کو چھڑا دیا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کے ساتھ جب یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کے کام کا شکریہ ادا کیا اور قبول توبہ کی بشارت سنائی (یعنی توبہ جب کوئی شخص کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ مترجم) اس نے کہا یا عمرو! مجھے خالد بن ولید کی طرف سے خوف ہے اگر کہیں انہوں نے مجھے شام میں دیکھ پایا تو فوراً قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک مشورہ دیتا ہوں اگر تو نے

---

1. یہ یمامہ کے قبیلہ میں حنیفہ کا سردار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔
2. یہ بنی ثعلب کی ایک عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تھا۔
3. یہ قحلان قبیلہ کی ایک شاخ عنس کا سردار تھا۔

اس پر عمل کیا تو تو ان کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائے گا۔ نیز آخرت میں بھی سرخروئی حاصل کرے گا۔ اس نے کہا وہ کیا مشورہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک خط لکھے دیتا ہوں جس میں تیرے اس کام کی کیفیت لکھ کے اس پر مسلمانوں کی گواہی کرادوں گا تو اسے لے کر دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق ؓ کی خدمت میں چلے جانا اور انہیں وہ خط دے کر اپنی توبہ کا اقرار کر لینا۔ انشاء اللہ العزیز وہ تیری توبہ کو قبول کر کے تجھے بہت جلدی رومیوں کے قتل اور فتوحات کی طرف روانہ کر دیں گے اور تمہیں اس طرح اپنی گذشتہ خطاؤں کی تلافی کرنے کا اچھا موقع مل جائیگا۔

طلیحہ نے آپ کے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ آپ نے ایک عریضہ امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کے نام لکھا اس پر مسلمانوں کی گواہی کرائی اور اسے دے دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچا تو امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں۔ یہ مکہ معظمہ میں آیا تو امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کو دیکھا کہ آپ نے کعبۃ اللہ کے پردوں کو پکڑ رکھا ہے۔ اس نے بھی انہیں ایک طرف سے پکڑ لیا اور خدائے غفور الرحیم کے گھر میں ان کے رسول برحق جناب محمد رسول اللہ ؐ کے خلیفہ راشد ؓ کی خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین! اس مقدس گھر کے رب کی قسم! میں اپنے گناہوں سے اللہ پاک عزوجل کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں۔ آپ ہنسے اور فرمایا بد بخت! اگر آج میں نے تجھے یہاں معاف کر دیا تو کل احکم الحاکمین کے حضور میں عکاشہ محصن اسدی کے خون کے مقدمہ کے متعلق کیا جواب دوں گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین عکاشہ ایک ایسے شخص تھے کہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں میرے ہاتھ سے سعادت کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور میں ان کی وجہ سے شقاوت کے گڑھے میں گر پڑا۔ مگر مجھے باری تعالیٰ ارحم الراحمین کے رحم وعفو سے کامل امید ہے کہ وہ میری لغزشوں کو میرے اس کام کے بدلے میں جو میں نے کیا ہے معاف فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا تو نے کیا کام کیا ہے؟ اس نے حضرت عمرو بن عاص ؓ کا خط نکال کر پیش کر دیا آپ نے اسے پڑھا خوش ہوئے اور فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ پاک غفور الرحیم ہیں وہ تیرے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ جب تک میں مدینہ منورہ چلوں تم یہیں میرے پاس رہو۔ وہ آپ کی خدمت میں پڑا رہا۔ جب آپ مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو اس کو آپ نے اہل فارس کی مہم پر روانہ کر دیا۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ ہم اس قصہ کے بعد اب پھر اسی بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب سردار قیدمون طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے جہنم میں چلا گیا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ کو نجات مل گئی تو حضرت شرحبیل بن حسنہ ؓ اور طلیحہ حضرت عمرو ؓ بن عاص کے لشکر میں چلے آئے چونکہ بارش کا پانی بھی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور سردی سخت ہو رہی تھی اس لئے فوجیں لڑنے سے رک گئیں اور چونکہ اکثر مسلمانوں کے پاس خیمے ڈیرے نہیں تھے اس واسطے انہیں بے انتہا اذیت پہنچی۔ آخر یہ پریشان ہو کر جابیہ کی طرف لوٹے اور اس کے گھروں میں آ کر پناہ لی۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی رحمت سب سے بڑی مسلمانوں کے حال پر یہ ہوئی کہ قیدمون کے قتل کی وجہ سے قسطنطین کے دل میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی اور وہ سخت مرعوب ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قیدمون اس کی سلطنت کا رکن اور اس کی قوت بازو سمجھا جاتا تھا۔ اس نے امراء سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور کہا معاشر الروم! تم جانتے ہو کہ یرموک کے میدان میں ان عربوں کے سامنے اتنے بڑے لشکر نے بھی ثابت قدمی نہیں دکھلائی تھی۔ میرا باپ ہرقل ان کے ڈر کے مارے کہ میں کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہ عرب تمام ملک شام کے مالک ہو گئے اور اس ساحل کے سوا کوئی شام کا حصہ ایسا نہیں رہا جس پر وہ قابض نہ ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کی کچھ فوج بڑھ کر قیساریہ پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض نہ ہو

جائے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم قیساریہ میں واپس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا واقعی آپ کی رائے بہت صائب ہے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو اگرچہ پانی پڑ رہا تھا مگر یہ راتوں رات قیساریہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت سعید بن جابرؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت پر یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور بس۔

کہتے ہیں کہ چوتھے دن ابر پھٹا آسمان نظر آیا اور دھوپ نکلی تو ہم جابیہ سے رومیوں کی لڑائی کے لئے نکلے مگر میدان میں ان کا کہیں نام ونشان نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم ہمیں آفتاب کے نکلنے سے رومیوں کے بھاگ جانے کی زیادہ خوشی ہوئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حلب میں ابوعبیدہؓ بن جراح کو حسب ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف حضرت عمرو بن عاص سہمی بعالی خدمت سپہ سالار لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراحؓ

سلام علیك ورحمة الله وبركاته' فاني احمد الله الذي لا اله الا هوو اشكره علي ما فتحنا من نصره

امابعد! یا صاحب رسول اللہ! قسطنطین بن ہرقل اسی ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلہ میں نکلا تھا ہمارا اس کا مقابلہ نخل کے مقام پر ہوا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ گرفتار ہو گئے تھے جس نے آپ کو گرفتار کیا تھا اس کا نام قیدمون تھا اور وہ قسطنطین کا ماموں ہوتا تھا مگر اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور قیدمون کو قتل کرا دیا۔ میں نے حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ لکھ کر اس کے ہمراہ طلیحہ کو دربار خلافت میں بھیج دیا ہے۔ خدا کے دشمن قسطنطین کو ہزیمت ہوئی۔ میں جناب کے جواب کا منتظر ہوں۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔'' والسلام علیک۔''

اسے لکھ کر آپ نے حضرت جابر بن سعید حضرمی کے ہاتھ روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اسے پڑھ کر مسلمانوں کی سلامتی اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوئے اور حسب ذیل جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حمد وصلوٰۃ کے بعد تمہارا خط پہنچا۔ میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اس خط کے دیکھتے ہی قیساریہ پر فوج کشی کر دو۔ میں اس خط کے ساتھ صور، عکہ اور طرابلس کی طرف جا رہا ہوں۔ والسلام۔''

یہ خط آپ نے حضرت جابر بن سعید حضرمیؓ کو دیا اور حکم فرمایا کہ اسے لے کر واپس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ نے ساحل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت یوقناؓ آپ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! جناب کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نشان کو سرنگوں کر دیا ہے اور موحدین کے پرچم کو شام کی فضا میں بلند کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ سے قبل ساحل کی طرف چلا جاؤں تاکہ وہاں پہنچ کر رومیوں سے کوئی مکر وفریب کر کے اسے بھی مسلمانوں کے علم کے ماتحت کر دوں۔ آپ نے فرمایا عبداللہ! اگر تم تقرب الی اللہ کے لئے کوئی کام کرو گے تو اللہ پاک ذوالجلال والاکرام کے نزدیک اجر وثواب کے مستحق ٹھہرو گے۔

حضرت یوقنا کا ساحل کی طرف روانہ ہونا

حضرت یوقناؓ آپ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے ان آدمیوں کے پاس جو حلب میں آپ کی بادشاہت کے وقت آپ کی

خدمت کیا کرتے تھے اور جواب تمام کے تمام دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے آئے ان کی تعداد علاوہ ان تین ہزار سرداران حلب کے جو مسلمان ہوئے تھے چار ہزار تھی اور یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر اب کفار سے لڑا کرتے تھے انہیں آپ اپنے ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قسطنطین پسر ہرقل جب شکست کھا کر قیساریہ کی طرف بھاگا اور اس نے وہاں پناہ لی تو باشندگان طرابلس نے اس کے پاس خبر بھیجی کہ ہماری کمک کے لئے کچھ فوج ادھر روانہ کی جائے تا کہ ہم اس کی اعانت سے مسلمانوں پر فتح پا سکیں۔ اس نے تین ہزار بہادروں کا جو اسلحہ سے مسلح تھے ایک لشکر ترتیب دے کر جرفاس کی کمان میں ادھر روانہ کیا۔ جرفاس اپنی فوج کو لے کر اس طرف چلا اور جب طرابلس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلانے کے لئے ایک چراگاہ میں پڑاؤ کیا۔ نیز فوج میں اہل طرابلس کے دکھانے کے لئے یہ حکم دے دیا کہ وہ بالکل مسلح ہو جائیں۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ دفعتہً حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے ہمراہیوں کے یہاں پہنچ گئے۔ حضرت فلنطانوس ؒ والئی رومتہ الکبریٰ بھی مع اپنے ساتھیوں کے آپ کے ہمرکاب تھے۔ ان کا ارادہ زیارت بیت المقدس اور اس میں اقامت کرنے کا تھا۔ ان تمام حضرات نے اپنا وہ پہلا ہی لباس زیب بدن کر رکھا تھا اور اس میں سر مو بھی تغیر نہیں کیا تھا۔ جب یہ تمام حضرات اس چراگاہ میں تشریف لائے تو جرفاس انہیں دور سے دیکھ کر بذات خود ان کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ان کے پاس آیا سلام کیا مرحبا کہا اور دریافت کرنے لگا کہ تم کون ہو؟ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم وہ دور از وطن لوگ ہیں جنہوں نے یہ گمان کر کے کہ عرب کچھ آدمی ہوں گے ان کی پناہ ڈھونڈی تھی اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ان کی کفالت چاہی تھی مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ نہایت رزیل اور فرومایہ لوگ ہیں ان کا کچھ مذہب نہیں۔ اب ہم اپنے دین کی طرف پھر بھاگے ہیں اور ہم حلب، قنسرین، عزاز، دارم، عم، تاج اور انطاکیہ کے سردار اور بادشاہ ہیں۔ قسطنطنیہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تا کہ وہاں پہنچ کر اس کے سایہ عاطفت میں اپنی بقیہ عمر کاٹ دیں۔

جرفاس ان سے یہ سن کر محبت سے پیش آیا۔ مرحبا کہا اور درخواست کی کہ آپ حضرات عربوں کے ڈر سے چونکہ رات دن چل کر یہاں آئے ہیں اس لئے یہاں ٹھہر کر کچھ دیر آرام کر لیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت یوقنا ؒ نے فرمایا تم لوگ کہا جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمیں قسطنطین پسر ہرقل نے اہل طرابلس کی کمک کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا عرب کے جس سردار کو ابو عبیدہ کہتے ہیں ہم نے اسے ساحل کی طرف آنے کے ارادہ سے چھوڑا ہے۔ تم لوگ ہر طرح سے ہوشیار رہو۔ اس نے کہا اب جب کہ ہماری دولت چھن گئی۔ حکومت ہاتھوں سے جاتی رہی تو پھر ہمیں احتیاط کیا فائدہ دے گی نیز صلیب کو بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی ہماری طرف سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہے۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا ؒ اور آپ کے تمام ساتھی جرفاس کے لشکر میں ٹھہرے۔ رومیوں نے آپ کی خدمت میں زاد راہ پیش کیا آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے اسے کھایا۔ کچھ دیر بعد آپ نے رومیوں کو چھوڑ کر چلنے کا قصد فرمایا۔ آپ کے گھوڑوں پر سوار ہونے سے جرفاس نے بھی سوار ہونے کا قصد کیا مگر آپ نے اس سے یہ فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں اور اپنی فوج کے اہتمام میں مشغول رہو اور لباس فاخرہ پہنو تا کہ تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب اور خوف گھر کر جائے۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ ساحل بحر میں داخل ہونے سے قبل یوقنا ؒ نے اپنے جنگی فریب کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اس کا قصہ اس طرح

ہوا کہ وادی بنی احمر چونکہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہاں حارث بن سلیم کو مع ان کے قبیلہ اور بنی اعمام کے چھوڑ دیا تھا۔ یہ دوسو گھر تھے اور یہاں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ حضرت یوقناؒ نے سب سے پہلے ادھر کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر ان مسلمانوں پر تاخت و تاج کر کے حضرت حارث بن سلیمؓ نیز ان کے تمام قبیلے کی مشکیں باندھ لیں اور ساحل کی طرف چل پڑے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے چپکے سے حضرت حارث بن سلیمؓ کے کان میں کہہ دیا کہ تم یہ گمان نہ کرنا کہ میں مرتد ہو گیا ہوں بلکہ میں نے آپ کے ساتھ اس لئے ایسا کیا ہے تا کہ رومی اور ساحل کے لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں نے عربوں کے ساتھ مکر کر کے ان کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مسلمان یہ سن کر مطمئن ہوئے اور کہا کہ اگر آپ کا قصد خدا کے دین کو مدد پہنچانے کا ہے تو انشاء اللہ العزیز اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائیں گے۔

حضرت یوقنا کا جرفاس اور اس کی فوج کو گرفتار کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت یوقناؒ نے کچھ آدمیوں کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ جانوروں کو ہکائیں اور قیدیوں کی حفاظت رکھیں۔ جرفاس آپ کی طرف سے مطمئن نہیں تھا مگر جب اس نے مسلمان قیدی آپ کے ساتھ دیکھے تو اسے آپ کے قول کا اعتبار آ گیا۔ حضرت یوقناؒ اور آپ کے ہمراہی جب جرفاس کے پاس سے سوار ہو کر چلے تو انہوں نے رومیوں کو دیکھا کہ وہ ساحل کی طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ یہ ان سے بچ کر طرابلس اور عرفہ کی سڑک پر ہو لئے اور رات کو ساحل کی سڑک پر آ کے ان کے انتظار میں ایک جگہ چھپ کے بیٹھ گئے۔ جرفاس نے اپنا اسلحہ خانہ جو اس کے ساتھ تھا وہ اپنی فوج پر تقسیم کیا اور شام تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جب رات ہو گئی اور ظلمت نے اپنا چاروں طرف تسلط جما لیا تو اس نے گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلوا کر ساحل کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب یہ کمین گاہ کے قریب پہنچا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نیز حضرت فلنطانوسؒ اور آپ کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل نکل کر انہیں گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا اور اتنی بھی انہیں مہلت نہ دی کہ وہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ ان کے سوار دور دور پھیل گئے تا کہ رومیوں کا کوئی شخص بھی بچ کے نہ نکل بھاگے۔ آخر انہوں نے ان تمام کو اپنی حراست میں کر لیا اور جب یہ اچھی طرح ان کے قبضہ میں آ گئے تو یہ چاہا کہ حضرت حارث بن سلیمؓ اور آپ کے ہمراہیوں کو چھوڑ دیں۔ مگر حضرت حارثؓ نے کہا میری رائے میں اگر جناب ہمیں ہماری حالت ہی پر برقرار رکھیں اور علی حالہ ہمیں اپنے ساتھ دشمنوں کے شہروں میں لے چلیں تو مجھے امید ہے کہ ساحل کے جس شہر میں آپ تشریف فرما ہوں گے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس شہر کو آپ پر فتح کر دیں گے۔ حضرت یوقناؒ نے کہا واقعی بہت عمدہ اور صائب رائے ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت یوقناؒ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان تین ہزار قیدیوں کو مضبوط باندھ دیں۔ اس کے بعد اپنے نیز حضرت فلنطانوسؒ کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی منتخب کر کے انہیں ان قیدیوں کے ساتھ کمین گاہ کے طور پر بٹھا دیا اور حکم دیا کہ جس وقت میں تمہیں بلاؤں تم فوراً اس کمین گاہ سے نکل کر میرے پاس چلے آنا۔ ازاں بعد آپ کے ہمراہیوں نے ان قیدیوں کا وہ لباس جو انہوں نے ان سے مال غنیمت میں حاصل کیا تھا پہنا اور انہیں لے کر طرابلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ قسطنطین بن ہرقل نے اہل طرابلس کے نام یہ خبر بھیج رکھی تھی کہ میں نے تمہاری کمک کے لئے جرفاس بن صلیب کی قیادت میں تین ہزار لشکر روانہ کر دیا ہے اس لئے وہاں کے امراء اور سردار نیز تمام رعایا آپ کو وہ کمک سمجھ کر آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ طرابلس میں پہنچ کر اپنے

ساتھیوں کو لئے سیدھے دارالامارات میں پہنچے۔ طرابلس کے معزز لوگ افسران فوج اور امراء دارالامارات میں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو انہیں گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ انہوں نے ان تمام معززان قوم کو گرفتار کر لیا۔

فتح طرابلس

اس کے بعد آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اہل طرابلس! اللہ پاک سبحانہ وتعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو نصرت عطا فرمائی۔ اپنے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کیا۔ ہم لوگ ضلالت کے گڑھے میں گر کر ظلمت کے اندر ہاتھ پیر مار کے صلبان کو سجدہ کیا کرتے تصویروں اور قربان کی تعظیم بجالایا کرتے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے لیے بیوی اور بچے کا اعتقاد رکھا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہماری ہدایت کے لئے باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے ان عربوں کو بھیجا۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کی اور ہم ان کے نبی محمد ﷺ کی برکت سے ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ وہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر پاک اللہ تبارک وتعالیٰ نے توریت میں کیا ہے اور جن کی بشارت حضرت عیسیٰ ؑ نے انجیل میں دی ہے۔ دین اسلام حق ہے اور اہل اسلام کا قول بالکل سچا ہے۔ وہ امر بالمعروف کا حکم کرتے ہیں' بری باتوں سے روکتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں' حق بات بولتے ہیں' صدق کی اتباع کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں' بیوی اور بیٹے سے انہیں منزہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہٗ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور یہ سب باتیں وہی ہیں جن کا اللہ پاک نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو حکم فرمایا ہے۔ یا اہل طرابلس! اب دو ہی باتیں ہیں' یا تو دین اسلام اختیار کر و یا جزیہ دو ورنہ میں تمہیں غلام بنا کر عربوں کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ میرے پاس یہی ہے اور بس۔ والسلام۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی یہ تقریر سن کر فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور بادشاہ کی فوج کو جو ہماری کمک کے لئے آ رہی تھی راستہ ہی میں پکڑ لیا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے کہا سردار! جیسا آپ حکم فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض ادائے جزیہ پر راضی ہوئے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ان دو ہزار آدمیوں کو جنہیں آپ کمین گاہ میں بٹھلا آئے تھے یہ حکم بھیجا کہ وہ یہاں چلے آئیں۔ چنانچہ وہ مع ان تمام قیدیوں اور مال و اسباب کے آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان قیدیوں پر اسلام پیش کیا اور ان کے انکار کرنے پر ان کی گردنیں[1] ماردینے کا حکم دیا۔

ان کاموں سے فراغت حاصل کر کے آپ نے تمام کیفیت قلمبند فرمائی اور اسے حضرت حارث بن سلیم ؓ کے ہاتھ جنہیں آپ نے وادی بنی احمر میں گرفتار کیا تھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں ارسال کر دی۔ حضرت حارث بن سلیم ؓ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور حضرت یوقنا ؒ کا خط پیش کر دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا حارث! کیا میں نے تمہیں اور تمہارے بنی عم کو وادی بنی احمر میں جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ پھر تمہیں طرابلس میں کس نے پہنچا دیا؟ انہوں نے عرض کیا حضرت قضا وقدر نے حضرت یوقنا ؒ نے ہم پر چھاپہ مارا اور ہمیں تاخت وتاراج کر کے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تمام قصہ مفصل بیان کر دیا۔ آپ نے سن کر تعجب کیا اور فرمایا اللھم ثبتھم واید ھم بنصرک۔ بارالہا! آپ انہیں ثابت قدم رکھیے اور اپنی نصرت ومدد سے ان کی اعانت اور تائید فرمائیے۔

---

[1] ایک نسخہ میں ہے کہ انہیں قید ہی میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب ابر کھل گیا تو عمرو بن عاصؓ جابیہ سے چل کر قیساریہ کے دروازوں پر خیمہ زن ہو گئے۔ ادھر حضرت یوقناؒ کو جب اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے طرابلس پر قابض کر دیا اور آپ نے اپنا تسلط جمالیا تو اس کے دروازوں پر اور شہر پناہ کی درستی کر کے آپ نے اسے خوب مستحکم کیا اور اپنے کچھ آدمی اس کے دروازوں پر مسلط کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ شہر سے کوئی آدمی باہر نہ نکلنے پائے۔ طرابلس کی بندرگاہ پر کچھ جہاز آئے پڑے تھے۔ آپ نے ان کا مال واسباب اتار کر انہیں اپنے قبضہ میں کیا اور بحری سفر کے ضروریات کی ہر چیز اہل شہر سے خفیہ خفیہ ان میں رکھوا کر انہیں جوں کا توں اس جگہ کھڑا رکھا اس سے منشاء صرف یہ تھا کہ میں نے جس کام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اہل ساحل کو اس کی کچھ خبر نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ چند دن کے بعد پچاس جہازوں (کشتیوں) کے قریب بندرگاہ کی طرف اور آئے آپ نے اول ان سے کچھ تعارض نہ کیا۔ جب وہ بندرگاہ پر آ کر لنگر انداز ہو گئے تو آپ نے ان کے اندر جو آدمی سوار تھے انہیں اپنے پاس لانے کا حکم دیا جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم جزیرۂ قبرض (قبرس) اور جزیرۂ اقریطش سے آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ جہازوں میں کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہم قسطنطین پسر ہرقل کے پاس اس کی مدد کے لئے فوجیں اور اسلحہ لئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے خوشی کا اظہار کیا خلعت بخشی اور فرمایا تمہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں میں بھی چلوں گا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں مہمان خانہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور کچھ آدمیوں کو ان کے اوپر مقرر کر دیا۔ ازاں بعد ان لوگوں کے پاس جو جہازوں میں سوار تھے آپ نے آدمی بھیجے اور انہیں بھی مہمان خانوں میں مقیم کر دیا۔ کھانا کھانے کے وقت اقسام اقسام کے کھانے اور لذیذ لذیذ طعام ان کے سامنے لائے گئے اور جب وہ اسے کھا چکے تو آپ نے ان سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں بھی بادشاہ کی کمک کے لئے یہاں سے فوجیں ہتھیار سامان رسد غلہ چارہ وغیرہ تمہارے ساتھ لے چلوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات یہاں تین دن قیام فرمائیں۔ انہوں نے کہا ہمیں بہت جلدی ہے ہم یہاں کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر آپ کے کہنے سے تین دن رک گئے تو ہم پر بادشاہ کا سخت عتاب نازل ہوگا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے بہت زیادہ اصرار کیا اور سخت اصرار کے بعد انہوں نے آپ سے ٹھہرنے کا اقرار کر لیا۔ اقرار کے بعد آپ نے ان سے فرمایا اگر چہ آپ حضرات نے مجھ سے ٹھہرنے کا وعدہ کر لیا ہے مگر پھر بھی میرے دل کو اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات رات کو تشریف لے جائیں اس لئے میرے اطمینان کے واسطے آپ جہازوں کے بادبان[1] اور مستول[2] اتار دیں اور یہیں ٹھہریں تاکہ آپ سے بات چیت کرنے میں میرا دل بھی لگا رہے۔ انہوں نے آپ کی اس بات کو مان لیا اور جہازوں کو شہر پناہ کے قریب لا کے کھڑا کر دیا۔ ان میں جو فوجیں تھیں وہ اتر کے شہر میں آ گئیں اور ان کے محافظین کے سوا ان میں اور کوئی نہ رہا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب آپ کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی تو آپ نے ان سب پر قبضہ کر لیا اور جب رات ہوئی تو خارث بن سلیم اور اپنے بنی عم نیز حضرت فلنطانوسؒ کے سپرد طرابلس کا انتظام کیا اور خود جہازوں میں سامان بھروا کر اگلے روز شام کے وقت اپنے آدمیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کر لیا۔ جس روز آپ کے چلنے کا قصد تھا اس روز غروب آفتاب کے وقت اچانک حضرت خالد بن ولیدؓ

[1] یہ شراعات کا ترجمہ ہے۔ [2] یہ مقاذیف کا ترجمہ ہے۔

لشکر زحف کے ایک ہزار سوار لے کر پہنچ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ السلام علیکم کہا تمام قصہ سنایا اپنے جانے کے متعلق ارادہ ظاہر کیا اور طرابلس کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

حضرت یوقناؒ اسی روز رات کو جہازوں میں سوار ہو کر شہر صور کی طرف روانہ ہو گئے۔ صور میں قسطنطین پسر ہرقل کی طرف سے اس کا ایک سردار مویل بن قسطہ مامور تھا اور اس کی قیادت میں اس کے پاس یہاں چار ہزار فوج رہا کرتی تھی۔ صبح ہوتے ہی آپ شہر صور میں پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حکم دیا کہ ناقوس بجائے جائیں اور جہازوں کے نشان بلند کر دیئے جائیں۔ والئی صور ناقوسوں کی آواز سن کر چوکنا ہوا اور اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ امیر البحر نے آ کر اطلاع دی کہ حضور یہ اہل قبرص اور جزیرۂ اقریطش کے جہاز ہیں اور بادشاہ کے پاس سامان رسد لے جا رہے ہیں۔ اہل صور یہ سن کر خوش ہوئے اور والئی صور نے حکم دیا کہ وہ آج اس جگہ قیام کریں۔ حضرت یوقناؒ مع اپنے خاص خاص آدمیوں اور فوج کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ والئی صور نے نہایت تکلف کے ساتھ دستر خوان بچھایا مختلف کھانے اس پر چنے ان کی تعظیم وتکریم کی اور سرداروں کو خلعت دی۔ حضرت یوقناؒ رات کے منتظر تھے کہ رات ہو تو میں اپنے آدمیوں کو لے کر شہر پر چھاپہ ماروں ایک تیزی کے ساتھ حملہ کر دوں۔ آپ کے ساتھ جہازوں سے نوسو (۹۰۰) آدمی شہر میں آئے تھے اور باقی جہازوں میں ہی رہ گئے تھے۔ انہیں آپ نے چلتی دفعہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر میں اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہوں اور میرا مکر وفریب اس قوم میں نہ چلے تو تم فوراً جہازوں سے اتر کر حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں جا کر اس کی اطلاع کر دینا۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصہ سے زیادہ تعجب انگیز کوئی قصہ نہیں سنا کہ جب حضرت یوقناؒ اور آپ نے نوسو ساتھیوں نے والئی صور کے دستر خون پر کھانا کھا لیا تو حضرت یوقناؒ کے بنی عم میں سے ایک آدمی جس کے قلب میں ضلالت نے گھر کر لیا تھا اور جس کے حسد کے اقانیم پر کفر وطغیان نے اپنا تسلط جما لیا تھا چپکے سے والئی صور کے پاس پہنچا اور حضرت یوقناؒ کا تمام منصوبہ اور ارادہ بیان کر کے کہنے لگا کہ اے والئی صور! میں یوقنا کا جس کی تو نے تعظیم وتکریم کی ہے اور جسے تو نے اپنے دستر خوان پر بٹھایا ہے بنی عم ہوں وہ یہاں اس غرض سے آیا ہے کہ تجھے قتل کر کے یہاں کی حکومت پر خود قابض ہو جائے تجھے چاہیے کہ تو اسے اپنے پاس نہ بٹھلائے اور اس کے مکر وفریب میں نہ آئے۔ اس نے جو کچھ تیرے لئے مکر وفریب کا جال بچھا رکھا ہے وہ بہت جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا۔ یوقنا دراصل مسلمان ہے عربوں کا ہمراہی ہو کر بادشاہ کے ساتھ لڑ چکا ہے۔ نیز جرفاس بن صلیبا کو گرفتار کر کے طرابلس بھی فتح کر چکا ہے۔

حضرت یوقناؒ کی گرفتاری

والئی صور یہ سن کر اس کے کہنے کو حرف بحرف صحیح سمجھا اور اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کے آپ کو نیز آپ کے ان نوسو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ایک شور وغوغا پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ کے آدمی جو جہازوں میں تھے یہ شور سن کر سمجھ گئے کہ دشمن نے انہیں گرفتار کر لیا ہے انہیں سخت صدمہ ہوا اور اپنی جانوں کا بھی خوف ہو گیا کہ مبادہ وہ اب اس طرف کا رخ کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپ اور آپ کے ساتھی پابہ زنجیر ہو گئے تو سردار مویل بن قسطہ نے ایک ہزار سوار ان پر متعین کر کے

انہیں یہ حکم دیا کہ اسی وقت انہیں بادشاہ کے حضور لے جاؤ اور یہ کہو کہ آپ کو جو کچھ منظور ہو ان قیدیوں کے ساتھ آپ وہی سلوک کریں۔ اس کے بعد عوام نے آپ پر ہجوم کیا اور طعنے دے دیکر کہنے لگے کہ عربوں کے دین میں تم نے کیا خوبی دیکھی جو اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ان کا دین اختیار کر لیا۔ دراصل تمہیں مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور اپنی درگاہ سے دور پھینک دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ان ایک ہزار سوار نے ان قیدیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کیا تو شہر کے دروازہ سے ایک شور اٹھا اور گاؤں کے لوگ شہر پناہ کی طرف دوڑے اور صور کی آبادی کے قریب جو لوگ آباد تھے انہوں نے بھاگ بھاگ کر آہ و واویلا مچایا اہل صور نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہماری طرف عرب بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ جب قیساریہ [1] پر خیمہ زن ہوئے تھے تو آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو دو ہزار فوج دے کر صور کے محاصرہ کے لئے ادھر روانہ کر دیا تھا۔ والئ صور نے جب یہ سنا تو اس نے حکم دیا کہ دروازہ بند کر دیا جائے اور شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر شہر کو آلات حرب سے درست کیا جائے۔ لوگ شہر پناہ پر چڑھ گئے اور برجوں میں مقیم ہوئے اور منجنیقوں اور ڈھلواسیوں سے اسے آراستہ کیا۔ اس کے بعد والئ صور نے حضرت یوقناؓ اور آپ کے ہمراہیوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں قیصر صور میں لے جا کر قید کریں اور سختی سے ان کا پہرہ رکھیں۔ اہل صور تمام رات پہرہ دیتے رہے۔ انہوں نے شہر پناہ کی دیوار پر آگ روشن رکھی شراب پیتے رہے اور تمام رات باجے بجا بجا کر اس پر ناچتے اور گاتے رہے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو والئ صور نے شہر پناہ پر چڑھ کر حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی فوج کو دیکھا چونکہ آپ کی فوج ظفر موج بہت کم تھی اس لئے اسے بہت ہلکا خیال کر کے کہنے لگا۔ مسیح کی قسم یہ بہت معمولی لشکر ہے میں اس سے ضرور لڑوں گا اور ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوجی لباس پہنا اپنی فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی فوجی وردیاں پہنیں زرہیں لگائیں اور تلواریں حمائل کیں۔ والئ صور نے حضرت یوقناؓ کو اپنے چچازاد بھائی باسیل بن منجائیل کی حفاظت اور نگرانی میں چھوڑا اور خود فوج لے کر عربوں کے مقابلے کے لئے نکلا۔

کہتے ہیں کہ باسیل بن منجائیل نے کتب قدیمہ اور اخبار ماضیہ کا مطالعہ کیا تھا نیز بحیرہ راہب کے صومعہ میں جناب محمد رسول اللہؐ کی بھی زیارت کی تھی۔ زیارت کرنے کا اتفاق اس طرح ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ یہ بحیرہ راہب سے ملنے اور ملاقات کرنے کے لیے اس کے پاس گیا تھا۔ اتفاق سے قریش کا قافلہ بھی جس میں خدیجہ بنت خویلدؓ کے اونٹ اور جناب محمد رسول اللہؐ تشریف فرما تھے وہاں آ گیا تھا۔ بحیرا راہب نے قافلہ کی طرف دیکھا رسول اللہؐ قافلہ کے درمیان میں تھے۔ ایک بدلی نے دھوپ کی وجہ سے آپ کے سر پر سایہ کر رکھا تھا اور ڈھیلے اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے جاتے تھے۔ بحیرا راہب نے جب یہ دیکھا تو کہا خدا کی قسم! یہ تو اس نبی کی صفات ہیں جو تہامہ سے مبعوث ہوگا۔ یہ قافلہ اسی جگہ مقیم ہو گیا رسول اللہؐ تن تنہا ایک خشک درخت کے نیچے جا کر اس کی جڑ سے تکیہ لگا کے لیٹ

---

[1] یہاں مصنف کو پھر تسامح ہوا ہے پہلے نخل کی جنگ میں جہاں ہم نے تسامح کے متعلق بہت بڑا حاشیہ دیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص کی تقریر میں مصنف نے یہ کہا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت قنسرین کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور یہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ قنسرین غلط ہے ممکن ہے کتابت کی غلطی ہو بلکہ صور کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں درست ہے۔ بہر حال وہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نخل کی جنگ سے پہلے ہی حضرت یزید دو ہزار فوج لے کر چل پڑے تھے اور اب مصنف یہ کہتا ہے کہ قیساریہ میں یعنی نخل کی جنگ کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے انہیں صور کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شبیر احمد انصاری مترجم۔

گئے۔ وہ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا کونپلیں پھوٹ آئیں شاخیں جھک گئیں اور پھل لگ گئے اور ایک دم پختہ ہو گئے۔ بحیرا راہب اور یہ باسیل یہ تمام باتیں دیکھ رہے تھے۔

بحیرا راہب نے یہ دیکھ کر قریش کی ضیافت کی کھانا تیار کرایا اور ان کی دعوت دی۔ قریش صومعہ میں داخل ہوئے اور اصل مقصود یعنی سید الکونین اور اشرف الموجودات جناب محمد ﷺ اونٹوں کو چرانے کے لئے وہیں رہ گئے۔ بحیرہ راہب نے ابر کی طرف دیکھا کہ وہ اس طرح وہیں سایہ کئے ہوئے ہے۔ قریش سے کہنے لگا کہ کیا آپ حضرات میں سے کوئی صاحب رہ بھی گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ایک لڑکا قافلہ کی حفاظت اور اونٹوں کے چرانے کے لئے رہ گیا ہے۔ اس نے کہا اس لڑکے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ الہ وسلم) بحیرا نے کہا کیا اس کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ بحیرا نے کہا کیا اس کی کفالت اور پرورش ان کے دادا چچا نے کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں بحیرا نے کہا معاشر القریش خدا کی قسم وہ لڑکا تمہارا سردار ہے اسی کی وجہ سے دنیا میں تمہاری قدر و منزلت ہوگی اور اسی کے سبب معزز کہلاؤ گے۔ اس کی قدر کرو اور تعظیم و تکریم بجالاؤ۔ انہوں نے کہا آپ کو اس کی کیا خبر اس نے کہا جب تم یہاں آئے تھے تو کوئی پتھر ڈھیلا اور درخت ایسا نہیں رہا تھا کہ جو ان کے لئے سجدہ میں نہ گرا ہو۔

واقدیؒ کہتے ہیں باسیل کو اس سے بڑی حیرت ہوئی تھی اور بحیرا راہب نے جسے ان باتوں سے مطلع کیا تھا وہ اس نے اپنے دل میں رکھی تھیں اور کسی سے ظاہر نہیں کی تھیں اور یہ اپنے دل میں سمجھ لیا تھا کہ بحیرا راہب جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل سچ کہتا ہے اس نے اسے یہاں تک چھپایا کہ حضرت یوقناؒ گرفتار ہو کر اس کی حراست میں آئے اس نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا بحیرا راہب نے مجھے اس کی بشارت دی تھی اسلام واقعی بالکل سچ اور حق مذہب ہے۔ اگر میں نے اس قوم کو چھوڑ دیا تو ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دیں۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اپنے مومنین بندوں کے لیے اللہ پاک کی سب سے بڑی حسن تدبیر یہ تھی کہ والئ صور جب حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے مقابلہ کے لیے نکلا تھا تو اس نے شہر کے کل جوان آدمیوں کو اپنے ساتھ لے لیا تھا اور شہر میں محض صغیر سن بچے اور سال خوردہ بزرگ ہی رہ گئے تھے وہ بھی مسلمانوں اور والئ صور کی جنگ کا انجام دیکھنے کے لیے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھے ہوئے تھے۔ باسیل بن منجائیل نے جب شہر کو اس طرح خالی دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ صور کے کم سن اور مسن لوگ لڑائی کے دیکھنے میں مشغول ہیں تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ انہیں چھوڑ دینے کا اچھا موقع ہے۔ یہ سوچ کر یہ رات کا منتظر ہوا اور غروب آفتاب کے بعد یہ حضرت یوقناؒ کے پاس آ کر کہنے لگا معزز سردار! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو خیر باد کہہ کر ان عربوں کا مذہب کیوں اختیار کر لیا اور اس میں آپ نے ایسی کیا خوبی اور حقانیت دیکھی کہ باوجود یہ کہ رومی قوم آپ کو اپنی پشت پناہ اور قوت بازو خیال کرتی تھی مگر ان سب کو چھوڑ چھاڑ کر اس مذہب کی اطاعت کر لی۔ آپ نے فرمایا باسیل جو حقانیت اس کے اندر تم نے دیکھی ہے وہی میں نے دیکھی تھی اور جو صداقت اس کی تم پر ظاہر ہوئی ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوئی تھی تم اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہو مجھے ہاتف نے مخاطب کر کے یہ ندا دی ہے کہ باسیل کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کر دی ہے باسیل! تمام تعریفیں اس اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے ہمیں اور تمہیں ہدایت کی۔ ضلالت کے گڑھے سے بچایا دین میں شامل کیا اور ہماری رہائی کو تمہارے ہاتھوں سے مقدر کر دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر باسیل کے ایمان نے اور زیادتی کی یقین بڑھا اور تصدیق ہوگئی کہنے لگا یوقنا خدا کی قسم! آپ کی زبان پر حق جاری ہوگیا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے صداقت ظاہر کردی۔ تمام تعریفیں اور شکر اسی معبود کے لیے سزاوار ہیں جس نے میرے دل سے غفلت کے پردہ کو اسی وقت جبکہ میں نے بحیرا راہب کے صومعہ میں اہل مکہ کے قافلہ کے اندر اس قوم کے نبی کو دیکھا تھا دور کردیا تھا۔ میں نے ان کی نشانیوں اور دلائل میں سے یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جس جگہ آپ تشریف لے جاتے تھے اس جگہ آپ کے ساتھ ساتھ درخت چلتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا برابر سایہ کرتا ہوا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ آپ نے ایک خشک درخت سے تکیہ لگایا تھا تو وہ اسی وقت سرسبز شاداب ہوکر پھل لے آیا تھا اور وہ پھل اسی وقت پختہ ہوگئے تھے۔ بحیرا راہب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے کتب سابقہ اور علوم ناطقہ میں یہ پڑھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت اس درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھی ہے۔ رسول اللہؐ نے جب اس کا تکیہ لگایا تھا تو فوراً اس میں کونپلیں پھوٹ آئی تھیں شاخیں سرسبز ہوگئی تھیں اور پھل لگ کر فوراً پختہ ہوگئے تھے میں نے یہ دیکھ کر اس سے سخت تعجب کیا تھا نیز میں نے بحرا راہب کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا اس پر ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا اس کیلئے خوشخبری ہے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد باسیل نے حضرت یوقناؒ سے کہا کہ میں اس سبب سے اب تک رسول اللہؐ پر ایمان لانے سے رکا رہا کہ میں بحیرا راہب کے پاس سے آ کے تجارت کے لیے قسطنطنیہ چلا گیا تھا وہاں سے بلاد روم میں ایک مدت تک مقیم رہ کے یہیں بسر کرتا رہا۔ مدت دراز کے بعد قیساریہ آیا تو رومیوں کو اس پرآشوب زمانہ کے ہاتھوں مبتلا پایا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حجاز میں ایک نبی جن کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مبعوث ہوئے ہیں انہیں ان کی قوم نے مکہ سے نکال دیا ہے اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس مدینہ کی طرف جسے تبع نے آباد کیا ہے چلے گئے ہیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کی اعانت فرمائی ہے اور انہیں ان کی قوم پر غالب کردیا ہے۔ میں ہمیشہ ان کے حالات پوچھتا رہا اور ان کی خبریں معلوم کرتا رہا روزانہ ان کی خبریں بڑھتی جاتی تھیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ نے انہیں اپنے پاس بلالیا اور ان کے لیے وہ چیز پسند کی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عمدہ تھی۔ آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں مگر کچھ مدت کے بعد آپ کا بھی انتقال ہوگیا ور امر خلافت حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف منتقل ہوا۔ آپ نے ہمارے شہروں کو فتح کیا۔ بادشاہوں کو ذلیل کر کے ان کے لشکروں کو شکست دی اور شام کو فتح کرلیا۔ میں آپ کے یہاں تشریف لانے تک برابر امید کرتا رہا کہ ممکن ہے آپ اس ساحل میں قدم رنجہ فرمائیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہٗ آپ حضرات کو یہاں لے آئے۔ حضرت یوقناؒ نے فرمایا اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! یہی کہ اپنی قوم سے جدا ہوکر آپ حضرات کی اتباع کروں کیونکہ حق ظاہر ہوچکا ہے۔

حضرت یوقنا اور آپ کے ساتھیوں کی رہائی

اس کے بعد اس نے آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو کھول دیا اسلحہ دیئے اور کہا اس شہر کی تمام کنجیاں میرے پاس ہیں اہل شہر شہر سے باہر عربوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہیں اور شہر میں ایسا کوئی آدمی نہیں جس سے کسی طرح کا خوف ہے اس لئے اللہ کا نام

لے کر اٹھیے اور اپنا کام شروع کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ خیراً باسیل! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ نجات کے راستے پر چلایا اور نیکی کو تم پر ختم کر دیا۔ اب ہم پر یہ واجب ہو گیا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور اپنی کشتیوں کی طرف آدمی بھیج کر اپنے ان آدمیوں کو کہلا بھیجیں کہ ان سے اتر کر وہ بھی ہمارے پاس آ جائیں وہ اور ہم سب ایک ہو جائیں۔ باسیل نے کہا میں انشاء اللہ العزیز بہت جلدی ایسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد باسیل ؓ خفیہ خفیہ باب البحر پر گئے دروازہ کھولا حضرت یوقنا ؓ کے بنی عم سے ایک آدمی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ دونوں ایک کشتی پر سوار ہو کے جہازوں کے پاس گئے اور ان جہاز والوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔ اہل صور اپنے جہازوں کو لے کر آگے بڑھے اور شہر کے قریب آ کے اتر اتر کر تمام آدمی شہر میں داخل ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ ان جہازوں کی طرف سے بالکل اندھے ہو گئے۔

اس کارروائی کے بعد حضرت باسیل ؓ نے حملہ کا ارادہ کیا مگر حضرت یوقنا ؓ نے انہیں روک دیا اور فرمایا یہ میری رائے کے خلاف ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات میں سے ایک آدمی اللہ پاک جل جلالہٗ کے راستہ میں اپنی جان کو وقف کر کے خفیہ طور سے چور دروزہ کے ذریعے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ جائے اور حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ہماری تمام کیفیت سے مطلع کر دے تا کہ جس وقت ہم یہاں حملہ کریں تو ہماری آوازوں اور اہل شہر کی چیخ وپکار سے مسلمان کسی طرح کا خوف نہ کریں بلکہ کفار کے مقابلہ میں اور زیادہ مستعد اور تیار ہو جائیں۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا اس کام کو میں کروں گا۔ یہ تبدیل وضع کر کے شہر سے باہر نکلا اور حضرت باسیل ؓ نے اسی وقت دروزہ کو بند کر لیا۔ یہ شخص چل کر حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت یوقنا ؓ اور حضرت باسیل ؓ کی کیفیت اور ارادہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے اللہ جل جلالہٗ کے لئے سجدہ شکر کیا اور فوج میں منادی کرا دی کہ فوراً تیار ہو جائیں رومیوں پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت یوقنا ؓ نے جب یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی تیاری مکمل ہو چکی ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پانچ سو آدمی شہر پناہ پر چڑھ کر حملہ کریں حضرت باسیل ؓ نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کالانعام کا قتل مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے کیا تعجب ہے کہ اللہ جل جلالہٗ انہیں نور اسلام کی شمع سے منور کر دیں اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ آپ کچھ آدمیوں کو شہر پناہ کے زینے کی دوسری طرف مقرر کر دیں تا کہ وہاں سے کوئی آدمی نیچے اتر کر آپ پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ آپ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور کچھ آدمیوں کو زینے کے پاس مقرر کر دیا۔ حضرت یوقنا ؓ نے یہ انتظام کر کے ایک دل ہلا دینے والی آواز میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگایا اور تکبیر کے فلک شگاف آوازے" سے تمام شہر کو گونجا دیا۔ کلمہ توحید کی آواز سن کر اہل شہر لرزہ براندام ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ شہر کے قیدی چھوٹ کر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ سوچتے ہی ہر شخص متحیر ہو گیا عقلیں جاتی رہیں دل کانپنے لگے اور اپنے مال گھر بار اولاد اور بیوی بچوں کی طرف سے فکر مند ہو کے محو حیرت ہو گئے۔ جو شخص گھر میں موجود تھا وہ وہیں کا وہیں رہ گیا اور نکلنے تک کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے شہر میں سے یہ آواز سن کر سمجھ لیا کہ شہر میں مسلمان حملہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے بھی تکبیر وتہلیل کے فلک بوس نعرے مارے اور آپ کے ساتھ تمام اسلامی فوج نے بھی اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ فضائے آسمانی کو گونجا دیا۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ والئ صور نے شہر میں سے جب تکبیر وتہلیل کے نعرے اور شور شغب کی آوازیں سنیں تو یہ سمجھ گیا کہ حضرت

یوقنا ؓ اور آپ کے ہمراہی قید سے چھوٹ گئے ہیں اور یہ ان ہی کے کرتوت ہیں۔ اس کی فوج کے دل چھوٹ گئے قلوب میں خوف راسخ ہو گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو وہاں چاروں طرف آگ روشن دکھائی دی اور لڑائی کے لئے انہیں آمادہ دیکھا۔ چونکہ فوجی سپاہیوں کے دل اپنے مال' اولاد' گھربار اور زن و فرزند کے ساتھ معلق تھے جو شہر میں موجود تھے۔ نیز قسطنطین پسر ہرقل کی طرف سے کمک کی امید منقطع تھی کیوں کہ قیساریہ پہلے ہی فتح ہو چکا تھا اس لئے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ میدان سے پشت دے دے کر بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور جہاں کہیں ملے پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کے اس مال و اسباب کے جو یہ چھوڑ کے بھاگے تھے مالک ہو گئے۔

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو حضرت یوقنا ؓ نے شہر میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھولا حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ شہر کے اندر داخل ہوئے۔ آپ نے رومیوں کے مال اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جو شخص شہر پناہ کے اوپر تھے انہوں نے امان امان پکارنا شروع کر دیا۔ آپ نے انہیں امان دے دی۔ وہ دیوار سے نیچے اترے حضرت یزید بن ابوسفیان ؓ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے لیے تمام تعریفیں ثابت ہیں ہمارے لیے اس شہر کو تلوار کے زور سے فتح کرا دیا ہے اور اب تم ہمارے غلام ہو ہم جیسا چاہئیں تمہارے ساتھ سلوک کر سکتے ہیں مگر ہم وہ قوم ہیں جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور جو قول کسی کو دیتے ہیں تو اسے سچ کر دکھاتے ہیں۔ اب ہم تمہیں امان دیتے ہیں اور آپ کی جانوں کو اپنی حفاظت اور ذمہ داری میں لیتے ہیں۔ البتہ جو شخص تم میں سے ہمارے دین میں داخل نہ ہو گا اسے ہر سال ہمیں جزیہ دینا ہو گا اور جو مسلمان ہو جائے گا اس کا اور ہمارا حال یکساں ہو گا۔ ان لوگوں نے اسے منظور کیا اور اکثر مسلمان ہو گئے۔

قسطنطین پسر ہرقل کو جب یہ خبر پہنچی کہ صور فتح ہو گیا ہے اور مسلمان فاتحانہ شان سے اس میں داخل ہو گئے ہیں تو اس نے سمجھ لیا کہ اب میں ان کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ یہاں رہ کر اب میری جان کی خیر ہے۔ یہ موقع کی تاک میں لگا رہا اور ایک روز موقع اور فرصت دیکھ کر اپنا خزانہ' مال' ذخیرہ' زن و فرزند' مصاحب اور غلام جہاز میں بٹھلا کر رات کو قسطنطنیہ کی طرف اپنے باپ کے پاس چل دیا۔

فتح قیساریہ

واقدی ؒ کہتے ہیں کہ اہل قیساریہ نے جب قسطنطین پسر ہرقل کو اس طرح خفیہ خفیہ دم دبا کر بھاگتے دیکھا تو یہ اس کے چلے جانے کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور قیساریہ کے سپرد کر دینے اور صلح کرنے کے متعلق گفت و شنید کرنے لگے۔ آپ نے دو لاکھ درہم اور اس مال پر جو قسطنطین پسر ہرقل نے وہاں چھوڑا تھا صلح کرنے کو کہا۔ انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ آپ نے انہیں عہد نامہ مرتب کر کے دے دیا۔ جب صلح کامل ہو چکی اور عہد نامہ دے دیا گیا تو آپ نیز مسلمان قیساریہ میں داخل ہوئے۔ قسطنطین جو مال و اسباب چھوڑ گیا تھا اور اس کی کشتیوں میں نہیں آیا تھا آپ نے اس پر قبضہ کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب ؓ کے حکم کے موافق آئندہ سال سے ہر ایک آدمی پر چار دینار مقرر کر دیئے گئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت یاسر بن عمار بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ؐ کے ایک سو صحابہ ؓ دے کر انہیں شہر صور کی حکومت کے لیے روانہ کیا اور عدل و انصاف اور تقویٰ و طہارت کی ہدایت فرمائی۔ حضرت یاسر بن عمار بن سلمہ ؓ ایک مسن اور بوڑھے شخص تھے اور

حضور اکرم ﷺ کے ہمرکاب ہو کر غزوۂ حنین اور غزوۂ نضیر میں لڑ چکے تھے بلکہ ان کے بھائی غزوۂ حنین کے روز سخت معرکہ کی لڑائی لڑ کر مالک بن عون نضیری کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے تھے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے دو لاکھ درہم اور قسطنطین کے بقیہ خزانہ پر اہل قیساریہ سے صلح کر لی تو آپ وسط رجب المرجب ۱۹ ہجری بدھ کے روز جبکہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت کو چار سال اور چھ ماہ ہوئے تھے قیساریہ میں داخل ہوئے۔

فتح دیگر مقامات شام

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب اہل املہٗ رینہٗ عکہ' یافا' عسقلان' غزوہ' نابلس اور طبریہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ قیساریہ فتح ہو گیا ہے تو ان مقامات کے لوگ بھی آ آ کے آپ کے ذمہ میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اسی طرح اہل جبلہ' بیروت اور لاذقیہ بھی آپ کی ماتحتی میں آ گئے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام ملک شام کا بہ طفیل سید المرسلین و بہ برکت رحمۃ العالمین مالک کر دیا۔

صلی اللہ تعالی علیه وسلم وشرف وکرم ورضی اللہ من اصحاب الاخیار واله الا برار وازواجه الاطهار وهذا ما انتهى الينا من فتوح الشام على اتمام و الكمال ونعوذ بالله من الزيادة والنقصان۔

تمت بالخیر

اردو ترجمہ

تالیف

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 7321118

صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے

مکتبہ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ
اردو بازار لاہور فون: 37321118